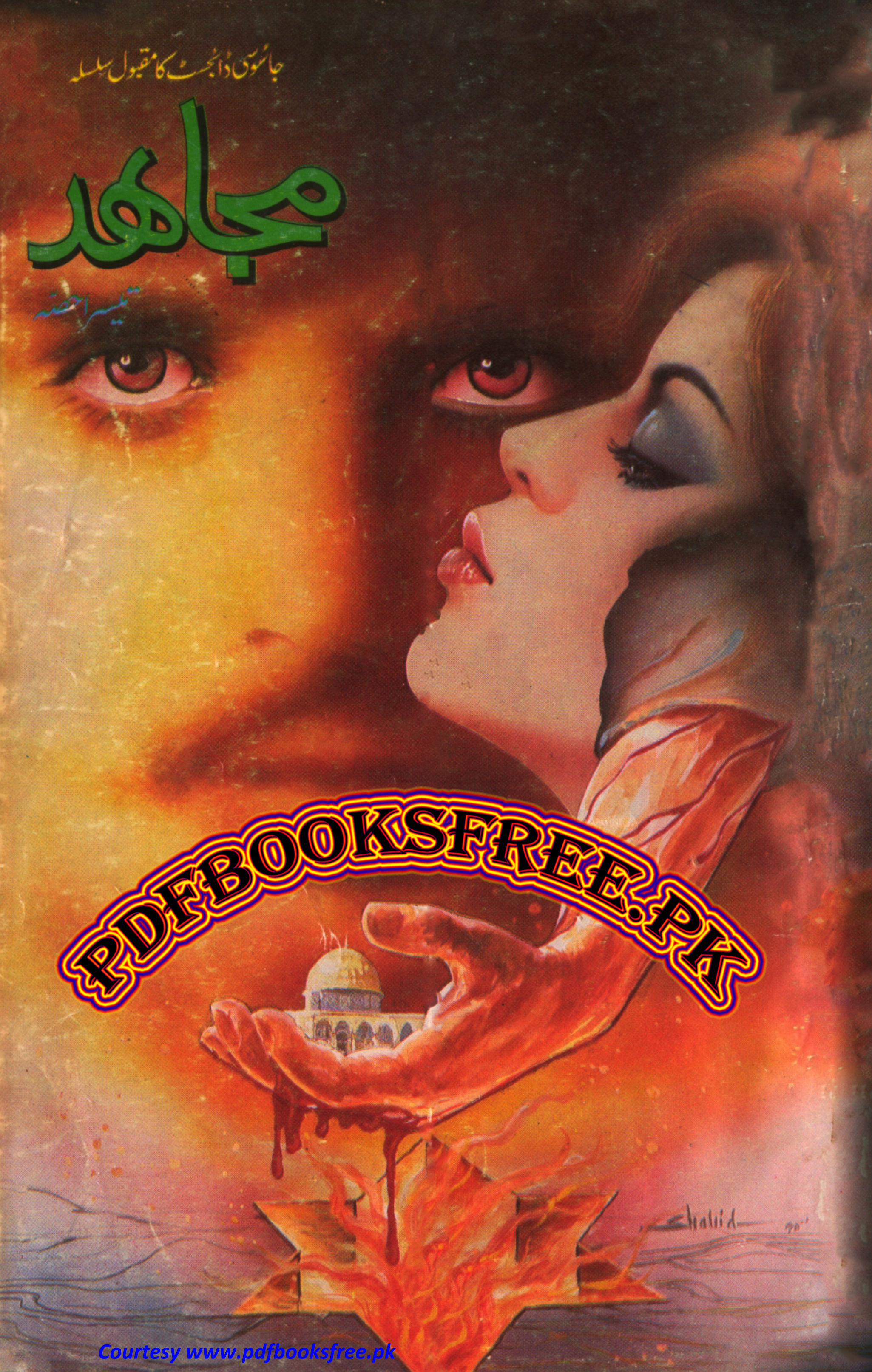

PDFBOOKSFREE.PK
Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جاسوسی ڈائجسٹ کا مقبول سلسلہ

آزمائش کی کڑی دھوپ میں ایک پاکستانی جانباز کا سفر

تیسرا حصہ

مجاہد

2263

علی یار خان

ایک راندۂ درگاہ قوم کی عیاریوں کا طلسم خانہ

ایک ٹھکرائے ہوئے قبیلے کی وحشتوں کا خوں رنگ فسانہ

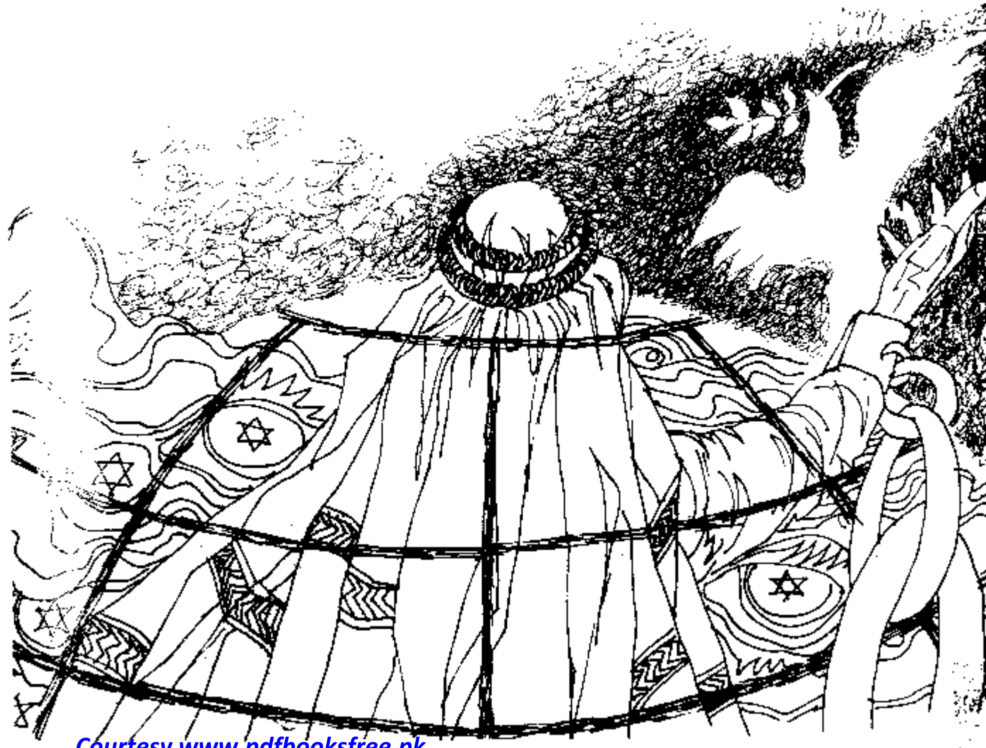

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

انسانی زندگی واقعات کا ایک عجائب خانہ ہے۔ جس طرح ایک چنگاری کبھی کبھی خرمن کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہے، اسی طرح کوئی معمولی سا واقعہ بھی کسی کی زندگی کا نقشہ تبدیل کر دیتا ہے، سوچ کے زاویے بدل دیتا ہے۔ یہ ایک ایسے آشفتہ مزاج، شوریدہ سر نوجوان کی سرگزشت ہے جس کی رگوں میں دوڑتا ہوا لہو دہکتا ہوا لاوا بن گیا تھا۔ اس کے ہر مسام جاں سے شرارے چھوٹنے لگے تھے۔ ایک بظاہر چھوٹے سے واقعے نے اس کے کاروانِ حیات کی راہیں بدل دی تھیں۔ اس کی عقابی نگاہ دن میں کچھ اور ہی منزلیں آتی تھیں۔ ہر جگہ، ہر کوچہ دہر میں فتنہ یہود سے برسر پیکار رہنا ہی اس کا مقصد حیات ٹھہرا۔

2263

مجاہد

اسے اپنے کانوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ پہلے وہ حیرت سے مجھے تکتی رہی پھر اس کی آنکھوں کے بند سوتے کھل گئے۔ ان سے آنسوؤں کی دھاریں پھوٹ نکلیں، وہ بلک بلک کر رونے لگی۔

"کہاں چلے گئے تھے بھائی، کہاں تھے اب تک، پہلے کیوں نہ آ گئے۔ میں نے تو بڑا انتظار کیا تھا تمھارا، بہت سوچا میں نے کہ کوئی میری آرزوؤں کو پامال نہ ہونے دے، کوئی مجھے سنبھال لے، میں گرنا نہیں چاہتی تھی بھائی مگر کیا کرتی، پاؤں بے جان تھے۔ دور دور تک بے آب و گیاہ صحرا پھیلے ہوئے تھے۔ ماں بھائی بھوک سے لب گور تھے۔ تب میں نے خود کو دفن کیا۔ سب کو بھول گئی، سب کچھ بھول گئی۔ بہت دیر سے آئے بھائی، بہت دیر سے آئے۔"

•

میری آنکھیں بھی بھیگنے لگیں۔ ازیرہ میرے سینے سے لگی تھی۔ پاکستان یاد آ رہا تھا۔ اس لمس میں سچائی زندہ تھی۔ میں نے گلوگیر لہجے میں کہا "شرمندہ ہوں بہن، معاف کر دو۔"

رفتہ رفتہ ازیرہ کے دل کا غبار نکل گیا۔ میری آنکھیں بھی دھل گئی تھیں۔ آنسو دل پر کتنا بڑا بوجھ ہوتے ہیں۔ اس کا احساس شاید زندگی میں پہلی بار ہوا تھا۔

وہ سنبھل گئی۔ بڑی اپنائیت بڑا پیار نظر آ رہا تھا اس کی آنکھوں میں۔ وہ پرسکون ہو گئی تھی پھر اس موضوع پر کچھ نہیں کہا اس نے۔ رونے دھونے سے ایک عجیب سا ذہنی سکون ملا تھا۔

میں نے ازیرہ سے اس کے بارے میں مزید تفصیلات پوچھیں۔ شتیلا کیمپ کے مغربی حصے میں اس کا خاندان آباد تھا۔ اس خاندان کی کہانی وہ سنا ہی چکی تھی۔

میں نے اپنے بارے میں کافی سوچا تھا۔ بڑی گہری چوٹ تھی سینے پر۔ عجیب عجیب خیالات دل میں ابھر رہے تھے۔ لعنت ہے یار، سوچا ہی کیوں تھا کہ ان جذبوں کو کوئی نام ملے۔ کیا ضرورت تھی بیروت آنے کی، جذبات کا جشن تو یہاں سے دور رہ کر بھی جاری رہ سکتا تھا۔ وہ بھی انسان تھے بھٹک گئے ہوں گے۔ علی یاد نہ رہا انھیں۔ دشمنوں کی چال کارگر ہو گئی۔ ہاں، بے قصور تو وہ بھی تھے، اپنے گھروں کو ترسے ہوئے لوگ۔ موت کے منہ میں ہاتھ ڈال دیا تھا انھوں نے۔ گھر یا موت، ایک ہی تصور تھا ان کے ذہنوں میں، سازش کیسے برداشت کر سکتے تھے۔ بس ایک غلطی کی تھی انھوں نے۔ پہلے مکمل تحقیقات کرتے، حقیقت کھل جانا اتنا مشکل نہ ہوتا۔ یہ نہیں کیا تھا انھوں نے میرے لیے، اتنی سی شکایت تھی ان سے۔

ازیرہ نے اس کے بعد میرے بارے میں کچھ نہیں پوچھا تھا۔ پہلے کچھ اور تھی وہ، اب احترام کا جذبہ پیدا ہو گیا تھا اس کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دل میں۔ لباس تک مقتول پہن لیا تھا اس نے، ایک بہن کے روپ میں نظر آ رہی تھی۔

سارا دن اس کے ساتھ گزر گیا۔ رات کے کھانے تک میں پُرسکون ہو گیا تھا۔ ایک فیصلہ کر لیا تھا دل میں۔

"اب تم نے کیا سوچا ہے ازیرہ؟"

"کچھ نہیں بھائی۔" وہ آہستہ سے بولی۔

"مجھے ماں اور بابا کے پاس کب لے چلوگی؟"

"جب تم کہوگے۔"

"ان کے علم میں تو یہ ہے کہ تم یمن میں ہو۔"

"ہاں۔"

"اچانک ان کے سامنے پہنچوگی تو انھیں تعجب نہ ہوگا؟"

"نہیں۔ جب بھی ان سے ملنے جاتی ہوں، اچانک ہی جاتی ہوں۔"

"کل شام کو چلیں گے ہم۔ ٹھیک ہے۔"

"جی۔" اس نے کہا۔

"سنو ازیرہ! میرے پاس ایک بڑی رقم ہے۔ تقریباً بیس لاکھ ڈالر۔ کچھ رقم مجھے درکار ہوگی، بہت معمولی سی۔ باقی تم اپنے طور پر خرچ کروگی۔ اس رقم کا پچیس فیصد تمھارا ہے۔ باقی رقم تم اپنے جیسے لوگوں پر خرچ کروگی۔ تم اس ماحول اور وہاں کے ضرورت مندوں کے بارے میں بہتر طور سے جانتی ہی ہو۔"

"بب... بیس لاکھ ڈالر!" ازیرہ نے حیرت سے کہا۔

"ہاں ازیرہ! ان میں سے پانچ لاکھ ڈالر تمھارے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ تم دونوں مجاہدوں کی بہترین تربیت کروگی، اپنے والد کی ٹانگوں کا علاج کراؤگی۔ انھیں مصنوعی ٹانگیں لگوا دینا۔ اپنے لیے بہترین زندگی تلاش کرنا، بھول جانا ماضی کے اس ہولناک دور کو۔ تم ایک مجاہدہ ہو ازیرہ! اور اسی حیثیت میں تمھیں زندگی گزارنا ہے، تمھارے چہرے کا کوئی نقش میلا نہیں ہوا۔ بات جذبوں کی ہوتی ہے ازیرہ، بُرائی انسان کی ذات کے باہر ہوتی ہے اندر نہیں۔"

"کاش، خدا یہ سب کچھ بھولنے میں میری مدد کرے۔ کاش..."

"ضرور کرے گا ازیرہ۔ تمھیں وعدہ کرنا ہوگا، اپنے داغدار ماضی کو بھول جاؤگی، یہ تمھارا نہیں، حالات کا قصور تھا۔" میں نے اسے دلاسا دیا، وہ خاموش بیٹھی رہی۔

*

دوسرے دن میں نے بینک سے اس رقم کا ایک بڑا حصہ نکال لیا۔ ازیرہ کو ساتھ لیا، اس کے اہلِ خاندان کے لیے خریداری کی، پھر دکھ بھری اس بستی میں پہنچ گیا جہاں انسان جانوروں کی مانند زندگی گزار رہے تھے۔ زندگی کی دلکشی سے محروم لوگ زندگی کا بوجھ گھسیٹ رہے تھے۔ ایک بیمار اور مدقوق ماحول میرے سامنے تھا۔ ایک بوڑھی عورت نے ازیرہ کو دیکھا اور مرجھائی آنکھوں کے چراغ جل اٹھے۔

"ارے، تُو آ گئی ازیرہ!"

"ہاں مادر۔ بھائی میرے ساتھ ہیں۔"

"کون عاقل، محمود؟" بوڑھیا بے اختیار چیخی لیکن پھر خود ہی اپنی بدحواسی پر نادم ہو گئی۔ یہ دونوں تو شہید ہو چکے تھے۔

"کون ہیں یہ؟"

"تمھارا عاقل ہوں ماں، تمھارا محمود ہوں۔" میں نے کہا۔ اور بوڑھی مجھے دیکھتی رہی پھر آگے بڑھی اور مجھے اپنی کمزور بانہوں میں بھینچ لیا۔

"اس نام سے بھی منسوب ہو تو مجھے پیارے ہو۔" وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ دل میرا بھی بھرا ہوا تھا، آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ بہرحال، یہ رقّت انگیز مناظر تو جگہ جگہ بکھرے ہوئے تھے۔ ازیرہ کے باپ احمد ناصری اور دونوں بھائیوں سے بھی ملاقات ہوئی۔ اس بے سکون دنیا میں دل کو بڑا سکون ملا تھا۔

میں نے کئی دن وہاں گزارے۔ ماں سے ازیرہ کے بارے میں بات کی تو اس نے کہا۔ "ہم جن حالات میں زندگی گزار رہے ہیں بیٹے! وہ صرف زندہ رہنے کی اجازت دیتے ہیں۔ مزید گنجائش کہاں ہے۔"

"زندگی کے کچھ تقاضے بھی ہوتے ہیں ماں۔ کیا ازیرہ ہمیشہ یونہی زندگی گزارتی رہے گی؟"

"اس کی گنجائش کہاں ہے، تم جانتے ہو علی! ازیرہ یمن میں رہتی ہے۔ اس مجبور و تباہ حال خاندان کا سارا بوجھ اسی کے شانوں پر ہے۔ میں بھی دوسرے انسانوں کی مانند خودغرض ہوں، زندہ رہنا چاہتی ہوں۔ اس کی شادی کر دی تو ہم کیسے زندہ رہیں گے، کون ہے ہمارا سہارا؟"

"میں ہوں ماں۔ ازیرہ بہن ہے میری۔ بھائی اپنا فرض پورا کرنا چاہتا ہے۔" میں نے ماں کی آغوش میں نوٹوں کے انبار لگا دیے، وہ سکتے میں رہ گئی۔ اس مظلوم خاندان کو خوشیاں دے کر مجھے جو خوشی حاصل ہوئی تھی، وہ ناقابلِ بیان تھی۔

میں ایک ہفتے وہاں رہا۔ اپنی ضروریات کے لیے تھوڑی سی رقم رکھ کر باقی ساری خرچ کر دی۔ بہت سے خاندان خوشیوں سے ہمکنار ہو گئے۔

ازیرہ نے وہ فلیٹ چھوڑ دیا تھا، میں وہاں نہیں رہ سکتا تھا۔ واپس آ کر ایک ہوٹل میں کمرہ حاصل کیا اور اس میں رہائش اختیار کر لی۔ فوری طور پر کرنے کو کوئی کام نہیں تھا، زیادہ تر وقت

سوچ بچار میں ہی گزرتا رہا۔ کیا کرنا چاہیے، کیا پاکستان واپس چلا جاؤں؟ مگر کیوں؟ یہ لوگ کون ہوتے ہیں مجھ سے میرے جذبے چھیننے والے۔ میں جو کچھ کرنا چاہتا ہوں، وہ میرے دل کی آواز ہے، اپنا مستقبل داؤ پر لگایا ہے تو کیا اس لیے کہ سب کچھ رائیگاں جائے۔ میں جو کچھ کروں گا اپنے جذبوں کی تسکین کے لیے کروں گا، کسی کو خوش کرنے کے لیے نہیں۔ انھی سوچوں میں گم تھا کہ ہوٹل کے کمرے کے فون کی گھنٹی بجی اور میں چونک پڑا۔ ریسیور اٹھایا تو آپریٹر کی آواز ابھری "علی یار خان!"

"ہاں، بول رہا ہوں۔"

"آپ کی کال پلیز۔" اور پھر دوسری آواز سنائی دی۔

"علی!"

"کون صاحب بول رہے ہیں؟"

"یہ بتانا ضروری نہیں ہے البتہ آپ کو ایک بات یاد دلائی جاتی ہے۔"

"کیا؟"

"آپ سے کہا گیا تھا کہ آپ بیروت چھوڑ دیں۔"

"اوہ... ہاں کہا گیا تھا۔"

"آپ ابھی تک یہاں موجود ہیں۔"

"میں نے بھی اس کا جواب دیا تھا، آپ لوگ بھول گئے۔"

"کیا جواب دیا تھا آپ نے؟"

"یہی کہ بیروت حسین ہے اور یہاں کی زندگی مجھے راس آ گئی ہے۔ میں یہاں سے نہیں جاؤں گا۔"

"آپ تنظیم کے جذبات سے واقف ہیں مسٹر علی یار خان! غداروں کو ہمارے درمیان کوئی جگہ نہیں ملتی چونکہ تنظیم کے کچھ افراد آپ سے متاثر ہیں، اس لیے وہ آپ سے ملنے کی کوششیں کرتے رہیں گے اور ہم ہر لمحہ اس احساس کا شکار رہیں گے کہ آپ کے ذہن میں کوئی نئی سازش تو پروان نہیں چڑھ رہی۔ مسٹر علی یار خان! آپ کی بہتری اسی میں ہے کہ آپ بیروت چھوڑ دیں۔ یہاں آپ کی زندگی کو خطرات بھی لاحق ہو سکتے ہیں، ہم اگر چاہتے تو آپ کو موت کی سزا بھی دے سکتے تھے لیکن آپ کو بتایا جا چکا ہے کہ ہم آپ کو موت کی سزا نہیں دینا چاہتے۔ تنظیم کا کوئی بھی فرد شدتِ جذبات سے بے قابو ہو کر آپ کو موت کے گھاٹ اتار سکتا ہے۔ اس لیے بیروت سے چلے جانا آپ کی بھلائی میں ہے۔ آپ کو جس قدر جلد ممکن ہو، بیروت چھوڑ دینا چاہیے۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور اس سے قبل کہ میں کچھ بولتا فون بند کر دیا گیا۔

میرے رگ و پے میں چنگاریاں سی بھڑک اٹھی تھیں۔ دھمکی دی گئی تھی مجھے موت کی اور کہا گیا تھا کہ تنظیم کا کوئی شخص مجھے شدتِ جذبات سے بے قابو ہو کر موت کے گھاٹ اتار دے گا۔ ان میں سے کوئی جن سے میں محبت کرتا تھا۔ میں نے دانت بھینچتے ہوئے کہا۔ "مشکل ہوگا، یہ تم لوگوں کے لیے مشکل ہوگا۔ میرے اندر سلگتی آگ کو نہ بھڑکاؤ۔ ورنہ نقصان اٹھاؤگے۔" میں ٹیلی فون کا ریسیور دیر تک ہاتھ میں لیے بیٹھا رہا۔ اگر دوسری طرف سے فون بند نہ ہو جاتا تو شاید یہ تلخ جواب میرے منہ سے فون پر بھی نکل جاتا۔ یہ بہتر ہی ہوا کہ میرے بولنے سے قبل فون رکھ دیا گیا۔

ایک گہری سانس لے کر میں نے ریسیور رکھ دیا۔ اسی شام تقریباً چار بجے پھر ٹیلی فون موصول ہوا۔ اس بار ایک نسوانی آواز نے کہا۔ "علی یار خان! تمھارے حق میں یہی بہتر ہے کہ بیروت چھوڑ دو۔"

"اور تمھارے حق میں یہ بہتر ہے کہ مجھے غضب کی طرف مائل نہ کرو، ورنہ..."

"ورنہ کیا ہوگا؟"

"ورنہ وہ ہو جائے گا جو میں نے زندگی میں کبھی نہیں سوچا۔"

"ہم سرفروش ہیں، اپنی زندگی داؤ پر لگائے ہوئے ہیں۔ کوئی ایک آدمی خواہ وہ کسی بھی حیثیت کا مالک ہو، ہمارے خلاف کچھ بھی نہیں کر سکتا علی۔ یہ صرف تمھارے ہی حق میں بہتر ہے۔"

فون پھر بند کر دیا گیا۔ میرا دماغ دھواں دھواں ہو رہا تھا۔ یہ واقعی میرے ساتھ شدید زیادتی کی جا رہی تھی۔ بہت کچھ سوچا، بہت کچھ غور کیا اور یہی فیصلہ کیا کہ اس طرح میں بیروت چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔ ازیرہ کو اس کے گھر چھوڑ آیا تھا۔ میں نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ اس سے ملتا رہوں گا۔ اس گھر میں مجھے سکون کے جو لمحات میسر ہوئے تھے وہ بے بدل تھے لیکن وہاں زیادہ عرصے قیام کرنا اپنے احسان کی قیمت وصول کرنا تھا اور پھر جن خاندانوں کی میں نے مالی امداد کی تھی، ان کے ذریعے یہ بات دوسری طرف بھی پھیل گئی تھی۔ پریشان حال لوگ میرے پاس آتے تھے جو کچھ تھا انھیں دے دیا اور اب کچھ بھی نہیں رہا تھا میرے پاس، صرف اتنا تھا کہ چند روز سکون سے بسر کر سکوں۔ مستقبل کچھ بھی نہیں تھا میرا، ہاں اگر دولت حاصل کرنا چاہتا تو یہ حقیقت تھی کہ بیروت کے ہوٹلوں میں، نائٹ کلبوں میں اور بیروت کے پُررونق بازاروں میں میرے لیے دولت بکھری ہوئی تھی۔ جو راستہ میں نے اپنے لیے منتخب کیا تھا، اس پر اب دوڑنے کا ماہر ہو گیا تھا۔ چنانچہ اپنی ذات کے لیے کچھ حاصل کر لینا اب مشکل کام نہیں تھا لیکن اس طرح... دولت کا حصول میری سرشت کے خلاف تھا۔ میں تو ایک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مجاہد تھا جو جذبۂ جہاد کے شوق سے سرشار ہو کر زندگی کے ان رستوں پر نکل پڑا تھا جن میں کہیں برائی کا کوئی تصور نہیں تھا۔ جس میں صرف جاں فروشی تھی، سرفروشی تھی اور جذبوں کی ایک کائنات آباد تھی۔ میں اس کائنات کو اس انداز میں رسوائی کی غلاظت میں نہیں ڈبونا چاہتا تھا لیکن مستقبل، ایک بھیانک مستقبل۔ بہت کچھ سوچنے کو تھا ان دنوں۔ اپنے آپ کو بہلانا چاہتا تھا میں۔

اس رات میں ہوٹل سے باہر نکل آیا۔ بیروت کے نائٹ کلبوں میں کیا کچھ نہیں ہوتا لیکن کیا زندگی اس طرح بہل سکتی ہے؟ ایک بار پھر جی چاہا کہ شراب پیوں، پہلی بار شراب پی تھی تو لذیذ لگی تھی۔ گو اس کا نشہ ایک دلکش اور سکون بخش تجربہ ثابت ہوا تھا لیکن اب کسی اذیت کے لیے میرے پاس کچھ نہیں رہا تھا۔

بہرطور سڑکوں پر مارا مارا پھرتا رہا اور پھر ایک اوپن ایئر ریسٹورنٹ میں جا بیٹھا۔ یہاں بیٹھ کر کھانے پینے کے لیے کچھ چیزیں طلب کیں اور اداس سی نگاہوں سے چاروں طرف دیکھنے لگا۔ پُرسکون اور شادماں لوگ اپنی اپنی میزوں پر زندگی کی دلچسپیوں سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ بیروت کے اس خوشنما ماحول میں میرے ساتھ صرف میری تنہائیاں تھیں۔ کھانا سامنے لگ گیا لیکن دل نہیں چاہ رہا تھا، حلق سے ایک لقمہ اتارنے کے لیے۔ ذہنی کیفیت عجیب سی ہو رہی تھی۔ دفعتاً میرے نزدیک کوئی آ کھڑا ہوا اور میری نگاہیں بے اختیار اس کی جانب اٹھ گئیں۔ اسے دیکھ کر چونکنا فطری امر تھا۔ یہ صدف العیش تھی۔ وہ لڑکی جس نے زندگی میں مجھے تھوڑا بہت متاثر کیا تھا۔ اسے دیکھ کر ایک لمحے کے لیے میرے چہرے پر پُرتپاک مسکراہٹ پھیل گئی لیکن پھر خیال آیا کہ یہ بھی تنظیم آزادیٔ فلسطین کی نمائندہ ہے۔

"بیٹھنے کو بھی نہ کہو گے علی!"

"نہیں صدف! ایسی بات نہیں ہے، بیٹھو۔" میں نے کہا۔ اور وہ کرسی گھسیٹ کر میرے سامنے بیٹھ گئی۔ "تمہارے لیے کیا منگواؤں؟"

"کچھ نہیں۔" وہ اداس لہجے میں بولی۔

"تم کچھ اداس ہو صدف؟" میں نے سوال کیا۔

"تم کھانا کھاؤ۔ اس کے بعد بات چیت ہوگی۔"

"نہیں، بس احساس ہوا تھا کہ بھوک لگی ہے سو یہ کھانا منگوا لیا لیکن کھانے کو جی نہیں چاہتا۔"

صدف کی آنکھوں میں آنسو امڈ آئے۔ "جو کچھ ہوا ہے علی، یہ نہ سوچنا کہ میں بھی اس سے متفق ہوں۔"

"اچھا! تعجب کی بات ہے، فواد بھی یہی کہہ رہا تھا لیکن صدف یقین نہیں آتا اب تم لوگوں پر۔" صدف رو پڑی، اس کی ہلکی ہلکی سسکیاں ابھرنے لگیں تو میں نے چونک کر اطراف کے ماحول کو دیکھا۔ یہاں سب اپنی اپنی دنیا میں گم تھے کسی کی توجہ ہماری طرف نہیں تھی۔ تاہم میں نے اس سے کہا۔ "خود کو سنبھالو صدف، یہ ایک پبلک مقام ہے، لوگ خواہ مخواہ ہماری طرف متوجہ ہو جائیں گے۔"

"علی! میں تم سے ان کے لیے معافی مانگنا چاہتی ہوں۔"

"جانتی نہیں ہو شاید میرے بارے میں پورے واقعات نہیں سنے۔" میں نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"سن چکی ہوں، سب کچھ سن چکی ہوں۔ کچھ لوگوں کی نگاہوں پر پردے پڑ گئے ہیں۔ یہ لوگ جذباتی اور جنونی ہیں۔ بس، ماضی میں نہیں جھانکتے۔"

"میں بھی اب ماضی میں نہیں جھانکنا چاہتا صدف العیش، براہ کرم مجھے میری تنہائیوں کے ساتھ زندہ رہنے دو۔"

"نہیں... نہیں علی، ہم میں سے کچھ لوگ باقاعدہ اس سلسلے میں ایک پروگرام ترتیب دے رہے ہیں۔"

"میں کسی کے بارے میں کچھ نہیں جاننا چاہتا۔ تم یہ بتاؤ کہ یہاں کیسے پہنچیں؟"

"تمہارا تعاقب کرتے ہوئے۔"

"کیا مطلب؟"

"ہاں، تم کیا سمجھتے ہو، ہم لوگوں نے تمہیں چھوڑ دیا ہے۔" صدف العیش نے کہا۔

"چھوڑ دو تو بہتر ہے صدف، اب تمہیں اس اجڑی ہوئی بستی میں کچھ نہیں ملے گا۔"

"علی! ان کی ذہنی کیفیت پر بھی غور کرو، وہ اپنا سب کچھ کھوئے بیٹھے ہیں، جھنجھلاہٹیں ان کے سینوں میں جاگزیں ہیں، وہ اپنی منزل پانے کے لیے سرگرداں ہیں۔ اپنے راستے میں غیروں کی رکاوٹیں تو برداشت کی جا سکتی ہیں لیکن اپنوں کے بارے میں یہ تصور بھی بڑا اذیت ناک ہوتا ہے کہ وہ مخالف ہو جائیں گے۔"

"ٹھیک کہتی ہو صدف لیکن کیا کیا جائے، انسان کو دولت کی ضرورت ہوتی ہے اور دولت حاصل کرنا ہر شخص کا اوّلین فرض ہے۔" میں نے نہایت سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"نہیں علی! میں جانتی ہوں، تم نے ایسا نہیں کیا۔"

"کیسی باتیں کرتی ہو صدف العیش! میرے اکاؤنٹ میں بیس لاکھ ڈالر جمع ہیں، میں ایک دولت مند آدمی ہوں، بیروت کی زندگی میں بکھری ہوئی رنگینیوں میں سے اپنا حصہ وصول کر سکتا ہوں، بیس لاکھ ڈالر کا مالک۔ مجھ سے دوستی بہتوں کے لیے فائدہ مند ثابت ہوگی۔"

"کچھ بھی کہتے رہو علی! میں یہ بات کبھی نہیں مان سکتی۔ تمہیں نہ جاننے والوں نے یہ فیصلہ کیا ہے لیکن جو تمہیں جانتے ہیں، وہ تمہارے لیے جنگ کی تیاریاں کر رہے ہیں۔"

"کیا مطلب؟"

"ہاں، میں ان لوگوں کے نام نہیں بتاؤں گی تمہیں۔ مجھ سے کہا گیا ہے کہ ابھی اس بارے میں خاموش رہوں لیکن میں خود بھی ان میں شامل ہوں۔"

"اوہ صدف... نہیں نہیں، ہرگز نہیں۔ اگر تم لوگ اپنے طور پر کوئی فیصلہ کر لیتے ہو یا تنظیم آزادیٔ فلسطین مجھے بے گناہ قرار دے دیتی ہے، تب بھی... تم کیا سمجھتی ہو، کیا اب میرے دل میں اتنی گنجائش ہے تمہارے لیے کہ میں پھر تمہارے ساتھ شریک ہو جاؤں۔ پھر میں جو ایک غیر ملکی ہوں، مسلم ضرور ہوں لیکن ہر مسلم کے سینے میں تمہارے لیے وہ تڑپ، وہ جذبہ نہیں ہو سکتا۔ میں نے یہ سب کچھ اسی لیے کیا تھا کہ مختصر ذرائع سے دولت کماؤں، سو میں نے اس کی ابتدا کر دی ہے۔ اب یہ دوسری بات ہے کہ وقت سے پہلے منظرِ عام پر آ گیا۔ یہ تو میری تقدیر ہے صدف، یہ تو میری تقدیر ہے۔"

"تمہیں ماننا ہوگا علی، تمہیں یہ بات ماننا ہوگی۔" صدف نے پُرزور لہجے میں کہا اور میں ہنس دیا۔

"چھوڑو ان باتوں کو صدف۔ یہ بتاؤ تمہارے لیے کیا منگاؤں؟"

"اگر میری بات مانو تو پھر زہر..."

"نہیں صدف العیش، یہ میں کسی کے لیے نہیں کر سکتا۔"

"تو پھر تمہیں میری بات مان لینی چاہیے۔"

"صدف، جو کچھ تم کر رہی ہو، وہ بے وزن ہے۔ اس میں کوئی جان نہیں ہے۔ مگر نہیں، میں کسی سے کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ لوگ جو کچھ کر رہے ہیں، بہتر کر رہے ہیں۔ بہرحال ان لوگوں سے کہو جو میری حمایت پر کمربستہ ہیں کہ میں اب خود اپنی حمایت نہیں چاہتا اور پھر تنظیم نے مجھے کوئی سزا تو نہیں دی ہے۔ کتنا بڑا احسان کیا ہے انھوں نے میرے اوپر، میرے پاکستانی ہونے نے مجھے کتنا فائدہ پہنچایا۔ اگر فلسطینی ہوتا تو یقیناً اب تک میری گردن ایک فٹ لمبی ہو گئی ہوتی، مجھے پھانسی پر لٹکا دیا جاتا، میری گردن کاٹ دی جاتی یا الیکٹرک چیئر پر بٹھا دیا جاتا مجھے، یہی سزا ہونی چاہیے تھی لیکن واہ رے میرے وطن تو نے مجھے بچا لیا۔ ایک غیر ملکی ہونا بھی کس قدر سودمند ہے میرے لیے۔"

ویٹر نے میرے سامنے سے کھانے کے برتن ہٹا لیے۔ میں نے صدف کے لیے کافی طلب کر لی تھی، وہ ڈبڈبائی آنکھوں سے مجھے دیکھتی رہی اور کافی کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ لیتی رہی۔ چند لمحات کے بعد اس نے کہا۔ "ہم لوگ کوئی مؤثر کارروائی کرنے کے بعد ہی تمہیں آگاہ کریں گے اور تمہیں اس وقت تک کے لیے ہم سے تعاون کرنا ہوگا۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو پھر یہ سوچ لو کہ ہم میں سے بہت سے اپنی جان دے دیں گے۔"

"مجھے جان دینے والوں سے بھی کوئی دلچسپی نہیں ہے۔"

"مجھ سے بھی نہیں؟" صدف نے عجیب سے لہجے میں سوال کیا اور میں الجھے ہوئے انداز میں اسے دیکھنے لگا۔

"نہیں صدف، تمہارے خلوص، تمہاری محبت، تمہارے پیار کا بے حد شکریہ لیکن تم یہ سوچو کہ جس شخص نے اپنا مستقبل ایک مقصد کے لیے قربان کر دیا اور اس مقصد کے لیے اس نے اپنی زندگی کی بازی لگا کر بہت کچھ کیا، اسے وہی لوگ ملعون قرار دے دیں جن کے لیے وہ دل میں پیار رکھتا ہے، تڑپ رکھتا ہے تو پھر اس کے سینے میں گنجائش کہاں سے ہوگی۔ سنو صدف! تمہاری زندگی کا ایک مقصد ہے، میں تم سے آج بھی کہتا ہوں کہ تنظیم آزادیٔ فلسطین نے مجھے غدار قرار دے کر اپنے آپ سے الگ کر دیا ہے لیکن میرا دل تمہارے مقصد، تمہارے مشن سے الگ نہیں ہو سکا۔ میں تمہارے لیے نہیں، ان لاکھوں بے گھروں کے لیے اپنے دل میں وہی جذبات پاتا ہوں جو پہلے دن میرے سینے میں در آئے تھے۔ میں انھیں نہیں بھولوں گا صدف، زندگی کے جس موڑ پر، جس مرحلے پر مجھے ان کی خدمت کرنے کا موقع ملا، میں اس سے باز نہیں رہ سکوں گا لیکن اب میرا تم لوگوں کے درمیان رہنا ناممکن ہے۔"

صدف میرے ساتھ بہت دیر تک رہی اور مجھے تعاون پر آمادہ کرنے کی کوشش کرتی رہی۔ پھر میں نے یہی مناسب سمجھا کہ وہاں سے اٹھ جاؤں۔ چنانچہ میں اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ اس کے بعد بمشکل تمام میں نے صدف العیش کو ایک جگہ چھوڑا تھا۔ وہ مجھ سے میرا پتا معلوم کر رہی تھی لیکن میں نے اسے اپنے ہوٹل کا نام بتلانے سے انکار کر دیا۔ میں نے اس سے کہا کہ اگر وہ میرا تعاقب کرتی رہی ہے تو یقیناً اسے علم ہوگا کہ میں کہاں رہتا ہوں۔ اس پر اس نے کہا کہ اس نے مجھے وہاں سے آتے ہوئے نہیں دیکھا جہاں میں رہتا ہوں، بس راستے میں ہی مجھ پر نگاہ پڑ گئی تھی، چنانچہ وہ میرا تعاقب کرتے ہوئے یہاں تک آ گئی تھی۔

"آئندہ ایسا نہ کرنا صدف، ورنہ تم سے بھی مجھے شکایت ہو جائے گی۔" میں نے اس سے کہا اور وہ رخصت ہو گئی۔ میں دل ہی دل میں حالات پر ہنستا ہوا واپس اپنے ہوٹل کی جانب چل پڑا۔

صدف العیش صرف دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر میرے لیے یہ بھاگ دوڑ کرتی پھر رہی تھی۔ پتا نہیں کون کون لوگ اس میں شامل ہوں گے۔ فواد کے لیے میرے دل میں برائی نہیں تھی، میں جانتا تھا کہ وہ ایک مخلص انسان ہے لیکن جو کچھ ہو گیا تھا اب اس کی تلافی میرے نزدیک تقریباً ناممکن تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوٹل واپس آنے کے بعد میں بہت دیر تک الجھے ہوئے انداز میں بیٹھا سوچتا رہا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے۔ بہتر یہی تھا کہ بیروت چھوڑ دوں لیکن بیروت چھوڑ کر کہاں جاؤں؟ کون سی جگہ کو اپناؤں اور کس انداز میں اپنی نئی زندگی کا آغاز کروں؟

اس وقت رات کے ساڑھے بارہ بجے تھے جب ایک بار پھر ٹیلی فون کی گھنٹی بجی اور آپریٹر نے مجھے ٹیلی فون کال ریسیو کرنے کے لیے کہا۔ میں نے ریسیور اٹھایا۔ دوسری طرف سے وہی بھاری آواز سنائی دی جو مجھے سب سے پہلے سنائی دی تھی۔

"جو کچھ تم کرتے پھر رہے ہو عل، وہ تمھارے لیے شدید نقصان دہ ہے۔ کچھ بے وقوف لوگ اگر یہاں تمھارے ہمدرد ہیں تو اُن سے تمھیں کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ آخری بار، صرف آخری بار تمھیں اطلاع دی جا رہی ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے، بیروت چھوڑ دو۔ اس کے بعد جو کچھ ہوگا وہ تمھاری اپنی ذمّے داری ہوگی۔" ٹیلی فون بند کر دیا گیا۔

میرے دل و دماغ میں شدید غصّے اور ہیجان کا طوفان برپا ہو گیا تھا۔ میں نے دل میں سوچا کہ بیروت چھوڑ تو ضرور دوں گا لیکن تم لوگوں کی دھمکیوں سے مرعوب ہو کر نہیں، جو کچھ تم میرے خلاف کرنا چاہتے ہو، وہ کر لو اس کے بعد میں بیروت چھوڑنے پر بھی غور کر لوں گا۔

رات کو تین چار بجے تک جاگتا رہا، خدا خدا کر کے نیند آئی اور پھر دوسری صبح بارہ بجے تک بستر پر دراز رہا تھا۔ جاگنے کے بعد بھی بستر سے اٹھنے کو جی نہیں چاہ رہا تھا۔ ٹیلی فون پر سنائی دینے والی آواز پھر کانوں میں چُبھنے لگی تھی۔ میں نے رات کو بھی یہی سوچا تھا کہ بیروت میں اب میرے لیے کچھ بھی نہیں ہے، یہاں رہا اور ان لوگوں کا یہی رویّہ دیکھا تو دل میں کوئی مُنتقمانہ جذبہ بھی پیدا ہو سکتا ہے، کوئی غلط قدم بھی اٹھ سکتا ہے۔ یہ سب کچھ نہیں ہونا چاہیے لیکن فوراً ہی چلا جانا بھی مناسب نہیں ہے، یہ تو بزدلی ہو گی۔

شدید ترین ذہنی بحران کا شکار تھا، دماغ کی کیفیت ایسی تھی کہ بس کچھ کہا نہیں جا سکتا تھا کہ کس وقت کیا ہو جائے۔ بیروت کی سڑکیں اور گلیاں میرے لیے اجنبی نہیں تھیں۔ چنانچہ یہ دن میرے لیے آوارہ گردی کا دن تھا۔ میں خواہ مخواہ سڑکوں پر مارا مارا پھرتا رہا۔ یہاں بے شمار شناسا موجود تھے لیکن وہ جو تنظیم سے تعلق نہیں رکھتے تھے، کبھی کے مجھ سے دور ہو چکے تھے اور جن کا تعلق تنظیم سے تھا، وہ اب میرے لیے اجنبی ہو گئے تھے۔ ان کے پاس جانے سے کوئی فائدہ نہیں تھا، سوائے اس کے کہ وہ لوگ یہی سمجھیں کہ میں اپنے بارے میں کوئی سفارش چاہتا ہوں۔ تمام کے تمام لوگ جو میرے دست و بازو تھے اور میں جن کے لیے ایک انتہائی قابلِ احترام اور قابلِ محبت شخصیت تھا، اجنبی ہو کر رہ گئے تھے۔ ایسا بھی کبھی کبھی ہی کسی کسی کے ساتھ ہوتا ہے اور جن کے ساتھ ہوتا ہے، ان کی ذہنی کیفیت مجھ سے مختلف نہیں ہوتی ہو گی۔

جھنجھلایا ہوا تو واپس اپنے ہوٹل کا رخ کیا، اس کے علاوہ کر بھی کیا سکتا تھا۔ ان لوگوں نے اپنی دھمکی کو ابھی تک تو عملی جامہ نہیں پہنایا تھا۔ صدف الیتش کی شکل بھی کہیں نظر نہیں آئی تھی۔ میں جانتا تھا کہ وہ بے وقوف لڑکی تنظیم کے فیصلوں کو بدلنے کی کوششوں میں مصروف ہے لیکن اب میں نہیں چاہتا تھا کہ تنظیم اپنا فیصلہ بدلے، کچھ بھی کرتے ہوئے میرے دل میں یہ احساس ضرور رہتا کہ انھوں نے صرف اپنی ذات کے لیے سوچا اور میری شخصیت کو نظر انداز کر دیا۔

ہوٹل کے کمرے کے دروازے کو کھولا تو دفعتاً چھٹی حس نے احساس دلایا کہ کوئی گڑبڑ ہے۔ ایک لمحے کے لیے چونک کر سنبھلا تو ذہن پوری طرح تیار ہو گیا تھا، چنانچہ میں نے بغلی ہولسٹر سے ریوالور نکال کر ہاتھ میں لے لیا اور دوسرے لمحے اندر داخل ہو گیا۔

کمرے میں موت کی سی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ میرے حسّاس کان کسی کے سانسوں کی آواز سن رہے تھے۔ یقیناً میرے علاوہ بھی کمرے میں کوئی موجود تھا۔ میں نے دیوار پر سوئچ بورڈ تلاش کر کے روشنی کر دی اور اس روشنی میں . . . میں نے دیکھا کہ میرے سامنے ایک قوی الجثّہ شخص کھڑا تھا۔ اس کے پیچھے ایک اور شخص بھی موجود تھا، جس کے ہاتھ میں اعشاریہ دو پانچ کا ریوالور نظر آ رہا تھا۔ میری اپنی انگلی بھی ٹرائیگر پر تھی اور میں کسی بھی لمحے فائر کرنے کی پوزیشن میں تھا۔

میرے سامنے کھڑے ہوئے قوی الجثّہ شخص نے کسی قدر سنجیدہ لہجے میں کہا "یقیناً یہ مناسب نہیں ہو گا کہ ہم یہاں ہنگامہ کریں۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا اور خاموشی سے دیکھتا رہا۔ قوی الجثّہ شخص نے پاؤں کی ہلکی سی ٹھوکر سے دروازہ بند کیا اور میری طرف سے رُخ بدلے بغیر دروازے کو لاک بھی کر دیا۔ دوسرا آدمی اب میرے بالکل سامنے تھا جس کے ہاتھ میں ریوالور تھا۔ دبلے پتلے بدن کا یہ شخص میرے لیے اجنبی تھا لیکن اس کے حلیے اور اس کی شخصیت سے یہ اندازہ لگانے میں کوئی دقّت نہیں ہوئی تھی کہ وہ تنظیم کا ہی آدمی تھا اور مقامی شہری بھی۔

"کیا چاہتے ہو تم لوگ؟" میں نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

"تم سے جو کچھ کہا گیا تھا، تم نے اس پر توجہ نہیں دی۔ ہمیں اس لیے بھیجا گیا ہے کہ ہم تمھیں ابتدائی سبق دیں۔"

"ہوں، ٹھیک ہے، تم مجھے سبق دو۔" میں نے کہا اور ان دونوں نے ایک لمحے کے لیے ایک دوسرے کی شکل دیکھی۔ دفعتاً، میں اپنی جگہ سے ہٹا اور میں نے پلٹ کر ایک بھرپور لات اپنے پیچھے کھڑے ہوئے قوی الجثّہ شخص کے ماری کیونکہ میرا رخ سامنے کی طرف تھا اور قوی الجثّہ شخص کو یہ توقع نہیں ہو سکتی تھی کہ میں سامنے حملہ کرنے کے بجائے یا ریوالور سے گولی چلانے کے بجائے پیچھے کی طرف حملہ کروں گا، چنانچہ میری بھرپور لات اس کے پیٹ کے نچلے حصّے پر پڑی اور اس کے حلق سے ایک دلخراش چیخ نکل گئی لیکن اسی وقت سامنے کھڑے ہوئے شخص نے میرا نشانہ لے کر فائر کر دیا۔ میں بڑی پھُرتی سے نیچے جھک گیا تھا، گولی نے قوی الجثّہ شخص کی پیشانی کے چیتھڑے اڑا دیے لیکن اب اس کے علاوہ اور کوئی چارۂ کار نہیں تھا کہ میں بھی اپنے بچاؤ کے لیے اس شخص پر فائر کر دوں۔ میں نے پستول سیدھا کیا ہی تھا کہ دوسری گولی میرے بازو کو چھوتی ہوئی گزر گئی، وہ میرے ساتھ کوئی رعایت نہیں کرنا چاہتا تھا۔ گولی نے بیڈ کے قریب ڈریسنگ ٹیبل کا شیشہ بھی چکنا چور کر دیا تھا۔ میں جانتا تھا کہ جو شخص دو فائر کر سکتا ہے، اسے تیسرا فائر کرنے میں بھی کوئی عار نہ ہو گا لیکن میں اب بھی اُسے قتل نہیں کرنا چاہتا تھا، کم از کم تنظیم کے کسی آدمی کو میں اپنے ہاتھ سے نہیں مارنا چاہتا تھا۔ البتہ اُسے سنبھلنے کے لیے میں نے ریوالور سیدھا کیا اور اس کے سر سے تقریباً دو انچ اونچا فائر کر دیا۔ گولی عقبی دیوار میں پیوست ہو گئی تھی۔ اس نے پھُرتی سے ایک صوفے کی آڑ میں چھلانگ لگا دی اور دروازے کی جانب سرکنے لگا۔

میں کوشش کر رہا تھا کہ اس پر دوسرا فائر کرنے کی نوبت نہ آئے لیکن وہ شخص اپنے بچاؤ کے لیے ہر طرح کی کارروائی کر لینا چاہتا تھا، چنانچہ اس نے رک کر ایک بار پھر فائر کر دیا اور اس بار اس کی یہ کوشش کامیاب رہی تھی۔ گولی میرے ریوالور کو چھُو گئی تھی، ریوالور میرے ہاتھ سے نکل کر دور جا پڑا۔

اسے بھی اندازہ ہو گیا تھا کہ اب میں نہتّا ہو چکا ہوں چنانچہ وہ صوفے کی آڑ سے نکل آیا۔ ریوالور کی نال بدستور میرے سینے کی طرف اُٹھی ہوئی تھی۔ وہ چند قدم آگے بڑھا اور اس نے میرے گریبان کی طرف ہاتھ بڑھانے کی کوشش کی لیکن یہ اس کی زبردست حماقت تھی، اس طرح وہ پتا نہیں کیا چاہتا تھا۔ میں نے نہایت پھرتی سے بایاں ہاتھ اس کی ریوالور والی کلائی پر جمایا اور پوری قوت سے ریوالور کی نال چوبی فرش کی طرف گھما دی۔ وہ اس اچانک اُفتاد کے لیے تیار نہیں تھا۔ ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل کر نیچے گر گیا۔ میں نے پوری قوت سے اُسے دھکّا دے کر نیچے گرا دیا لیکن دوسرے ہی لمحے اس نے اٹھ کر میرے پیٹ پر اس زور کی ٹھوکر جمائی کہ مجھے بھی چھٹی کا دودھ یاد آ گیا۔ اگر میں فوراً ہی نہ سنبھل جاتا تو دوسری ٹھوکر میرے منہ پر لگتی۔ وار خالی جانے سے وہ چکرا کر رہ گیا۔ وہ بھی اگرچہ نہتّا ہو چکا تھا لیکن اس کی پھرتی اور لڑنے کا انداز بتا رہا تھا کہ اس حالت میں بھی وہ میرے لیے کافی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ اُس نے فلائنگ کک لگانا چاہی لیکن میں بروقت اچھل کر اپنے آپ کو بچا گیا۔ دوسرے لمحے میں نے اس کے منہ پر ایک ہاتھ رسید کر دیا جس سے وہ بے اختیار کراہ اٹھا۔ مجھے اعتراف کرنا پڑا کہ اس جیسا پھرتیلا آدمی آج تک میری نگاہوں سے نہیں گزرا تھا، کیونکہ مار کھانے کے باوجود اس نے دوسرے لمحے ہی اچھل کر ایک ایسی زوردار ٹھوکر میرے منہ پر رسید کی کہ مجھے اپنے جبڑے کی ہڈّی چٹختی ہوئی محسوس ہوئی۔ میں لڑکھڑا کر رہ گیا اور میرے سنبھلنے سے پہلے ہی اس نے دروازے کی طرف چھلانگ دی۔ وہ اگر چاہتا تو اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مجھے ختم کر سکتا تھا لیکن اس وقت شاید اس نے فرار ہی میں بہتری سمجھی تھی۔ صرف ایک سیکنڈ کے وقفے سے جب میں باہر پہنچا تو راہداری سنسان پڑی تھی، مکمل سنّاٹا طاری تھا، کسی قسم کی آواز نہیں سنائی دے رہی تھی۔ میں اندازہ نہیں لگا سکا کہ اس نے کون سا رُخ اختیار کیا ہے۔ بہرطور میں اُسے تلاش کرنے کے لیے اِدھر اُدھر دوڑنے لگا لیکن وہ غائب ہو چکا تھا۔ مجھے سخت حیرت تھی، میں چند لمحے الجھی ہوئی نگاہوں سے اِدھر اُدھر دیکھتا رہا، مجھے شبہ تھا کہ وہ کہیں دور نہیں گیا ہے بلکہ اس نے آس پاس ہی کہیں چھپنے کی کوشش کی ہے لیکن سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ وہ کہاں چھپ گیا۔

میں اپنے کمرے میں واپس آ کر اس لاش کو دیکھنے لگا جس کی پیشانی اُدھڑ گئی تھی۔ فائرنگ چونکہ سائیلنسر لگے ہوئے ریوالوروں سے ہوئی تھی، اس لیے باہر کے حالات پُرسکون تھے ورنہ اس بھرے پُرے ہوٹل میں فائرنگ سے زبردست ہنگامہ مچ جانا چاہیے تھا۔ میں نے سب سے پہلے اس لاش کو ٹھکانے لگانے کے بارے میں سوچا۔ کیونکہ میرے دشمن بہ آسانی مجھے اس حوالے سے پھنسا سکتے تھے۔ حالانکہ تنظیم کی طرف سے مجھے ایسی کسی کارروائی کی امید نہیں تھی، کیونکہ وہ بہرطور اپنے اندر انتشار نہیں ظاہر کر سکتے تھے۔ میں نے دروازہ کھول کر باہر جھانکا۔ راہداری اسی طرح سنسان پڑی تھی۔ میں پھُرتی سے لاش کو اٹھا کر راہداری کی عقبی سمت کی طرف بڑھ گیا۔ کچھ دیر کے بعد میں اس لاش کو ہوٹل کے ایک ایسے حصّے میں پہنچانے میں کامیاب ہو گیا جہاں فالتو چیزیں ڈالی جاتی تھیں۔ اس کے بعد واپس آ کر میں ان تمام نشانات کو مٹانے کی کوشش میں مصروف ہو گیا جو اس ہنگامے کے نتیجے میں پیدا ہو گئے تھے۔ میں جانتا تھا کہ لاش کی موجودگی چھپی نہیں رہ سکے گی اور کل صبح یا کسی نہ کسی وقت لوگوں کو اس کے بارے میں معلومات ہو جائے گی۔ پھر پولیس آئے گی اور تفتیش ہو گی۔ پتا نہیں کوئی میری طرف متوجّہ ہو گا یا نہیں۔ کیا کرنا چاہیے، کیا یہاں سے فرار ہو کر کوئی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دوسری جگہ تلاش کروں، یہی میرے لیے بہتر تھا۔ چنانچہ میں نے پھرتی سے اپنا سامان وغیرہ سمیٹا، ایک لمحے کے لیے خیال آیا تھا کہ کہیں اس طرح فرار ہونے میں شبہ میری طرف ہی منتقل نہ ہو جائے لیکن قتل کے نشانات صاف کرنے میں میں نے جو محنت کی تھی، اس سے مجھے کم از کم اس بات کا اطمینان ہو گیا تھا کہ کوئی بھی یہ شبہ نہیں کر سکے گا کہ قتل اس کمرے میں ہوا ہے۔ میں نے کوئی نشان نہیں چھوڑا تھا۔ چند لمحات تذبذب کا شکار رہا کہ کمرہ فوری طور پر چھوڑ دوں یا نہیں؟ اگر پولیس کو کوئی شبہ ہو گیا تو پھر میری بیروت میں موجودگی خطرناک ہو جائے گی اور نجانے کون کون سی مصیبتوں کا شکار ہو جاؤں گا۔ ایک لمحے تک صورت حالات پر غور کرتا رہا اور آخر یہی فیصلہ کیا کہ ابھی یہاں سے کہیں اور چلے جانا مناسب نہیں ہے۔ یہ ہمت کی بات تھی کہ ان واقعات سے گزرنے کے بعد بھی میں اسی کمرے میں مقیم رہتا۔ کم از کم اس طرح ان لوگوں کو یہ اندازہ تو ہو سکتا تھا کہ میرے حوصلے کس قدر بلند ہیں اور میں ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کر سکتا ہوں۔ چنانچہ فوری طور پر اپنا فیصلہ ملتوی کر کے میں نے سامان واپس رکھ دیا اور ایک بار پھر تیز روشنی میں گہری نگاہوں سے کمرے کا جائزہ لینے لگا۔

کوئی چیز بے ترتیب نہیں تھی۔ دروازے کے ہینڈلوں وغیرہ سے میں نے تمام نشانات صاف کیے اور اس کے بعد اپنے بستر پر پہنچ گیا۔

دوسری صبح کوئی خاص ردِ عمل ظاہر نہ ہو سکا۔ میں ناشتے وغیرہ سے فارغ ہوا، اس کے بعد بھی میں تقریباً دس بجے تک انتظار کرتا رہا لیکن کوئی ہنگامہ نہیں ہوا۔ لاش ابھی تک دریافت نہیں ہوئی تھی، اب میرے لیے کوئی خدشہ نہیں تھا کہ قتل کے سلسلے میں شبہ مجھ پر کیا جائے گا۔ چنانچہ میں خود کو پُرسکون رکھتے ہوئے لباس وغیرہ تبدیل کر کے باہر نکل آیا۔ رات کے واقعات نے اس بات کا اظہار کر دیا تھا کہ تنظیم اب میرے خلاف انتہائی نفرت انگیز سلوک کرنے پر اتر آئی ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا کروں۔ تنظیم کے خلاف میں اب بھی اپنے دل میں بہت زیادہ برائی نہیں پاتا تھا۔ فرشتہ نہیں تھا لیکن چند ہی لوگ تو تھے جو مجھ سے برگشتہ تھے اور وہ بھی غلط فہمیوں کا شکار ہو کر، ان کے خلاف اگر کچھ کروں تو پوری تنظیم متاثر ہوگی۔

باہر نکل کر کافی دیر تک فٹ پاتھ پر چلتا رہا، پھر ایک موڑ گھوم کر ایک ایسے علاقے کی طرف جا نکلا جہاں سڑکوں کے کنارے چھوٹے چھوٹے ریستوران بنے ہوئے تھے کہ دفعتاً ایک کار میرے نزدیک آ کر رک گئی۔ میں نے چونک کر ادھر دیکھا تو صدف العیش کا بیمار چہرہ نظر آیا۔ میں نے ایک گہری سانس لی۔ یہ لڑکی اب مجھے جھنجلاہٹ میں مبتلا کرنے لگی تھی۔ اس نے بڑے ملتجی انداز میں مجھ سے کار میں آنے کو کہا اور میں آگے بڑھ کر اس کے نزدیک بیٹھ گیا۔

صدف العیش نے کار آگے بڑھا دی۔ چند لمحے کمل خاموش رہی پھر اس نے آہستہ سے کہا۔ "کچھ بھی ہو جائے علی! میں تمہیں اپنے دل سے نہیں نکال سکتی۔"

"یہاں کیسے آگئیں؟"

"بس یوں سمجھو، دل و دماغ کا ہیجان مجھے بے کل کیے ہوئے ہے۔ شاید میں اس واقعے سے سب سے زیادہ متاثر ہونے والوں میں سے ہوں۔"

"صدف! حماقت کر رہی ہو۔ میں تم سے درخواست کرتا ہوں کہ میرے لیے خود کو مصیبت میں نہ ڈالو۔"

"افسوس! میں اپنے دل سے مجبور ہوں۔" پھر پوچھا۔ "کسی خاص جگہ جا رہے تھے؟"

"نہیں، بس کچھ فیصلے کر رہا ہوں کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔"

"آؤ پھر کہیں بیٹھ کر ایک پیالی قہوہ پئیں، میں تم سے آخری بار استدعا کروں گی کہ خود کو محدود کر کے ہمیں کام کرنے کا موقع دو۔" میرے ہونٹوں پر ایک تلخ مسکراہٹ پھیل گئی۔ میں اسے بتانا چاہتا تھا کہ دوسرے لوگوں نے بھی کام شروع کر دیا ہے لیکن پھر میں خاموش ہی رہا۔۔۔ اس طرح اس کو پریشان کرنے سے کیا فائدہ۔

ایک چھوٹے سے ریستوران کے سامنے اس نے کار روکی اور نیچے اتر آئی۔ میں بھی اس کے ساتھ ساتھ ہی آگے بڑھنے لگا تھا۔

دفعتاً اس کے حلق سے ایک عجیب سی آواز نکلی اور وہ لڑکھڑا کر آگے کو جھکنے لگی۔ اگر میں اسے فوراً ہی تھام نہ لیتا تو وہ یقیناً گر جاتی۔ میں نے حیرت زدہ انداز میں نیچے دیکھا کہ اسے کس چیز سے ٹھوکر لگی تھی لیکن دوسرے ہی لمحے میں نے اس کے شانے کے پاس ایک گول سا سوراخ دیکھا۔ جسے دیکھ کر میں بُری طرح چونک پڑا۔ اس سوراخ سے خون اُبل رہا تھا۔

"فائر!" میرے ذہن نے آواز لگائی۔ یقیناً سائیلنسر لگے ہوئے ریوالور یا پستول سے فائر کیا گیا تھا۔ صدف نے میرے بازو کو بھینچ لیا اور آہستہ سے کچھ کہنا چاہا لیکن جملہ مکمل کیے بغیر بے ہوش ہو گئی۔ میں پاگلوں کی طرح ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔ دفعتاً میں نے اسے نیچے لٹایا اور سامنے والی عمارت کی چھت کی طرف دیکھنے لگا۔ دھوپ میں دھات کی کوئی چیز چمکی اور دوسرے لمحے ایک گولی سنسناتی ہوئی میرے سر کے اوپر سے گزر گئی۔ اب اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں تھا کہ میں اس کم بخت کو دیکھوں جس نے مجھ پر فائر کر کے بیچاری صدف کو ہلاکت میں ڈال دیا تھا۔

آس پاس کچھ اور لوگ بھی موجود تھے۔ اس سے مجھے امید تھی کہ صدف کی دیکھ بھال ہو جائے گی۔ یقیناً یہ فائر مجھ پر کیا گیا تھا اور صدف میرے آڑے آگئی تھی لیکن میں حملہ آور کو فرار کا موقع نہیں دینا چاہتا تھا چنانچہ میں برق رفتاری سے اس عمارت کی طرف دوڑا جس کی چھت سے فائرنگ کی گئی تھی۔ میں نے پھرتی سے فاصلہ طے کیا اور عمارت کے بالکل قریب پہنچ گیا۔ اگرچہ سیدھا دوڑنے میں خطرہ تھا لیکن یہ خطرہ مول لیے بغیر چارۂ کار بھی نہیں تھا۔ عمارت کے نزدیک پہنچتے ہی ایک اور فائر ہوا، گولی میرے قریب دیوار میں لگی لیکن اس چیز نے میری توجہ اس پائپ کی طرف مبذول کرا دی جس کے ذریعے چھت تک پہنچا جا سکتا تھا اور اس کے بعد میرے لیے اس چھت تک پہنچنا مشکل نہیں تھا۔ میں نے اس شخص کو دیکھا جو گولی چلانے کے بعد فرار ہو رہا تھا اور اس کی طرف دوڑ لگا دی۔ اس نے بھاگتے ہوئے پھر فائر کیا اور گولی سنسناتی ہوئی صرف دو فٹ کے فاصلے پر بنی ہوئی چمنی میں پیوست ہو گئی۔ میں پھرتی سے نیچے بیٹھ گیا تھا اور اب میں جانوروں کی طرح چاروں ہاتھ پیروں کے بل آگے بڑھنے لگا۔

میں نے اس کے بارے میں اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ کس طرف جا رہا ہے چنانچہ اب اسے چھوڑنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ پستول میں نے ہاتھ میں لے لیا تھا پھر بھاگتے ہوئے اس کا نشانہ لیا اور دوسرے لمحے فائر جھونک دیا۔ فائر کی آواز کے ساتھ فضا میں ایک چیخ ابھری اور میرے ہونٹوں پر ایک سفاک مسکراہٹ پھیل گئی۔ گولی اس شخص کے لگ گئی تھی۔ اس نے پھر ایک جوابی فائر کیا لیکن میں محفوظ رہا۔ پتا نہیں گولی اس کے بدن کے کون سے حصے میں لگی تھی، وہ نیچے گرنے کے بعد پھر اٹھا اور دوڑنے لگا لیکن میں نے بھی اس پر مزید دو فائر اور کر دیے تھے۔ اب وہ ایک اور مکان کی چھت پر پہنچ گیا تھا۔ جب میں اس چھت کے کنارے پہنچا تو وہ غائب ہو چکا تھا۔ ان دونوں چھتوں کے درمیان تقریباً آٹھ فٹ کا فاصلہ تھا۔ چند قدم پیچھے ہٹ کر میں نے دوڑتے ہوئے چھلانگ لگا دی۔ یہ اپنی زندگی داؤ پر لگانے والی بات تھی لیکن اپنی جان کی قیمت پر بھی میں اسے فرار ہونے کا موقع نہیں دے سکتا تھا۔ میں زور دار دھماکے کے ساتھ دوسری چھت پر گرا اور پھر فوراً ہی سنبھل کر ٹین کے بنے ہوئے اس دروازے کی طرف دوڑا جس کے پیچھے حملہ آور غائب ہوا تھا۔

حملہ آور بھی بے وقوف نہیں تھا، چنانچہ اس نے دروازہ اندر سے بند کر دیا تھا۔ میں چھت کے کنارے آ کر نیچے جھانکنے لگا۔ پوری گلی میری نظروں میں تھی اور سنسان تھی۔ حملہ آور کا کہیں کوئی نشان نہیں تھا۔ میں چھت کے دوسرے کنارے پر پہنچ کر نیچے جھانکنے لگا۔ اس ... عقبی گلی میں پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ اب اس بات کا ... یقینی ... تھا کہ حملہ آور عمارت کے اندر ہی کسی جگہ موجود ہے۔ چند لمحوں کے بعد دروازے کے قریب پہنچ کر میں نے دروازے کو کھول کر دیکھا اور پھر محتاط انداز میں نیچے اترنے لگا۔ راستے میں جگہ جگہ خون کے دھبے میری رہنمائی کر رہے تھے۔ ایک جگہ کافی مقدار میں خون پڑا ہوا تھا جس سے اندازہ ہوتا تھا کہ حملہ آور کچھ دیر یہاں رکا ہے جس انداز سے اس کا خون بہہ رہا تھا اس سے یہ اندازہ لگانا بھی دشوار نہیں تھا کہ ایسی حالت میں وہ زیادہ دور نہیں جا سکتا۔

تھوڑے فاصلے پر ایک اور دروازہ نظر آ رہا تھا۔ میں اس دروازے کو کھول کر آگے بڑھا تھا کہ کمرے میں مجھے ایک بوڑھی عورت نظر آئی جس نے موٹے شیشوں والی عینک لگا رکھی تھی، مجھے دیکھتے ہی وہ دونوں ہاتھ اٹھا کر گھگھیاتے ہوئے لہجے میں بولی۔ "خدا کے لیے! خدا کے لیے مجھے نہ مارنا۔۔۔ خدا کے لیے مجھے نہ مارنا۔"

میں خاموشی سے اس کے سامنے کھڑا ہو کر اس کی شکل دیکھنے لگا، پھر میں نے اس سے پوچھا۔ "کیا یہاں۔۔۔ کیا یہاں تمہیں کوئی نظر آیا تھا؟"

"وہ۔۔۔ وہ اس طرف۔۔۔ اس طرف۔" اس نے کہا اور میں اس کے اشارے کی سمت دوڑ گیا لیکن اسے بدقسمتی ہی کہا جا سکتا تھا کہ جس طرف اس نے اشارہ کیا تھا، وہاں ایک کھلا ہوا دروازہ میرا منہ چڑا رہا تھا اور خون کے دھبے اس دروازے سے گزر گئے تھے۔

حملہ آور نکل گیا تھا، میں بھی مزید اس عمارت میں رکنا بے مقصد سمجھ کر باہر نکل آیا تھا اور پھر گھوم کر اس طرف پہنچ گیا جہاں صدف العیش زخمی ہو کر گری تھی لیکن اب وہ وہاں موجود نہیں تھی اور چند افراد متحیرانہ انداز میں ایک دوسرے سے اس بارے میں گفتگو کر رہے تھے۔ معلوم نہیں ان لوگوں میں سے کسی نے مجھے پہچانا تھا یا نہیں، بہرطور میں صدف کے بارے میں جاننا ضرور چاہتا تھا۔

صدف العیش کی کار اسی جگہ کھڑی تھی جہاں اس نے روکی تھی۔ قریب پہنچ کر میں لوگوں کی گفتگو سے صورت حال کا اندازہ لگانے کی کوشش کرنے لگا۔ پتا چلا کہ چند افراد زخمی لڑکی کو لے کر اسپتال روانہ ہو گئے ہیں۔ کون سے اسپتال؟ اس کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا تھا۔

نزدیک کھڑے ہوئے ایک شخص سے میں نے پوچھا۔ "جو لوگ اس لڑکی کو اٹھا کر لے گئے ہیں، کیا ان کا تعلق پولیس سے تھا؟"

"نہیں، ایک گزرتی ہوئی کار میں کچھ شریف لوگ جا رہے تھے، انہوں نے اس زخمی لڑکی کو کار میں ڈالا اور اسپتال لے گئے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"کسی نے اس کار کا نمبر دیکھا؟"
"کیوں بھئی کسی نے دیکھا؟" لوگ ایک دوسرے سے سوالات کرنے لگے۔
"نہیں۔ بھلا اس کا خیال کسے تھا۔" ایک شخص نے کہا۔
"لیکن وہ شریف لوگ معلوم ہوتے تھے۔" ایک اور آواز ابھری۔
"کار کا رنگ کیسا تھا اور کون سی تھی؟" میں نے کہا۔
"نیلے رنگ کی اسپنسر۔" ایک شخص نے جواب دیا۔
غصّے اور نفرت کا طوفان میرے رگ و پے میں موجزن تھا۔ صدف العیش میری وجہ سے اس حادثے کا شکار ہوئی تھی۔ ان لوگوں نے اس بے گناہ کو بھی نہیں چھوڑا تھا۔ یہ کون سا گروپ تھا جو اس طرح تشدّد پر اُتر آیا تھا۔ یہ کام تو کچھ ایسے لوگوں ہی کا ہو سکتا تھا جو بذاتِ خود بھی مجھ سے نفرت کرتے ہوں اور اس موقع سے پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہتے ہوں۔ انسانوں کی مختلف اقسام ہوتی ہیں۔ سوچنے کا انداز کبھی کبھی ایسے غلط رُخ بھی اختیار کر لیتا ہے۔ ممکن ہے کچھ لوگوں کو یا کسی گروپ کو تنظیم میں میری ہردلعزیزی ناگوار گزرتی ہو اور انھوں نے اس موقع کو غنیمت جان کر دل کی بھڑاس نکالی ہو لیکن یہ سب کچھ... یہ بہتر تو نہیں ہے۔ میرے ہمدرد میرے لیے راستہ ہموار کرنے میں کوشاں ہیں اور میرے دشمن انھیں بھی نقصان پہنچانے سے گریز نہیں کر رہے۔ ان حالات میں میری انتہاپسندی دوسرے لوگوں کو نقصان پہنچانے کا باعث بن رہی تھی۔
آخر فیصلہ کیا کہ خود میں ہی تبدیلی پیدا کروں۔ ان لوگوں کے لیے عذاب بننے سے کیا فائدہ۔ صدف العیش بار بار ذہن میں چبھ رہی تھی۔ گولی اس کے شانے میں لگی تھی۔ نہ جانے وہ لوگ اسے کون سے اسپتال لے گئے تھے؟ کس طرح معلوم کیا جائے؟
میں پریشانی کے عالم میں وہاں بہت دیر تک رکا لوگوں کا جائزہ لیتا رہا پھر واپسی کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ دو پولیس والے وہاں پہنچ گئے اور میں نے انھیں صدف کی کار کے قریب جاتے ہوئے دیکھا۔ ان میں سے ایک نے کار کا دروازہ کھولا تو میں لپک کر اس کے قریب پہنچ گیا۔
"کیا یہ سچ ہے کہ اس کار میں بیٹھی لڑکی کو کوئی حادثہ پیش آگیا ہے؟" میں نے سوال کیا اور پولیس والے چونک کر مجھے دیکھنے لگے۔
"کیا آپ اس کے شناسا ہیں؟" ان میں سے ایک نے پوچھا۔
"ہاں۔ اس کی کار کو دیکھ کر میں رک گیا تھا۔ لوگ بتا رہے ہیں کہ اسے کوئی حادثہ..."
"یہ حقیقت ہے مسٹر۔"

"علی... علی یار خاں۔" میں نے کہا۔
"ہاں اس پر کسی نے گولی چلائی ہے۔"
"گولی!" میں نے چونک پڑنے کی اداکاری کی۔
"براہِ کرم، آپ ہمارے ساتھ آئیے۔"
"وہ کہاں ہے؟"
"نیشنل اسپتال میں۔"
"چلیے پلیز۔ وہ میری دوست ہے۔" میں نے کہا۔
"کیا آپ کار ڈرائیو کر سکتے ہیں؟"
"جی ہاں، کیوں نہیں۔"
"یہ چابی سنبھالیے، ہم آپ کے ساتھ آرہے ہیں۔" ایک پولیس مین نے کہا اور کار کی چابی مجھے دے دی۔ یقیناً یہ چابی اسے صدف کے پاس سے ملی ہوگی۔
ایک پولیس مین نے موٹر سائیکل سنبھالی، دوسرا کسی نئے فیصلے کے تحت میرے پاس آ بیٹھا تھا۔ میں نے کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔
"آپ کے مل جانے سے ہمارے کام آسان ہو گئے ہیں۔" پولیس مین نے راستے میں کہا۔
"گولی کہاں لگی ہے؟"
"اس کے شانے کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔"
"اوہ، کیا وہ خطرے میں ہے؟"
"نہیں۔ بینڈیج کر دی گئی ہے، گولی اندر نہیں تھی، اس لیے آپریشن نہیں کیا جائے گا۔"
"آپ لوگ...؟"
"ہماری ڈیوٹی اسپتال پر تھی۔ ان لوگوں کو روک لیا گیا ہے جو اسے لے کر آئے تھے۔ انھوں نے ہی اس جگہ کی نشاندہی کی ہے۔"
نیشنل اسپتال پہنچا تو صدف ہوش میں آگئی تھی۔ اس سے ملاقات میں کچھ وقت لگا، پولیس اس کا بیان لے رہی تھی۔ اس نے پولیس کو بتایا کہ گولی کسی اور پر چلائی گئی تھی لیکن وہ لپیٹ میں آگئی۔ اس نے یہ بھی کہا تھا کہ وہ تنہا تھی۔ صدف جیسی ذہین لڑکی ایسا ہی بیان دے سکتی تھی پھر میں اس کے پاس پہنچ گیا۔
"تم محفوظ ہو علی؟"
"ہاں صدف۔"
"حملہ آور کون تھے؟"
"پتا نہیں صدف! خدا بہتر جانتا ہے۔"
"گولی تم پر چلائی گئی تھی علی؟"
"شاید۔" میں نے آہستہ سے کہا۔
"مجھ سے چھپا رہے ہو علی۔ وہ کون تھے، پلیز مجھے بتاؤ۔"

"صدف! اس سے پہلے بھی مجھ پر حملہ ہو چکا ہے۔ فون پر دھمکیاں مل رہی ہیں مجھے تنظیم کی طرف سے کہ میں بیروت چھوڑ دوں۔ خدا کی قسم صدف، ایسا کبھی نہ کرتا میں لیکن میرے دوستوں کی زندگی خطرے میں پڑ جائے یہ مجھے گوارہ نہ ہوگا۔"
صدف خاموش ہوگئی تھی۔ پھر اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ میں نے ضبط کیا تھا۔ صدف خطرے سے باہر تھی۔ اس نے کہا کہ اس کے اہلِ خاندان کو اس حادثے کی خبر دے دی جائے۔
اس کے عزیزوں کے آنے سے قبل ہی میں اس سے رخصت ہو کر چلا آیا۔ اب میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ بیروت چھوڑ دوں گا۔ اس سے زیادہ میں کچھ نہیں چاہتا تھا۔ اسپتال سے ٹیکسی کر کے میں ہوٹل آیا۔ یہاں حالات معمول پر تھے۔ پتا ہی نہ چلتا تھا کہ یہاں کوئی لاش وغیرہ ملی ہے، تجسّس نے چین نہ لینے دیا۔ خود اس جگہ جا کر لاش دیکھی جہاں میں نے اسے ڈال دیا تھا لیکن وہاں لاش موجود نہ تھی اور صورتِ حال میری سمجھ میں آگئی کسی اور کے دیکھنے سے قبل ہی لاش وہاں سے ہٹا دی گئی تھی بہت چالاکی سے کام کیا گیا تھا۔
واپس کمرے میں آیا تو ایک اور چیز دیکھی۔ سینٹر ٹیبل پر کچھ کاغذات رکھے ہوئے تھے۔ حیرت زدہ انداز میں میں نے کاغذات اٹھا کر دیکھے تو ان میں میرا تازہ بنا ہوا پاسپورٹ اور ایک فلائٹ سے پیرس کا ٹکٹ تھا۔ یہ فلائٹ اسی روز رات آٹھ بجے جا رہی تھی۔ ابھی اس پر حیران ہی ہو رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی اور میرے دانت بھنچ گئے۔ بہرحال میں نے ریسیور اٹھا لیا تھا۔
"مسٹر علی یار خان! اس سے زیادہ کچھ اور چاہتے ہو تو وہ بھی سہی۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ رات کو آٹھ بجے یہاں سے پیرس چلے جاؤ اور اس کے بعد دل چاہے جہاں۔ تمھاری ایک ایک جنبش قدم ہماری نگاہ میں ہے۔"
میں نے کچھ کہے بغیر فون بند کر دیا۔ اس کے سوا چارہ نہیں تھا۔ بہرصورت میں خود کو قابو میں رکھنا چاہتا تھا۔
اسی رات میں ضروری تیاریوں کے ساتھ ائیرپورٹ پہنچ گیا۔ ایمگریشن کی کارروائیوں میں کوئی دقّت نہ ہوئی، میرے لیے قیام کا انتخاب انھوں نے خود ہی کر دیا تھا، یہ بھی اچھا ہوا۔ طیارہ وقتِ مقررہ پر فضا میں بلند ہوگیا۔ میں گم صم بیٹھا ہوا تھا، دل و دماغ میں طوفان برپا تھا۔ تاریک مستقبل منہ کھولے کھڑا تھا۔ کوئی راستہ سامنے نہ تھا۔
"آپ بہت خاموش ہیں جناب!" برابر سے ایک نسوانی آواز ابھری اور میں نے چونک کر اس طرف دیکھا۔ ایک انتہائی خوبصورت لڑکی میری ہمسفر تھی۔ اس کا چہرہ اتنا حسین تھا کہ نگاہ نہ ہٹے

میں اسے دیکھتا رہ گیا۔ اسکے چہرے پر مشرقیت اور مغربیت کا امتزاج بے حد حسین لگ رہا تھا۔ وہ مسکرائی اور بولی "سوری۔ نہ جانے کن خیالات میں ڈوبے ہوں گے آپ۔"
"کوئی بات نہیں ہے مس۔"
"ہمسفر لمحوں کے ساتھی ہوتے ہیں لیکن اگر وہ بور ہوں تو یہ لمحے بھی بہت ناخوشگوار تاثر چھوڑ جاتے ہیں۔"
"ہاں۔" میں نے مختصراً کہا۔
"آپ پریشان ہیں؟"
"نہیں۔"
"مزاج ہی ایسا ہے؟" وہ ہنس پڑی۔
"یہ بات بھی نہیں ہے۔"
"تو پھر باتیں کیجیے۔"
"میں خاموش تو نہیں ہوں۔"
"میرا نام تہذیب ہے۔ تہذیب اینڈریو مالکم ایکس۔" اس انوکھے نام پر میں نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔
"تہذیب تو کچھ اپنی طرف کا نام ہے لیکن یہ اینڈریو مالکم ایکس۔"
"میری ماں ہندوستانی تھی اور باپ فرانسیسی۔"
"آپ مشرق و مغرب کا امتزاج ہیں۔"
"اور معاف کیجیے گا آپ بھی عرب باشندے نہیں لگتے۔"
"ایسی ہی بات ہے۔" میں نے جواب دیا۔
"پیرس جا رہے ہیں آپ؟"
"ہاں۔"
"میرا خیال درست ہے نا، آپ مقامی باشندے نہیں ہیں؟"
"جی ہاں، آپ کا خیال درست ہے۔"
"کہاں سے تعلق ہے آپ کا؟"
"پاکستان سے۔" میں نے جواب دیا۔
"اوہ مائی گاڈ! مسلمان ہیں نا آپ؟"
"جی ہاں۔"
"نام نہیں بتائیں گے؟"
"علی کہہ سکتی ہیں آپ مجھے۔"
"سیاح ہیں؟ میرا مطلب ہے بیروت..."
"یہی سمجھ لیں۔"
"لڑکی کافی باتونی معلوم ہوتی تھی۔ اس کا اندازِ گفتگو بھی بے حد دلکش تھا لیکن میری ذہنی حالت تباہ تھی، اس لیے اس کی زیادہ پذیرائی نہ کر سکا۔ وہ دیر تک مجھ سے گفتگو کرتی رہی اور پھر میری طرف سے زیادہ توجہ نہ پا کر ناراض ہو جانے کے سے انداز میں خاموش ہوگئی۔ بہت دیر تک میں الجھا رہا پھر میں نے ذہن

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

صاف کیا، تہذیب کی طرف دیکھا تو وہ آنکھیں بند کیے گہرے گہرے سانس لے رہی تھی۔ طیارے کے تمام مسافر ہی نیند کے غلبے کا شکار نظر آ رہے تھے۔ میں نے بھی آنکھیں بند کر لیں۔ زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ کوئی چیز میرے چہرے سے ٹکرا کر پھسلتی ہوئی میری گود میں آ گری اور میں چونک پڑا۔ میں نے گود میں پڑی شے کو دیکھا۔ ایک بند لفافہ تھا۔ میں نے متحیرانہ انداز میں اسے اٹھایا۔ اندر ایک پرچا موجود تھا۔ پُرتجسس انداز میں میں نے پرچا لفافے سے نکال لیا۔ انگلش میں ایک تحریر گھسیٹی ہوئی تھی لیکن پہلے لفظ پر نظر پڑتے ہی میرے حواس جاگ گئے

" باورڈ کی طرف سے سلام۔

علی یار خان اپنے دیرینہ دوست کو نہ بھولے ہوں گے۔ بھولنے کی چیز نہ تم ہو اور نہ میرے لیے تم۔ ہمارے درمیان یہ کھیل مجھے یقین ہے کہ طویل عرصے جاری رہے گا۔ ایک ذہین دشمن بھی بہت بڑا عطیۂ خداوندی ہوتا ہے۔ اس بار میرا پلّہ بھاری ہے۔ تم نے تنظیم آزادیٔ فلسطین کے لیے بیش بہا کارنامے انجام دیے لیکن آج تنظیم تمھاری دشمن ہے۔ میں نے تمھارے لیے انھیں نفرت کا عطیہ دیا ہے اور علی یار خان! میرا یہ نیا کارنامہ تمھیں یقیناً پسند آیا ہو گا، کیا خیال ہے؟

تو ڈیئر علی! اب پیرس میں تم سے ملاقات ہو گی۔ فکر مت کرو، تمھیں قتل کرنے کا کوئی منصوبہ میرے ذہن میں نہیں ہے۔ تم تو میری دنیا کی سب سے قیمتی شے ہو۔ سنو علی! میں تمھیں پاکستان کے خلاف استعمال کروں گا، یہ میرا عہد ہے۔ فی الحال تمھیں میں نے بیروت سے نکال دیا ہے، کچھ عرصے پیرس کی سیر کرو، میں پھر تمھیں موقع دوں گا کہ تم اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کر سکو۔

تمھارا مخلص ادلیو باورڈ "

ذہن تاریک ہو گیا۔ شدتِ جوش سے مٹھیاں بھنچ گئیں۔ باورڈ... یہودی... تو یہ اس کی چال تھی! گویا... اوہ! واقعی بہت عمدہ کھیل تھا اس کا۔ بڑا شاندار منصوبہ بنایا تھا اس نے میرے لیے۔ وہ فون کال... وہ حملے تنظیم نے مجھ پر نہیں کرائے تھے بلکہ یہ سب باورڈ کی چال تھی۔ وہ مسلسل میرے پیچھے لگا ہوا تھا۔

ایک لمحے میں دل کو ایک گہرے سکون کا احساس ہوا۔ تنظیم کے لیے جو دھواں میرے دل میں بھر گیا تھا وہ چھٹنے لگا — غلطی ہو گئی۔ اگر عقل سے کام لیتا تو کسی سے رابطہ کر کے ان حالات کے بارے میں پوچھ سکتا تھا۔ یہ سب باورڈ کی چال تھی۔ وہ مجھے تنظیم سے بھڑانا چاہتا تھا۔ اس کی مجھ پر گہری نگاہ تھی۔ وہ ایک ایک لمحے کا حساب رکھ رہا تھا۔ یقیناً وہ چاہتا ہو گا کہ میں تنظیم کے خلاف اٹھ کھڑا ہوں اور وہ ہمارا تماشا دیکھے۔ میں اس کی چال میں آ گیا تھا لیکن خدا کا شکر ہے، میں نے یہ نہیں کیا تھا۔ وہ فون بھی تنظیم کی طرف سے نہیں تھے اور میری پیرس روانگی میں ان کا کوئی ہاتھ نہیں تھا۔ بلکہ جب باورڈ نے دیکھا کہ میں بدستور ٹھنڈا چل رہا ہوں تو اس نے مجھے پیرس بھیجنے کا انتظام کر دیا۔

باورڈ! تو نے جو کچھ سوچا ہے، وہ نہیں ہو سکے گا۔ میری ایک ہی جان تو ہے، کسی بھی وقت جانِ آفریں کے سپرد کر دوں گا۔ اپنی ذات کو کبھی اپنے وطن کا دُکھ نہ بننے دوں گا۔"

میں نے کاغذ لفافے میں رکھ لیا۔ دیر تک سوچتا رہا پھر مجھے خیال آیا کہ یہ لفافہ آیا کہاں سے؟ کس نے میری گود میں پھینکا ہے؟ اس کا مطلب ہے کہ اسی طیارے میں باورڈ یا اس کا کوئی کارکن بھی سفر کر رہا ہے۔ کون ہے؟ کہاں ہے؟ ایک لمحے کے لیے نگاہ اپنے نزدیک سوتی ہوئی لڑکی پر گئی۔ یہ لڑکی کہیں بھی باورڈ کی ساتھی نہ ہو۔ میں آنکھیں بند کر کے ان لمحات پر غور کرنے لگا جب لفافہ میری گود میں آ کر گرا تھا۔ لڑکی کسی بھی اینگل سے اُسے پھینکتی، وہ اس طرح نہیں آ سکتا تھا۔ لفافہ پھینکنے والا کوئی اور ہی تھا لیکن جہاز کے اتنے سارے مسافروں میں میرے لیے اسے تلاش کرنا ممکن نہیں تھا۔ میری یہ کوشش تماشے کے علاوہ کچھ نہیں ہوتی لیکن سوچنے کے لیے بہت کچھ تھا۔

باورڈ مجھے فرانس لا رہا تھا۔ یہاں بھی وہ مجھ پر حاوی رہے گا اور اس کے ساتھ ہی وہ اپنا شیطانی عمل بھی کرے گا۔ کیا میں اس کا آلۂ کار بنوں؟ اب یہ صورتِ حال علم میں آ گئی تھی تو کم از کم ایسا تو نہیں ہونا چاہیے۔

میں سوچتا رہا اور میرا خون کھولتا رہا۔ علی یار خان، اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اب تک تم ایک ناکارہ شخص ثابت ہوئے ہو، امریکا کے ابتدائی دنوں میں جوش و غضب کے عالم میں جو کچھ کیا تھا اس کے بعد سے اب تک کوئی قابلِ فخر کارنامہ انجام نہیں دے سکے بلکہ ایک طرح سے باورڈ تم پر حاوی رہا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ تم تنظیم کی انگلی پکڑ کر چلتے رہے۔ تنظیم سے وفاداری، اس کے مقاصد سے دلچسپی ایک الگ چیز ہے۔ یہ ضروری تو نہیں کہ تم اس سے مل کر ہی کام کر سکو۔ دنیا کے کسی بھی ملک، کسی بھی گوشے میں تنظیم کے حق میں کوئی بھی کارنامہ انجام دیا جا سکتا ہے۔ اور اس کے لیے خود پر بھروسا ضروری ہے۔ ہاں آج سے کھیل بدلنا ہو گا۔ آج سے کھیل بدل جائے گا۔ نقشے

تیار ہوتے رہیں گے جنھیں تنظیم کے ارکان فخریہ اپنے پاس رکھتے ہیں۔ علی یار خان! ایک بار زندہ ہو جاؤ۔

دماغ میں عجیب سی سنسناہٹ ہو رہی تھی۔ وجود میں ایک نیا انسان اُبھر رہا تھا۔ اگر یہ نہ ہو سکے، اس میں ناکام ہو جاؤ تو پھر تمھیں حق نہیں ہے کہ مزید کچھ کرو۔ اس سے بہتر ہو گا کہ کسی گمنام گوشے کو اپنا کر خاموش بیٹھ جاؤ۔

محسوس یہی ہو رہا تھا کہ ایک نئے علی یار خان نے جنم لیا ہے۔ بشرطیکہ یہ کیفیت برقرار رہے۔ تہذیب ایئر دروما لگم جاگ گئی۔ سرخ آنکھیں اتنی خوب صورت لگ رہی تھیں کہ میں دیکھتا رہ گیا۔

"ہیلو علی!" اُس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہیلو!"

"بور ہوئے ہو گے؟ میں تو واقعی سو گئی تھی۔" وہ سنبھل کر بیٹھ گئی۔

"ہاں۔ خاموشی تو تھی۔" میں نے کہا۔

پیرس ایئرپورٹ پر طیارہ اترا تو گہرے بادل چھائے ہوئے تھے۔ بارش ہو رہی تھی۔ کسٹمز ہاؤس تک پہنچانے کے لیے خصوصی بندوبست کیا گیا تھا۔ تہذیب میرے ساتھ چل رہی تھی۔ وہ اب کچھ سنجیدہ سی ہو گئی تھی۔ کسٹمز ہاؤس کے ماحول میں کوئی خاص بات نہیں تھی، سارے کام معمول کے مطابق ہو رہے تھے۔ اندر داخل ہوتے ہوئے تہذیب مجھ سے علیحدہ ہو گئی۔ کوئی رسمی، الوداعی الفاظ بھی ادا نہیں کیے گئے تھے۔ میں اس کے ایسے انداز کو محسوس کر رہا تھا اگر یہ "خط" درمیان میں نہ آیا ہوتا اور اگر جہاز میں موجود لوگوں میں سے کسی کی شناخت ہو جاتی اور شبہ تہذیب پر نہ رہتا تو شاید میں اسے بڑے خلوص سے الوداع کہتا اور ممکن ہے یہ کوشش بھی کرتا کہ اس کا پتا معلوم کروں تاکہ پیرس کی زندگی میں اس کا حُسن بھی شامل ہو جائے۔

بدلے ہوئے علی یار خان کو اب بہت سی چیزوں کی ضرورت تھی، کوئی بہتر منصوبہ تو ترتیب نہیں دے سکا تھا لیکن آنے والا وقت میرے لیے ایک ہنگامی زندگی کا آغاز کرنے والا تھا۔ وہ زندگی جس میں ادلیو باورڈ کو ناکوں چنے چبوا دیے جائیں، ایسے مختلف انداز اختیار کیے جائیں کہ وہ سوچ بھی نہ سکے اور اُس کے لیے کوئی بہترین منصوبہ بندی کر لینا مشکل کام نہیں تھا۔

کسٹمز ہاؤس میں سامان کی جانچ پڑتال کی جا رہی تھی کہ دفعتاً کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش آ گیا، لوگ ایک جگہ جمع ہو گئے تھے۔ میں کسٹمز کے ایک بہت بڑے ہال کے دوسرے کونے میں تھا، تہذیب نظر نہیں آ رہی تھی، دفعتاً چند فائر ہوئے اور ہنگامہ برپا ہو گیا۔ لوگ اِدھر اُدھر میزوں اور کرسیوں کی آڑ لینے کے لیے دوڑ پڑے۔ کسٹمز کے حکام بھی مستعدی سے اپنے فرائض کی انجام دہی چھوڑ کر اس ہنگامے سے نمٹنے کی تیاریاں کرنے لگے۔ معلوم نہیں ہو سکا تھا کہ کیا ہوا۔ ہال کے دروازے بند کر دیے گئے تھے لیکن باہر کچھ گڑبڑ اب بھی ہو رہی تھی۔ فائرنگ کی آوازیں باہر بھی گونجی تھیں۔ بہ طور یہ ہنگامہ دو منٹ سے

ذہانت، فطانت، چالاکی اور بہادری کی بے مثال کہانیاں
مشہور ترین چور نِک ویلوٹ
جو بے قیمت چیزیں گراں قدر
معاوضے پر چراتا ہے
نِک ویلوٹ کی چوریاں ۲
قیمت
۲۵ روپے
پیشگی رقم بھیجنے پر ڈاک خرچ معاف
نِک ویلوٹ کی چوریاں ۱ بھی محدود تعداد میں دستیاب ہے
کتابیات پبلی کیشنز ○ پوسٹ بکس ۲۳ کراچی ۱

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

زیادہ جاری نہیں رہا۔ میگافون پر اندر موجود مسافروں کو پُرسکون رہنے کی ہدایت دی جا رہی تھی۔

میری نگاہیں تہذیب کی تلاش میں بھٹکنے گئیں لیکن وہ مجھے نظر نہیں آئی۔ پورے ہال میں اس کا کہیں پتا نہیں تھا۔ ایک لمحے کے لیے میرا ذہن اس میں کھو کر رہ گیا۔ تہذیب کہاں چلی گئی؟ ابھی تو مسافر کسٹمز کے ابتدائی مراحل سے فارغ بھی نہیں ہوئے تھے۔

میں بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر اس ہنگامے کے بارے میں معلومات حاصل کرنے لگا اور جو تفصیلات معلوم ہوئیں انھیں سن کر دنگ رہ گیا۔

تہذیب کو اغوا کر لیا گیا تھا۔ لوگوں کے بیانات کے مطابق وہ چار آدمی تھے جو کسٹمز ہال کے باہر موجود تھے۔ دفعتاً وہ اندر داخل ہوئے اور انھوں نے ایک خوب صورت لڑکی کو پکڑ لیا جو اس طیارے میں سفر کر کے یہاں تک پہنچی تھی۔ کچھ لوگوں نے یہ بھی کہا کہ وہ تو آپ کی ہی ہم سفر تھی۔ اور اس کے بعد کوئی شبہ نہ رہا کہ وہ تہذیب ہی تھی۔ ایک کسٹم آفیسر اور دو پولیس آفیسر لوگوں کی نشاندہی پر میرے پاس پہنچ گئے اور انھوں نے مجھ سے پوچھا۔

"مسٹر، براہِ کرم کیا آپ اپنے بارے میں بتانا پسند کریں گے؟"

"جی ہاں، ضرور۔ میرا نام علی یار خان ہے۔"

"آپ کے کاغذات؟" پولیس آفیسر نے مجھ سے کہا۔ اور میں نے اپنے کاغذات نکال کر ان کے سامنے کر دیے۔ میرے اردگرد ایک ہجوم جمع ہو گیا تھا۔ "معاف کیجیے گا آپ کے کاغذات درست ہیں، ہم اس لڑکی کے بارے میں معلوم کرنا چاہتے ہیں۔"

"وہ میری ہم سفر تھی، اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ مجھے تو اندازہ بھی نہیں ہو سکا تھا کہ یہ واقعہ اس کے ساتھ پیش آیا ہے۔ کسٹم ہاؤس میں داخل ہونے کے بعد ہم لوگ علیحدہ ہو گئے تھے۔"

"وہ کون تھی؟ کیا آپ اس کے بارے میں تفصیل بتا سکتے ہیں؟"

"جی ہاں۔ پیرس ہی کی باشندہ تھی، نام تہذیب تھا۔ کسی ایشیائی ملک سے تعلق رکھتی تھی۔ اس کی تفصیل اس نے مجھے نہیں بتائی۔" کسٹم آفیسر اور پولیس کے ارکان نے بڑی نرمی اور پُر اخلاق انداز میں مجھ سے معلومات حاصل کیں۔ میرے سامان کی مختصر تلاشی لی گئی اور اس کے بعد معذرت کے ساتھ مجھے جانے کی اجازت دے دی گئی۔

تہذیب کے اس طرح اغوا پر ذہن اُلجھ گیا تھا لیکن دوسرے انداز میں بھی سوچا جا سکتا تھا۔ پُراسرار لڑکی ممکن ہے اپنی مرضی سے یہاں سے گئی ہو اور اس طرح اپنے کسٹمز کی

چیکنگ سے بچانے کے انتظامات کیے گئے ہوں۔ اب یہ معلومات حاصل کرنا تو مشکل تھا کہ وہ اپنا سامان لے جانے میں کامیاب ہوئی ہے یا نہیں یا پھر اس کے اغوا کنندگان اس کا انتظار کر رہے تھے یا پھر یہ بھی ممکن تھا کہ اسے میری نگاہوں سے بچانے کے لیے اس طرح اغوا کر لیا گیا ہو۔ نجانے کیوں ذہن میں یہ خیال پختہ ہونے لگا کہ وہ ہاورڈ کی ساتھی ہی تھی اور ہاورڈ یہ جانتا تھا کہ میں اس پر شبہ ضرور کروں گا۔

میں باہر نکل آیا اور ائیرپورٹ کے اس حصے میں کھڑا ہو گیا جہاں سے باہر کا نظارہ کیا جا سکتا تھا۔ سڑکیں بارش میں جل تھل ہو رہی تھیں لیکن ٹریفک کے رش میں کوئی کمی نہیں ہوئی تھی۔ ظاہر ہے یہاں کے لوگ اس کے عادی ہوں گے۔ اندر کئی ہوٹلوں کے کاؤنٹر لگے ہوئے تھے اور ان کے نمائندے ان کے نزدیک موجود تھے۔ یہاں سے نکلنے اور ابتدائی قیام کے لیے یہ ضروری تھا کہ میں کسی ہوٹل سے رابطہ قائم کر لوں۔

چنانچہ جونہی میں ایک کاؤنٹر کی طرف متوجہ ہوا، خوبصورت لباس میں ملبوس ایک نوجوان آدمی میرے پاس پہنچ گیا۔

"میرا نام ژان روترے ہے اور میں ہوٹل کیٹرسن کا نمائندہ ہوں۔ کیٹرسن میں آپ کو بہتر سہولتیں مہیا ہو سکیں گی۔ اگر آپ پیرس میں اجنبی ہیں تو ایک بار کیٹرسن کو خدمت کا موقع ضرور دیجیے۔" میں نے گردن ہلائی اور اپنی آمادگی کا اظہار کر دیا۔ اس نے فوراً ہی میرا سوٹ کیس میرے ہاتھ سے لے لیا تھا۔ سوٹ کیس جونہی اس کے ہاتھ میں پہنچا کاؤنٹر کے پیچھے سے ایک اور آدمی باہر نکل آیا اور اس نے اس شخص کے ہاتھ سے سوٹ کیس لے کر مجھے اپنے ساتھ آنے کی دعوت دی۔ ایک شاندار ٹیکسی جس پر ہوٹل کا مونوگرام بنا ہوا تھا، بالکل نزدیک آ گئی اور میں اس میں بیٹھ گیا۔ اپنے اطراف سے میں پوری طرح باخبر تھا۔ وہ شخص جس نے ہوٹل کے نمائندے کی حیثیت سے مجھے خوش آمدید کہا تھا، ڈرائیور کے نزدیک ہی بیٹھ گیا اور کار چل پڑی۔

ہوٹل کیٹرسن تک کوئی ایسا واقعہ پیش نہ آیا جو میرے لیے تشویشناک یا قابلِ ذکر ہوتا۔ کچھ ہی دیر کے بعد میں اس خوب صورت ہوٹل کی تیسری منزل کے ایک کمرے میں منتقل ہو گیا۔

بہت ہی خوب صورت اور کشادہ کمرہ تھا، باہر بارش جوں کی توں جاری تھی بلکہ پہلے سے بھی کچھ تیز ہو گئی تھی۔ میں ناقدانہ نگاہوں سے کمرے کا جائزہ لینے لگا۔ اس بات کو میں نے مدِنظر رکھا کہ ممکن ہے یہاں میرا ایک ایک قدم اولیو ہاورڈ کی

مرضی سے اٹھ رہا ہو۔ مجھے ایک ایک لمحہ محتاط رہنا تھا۔ جو سامان میں اپنے ساتھ لایا تھا، وہ نمایاں حیثیت کا حامل نہیں تھا۔ صرف چند ہی چیزیں تھیں جو قابلِ توجہ تھیں یعنی میرے کاغذات، ٹریولر چیک بک وغیرہ۔ اس کے علاوہ اور کوئی ایسی چیز نہیں تھی جس کا تحفظ میرے لیے اہم ہوتا۔

لباس تبدیل کر کے دوسرا لباس پہننے کا خیال دل میں آیا۔ اولیو ہاورڈ کی طرف سے فی الحال کوئی خطرہ نہیں تھا جب تک کہ میں اس کی خواہش کے مطابق عمل پیرا تھا اور وہ میری طرف سے کسی بڑی تشویش کا شکار نہیں تھا۔ البتہ ایک خیال بار بار میرے ذہن میں آتا تھا کہ اگر اولیو ہاورڈ وہ خط اس احمقانہ انداز میں میرے پاس نہ پہنچاتا تو کیا حرج تھا۔ میں کچھ اور وقت اس سے لاعلم رہتا اور پیرس میں اپنی مصروفیات تلاش کر لیتا۔ اگر لائن سے بھٹکتا تو اولیو ہاورڈ مجھ پر ظاہر ہو جاتا۔ اس نے وقت سے پہلے ظاہر ہو کر انسانی فطرت کا ثبوت دیا تھا جو عام لوگوں میں ہوتی ہے یعنی اپنی برتری کا اظہار کرنا۔ یہ معلوم ہوتے ہی کہ اب میں تنظیم سے کٹ کر چل پڑا ہوں، اس نے اپنی شاندار کارکردگی کا اظہار مجھ پر کر دیا تھا۔ میرے خیال میں یہ اس کی حماقت ہی تھی، اس میں دانشمندی کا کوئی پہلو نظر نہیں آتا تھا۔

لباس میں موجود تمام چیزیں نکال کر میں نے میز پر ڈال دیں۔ ٹائی کی گرہ کھولی لیکن میز پر پڑی چیزوں پر جب نگاہ پڑی تو دفعتاً میں چونک پڑا۔

یہ سفید رنگ کے کاغذ میں لپٹا ہوا ایک عجیب سا پیکٹ تھا جو میرا نہیں تھا۔ پھر میرے لباس میں کہاں سے آیا؟ میں نے بے اختیار جھک کر پیکٹ اٹھا لیا۔ سفید کاغذ میں بہت عمدگی سے پیک کی ہوئی کوئی چیز تھی۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے تاش کی کوئی گڈی ہو لیکن بہت ہلکی البتہ اس کی جسامت اور ٹٹولنے سے جو احساس ہوتا تھا وہ تاش کی گڈی ہی کی طرف اشارہ کرتا تھا۔

میں نے ریپر پھاڑا اور میری آنکھیں یہ دیکھ کر دلچسپی سے سکڑ گئیں کہ وہ تاش کی گڈی ہی تھی لیکن عام تاش سے بالکل مختلف بے حد ہلکی۔ میں بے اختیار اسے کھول کر دیکھنے لگا۔ اندر بہت ہی نفیس قسم کے کسی مخصوص چیز سے بنائے ہوئے کارڈز موجود تھے جن کی تعداد کا صحیح اندازہ تو نہیں ہو سکتا تھا، باون بھی ہو سکتے تھے اس سے کم یا زیادہ بھی لیکن ان تاشوں پر عجیب [illegible] نشانات بنے ہوئے تھے۔ ان میں الفاظ بھی لکھے ہوئے [illegible] یہ تاش میری جیب میں کہاں سے آ گئے؟ [illegible] غور کیا لیکن کوئی بات سمجھ میں نہیں آئی۔ اس کے علاوہ

اور کچھ نہیں سمجھ سکا کہ یہ گڈی میری جیب میں ڈال گئی ہے مگر یہ ہے کیا چیز؟ تھوڑی دیر تک میں اُسے دیکھتا رہا پھر دروازے کی طرف بڑھ کر دروازہ اندر سے بند کر دیا اور تاش کی گڈی کو ایک ایسی جگہ چھپا دیا جہاں سے اگر کوئی اسے تلاش کرنے کی کوشش کرے تو اُسے نہ مل سکے۔ اس کے بعد باتھ روم میں داخل ہو گیا لیکن ذہن اسی میں اُلجھا ہوا تھا۔

غسل کر کے باہر آیا تو کوئی تبدیلی نہیں تھی۔ میں نے ایک بار پھر کمرے کا بغور جائزہ لیا۔ ایک ایک چیز کو بغور اُلٹ پلٹ کر دیکھا۔ اس تصور کے ساتھ کہ کوئی ڈکٹا فون یا ٹرانسمیٹر کا ریسیور تو یہاں موجود نہیں ہے یا پھر کوئی ایسا کیمرہ جس کی آنکھ مجھے دیکھ رہی ہو۔

بظاہر تو کوئی ایسی چیز نظر نہیں آئی چنانچہ کسی حد تک اطمینان کرنے کے بعد میں نے ایک بار پھر وہ گڈی نکالی اور کارڈز کو میز پر پھیلا کر بیٹھ گیا۔ تقریباً ایک گھنٹے تک مغز خوری کرتا رہا لیکن کوئی بات سمجھ میں نہیں آئی۔ کارڈز اچھی طرح الٹ پلٹ کر دیکھ لیے تھے کوئی صحیح اندازہ نہیں ہو سکا تھا۔ یہ میرے پاس کہاں سے آئے؟ اس کا کوئی تجزیہ نہیں کر سکا۔ ایک بار پھر ذہن میں تہذیب آئی تھی۔ کیا یہ اسی کی حرکت ہے؟ صرف اسی کو اتنے مواقع میسر ہوئے تھے کہ وہ کوئی ایسی حرکت کر سکتی۔ گڈی بالکل ہلکی تھی اس لیے جیب میں اس کے وزن کا احساس بھی نہیں ہوا تھا۔ یہ معاملہ مجھے اُلجھانے کے لیے کافی تھا لیکن بہتر یہی تھا کہ ذہن کو اُلجھنوں سے پاک رکھوں البتہ ان کارڈز کی حفاظت بھی ضروری تھی۔

کیٹرسن ہوٹل کے بارے میں کوئی صحیح اندازہ قائم کرنے کے بعد ہی میں اس سلسلے میں فیصلہ کر سکتا تھا کہ یہاں تک میری رسائی بھی ہاورڈ ہی کے توسط سے ہوئی ہے یا پھر اس میں ہاورڈ کا ہاتھ نہیں ہے۔

تھوڑی دیر کے بعد میں نے روم سروس کو ٹیلیفون کر کے اپنے لیے کافی طلب کی اور اس کے ساتھ ہی کچھ اسنیکس بھی۔ اس کے بعد دروازہ کھول کر آرام سے صوفے پر بیٹھ گیا۔ باوردی ویٹر نے فوراً ہی میری منگائی ہوئی چیزیں سرو کر دی تھیں۔ میں کافی سے شغل کرتے ہوئے معاملات پر غور کرتا رہا۔ کارڈز کے سلسلے میں مجھے اُلجھانے کی کوشش کی گئی تھی۔ میں اب تک [illegible] کرتا۔ اچھا مگر اب اس موڈ میں نہیں تھا۔ اگر اس سلسلے میں کوئی خاص صورت سامنے آتی ہے تو وہ دوسری بات ہے ورنہ اپنا کام جاری رکھوں گا۔

پیرس میں کیٹرسن ہوٹل میں میرا قیام زیادہ عرصے تک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مناسب نہیں تھا۔ مجھے کوئی ایسی جگہ اپنانی تھی جہاں میں اپنے طور پر رہ سکوں اور اولیو ہاورڈ کو چکمہ دے دوں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی مجھے اسلحے وغیرہ کی بھی ضرورت تھی۔ پیرس کے بارے میں تفصیلات سے آگاہ ہونا کچھ مشکل کام نہیں تھا۔ نقشے اور اس شہر کے بارے میں لٹریچر آسانی سے مل سکتا تھا۔ اس کے انتظامات سیاحوں کے لیے جگہ جگہ کر دیے گئے تھے لیکن اس شدید بارش میں باہر نکلنا ممکن نہیں تھا۔ بارش تھمے تو اپنے آئندہ اقدام کے بارے میں کوئی صحیح فیصلہ کر سکوں گا۔ اس سے قبل اگر اولیو ہاورڈ کی طرف سے کوئی ایسی کارروائی ہوئی تو میں ایسے موقع پر ایک تھکے ہوئے انسان کی طرح اپنی آمادگی کا اظہار کر دوں گا تاکہ اولیو ہاورڈ کو مکمل یقین ہو جائے کہ میں اب اس کا مدمقابل نہیں رہا۔

اس کے ساتھ ساتھ ہی میرے ذہن میں اور بھی بہت سے منصوبے تھے اور اس شہر کی داستانیں میری سماعت کے لیے اجنبی نہیں تھیں۔ جہاں یہ شہر بے مثال تھا اور یہاں کی خوبصورتی قابلِ دید تھی۔ وہیں یہاں کی زندگی میں ایسے عناصر بھی پائے جاتے تھے جو جرم و گناہ سے دلچسپی رکھتے تھے اور جن کی دنیا بہت وسیع تھی۔ اگر ان لوگوں میں شامل ہو کر میں اپنا حلیہ ہی بدل لوں تو اولیو ہاورڈ ہاتھ ملتا رہ جائے گا۔ اس کے لیے مجھے کچھ سامان درکار تھا جس میں خاص چیز میک اپ کا سامان تھا۔ اس خیال کے ساتھ ہی دل میں ایک ہوک سی اٹھی، کاؤشن یاد آیا جس نے مجھے ایک عجیب و غریب محلول دیا تھا۔ اس محلول کو دنیا کا سب سے شاندار میک اپ لوشن قرار دیا جا سکتا تھا۔ کاش ان لوگوں سے کسی طرح ایک بار پھر میری ملاقات ہو جائے اور میں پھر اتنا ہی بااختیار ہو جاؤں۔

میں بہت دیر تک سوچتا رہا، اس طرح کمرے میں بند ہو کر بیٹھے رہنے سے کچھ حاصل نہیں تھا۔ تاش کی اس گڈی کے بارے میں بھی سوچا تھا جو اسوقت دلاڑا ایک ایسی جگہ پوشیدہ کر دی تھی جہاں کوئی بہت ہی باریک بین نگاہ ہی پہنچ سکتی تھی۔ ورنہ عام لوگوں کی رسائی وہاں تک ناممکن تھی۔

نجانے کتنی دیر اسی طرح گزر گئی۔ اس کے بعد کمرے سے باہر نکل کر تالا لگایا اور چوڑی راہداری سے گزر کر لفٹ تک پہنچ گیا۔ نہایت تیز رفتار اور تیک رفتار لفٹ تھی جس نے مجھے پہلی منزل تک پہنچا دیا۔ یہ پورا فلور ریفریشنگ ہال پر مشتمل تھا اور اس وقت بارش سے لطف اندوز ہونے والوں کی تعداد یہاں بہت زیادہ تھی۔ ہال میں خاص طرز کی جھلملیاں لگی ہوئی تھیں جن سے بارش کے مناظر سے لطف اندوز ہوا جا سکتا تھا۔ ذرا سا بٹن دبائیے تو بارش کی پھواریں اندر بھی آ جاتیں تھیں لیکن اس وقت جھلملیاں بند ہی رکھی گئی تھیں بس چند ہی خوش ذوق تھے جو باہر کا نظارہ کر رہے تھے۔

میں نے بھی ایک ایسی ہی میز منتخب کی جہاں سے میں سڑکوں کو دیکھ سکتا تھا۔ بھیگی سڑکوں پر زندگی رواں دواں تھی۔ بارش پیرس کے معمولات میں سے تھی، اس لیے وہاں کے لوگ زیادہ متاثر نظر نہیں آ رہے تھے۔ سوائے اس کے کہ بارش سے بچاؤ کا بندوبست کر لیں۔ زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ عقب سے ایک آواز ابھری۔

"تنہائی بھی زندگی کا سب سے بڑا عذاب ہے۔"

میں نے چونک کر دیکھا تو ایک دراز قامت خوبصورت لڑکی میرے شانے کے بالکل نزدیک کھڑی ہوئی تھی۔ میں نے ایک لمحے کے لیے اسے دیکھا، دوسرے لمحے میرے ذہن میں وہی تصور جاگ اٹھا، زندگی کے معمولات تبدیل کیے بغیر گزارا نہیں ہے۔ میں نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا: "آپ نے درست کہا اور پھر یہ موسم بھی تنہا رہنے کا نہیں ہے۔" میرا اتنا کہنا ہی کافی تھا۔ لڑکی کرسی گھسیٹ کر میرے نزدیک بیٹھ گئی۔ اس کی آنکھوں سے دلچسپی کا تاثر جھانک رہا تھا۔

"میرا نام جینی ہے۔"

"اور میں علی یار خاں ہوں۔"

"ایشیائی؟" لڑکی نے پوچھا۔

"ہاں۔"

"میں فرانس ہی کی باشندہ ہوں۔ دریائے سین کے پانی میں نہا کر جوان ہوئی ہوں۔"

"دریائے سین کا پانی واقعی حسن بخش ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"شکریہ۔" وہ مسکرائی اور پھر آہستہ سے بولی "شمپیئن۔"

میں نے ویٹر کو اشارہ کیا اور پھر لڑکی کے لیے شمپیئن طلب کی۔

اس نے چونک کر مجھے دیکھا "اور تم...؟"

"میں اگر مل سکا تو دریائے سین کا پانی پیوں گا، تاکہ اپنے آپ کو تمہارے قابل بنا دوں۔"

"اوہ!" وہ ہنس پڑی پھر آہستہ سے بولی: "ایشیا حسین ہے، حسین اور پراسرار۔"

"شاید۔" میں نے گہری نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اسی ہوٹل میں رہتے ہو؟"

"زمین و آسمان کے درمیان بڑی وسعت ہے، بس یوں سمجھ لو نہیں کہیں رہتا ہوں۔"

"سمجھی نہیں!" وہ استعجابیہ لہجے میں بولی۔

"ہر بات سمجھنے کے لیے نہیں ہوتی۔" میں نے جواب دیا۔

اور وہ تعجب سے میری شکل دیکھنے لگی۔

"تمہاری باتیں کچھ سمجھ میں نہیں آ رہیں۔ میری آمد سے ناخوش تو نہیں ہو؟"

"نہیں۔ اگر ناخوش ہوتا تو اپنے پاس جگہ کیوں دیتا۔"

"شکریہ۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ویٹر نے اس دوران شمپیئن سرو کر دی تھی۔ میں نے اپنے لیے کچھ طلب نہ کیا۔ چونکہ تھوڑی دیر قبل ہی کافی پی چکا تھا اور اس وقت کچھ بھی پینے کا موڈ نہیں تھا۔ لڑکی نے اپنے لیے گلاس بنایا اور پھر عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"تم کچھ نہیں پی رہے، مجھے تعجب ہے۔"

"ہر بات پر تعجب کا اظہار نہیں کیا جاتا۔" میں نے جواب دیا۔

"مشرقیوں کے بارے میں، میں نے بہت سی کہانیاں سنی ہیں۔"

"ہاں ہر شخص کے بارے میں کوئی نہ کوئی کہانی گھڑ ہی لی جاتی ہے۔"

وہ ایک لمحے کے لیے بھونچکی سی رہ گئی پھر آہستہ سے بولی: "لوگوں کے مزاج کو سمجھنا بھی مشکل کام ہے۔"

"تم کون ہو؟" میں نے سوال کیا۔

"کہا نا، جینی ہوں میں اور تمہاری ساتھی بننے آئی ہوں۔"

"شکریہ جینی، احسان ہے مجھ پر۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ وہ شمپیئن کی چسکیاں لیتی رہی۔

"پیرس کب آئے؟" چند لمحے توقف کے بعد وہ بولی۔

"تمہیں دیکھ کر یاد آیا ہے کہ میں پیرس میں ہوں۔"

"کسی بھی بات کا جواب نہیں دیا تم نے۔" وہ کچھ جھنجلا کر بولی۔

"ہاں، ذرا الٹا آدمی ہوں۔"

"لیکن خوب صورت ہو۔"

"کسی لڑکی کی زبانی یہ الفاظ سن کر اہلِ فرانس کیا کرتے ہیں، مجھے نہیں معلوم۔"

"کچھ بھی نہیں کرتے۔" وہ ہنس پڑی۔

میں نے ذہن کو آزاد چھوڑ دیا تھا۔ اس لڑکی پر بھی شک کیا جا سکتا تھا۔ اب میں مزید حماقتیں نہیں کرنا چاہتا تھا، سمجھ رہا تھا کہ دشمنوں کی قید میں ہوں۔ ہاں، یہ قید تھی ذرا مختلف قسم کی۔ [illegible] پراسرار نگاہوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا جو ایک ایک لمحے میری نگراں تھیں۔ میں جانتا تھا کہ میری کوئی حرکت ان سے چھپی ہوئی نہیں ہے۔

جینی نے شمپیئن کی پوری بوتل خالی کر دی۔ آنکھوں کا رنگ ضرور بدل گیا تھا لیکن وہ نشے میں نہیں تھی اور ٹھیک گفتگو کر رہی تھی۔

رات ہو گئی، بارش رکے بغیر برس رہی تھی لیکن تعیشات کے رسیا بارش کو خاطر میں نہیں لاتے۔ ہوٹل کی تفریحات جاری تھیں۔ موسیقی شروع ہو گئی۔ اور پھر رقص کا پہلا راؤنڈ شروع ہوا۔

"آؤ۔" جینی نے کہا اور میں اس کے ساتھ اٹھ گیا۔ چوبی فرش پر میں نے رقص کے تین راؤنڈز میں حصہ لیا۔ جینی اب نڈھال سی ہونے لگی تھی۔

"آؤ اب چلیں۔" اس نے کہا۔

"کہاں جینی؟"

"جہاں دل چاہے، چلو ڈارلنگ۔" وہ کسی قدر لڑکھڑاتی آواز میں بولی۔

"ہوں... آؤ۔" میں نے کہا اور اس کے ساتھ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

پانی کی تیز دھار جینی پر پڑی تو وہ چونک گئی "آہ، میں تو بھیگ جاؤں گی۔"

"کوئی بات نہیں ڈئیر چلی آؤ۔" میں نے کہا اور اسے لے کر پارکنگ لاٹ پر آ گیا۔ پھر میں کاروں میں جھانکتا رہا۔ ایک کار کے دروازے لاک نہیں تھے۔ میں نے دروازہ کھول کر اسے پچھلی سیٹ پر بٹھا دیا اور پھر اس طرح عقب سے گھوما جیسے دوسری طرف آنا چاہتا ہوں لیکن پھر کاروں کے عقب میں ہوتا ہوا پچھلی سمت واپس آ گیا۔ اس سے زیادہ دوستی ممکن نہیں تھی۔

کمرے میں آ کر دوبارہ لباس تبدیل کیا۔ دروازہ پہلے ہی بند کر دیا تھا۔ تاش کی گڈی نکالی اور میز پر کشتی ٹکا کر ایک پہلو کے بل دراز ہو گیا۔ تاش سامنے پھیلے ہوئے اور ان کا بغور جائزہ لیتے لگا۔ پھر میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ میں بڑبڑایا "خوب کھلونا دیا ہے بھئی۔"

دوسرے دن صبح کو بارش کا نشان بھی نہیں تھا۔ آسمان دھل کر صاف ہو گیا تھا اور بہت خوب صورت لگ رہا تھا۔ ہوٹل چھوڑ دیا اور چل پڑا۔ ٹیکسیاں بدل بدل کر میں پیرس کی مختلف جگہوں کی سیر کرتا رہا اور یہ اندازہ بھی کرتا رہا تھا کہ کوئی میرے تعاقب میں ہے یا نہیں لیکن ہوٹل سے نکلنے کے بعد سے اس وقت تک ایسا کوئی احساس نہیں ہوا تھا۔ تعجب کی [illegible] تھی۔

[illegible]

جہاں سے میک اپ [illegible] سٹور کا خوب اچھی طرح جائزہ لینے کے بعد میک اپ کے سلسلے کی ایسی چند چیزیں خریدی تھیں جنہیں ضرورت کے وقت فوری طور پر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

استعمال کر کے شکل بدلی جا سکتی تھی۔ مخصوص قسم کے اسپرنگ، آنکھوں کے ٹپ پن، مونچھیں وغیرہ۔ یہ چیزیں جیبوں میں ٹھونس کر میں باہر نکل آیا۔ اب مجھے کسی ایسی جگہ کی تلاش تھی جہاں شکل تبدیل کر سکوں۔

مارک سیلی کے علاقے میں مجھے جنجو سیلون کا سائن نظر آیا۔ یہاں ہر قسم کے باتھ وغیرہ کا انتظام تھا۔ میرے لیے اس سے عمدہ جگہ نہیں ہو سکتی تھی چنانچہ میں اندر داخل ہو گیا۔ کلے باتھ، اسٹیم باتھ وغیرہ کے رسیا کافی تعداد میں موجود تھے۔ اٹینڈنٹ لڑکی نے میرا استقبال کیا اور مجھے تفصیل بتانے لگی۔ بہت کچھ تھا یہاں لیکن مجھے اس میں سے کچھ درکار تھا اور اس کچھ کے حصول کے بعد میں اٹینڈنٹ کی رہنمائی میں حمام کی اس قطار کی جانب بڑھ گیا جس کی طرف میری رہنمائی کی گئی تھی۔ میری نگاہیں کلاک روم کے خانوں میں ٹنگے ہوئے ان لباسوں پر تھیں جن پر حمام کے نمبر کی پلیٹیں لگی ہوئی تھیں۔

اٹینڈنٹ مجھے چھوڑ کر چلی گئی اور میں لباس اتارنے لگا لیکن نہایت ہی ذہانت اور پھرتی سے میں نے ان خانوں پر نگاہ ڈال کر ایک ایسے لباس کا انتخاب کر لیا تھا جو میرے بدن پر بالکل فٹ آسکتا تھا۔ نگاہ بچا کر میں نے اپنا لباس اس کی جگہ ٹانگ دیا اور وہ لباس اٹھا کر باتھ روم میں داخل ہو گیا۔ اپنے لباس سے میں نے وہ تمام چیزیں نکال لی تھیں جنھیں میں نے بازار سے خریدا تھا اور ان کے علاوہ بھی جو کچھ موجود تھا، وہ بھی میں نے نکال لیا۔ ہاں انھی نئے لباس میں جو چیزیں موجود تھیں، وہ میں نے دیکھے بغیر اپنے لباس میں منتقل کر دیں۔ حمام میں جا کر غسل کرنے کے بجائے میں نے آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے چہرے پر باریک سی خوب صورت اسٹائل کی مونچھیں چپکائیں۔ ایک مسّا ٹھوڑی پر لگایا، پلکوں کے پپوٹوں پر جھلیاں چپکانے سے آنکھوں کی بناوٹ ہی تبدیل ہو گئی اور میں اس خوب صورت میک اپ کی داد دیے بغیر نہ رہ سکا۔ پھر فلیٹ ہاتھوں میں لیا اور کوٹ بازو پر لٹکائے باتھ روم سے باہر نکل آیا۔ اس دوران شاید اٹینڈنٹ وہاں آئی ہی نہیں تھی۔ میں باہر نکلا تو کسی نے میری طرف توجہ نہیں دی، چونکہ یہاں ادائیگی وغیرہ پہلے ہی کر دی جاتی تھی اور لوگ اپنے کاموں سے فارغ ہونے کے بعد ایک دوسرے راستے سے باہر نکل جاتے تھے۔ ان راستوں کی رہنمائی چھوٹے چھوٹے بورڈ کر رہے تھے۔

میں اطمینان سے باہر نکل آیا۔ تبدیل شدہ لباس کا انتخاب بلاشبہ بہترین تھا کیونکہ کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ میرا لباس نہیں ہے، البتہ ایک بات کا خیال ضرور تھا اور وہ یہ کہ یہ لباس میرے لباس سے کہیں زیادہ قیمتی تھا اور لباس کے مالک کو تھوڑا سا خسارہ برداشت کرنا پڑا تھا۔ لیکن میں اپنی اس نئی ہیئت سے بالکل مطمئن تھا اگر یہاں تک مجھ پر نگاہ رکھی بھی گئی ہے تو مجھ پر نگاہ رکھنے والے اب اتنے ذہین بھی نہیں ہو سکتے کہ میری چال وغیرہ سے ہی مجھے پہچان لیں۔

کافی دور تک پیدل چلتا رہا۔ تقریباً ایک میل تک کا فاصلہ پیدل طے کیا، اس تصور کے تحت کہ اگر تعاقب کا شبہ ہو تو محتاط ہو جاؤں لیکن ابھی تک تعاقب کا کوئی احساس نہیں ہوا تھا، چنانچہ میں ایک بک اسٹال پر رک گیا، یہاں سے پیرس کے بارے میں تفصیلات کی کتاب خریدی، ہوٹلوں وغیرہ کے نام اور پتے بھی موجود تھے اس میں، اس کے بعد ایک چھوٹے سے پب کی جانب جا نکلا۔ پب میں بیٹھ کر میں نے اپنے لیے ایک مشروب طلب کیا اور کتاب کی ورق گردانی کرنے لگا۔ اس کے بعد میں نے ایک ہوٹل کا انتخاب کر لیا تھا۔

ایک ٹیکسی کر کے میں اس ہوٹل تک پہنچ گیا اور وہاں کیرولن بل کے نام سے ایک کمرہ حاصل کرنے کے بعد اس میں فروکش ہو گیا۔

یہ کمرہ بھی خاصا عمدہ تھا، پیرس کے ہوٹل اپنا جواب نہیں رکھتے تھے۔ نئے ہوٹل میں منتقل ہونے کے بعد مجھے بڑا سکون محسوس ہوا تھا، اب یہاں میں دوسری شخصیت اختیار کر گیا تھا، اگر تھوڑی سی ذہانت سے کام لیتا تو بلاشبہ اوبیو ہاورڈ کی نگاہوں سے اوجھل ہو سکتا تھا۔ فی الوقت اپنے پرانے ہوٹل میں جانے کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ وہاں کوئی بھی چیز ایسی باقی نہیں تھی جو میرے لیے باعث ضرورت ہوتی، وہ تاش تک میں اپنے ساتھ لے آیا تھا، جنھیں پُراسرار طور پر میری جیب میں منتقل کر دیا گیا تھا۔ اگر ہوٹل کی تلاشی بھی لی جاتی تو وہاں ان لوگوں کو کچھ دستیاب نہیں ہو سکتا تھا۔ میں نے نہایت ذہانت سے یہ سب کچھ کیا تھا، یہاں میں علی یار خان کی حیثیت سے تو محفوظ تھا لیکن دوسری حیثیت سے مقامی کاغذات میرے پاس موجود نہیں تھے۔ چنانچہ اس سلسلے میں ذرا محتاط رہنا تھا۔ میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اپنی کئی شکلیں اختیار کروں گا اور بہت سے ہوٹلوں میں اپنے لیے کمرے بک کراؤں گا۔

بہرطور ابھی مجھے رقم وغیرہ کے سلسلے میں بھی کوئی پریشانی نہیں تھی اور اگر ہوئی بھی تو علی یار خان تو اپنی جون بدل ہی چکا ہے۔ رقم کے حصول کے لیے وہی مجرمانہ کارروائیاں کرنا پڑیں گی جو موقع محل کے مطابق ہوں گی۔

نئے ہوٹل میں، میں نے کافی وقت گزارا، کھانا وغیرہ کھایا اور پھر آرام کرنے لیٹ گیا۔ ذہن منصوبہ بندی میں مشغول تھا، اس کے ساتھ ساتھ پیرس سے متعلق وہ کتاب بھی زیرِ مطالعہ رہی تھی

جس میں تقریباً تمام جگہوں کی نشاندہی کر دی گئی تھی اور سیاحوں کے لیے یہ کتاب ایک اہم حیثیت رکھتی تھی۔ یہاں سے میں نے پیرس کے زیرِ زمین جرائم پیشہ اڈوں کے بارے میں بھی تھوڑی بہت معلومات حاصل کیں۔ حالانکہ مفصل انداز میں ان کی نشاندہی نہیں کی گئی تھی لیکن سیاحوں کی سہولتوں کے خیال کے لیے ذرا دلچسپ انداز میں منشیات کے ان ٹھکانوں کی نشاندہی کی گئی تھی، جہاں ہر چیز مل سکتی تھی۔ انداز یوں تھا کہ سیاح اس طرف جا کر جرائم پیشہ افراد کے ہاتھوں پریشان نہ ہوں۔ میں اس دلچسپ تحریر پر مسکرائے بغیر نہ رہ سکا تھا، بہرطور اس نے میری رہنمائی کی تھی۔

شام ہوئی تو میں باہر نکل آیا اور اب مجھے آوارہ گردی کے علاوہ کوئی کام نہیں تھا۔ دریائے سین کے کنارے کنارے رنگ رلیاں منانے والے عیاش طبع لوگ اپنی اپنی تفریحات میں مصروف تھے۔ میں وہاں سے ہوتا ہوا نائٹ کلبوں کے علاقے میں پہنچ گیا۔ [illegible] زندگی جاگ رہی تھی لیکن اس زندگی میں مجھے کوئی حصہ [illegible] مقصود نہیں تھا، بس سوچ رہا تھا کہ کسی نہ کسی طرح اپنے لیے یہاں کوئی جگہ نکال ہی لوں گا۔

شا ونس فلوریڈا نائٹ کلب کے سامنے رک کر میں نے دو دلچسپ تحریریں پڑھیں۔

"انسان معصوم ہے۔ شیطان کا وجود کائنات کی آرائش کے لیے ضروری تھا۔"

"پھول توڑنا منع ہے۔ لیکن پھولوں کو مسلنا زندگی ہے۔"

اور پھر بہت سی احمقانہ اور بے سروپا تحریریں لکھ کر لوگوں کے تجسس کو ابھارا گیا تھا۔ میں اندر داخل ہو گیا۔ نشست حاصل کرنے میں کوئی دقت نہ ہوئی کیونکہ ہال میں تقریباً ایک ہزار مہمانوں کی گنجائش تھی۔ اندر موجود سپروائزر نے ٹکٹ کی [illegible] کی طرف رہنمائی کر دی۔ مدھم روشنی [illegible] میں نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے شخص کو دیکھا [illegible] عمر کا ایک توانا اور سنجیدہ شخص [illegible] تھا۔ خوب صورت لباس میں ملبوس۔ ہر طرح کے لوگ [illegible] تھے۔ ہال میں کچھ اور تاریکی پھیل گئی۔ آرکسٹرا کی دھنیں بدلنے لگی تھیں۔

تہذیب [illegible] کے مناظر پیش کیے گئے اور پھر آہستہ آہستہ بدلا گیا [illegible] قدیم و جدید کا فرق، یورپ کا گھناؤنا فلسفہ شرمناک [illegible] شکل میں پیش کیا جانے لگا۔ یہ جدت تھی۔ گناہ کو گناہ ثابت کرنے کے بجائے اسے انسانی فطرت قرار دیا جا رہا تھا۔

بزرگ نے جھک کر کہا۔ "کیا یہ حقیقت ہے؟" میں نے چونک کر انھیں دیکھا اور برجستہ کہا۔

"آپ کا تجربہ کیا کہتا ہے؟"

"تھکے ہوئے ذہن خود کو دلاسا دے رہے ہیں، سب خود کو بہلانے میں مصروف ہیں۔ سچ سے گریز کر رہے ہیں۔"

"اور آپ؟" میں نے پوچھا۔

"میں اس دور کے انسان کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہوں۔" بڑے میاں نے سامنے رکھی ہوئی بوتل سے پیگ بھر لیا۔

"تمھیں یقیناً میری ضرورت ہے۔" خوشبو میں لپٹی ہوئی ایک دوشیزہ لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سے میری طرف بڑھی۔

"نہیں۔ یہ صاحب تمھیں سمجھنا چاہتے ہیں۔" میں نے کہا اور لڑکی کو بڑے میاں کی طرف بڑھا دیا۔

"آؤ آؤ، میں تمھیں جانتا ہوں، میرے نزدیک بیٹھو، دکھ کی کہانیاں سب کی سمجھ میں نہیں آتیں۔" بزرگ نے کہا اور اپنی پوتی کے برابر لڑکی کو اپنے قریب جگہ دے دی۔ پھر وہ اس کے دکھ کی کہانیاں سمجھنے لگے اور اسے اپنا دکھ سمجھاتے رہے۔ نئی بوتل آگئی اور اس نے ان دونوں کا دکھ خود میں سمیٹ لیا۔ میں بے چین ہو گیا تھا۔ اس کے بعد وہاں سے اٹھ جانے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں رہا تھا۔

کلب کے باہر کی روشنیاں بند کر دی گئی تھیں۔ سائن کا [illegible] گیا تھا اور اب اندر مزید لوگوں کی گنجائش نہیں تھی۔ [illegible] میں بھٹکنے لگا۔ قرب و جوار میں بے شمار کاریں کھڑی تھیں لیکن کوئی ٹیکسی نہیں نظر آ رہی تھی۔ میں نے سوچا کچھ آگے بڑھ جاؤں۔ چنانچہ پیدل چل پڑا۔

دن کو آسمان صاف رہا تھا لیکن سرِ شام پھر بادل امڈ آئے تھے اور اس وقت آسمان کی چھت بالکل سیاہ تھی۔ کافی فاصلے پر ایک ٹیکسی رکی اور میں اس کے قریب پہنچ گیا۔ ٹیکسی سے تھوڑے فاصلے پر ایک لڑکی اندھیرے میں کھڑی تھی۔ وہ بھی ٹیکسی کی طرف بڑھی لیکن اس سے قبل میں ٹیکسی کے پاس پہنچ گیا تھا۔ جونہی میں نے ٹیکسی کا دروازہ کھولا، لڑکی میرے پاس آگئی۔

"پلیز! مجھے بھی ٹیکسی کی ضرورت ہے۔" اس کی آواز میں لڑکھڑاہٹ تھی۔ لیکن یہ آواز میرے ذہن میں سنسنی پیدا کیے بغیر نہیں رہ سکی تھی۔ میں نے آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھا اور میری حیرت کی انتہا نہ رہی۔

وہ تہذیب ہی تھی لیکن بہت برے حال میں، شاید اس نے ضرورت سے زیادہ چڑھا رکھی تھی۔

"کوئی بات نہیں۔ ہم دونوں اپنی ضرورت [illegible] لیتے ہیں۔" میں نے کہا اور اسے ٹیکسی میں بیٹھنے کی اجازت دے دی۔

"اوہ تم! میرے خدا، یہ تم ہو۔ خوب ملے۔ آؤ اندر آ جاؤ۔" تہذیب نے کہا اور میں اندر بیٹھ گیا۔ وہ نشے میں معلوم ہوتی تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ڈرائیور نے ٹیکسی اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔

"کہاں چلوں؟" اُس نے پوچھا۔

"سان ترسے۔" تہذیب جلدی سے بول پڑی۔ میں خاموش رہا تھا۔

ٹیکسی برق رفتاری سے روشن اور تاریک سڑکیں طے کرتی رہی۔ اندر تاریکی تھی اس لیے تہذیب کی شکل نمایاں نہ ہوئی لیکن ایک بار جب ٹیکسی تیز روشنی کے درمیان سے گزری تو میں اس کی شکل دیکھنے میں کامیاب ہو ہی گیا۔ لیکن اب میں اُچھل پڑا تھا۔ تہذیب زخمی تھی، اس کی ناک سوجی ہوئی تھی، رخساروں پر نشان تھے، بال... بھی سنجے ہوئے تھے۔ لباس بھی کئی جگہ سے پھٹا ہوا تھا۔ وہ نشے کے عالم میں نہیں تھی بلکہ زخمی تھی۔ ڈرائیور کی موجودگی میں کوئی سوال یا حرکت مناسب نہیں تھی، اس لیے میں خاموش رہا۔ لیکن اب اس پُراسرار لڑکی کے بارے میں ذہن میں شدید تجسس جاگ اٹھا تھا۔

بقیہ سفر خاموشی سے طے ہوا۔ ڈرائیور سان ترسے کے علاقے میں داخل ہو گیا تھا۔ اُس نے کہا "کس طرف میڈم؟"

"وہ سامنے، کیری پان کے سامنے روک دو۔" تہذیب بولی اور ڈرائیور نے ٹیکسی مطلوبہ جگہ روک دی۔ "آؤ جم!" تہذیب بولی اور میں نے نیچے اُتر کر بل ادا کر دیا۔ ٹیکسی جب آگے بڑھ گئی تو تہذیب کی آواز اُبھری۔

"شریف آدمی کیا تم میری کچھ مدد کر سکتے ہو؟"

"ضرور ضرور۔ کہو؟"

"مجھے سامنے والی بلڈنگ کے پاس پہنچا دو۔ میرا پاؤں زخمی ہے ورنہ میں تمھیں تکلیف نہ دیتی۔"

"کوئی بات نہیں۔" میں نے کہا۔ وہ لنگڑا کر چل رہی تھی۔ میں اسے سہارا دے کر آگے بڑھا رہا تھا۔ میں نے کہا "ٹیکسی اتنی دور رکوانے کی کیا ضرورت تھی۔"

"اوہ... وہ کوئی خاص بات نہیں ہے۔ یہ ٹیکسی ڈرائیور بڑے کمینے ہوتے ہیں۔ اگر میں زخمی نہ ہوتی تو کوئی بات نہیں تھی لیکن اس شکل میں ڈرائیور مجھے لوٹ بھی سکتا تھا۔"

"اسی لیے تم نے مجھے جم کے نام سے پکارا تھا؟"

"ہاں سوری۔ میں چاہتی تھی کہ وہ مجھے تنہا نہ سمجھے۔" تہذیب نے جواب دیا۔ میں اُسے سنبھالے ہوئے سامنے والی بلڈنگ کے پاس پہنچ گیا۔ عمدہ رہائشی فلیٹ تھے۔ ہال میں پہنچ کر اُس نے میرا شکریہ ادا کیا۔ "اب میں چلی جاؤں گی۔"

"کونسی منزل پر جاؤ گی، میں چھوڑ دوں؟"

"نہیں بس شکریہ۔" اُس نے کہا اور لفٹ کی طرف بڑھ گئی۔ میں نے صرف ایک لمحے کے لیے سوچا اور پھر برق رفتاری سے سیڑھیاں پھلانگتا ہوا اوپر جانے لگا۔

لفٹ تیسری منزل پر رُکی تھی۔ میں جس وقت اوپر پہنچا وہ اُسی طرح لنگڑاتے ہوئے راہداری میں آگے بڑھ رہی تھی۔ سخت تکلیف میں معلوم ہوتی تھی۔ میں ستونوں کی آڑ لے کر آگے بڑھتا رہا۔ پھر وہ ایک فلیٹ کے دروازے کے سامنے رُکی اور لباس سے چابی نکال کر تالا کھولنے لگی۔ "تنہا ہے!" میں نے گہری سانس لے کر سوچا اور برق رفتاری سے آگے بڑھ گیا۔ پھر جونہی وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی میں بھی لپک کر اندر گھس گیا تھا۔

وہ بُری طرح گھبرا گئی تھی۔ پھر اُس نے حیرت سے کہا "تم!"

"ہاں ڈیئر! تمھیں اس طرح چھوڑنے کو جی نہیں چاہا۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس نے اندر داخل ہوتے ہی روشنی کر دی تھی۔ اور اب میں اس کی شکل دیکھ سکتا تھا۔ ایک لمحے میں میں نے اس کی آنکھوں میں کئی رنگ دیکھے پھر وہ مسکرا دی۔

"دروازہ بند کر دو۔"

"اوکے۔" میں نے دروازہ بند کر کے اس کی طرف دیکھا۔

"وہ سامنے ڈرائنگ روم ہے۔ مجھے سہارا دو۔" وہ بولی۔

میں اُسے لیے ہوئے ڈرائنگ روم میں داخل ہو گیا۔ اُس کی سانسیں بوجھل ہو رہی تھی۔

"مدد کرنے آئے ہو تو کچھ تکلیفیں بھی اُٹھانا پڑیں گی۔"

"حاضر ہوں کہو؟"

"میرا حلیہ دیکھ رہے ہو۔ میں سخت زخمی ہوں۔ اس دروازے کے برابر والے دروازے کو کھول کر اندر جاؤ۔ سامنے بار ہے، میرے لیے برانڈی اپنے لیے جو دل چاہے لے آؤ اور ہاں... بلاؤن رنگ کی الماری میں فرسٹ ایڈ باکس ہے، وہ بھی لے آؤ۔ پلیز۔" اس کا لہجہ التجا آمیز تھا۔

میں نے صرف ایک لمحے کے لیے سوچا تھا اور پھر میں ڈرائنگ روم سے نکل کر دوسرے کمرے میں آیا اور مطلوبہ چیزیں لے کر واپس پہنچ گیا۔ برانڈی کی بوتل سے میں نے اس کے لیے برانڈی انڈیلی اور گلاس اُسے پیش کر دیا۔

"اپنے لیے کچھ نہیں لائے؟"

"کچھ نہیں... اپنے زخم دکھاؤ۔"

"یوں تو سارا جوڑ کھٹا ہی بگڑا ہوا ہے لیکن پاؤں... میرا خیال ہے ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔" اُس نے بایاں پاؤں آگے بڑھا دیا اور میں فرش پر بیٹھ کر اس کا پاؤں دیکھنے لگا۔

"ہڈی نہیں ٹوٹی ٹخنا اُکھڑ گیا ہے۔ تھوڑی سی ہمت کرو گی؟"

"کیا مطلب؟"

"میں اسے ٹھیک کر دوں گا۔"

"کر دو۔" اُس نے مسکراتے ہوئے کہا اور میں نے اس کے پاؤں کا انگوٹھا اور ایڑی پکڑ لی پھر ایک زوردار جھٹکا دیا۔ میرا خیال تھا کہ وہ تڑپ اُٹھے گی لیکن اُس نے آواز بھی نہیں نکالی تھی۔ البتہ برانڈی کا پورا گلاس وہ خالی کر گئی تھی۔

"پاؤں زمین پر رکھ کر اس پر وزن ڈالو۔" میں نے کہا اور سہارے کے لیے اپنا کندھا پیش کر دیا۔

وہ میرے کندھے کا سہارا لے کر کھڑی ہو گئی۔ اور پھر حیرت زدہ انداز میں مسکرا کر بولی "حیرت انگیز!"

"کیا کیفیت ہے؟"

"تکلیف ضرور ہے لیکن... لیکن حیرت انگیز طور پر ٹھیک ہو گئی ہوں۔" اُس نے جواب دیا۔

"دو چار قدم چلو۔" میں نے کہا اور وہ فرش پر آہستہ آہستہ آگے بڑھ گئی۔

"کمال ہے! مسیحا ہو تم میرے لیے۔" اس نے واپس آ کر صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

میں اس کے چہرے کی جانب متوجہ ہو گیا تھا۔ اُس نے دونوں ہاتھوں سے اپنے بال پیچھے کیے اور میں اس کے چہرے پر لگے ہوئے زخم دیکھنے لگا۔ پھر میں نے فرسٹ ایڈ باکس میں سے شیشیاں نکال نکال کر دیکھنا شروع کیں۔ ایک پلاستر بھی نظر آیا جو درد کھینچنے کے لیے تھا۔ میں نے پلاستر کی ایک چوڑی پٹی پھاڑ کر اُس کے پاؤں پر لگائی اور پھر اس کا چہرہ صاف کرنے لگا۔ ایک دو جگہ ٹیپ چپکائے اور ایک دو جگہ صرف لوشن لگایا۔ وہ خاموشی سے میری کارروائی دیکھ رہی تھی۔

جب میں اپنا کام ختم کر کے شیشیاں وغیرہ سمیٹ چکا تو وہ مسکراتے ہوئے مجھے دیکھنے لگی، پھر بولی "ڈاکٹر ہو؟"

"اس وقت بن گیا ہوں۔"

"نہیں، تمھاری معلومات اس سلسلے میں بہت وسیع ہیں۔ وہی چیزیں استعمال کی ہیں تم نے میرے ان زخموں پر جن کی ضرورت ہو سکتی تھی۔ اب یہ بتاؤ، میں تمھاری کیا خدمت کروں؟" اس نے پوچھا اور میں ایک صوفے پر بیٹھ کر گہری نگاہوں سے اُس کی شکل دیکھنے لگا۔

"تم خوب سمجھتی ہو ہنی۔"

وہ ایک لمحے کے لیے خاموش ہو کر میری شکل دیکھنے لگی۔ پھر آہستہ سے بولی "سُنو! میں تمھیں دھوکا دے سکتی تھی لیکن کسی احسان کرنے والے کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ میں زخمی تھی اور مجھے ٹیکسی کی شدید ضرورت تھی۔ میں چند قدم بھی نہیں چل سکتی تھی۔ تم نے مجھ پر احسان کیا ہے اور اس احسان کے صلے... لیکن پہلے ایک بات بتا دوں تمھیں اپنے بارے میں... کہ میں غلط لڑکی نہیں ہوں۔ کسی غلط بات کی توقع مت کرنا۔"

"اوہو ہو۔ پھر میری اتنی محنت کا مجھے کیا صلہ ملے گا؟"

"میں نے کہا نا، اگر تم بھلائی ہی چاہتے ہو تو بھلا اس کی کیا کمی ہے۔ میں ایک اچھے خاندان کی شریف لڑکی ہوں اس لیے ایسی کوئی حرکت مت کرنا جو تمھارے لیے نقصان دہ ہو۔" وہ بولی۔

"میرے لیے کیوں؟" میں نے سوال کیا۔

"اس لیے کہ پھر تم یہاں سے زندہ واپس نہیں جا سکو گے۔"

"ارے ارے! ابھی تو تم مجھے اپنا مسیحا کہہ رہی تھیں اور اب میرے لیے عزرائیل بن رہی ہو۔"

"سنجیدہ ہو جاؤ، پلیز سنجیدہ ہو جاؤ۔ بہتر یہ ہے کہ اب واپس چلے جاؤ۔ اگر کچھ دیر بیٹھنا چاہتے ہو تو اچھے انسانوں کی طرح بیٹھ کر بات چیت کرو۔ میں نہیں جانتی کہ تم کون ہو اور اس جگہ کیا کر رہے تھے۔ یقینی طور پر رات کے شکاری ہو گے اور مجھے کوئی غلط لڑکی سمجھ کر میری مدد پر آمادہ ہو گئے ہو گے۔ حالانکہ عام طور پر اس شہر میں یہ سب کچھ کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہوتی۔ تم نے میرے ساتھ جو دوستانہ سلوک کیا ہے اُسے اپنے دل میں لیے ہوئے واپس چلے جاؤ اور سوچنا کہ کوئی اچھا کام کیا۔ سمجھ رہے ہو نا میری بات؟"

میں خاموشی سے اس کی شکل دیکھ رہا تھا پھر میں نے کہا "مگر... مگر میں تو یہی سمجھا تھا کہ تم..."

"ہاں، تمھارا سمجھنا ٹھیک تھا، میں اس وقت ایسی ہی حالت میں تھی لیکن ایسی بات تھی نہیں۔"

"اچھا چلو ٹھیک ہے، یہ خیال ذہن سے نکال دو لیکن کچھ دیر تم سے گفتگو تو کر سکتا ہوں۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ساری رات رہ سکتے ہو یہاں، تم نے میرے اوپر معمولی احسان نہیں کیا ہے۔" اس نے کہا اور پھر صوفے کے پیچھے سے ہاتھ لے جا کر آگے لائی تو اُس کے ہاتھ میں پستول دبا ہوا تھا۔

"اس پستول میں چھ گولیاں ہیں، ڈرائنگ روم میں ہی موجود تھا میں نے اسے تمھارے لیے حاصل کیا ہے تاکہ تمھیں راہِ راست پر لانے میں کوئی دقت نہ ہو لیکن خدا کا شکر ہے کہ مجھے اس کا استعمال نہیں کرنا پڑے گا۔"

میں گہری نگاہوں سے اُسے دیکھ رہا تھا۔ وہ کچھ زیادہ ہی عجیب معلوم ہوتی تھی پھر میں نے گردن جھٹک کر سر ہلاتے ہوئے کہا "لیکن اس کے بارے میں تم نے مجھے بتا کر اچھا نہیں کیا۔ اب میں تم سے محتاط ہو جاؤں گا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"نہیں۔ اس سے مجھے کوئی نقصان نہیں ہوگا اور تم بھی کوئی فائدہ نہ اُٹھا سکو گے۔"

"کیا نام ہے تمھارا؟"

"بے کار ہے تمھارے لیے، تمھیں اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔" وہ بولی۔

"ممکن ہے کہ میں اس سے فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کروں۔ اچھا خیر چھوڑو، یہ بتاؤ یہ سب ہوا کیا، یہ زخم کیسے لگے، یوں محسوس ہوتا ہے جیسے کچھ لوگوں نے تمھارے ساتھ زیادتی کی ہو؟"

"ہاں ایسی ہی بات تھی۔"

"کون لوگ تھے وہ؟"

"کچھ جرائم پیشہ افراد جو مجھے دولت مند سمجھ کر لوٹنا چاہتے تھے۔"

"مجھے ان کے بارے میں بتاؤ، سب کو ٹھیک کردوں گا۔"

"میں خود انھیں ٹھیک کرلوں گی۔ تم شراب تو لو۔ اپنے لیے کچھ نہیں لائے۔"

"جو کچھ میں پیتا ہوں، وہ اس وقت تم پلا نہیں سکتیں۔"

"وہ کیا؟" وہ چونک کر بولی۔

"کافی۔" میں نے آہستہ سے کہا۔

"یقین کرو اب میں اُٹھ سکتی ہوں، تمھیں کافی ضرور پلاؤں گی۔" اس نے کہا اور میں بے اختیار بول اٹھا۔

"پلیز تہذیب! یقین کرو اس کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے تو مذاق کیا تھا۔"

میں نے اُس کا نام لے کر اُسے پکارا تھا کیونکہ اس کا نام میرے ذہن میں تھا لیکن وہ سکتے میں رہ گئی تھی۔ اب وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے مجھے گھور رہی تھی۔ پھر اُس نے آہستہ سے کہا

"میں نے تمھیں اپنا نام تو نہیں بتایا تھا؟"

"بتایا تھا۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں تم جھوٹ بول رہے ہو۔ میں اتنی غائب دماغ نہیں ہوں۔" ایکبار پھر اس نے گود میں رکھا پستول اُٹھا لیا تھا۔ اب اس کی آنکھوں کی کیفیت بدل گئی تھی۔ میں نے اس طرح چہروں کے رنگ بدلتے نہیں دیکھے تھے۔ گرگٹ کے بارے میں سنا تھا لیکن اس میں بھی اس قدر جلد اتنی تبدیلی پیدا نہ ہوتی ہوگی جتنی اس لڑکی میں پیدا ہوگئی تھی۔ اس کے حسین چہرے پر سفاکی دوڑ گئی تھی۔ پھر اس نے پستول سیدھا کرتے ہوئے کہا۔ "اپنے ہاتھ بدن سے دور رکھو۔ کرے پر نگاہ دوڑاؤ۔ یہ ساؤنڈ پروف ہے۔"

"اور میں بلٹ پروف ہوں۔" میں نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

"کون ہو تم؟"

"نام پوچھ رہی ہو یا..."

"میرا نام کیسے جانتے ہو؟ کیا تم میرا تعاقب کر رہے تھے؟ کیا تمھارا تعلق 'کے' سے ہے؟"

"نہیں۔ خادم 'زیڈ' سے تعلق رکھتا ہے جس کے بعد کچھ بھی نہیں ہے۔" میں نے اُسے اور پریشان کرنا مناسب نہیں سمجھا اور چہرے سے میک اپ اتار دیا۔ وہ گہری نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔ جب میری اصلی شکل نمایاں ہوئی تو وہ دیوانہ وار کھڑی ہو گئی۔ پاؤں وغیرہ کی تکلیف وہ یکدم فراموش کر بیٹھی تھی۔

"تم... علی! میرے خدا تم! مگر یہ میک اپ... اور... علی یہ تم ہی ہو؟"

"اتنی حیرت ہوئی ہے مجھے دیکھ کر؟"

"دماغ جھنجھنا کر رہ گیا ہے۔ اس کا مطلب ہے علی کہ تم بھی کوئی خاص چیز ہو۔ اب تو تمھارے بارے میں کچھ اور بھی سوچنا پڑے گا۔ یقین کرو تمھیں دیکھ کر اتنی خوشی ہوئی ہے کہ بیان نہیں کرسکتی!"

"عجیب و غریب لڑکی ہو۔ کسٹم ہال میں داخل ہوتے وقت تو تم نے مجھے اس طرح نظر انداز کر دیا تھا جیسے..."

"علی... مسلمان ہوں، خدا کی قسم سچ کہہ رہی ہوں، کسی طرح تمھارے لیے نقصان دہ نہیں ہوں۔ لو یہ پستول سنبھالو۔ کوئی غلط بات کروں تو گولی مار دینا۔ بس میرے ایک سوال کا جواب دے دو۔" اُس نے اُردو میں کہا۔

"ہوں... بولو۔"

"تمھارا سامان کہاں ہے؟ اور پرانا لباس؟" اُس نے کہا۔

میں نے جیب میں ہاتھ ڈال کر تاش کی گڈی نکال لی۔ پھر اُس کے سامنے اچھالتے ہوئے کہا: "میرے سامان میں تمھیں اس کے علاوہ کسی اور چیز سے دلچسپی نہیں ہوسکتی۔"

اُس نے جھپٹ کر گڈی مجھ سے لے لی۔ اُسے مخصوص انداز میں پھیلا کر دیکھا اور گہری گہری سانسیں لیتے ہوئے بولی: "تم نے میرے زخموں کا علاج ہی نہیں کیا، نئی زندگی بھی دی ہے مجھے۔" میں گہری نگاہوں سے اس کا جائزہ لے رہا تھا۔

"یہ گڈی تم نے میرے لباس میں رکھی تھی؟" میں نے پوچھا۔

"ہاں۔" وہ سر کو جنبش دیتے ہوئے بولی۔

"کیا ہے یہ؟" میں نے سوال کیا۔

"ایک بہت بڑے آدمی کی امانت۔ اتنی بڑی چیز کہ... اس کے لیے درجنوں خون کیے جا سکتے ہیں۔"

"ایسی کیا بات ہے اس میں؟"

اپنے اندر مقناطیسی قوت پیدا کریں اور دوسروں کو اپنے طابع کریں

کتاب

مقناطیسیت

کا مطالعہ کریں

قیمت: ۲۰ روپے — ڈاک خرچ ۱۰ روپے

کتاب کے چند عنوانات

○ مقناطیسیت کیا ہے؟
○ بے اثر شخصیت کے اسباب۔
○ قوت کے خزانے ○ مخفی مقناطیسی توانائیاں ○ انسانی مقناطیسیت
○ زندگی مقناطیسیت سے ○ بنیادی خواہشات
○ تصنع اور بناوٹ ○ حرص و طمع۔
○ ذہنی توسیع ○ ذہنی توسیع کا نظام۔
○ مقناطیسی تفصیلات ○ جسمانی اور ذہنی توانائیاں اور ان کی حفاظت ○ آپ بھی اپنے اندر مقناطیسیت پیدا کرسکتے ہیں۔

ہر شخص میں ایک مقناطیسی قوت ہوتی ہے جو کہ ناواقفیت کی بنا پر ضائع ہوتی رہتی ہے۔

اس قوت سے فائدہ اٹھانے کے لیے کسی قسم کی مشق یا ریاضت کی ضرورت نہیں ہوتی۔

صرف چند اصول اپنا لیجیے اور ان کے مطابق زندگی بسر کیجیے پھر آپ کے لیے کامیابیاں ہی کامیابیاں ہیں اور دوسرے بھی آپ کے حکم کی تعمیل کرنے پر مجبور ہوں گے۔

اس کتاب کا مطالعہ کیجیے اور اپنے آپ کو بہترین شخصیت بنا لیجئے

مکتبۂ نفسیات پوسٹ بکس نمبر ۹۴۴ کراچی ۱

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تم کون ہو علی! مجھے اپنے بارے میں تفصیل سے بتاؤ؟ دیکھو تم نے میرے اوپر اتنا بڑا احسان کیا ہے کہ میرا رُواں رُواں تمہارا شکر گزار ہے۔ میں تمھیں اس احسان کا بدلہ دوں گی علی! یقین کرو، پورے خلوص سے یہ سب کہہ رہی ہوں، اس میں کوئی جھوٹ نہیں ہے۔"

"غالباً تاش نما کارڈز کی یہ گڈی تم کسٹمز کے حکام سے چھپانا چاہتی تھیں؟"

"نہیں، ان لوگوں سے جنھوں نے بڑی دیدہ دلیری سے مجھے ایئرپورٹ سے اغوا کرلیا تھا اور اس کے بعد انھوں نے میری یہ درگت بنائی صرف اسی گڈی کے حصول کے لیے لیکن... چوک گئے کمبخت، میں نے ان چاروں کو کُتے کی موت مار دیا۔"

"قتل کر دیا تم نے انھیں!" میں نے حیرت سے کہا۔

"ہاں، مجبوری تھی۔" وہ بے پروائی سے بولی۔ "میں انھیں قتل کر کے ہی فرار ہوئی تھی، یہ زخم انھوں نے ہی لگائے ہیں اذیتیں دے رہے تھے مجھے اور پاؤں کی یہ چوٹ، بلندی سے کودنے کی وجہ سے تھی..."

"...تنی خوب صورت! اتنی خطرناک!"

"تم مجھ سے کیوں پوچھ رہے تھے؟"

"بعض اوقات تہذیب... انسان نہ چاہتے ہوئے بھی وہ کرتا ہے جو اس کے لیے شدید نقصان دہ ہو سکتا ہے۔ اب میرے ایک سوال کا جواب دو۔"

"ہوں ضرور، کہو۔"

"اولیو ہاورڈ کی نمائندہ ہو؟"

"کون ہاورڈ؟"

"تمہارے خلوص کی حد جاننا چاہتا ہوں تہذیب، سچ بولنا تمہارے لیے خطرناک ہے تو تمہاری مرضی، میں تمھیں مجبور نہیں کروں گا۔"

"کون اولیو ہاورڈ؟" اس نے پھر اپنا جملہ دُہرایا۔

"امریکن سی آئی اے کا ایک یہودی افسر۔" میں نے اُسے گھورتے ہوئے کہا، اور تہذیب چونک پڑی۔ وہ چند لمحے خاموشی سے مجھے دیکھتی رہی پھر کہنے لگی۔

"اس سے تمہارا کیا تعلق ہے؟"

"یہی سوال میں نے تم سے کیا ہے تہذیب۔"

"تمہارا خیال ہے کہ میں سی آئی اے کی رکن ہوں؟"

"میرا خیال ہے کہ تم اولیو ہاورڈ کی نمائندہ ہو۔ اور اسی کی طرف سے مجھ پر تعینات کی گئی ہو۔"

"سی آئی اے یا اولیو ہاورڈ سے تمہارا کوئی چکر چل رہا ہے؟ کیا وہ لوگ تمہارے پیچھے ہیں؟ ٹھہرو، پہلے ایک بات سُن لو علی!

نہ تو میں سی آئی اے کی نمائندہ ہوں اور نہ اولیو ہاورڈ سے میرا کوئی تعلق ہے۔ ہاں، میں اس شیطان یہودی سے واقف ضرور ہوں بلکہ ٹانگانیکا میں ایک بار ہمارا اس سے سابقہ پڑ چکا ہے اور اس کی وجہ سے ہمیں زبردست نقصان پہنچا ہے۔ میں ذاتی طور پر اس کی دشمن ہوں۔ خدا کی قسم علی! مذہب کے رشتے سے میں تم سے جھوٹ نہیں بول رہی اور تم میرے محسن بھی ہو۔ یوں سمجھ لو کہ اگر ہاورڈ سے تمہاری کوئی دشمنی ہے تو میں اس کے خلاف تمہاری بھرپور مدد کروں گی۔ تمھیں یقین کر لینا چاہیے میری بات پر۔"

"تب تم کون ہو؟"

میرے اس سوال پر تہذیب کچھ سوچتی رہی۔ پھر اس نے کہا۔ "ایک بین الاقوامی تنظیم کی رکن ہوں جو ساری دنیا میں کام کرتی ہے۔ تم نے گرین پول کا نام سُنا ہے؟"

"اتفاق سے نہیں۔"

"اینٹی مافیا تنظیم ہے۔ ہم لوگ مافیا کے راستے کاٹتے ہیں۔ اعلیٰ سطح پر کام کرتے ہیں۔ جہاں مافیا کے قدم ہوتے ہیں وہیں ہم پہنچ جاتے ہیں۔ یہ چکر بھی ایسا ہی ہے۔ میں نے تمھیں اپنی جو کہانی سنائی تھی، وہ سچ تھی علی۔ میرے والدین مافیا کا شکار ہوئے تھے۔ گرین پول نے میری پرورش کی اور مجھے تربیت دی۔ اب میں اسی کے لیے کام کرتی ہوں۔ موجودہ معاملہ بھی گرین پول کا ہی ہے۔ کارڈز کی یہ گڈی ایک بہت بڑے آدمی سے تعلق رکھتی ہے اور میرے لیے بے حد ضروری تھی۔ مجھے اطلاع مل چکی تھی کہ پیرس ایئرپورٹ پر ہمارے مخالف لوگ مجھ سے ٹکرائیں گے۔ کسٹمز کے حکام کو دھوکا دینا کون سا مشکل کام تھا، اصل مسئلہ تو ان لوگوں کا تھا۔ شاید تم اس بات پر یقین نہ کرو کہ اگر میں چاہتی تو وہ مجھے اغوا کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے تھے مگر میں نے صرف ان کا شبہ خود پر سے ہٹانے کے لیے انھیں کامیاب ہونے کا موقع دیا لیکن ایک چُوک ہو گئی تھی، میں یہ نہیں پوچھ سکی تھی تم سے کہ پیرس میں تمہارا قیام کہاں ہوگا۔ کچھ اُلجھی ہوئی تھی چنانچہ ان لوگوں کی تحویل میں جا کر مجھے اپنی شدید غلطی کا احساس ہوا اور میں اسی خوف سے لرزتی رہی کہ اگر تم کہیں غائب ہو گئے اور مجھے نہ ملے تو کیا ہو گا۔ یہی وجہ تھی کہ میں اُن سے مار کھا گئی۔ ان کم بختوں کو میرے بارے میں جو اطلاعات ملی تھیں وہ بھی اُنھی پر جمے ہوئے تھے، چنانچہ انھوں نے کارڈز کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے مجھ پر شدید تشدد کیا اور جب صورت حال ناقابلِ برداشت ہو گئی تو میں نے انھیں قتل کر دیا۔"

میں متحیرانہ انداز میں تہذیب کی یہ گفتگو سُن رہا تھا، یہ حسین لڑکی اس قدر خطرناک ہو گی، اس کا تصور بھی نہیں کیا

جا سکتا تھا۔ یہ بھی سچ تھا کہ میں نے گرین پول کا نام اس سے پہلے نہیں سنا تھا، اگر وہ سچ کہہ رہی ہے تو یہ تو میرے لیے انتہائی دل خوش کن بات تھی جو تصورات اور جو خیالات میرے ذہن میں موجود تھے، یہ لڑکی ان کے سلسلے میں میری بہترین معاون بن سکتی تھی۔ باقی رہا مسئلہ اولیو ہاورڈ کا تو اس نے خود کو مجھ سے پوشیدہ نہیں رکھا تھا بلکہ اس خط کے ذریعے ان تمام باتوں کا اعتراف کر لیا تھا کہ تنظیم کو برگشتہ کرنے میں اس کا ہاتھ تھا اور اب وہ مجھے پیرس لا کر اپنی مرضی کے مطابق کام لینا چاہتا تھا۔ اگر مجھے یہ سنہری موقع مل جاتے اور کسی طرح گرین پول سے میرا تعلق قائم ہو جائے تو میں سمجھتا تھا کہ یہ میری خوش قسمتی کی انتہا ہو گی۔ چنانچہ لڑکی کو اپنے بارے میں بتانے میں میں نے عار محسوس نہ کی۔ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

"تہذیب! میں تمہاری شخصیت سے بے حد متاثر ہوا ہوں اور مجھے مسرت ہے کہ میں اتفاقیہ طور پر دوبارہ تم سے ٹکرا گیا اور تمہارے کام آیا۔" میں نے آہستہ سے کہا۔

"مگر علی! میرا سوال تشنہ رہ گیا۔ اولیو ہاورڈ سے تمہارا کیا چکر چل رہا ہے؟ دیکھو، میں نے تمھیں اپنے بارے میں سب کچھ بتا دیا، یہ میرے اعتماد کی نشانی ہے، تم بھی اپنے آپ کو مجھ سے مت چھپاؤ اور اطمینان رکھو، تمھیں میری ذات سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔"

"نہیں تہذیب! میں خود کو تم سے چھپانا نہیں چاہتا، میری کہانی بلکہ میری مختصر کہانی یوں سمجھو کہ میں سان فرانسسکو میں ایک یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرتا تھا، قانون کا طالب علم تھا۔ ایک موقع پر ایبرٹ ہال نامی جگہ پر جا نکلا، جہاں یہودی ایک جلسہ میں تقریر کرنے میں مصروف تھے، تقریر عربوں کے خلاف تھی اور اس میں انھوں نے مذہب کو بھی شامل کر لیا تھا۔ جیسا کہ تمھیں بتا چکا ہوں، پاکستانی باشندہ ہوں، برائیوں کی دلدل میں پھنسا ہوا ایک گنہگار شخص، لیکن مذہب کے بارے میں اُلٹی سیدھی باتیں برداشت نہ کر سکا اور ڈائس پر کھڑے ہو کر حقائق پر مبنی ایک تقریر کر ڈالی جسے سن کر یہودی لابی میں کھلبلی مچ گئی اور بے شمار افراد میرے دشمن بن گئے۔ نتیجتاً تعلیم ادھوری چھوڑنا پڑی اور قتل و غارت گری کی دنیا میں اُتر آیا۔ یہ شخص اولیو ہاورڈ یہودی ہونے کے ناتے خصوصاً میرے پیچھے لگا اور میں اسے چکمے دے کر وہاں سے نکل آیا۔"

"اور اس کے بعد تم تنظیم آزادیٔ فلسطین میں شامل ہو گئے؟"

"ہاں۔" میں نے مسکراتے ہوئے گردن خم کی۔

"علی یار خان! تم وہی ہو نا، جس نے سان فرانسسکو کے ہوٹل پر ایک نقشہ ترتیب دیا تھا اور اس میں دکھایا گیا تھا کہ فلسطین آزاد ہے اور اسرائیل خون میں ڈوبا ہوا ہے؟" تہذیب نے کہا اور میں مسکرانے لگا۔

"ہاں تہذیب، میں وہی علی یار خان ہوں۔"

"تم کیا سمجھتے ہو تمہارا یہ کارنامہ دنیا کی نگاہوں سے پوشیدہ ہے؟ ہاں علی یار خان، نام سے میں تمھیں بے شک جانتی تھی بلکہ جس حلقے سے اس وقت میرا واسطہ ہے، وہ تمہارے اس کارنامے سے بے حد متاثر نظر آتا تھا اور کسی نے یہ تجویز بھی پیش کی تھی کہ تمھیں تلاش کر کے تمہاری مدد کی جائے۔ یقین کرو علی یار خان، اس وقت میں تمہارے بارے میں جان کر بے پناہ مسرور ہوئی ہوں، تم تنظیم آزادیٔ فلسطین کے رکن ہو لیکن ہم تمھیں اس سلسلے سے جانتے ہیں، ہم تمہارے بارے میں بہت کچھ گفتگو کر چکے ہیں۔"

تہذیب کے اس انکشاف سے مجھے بے حد خوشی ہوئی تھی، پھر تہذیب نے پوچھا۔

"لیکن اولیو ہاورڈ اسی وقت سے تمہارے پیچھے ہے تو تنظیم اس سلسلے میں تمہارے ساتھ کیوں نہیں۔ میرا مقصد ہے کہ تم ان کے ساتھ مل کر کام کیوں نہیں کر رہے ہو؟"

"لمبی کہانی ہے تہذیب۔ یوں سمجھ لو اولیو ہاورڈ میری زندگی کو اپنے وقار کا سوال بنا چکا ہے۔ میرے تفصیلی حالات تمہارے علم میں نہیں ہیں۔ گریوائل کا نام سُنا ہو گا تم نے؟"

"ہاں کیوں نہیں سائبیریا کا وہ وحشت ناک قید خانہ جس میں ساری دنیا کے مجرم رکھے جاتے ہیں۔" تہذیب نے جواب دیا۔

"ہاں اسی کی بات کر رہا تھا میں۔ میں نے ایک طویل عرصہ ہاورڈ کی وجہ سے اسی قید خانے میں گزارا ہے پھر میں وہاں سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔"

"علی! میں تمھیں کافی پلاؤں گی۔ یقین کرو اب میں خود کو کافی بہتر محسوس کر رہی ہوں۔ خدا کی قسم علی، جی خوش ہو گیا ہے۔ کیا شاندار آدمی ملا ہے۔ بس میں ابھی آئی۔" تہذیب نے کہا۔ اور میرے منع کرنے کے باوجود وہ لنگڑاتے ہوئے باہر نکل گئی۔

خوشی مجھے بھی تھی لیکن دل میں ایک وسوسہ بھی تھا۔ اگر یہ بھی ہاورڈ ہی کا کوئی حسین دھوکا ہوا تو...

وہ کافی بنا لائی اور بڑے احترام سے مجھے پیش کر کے خود بھی ایک پیالی لے کر بیٹھ گئی۔ "تم گریوائل کے مفرور ہو۔ کیا ... بات ہے! اچھا پھر کیا ہوا، آگے کہو۔" اس نے کہا اور اس کے بعد میں نے اُسے بقیہ کہانی بھی سنا دی۔ سب کچھ بتا دیا ... اس خط کے بارے میں بھی جو مجھے طیارے میں سفر کے ... ملا تھا۔

"اوہ میرے خدا! میں واقعی اس وقت سو گئی تھی..."

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہ سوئی ہوتی تو شاید اس شخص کو دیکھ لیتی ۔"

"میں بھی کوئی اندازہ نہیں لگا سکا مجھے اس کی امید نہیں تھی۔"

"تم مجھے ہاورڈ کی نمائندہ سمجھ رہے تھے؟" وہ مسکراتے ہوئے بولی۔

"ہاں میرے ذہن میں یہ خیال تھا۔" میں نے صاف دل سے اعتراف کیا۔

"اب بھی ہے علی ؟"

"کسی حد تک ۔"

"نکال دو ذہن سے یہ خیال۔ ہاورڈ نے تمھیں پیرس بلایا ہے۔ یہاں وہ تمھیں کسی جال میں پھنسانا چاہتا ہے لیکن علی! اطمینان رکھو، وہ ایسا نہیں کرسکے گا۔ میں تمھیں گرین پول میں شمولیت کی پیش کش کرتی ہوں۔ حالانکہ علی... گرین پول میں شامل ہونے کے لیے بیس شرائط پوری کرنا ہوتی ہیں، بیس مراحل سے گزرنا ہوتا ہے لیکن میں تمھیں براہِ راست اس ادارے کی رکنیت دلوا سکتی ہوں۔ بولو کیا تم ہم میں شامل ہونا پسند کرو گے؟"

"کم ازکم اتنی جلدی تو فیصلہ نہ کرو تہذیب، ایک آدھ مرحلے میں تو آزمالو۔"

"آزمالوں گی۔ تم پہلے یہ بتاؤ ہمارے ساتھ شامل ہونا پسند کرو گے؟"

"تہذیب! اس وقت میں ایک کٹی پتنگ کی مانند ہوں۔ جب تک زندگی ہے ہاورڈ کے راستے کاٹتا رہوں گا۔ تنظیم کی پوزیشن میری نگاہوں میں صاف ہوگئی ہے لیکن اب اس میں واپسی میرے لیے ممکن نہیں۔ ہاں، یہ میرا عہد ہے کہ میں اس کے مفادات کے لیے جہاں بھی موقع ملا ضرور کام کروں گا۔"

"تمھاری اس کوشش میں کوئی مداخلت نہیں ہوگی بلکہ تمھیں گرین پول کی طرف سے مدد بھی ملے گی۔ گرین پول میں مجھے "تھری" کی حیثیت حاصل ہے۔ گرین پول میں کوئی اکائی نہیں ہے۔ یعنی کوئی "ون" یا سربراہ نہیں ہے۔ بس حالات کو سنبھالنے والے "ٹو" ہوتے ہیں جو دنیا کے مختلف ممالک میں رہتے ہیں۔ یہ ٹو برین ہوتے ہیں اور تھری عملی پوری دنیا میں ایک لاکھ بارہ ہزار تھری ہیں۔ اُن میں سے ایک میں بھی ہوں۔ ہمیں کام کے لوگوں کو خود میں شامل کرنے کی اجازت ہوتی ہے اور عموماً تمام اہم معاملات ہم ہی ڈیل کرتے ہیں۔ اس کیس میں مجھے اولیت حاصل ہے۔ اس سلسلے میں، میں تمھیں ایک مشورہ دے سکتی ہوں۔"

"کیا ؟"

"پیرس میں ہاورڈ تمھیں خود لایا ہے تو اس نے تم پر نگاہ بھی رکھی ہوگی۔"

"امکانات تو اسی بات کے ہیں۔"

"کیا یہاں تک تمھارا تعاقب کیا گیا ہوگا ؟"

"نہیں۔ میں نے ایک ایک کرکے انھیں چکما دے دیا ہے۔" میرے ہونٹوں پر اچانک مسکراہٹ پھیل گئی۔

"ہاں۔ بشرطیکہ میں ہاورڈ کی نمائندہ نہ ہوں۔" تہذیب نے ایک طنزیہ مسکراہٹ سے کہا۔

"مجھے معاف کردینا تہذیب۔" میں نے کہا۔

"نہیں۔ یہ تمھارے محتاط ہونے کی دلیل ہے۔ تم احمقوں کی طرح ایک لمحے میں متاثر نہیں ہوتے۔ ایسا ہونا چاہیے۔ بہرحال وقت اس کی تصدیق یا تردید کرے گا۔ میں سمجھتی ہوں اگر تم ہمارے ساتھ شامل ہوجاؤ تو ہاورڈ کو اس مقابلے میں مزہ آجائے گا۔ وہ اپنی ساری خود اعتمادی بھول جائے گا۔ ایسے احمق لوگ اسی طرح مار کھاتے ہیں۔ اس نے تمھیں اس لیے آزاد چھوڑ دیا ہے کہ اب تم تنہا ہو اور اس کا خیال ہے کہ وہ تمھیں کہیں سے برآمد کرلے گا۔ اس کی یہ خود اعتمادی اس کے منہ پہ جوتا بن جائے گی۔ تم ایک نئی شکل اختیار کر جاؤ گے۔"

"میں خود بھی یہی چاہتا تھا تہذیب۔ اگر تقدیر واقعی مجھ پر مہربان ہے تو ٹھیک ہے۔ میں تم پہ اعتبار کرتا ہوں۔"

"گویا میری بات تمھیں منظور ہے ؟" وہ مسرور لہجے میں بولی۔

"اب خلوصِ دل سے۔" میں نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"کونسے ہوٹل میں قیام ہے تمھارا۔"

"دو ہوٹلوں میں کمرے ہیں۔"

"لعنت بھیجو سب پہ۔ ہر چیز مہیا ہوجائے گی۔ اب کہیں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے فٹ ہونے میں دو تین دن لگیں گے۔ میرے پاس ایک ہفتے کا وقت ہے۔ اس کے بعد ہم کام شروع کریں گے۔"

"ایک ہفتے کا وقت کس سلسلے میں ہے ؟"

"ایک بہت بڑی شخصیت نے گرین پول سے سودا کیا ہے۔ ہمیں اس کے لیے کام کرنا ہے۔ ایک ہفتے کے بعد وہ شخصیت یہاں پیرس میں مجھ سے ملاقات کرے گی اور ہمیں ہمارا کام سونپ دیا جائے گا۔"

"یہ کارڈز...؟" میں نے سوال کیا

"یہ اسی کے لیے حاصل کیے گئے ہیں۔ ان میں ایک منصوبہ چھپا ہوا ہے جو اس شخصیت کے خلاف بنایا گیا ہے۔ ہمیں اسی سازش کے خلاف کام کرنا ہے۔"

"میں تم پر متحیر ہوں تہذیب!"

"اور میں تم پہ علی۔ طیارے میں وہ بڑے سفر کرچکے تھے

اور کسی کو معلوم نہیں تھا۔" تہذیب ہنس پڑی۔

"بڑی تم ہو تہذیب۔ میں تو اس وقت ایک بے حیثیت انسان ہوں۔" میں نے کہا۔

"ہاں اسی بے حیثیت انسان نے اس وقت گرین پول کی "تھری" کی عزت بچائی ہے۔ اگر یہ کارڈز مجھے نہ ملتے اور تم ذہانت سے کام لے کر انھیں محفوظ نہ رکھتے تو یقین کرو علی، مجھے مُنہ چھپا کر یہاں سے جانا پڑتا اور گرین پول کی کارکردگی پہ ایک بدنما داغ لگ جاتا۔ اور پھر تم نے ذاتی طور پر بھی مجھ پہ احسان کیا ہے۔"

"یہ فلیٹ... ؟" میں نے سوال کیا۔

"میرا ہی ہے۔"

"کیا پیرس میں تمھاری مستقل رہائش ہے ؟"

"ہاں۔ عمر کا بیشتر حصہ یہاں گزارا ہے لیکن اور بھی بہت سے ملکوں کی شہریت ہے میرے پاس۔"

"گڈ !" میں نے تحسین آمیز انداز میں کہا۔

"کیا خیال ہے آرام کیا جائے ؟"

"ہاں۔ میں تمھیں زیادہ تکلیف نہیں دے سکتا۔ پاؤں کی تکلیف کا کیا حال ہے ؟"

"بتدریج بہتر ہو رہا ہے۔ ویسے ایک آدھ دن ضرور لگ جائے گا۔ تمھارا بیڈروم دوسری طرف ہے۔ دروازہ بند کرلینا اور لباس کا انتظام فی الحال کچھ نہیں ہوسکتا، وہاں چادر مل جائے گی تمھیں۔ سمجھ گئے نا۔"

"ہاں۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ اور پھر ہم دونوں باہر نکل آئے۔ میں نے تہذیب کو ایک بیڈروم میں چھوڑا اور خود دوسرے کمرے میں آگیا۔ خوب صورت اور آراستہ بیڈروم تھا۔ جوتے اتارے اور بستر پہ دراز ہوگیا۔ فوری طور پر نیند آنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔ واقعات اتنے تیز اور عقل کو چکرا دینے والے تھے کہ دماغ ان سے چھٹکارا نہیں حاصل کرسکتا تھا۔ تہذیب کو کیا سمجھوں؟ کیا اس نے جو کچھ کہا ہے، وہ سچائی پر مبنی ہے؟ کیا واقعی وہ ہاورڈ کی نمائندہ نہیں ہے؟ اگر وہ سچی ہے تو یہ میری تقدیر کی ایک سنہری کروٹ ہے۔ لطف آجائے گا اور اگر ہاورڈ نے یہ کوئی ملبا جال پھیلایا ہے تو... ؟

تین بجے تک جاگتا رہا اور پھر نیند آگئی۔ صبح کو نو بجے جاگا تھا۔ ملحقہ غسل خانے میں جاکر غسل کیا اور باہر نکلا ہی تھا کہ تہذیب پر نگاہ پڑی: "حضور! ناشتا تیار ہے۔"

"تم نے کیوں تکلیف کی تہذیب !"

"کیا مطلب ؟" وہ آنکھیں پٹ پٹا کر بولی۔

"ضرورت پڑنے پہ میں یہ کام بھی کرلیتا ہوں۔"

"اوہ، تو پھر شریف مردوں کی طرح دوپہر کا کھانا پکا لینا۔" اس نے کہا اور ہنس پڑی۔ میں عجیب سی نگاہوں سے اُسے دیکھنے لگا۔

"آؤ بھئی، میں بھوک برداشت نہیں کرسکتی، چلو ناشتا کریں۔"

میں اُس کے ساتھ باہر نکل آیا۔ دفعتاً میں نے چونک کر کہا۔ "ارے تہذیب! میں نے دروازہ اندر سے بند کرلیا تھا تم اندر کیسے آگئیں ؟"

"بس یہ بدتہذیبی ہوہی گئی لیکن یہ جاننے کے بعد کہ تم باتھ روم میں ہو۔"

"مطلب یہ... مطلب یہ..."

"حضور! دروازے کھڑکیاں کھولنا تو اپنا پیشہ ہے اور پھر اس فلیٹ کا تو معاملہ ہی ذرا مختلف ہے۔ دروازے پر کھڑے ہوکر کہو، کھل جا سم سم۔ تو دروازے کھل جاتے ہیں۔" اس نے شگفتگی سے کہا۔ اس کی ہنسی نے واقعی مجھے بہت متاثر کیا تھا۔ اتنی دلکش ہنسی تھی کہ انسان گم ہوکر رہ جائے۔ ہنسی کی اس دلکشی سے شاید وہ خود بھی ناواقف تھی، ورنہ احتیاط سے اُسے خرچ کرتی بہرحال ہم دونوں ڈائننگ روم کی طرف چل پڑے۔

ناشتے کی میز پہ اچھی خاصی چیزیں موجود تھیں۔ میں نے شکایتی نگاہوں سے اُسے دیکھتے ہوئے کہا: "کم ازکم اس وقت تو تمھیں یہ تکلف نہیں کرنا چاہیے تھا۔"

"اس وقت سے آپ کی کیا مراد ہے محترم علی یار خان ؟" وہ شوخی سے بولی۔

"بھئی تمھارے پاؤں کی تکلیف کا کیا حال ہے ؟"

"بھول گئی ہوں، کچھ یاد نہیں رہا اور یہی میری عادت ہے۔"

"ظاہر ہے، معمولی شخصیت تو نہیں ہے تمھاری۔"

"لیکن تمھاری آنکھیں یہ بتا رہی ہیں کہ ہم ابھی تک اعتماد نہیں حاصل کرسکے۔" تہذیب نے کہا۔

"میں نہیں سمجھا۔"

"جاگتے رہے ہو رات کو دیر تک۔ یقیناً سوچتے رہے ہوگے۔ اور اس سوچ میں یہ سوچ بھی ضرور شامل رہی ہوگی کہ کہیں اولیو ہاورڈ نے میری شکل میں کوئی بلا تو تمھارے اوپر مسلط نہیں کردی اور میں تمھیں دھوکا تو نہیں دے رہی۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تہذیب! اس موضوع کو نہ چھیڑو۔"

"چلیے صاحب، نہیں چھیڑتے، جاننے کی کوشش نہ کریں ہمارے پاس سے۔ اگر حالات بہت ہی زیادہ خراب ہو جائیں… تو ایک آدھ گولی وغیرہ چلا دیں، چکّر ختم ہو جائے گا۔" اس نے کہا اور گردن جھکا کر ناشتے میں مصروف ہو گئی۔ جو کچھ اس نے مجھے اپنے بارے میں بتایا تھا، وہ اگر صحیح تھا تو اس کی شخصیت معمولی نہیں تھی لیکن ایک اہم ترین شخصیت کی مالک لڑکی اتنی معمولی سی لگتی تھی کہ اس پر خواہ مخواہ شبہ سا ہونے لگتا تھا۔

ناشتے سے فارغ ہونے کے بعد ہم ڈرائنگ روم میں آ بیٹھے۔

"اب یہ دو تین دن تو مکھیاں مارتے ہوئے ہی گزریں گے۔" اس نے کہا۔

"ایک بات بتاؤ تہذیب؟"

"ہاں پوچھو۔"

"گرین پول کے دوسرے رکن یہاں پیرس میں موجود نہیں ہیں۔"

"ان کی تعداد سو سے اوپر ہی ہوگی۔ کیوں؟" تہذیب نے سوال کیا۔

"میرا مطلب ہے کہ تم نے ان سے رابطہ کیوں قائم نہیں کیا؟"

"ابھی اس کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ اگر کوئی ضرورت ہوئی تو انھیں طلب کیا جا سکتا ہے۔"

"ان لوگوں کو تمھاری آمد کی اطلاع نہیں تھی۔ مطلب یہ کہ تم ایئرپورٹ پر ان کی مدد حاصل کر سکتی تھیں۔"

"نہیں علی! ہم انھیں صرف اہم ضرورتوں پر استعمال کرتے ہیں اور پھر تھری منتظم عام نہیں آتے، میں خود کو ان پر ظاہر نہیں کر سکتی۔"

"اگر یہاں کسی کو طلب کرنا ہو تو؟"

"اس کے لیے چند لوگ مخصوص ہیں جو یہاں اس جگہ تک آ سکتے ہیں۔"

"بڑا پیچیدہ نظام ہے۔"

"ہاں ہے تو!" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ پھر بولی۔ "ابھی یہاں ایک لڑکی آئے گی، بازار کھل جانے کے بعد۔ میں نے تمھارے لیے کچھ چیزیں منگوائی ہیں۔"

"اوہو… وہ کیا؟"

"لباس وغیرہ۔"

"میرا سائز…؟" میں نے کہا۔

"ہماری نگاہ میں تھا۔" تہذیب بولی۔ اور میں نے صوفے سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔

ساڑھے بارہ بجے دن کو فلیٹ کی بیل بجی اور میں نے جا کر دروازہ کھول دیا۔ درمیانے بدن کی ایک خشک سی شکل والی لڑکی نے چند پیکٹ میرے ہاتھ میں تھمائے اور کچھ کہے بغیر واپس مڑ گئی۔ میں بھی دروازہ بند کر کے واپس آ گیا۔ غور کرنے پر بہت سی باتیں ذہن میں الجھاوے پیدا کرتی تھیں لیکن ان کا حل ابھی ملنا مشکل تھا۔ کچھ وقت گزرنے کے بعد ہی صورتِ حال سمجھ میں آ سکتی تھی۔

میں نے وہ پیکٹ تہذیب کے سامنے لا کر رکھ دیے۔

"میرا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے جناب! سب آپ کے لیے ہے۔"

"یہاں پیرس میں اتنی عمدہ اردو سن کر تعجب ہوتا ہے۔"

"میں دنیا کی تیرہ زبانیں جانتی ہوں۔ اس کے علاوہ بلیک بیلٹ تھرڈ ڈان ہوں۔ ان چار خطرناک آدمیوں کو میں نے صرف ہاتھوں سے ختم کیا تھا۔"

"حسین قاتلہ! اردو زبان کی شاعری تم پر سو فیصدی صادق آتی ہے۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

دوپہر کے کھانے کے بعد ہم دونوں گفتگو کرتے رہے۔ وہ مجھ سے گریوائز کے بارے میں تفصیلات معلوم کرتی رہی تھی۔ اور پھر اس نے اپنی مہمات کے بارے میں تفصیلات بتائیں۔ بڑا عمدہ وقت گزر رہا تھا۔ آہستہ آہستہ اس پر میرا اعتماد قائم ہوتا جا رہا تھا۔

یہ پانچواں دن تھا۔ اس کا پاؤں بالکل ٹھیک ہو گیا تھا اور اب وہ مسلسل ورزش کر کے خود کو فٹ کر رہی تھی۔ عام حالات میں بالکل عام لڑکی لگتی تھی۔ اس کے بارے میں جتنا غور کرتا، اتنی ہی حیرت بڑھتی جا رہی تھی۔ اس کے ساتھ ہی میں محسوس کر رہا تھا کہ یہ لڑکی میرے ذہن میں ایک مقام حاصل کرتی جا رہی ہے۔

دوپہر کو دو بجے کے قریب بیل بجی اور وہ چونک پڑی۔ پھر اس نے خود جا کر دروازہ کھولا۔ اور چند منٹ کے بعد واپس آ گئی۔ وہ اب سنجیدہ تھی۔ میں نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا تو وہ بولی۔ "علی! کام کا وقت آ گیا ہے۔ وہ شخصیت یہاں پہنچ گئی ہے جس کا مجھے انتظار تھا۔ تم تیار ہو؟"

"سو فیصدی۔" میں نے مستعدی سے کہا۔

"آج رات کو ہم اس سے ملاقات کر رہے ہیں۔" وہ بولی۔ میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ چند لمحے خاموش رہنے کے بعد وہ بولی۔ "تم میرے ساتھ ہو گے علی۔ دو چیزیں کسی کو مرعوب کرنے کے لیے ضروری ہوتی ہیں۔ کھلی آنکھیں اور کھلے ہاتھ۔ مجھے تم پر اعتماد ہے۔ آؤ میں اپنے ساتھیوں کو ہدایات دے دوں۔"

پہلی بار میں نے وہ ٹرانسمیٹر دیکھا… جس پر تہذیب اپنے آدمیوں کو ہدایات دے رہی تھی۔ یہ ہدایات فرنچ زبان میں تھیں جسے میں سمجھتا تھا۔ اس نے کچھ مخصوص علاقوں پر ان لوگوں کو تعینات کیا تھا اور ہدایت کی تھی کہ وہاں سے گزرنے والی چیونٹی پر بھی نگاہ رکھی جائے

بات گول مول تھی۔ پوری تفصیل مجھے نہیں معلوم تھی لیکن میں نے تہذیب کو اس کیلیے مجبور نہیں کیا تھا اور انتظار کیا تھا کہ اگر وہ خود ہی کچھ بتائے تو ٹھیک ہے لیکن نہ جانے کیوں تہذیب نے بھی یہ جرأت نہیں کی تھی۔

بہت زیادہ احتیاط بعض اوقات بہت بڑی حماقت بن جاتی ہے۔ ہر چند کہ ذہن کی گہرائیوں میں یہ احساس موجود تھا کہ ممکن ہے تہذیب بھی ہاورڈ کی کوئی چال ہو۔ لیکن فی الحال اس کی کوئی کسوٹی نہیں تھی۔ یہ بات یقینی تھی کہ تہذیب میری ہی ہم مذہب تھی اور کم از کم اس نے اس سلسلے میں جھوٹ نہیں بولا تھا۔ گرین پول کے بارے میں اس سے قبل کچھ نہیں سنا تھا لیکن میں ان حالات میں بہت زیادہ معلومات بھی تو نہیں رکھتا تھا۔ چنانچہ بہتر یہی تھا کہ خود کو حالات کے دھارے پر چھوڑ دیا جائے۔ تنظیم کے لیے دل میں جو عناد تھا، دور ہو چکا تھا۔ کم از کم بعد میں جو کچھ ہوا اور جس نے دل کو بہت دکھ پہنچایا اس کے بارے میں بات صاف ہو گئی کہ وہ تنظیم کی طرف سے نہیں تھا۔ اس سے قبل کے خطرناک حالات بھی ہاورڈ کے پیدا کردہ تھے اور تنظیم کے افراد بھی فرشتہ تو نہیں تھے کہ ان کھلے معاملات کے باوجود میری طرف سے بدظن نہ ہوتے۔ اور پھر اتنی بڑی رقم میرے اکاؤنٹ میں موجود تھی جس کے حصول کا اور کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ ان حالات کی روشنی میں کوئی بھی عدالت مجھے مجرم قرار دیتی۔ بس دل کو ایک احساس اب بھی تھا، وہ یہ کہ انھیں مزید تحقیقات کرنا چاہیے تھی۔ میں نے اپنا مستقبل تاریک کیا تھا۔ اس مقصد کے لیے جو کچھ کیا تھا اس کا کوئی معاوضہ نہیں چاہا تھا۔ اس طرح میرا حق تھا کہ مجھے فوری مجرم قرار نہ دیا جائے۔ آخر بعد میں بھی ان لوگوں نے میری بےگناہی کے بارے میں سوچا تھا۔

تنظیم میں دوبارہ شامل ہونے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ ضروری بھی نہیں تھا۔ جو فیصلہ کیا تھا اسی پر اٹل تھا یعنی تنظیم کے معاملات کے لیے جو کچھ بھی سامنے آئے کر ڈالا جائے۔ کچھ سوچے سمجھے بغیر۔

تہذیب ضروری کارروائیوں میں مصروف رہی تھی۔ اور میں نے اسے تنہا چھوڑ دیا تھا۔ زیادہ ٹوہ میں رہنا بھی مناسب نہیں تھا۔ ممکن ہے تکرار لگ جائے۔ ممکن ہے اویو ہاورڈ کی یہ چال ناکام بنانے کے سلسلے میں گرین پول معاون ثابت ہو۔ کم از کم یہ کام تو ہو جائے گا۔ بشرطیکہ تہذیب ہاورڈ کی نمائندہ نہ ہو۔

وہ خود ہی مجھے تلاش کرتی ہوئی آئی تھی: "علی، یہاں بیٹھے کیا کر رہے ہو؟"

"کچھ نہیں تہذیب۔"

"کچھ سوچ رہے ہو؟"

"انکار نہیں کروں گا۔ ہر تنہا آدمی کچھ نہ کچھ ضرور سوچتا ہے۔"

"کیا سوچ رہے تھے محترم؟" وہ میرے سامنے بیٹھ کر بولی۔

"احمقانہ باتیں۔"

"مثلاً؟"

"حماقتیں دوسروں کو بتائی تو نہیں جاتیں۔ اور پھر ایسی شکل میں جب انسان خود ہی انھیں حماقتیں تسلیم کرتا ہو۔"

"گمبھیر لہجہ ہے۔ ضرور کوئی خاص بات ہے۔"

"تم فارغ ہو گئیں آج کے پروگرام کے انتظامات سے؟"

"ہاں تقریباً۔"

"کس وقت جانا ہوگا؟"

"گیارہ بجے۔ پونے گیارہ بجے گھر سے نکلیں گے۔ فائنل پروگرام دس بجے ملے گا۔"

"کیا مطلب؟" میں نے پوچھا اور تہذیب مسکرا دی۔

"بتاؤں کیا سوچ رہے تھے؟" اس نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا اور میں سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔ اس نے آنکھیں بند کیں اور اسی طرح مسکراتے ہوئے بولی۔ "دو باتیں۔ نمبر ایک۔ یہ خیال ضرور تمھارے ذہن میں ہوگا کہ میں نے صرف اپنے طور پر تمھیں گرین پول میں شامل کر لیا اور ایسے اہم مشن میں اطمینان سے تمھیں شریک کر لیا۔ اس کی وجہ؟ کیوں علی! سچ بتانا یہ خیال ہے تمھارے ذہن میں؟"

"ہاں ہے۔"

"جیتے رہو۔ دوسری بات۔ یہ بھی سوچ رہے ہو گے کہ میں نے تمھیں صرف ایک مہرے کی حیثیت دی ہے ورنہ تمھیں اس شخصیت کے بارے میں ضرور بتاتی جس سے ہماری ملاقات ہو رہی ہے۔"

"ہاں۔ اس بارے میں بھی سوچا ہے میں نے۔" میں نے جواب دیا۔

تہذیب کے ہونٹوں پر بدستور مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں ایک حسین چمک تھی اور یہ محسوس نہیں ہو پاتا تھا کہ وہ میرے سلسلے میں کسی الجھن کا شکار ہے۔ میں مسلسل اس کی آنکھوں میں دیکھے جا رہا تھا اور یہ اندازہ لگانا چاہتا تھا کہ وہ کس حد تک مجھ سے فریب کر رہی ہے لیکن ایسا کوئی احساس مجھے نہیں ہو سکا۔

وہ چند لمحات سوچتی رہی پھر اس نے کہا۔

"تمھارے دونوں سوال بلاشبہ فطری ہیں کوئی بھی شخص یہ باتیں سوچ سکتا ہے، خاص طور سے میں نے ایک بہت بڑی تنظیم کا ذکر کیا ہے۔ ایسی تنظیموں میں لوگوں کو سالہا سال پرکھنے کے بعد شامل کیا جاتا ہے اور اس بات کا یقین کر لیا جاتا ہے کہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کوئی شخص اتنی بڑی تنظیم میں شمولیت کے قابل ہے بھی یا نہیں۔ لیکن ڈیئر تمہارے دونوں سوالوں کا جواب دینا میرا فرض ہے۔ علی یار خان! میں نے تمہیں اس نقشے کا حوالہ دیا تھا جو تم نے سان فرانسسکو میں ترتیب دیا تھا اور اس کے بعد امریکی پولیس کی نگاہوں سے بچ کر امریکا سے باہر نکل آئے تھے۔ ذاتی طور پر اگر کسی بھی وقت تنظیم نے تمہارے سلسلے میں جواب طلب کیا تو میں بڑے اعتماد کے ساتھ یہ بات کہہ سکتی ہوں کہ میں نے جس شخص کو اپنے ساتھ شامل کیا ہے وہ مکمل طور پر قابلِ اعتماد ہے اور اس پر پورا پورا بھروسا کیا جا سکتا ہے اور جیسا کہ میں نے تمہیں بتایا کہ اس تنظیم کی تشکیل عام قسم کی تنظیموں سے ہٹ کر ہوئی ہے اس میں کوئی بھی "ڈان" نہیں ہے۔" ٹو" ہے "تھری" ہے اور اس کے بعد دوسرا اسٹاف ہے۔ تھری کو یہ حقوق حاصل ہوتے ہیں کہ وہ اپنے طور پر اپنے مددگاروں کا انتخاب کر لے، عارضی یا مستقل۔ سو میں نے اپنا یہ حق استعمال کیا ہے اور تمہارے سلسلے میں اب مکمل طور پر میں ہی جواب دہ ہوں۔ کیا تمہیں اس بات سے کوئی اطمینان ہوا؟"

" ہاں۔ تہذیب! میں نے اس بات کو اتنے گہرے انداز میں نہیں سوچا تھا۔" میں نے جواب دیا۔

" اب رہی دوسری بات یعنی اس شخصیت کے بارے میں تو یہ بات بھی تنظیم کے ترین اصولوں میں شامل ہے کہ ہر ڈیپارٹمنٹ اپنا اپنا کام کرتا ہے مثلاً رابطہ ڈیپارٹمنٹ نے اس کام کو وصول کر کے سیلز ڈیپارٹمنٹ کے حوالے کر دیا۔ سیلز ڈیپارٹمنٹ نے اس سلسلے میں گرین پول کی طرف سے کاروباری گفتگو کی اور اس کے بعد یہ کیس پریکٹیکل ڈیپارٹمنٹ میں پہنچ گیا۔ جیسا کہ میں تمہیں بتا چکی ہوں کہ ہر ڈیپارٹمنٹ کے لیے ٹو اور تھری موجود ہیں۔ پریکٹیکل ڈیپارٹمنٹ نے اس سلسلے میں منصوبہ بندی کی اور اس کے بعد یہ کیس ایکشن ڈیپارٹمنٹ کے سپرد کر دیا گیا۔ میں ایکشن ڈیپارٹمنٹ کی تھری ہوں۔ ایکشن ڈیپارٹمنٹ نے یہ کام میرے سپرد کر دیا لیکن ہمارے لیے یہ ضروری نہیں ہوتا کہ ہم وقت سے پہلے پوری تفصیل جان لیں۔

تاش کی یہ گڈی مجھے اسی پُراسرار شخصیت کے حوالے کرنی ہے اس میں غالباً وہ منصوبہ موجود ہے جو اس کام کے لیے ترتیب دیا گیا ہے۔ یہ منصوبہ اس شخصیت کو پیش کر کے اس سے منظور کرایا جائے گا اور اگر وہ اس کی منظوری دے دے گی تو ہم اس پر عمل کریں گے۔ وہ شخصیت ہی ہمیں یہ بتائے گی کہ اس نے یہ منصوبہ منظور کیا یا نہیں اور اس کے بعد وہ ہمیں اپنے کام کی تفصیلات بتائے گی۔ دلچسپ بات یہ ہے ڈیئر علی کہ مجھے اس شخصیت کے بارے میں کچھ بھی نہیں معلوم۔ ایک جگہ کی نشاندہی کی گئی ہے بس۔ اس جگہ پر پہنچنے کے بعد مکمل حالات کو سمجھنا اور ان پر عمل کرنا ہے۔ شاید تم اس تمام پروگرام کی افادیت پر غور کر سکتے ہو۔ اگر میں کسی کے ہاتھ پڑ جاتی یا فرض کرو تاش کی گڈی تم تک نہیں پہنچتی اور کسی اور کو مل جاتی تو نہ تو میں اس کے بارے میں جانتی تھی نہ کوئی اور۔ وہ لوگ بھی اس سے کوئی بڑا فائدہ حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ یہ دوسری بات ہے کہ تھوڑی بہت کوشش کرنے کے بعد وہ ماہرین سے تاش کی گڈی کا منصوبہ حاصل کر لیتے۔ میرے بدن کی بوٹی بوٹی بھی کاٹ دی جاتی تو بھی میں اس منصوبے سے ان لوگوں کو آگاہ نہیں کر سکتی تھی گویا منصوبہ محفوظ تھا۔"

" گڈ۔ ویری گڈ۔ میری تسلی تو ہو گئی لیکن ایک آدھ سوال اور ذہن میں آ گیا ہے۔"

" ہاں، پوچھو۔ ابھی وقت ہے ہمارے پاس۔"

" وہ شخصیت تاش کے اس بنڈل کو کیسے پڑھ لے گی۔"

" اسے اس سلسلے میں طریقہ بتا دیا گیا ہے۔" تہذیب نے جواب دیا اور میں مسکرا اٹھا۔

" واقعی۔ یہ دونوں باتیں ہی میرے ذہن میں چبھ رہی تھیں تہذیب۔ اب تم مطمئن رہو میں تمہاری طرف سے ہر طرح کا بھروسا کر چکا ہوں اور اس سلسلے میں مزید کوئی مداخلت نہیں کروں گا۔"

" گڈ۔ ویری گڈ۔ علی ہم دونوں مل کر کام کریں گے اس کیس سے ہمیں بڑے فائدے حاصل ہو سکتے ہیں اور میری خواہش ہے کہ اب تم سب سے بڑھ کر مجھ پر یقین کرو۔ نقصان نہیں پہنچاؤں گی تمہیں کسی بھی قیمت پر۔ کوئی اور ثبوت نہیں ہے میرے پاس اپنی سچائی کا بس جو کچھ کہہ رہی ہوں اس پر یقین کرو۔"

" تہذیب۔ یقین کرو آج کے بعد سے میں مکمل طور پر تم پر بھروسا کر رہا ہوں۔" یہ بات میں نے سچے دل اور خلوص کے ساتھ کہی تھی اور تہذیب کو بھی میری اس بات کا یقین آ گیا تھا۔

وقتِ مقررہ پر تہذیب مکمل تیاریوں کے بعد ایک کار میں بیٹھ کر چل پڑی۔ پُررونق سڑکوں سے گزرتے ہوئے ہم کینٹے فرانوبا کے پاس پہنچ گئے۔ فرانوبا ایک خوبصورت اوپن ایئر ریسٹورنٹ تھا جو ایک چھوٹی سی جھیل کے کنارے بنایا گیا تھا اور اپنے خصوصی پروگراموں کے لیے بے حد مشہور تھا۔ اس وقت بھی اس کے طویل و عریض لان پر تمام میزیں بھری ہوئی تھیں۔ درمیان میں چبوترے نما اسٹیج پر ینگ وزکا ایک طائفہ مصروفِ رقص تھا۔ آرکسٹرا حسین موسیقی بکھیر رہا تھا۔

جن لوگوں کو نشستوں پر جگہ نہیں مل سکی تھی ...

زندگی زدگاں کے لیے ایک زمانہ گزیدہ کی خوں رنگ سرگزشت

بابر زمان خان کی آپ بیتی، جگ بیتی

اُس جوانِ رعنا سے زندگی کا رویّہ مختلف تھا

اُن کے لیے جن کے سینے دھواں دیتے ہیں

آنسوؤں، آہوں، امنگوں اور حوصلوں کی داستان

عبرت اثر، حیرت انگیز و ناقابلِ فراموش

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کاروں میں بیٹھے مشروبات اور فرانوبا کی خصوصی ڈشز سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ کچھ ایسے تھے جنھوں نے کار کے بونٹ پر ڈیرہ جما رکھا تھا۔ کوئی ترتیب نہیں تھی، غالباً ان پروگراموں کو بہت دلچسپی سے دیکھا جاتا تھا اور اسی وجہ سے یہ زبردست بھیڑ بھاڑ تھی۔

تہذیب نے اپنی کار عام کاروں سے ذرا ہٹ کر کھڑی کی تھی۔ پیلے رنگ کی ایک عظیم الشان لیموزین جس کی چھت کنورٹیبل تھی، ایک اور جگہ سے اسٹارٹ ہو کر ریورس ہوئی اور پھر ہماری کار کے قریب آ کھڑی ہوئی۔

اس سے سفید چست پتلون اور سرخ جرسی میں ملبوس ایک پہلوان نما نیگرو نیچے اترا اور ادھر اُدھر دیکھتا ہوا ہمارے قریب پہنچ گیا۔ اس نے ایک چھوٹا سا سفید کارڈ تہذیب کی طرف بڑھایا جس پر کوئی تحریر نہیں تھی، بالکل سادہ کارڈ تھا اور اس پر صرف چند رنگین لکیریں بنی ہوئی تھیں۔ میں نے بھی اس کارڈ کو بغور دیکھا لیکن میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔ البتہ تہذیب اگنیشن سے چابی نکال کر نیچے اتر آئی۔ اس نے مجھے بھی نیچے اترنے کا اشارہ کیا تھا۔

اس کارڈ میں کیا بات تھی، اس کا مجھے کوئی اندازہ نہیں ہو سکا لیکن یہ محسوس ہو رہا تھا کہ تہذیب اس کے بارے میں بخوبی جانتی ہے۔

نیگرو نے ہمیں لیموزین میں بیٹھنے کی پیشکش کی اور خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔ تھوڑی دیر کے بعد لیموزین ایک شاندار عمارت میں داخل ہو رہی تھی۔ جس علاقے میں فرانوبا تھا، وہ پیرس کا نواحی علاقہ سمجھا جاتا تھا اور یہ جھیل اسی علاقے میں تھی۔ یہیں سے وہ سیدھی سڑک جاتی تھی جس نے ہمیں اس عمارت تک پہنچایا تھا۔ یہاں تک کا راستہ پُرسکون تھا لیکن نیگرو کو ہم نے محتاط دیکھا تھا۔ عمارت کے صدر گیٹ پر دو قوی ہیکل سفید فاموں نے ہمارا استقبال کیا اور گردن خم کر کے ہمیں اندر چلنے کی پیشکش کی۔ وہ ہمیں ساتھ لیے ہوئے عمارت کی تین راہداریوں سے گزرے اور پھر ایک بڑے دروازے کے سامنے رک گئے۔ ان میں سے ایک نے دروازہ کھولا اور ہمیں اندر جانے کا اشارہ کیا۔ ہم اندر پہنچ گئے، خاصا بڑا اور وسیع کمرہ تھا جسے بڑے اہتمام سے آراستہ کیا گیا تھا۔ فرش پر قیمتی قالین، بڑے بڑے صوفے، دیواروں کے تین کونوں پر بڑے بڑے مصوروں کی تصویریں آویزاں تھیں۔ ماحول بے حد حسین اور خوابناک تھا۔

ایک لمحے کے لیے یہ ماحول ذہن پر اثر انداز ہوتا تھا۔ بہت بڑے سیاہ رنگ کے ایک صوفے پر ایک طویل القامت سیاہ فام خوب صورت سلک کے گاؤن میں ملبوس بیٹھا ہوا تھا۔ صوفے کے عقب میں تین خدمت گزار لڑکیاں موجود تھیں۔

سامنے ہی شراب کے برتن میز پر سجے ہوئے تھے۔ بائیں سمت ایک تنومند شخص بیٹھا ہوا تھا، جس کے گالوں پر بڑے بڑے گل مچھے تھے۔ شکل و صورت سے یہ اندازہ لگانا مشکل تھا کہ وہ کون سے ملک سے تعلق رکھتا ہے لیکن مضبوط اور گٹھے ہوئے بدن کا آدمی تھا۔ اس سے تھوڑے فاصلے پر ایک جوان العمر عورت موجود تھی۔ لیکن یہ بھی نیگرو تھی۔ بال بڑے خوب صورت انداز میں بندھے ہوئے تھے شکل و صورت کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا تھا۔

جونہی ہم اندر داخل ہوئے، گٹھے ہوئے بدن والے شخص نے اپنی جگہ چھوڑ دی اور ہمیں ایک صوفے کی سمت اشارہ کرتے لگا۔ میں اور تہذیب اس طرف بڑھ گئے تھے لیکن اچانک ہی میری نگاہ اس شخص کی ایک حرکت کی طرف اٹھ گئی۔ وہ خوب صورت لباس میں ملبوس تھا، گلے میں ٹائی لگی ہوئی تھی اور ٹائی میں ایک خوبصورت پن لگی ہوئی تھی جس کا اوپری حصہ مخصوص ساخت کا تھا۔ میں نے بس اتفاقی طور پر یہ بات دیکھ لی تھی کہ ہمیں اس صوفے کی طرف اشارہ کرتے وقت اس شخص نے ٹائی کی پن پر لگے ہوئے ایک خوب صورت پھول کو ایک سمت ہٹایا تھا اور اس کے بعد وہ پھول خود بخود اپنی جگہ آ گیا تھا۔

جب تہذیب صوفے پر بیٹھ گئی تو وہ سیدھا ہوا اور ایک بار پھر اس کا ہاتھ اس انداز میں پن کی طرف بڑھا جیسے وہ اسے سنبھال رہا ہو لیکن میں نے پھول کو اپنی جگہ سے سرکتے اور واپس اسی جگہ پہنچتے دیکھ لیا تھا۔ یہ بات میرے ذہن میں چبھ کر رہ گئی اور تو کچھ اندازہ نہیں لگایا جا سکتا تھا سوائے اس کے کہ یہ کسی قسم کا کیمرہ تھا جو ہماری تصویریں لے رہا تھا۔

میں نے یہ بھی سوچا کہ ممکن ہے، یہ کارروائی اس شخصیت کی طرف سے ہو جو ہمارے سامنے موجود تھی۔ البتہ میں ایک خاص احساس کے تحت صوفے پر نہیں بیٹھا تھا بلکہ تہذیب کے بائیں سمت اس طرح کھڑا ہو گیا تھا جیسے میں تہذیب کے ماتحت کی حیثیت رکھتا ہوں۔

تہذیب نے نہایت ذہانت سے کام لیتے ہوئے اس بات پر کسی قسم کی حیرت کا اظہار نہیں کیا تھا۔ تب اس شخص نے ہماری طرف دیکھ کر ہاتھ میں پکڑا ہوا گلاس میز پر رکھ دیا اور پھر ایک دھیمی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

"گرین پول تھری، کیا میں آپ کے نام سے واقف ہو سکتا ہوں۔"

"تہذیب مالکم ایکس۔" تہذیب نے جواب دیا اور پھر فوراً بولی "میرے ساتھی مسٹر پارکو۔" تہذیب نے خود ہی میرا نام تجویز کر لیا تھا۔

"ہم تمھیں خوش آمدید کہتے ہیں۔" طویل القامت شخص نے مسکراتے ہوئے اپنا ہاتھ مصافحے کے لیے بڑھا دیا لیکن یہ مصافحہ صرف تہذیب سے کیا گیا تھا۔ اس نے اپنا سر تعظیماً خم کرتے ہوئے کہا۔

"میں آپ کی ممنون ہوں۔" پھر سیاہ فام عورت نے بھی تہذیب سے ہاتھ ملایا اور اس کے بعد چند لمحات کے لیے خاموشی طاری ہو گئی۔

بڑے بڑے گل مچھوں والا مضبوط ہاتھ پاؤں کا آدمی مجھ سے تھوڑے فاصلے پر ایک جگہ کھڑا ہو گیا تب تہذیب نے اپنے لباس سے تاش کی وہ گڈی نکالی اور اسے بڑے احترام سے اٹھ کر اس سیاہ فام شخص کے سپرد کر دیا۔ تاش کی گڈی دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

"ہمیں آپ کی شناخت یہی بتائی گئی تھی مس تہذیب۔" اس نے تاش کی گڈی کھولی اور اپنے عقب میں کھڑی ہوئی ایک لڑکی کو چٹکی بجا کر اشارہ کیا۔ لڑکی نے پھرتی سے آگے بڑھ کر شراب کا گلاس اور دوسرا سامان سامنے رکھی ہوئی میز سے ہٹا دیا تھا۔

سیاہ فام نے تاش کی گڈی کو میز پر پھیلانا شروع کر دیا۔ وہ انھیں سامنے کی سمت سے میز پر پھیلا کر ترتیب دے رہا تھا یعنی پشت کا حصہ اس کے نیچے ہی رکھا تھا۔ میری تیز نگاہیں اس قوی ہیکل آدمی کا جائزہ لے رہی تھیں جو مضطربانہ انداز میں مسلسل اپنے ٹائی کے بٹن کو پکڑے ہوئے تھا اور اس کا پھول ادھر سے ادھر ہو رہا تھا۔

اب اس بات میں کوئی شک نہیں رہ گیا تھا کہ وہ اس گڈی کے بچھے ہوئے تاشوں کی تصاویر لے رہا تھا۔ سیاہ فام آدمی مسلسل ان تاشوں کی ترتیب کر رہا تھا، ان کی جگہیں تبدیل کر رہا تھا اور انھیں غور سے دیکھ رہا تھا۔

اس دوران کسی نے کچھ نہیں کہا تھا۔ سیاہ فام عورت کبھی مجھے کبھی تہذیب کو اور کبھی اس شخص کو دیکھنے لگتی تھی جو اب سب کچھ بھول کر تاشوں کی اس گڈی میں کھو گیا تھا۔ کافی دیر کے بعد وہ اپنے اس کام سے فارغ ہوا اور اس نے لڑکی کو ہی اشارہ کیا جس نے تمام تاش سمیٹ کر یکجا کر دیے تھے۔ سیاہ فام شخص کے ہونٹوں پر بڑی عجیب سی مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ اس نے اپنا بایاں ہاتھ اٹھایا اور پیچھے کھڑی ہوئی لڑکیوں میں سے ایک لڑکی جلدی سے آگے بڑھ آئی۔ اس نے سیاہ فام شخص کو شراب کا گلاس بھر کر دیا اور سیاہ فام خاموشی سے شراب کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ لیتا رہا۔ اس کی آنکھیں کسی گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں۔

تھوڑی دیر کے بعد اس نے سر اٹھایا اور مسکرا کر تہذیب کی جانب دیکھنے لگا۔

"گرین پول نے جو منصوبہ پیش کیا ہے، بلاشبہ وہ قابلِ توجہ ہے اور ہم اس جیسی کسی آرگنائزیشن سے اسی کی توقع رکھتے تھے۔ بڑی امیدیں وابستہ کر رکھی تھیں ہم نے۔ بے شک یہ ایک جامع اور موثر منصوبہ ہے اور مس تہذیب! ہم اس سے پوری طرح اتفاق کرتے ہیں۔ ہمیں یہ ہدایت بھی دے دی گئی ہے کہ تمھیں اس سلسلے میں مکمل طور پر قابلِ اعتبار سمجھا جائے اور تم سے ہر طرح کی گفتگو کر لی جائے۔ یہ بھی بتا دیا گیا ہے مجھے کہ تمھارے علم میں ابھی کچھ نہیں ہے اور تمھیں اس لیے اس سے لاعلم رکھا گیا ہے کہ اگر کسی طرف سے کوئی خطرناک کارروائی ہو جائے تو اس منصوبے کو کوئی نقصان نہ پہنچ سکے۔ چنانچہ اب یہ ہماری ذمے داری ہے مس تہذیب کہ ہم آپ کو اس تمام تفصیل سے آگاہ کریں۔"

اس دوران میں نے مسلسل اس شخص پر نگاہ رکھی تھی جس کا کوئی تعارف وغیرہ بھی نہیں کروایا گیا تھا لیکن غالباً تہذیب بھی اسی انداز میں سوچ رہی تھی جس انداز میں میں۔ میں نے ایک اور بات بھی محسوس کی تھی کہ اس شخص کے ہاتھ پر جو گھڑی بندھی ہوئی تھی، وہ اس کی چابی کو ہر تیس سیکنڈ کے بعد گھمانے لگتا تھا۔ اس کی تمام کیفیات اضطراری تھیں۔

نہ جانے کیوں مجھے شبہ ہو گیا کہ یہ شخص اس سیاہ فام کے مخالفین میں سے ہے اور اس وقت اس کی یہاں موجودگی انتہائی خوفناک ہے۔ جو کچھ وہ کر چکا ہے، وہ یقینی طور پر نقصان دہ ہے۔

تہذیب نے سیاہ فام شخص کی طرف دیکھا اور پھر اس شخص کی طرف۔ پھر اس کی نگاہ ان تینوں لڑکیوں کی طرف اٹھ گئی اور غالباً اس سیاہ فام شخص نے اس کا مفہوم سمجھ لیا۔

"اب مجھے اپنا تعارف کراتے ہوئے کوئی دقت نہیں محسوس ہو گی مس تہذیب۔ پہلے میں اپنے بارے میں آپ سے سوال کروں، کیا آپ مجھے جانتی ہیں؟"

"آپ کو جو اطلاعات دی گئی ہیں، اس کے تحت آپ یقیناً جانتے ہوں گے کہ مجھے آپ سے قطعی لاعلم رکھا گیا ہے۔ مجھے صرف اس کیس کے بارے میں اتنا بتایا گیا ہے کہ یہ گرین پول کے اہم معاملات میں سے ایک ہے اور ایک اہم شخصیت مجھ سے اس موضوع پر بات کرے گی۔"

"یقیناً... یقیناً۔ میں بھی اس حقیقت سے واقف ہوں۔ تو ڈیئر تہذیب! میرا نام والٹوسوبائے ہے اور اس نام کو سننے کے بعد تم نے اندازہ لگا لیا ہو گا کہ میرا تعلق کس ملک سے ہے؟"

"اوہ۔" تہذیب کے ساتھ ساتھ میں بھی متحیر رہ گیا تھا۔ والٹوسوبائے ایک افریقی ریاست کا حکمراں تھا۔ ایک عظیم فوجی جس کے کارنامے ساری دنیا میں مشہور تھے، اتنی بڑی شخصیت اس طرح کسی سلسلے میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہم سے رابطہ قائم کرے گی اس کے بارے میں تو شاید تہذیب نے بھی نہیں سوچا تھا۔ ایک لمحے کے لیے وہ بھی ششدر رہ گئی، اسی وقت والٹو موباٹے نے کہا۔

" اور یہ میری بہن کیتھی موباٹے ہے اور یہ میرا سیکرٹری والٹر جوان ہے۔ یہ تینوں لڑکیاں میری قابلِ اعتماد دوست ہیں۔ گویا یہاں کے ماحول میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو قابلِ تردد ہو۔"

" آپ کا خیال ٹھیک ہے مسٹر موباٹے لیکن میری خواہش ہے کہ ہم لوگ تنہائی میں گفتگو کریں۔" تہذیب نے کہا۔

" میں نے کہا نا ڈیئر تہذیب، میری ذمے داری پر آپ اس جگہ کو قطعی محفوظ سمجھیں۔"

" نہیں، مسٹر موباٹے، گرین پول کے نمائندے کھلی آنکھوں اور کھلے ہاتھوں سے کام کرتے ہیں۔ یہی ہمارا اصول ہے۔" اس بار میں نے گفتگو میں دخل دیا۔ میں اپنے لیے ایک دائرہ کار منتخب کر چکا تھا اور جو فیصلہ میں نے کیا تھا وہ جلدبازی کا ضرور تھا لیکن میں اس سے مطمئن تھا۔

تہذیب نے چونک کر میری طرف دیکھا لیکن اسی وقت میں نے صوفے کی عقب سے چھلانگ لگائی اور اس شخص کو رگیدتا ہوا نیچے زمین پر آ رہا جو گٹھے ہوئے بدن کا آدمی تھا اور جس پر مجھے مسلسل شبہ رہا تھا، وہ مجھ سے اس اقدام کی توقع نہیں رکھتا تھا۔ سب حیرت سے اس اچانک رونما ہونے والے واقعے کی جانب متوجہ ہو گئے۔

وہ شخص بھی ایک لمحے کے لیے میری اس حرکت کو سمجھ نہیں پایا تھا لیکن میں نے بڑی پھرتی سے اس کا سر بالوں سے پکڑا اور اسے زمین پر دے مارا۔ ایک کریہہ چیخ کے ساتھ وہ زمین پر اُلٹ گیا۔ فرش پر اگر دبیز قالین نہ بچھا ہوتا تو یہ ٹکر اتنی زوردار تھی کہ اس کا بھیجہ ہی باہر نکل پڑا ہوتا لیکن میں نے اسے اتنی قوت سے اس لیے مارا تھا کہ معمولی ضرب اس قالین پر بے اثر تھی، البتہ اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ میری توقع کے بھی بالکل خلاف تھا۔ اس نے وفعتاً اپنا ہاتھ سیدھا کیا، ایک انگلی اٹھائی اور ایک حیرت انگیز [illegible] کے سامنے آگیا۔ اس کی انگلی کا اگلا حصہ ایک خول کی شکل میں تھا اور اس خول کے سوراخ میں سے لگاتار تین گولیاں نکلیں۔ اگر میں ایک لمحے میں اپنی جگہ نہ چھوڑ دیتا تو یہ گولیاں میری پیشانی، گردن اور سینے میں پیوست ہو گئی ہوتیں لیکن بدقسمتی سے ان کا نشانہ وہ خوب صورت لڑکی بن گئی جو والٹو موباٹے کو شراب پلا رہی تھی۔ تین سوراخ اس کے بدن میں ہوئے تھے اور وہ ایک چیخ کے ساتھ والٹو موباٹے کے اوپر آگری تھی۔ لیکن میں اب بصورتِ حال سے نمٹنے کے لیے تیار تھا اور چونکہ میں اور وہ گتھم گتھا تھے اس لیے میں نے فوراً ہی اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھٹنے کے نیچے دبا لیا۔ یہ سب کیا تھا اس کے بارے میں مجھے کوئی علم نہیں تھا اور یہ بات اگر مجھے ایک لمحے کے لیے بھی حیرت میں مبتلا کر دیتی تو یقیناً وہ گولیاں میرے بدن میں پیوست ہو سکتی تھیں جو اس نے مسلسل چلائی تھیں۔

قوی ہیکل آدمی اپنے آپ کو میری گرفت سے چھڑانے کی کوشش کرنے لگا اور ایک حد تک اس میں کامیاب بھی ہو گیا۔ تہذیب اچھل کر صوفے پر کھڑی ہو گئی تھی اور میں اس جدوجہد میں مصروف تھا کہ اسے مزید گولیاں نہ چلانے دوں۔ یہاں تک کہ ایک بار میں نے اسے پھر کوٹ کے کالر سے پکڑ کر اٹھایا اور پوری قوت سے زمین پر دے مارا اور اس کے فوراً بعد میں نے اس کی بائیں ٹانگ پکڑ کر اس طرح قلابازی کھائی کہ میرا پورا بدن اس کے اوندھے پڑے ہوئے بدن پر آگیا۔ کئی گولیاں پھر اس کے ہاتھ سے نکلیں لیکن ان کا نشانہ دیوار بنی تھی۔

یہ انوکھا ہاتھ شاید میری زندگی کا سب سے حیرت انگیز واقعہ تھا۔ میری مسلسل کوشش یہی تھی کہ اس کا رخ کسی اور جانب نہ ہونے پائے۔ اسی وقت تہذیب اپنی جگہ سے اٹھی اور میرے نزدیک پہنچ گئی اور پھر اس نے اطمینان سے پستول نکالا اور اس کی نال اس شخص کی گردن پر رکھی اور ٹھس ٹھس ٹھس کی تین آوازوں کے ساتھ اس شخص کی تمام جدوجہد سرد پڑ گئی۔

والٹو موباٹے نے مُردہ لڑکی کا بدن اپنی گود سے دھکیل کر میز کے سامنے نیچے گرا دیا اور لبادے پر پڑے ہوئے خون کو چٹکیوں سے لبادہ پکڑ کر جھٹکنے لگا۔ سیاہ فام لڑکی اپنی جگہ کھڑی ہو گئی تھی، باقی دونوں لڑکیاں خوف سے تھر تھر کانپ رہی تھیں۔

جدوجہد کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ تہذیب نے جو کچھ کیا تھا اضطراری انداز میں کیا تھا لیکن شاید اس کے لیے یہ بات کافی تھی کہ اس شخص نے ایک عجیب و غریب انداز میں گولیاں چلائی تھیں، اب وہ مر چکا تھا چنانچہ چند لمحات کے بعد ماحول میں تبدیلی پیدا ہو گئی۔

تہذیب گہرے گہرے سانس لے رہی تھی پھر اس نے والٹو موباٹے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ واقعہ آپ کے لیے تعجب خیز ہے جناب؟"

" ناقابلِ یقین ہے۔ یہ شخص، یہ شخص، مجھے تعجب ہے۔ یہ میرا سیکرٹری تھا۔" موباٹے بولا۔ تہذیب نے میری طرف رخ کر کے کہا۔ "آپ کو اس شخص پر شبہ کیسے ہوا مسٹر پارکو؟"

" میڈم، میں آپ کا خصوصی ماتحت ہوں۔" میں نے اس شخص کے ہاتھ کو سیدھا کر کے اس کا بغور جائزہ لیتے ہوئے کہا۔ کلائی کے بعد اس کا ہاتھ کٹا ہوا تھا، بقیہ ہاتھ مصنوعی تھا اور یہ

ہاتھ فولاد کا بنا ہوا تھا۔ چند چوڑیاں کھولنے کے بعد وہ میرے ہاتھ میں آگیا اور میں نے اس کی ساخت کا جائزہ لے کر اسے احترام سے تہذیب کے سامنے پیش کر دیا۔

" یہ آٹومیٹک پستول ہے بلکہ میگزین کے لحاظ سے آپ اسے مشین گن کہہ سکتی ہیں، غالباً یہ سو راؤنڈ چلا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ میڈم، اس کے گلے میں جو ٹائی لگی ہوئی ہے، اس میں موجود ٹائی پن ایک چھوٹا سا مائیکرو فلم بنانے والا کیمرہ ہے۔ جس سے یہ مسلسل اس دوران کی تمام کارروائیوں کی تصاویر لیتا رہا ہے اور مجھے یقین ہے کہ اس نے یہ تاش پوری طرح فلم بند کر لیے ہیں۔ اس کے ساتھ اس کی کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کوئی ٹیپ ریکارڈر معلوم ہوتی ہے اور اس میں ہماری تمام آوازیں ریکارڈ ہوں گی۔ میں ابھی آپ کے سامنے اس کی حقیقت پیش کرتا ہوں۔" میں نے کہا۔

تہذیب .... کا چہرہ ایک لمحہ کے لیے سرخ ہو گیا تھا — میں نے بہت بڑا دعویٰ کیا تھا۔ میں نے کلائی کی گھڑی اتار کر اس کا ڈھکن کھولا، اندر جو مشینری لگی ہوئی تھی اس میں باریک باریک اسپول تھے، اوپری حصے پر ننھے ننھے سوراخ صاف دیکھے جا سکتے تھے اور اس سے میرے بیان کی تصدیق ہوتی تھی۔ چند لمحات کے اندر میں نے اس ٹیپ ریکارڈر کا پورا نظام سمجھ لیا اور اسے ریوائنڈ کر کے پلے کر دیا اور پھر والٹو موباٹے کے سامنے رکھ دیا۔ گھڑی نما ٹیپ ریکارڈر کے ننھے سے اسپیکر سے باریک باریک آوازیں ابھر رہی تھیں، صاف اور واضح جنہیں بآسانی سُنا اور سمجھا جا سکتا تھا۔

میرے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی، اس کے بعد میں نے کیمرے کا جائزہ لینا شروع کر دیا اور پھر وہ ننھی سی باریک مائیکرو فلم نکال کر سیاہ فام کے سامنے رکھ دی۔ کیتھی موباٹے بھی ہماری طرف جھک آئی تھی، باقی دونوں لڑکیاں اپنی جگہ کھڑی ہوئی تھیں۔

سیاہ فام حکمراں متحیرانہ انداز میں آنکھیں پھاڑے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا اور پھر اس کی آنکھوں میں تحسین کے جذبات ابھر آئے۔ اس نے تہذیب کی طرف رخ کر کے کہا۔

" سوری... سوری مس تہذیب۔ آپ کو وقت سے پہلے اپنے مشن کی انجام دہی کے لیے مصروف ہونا پڑا، یہ جانے بغیر کہ ہمارا مقصد کیا ہے۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ایک شخص جو ہمارے اتنے قریب موجود تھا، ہمارے بالکل قریب، ہمارا دشمن تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں ہمارے بہت سے ارکان ملوث ہو سکتے ہیں۔ ہمارا معتمد خاص جنرل ٹیرس اس سلسلے میں کیا کر رہا ہے۔ ہم نے تو یہ سوچا تھا کہ جو لوگ ہمارے اطراف میں

خوف!

ایک ایسا مسئلہ جس سے ہر شخص دوچار ہے

خوف سے آدمی پریشان ہوتا ہے۔
خوف سے آدمی پاگل ہو جاتا ہے۔
خوف سے زندگی ناکام ہو جاتی ہے۔
خوف سے ازدواجی مسائل پیدا ہو جاتے ہیں۔
خوف سے آدمی خودکشی کر لیتا ہے۔
خوف دیمک کی طرح زندگی کو چاٹتا رہتا ہے۔
شرم بھی خوف ہی کا ایک پہلو ہے اور اتنا ہی خطرناک

اُردو کے جانے پہچانے منفرد نفسیاتی ادیب اسلام حسین کے قلم سے

خوف و شرم

اور اس کا سدِباب

کا مطالعہ کیجیے

اور ان کمزوریوں سے نجات حاصل کر کے
کامیاب اور خوش و خرم زندگی گزاریے

قیمت : ۳۰ روپے

مکتبۂ نفسیات، پوسٹ بکس ۹۴۴ کراچی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بکھرے ہوئے ہیں، وہ ہمارے لیے مضبوط ترین حصار بنا چکے ہیں لیکن ہمیں حیرت ہے! ہمیں حیرت ہے ان تمام لوگوں پر جو بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہونے کے باوجود اتنا اندازہ نہ لگا سکے کہ ایک دشمن ہمارے اتنے قریب موجود ہے اور ہماری کارروائیوں پر نگاہ رکھ رہا ہے۔ ہمیں واقعی حیرت ہے اپنے ان دوستوں پر جو ہماری مدد کرنا چاہتے ہیں اور بلکہ ہم تو یوں محسوس کرتے ہیں کہ اگر ہم گرین پول کو اس سلسلے میں ذاتی طور پر ملوث نہ کرتے تو شاید ہمارے دعوے دار ان بڑے بڑے ملکوں کے تنخواہ دار جو دنیا کی تقدیر بدلنے کا دعویٰ رکھتے ہیں، ہمارے پروگرام کے لیے کارآمد ثابت نہیں ہو سکتے ہیں۔ یہ شخص ہمیں بآسانی ہلاک کر سکتا تھا۔"

"یہاں ان اطراف میں خاص طور پر یہ خیال رکھا جاتا ہے کہ ہتھیار بند لوگ ہمارے قریب نہ پہنچنے پائیں لیکن جو کچھ ہوا، ہم اس سلسلے میں بات کریں گے۔" سیاہ فام لڑکی میری طرف رخ کر کے بولی۔ "مسٹر یارکو! میں آپ کو داد دیتی ہوں لیکن آپ کو اتنی مختصر مدت میں اس شخص پر شبہ کیسے ہوا؟"

"میڈم اس کا جواب میری چیف تہذیب مالکم ایکس دیں گی۔" تہذیب کی نگاہوں میں ایک لمحے کے لیے ممنونیت کے جذبات ابھرے تھے۔ میں جانتا تھا کہ وہ میری اس کارروائی سے کس قدر خوش ہے ـــــ اس نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔ "گرین پول کے سربراہ کا کہنا ہے کہ ہم میں سے ہر شخص آنکھیں اور ہاتھ کھلے رکھے۔ میرے ساتھی نے جو کچھ کیا، وہ ہمارا امتیاز ہے۔"

"لیکن مجھے حیرت ہے اگر آپ کے ساتھی نے ان باتوں کو جانچنے کے بعد یہ عمل کیا ہے تو یہ بھی ممکن ہو سکتا تھا کہ وہ شخص ہمارے ہی ایما پر یہ سب کچھ کر رہا ہوتا؟"

"میڈم! میں نے اس کا خیال رکھا تھا۔ مجھے اس شخص پر شبہ ہوا، ہماری تصاویر لی جا سکتی تھیں لیکن ہماری آوازیں ریکارڈ کرنے کا کیا جواز تھا اور پھر آپ یوں سمجھ لیجیے کہ ہماری نگاہیں، دوست اور دشمن میں تمیز کرنا جانتی ہیں۔"

"بس... بس میں اس موضوع پر زیادہ گفتگو کرنا پسند نہیں کرتا۔ صرف ایک بات کہنا چاہتا ہوں میں کہ گرین پول پر مکمل اعتماد کیا جا سکتا ہے اور اس کا ایک ایک فرد صورتِ حال سے واقفیت رکھنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس کے بعد تمام باتیں ختم ہو جاتی ہیں۔" موبائے نے کہا۔

"ہم اس اعتماد پر بے حد ممنون ہوں۔" تہذیب نے ان دونوں لڑکیوں کی طرف دیکھا۔ اور والٹو موبائے نے کہا۔

"تم دونوں دوسرے کمرے میں چلو۔" دونوں لڑکیاں خاموشی سے وہاں سے نکل گئی تھیں۔ والٹو موبائے ان کے جانے کے بعد بولا۔ "اس حادثے کے بعد ایک بے یقینی کی سی کیفیت پیدا ہو گئی ہے۔ میں نہیں جانتا اور کتنے لوگ ایسے موجود ہیں۔"

"اس شخص کی لاش کے چہرے پر میک اَپ تلاش کیا جا سکتا ہے۔ ممکن ہے اسے تبدیل کر دیا گیا ہو۔"

"ٹیرس اس کا جائزہ لے گا۔ تمہارا کیا خیال ہے کیتھی کیوں نہ ہم پورے اسٹاف کو تبدیل کر لیں۔"

"آپ کو یاد ہے مسٹر موبائے کہ اس شخص کو آپ کے سیکریٹری کی حیثیت سے کس نے آپ کے پاس پہنچایا تھا۔" کیتھی نے کہا۔

"ہاں۔ ڈینس بیلے نے اوہ یہ امریکی۔ مگر اس میں ان کا مفاد بھی وابستہ ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ ٹیرس کو تمام صورتِ حال سے آگاہ کرنا ضروری ہے کہ وہ مناسب انتظامات کرے گا۔ ہمیں کسی پر مکمل بھروسا نہیں کرنا چاہیے۔" طویل القامت موبائے نے اجنبی سی نگاہوں سے ہم دونوں کو دیکھا جیسے اس کی ذہنی رَو بھٹک گئی ہو لیکن پھر وہ ایک دم سنبھل گیا۔

"مس تہذیب کیا آپ کو یقین ہے کہ آپ صورتِ حال سنبھال سکتی ہیں بات معمولی نہیں ہے۔ پلان بہت بڑا ہے۔ شاید آپ یہ بات نہ جانتی ہوں کہ آپ کا ٹکراؤ مافیا سے ہو گا۔ آپ کو اس کے رکنِ خاص "کے" سے مقابلہ کرنا ہو گا۔"

"جنرل ٹیرس کہاں ہے؟" تہذیب نے پوچھا۔

"کیوں؟" اچانک والٹو موبائے چونک پڑا۔

"میں جاننا چاہتی ہوں گرین پول سے اس سلسلے میں کس نے رابطہ قائم کیا تھا؟"

"میں نے... بذاتِ خود۔"

"بدقسمتی یہ ہے کہ میں ابھی تک صورتِ حال سے ناواقف ہوں۔"

"میرا خیال ہے مس تہذیب! اس واقعے نے میرے بھائی کے ذہن پر بڑا اثر ڈالا ہے۔ اور وہ چند لمحات کے لیے پریشان ہو گئے ہیں۔ میں آپ کو صورتِ حال بتاتی ہوں۔ ریاست گوٹے ہل میں پچھلے نو سال سے غیر یقینی حالات ہیں، وہاں کے عوام میں بے چینی پھیلائی گئی ہے۔ مسٹر موبائے اس وقت سے کچھ لوگوں کی نفرت کا شکار ہو گئے ہیں جب ایک طیارے کے اغوا کا واقعہ ہوا تھا۔ ایک دہشت پسند تنظیم کے معاملات اس عمل سے مجروح ہوئے تھے اس کے بعد سے وہ تنظیم مسٹر موبائے کی دشمن ہو گئی۔ بذاتِ خود تو وہ گوٹے ہل میں کوئی بڑی کارروائی نہیں کر سکتی تھی لیکن اس نے سازشیں شروع کر دیں اور ہماری فوجوں میں بے چینی پھیلا دی۔ ایک بڑا طبقہ مسٹر موبائے کے خلاف ہو گیا اور درپردہ

حکومت کا تختہ اُلٹنے کی سازشیں شروع کر دی گئیں۔ فوجوں میں ہمارے وفاداروں کی تعداد کم نہیں ہے اس کے باوجود ہم آج تک حکومت کے دشمنوں کا پتا نہیں چلا سکے۔ لاتعداد لوگ مارے جا چکے ہیں، مسٹر موبائے پر چار قاتلانہ حملے ہو چکے ہیں۔ یہ میرے بھائی کی خوش بختی ہے کہ وہ بچ گئے لیکن وہ اپنے دشمنوں سے پریشان ہیں، وہ انھیں منظرِ عام پر لانا چاہتے ہیں، اس سلسلے میں امریکی ایف بی آئی کے چیف ڈینس بیلے ہمارے معاون کار ہیں۔ اور وہ بذاتِ خود ہمارے معاملات میں دلچسپی لے رہے ہیں۔ لیکن... ابھی تک کچھ نہیں ہو سکا۔ ہمارے دشمنوں کا مافیا سے گہرا تعلق ہے۔ اور مافیا ہمارے خلاف سرگرمِ کار ہے۔ اس لیے گرین پول سے رابطہ قائم کیا گیا ہے کیونکہ مافیا کے مقابلے میں گرین پول ہی ایک ایسی تنظیم ہے جس پر بھروسا کیا جا سکتا ہے۔"

"میں نے اس کام کے لیے گرین پول کو ایک بڑے معاوضے کی پیشکش کی ہے اور میں اس رقم کو بڑھانے کے لیے تیار ہوں۔ جو منصوبہ گرین پول نے مجھے پیش کیا ہے وہ مجھے بہت پسند آیا ہے اور میرا خیال ہے کہ یہ ایک موثر تدبیر ہو گی۔ لیکن اس پر عمل کے لیے میں پریشان ہوں۔" والٹو موبائے بول پڑا۔

"اگر منصوبہ گرین پول نے پیش کیا ہے تو اس کے ہر پہلو پر غور کر لیا گیا ہو گا۔ اور گرین پول اس کی تمام ذمے داریاں نبھانے کی پابند ہو گی۔ ہم لوگ ہمیشہ خود پر بھروسا کرتے ہیں۔" تہذیب نے کہا۔

"گویا... گویا مجھے صرف گرین پول پر تکیہ کرنا ہو گا۔" موبائے نے کہا۔

"یہ آپ پر منحصر ہے۔" تہذیب نے کہا۔

"اس کے لیے مجھے وقت درکار ہے۔ میں ابھی اس بارے میں سوچنا چاہتا ہوں۔" والٹو موبائے نے کہا۔ کیتھی موبائے نے مضطربانہ انداز میں والٹو موبائے کی شکل دیکھی اور بولی۔

"اتنا زیادہ اثر لینا مناسب نہیں ہے مسٹر موبائے۔ گرین پول ہمارے لیے بہت کچھ کر سکتی ہے۔ جتنا وقت ضائع ہو گا ہمارے حق میں نہیں ہو گا۔"

"اس کے باوجود مسٹر موبائے کے لیے سوچ لینا ضروری ہے۔" میں نے درمیان میں مداخلت کی۔ اور والٹو موبائے مجھے گھورنے لگا۔

"میں بزدل نہیں ہوں۔ دراصل میں جنرل ٹیرس کے بارے میں سوچ رہا ہوں، اگر اس سے کوتاہیاں ہونے لگیں تو پھر ہم کس پر بھروسا کر سکتے ہیں۔ ٹیرس اس واقعے کے بعد میرے لیے مشکوک ہو گیا ہے۔ ڈینس بیلے کا معاملہ ہے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ لوگ اس معاملے میں کس حد تک دلچسپی لیں گے۔"

موسیقی کے شائقین کے لیے
اپنے طرز کی اچھوتی کتاب

ابجدِ موسیقی

سازوں کی سنگت میں گانا ایک مشکل فن ہے

اس کتاب کے مطالعے سے آپ کو نہ صرف گانا بلکہ ہارمونیم بجانا بھی آ جائے گا اور طبلے کے بارے میں بھی واقفیت ہو جائے گی

سُر، لَے، گیت، راگ، ٹھاٹھ اور موسیقی کے دیگر اسرار و رموز آشکار کرنے والی بے حد کارآمد کتاب

برِصغیر کے نامور گلوکار اس کتاب کے بارے میں کہتے ہیں کہ:

یہ نئے سیکھنے والوں کے لیے مشعلِ راہ ہے

مہدی حسن کا تفصیلی تبصرہ
مع اُن کی رنگین تصویروں کے
اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں

یہ کتاب موسیقی کے اُستاد کی جگہ پوری کرتی ہے

قیمت: -/۶۰ روپے ○ ڈاک خرچ: -/۱۰ روپے
پیشگی رقم بذریعہ منی آرڈر بھیجنے پر ڈاک خرچ معاف

کتابیات پبلی کیشنز
پوسٹ بکس نمبر ۲۳ سید مینشن بلیوسا اسٹریٹ آئی آئی چندریگر روڈ کراچی ۱

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ان لوگوں کی دلچسپی سیاسی نوعیت کی ہے آپ جانتے ہیں موبائے کروہ آپ سے سودے بازی کرنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ اپنی باگ ڈور ان کے ہاتھوں میں دینا چاہتے ہیں تو ان لوگوں پر مکمل بھروسا کریں۔ ہماری پالیسی کچھ بھی ہو فی الحال یہ معاملات ذاتی نوعیت کے ہیں۔" کیتھی نے کہا۔

" ہاں میں سمجھتا ہوں۔ مس تہذیب اگر میں گرین پول سے آخری بات کرلوں تو آپ لوگ میرے سلسلے میں فوری کارروائی کریں گے؟"

"آپ کے سارے معاملات ہم اپنے ہاتھ میں لے لیں گے۔ اور اس کے بعد آپ ہمارے مشوروں پر عمل کریں گے۔"

" خواہ میں ان سے اتفاق نہ کروں ؟ "

" نہیں مسٹر موبائے۔ ہر تجویز پر تبادلہ خیال کیا جائے گا۔"

" تو پھر سنو۔ جیسا کہ میں بتا چکا ہوں کہ میرے دشمن میرا تختہ الٹنا چاہتے ہیں۔ بحری بری اور ہوائی فوج کے سربراہ میرے ساتھی ہیں لیکن کچھ لوگ جو کسی خفیہ ذریعے سے قوت حاصل کر چکے ہیں ان لوگوں پر بھی فوقیت حاصل کر چکے ہیں۔ اور کسی بھی وقت وہ یہ عہدے اپنے ہاتھ میں لے سکتے ہیں۔ مافیا اس خفیہ گروہ کی معاونت کر رہی ہے۔ اور بہت گہرے انداز میں کام کر رہی ہے۔ گرین پول کا منصوبہ ہے کہ میں اپنے دشمنوں کو موقع دوں کہ وہ میرا تختہ الٹ دیں۔ اور خواہ یہ اطلاع ہی کیوں نہ ہو جائے کہ میں قتل کر دیا گیا ہوں لیکن اس کے ساتھ ہی ہم مزید فوری طور پر تیاریاں کرلیں اور فوراً جوابی کارروائی کرلی جائے یوں ہمارے دشمن ختم ہو سکتے ہیں۔ میرا مطلب سمجھ رہی ہو کیتھی۔ گرین پول کا منصوبہ بہت شاندار ہے۔ طویل عرصے سے ہم ان کوششوں میں مصروف ہیں کہ ہمارے دشمن منظر عام پر آجائیں۔ اس کوشش میں لاتعداد زندگیاں ضائع ہو چکی ہیں لیکن ہم ان کی گرد بھی نہیں پا سکے ہیں۔ ہر کوشش ناکام رہی ہے۔ ہمارے خصوصی وفاداروں نے اور میں اس بات سے انکار نہیں کروں گا کہ ایف بی آئی نے انتہائی ذہانت سے اب تک مجھے میرے دشمنوں کی زد سے محفوظ رکھا ہے ورنہ یہ کام ہو چکا ہوتا۔ ہم محسوس کر رہے ہیں کہ ہمارے دشمن اپنی کمزوریوں پر قابو پاتے جا رہے ہیں اور اس کی مثال اس غدار کی شکل میں موجود ہے۔ یہ ان کا آدمی تھا۔ مجھ سے اتنا قریب۔ ایسا کیوں ہوا۔ کاش ہم اس سے معلوم کر سکتے۔ کاش تھوڑی دیر کے لیے یہ زندہ بچ جاتا۔ ہاں کیتھی میں گرین پول کے منصوبے کی بات کر رہا تھا۔ بڑا موثر منصوبہ ہے لیکن بہت پیچیدہ۔ اس کی تکمیل کے لیے ہمیں بہت کچھ کرنا ہوگا۔ بس میں اسی الجھن میں ہوں۔ کیا یہ سب کچھ اس آسانی سے ہو سکتا ہے۔"

"گرین پول جو منصوبہ پیش کرتی ہے اس کے ہر پہلو پر غور کر لیتی ہے۔ بس اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کہنا چاہتی۔" تہذیب کسی قدر اکتا سی گئی تھی۔

" اسی لیے صرف اسی لیے مجھے کچھ وقت درکار تھا۔ مجھے امید ہے کہ تم میری مجبوری پر غور کرو گی۔" والٹو موبائے نے کہا۔ میں بغور اس شخص کا جائزہ لے رہا تھا۔ اس کی کیفیت کا اندازہ لگا رہا تھا۔ اس کی بہن کیتھی بھی میری نگاہوں میں تھی۔

تہذیب نے یکایک مودب ہو کر کہا۔ "یقیناً جناب یہ سب کچھ آپ کی منظوری کے بعد شروع ہوتا ہے۔ میں آپ کے سامنے ہوں۔ یہ منصوبہ آپ تک پہنچانا میرا کام تھا، اس کے بعد فیصلہ آپ پر منحصر ہے۔"

" ٹھیک ہے مس تہذیب۔ لیکن ہمیں اس کے لیے صرف بیس گھنٹے درکار ہوں گے۔ اس عرصے میں آپ کو فیصلے سے آگاہ کر دیا جائے گا۔" کیتھی نے کہا اور تہذیب اجازت لے کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ کیتھی ہمیں باہر تک چھوڑنے آئی تھی۔ پارکنگ پر پہنچ کر اس نے کہا۔ "دشمن ہم میں اس حد تک اندر گھسے ہوئے ہیں پہلے مجھے اس کا اندازہ نہیں تھا لیکن مافیا کے لمبے ہاتھوں سے آپ لوگ بھی واقف ہیں۔ اپنی حفاظت ضرور کیجیے گا۔ رہی بات فیصلے کی تو اس کے لیے یوں سمجھ لیجیے کہ وہ ہو چکا ہے۔ ہمیں اس وقت ہمدردوں کی ضرورت ہے۔ اور میں گرین پول پر مکمل اعتماد رکھتی ہوں۔"

"مجھے علم ہے مس براؤن کہ آپ مسٹر موبائے کے معاملات میں مکمل طور پر دخل رکھتی ہیں۔ اس لیے گرین پول آپ کے الفاظ کو پوری اہمیت دیتی ہے۔ میں یہ الفاظ آگے بڑھا دوں گی۔" تہذیب نے کہا۔

" آخری بات۔ مسٹر موبائے ایک شدید ذہنی کشمکش میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ ورنہ وہ خود گرین پول سے فوری رابطے کے لیے بے چین ہو گئے تھے۔ سیکرٹری کی غداری نے انھیں زبردست ذہنی صدمے سے دوچار کیا ہے۔ یہ کش مکش صرف ہیجانی کیفیت رکھتی ہے۔ آپ اس وقت کو بیس گھنٹے ہی نہ تصور کریں، میں صرف چند گھنٹوں کے اندر آپ سے دوبارہ رابطہ قائم کر دوں گی۔"

"ٹھیک۔" تہذیب نے کہا۔ اور ہم باہر نکل آئے۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم اپنی رہائش گاہ پہنچ گئے۔ کیتھی نے خطرے کی نشاندہی کی تھی لیکن ہم پرسکون رہے تھے اور کوئی خاص واقعہ نہیں پیش آیا تھا۔ البتہ اس دوران ہم نے کوئی گفتگو نہیں کی تھی۔

فلیٹ میں اندر داخل ہو کر تہذیب نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "احمق موبائے نے ہماری کوئی مدارت بھی نہیں کی۔ میرا خیال ہے اس کی کسر میں پوری کر دوں۔"

" کافی۔" میں نے کہا۔ اور تہذیب مجھے ڈرائنگ روم میں بٹھا کر کچن میں چلی گئی۔ اب تک جو کچھ ہوا تھا بے سروپا سا لگا تھا مجھے لیکن میں اس وقت کو کارزار سمجھتا تھا۔ کسی بھی جگہ مجھے پاورڈ کے نشانات نہیں ملے تھے۔ یہاں لاکر وہ مجھے نگاہ میں رکھنا چاہتا تھا لیکن میں اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو چکا تھا اور اسے بھی میں بڑی کامیابی تصور کرتا تھا۔ گرین پول کے سہارے اگر اتنا سا کام بھی ہو جائے تو غنیمت ہے۔ بعد میں جو ہوگا دیکھا جائے گا۔

تہذیب کافی لے آئی۔ اس دوران اس نے لباس بھی تبدیل کر لیا تھا۔ اور اس وقت ایک خوب صورت لباس میں وہ پہلے سے زیادہ حسین اور شگفتہ نظر آرہی تھی۔

" سر، کافی۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ اور اپنا کپ لے کر میرے بالکل سامنے بیٹھ گئی۔

" شکریہ چیف۔" میں نے بھی "سر" کے جواب میں اسے چیف کہہ کر مخاطب کیا اور وہ ہنس پڑی۔

" وہاں کی حد تک۔ ورنہ میں یہ جرأت نہیں کر سکتی۔ سمجھ میں نہیں آتا اپنے جذبات کا اظہار کیسے کروں؟ "

" غور کر لو۔" میں نے کافی کے گھونٹ لے کر کہا۔

" غور کیا تھا شرم آ گئی۔" تہذیب نے کہا اور میں چونک کر اسے دیکھنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں ایک چمک نظر آرہی تھی۔ اور اس چمک کا مفہوم واضح تھا۔ میں کچھ سوچنے لگا — اس مفہوم کا جواب سوچے سمجھے بغیر نہیں دیا جا سکتا تھا۔ تہذیب کو وہ مقام دیا جا سکتا تھا جس کی طلب اس کی آنکھوں میں تھی۔ دل کے صفحے پر ایک نام لکھا جا سکتا تھا لیکن اس نام کی ذمے داریاں سنبھالنے کے لیے غور کرنا تھا۔ مغرب کی پروردہ یہ لڑکی نہیں جانتی تھی کہ پاکستان کی سرزمین کے بسنے والے کسی کو دل کی گہرائیوں میں جگہ دے کر اسے کیا دیکھنا چاہتے ہیں۔ یہ لڑکی ایک زمین دوز گروہ کی رکن جو کیسے ہی حالات میں یہاں تک پہنچی ہو اس مقام کی اہل نہیں تھی، اور میں دھوکے کا کھیل نہیں کھیل سکتا تھا۔ ہاں یہ دوسری بات تھی کہ وہ مجھے پسند تھی۔

" وہ بات جس پر شرم آجائے اسے دل کی گہرائیوں میں چھپا رہنا چاہیے۔" میں نے کہا۔

" مشرق بول رہا ہے۔"

" پاکستان بول رہا ہے۔" میں نے جواب دیا۔

" ہاں شاید۔" اس نے خود کو سنبھال کر کہا۔ پھر جلدی سے بولی۔ "علی بابر خاں تھا میرے ساتھ۔ وہ جس نے امریکا میں یہودیوں کی طاقت کو للکارا تھا!"

" اب ایسا خاص کارنامہ بھی نہیں تھا وہ!"

" گرین پول کی ناک اونچی کر دی ہے تم نے۔"

"شکریہ محترمہ اب آگے بھی تو بڑھیں۔"

" کیا واقعی؟" اس نے کافی کی پیالی رکھ کر پوچھا۔ اس کی آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی۔ میں مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا پھر ہم سنجیدہ ہو گئے۔ "خوب نگاہ رکھی تم نے اس پر۔ واقعی یہ صرف اس وقت ہی نہیں بلکہ آئندہ ہمارے پروگرام میں بھی خطرناک بات ہوتی۔ ویسے کیا اندازہ ہے ان تمام معاملات کے بارے میں؟"

" بہت غور طلب ہیں۔"

" میں تم سے اس بارے میں تبادلۂ خیالات کرنا چاہتی ہوں۔"

" ضرور کرو۔"

" گوتے ہل کے بارے میں کچھ معلومات ہیں تمھیں؟ "

" قطعی نہیں۔"

" میں بھی نہیں جانتی۔"

" جبکہ ہمارا جاننا ضروری ہے۔"

" اس کی فکر نہ کرو، گرین پول کا ریکارڈ سیکشن ہمیں اس بارے میں مکمل معلومات فراہم کرے گا۔ والٹو موبائے کے بارے میں کیا رائے ہے؟"

" اچھا آدمی ہے لیکن حالات سے پریشان ہے۔"

" اس کی بہن کیتھی براؤن؟ "

" اپنے بھائی سے زیادہ چالاک معلوم ہوتی ہے۔"

" میں تم سے متفق ہوں۔ معاملہ ایک حکومت کا ہے۔ خاصے دلچسپ حالات ہوں گے تمھارا کیا خیال ہے کیا وہ گرین پول کی خدمات حاصل کریں گے یا فرار حاصل کریں گے۔"

" نہیں۔ اب فرار کی کیا گنجائش ہے لیکن مجھے ان لوگوں سے زیادہ گرین پول کا انداز کارکردگی پُراسرار لگ رہا ہے۔"

" کیوں؟"

" بس اس کا طریقۂ کار۔"

" یوں سمجھ لو علی کہ یہ گروہ کسی ایک شخص کی تشکیل نہیں ہے بہت سے خطرناک اور تعلیم یافتہ لوگوں نے مل کر یہ گروہ بنایا ہے۔ میں تمھیں کچھ مزید تفصیل بتاؤں اس کے بارے میں۔ سنا گیا ہے آرگووائل نامی ایک شخص نے اس گروہ کی بنیاد ڈالی تھی۔ یہ شخص چیکوسلواکیہ کا باشندہ تھا اور مافیا کے ہاتھوں اسے زبردست نقصان اٹھانا پڑا تھا۔ ابتدا میں یہ گروہ صرف مافیا کے خلاف کام کرتا تھا۔ اور اس کے زیادہ تر اقدامات اسی کے خلاف ہوتے تھے کہ ہم لوگوں نے مافیا کے بہت سے مفادات کو نقصان پہنچایا اور اس طرح گروہ کچھ دوسری نگاہوں میں بھی آگیا۔ اس کے ممبروں کی تعداد بڑھتی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گئی یہاں تک کہ ہم ایک بڑے ملک کی نگاہ میں آگئے۔ اُس نے ہم سے چند کام لیے جنھیں بخوبی انجام دیا گیا یوں گرین پول کی شہرت ہوگئی۔ میں تمھیں گرین پول کے اصولوں کی تفصیل بتا چکی ہوں اس کے تحت جدید ترین بنیادوں پر کام کیا جاتا ہے۔ ہر "نفری" اپنی پسند کے لوگوں سے کام لے سکتا ہے۔ "ٹو" اسے معلومات دیتا ہے لیکن ٹو کی کسی غلط ہدایت پر نفری اُسے ٹوک سکتا ہے۔ جو کام ایکشن ڈیپارٹمنٹ کے نفری کے سپرد کیا جاتا ہے وہ اس پر مکمل طور پہ حاوی ہوتا ہے اور اسے اپنے اقدامات کی آزادی ہوتی ہے۔ ہاں اگر اس سے کوئی غلطی ہو جائے تو پھر وہ ٹو کو اطلاع دیتا ہے اور ٹو اس غلطی کو سنبھالتا ہے یہاں سب کچھ باہمی اعتماد پر چلتا ہے۔

"گوٹے ہل کے بارے میں تمھیں معلوم نہیں تھا؟"

"قطعی نہیں۔"

"پھر اب کیا کرو گی؟"

"والٹو موبائے کی طرف سے "بس" ہونے کا انتظار۔ اس کے بعد ایکشن ڈیپارٹمنٹ سے مشورہ ہوگا اور پلاننگ ڈیپارٹمنٹ ساری تفصیل پیش کرے گا۔"

"دلچسپ معلومات ہیں۔"

"واقعی دلچسپ ہیں۔" تہذیب نے کہا۔

کیتھی براؤن نے جو کچھ کہا تھا درست کہا تھا۔ دو گھنٹے کے بعد ہی اس کا فون موصول ہوا۔

"سربراہ سے بات کرو۔" اس کی آواز ابھری۔ اور پھر دوسری آواز سنائی دی۔

"تم جانتی ہو میں کون ہوں؟"

"یقیناً جناب۔" تہذیب نے کہا۔

"میں نے ایگریمنٹ سائن کر لیا ہے۔ کام شروع کر دو۔"

"کل صبح گیارہ بجے میں آپ سے ملاقات کر رہی ہوں۔"

"ساڑھے تین بجے تمھیں جگہ بتا دی جائے گی۔" جواب ملا۔

"او کے۔" تہذیب نے کہا اور فون بند کر دیا۔

یہ تمام گفتگو میری موجودگی میں ہی ہوئی تھی اور میں اس وقت تہذیب کے اتنے نزدیک بیٹھا ہوا تھا کہ دوسری طرف کی آوازیں بھی مجھے صاف سنائی دے رہی تھیں۔ ٹیلی فون بند کرنے کے بعد تہذیب سنجیدہ ہو گئی۔ چند لمحات تک پُرخیال انداز میں گردن جھکائے بیٹھی رہی اور پھر اُٹھ کھڑی ہوئی۔

"آؤ علی میرا خیال ہے ہمیں پلاننگ ڈیپارٹمنٹ سے رجوع کر لینا چاہیے تاکہ ان لوگوں سے ملاقات سے قبل تفصیلی گفتگو کی جا سکے۔"

میں نے اس معاملے میں کوئی دخل نہیں دیا اگر تہذیب مجھے اس وقت اپنے ساتھ اس کمرے میں نہ بھی لاتی جہاں وہ ایک مخصوص طرز کے ٹرانسمیٹر پر گرین پول کے کسی شخص سے رابطہ قائم کرنا چاہتی تھی، تو شاید میں اس پہ اعتراض نہ کرتا، میرا تو اب بھی یہی خیال تھا کہ تہذیب نے اس طرح مجھ پہ اعتماد کر کے بہت زیادہ ذہین ہونے کا ثبوت نہیں دیا، میری شکل میں کوئی اور شخص بھی ہو سکتا تھا۔ جس سے اگر وہ اتنی متاثر ہو جاتی، تو ممکن ہے اُسے نقصان پہنچ جاتا۔ مافیا کے بارے میں میری معلومات بہت زیادہ تو نہیں تھیں، لیکن دنیا بھر میں پھیلے ہوئے اس دہشت گرد تنظیم کے جال سے میں واقف تھا اور مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے گرین پول اس کے مقابلے میں کچھ بھی نہ ہو۔

ٹرانسمیٹر پہ ہوتے والی گفتگو نے مجھے اپنی جانب متوجہ کیا۔ روشنیاں اس چھوٹی سی مشین میں تڑپ رہی تھیں۔ بہت ہی جدید قسم کا ٹرانسمیٹر تھا یہ، اسپیکرز سے آوازیں ابھر رہی تھیں۔ چنانچہ میری تمام توجہ اس کی جانب متوجہ ہو گئی۔

تہذیب شاید گرین پول کے کوڈز دوہرا رہی تھی، پھر چند لمحات کے بعد دوسری طرف سے ایک آواز ابھری۔

"ایکشن ڈیپارٹمنٹ ٹو۔"

"تہذیب مالکم ایکس، سلام پیش کرتی ہے جناب۔"

"میں بے چینی سے تمھاری طرف سے ہونے والی کارروائی کا منتظر تھا۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"اس انتظار کی وجہ پارٹی کی طرف سے ہونے والی دیر تھی جناب۔ تاہم میں اس سے ملاقات کر چکی ہوں۔ مسٹر والٹو موبائے آف گوٹے ہل۔"

"ہاں بالکل ٹھیک، کیا کارڈز ان تک پہنچا دیے گئے؟"

"ہاں۔ اور انھوں نے گرین پول کے منصوبے پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا۔" تہذیب نے کہا اور پھر شروع سے آخر تک اس ملاقات کی کہانی سنا دی۔ دوسری طرف اس دوران بالکل خاموشی طاری رہی تھی پھر تہذیب نے کہا۔

"اور اب سے چند لمحات قبل والٹو موبائے کی بہن کیتھی براؤن نے مجھے اطلاع دی تھی کہ مسٹر موبائے گرین پول کے منصوبے پر عمل کرنے کے لیے تیار ہو گئے ہیں۔ کل گیارہ بجے میرے اور ان کے درمیان ملاقات طے پائی ہے۔"

"گڈ۔ لیکن تہذیب جو کچھ تم نے سنایا ہے وہ قابلِ تشویش ہے۔ اگر وہ لوگ اس حد تک والٹو موبائے میں گھسے ہوئے ہیں، تو پھر والٹو موبائے کے سلسلے میں کوئی بہت ہی اہم اقدام کرنا ہوگا، ورنہ ہماری اسکیم ناکام بھی ہو سکتی ہے۔ افریقی ریاست کا یہ فوجی حکمران ہے، ہر چند کہ اب تک گوٹے ہل کی حکومت

بڑی عمدگی سے چلائی جاتی رہی ہے اور وہ اپنے بے شمار دشمنوں کو فنا کر چکا ہے، لیکن اس بار چونکہ مافیا اس کے دشمنوں کے پس پشت ہے اس لیے ذرا سی الجھنیں پیش آ رہی ہیں۔ پلاننگ ڈیپارٹمنٹ اس سلسلے میں ابھی تک کوئی مزید منصوبہ بندی نہیں کر سکا ہے کیا تم اس کی خواہش مند ہو کہ تمھیں اپنے آئندہ اقدامات کے لیے پلاننگ ڈیپارٹمنٹ سے نیا منصوبہ دیا جائے۔"

"نہیں جناب، میں تو ابھی اس قدیم منصوبے سے ہی آگاہ نہیں ہوں۔"

"وہ اصول کے مطابق صبح ساڑھے آٹھ بجے تمھارے پاس پہنچ جائے گا، اس سے قبل اگر تم چاہو تو میں اس کا بندوبست کر سکتا ہوں۔"

"نہیں، میرا خیال ہے ابھی فوری طور پر اس کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ ان حالات کے تحت ممکن ہے میں بھی کچھ کر سکوں، تاہم مسٹر والٹو موبائے نے مختصراً مجھے گرین پول کے اس نئے منصوبے کے بارے میں بتایا ہے اور غالباً وہ یہی ہے کہ گوٹے ہل میں والٹو موبائے کے خلاف انقلاب برپا ہونے دیا جائے اور اس کے بعد والٹو موبائے اس سلسلے میں جوابی کارروائی کرے۔ یوں اس کے دشمن منظرِ عام پہ آ جائیں گے اور وہ انھیں صحیح طور پہ گرفتار کر سکے گا۔"

"ہاں یہی منصوبہ اسے پیش کیا گیا ہے۔" دوسری طرف سے جواب ملا۔

"میرا خیال ہے جناب، میں اس سلسلے میں خود بھی پلاننگ کر سکتی ہوں۔"

"گرین پول تمھیں اس کا اہل سمجھتا ہے، تہذیب مالکم ایکس۔ اگر تم چاہو تو پلاننگ ڈیپارٹمنٹ سے اس سلسلے میں مزید امداد لے سکتی ہو ورنہ ہم تم پہ مکمل اعتماد کرتے ہیں۔"

"ہماری تنظیم کے تمام افراد یہاں موجود ہیں جناب۔"

"ہاں۔ آخری آدمی کو بھی بھیج دیا گیا ہے تم اپنے پاس موجود پتوں پہ ان سب کو ٹرائل کر سکتی ہو۔"

"میرے خیال میں کافی مناسب اقدامات ہیں، میں اپنے منصوبے کا آغاز کر رہی ہوں۔"

"ہماری نگاہیں تم پہ مرکوز ہیں۔ گرین پول اگر اپنے اس منصوبے میں کامیاب ہو گئی، تو یوں سمجھ لو کہ افریقی ریاستوں کے سارے کھیل ہمارے ہاتھ میں آ جائیں گے اور ہمیں اس سے نہ صرف شہرت ملے گی، بلکہ عظیم مالی منافع بھی حاصل ہوگا۔"

"او کے مسٹر ٹو، اجازت چاہتی ہوں۔" تہذیب نے ٹرانسمیٹر کے کچھ بٹن آف کیے اور آہستہ آہستہ روشنیاں معدوم ہوتی

زندگی کے نشیب و فراز
گُناہ و ثواب
اندھیروں اور اُجالوں
وقت اور حالات کے بھنور میں جنم لینے والی ایک
بصیرت افروز کہانی۔

غلام رُوحیں

میاں شاہد علی کی داستانِ حیات۔ سب رنگ ڈائجسٹ میں شائع ہونے والی سلسلہ وار کہانی جو پہلی بار کتابی شکل میں منظرِ عام پر آئی ہے
ایک مجبور اور بے بس شخص کی الم انگیز کہانی ۔ اس نے جرم و گناہ کے راستوں کو اپنانے سے انکار کیا تو مجرم بنا کر اسے جیل کی آہنی سلاخوں کے پیچھے پھینک دیا گیا۔ قسمت نے اُسے گھر بار اور والدین کے سائے سے محروم کر دیا۔۔!!
وہ جیل سے رہا ہو کر باہر آیا تو اُس کا سینہ فگار تھا۔ انتقام کے شعلے اُس کے وجود کو جھلسا رہے تھے۔ لیکن ۔۔۔ ایک دوست نے اس کی رہنمائی ایک مردِ کامل کے آستانے تک کر دی۔۔!!
وہ عشقِ حقیقی میں ڈوب گیا۔ اس نے اپنی آنکھیں بند کیں تو قلب روشن ہو گیا۔ لیکن ایک اچانک حادثے نے ماضی کے زخموں کو کرید کر پھر ہرا کر دیا تو اس نے تڑپ کر آنکھیں کھول لیں۔۔!!
تاریک راہوں کی گھٹن سے اُبھرتے والی ایک خوبصورت اور عبرت انگیز داستان۔

قیمت:۔ ۱۵۰ روپے

ملنے کا پتہ
کتابیات پبلیکیشنز پوسٹ بکس نمبر ۲۳ کراچی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چلی گئیں۔ میں گہری نگاہوں سے تہذیب کا جائزہ لے رہا تھا، یہ سب کچھ مجھے بہت دلچسپ لگ رہا تھا اور اب جب کہ میں ذہنی طور پر آزاد تھا، اور کوئی ایسی مہم مجھے درپیش نہیں تھی جو تنظیم کی طرف سے میرے سپرد کی گئی ہو، تو میں سوچ رہا تھا کہ کیوں نہ گرین پول کے اس دلچسپ کھیل میں مکمل طور پر حصہ لوں۔ تنظیم کے سلسلے میں اب دل میں کوئی کد نہیں رہی تھی، اس لیے دماغ بھی تر و تازہ تھا، اور میں اپنی قوتوں سے کام لے سکتا تھا۔

تہذیب میری جانب متوجہ ہوئی اور پھر اس نے پُر خیال انداز میں گردن ہلائی۔

"کیا خیال ہے علی یار خاں، میں نے جو گفتگو کی، وہ غلط تو نہیں تھی۔"

"مجھے شرمندہ کرتی ہو تہذیب، بھلا اتنے ذہین لوگوں میں میری کیا گنجائش ہے، جو تم مجھ سے مشورہ لے رہی ہو۔"

"علی یار خاں یہ بات کہتا ہے تو مجھے ہنسی آتی ہے۔ بس میں اس نام سے بے حد متاثر ہوں، اس لیے اسے اہمیت دیتی ہوں، آؤ ابھی نیند تو نہیں آ رہی۔ مزید کچھ دیر گفتگو کریں گے۔"

ہم دونوں پھر اپنی نشست کے کمرے میں آ گئے۔ میں نے تہذیب مالکم ایکس سے پوچھا۔

"وہاں تمہارے گروہ کے کتنے افراد ہیں؟"

"جو لوگ میرے علم میں ہیں، ان کی تعداد ساٹھ کے قریب پہنچتی ہے۔ ان میں بیس افراد ایسے ہیں جو یہاں بہترین پوزیشن کے حامل ہوں گے، یعنی اگر کوئی ایسا مسئلہ درپیش آ جائے جس کا تعلق براہِ راست پولیس یا حکومت سے ہو تو وہ اپنے اپنے طور پر ان معاملات کو سنبھال سکتے ہیں۔ تقریباً چالیس آدمی ایسے ہیں جو صرف عمل کرتے ہیں۔ ان میں جرائم پیشہ لوگ بھی ہیں اور عام زندگی گزارنے والے بھی۔ لیکن عام زندگی گزارنے والے وہ لوگ ہیں، جو گرین پول کے مستقل ممبر ہیں۔ جن جرائم پیشہ لوگوں کو ہم نے اپنے لیے مخصوص کیا ہے، وہ یہاں کی زیرِ زمین تنظیموں کے رکن ہیں، میرا مطلب ہے ایسے جرائم پیشہ افراد، جو رقم کے عوض ہر طرح کا کام کر لیتے ہیں۔ درجوں کے مطابق انھیں ان کے کاموں کے لیے مخصوص رکھا گیا ہے۔"

"گڈ۔ ایسی کچھ جگہیں ضرور تمہارے پاس ہوں گی تہذیب، جہاں اگر ہم کچھ خفیہ کارروائیاں کرنا چاہیں تو کر سکیں۔"

"کیوں نہیں۔ گل پارک میں ایک ایسی عمارت ہمارے پاس ہے، جس کا اوپری حصہ کسی اہمیت کا حامل نہیں، اور وہاں ایک سادہ اور معصوم سی فیملی رہتی ہے، لیکن اس کے زیرِ زمین تہ خانے ہماری خفیہ سرگرمیوں کا مرکز ہیں۔"

"گڈ... گڈ... میں بھی یہی معلوم کرنا چاہتا تھا۔" میں نے جواب دیا۔

تہذیب میری صورت دیکھ رہی تھی، پھر اس نے کہا۔

"صورتِ حال کافی حد تک تمہارے علم میں آ چکی ہے علی یار خاں، کیا اس بارے میں تم مجھے کوئی مشورہ نہیں دو گے؟"

"دل تو چاہتا ہے تہذیب لیکن ڈرتا ہوں کہ مذاق نہ اڑاؤ۔"

"کیسے جاؤ گے ایسی باتیں۔ میں نے بلاوجہ تو تمہیں اپنے ساتھ شامل نہیں کیا، مجھے بھی اپنی عزت برقرار رکھنی ہے۔"

تہذیب شکایتی انداز میں بولی اور میں ہنسنے لگا۔

"سچی بات تو یہی ہے تہذیب کہ میں ابھی تک تمہیں ہی نہیں سمجھ سکا، جہاز میں ہماری مختصر سی ملاقات ہوئی اور اس کے بعد ائیرپورٹ پر تمہارے اغوا کی واردات ہو گئی۔ تم دوبارہ بھی مجھے بالکل ہی اتفاقیہ انداز میں ملیں، اب یہ دوسری بات ہے کہ تاش کے بارے میں، میں نے ذرا مختلف انداز میں سوچ لیا۔ فرض کرو اگر ہماری دوسری ملاقات نہ ہوتی تو؟ اس کے باوجود میں یہ بات مان لیتا ہوں کہ چلو تم مجھے تلاش کر لیتیں لیکن کیا ضروری تھا کہ تم مجھ پر اس حد تک اعتماد بھی کر لیتیں۔ یہ تمام چیزیں مجھے ابھی تک حیران کیے ہوئے ہیں اور اب تم مجھے ایک اتنی بڑی تنظیم کے ایک رکن کی حیثیت سے اس کے تمام معاملات سے آگاہ کر رہی ہو۔ تہذیب، میں تمہیں اپنے بارے میں حتمی طور پر یہ اطمینان دلا سکتا ہوں کہ میری ذات تمہارے لیے کسی طرح نقصان دہ نہیں ہو گی لیکن میری جگہ اگر کوئی اور چالاک آدمی تم تک پہنچتا تو کیا اس طرح تم دھوکا نہیں کھا سکتی تھیں۔"

میرے ان الفاظ پر تہذیب مسکرانے لگی، پھر اس نے کہا۔

"میں اپنے آپ کو بہت ذہین تو نہیں سمجھتی علی یار خاں لیکن کم از کم اتنا تو تسلیم کر لو کہ گرین پول نے مجھے تھری کی حیثیت بلاوجہ ہی نہیں دی، کوئی تو ایسی بات ہو گی کہ اس کا مجھے اہل سمجھا گیا، بس میرے اس جواب میں تمہارے تمام سوالات کی تفصیل پوشیدہ ہے۔"

"ہاں، میں تمہاری زیرک بینی کو تسلیم کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ بہرحال اگر تمہاری خواہش ہے تو میں بھی اپنے احمقانہ خیالات تمہارے سامنے پیش کیے دیتا ہوں، زیادہ سے زیادہ ہنس لینا ان پر، مجھے کوئی افسوس نہیں ہو گا۔"

"تو پھر جلدی ہنساؤ۔" تہذیب نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

"نمبر ایک تہذیب، کیتھی براؤن، والٹو موباٹے کی بہن ہے۔ ایک غیر شادی شدہ بہن جو اس کے معاملات میں کافی

حد تک دخیل ہے، ایک شخص جو والٹو موباٹے کا سیکرٹری تھا اس کے بہت قریب تھا اور اگر وہ ان تاشوں کی تصاویر لینے کی کوشش نہ کرتا اور صرف ہماری آوازیں ہی ریکارڈ کر لیتا، تو شاید منظرِ عام پر نہ آ سکتا، ایک حماقت ہوئی تھی اس سے اور میں نے فوری طور پر جو سوچا وہ کر ڈالا۔ حالانکہ میں نہیں جانتا تھا کہ اس وقت یہ تمہارے حق میں ہو گا یا نہیں۔ تو ڈیئر تہذیب، جب حکومتوں کے خلاف سازش ہوتی ہے تو اتنے ہی اعلیٰ پیمانے کے لوگ یہ سازشیں کرتے ہیں جو سطحی انداز میں نہ سوچ سکیں، جن کی نگاہوں میں رشتے وغیرہ بے معنی ہو جائیں، ہم کیتھی براؤن کو بھی شبے سے بالاتر قرار نہیں دے سکتے۔" میں نے کہا اور تہذیب کے چہرے پر ایک دم سنسنی سی پھیل گئی۔ وہ متجسس نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی اور پھر آہستہ سے بولی۔

"تو تمہارا مطلب ہے... تمہارا مطلب ہے۔"

"ہاں تہذیب، ہم کیتھی براؤن کو نظر انداز نہیں کریں گے۔"

"اگر یہ بات ہے علی تو... تو اس کا مقصد تو یہ ہوا کہ تاش میں پوشیدہ منصوبہ دشمن کے علم میں بھی آ گیا؟"

"جلد بازی نہیں کریں گے لیکن جب گرین پول اس سلسلے میں کام شروع کر چکی ہے تو پھر ہمیں وہ تمام اقدامات کرنے ہوں گے جو اس سلسلے میں موزوں ہو سکتے ہیں۔"

"مثلاً... مثلاً... تم نے تو میرے دماغ کی چولیں ہلا کر رکھ دیں، سچ کہتے ہو تم، ہم اسے بھی تو نظر انداز نہیں کر سکتے... یہ... یہ تو بڑی بھیانک بات ہو گی کہ ہمارا منصوبہ پہلے سے دشمنوں کی نگاہ میں آ جائے، کیا اس کے بعد آسانی سے یہ سب کچھ ہو جائے گا۔"

"نہیں ہو سکتا، بلکہ ایک طرح سے اسے ناممکن تصور کرو، چنانچہ میں سب سے پہلی تجویز پیش کروں گا کہ کیتھی براؤن کو اغوا کر لیا جائے اور جس مکان کے بارے میں تم نے مجھے تفصیل بتائی ہے اس کے تہ خانے میں پہنچا دیا جائے، ہم وہاں پر دوسرے طریقوں سے بھی اس سے معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔"

میرے ان الفاظ پر تہذیب کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا، وہ چمکدار آنکھوں سے مجھے دیکھتی رہی اور پھر اس نے گردن ہلا کر کہا۔

"اچھا منصوبہ ہے اور والٹو موباٹے کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔"

"والٹو موباٹے کو بھی روپوش ہو جانا چاہیے اور اس کی جگہ اس کا ایک ہمشکل تمام معاملات کو کنٹرول کرے گا اور اگر تمہیں منظرِ عام پر رہ کر کارروائیاں کرنے کے سلسلے میں کوئی مجبوری ہو تو میں نہیں کہہ سکتا، لیکن میرا خیال ہے تمہاری جسامت کیتھی براؤن

زندگی سنوارنے اور نکھارنے والی کتابوں کے سلسلے کی ایک کڑی
مشہور ماہرینِ نفسیات کی آرا پر مشتمل کتاب
احساسِ کمتری
اسباب — تدارک — علاج
اِس کتاب کا مطالعہ آپ کو بتائے گا کہ
احساسِ کمتری سے کس طرح نجات حاصل کی جا سکتی ہے۔
کامیاب زندگی گزارنے کے اصول کیا ہیں
کیا آپ واقعی احساسِ کمتری کے شکار ہیں یا صرف یہ آپ کا خیال ہے۔
ہو سکتا ہے کہ صرف اِس کتاب کے مطالعہ سے ہی آپ کا یہ احساس ختم ہو جائے۔
مشہور نفسیاتی ادیب
اسلام حسینی
قیمت ۱۵ روپے
ڈاک خرچ ۱۰ روپے
مکتبہ نفسیات پوسٹ بکس ۹۴۴ کراچی
SM|M-92

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے مختلف نہیں ہے۔ میں بے شک والٹو موباٹے کے مقابلے میں ہلکا ہوں لیکن اس کے باوجود میں والٹو موباٹے کی شخصیت قبول کرنے کو تیار ہوں۔"

"خدا کی پناہ!" تہذیب نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ لیا۔ وہ بے پناہ ہیجان کا شکار ہو گئی تھی۔

کافی دیر تک وہ اسی طرح سر پکڑے بیٹھی رہی۔ اس دوران اُس کے چہرے پر کئی رنگ تبدیل ہوئے تھے۔ میں اس کی کیفیات کا تجزیہ کر رہا تھا۔ غالباً میری تجویز سے وہ بہت متاثر ہو گئی تھی۔ چند لمحات کے بعد اس نے گردن اٹھائی اور کہنے لگی۔

"علی یار خاں! بہترین تجویز ہے، اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس طرح ہم اپنے منصوبے کو زیادہ بہترین انداز میں عملی جامہ پہنا سکتے ہیں۔ والٹو موباٹے کو اعتماد میں لینا ہوگا... لیکن کیتھی براؤن... کیتھی براؤن...؟"

"میں سمجھتا ہوں اس طرح ہم خطرات کم سے کم کر لیں گے۔ اگر کیتھی براؤن ہم لوگوں کے خیال کے مطابق ان لوگوں کی حامی نہ نکلی، تب بھی میرا خیال ہے تم اس کی حیثیت سے زیادہ موثر طور پر اپنا کام انجام دے سکتی ہو۔ اس کے لیے تھوڑی سی محنت تو کرنا ہوگی، لیکن یوں سمجھ لو کہ ہم دشمنوں کے بالکل نزدیک پہنچ جائیں گے۔"

"مگر کیتھی براؤن کا اغوا بھی تو آسان کام نہیں ہوگا، تم جانتے ہو کہ اس نے ہمیں دشمنوں سے ہوشیار رہنے کا مشورہ دیا تھا۔ تو کیا اس نے اپنے لیے محفوظ انتظامات نہیں کر رکھے ہوں گے؟"

"میرا خیال ہے ہمیں انتہائی ڈرامائی انداز میں یہ کام انجام دینا ہوگا۔ اگر تم چاہو تو میں گرین پول کے اس نئے کیس کے سلسلے میں مکمل طور پر منصوبہ بندی کر کے اپنا پروگرام تمھیں پیش کر دوں۔"

"علی یار خان! اب تم گرین پول سے الگ نہیں ہو، ہم مکمل طور پر تم پر اعتماد کا اظہار کرتے ہیں۔ تمھاری شہرت بھی اس قدر زیادہ ہے کہ اگر میں تم کو پہنچا دوں تو بذات خود تمھاری طرف متوجہ ہو جائے گا۔"

"ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی ڈیئر تہذیب! وہ یہ کہ ایف۔بی۔آئی اس سلسلے میں کیوں اس قدر دلچسپی لے رہی ہے؟"

"ایف۔بی۔آئی ظاہری بات ہے کہ اپنے ملک کے مفادات کے لیے کام کر رہی ہوگی۔ ذاتی طور پر تو والٹو موباٹے کا کوئی مسئلہ اس سے متعلق نظر نہیں آتا۔ ہمیں معلومات حاصل کرنا ہوں گی۔"

"ہوں، بس میں یہی سوچ رہا تھا لیکن ہمیں ہر فرد سے محتاط رہنا ہوگا۔"

"ایک بات ذہن میں آ رہی ہے علی یار خاں۔"

"وہ کیا؟"

"اگر تم والٹو موباٹے کی حیثیت اختیار کر لیتے ہو تو تمھاری اپنی حیثیت ختم ہو کر رہ جائے گی اور تم ایک دائرے میں محدود ہو کر رہ جاؤ گے کیونکہ تم بے شمار نگاہوں کا نشانہ ہو گے۔ اس کے برعکس اگر تم کسی اور شخصیت میں والٹو موباٹے کے نزدیک رہتے ہو تو زیادہ موزوں رہے گا۔ جہاں تک والٹو موباٹے کے ہم شکل کی بات ہے، ہم اس کے سامنے یہ تجویز پیش کر دیں گے اور کسی اور کو اس کا ڈپلی کیٹ بنا دیں گے۔"

تہذیب کی بات کافی حد تک وزن دار تھی۔ میں نے پُرخیال انداز میں گردن ہلا کر کہا۔ "ہاں، میں اس تجویز پر تم سے اتفاق کرتا ہوں۔ اچھا تہذیب! اب سب سے بڑا مسئلہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ تم اپنے ساتھیوں سے کب رابطہ قائم کرو گی؟"

"اوہ، اس کے لیے ایک منٹ کا وقفہ بھی درکار نہیں ہوگا۔ میں فوری طور پر ان سے رابطہ قائم کیے لیتی ہوں۔"

"تہذیب، یہاں آتے ہوئے تم نے ان لوگوں کو اپنی حفاظت پر مامور کیوں نہیں کیا؟" میں نے سوال کیا اور تہذیب مسکرانے لگی۔

"اس لیے کہ یہ ہمارے طریقۂ کار اور ہمارے اصولوں کے خلاف ہے۔ یہاں کے بارے میں مجھے خود اندازہ ہو گیا تھا کہ یہاں مجھے مافیا کے گروہ سے واسطہ پڑے گا۔ ذاتی طور پر بے تعلق رہ کر ہی میں اس گروہ کی مشکوک نگاہوں سے بچ سکتی تھی۔ میرے آدمی بھی اگر اس کی نگاہوں میں آ جاتے تو پھر ان کی پوزیشن خراب ہو جاتی اور یہ بات تو تم جانتے ہی ہو علی کہ ہر شخص بروقت اور صحیح فیصلے کرنے پر قادر نہیں ہوتا۔"

"ہوں، تو پھر ٹھیک ہے، ان سے کہو کہ وہ تیاریاں کریں۔ میں انھیں کچھ خصوصی ہدایات جاری کرنا چاہتا ہوں۔"

"او کے۔" تہذیب نے کہا اور اس کے بعد ایک مخصوص دائرہ عمل کے ٹرانسیٹر پر جو اس ٹرانسیٹر سے مختلف تھا، جس پر اس نے گرین پول کے "لو" سے بات چیت کی تھی، تہذیب نے اپنے آدمیوں کو مخاطب کیا۔ کافی دیر تک وہ ان سے گفتگو کرتی رہی اور اس کے بعد میں نے انھیں مکمل ہدایات جاری کیں جس کے نتیجے میں دوسری صبح ساڑھے سات بجے چند افراد ہمارے اس فلیٹ پر پہنچ گئے۔ وہ اپنے ساتھ میرا طلب کردہ

سامان لائے تھے۔ اس میں میک اَپ کا سامان بھی تھا اور ایسے دوسرے جدید ترین اور چھوٹے ہتھیار بھی جنھیں استعمال کر کے ہم آسانی سے اپنا بچاؤ کر سکتے تھے۔ دراصل سیکریٹری مجھے یاد تھا جس نے اپنے کٹے ہوئے ہاتھ کی جگہ مصنوعی فولادی مشین لگا کر ایک ایسا بندوبست کیا تھا جو قابلِ حیرت اور قابلِ رشک تھا۔ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ایک نہتا آدمی اچھے خاصے گروہ کو ختم کر سکتا ہے۔ کسی کو بھی اندازہ نہیں ہو سکتا تھا کہ اس کے پاس کوئی آتشیں اسلحہ موجود ہے۔ اس کا مطلب تھا کہ مافیا کے تعاون سے والٹو موباٹے کے دشمنوں نے خاصی مضبوط حیثیت اختیار کر لی تھی اور اب ان کے درمیان گھس کر ان کے منصوبے کو ناکام بنانا تھا۔ ہر چند کہ مجھے اس سلسلے میں کوئی خاص دلچسپی نہیں تھی لیکن ذہن بٹانے کے لیے اور ادلیو ہاورڈ کی منصوبہ بندی کو ناکام بنانے کے لیے گرین پول کے ساتھ شراکت ضروری تھی۔ حالانکہ اس بات کے امکانات بھی تھے کہ ایف۔بی۔آئی کے ذریعے ادلیو ہاورڈ کو میرے بارے میں معلومات حاصل ہو جاتیں، لیکن فی الحال یہ ممکن نہیں تھا۔ میں ان لوگوں کی نگاہوں سے بچنے کے لیے بھی انتظامات کر چکا تھا۔ بعد کے دو گھنٹے صرف میک اَپ میں گزارے اور تقریباً پونے دس بجے ہم سب تیار ہو گئے۔ ناشتا اس کے بعد کیا گیا تھا۔ میں نے فنی مہارت کا مظاہرہ کرتے ہوئے تہذیب مالکم ایکس کو کیتھی براؤن بنا دیا تھا۔ وہ لوگ جو یہاں آئے تھے اور جو تہذیب کے خیال کے مطابق گرین پول کے انتہائی قابلِ اعتماد لوگوں میں شمار ہوتے تھے، میری مہارت کو دیکھ کر دنگ رہ گئے تھے۔

تہذیب مالکم ایکس نے آئینے میں اپنا چہرہ دیکھ کر کہا۔ "علی یار خاں! تعجب کی بات ہے۔ تمھارے بارے میں، میں نے صرف یہی سنا تھا کہ تم برکلے یونیورسٹی سان فرانسسکو کے ایک ذہین طالب علم تھے وہاں قانون کی تعلیم حاصل کر رہے تھے اور یہ کہ تم صرف جذباتی بنیادوں پر یہودی ٹولے کے خلاف میدانِ عمل میں اتر آئے تھے۔ قتل و غارت گری بھی کرنا پڑی تھی تمھیں لیکن اب... اب تو یہ محسوس ہوتا ہے جیسے کسی جدید ترین ملک کا زبردست سیکرٹ ایجنٹ میرے سامنے موجود ہو۔ میک اَپ کے فن میں تمھاری مہارت بھی قابلِ داد ہے۔ تمھارا جنگ و جدل کا انداز بھی [illegible] ہے اور تمھارا ذہن... اس کے بارے میں تو علی یار [illegible] ...س قدر تعریف کروں کم ہے، کتنی پھرتی اور برق رفتاری سے تم عمل کرتے ہو، کوئی سوچ بھی نہیں سکتا کہ دوسرے لمحے تمھارا قدم کیا ہوگا۔"

جن لوگوں کو تہذیب مالکم ایکس نے مدعو کیا تھا، اُن میں سے ایک کا نام ڈریڈ ونٹاز تھا، دوسرا پارکر ماسٹ تھا اور تیسرا ایلن گارگو۔

ایلن گارگو، تہذیب مالکم ایکس کے منہ سے میرا نام سن کر دنگ رہ گیا۔ اس نے متحیرانہ انداز میں کھڑے ہو کر کہا۔ "کیا یہ... یہ وہی علی یار خاں ہیں... میرا مطلب ہے... وہ... وہ جنھوں نے وہ نقشہ ترتیب دیا تھا؟"

"ہاں، وہی ہیں یہ۔"

"اوہ! بہت بڑی شخصیت ہیں یہ میڈم۔ تعجب کی بات ہے کہ یہ آپ کے ساتھ نظر آ رہے ہیں، آپ نے کیا سمجھا ہے انھیں؟"

"ہاں ہاں، بہت کچھ سمجھا ہے میں نے انھیں — اور اب یہ ہمارے ساتھی ہیں۔"

"تب تو پھر یہ کہنا چاہیے کہ... کہ..." ایلن گارگو خاموش ہو گیا۔

میں نے چند لمحات کے بعد کہا۔ "ڈیئر فرینڈز! میرا منصوبہ آپ لوگوں کے علم میں آ چکا ہے۔ کیتھی براؤن کو بہت ہوشیاری سے اغوا کر کے اس جگہ لے جانا ہے جہاں اُسے تہ خانے میں رکھا جائے گا۔ آپ لوگوں کو ہمارے ساتھ ہی روانہ ہونا ہے۔ ہمارے ساتھیوں کی حیثیت سے آپ لوگ وہاں کے مختلف عہدوں پر تعینات ہو جائیں گے۔ کیتھی براؤن کے سلسلے میں ہم نے جو منصوبہ بندی کی ہے، اس پر عمل درآمد میں آپ کی بہترین کارکردگی ہی ہماری معاون ثابت ہو سکتی ہے۔"

"آپ مطمئن رہیں جناب! ہم لوگ بھرپور کوشش کریں گے۔" ان سب نے بیک وقت کہا۔

وقتِ مقررہ پر ٹیلی فون موصول ہوا اور ہمیں بتایا گیا کہ ہمیں ٹاٹنی ٹوٹٹ نامی علاقے میں پہنچنا ہے۔ جہاں بنگلا نمبر ایک سو سات ہماری ملاقات کے لیے منتخب کیا گیا ہے۔"

ٹاٹنی ٹوٹٹ مضافات میں واقعی ایک تفریحی جگہ تھی۔ وہاں بہت سے مکانات بنے ہوئے تھے۔ ایک خوب صورت اور وسیع جھیل وہاں موجود تھی۔ جس کے اطراف کو اس علاقے کا حسین ترین خطہ کہا جاتا تھا اور وہاں کی تفریحات کی کہانیاں دُور دُور تک پھیلی ہوئی تھیں۔ ایلن گارگو نے مسکراتے ہوئے کہا کہ وہ علاقہ اس کے کام کے لیے انتہائی موزوں رہے گا۔

ہم سب تیار ہو کر ٹاٹنی ٹوٹٹ کے علاقے کی جانب چل پڑے۔ شہر سے تقریباً بیس میل دور مضافات میں یہ علاقہ تھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لیکن اُسے شہری آبادی سے دُور نہیں کہا جا سکتا تھا کیونکہ عمارات اور باغات کا سلسلہ یہاں سے وہاں تک اس طرح جڑا ہوا تھا کہ کہیں بھی کوئی رخنہ نظر نہیں آتا تھا۔

یہاں سے میرا اپنا کام شروع ہوتا تھا۔ جب ہم بنگلا نمبر ایک سو سات پر پہنچے تو احاطے میں ہمیں دو گاڑیاں نظر آئیں۔ گیٹ پر سادہ لباس میں ملبوس دو افراد موجود تھے جو چہروں ہی سے چُست و چالاک نظر آتے تھے۔ لیکن ان کا تعلق کسی افریقی ریاست سے نہیں تھا۔

پروگرام کے مطابق صرف میں اور تہذیب ایک گاڑی میں اس بنگلے کے سامنے پہنچے تھے۔ ہمارے ساتھی ہمارے پیچھے پیچھے ہی آئے تھے لیکن ایسے انداز میں کہ کوئی ان پر شبہ بھی نہیں کر سکتا تھا کہ یہ ہمارے ساتھی ہو سکتے ہیں۔ تہذیب کو میں نے خاص طور سے اس انداز میں پوشیدہ کر دیا تھا کہ اس کی شکل نہ دیکھی جا سکے۔ فیشن ایبل قسم کا ایک خوب صورت نقاب اس کے چہرے پر پڑا ہوا تھا جس میں اس اصل شکل چھپی ہوئی تھی۔ گیٹ پر موجود لوگوں کو ہمارے بارے میں بتایا گیا تھا، اس لیے انھوں نے بڑے احترام سے ہمارا استقبال کیا اور پھر ان میں سے ایک نے متجسس نگاہوں سے مجھے اور نقاب میں چھپی ہوئی تہذیب کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ لوگوں کے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟"

"ابھی نہیں لیکن تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص آئے گا۔ اپنا نام ایلن گارگو بتائے گا، اُسے اندر ہمارے پاس بھیج دینا۔ اس عمارت کی حفاظت کا کیا بندوبست کیا گیا ہے؟"

"یہ کاریں ایک مقامی کمپنی کی ہیں اور یہ عمارت بھی اسی کمپنی کی ہے۔ ہم لوگ انتہائی خفیہ طور پر یہاں آئے ہیں۔ زیادہ بھیڑ اسی لیے نہیں رکھی گئی کہ کوئی اس طرف متوجہ نہ ہو سکے۔"

"گویا تم دونوں کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے؟"

"صرف ایک خادمہ ہے جو اندر موجود ہے۔"

"ہمارے لیے کیا ہدایات دی گئی ہیں۔" میں نے پوچھا۔

"کہا گیا ہے کہ آپ کو احترام سے اندر پہنچا دیا جائے اور کیتھی آ چکی ہیں۔"

"اور مسٹر موبائے؟"

"ان کے بارے میں مادام کیتھی آپ کو اطلاع دیں گی۔" ان میں سے ایک نے جواب دیا۔ اسی وقت اندر کی جانب سے ملازمہ آتی ہوئی نظر آئی۔ یہ ایک جوان العمر سیاہ فام لڑکی تھی۔

"میڈم آپ لوگوں کو طلب کرتی ہیں۔" اس نے کہا۔ میں نے کار آگے لے جا کر پورچ میں روک دی اور اس کے بعد ہم نیچے اتر آئے۔ ملازمہ ہمیں لیے ہوئے ... ڈرائنگ روم میں داخل ہو گئی۔ یہاں کیتھی براؤن موجود تھی۔

"ہیلو مسٹر پارکو" "ہیلو مس مالکم ایکس! کیسے حال ہیں تمہارے؟"

"بالکل ٹھیک میڈم۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "یہ اتفاق ہے کہ آپ سے تنہائی میں ملاقات ہو گئی۔ ہم آپ سے تنہائی میں ملنا چاہتے تھے۔" میں نے کہا۔

"ضرور۔ تم جاؤ، مہمانوں کی تواضع اسی وقت ہو گی جب مسٹر موبائے آ جائیں گے۔" کیتھی نے ملازمہ سے کہا۔ اور ملازمہ ادب سے گردن جھکا کر باہر نکل گئی۔

"مسٹر موبائے کہاں ہیں؟"

"کچھ خاص مصروفیات ہیں، ابھی تھوڑی دیر میں واپس آ جائیں گے۔ میں تمہارے استقبال کے لیے موجود ہوں۔" کیتھی نے عجیب سی نگاہوں سے تہذیب کو دیکھتے ہوئے کہا جس نے ابھی تک نقاب نہیں اتاری تھی اور شاید یہ بات کیتھی براؤن کو اُلجھن میں مبتلا کر رہی تھی۔ اس سے نہ رہا گیا تو وہ بولی۔

"اطمینان سے بیٹھو مس مالکم ایکس۔ یہ نقاب کیوں ڈال رکھی ہے تم نے اپنے چہرے پر؟"

"ہمیں اسی کی وجہ سے تنہائی درکار تھی میڈم۔" تہذیب نے کہا اور میری طرف دیکھا۔ میں نے غیر محسوس انداز میں گردن ہلا دی تھی۔ چنانچہ تہذیب آگے بڑھ گئی۔ اس نے کیتھی براؤن کے قریب جا کر چہرے سے نقاب ہٹا دی۔ اور کیتھی براؤن بُری طرح چونک پڑی۔

"ارے... یہ کیا؟"

"کیا خیال ہے میڈم! کیسا میک اپ ہے؟" تہذیب نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"لیکن اس کی ضرورت...؟" کیتھی تعجب سے بولی۔

"آپ اس سے مطمئن ہیں میڈم؟" میں نے پوچھا۔

"ہاں۔ لیکن اس کی وجہ؟"

"وہ میں آپ کو بتاتا ہوں۔" میں نے کہا اور کیتھی کے نزدیک پہنچ کر میں نے جیب سے ایک بکس نکالا اور اُسے کھول کر کیتھی کے سامنے عین اس کے چہرے کے قریب کر دیا۔ بکس میں کلوروفارم میں ڈوبا ہوا رومال رکھا ہوا تھا۔ تیز بُو کمرے میں پھیل گئی۔ کیتھی نے تیزی سے گردن پیچھے کی لیکن اس وقت تک تہذیب اس کے عقب میں پہنچ چکی تھی۔

چند لمحات کے بعد کیتھی بے ہوش ہو چکی تھی۔ اس کے بعد میں دروازے پر جا کر کھڑا ہو گیا۔ تاکہ ملازمہ اگر ادھر کا رُخ کرے تو اُسے سنبھالا جا سکے اور تہذیب مزید کارروائی مکمل کر لے

پھر یہ مرحلہ بھی بخیر و خوبی طے ہو گیا۔ اور تہذیب نے مجھے آواز دی۔ "ادکے علی، دیکھو کیا خیال ہے؟" میں نے پلٹ کر دیکھا۔ تہذیب کیتھی کے لباس میں کھڑی تھی اور کیتھی کے بدن پر تہذیب کا لباس تھا۔

"ویری گڈ... اب جلدی سے ایلن کو اطلاع دو۔ یہ آخری کام بھی اگر اسی اطمینان سے انجام پا جائے تو لطف آ جائے۔" میں نے کہا۔

تہذیب نے واچ ٹرانسمیٹر پر ایلن گارگو کو اطلاع دی، چونکہ وہ منصوبے کے مطابق قریب ہی موجود تھا، اس لیے تھوڑی دیر کے اندر وہ پہنچ گیا۔ دروازے پر تعینات دونوں محافظوں میں سے ایک اس کے ساتھ آیا تھا۔ تہذیب نے کیتھی کی حیثیت سے اُسے حکم دیا۔ "ٹھیک ہے تم اپنی جگہ جاؤ۔" وہ ادب سے گردن خم کر کے واپس چلا گیا۔ اس کے بعد نہایت برق رفتاری سے کیتھی براؤن کو گارگو کی کار میں منتقل کر دیا گیا۔ یہ کار بھی خاص طور سے تیار کی گئی تھی۔ اس لیے پچھلی سیٹوں کا منظر باہر سے نہیں دیکھا جا سکتا تھا۔ تاہم احتیاطاً اب وہ نقاب بھی کیتھی کے چہرے پر آ گیا تھا جس کی وجہ سے اس کی شکل نہیں دیکھی جا سکتی تھی۔ اس اغوا کی منصوبہ بندی بے حد شاندار تھی۔ اگر اس عمارت میں پچاس افراد بھی موجود ہوتے تو کیتھی کو اغوا ہونے سے نہیں روک سکتے تھے۔ ہم نے اس کام کے لیے پانچ منصوبے بنائے تھے جو یہاں کے حالات کے مطابق تھے۔ ایک نہیں تو دوسرے منصوبے کے تحت اور دوسرے نہیں تو تیسرے کے ذریعہ کیتھی کو بالآخر ہمارے قبضے میں آنا ہی تھا۔ لیکن سب سے آسان ترکیب کارگر ہوئی تھی۔ اس کی وجہ موبائے کی عدم موجودگی اور یہاں آدمیوں کی کمی تھی۔ تمام پہلو سامنے رکھے گئے تھے، اگر موبائے موجود ہوتا اور کیتھی کے اغوا کا موقع نہ ملتا تو آخری شکل یہ تھی کہ تہذیب، کیتھی کی شکل میں موبائے کے سامنے آ جاتی اور اُسے اس سلسلے میں ایک کہانی سنا دی جاتی جس کے تحت کیتھی کو ساتھ لیا جاتا اور پھر تہذیب اسی کی حیثیت سے واپس پہنچ جاتی۔ یہ آخری منصوبہ تھا جو صرف موبائے کے علم میں بحالتِ مجبوری لایا جاتا لیکن اصل وجہ اُسے کبھی نہ بتائی جاتی۔ اب جو کام ہوا تھا، وہ اس سلسلے میں سب سے موثر تھا۔ اس طرح موبائے کو بھی حقیقت کا علم نہیں ہوا تھا اور تہذیب بہ آسانی کیتھی کی جگہ پہنچ گئی تھی۔

ایلن گارگو چلا گیا تو میں اور تہذیب اندر ڈرائنگ روم میں آ گئے۔ اُسے رخصت کرتے ہوئے میں نے کہا تھا کہ اب صرف تمہارا کام رہ گیا ہے دوست جو بہت کٹھن ہو گا اور اسی پر ہماری کامیابی کا انحصار ہے۔"

"اطمینان رکھو علی! یہ سب کچھ میرے لیے نیا نہیں ہے۔" اس نے جواب دیا تھا پھر ہم نے زیادہ گفتگو کرنا مناسب نہیں سمجھا تھا۔

والٹو موبائے کافی دیر میں آیا۔ وہ تنہا نہیں تھا، دو اجنبی حسین لڑکیاں اس کے ساتھ تھیں۔ چند اور افراد بھی تھے لیکن ڈرائنگ روم میں وہ تنہا ہی آیا تھا، خوشگوار موڈ میں تھا۔ ڈرائنگ روم میں داخل ہو کر اُس نے چاروں طرف دیکھا۔

"مس مالکم ایکس کہاں ہے؟"

"وہ واپس چلی گئی۔" تہذیب نے جواب دیا۔

"اوہ، کیوں؟"

"اس کا جانا ضروری تھا۔ میں نے اُس سے گفتگو کر لی تھی۔"

"تب پھر ضروری گفتگو...؟"

"مسٹر پارکو اس کے دستِ راست ہیں۔ اُس نے ان پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا ہے۔"

"میں خود بھی اس شخص سے بہت مطمئن ہوں، بیٹھو... پیٹرک کو بلاؤ۔" موبائے نے کہا اور تہذیب نے دیوار میں لگا ہوا ایک سوئچ دبا دیا۔ میں نے تعریفی نگاہ سے اُسے دیکھا تھا۔ اس دوران اس نے گہری نگاہ سے ایک ایک چیز کا جائزہ لے لیا تھا۔ ملازمہ اندر آ گئی۔

"پیٹرک کو بھیجو۔" تہذیب نے کیتھی کے لہجے کی بہترین نقل اتارتے ہوئے کہا اور ملازمہ باہر نکل گئی۔

چند لمحات کے بعد ایک سیاہ فام اندر آ گیا۔ اس کے پاس چمڑے کا ایک بریف کیس موجود تھا جسے اُس نے ایک میز پر رکھ دیا۔

"مکمل طور پر قابلِ اعتماد ہے پیٹرک، بچپن سے میرے پاس ہے۔ میں نے ان تمام لوگوں کو اپنے نزدیک سے ہٹا دیا ہے جو میرے پرانے شناسا نہیں ہیں۔" موبائے نے کہا۔

"ٹھیک ہے مسٹر موبائے۔ ہماری اطلاع کے مطابق آپ گرین لول کے پروگرام سے متفق ہیں۔" میں نے کہا۔

"بیشک! میں نے اس منصوبے پر جتنا غور کیا ہے اتنا ہی میں اس سے متاثر ہوا ہوں۔ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے اس کے علاوہ اپنے دشمنوں کو سامنے لانے کی اور کوئی ترکیب ہی نہیں ہے۔"

"تب مسٹر موبائے، ہمارے آپ کے درمیان آخری بات چیت ہو جانا چاہیے۔"

"میری بہن بھی اس بات سے پوری طرح متفق ہے چنانچہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تم اس سلسلے میں جو کرنا چاہتے ہو کرو۔"

"ایگریمنٹ سائن ہو جائے تو ہم اپنے کام کا آغاز کریں۔" میں نے کہا اور کاغذات نکال کر موباٹے کے سامنے رکھ دیے تہذیب نے کیتھی براؤن کی حیثیت سے وہ کاغذات پڑھے۔ اور موباٹے کے سامنے رکھ دیے۔

"کیا خیال ہے کیتھی ؟"

"ہر طرح سے موزوں، ہمیں ان پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔" کیتھی نے کہا پھر بولی "لیکن اس کے باوجود آپ ایک نگاہ انھیں دیکھ لیں۔"

"تم نے دیکھ لیا کافی ہے۔ خاص خاص باتیں مجھے بتادو۔"

"گرین پول کو طے شدہ معاوضے کی آدھی رقم پیشگی ادا کرنا ہوگی۔"

"ہم پوری رقم ادا کر دیں گے اور ؟"

"چونکہ گرین پول اس منصوبے کو آپریٹ کرے گی اس لیے طے شدہ اصولوں کے تحت آپ کو ان کی ہر تجویز سے اتفاق کرنا پڑے گا۔ پروگراموں کے بارے میں کسی سے مشورہ کرنا خطرناک تصور کیا جائے گا۔ کیونکہ گرین پول کسی پر بھروسا نہیں کرے گی۔"

"یہ مشکل مرحلہ ہے۔" موباٹے نے کہا۔

"نہیں موباٹے، میں اس سے متفق ہوں۔ زیادہ سے زیادہ میں تمھاری مشیر رہ سکتی ہوں۔" تہذیب نے کہا

"اس پر تو گرین پول کو اعتراض نہیں ہوگا ؟"

"نہیں مسٹر موباٹے۔ اس لیے کہ میڈم کیتھی کو آپ ہی کی شخصیت کا ایک حصّہ تصور کیا جاتا ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"جنرل ٹیرس میرا اہم آدمی ہے۔ وہ میرے اہم ترین حالات کا رازدار ہے، اس کے ذریعے میں جوابی انقلاب برپا کروں گا۔ کیا یہ سب کچھ اس سے بھی پوشیدہ رکھا جائے گا ؟"

"ہاں مسٹر موباٹے۔ اس وقت تک جب تک گرین پول اس کی طرف سے مطمئن نہ ہو جائے۔"

"بعد میں وہ اس بات کو محسوس کرے گا۔"

"اگر وہ آپ کی بہتری کا خواہاں ہے تو اسے محسوس نہیں کرنا چاہیے۔ غلطی اس سے بھی ہوئی ہے، میرا اشارہ اس سیکریٹری کی طرف ہے۔" میں نے کہا اور موباٹے سوچ میں ڈوب گیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں اتفاق کرتا ہوں۔" ایک لمحے کے تامّل کے بعد وہ بولا۔

"اب کچھ سوالات میں کرنا چاہتا ہوں مسٹر موباٹے۔" میں نے کہا۔ اور موباٹے سوالیہ انداز میں مجھے دیکھنے لگا۔ "کیا فوج میں آپ ایسے لوگوں کی نشاندہی کر سکتے ہیں جو آپ کے ہمدرد ہوں۔ اور ان کی بھی جنھیں آپ دشمن تصور کرتے ہوں ؟"

"ان لوگوں سے تمھیں آگاہ رکھنا ضروری تھا۔ اس لیے..."

والٹو موباٹے نے پیٹرک کی طرف دیکھا اور پیٹرک نے بریف کیس کھول کر سامنے رکھ دیا۔ پھر اس نے بریف کیس سے سرخ رنگ کے قیمتی فائل کور نکالے اور انھیں موباٹے کے سامنے رکھ دیا۔ "گوٹے ہل کی فوجوں کے تمام بڑے جرنیلز اور اہم عہدے داروں کے حالاتِ زندگی اور ان کی شخصیت مع میرے ریمارکس کے ان فائلوں میں موجود ہے تم انھیں دیکھ سکتے ہو۔"

"یہ میرے لیے کارآمد ہوں گے۔" میں نے فائل سمیٹ کر بریف کیس میں رکھتے ہوئے کہا۔

"اور کچھ ؟"

"جی ہاں۔ سب سے اہم... آپ کو خود اپنا ایک ڈپلی کیٹ فراہم کرنا ہوگا جو آپ کی جگہ کام کرے۔ خود آپ کا تحفظ گرین پول کرے گی اور آپ کو صورتِ حال سے آگاہ رکھا جائے گا۔"

"ہرگز نہیں۔ میں ان حالات میں عضوِ معطّل نہیں رہ سکتا، یہ میرے لیے ناممکن ہے۔"

"لیکن گرین پول آپ کو خطرات میں بھی نہیں رہنے دے گی مسٹر موباٹے۔ ہم یہی بہتر سمجھتے ہیں کہ آپ اپنا ڈپلی کیٹ منظرِ عام پر لے آئیں اور خود ان لوگوں سے دور رہیں۔"

"تم نہیں سمجھتے ڈیئر پارکو! اس طرح میری زندگی محال ہوگی۔ میں تو یہ سوچ کر ہی پاگل ہو جاؤں گا کہ نہ جانے اس سلسلے میں اب کیا ہو رہا ہے۔ آہ! یہ قطعی ناممکن ہے۔ میں ان لوگوں سے اپنا تحفظ کر سکتا ہوں۔ میں اپنے تحفظ کی ذمّے داری خود قبول کرتا ہوں۔ فوجی آدمی ہوں، اتنی آسانی سے دشمنوں کا شکار نہیں بنوں گا۔ اس سلسلے میں گرین پول پر کوئی ذمّے داری نہیں ہوگی۔"

"شکریہ، مسٹر پیٹرک! کیا آپ باہر تشریف لے جانا پسند کریں گے ؟" اس بار میں نے براہِ راست اس شخص سے کہا جو بریف کیس لے کر یہاں آیا تھا اور اس وقت سے وہیں موجود تھا۔

"ضرور جناب۔" اس نے گردن خم کر کے کہا۔ موباٹے منہ کھول کر رہ گیا تھا۔

پیٹرک کے باہر جانے کے بعد میں نے کہا: "آپ کو یہ عادت بھی ترک کرنا ہوگی مسٹر موباٹے۔ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ اس دوران صرف وہ لوگ حقیقتِ حال سے باخبر رہیں گے جن پر گرین پول اعتماد کرے گی۔ آپ کہہ [illegible] سکتے ہیں۔"

"لیکن پیٹرک بچپن سے میرے ساتھ ہے۔"

"سیکریٹری پر بھی آپ کو اعتماد تھا۔"

"اوہ۔ تو کیا میں... میں..."

"مسٹر پارکو ٹھیک کہتے ہیں موباٹے! اور پھر اس میں کوئی ہرج نہیں ہے۔ آپ گرین پول کی شرائط قبول کر چکے ہیں۔" تہذیب نے کہا۔

"سب کچھ مانا جا سکتا ہے لیکن میں خود کو ان حالات سے دور نہیں رکھ سکتا۔" موباٹے نے کہا۔

"مسٹر موباٹے! بیشک ہم آپ کا احترام کرتے ہیں لیکن بدقسمتی سے ہمارے کام کرنے کا یہی انداز ہے، یہ سب کچھ اس پروگرام سے منسلک ہے جو آپ کو پیش کیا گیا تھا۔"

"اوہ!" موباٹے نے بے بسی سے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔ "ٹھیک ہے گویا اب میں صرف ایک معطّل شخص کی حیثیت سے زندگی گزاروں گا۔ اپنے معاملے میں خود کچھ نہیں کر سکوں گا۔"

"زندگی نہیں، صرف وقت۔ اور آپ اطمینان رکھیں مسٹر موباٹے، میں کوئی ایسی ترکیب نکال لوں گا جس سے آپ کو اس طرح معطّل بھی نہ رہنا پڑے۔ مثلاً اس آپریشن کے سلسلے میں اب میں بھی آپ سے یا آپ کے ڈپلی کیٹ سے زیادہ دور نہیں رہ سکتا۔ مجھے کسی نہ کسی حیثیت سے اس جگہ رہنا ہوگا تاکہ حالات پر نگاہ رکھوں۔ اگر ایسا ممکن ہو سکا کہ ایسی کسی حیثیت سے آپ کے لیے بھی جگہ نکل آئے تو پھر آپ اپنے معاملات سے زیادہ دور بھی نہیں رہ سکیں گے۔"

"ہاں۔ میں اس کے لیے تیار ہوں بلکہ یہ بے حد دلچسپ ہوگا میرے لیے۔" والٹو موباٹے نے کہا۔

اس شخص کے بارے میں، میں نے اندازہ لگایا تھا کہ یہ کسی حد تک احمق ہے، خود پر بہت زیادہ بھروسا کرنے والا لیکن کارکردگی میں صفر۔ بہرحال گوٹے ہل کی دولت کام کر رہی تھی اور میں اپنے استحکام میں مصروف تھا اور خود کو کافی مطمئن محسوس کر رہا تھا۔

"اب بات میرے ڈپلی کیٹ کی ہے تو اس کے لیے..." چند لمحوں کے توقف کے بعد موباٹے نے کہا۔

"نہیں موباٹے! اس کے لیے بھی ہمیں گرین پول سے درخواست کرنا ہوگی۔" کیتھی کی حیثیت سے تہذیب نے کہا۔

"کیا تم گریٹین کو بھول گئیں، میرا اتھلیٹ دوست جو سان سسکو میں حکومتِ امریکا کا مہمان رہ چکا ہے۔ کوئی نہیں [illegible] ہوں جب تک کہ میں خود وہاں نہ پہنچ [illegible] موباٹے ہنس پڑا۔ وہ غالباً یہ پورا واقعہ سنانا چاہتا تھا لیکن

کیتھی نے اُسے روک دیا۔

"نہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم خود یہ انتظام کر سکتے ہیں لیکن گرین پول کو مکمل اختیارات دینے کے بعد ہم خود کچھ نہیں کریں گے۔" موباٹے خاموش ہو گیا۔ تہذیب پھر بولی "مسٹر پارکو" میں بذاتِ خود آپ کے ساتھ چلوں گی تاکہ میرا بھائی زیادہ مطمئن رہ سکے۔ آپ کو اس پر تو اعتراض نہیں ہوگا۔"

"نہیں میڈم! اس پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔"

"ہاں کیتھی! کم از کم تم مکمل حالات سے باخبر رہ کر مجھے ان کے بارے میں بتاتی رہو۔ بات یہ نہیں کہ میں گرین پول کی کارکردگی سے مطمئن نہیں ہوں بلکہ یوں سمجھ لو یہ میری کمزوری ہے۔"

والٹو موباٹے سے بہت سے معاملات طے ہوئے۔ گوٹے ہل روانگی کا پروگرام طے ہو گیا۔ اس سے قبل ہمیں کافی انتظامات کرنے تھے۔ واپسی میں کیتھی یا تہذیب میرے ساتھ تھی ــــ والٹو موباٹے کے بارے میں طے ہو گیا تھا کہ اب وہ اسی عمارت میں قیام کرے گا۔ اس کے ڈپلی کیٹ کو ضروری انتظامات کے بعد اس کی اصل رہائش گاہ پر پہنچا دیا جائے گا۔ جب ہماری کار عمارت سے نکلی تو میں نے دو اعدکاروں کو اپنے عقب میں دیکھا۔ وہ محتاط انداز سے ہمارا تعاقب کر رہی تھیں۔

تھوڑی دُور چل کر میں نے کیتھی کو اس طرف متوجہ کیا۔

"گرین پول کے لوگ ہیں، کام شروع ہو گیا ہے۔" تہذیب نے کیتھی کی آواز میں کہا۔

"گڈ۔ ہماری حفاظت کے لیے ؟"

"سو فیصدی۔"

اپنی رہائش گاہ پر پہنچ کر میں نے کہا۔ "کیا سب کچھ تمھاری مرضی کے مطابق ہے۔"

"ہاں، بالکل۔ میرا خیال ہے ہم کامیاب جا رہے ہیں۔ تم نے محسوس کیا کہ میری ذمّے داری کتنی اہم ہیں ؟"

"ہاں، تمھارا کام مشکل ہے۔"

"بہت مشکل۔ کیونکہ میں قریب کے لوگوں سے اجنبی ہوں۔ لیکن کوئی بات نہیں، بالآخر میں سب کچھ اپنے کنٹرول میں کر لوں گی۔ تمھارے بارے میں ایک اور خیال میرے ذہن میں آیا ہے علی۔"

"کیا ؟"

"کسی غیر اہم شخصیت کی حیثیت سے تمھیں موباٹے کے محل میں رہنا ہوگا۔ والٹو موباٹے کو بھی ہم زیادہ دُور نہیں رکھیں گے تاکہ وہ ہمیں [illegible] بنائے۔"

"کسی غیر اہم شخصیت کا انتخاب۔ کیا ہے تم نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ہاں، جیسے پیٹرک۔ موباٹے کا خادم ہے۔"
"عمدہ خیال ہے، مجھے پسند آیا۔ ویسے موباٹے کے بارے میں کیا خیال ہے؟"
"کسی حد تک کھسکا ہوا ہے لیکن اپنی بہن کیتھی سے بہت متاثر معلوم ہوتا ہے، اس کی بات آخری ہوتی ہے۔"
"تمھیں اس طرح کافی آسانیاں فراہم ہوں گی۔"
"اب کیا پروگرام ہے؟"
"اس کا فیصلہ تو تمھیں ہی کرنا ہے تہذیب۔"
"مجھے جانا ہوگا۔ فلیٹ کے اطراف کافی لوگ بکھرے ہوئے ہیں، ان لوگوں کے لباس میں گرین فیتہ کہیں نہ کہیں موجود ہے، ایک مخصوص شکل میں۔ سب تم سے واقف ہیں، کسی بھی ضرورت پر ان سے کوئی بھی کام لے سکتے ہو۔"
"اوکے۔ کیتھی کے بارے میں کیا خیال ہے؟"
"اسے ہاں، کیتھی سے مل لو۔ اس سے کوئی کام کی بات معلوم ہو سکے تو اچھا ہے۔"
"اس کے بارے میں تم نے کیا سوچا؟"
"گوٹے ہل لے چلیں گے اسے۔ فکر نہ کرو، اب پورا گرین پول حرکت میں آجائے گا۔ ہم چند گھنٹوں کے اندر اندر گوٹے ہل میں پوزیشن سنبھال لیں گے۔ گرین پول کے لیے یہ مشکل نہیں ہے۔" تہذیب نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "میں واپس یہاں نہیں آؤں گی۔ لیکن ٹرانسمیٹر پر تم سے برابر رابطہ رہے گا۔ بہتر ہے کہ اب ہم زیادہ ملاقات نہ کریں۔"
"میں سمجھتا ہوں۔" میں نے کہا اور تہذیب چلی گئی۔
اس کے جانے کے بعد میں تنہا رہ گیا تھا۔ دل میں بار بار عجیب سے احساسات جاگتے تھے۔ یہ سب کچھ مجھ سے تعلق نہیں رکھتا تھا۔ میرا ان حالات سے کوئی واسطہ نہیں تھا۔ ایک جرائم پیشہ گروہ دولت کے لیے ایک افریقی ملک کی پشت پناہی کر رہا تھا اور بس۔ بھلا اس سے مجھے کیا دلچسپی ہو سکتی تھی لیکن میں پوری طرح اس معاملے میں ملوث ہو گیا تھا... کیوں؟... آخر کیوں...؟ مجھے کیا پڑی ہے؟ ادیبوا اور ڈکا معاملہ بھی نمٹانا تھا۔ ابھی تک اس سے دوسری مڈبھیڑ نہیں ہوئی تھی لیکن وہ اس حیثیت سے مجھ سے واقف تو نہیں ہے۔ کہیں یہ سب کچھ اس کی منشا کے مطابق تو نہیں ہے؟ لیکن تہذیب پر شک کرنے کو جی بھی نہیں چاہتا تھا۔ وہ جو کچھ بھی ہے، مجھ سے بہرحال مخلص ہے۔ اس بہانے کم از کم یہاں سے تو نکلا جائے، اس کے بعد دیکھا جائے گا۔ فی الحال بہتر یہی ہے کہ ان معاملات سے پوری دلچسپی برقرار رکھی جائے۔

کیتھی براؤن تک پہنچنے میں کوئی دقت نہیں ہوئی۔ کار تہذیب سے لے لی گئی تھی لیکن جونہی میں فلیٹ سے باہر آیا، ایک ٹیکسی میرے پاس آکر رک گئی۔ ڈرائیور کی کیپ پر ایک مخصوص طرز کی گرین پٹی لگی ہوئی تھی۔ اس نے میرے لیے دروازہ کھول دیا۔
"وہ عمارت معلوم ہے جہاں کیتھی براؤن کو رکھا گیا ہے؟" میں نے اندر بیٹھنے کے بعد کہا۔
"کیوں نہیں جناب۔"
"چلو۔" میں نے کہا اور ڈرائیور نے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔
"اطراف کے حالات کیا ہیں؟" میں نے راستے میں پوچھا۔
"پُرسکون۔"
"کوئی مشکوک شخصیت؟"
"نہیں، اب تک کسی کو نہیں دیکھا گیا۔" ڈرائیور نے جواب دیا۔
تہذیب نے اپنے ساتھیوں سے میرا مکمل تعارف کرایا تھا لیکن منزل پر پہنچ کر مجھے پارکوہی کے نام سے مخاطب کیا گیا اور پھر میں نے ایک کمرے میں جا کر اپنا میک اپ تبدیل کیا۔ کیتھی براؤن سے میں ایک نئی حیثیت سے ملنا چاہتا تھا۔ تہذیب مالکم ایکس کی طرف سے مجھ پر کوئی پابندی نہیں تھی۔ میں اپنے طور پر بھی سوچ کر فیصلے کر سکتا تھا۔ چنانچہ میں نے فوری طور پر یہی فیصلہ کیا تھا کہ ابھی کیتھی براؤن کو حقائق سے لاعلم رکھا جائے اور یہ دیکھا جائے کہ وہ اس اغوا کو کیا شکل دیتی ہے۔ میں نے یہاں موجود انچارج سے کیتھی براؤن کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو اس نے بتایا کہ ان لوگوں نے اُسے صرف کھانے پینے کی اشیاء فراہم کی ہیں، اس کے علاوہ اور کوئی بات اُس سے نہیں کی ہے۔ حالانکہ وہ مسلسل اپنے اغوا کنندگان کے بارے میں پوچھتی رہی ہے، اس کی کیفیت عجیب سی ہے۔
بہرطور میں اس کی اس عجیب کیفیت کو اپنی نگاہوں سے دیکھنا چاہتا تھا۔ چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد میں بدلی ہوئی شکل میں کیتھی براؤن کے سامنے پہنچ گیا۔
کیتھی براؤن ایک تہ خانے میں قید تھی اور اس کے تحفظ کے لیے نہایت معقول بندوبست کیا گیا تھا۔ اس وقت بھی وہ ایک آرام دہ مسہری پر دراز تھی۔ اس کا حلیہ کافی بگڑا ہوا تھا اور آنکھوں میں خوفناک چمک تھی۔ وہ کسی خونخوار شیرنی کی مانند نظر آرہی تھی۔ مجھے دیکھ کر وہ بالکل خاموش رہی، بس اس کی خوفناک چمکیلی نگاہیں مجھ پر جمی رہی تھیں۔ حتیٰ کہ میں اس کے بالکل قریب پہنچ گیا۔
"ہیلو میڈم! کیسے مزاج ہیں آپ کے؟"
"دیکھو، جو کچھ ہوا ہے اسے معاف کیا جا سکتا ہے۔ اگر تم

نے کسی غلط فہمی کی بنیاد پر یہ بدتمیزی کی ہے تو میں اس کی وجہ جاننے کے بعد تمھیں معاف کر دوں گی۔ لیکن اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ مجھ پر قابو پائے رکھو گے تو یہ تمھاری حماقت ہے۔ تم تصور بھی نہیں کر سکتے کہ تم کتنے بڑے خسارے سے دوچار ہو سکتے ہو۔"
"مادام کیتھی! یہ بھی تو ممکن ہے کہ یہ سب کچھ آپ کے تحفظ کے لیے کیا گیا ہو۔ آپ جن حالات سے گزر رہی ہیں، ان سے اچھی طرح واقف ہیں۔ آپ کے اور مسٹر موباٹے کے دشمن آپ کی تاک میں لگے ہوئے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آپ نے نہایت مہارت سے یہاں تک اپنے آپ کو محفوظ رکھا ہے، لیکن کیا آپ کا خیال ہے کہ وہ لوگ آپ کی تلاش میں نہیں ہوں گے اور کیا آپ یہ سمجھتی ہیں کہ مافیا کے سرگرم کارکن آپ کی کھوج میں ناکام رہیں گے۔"
"میں تمھارے بارے میں جاننا چاہتی ہوں۔" اس نے کہا۔
"آپ مجھے اپنے ہمدردوں میں شمار کریں۔"
"اگر میرے ہمدرد ہو تو کم از کم مجھے ذہنی الجھن میں تو نہ رکھو، یہی بتا دو مجھے کہ تم کون ہو اور مجھے یہاں کیوں لایا گیا ہے؟"
"آپ کے خیال میں ہم کون ہو سکتے ہیں؟"
"میں اپنا کوئی خیال ظاہر نہیں کرنا چاہتی۔"
"اس کے بغیر تو کام نہیں چلے گا میڈم۔" میں نے کہا۔
"اوہ، اوہ۔ تم لوگ تو مجھے پاگل کر دو گے، تم مجھے پاگل کر دو گے۔"
"میڈم، کیا یہ ممکن نہیں ہوگا کہ آپ خود ہی اپنے شبہات کا اظہار کر دیں۔"
"نہیں، ہرگز نہیں۔ میں اپنی زبان سے کوئی نام نہیں لوں گی۔"
"نام تو ہم لیں گے میڈم! آپ بس یہ بتا دیں کہ آپ ہمارے بارے میں کیا سوچتی ہیں؟"
"نام لو، میں غور کروں گی۔"
"جنرل آشن کین۔ کیا خیال ہے آپ کا؟"
"میں نے یہ نام سنا ہے لیکن آشن کین سے میں براہِ راست کوئی تعلق نہیں رکھتی۔"
"سنا ہے کہ اس شخص کا شمار والٹو موباٹے کے دشمنوں میں کیا جاتا ہے۔"
"ہوگا... جو کوئی والٹو موباٹے کا دشمن ہے وہ بالآخر سامنے آجائے گا۔"
"کس طرح میڈم؟ کیا منصوبہ بنایا ہے آپ نے اُس کے بارے میں؟" میں نے سوال کیا اور کیتھی براؤن کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ پھیل گئی، یہ ایک سفاک مسکراہٹ تھی۔
"احمق آدمی، تم شاید پوری طرح تربیت یافتہ نہیں ہو۔ کیتھی براؤن سے یہ سوال کر رہے ہو۔"
میں نے اس کے لہجے میں چھپے ہوئے طنز کو بخوبی محسوس کیا تھا۔ پھر میں نے کہا "ٹھیک ہے میڈم! میں جانتا ہوں کہ آپ ہشت پہلو شخصیت کی مالک ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی ایک بات آپ بھی سن لیجیے، آپ جو کھیل کھیل رہی ہیں، وہ بالآخر سامنے آجائے گا۔"
کیتھی براؤن میرے ان الفاظ پر بُری طرح چونک پڑی تھی۔ اس نے تجسس آمیز نظروں سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔ "کون سے کھیل کی بات کرتے ہو؟"
"آپ جانتی ہیں میڈم۔ آپ بخوبی جانتی ہیں۔"
"سنو! تم اگر اپنے بارے میں مجھے سب کچھ بتا دو تو شاید میں تمھارے لیے کوئی کام کی بات کر سکوں۔"
"آپ پہلے کام کی باتوں کا اشارہ دیں، ممکن ہے میں آپ سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کروں۔"
"پہلی بات یہ بتاؤ جن لوگوں نے مجھے اغوا کیا ہے، اُن میں تمھاری اپنی حیثیت کیا ہے؟"
"آپ اگر چاہیں تو انچارج تصور کر سکتی ہیں مجھے۔"
"نہیں، تم اس پائے کے آدمی نہیں معلوم ہوتے۔"
"اب اس سلسلے میں، میں کیا عرض کر سکتا ہوں کہ میں کس پائے کا آدمی ہوں۔"
"بہرکیف یہ سن لو، اگر کوئی مالی منافع تمھارے پیشِ نظر ہے تو شاید مجھ سے زیادہ دولت اس روئے زمین پر تمھیں اور کوئی نہ دے سکے۔ سمجھے! میں اتنا دے سکتی ہوں تمھیں کہ تم تصور نہیں کر سکتے۔"
"مثلاً میڈم؟"
"مثلاً یہ کہ تم خود اس کا تعین کر لو لیکن شرط صرف میری رہائی نہیں ہے بلکہ تمھیں وہ کام بھی کرنا ہوں گے جو میں چاہوں گی۔"
"بات قابلِ غور ہے میڈم! لیکن کام کی نوعیت تو بتائی جائے۔"
"پھر چالاکی سے کام لے رہے ہو۔ بھلا میں اجنبی لوگوں کو اپنے کسی کام کے بارے میں کیسے بتا سکتی ہوں۔" اس نے کہا۔
"ممکن ہے ہم آپ کے لیے اجنبی نہ ہوں۔" میں نے جواب دیا۔
کیتھی براؤن ایک بار پھر خیالات میں ڈوب گئی۔ پھر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس نے آہستہ سے اپنا داہنا گال کھجاتے ہوئے کہا۔"گرین پول..." مگر یہ الفاظ اس نے مجھ سے مخاطب ہو کر نہیں کہے تھے لیکن میں محسوس کر رہا تھا کہ وہ تیز نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی ہے اور غالباً اپنے اس جملے کا تاثر میرے چہرے پر دیکھنا چاہتی ہے۔

"آپ نے کچھ کہا میڈم؟"

"نہیں، میں یہ سوچ رہی ہوں کہ تم سے بات کرنا بھی حماقت ہے۔ ٹھیک ہے، اگر تم مجھے قید رکھنا چاہتے ہو تو رکھو لیکن ایک وقت ایسا آئے گا جب تمھیں اپنی حماقت کا شدید احساس ہوگا۔"

"میڈم! آپ کو یہاں کوئی تکلیف تو نہیں ہے؟"

"لعنت بھیجو تکلیف پر۔ میں تم سے اب کوئی گفتگو نہیں کرنا چاہتی۔" ایکدم وہ ہتھے سے اکھڑ گئی۔

میں بدستور مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا تھا۔ وہ پھر مسہری پر نیم دراز ہو گئی تھی۔ دفعتاً میں نے کہا۔"ڈینس ہیلے کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟"

"کیا؟" وہ بُری طرح اچھل کر بیٹھ گئی۔

"ہاں، میرا خیال ہے یہ نام آپ کے لیے اجنبی نہیں ہے۔"

"کیا ڈینس ہیلے پاگل ہو گیا ہے۔ اس کے لیے مجھے اغوا کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ کیا وہ نہیں جانتا کہ والٹو موباٹے کو میری کس قدر ضرورت ہے۔ کیا اسے نہیں معلوم کہ... کہ..." وہ خاموش ہو گئی پھر آہستہ سے بولی"ڈینس ہیلے کے آدمی ہو تم؟"

"ڈینس ہیلے کے بارے میں آپ کیا جانتی ہیں میڈم؟"

"ایف بی آئی ہماری موافقت میں کام کرنے والی جماعت ہے۔ کیا ڈینس ہیلے کوئی دہری چال چل رہا ہے؟ کیا چاہتا ہے وہ؟"

"یہ بات تو آپ ہی بتا سکتی ہیں میڈم کہ ڈینس ہیلے کیا چاہتا ہے۔"

"اسے کچھ تم بھی تو منہ سے کہو۔ کیا اُسے یہ بات معلوم نہیں ہے کہ ایف بی آئی ہمارے مفادات کے لیے کام کر رہی ہے۔"

"میڈم، آپ کو یہ بات نہیں معلوم کہ ایف بی آئی آپ کے مفادات کے لیے کیوں کام کر رہی ہے؟"

"وہ جو کچھ بھی ہوگا، بعد میں دیکھا جائے گا۔ فی الحال ہمارا مسئلہ ہے، ایف بی آئی پہلے ہمارا کام کرائے گی اس کے بعد ہم اس کے مفادات کے لیے اس سے سودا کریں گے۔ ان حالات میں ایک ہی کام ہو سکتا ہے اور پھر ہم نے کب انکار کیا ہے کہ ہم ایف بی آئی کے مفادات سے روگردانی کریں گے۔"

"ہوں... آپ ٹھیک کہتی ہیں میڈم لیکن ہمارا تعلق ڈینس ہیلے سے نہیں ہے۔"

"کیا..." کیتھی براؤن ایک دم سے ساکت ہو گئی۔ اس کے چہرے کا رنگ تبدیل ہو گیا تھا۔ میرے الفاظ نے ایک بار پھر اُسے ذہنی بحران کا شکار کر دیا تھا، دفعتاً اُس نے عقب میں رکھا ہوا تکیہ اٹھا کر پوری قوت سے مجھ پر اُچھال دیا۔"تم... تم باہر نکل جاؤ۔ میں کہتی ہوں تم باہر نکل جاؤ، تم جو کوئی بھی ہو دفع ہو جاؤ۔ میں... میں کسی سے کوئی بات نہیں کروں گی۔ ایک لفظ نہیں کہوں گی میں اپنی زبان سے۔ میں کہتی ہوں تم دفع ہو جاؤ۔ نکل جاؤ... نکل جاؤ... ورنہ... ورنہ میں تمھیں قتل کر دوں گی۔ سمجھے میں تمھیں قتل کر دوں گی۔" وہ مسہری سے نیچے اتر آئی۔

"اوہ، نہیں میڈم! میں آپ کے ہاتھوں قتل ہونا نہیں چاہتا، اس لیے جا رہا ہوں۔" میں نے جواب دیا اور واپسی کے لیے مڑ گیا۔ کیتھی براؤن مجھے گالیاں دے رہی تھی لیکن شکر تھا کہ یہ گالیاں اس کی اپنی زبان میں تھیں۔ میں مسکراتا ہوا باہر نکل گیا۔ کیتھی براؤن سے اس طرح کچھ معلوم کرنا واقعی ممکن نہیں تھا۔ کافی چالاک عورت معلوم ہوتی تھی لیکن نجانے کیوں میرے ذہن میں اس کے لیے ایک شبہ سر ابھار رہا تھا اور اسی شبے کی وجہ سے میں نے اُسے قید کرایا تھا۔ والٹو موباٹے کے کیس میں کیتھی براؤن بڑی اہم حیثیت رکھتی تھی۔ سب سے بڑی بات یہ تھی کہ وہ والٹو موباٹے کے بہت زیادہ نزدیک تھی اور اس طرح اس پر دسترس رکھتی تھی گویا اسکی مرضی کے مطابق ہی یہ سب کچھ ہو رہا تھا اور والٹو موباٹے اس کے کسی بھی حکم سے انحراف نہیں کر سکتا تھا — ایک طرح سے وہ والٹو موباٹے کی کنٹرولر تھی۔ عجیب تھا یہ سیاہ فام شخص بھی! ایک ملک کا حکمران ہے لیکن اپنی کوئی شخصیت نہیں رکھتا۔ معلوم نہیں کیا چکر چل رہا تھا لیکن میں جانتا تھا کہ اس سلسلے میں دماغ کی چولیں ہل جائیں گی۔ گرین پول کی تہذیب مالکم ایکس اپنی ایک الگ حیثیت رکھتی تھی۔ وہ سارے کام اتنی آسانی سے کرتی جا رہی تھی کہ مجھے تعجب ہو رہا تھا، لیکن میں جانتا تھا کہ گرین پول کے اپنے وسائل بھی کم نہیں ہوں گے۔"مسٹر ہاورڈ یہ سب کچھ آپ کے لیے ہو رہا ہے۔" میں نے دل میں کہا۔"فوراً اپنے قدموں پر کھڑا ہو جاؤں، اس کے بعد اگر امریکا ہی میں آپ کو چیلنج نہ کیا تو میرا نام بھی علی یار خاں نہیں ہوگا۔ کیا ضروری ہے کہ تنظیم میں شامل ہو کر صرف اس کے مفادات کے لیے مجوزہ مہمات میں حصّہ لیتا رہوں، جب یہ فیصلہ کر لیا ہے دل میں کہ جہاں کہیں بھی رہوں گا تنظیم کے مفادات کے لیے کام کروں گا تو پھر امریکا کونسی بُری جگہ ہے! وہاں تو یہودی اس طرح چھائے ہوئے ہیں کہ ان کو ... پوری ... ...

نکھا چلے گیا وہاں مجھے اپنا شکار تلاش کرنے میں دقت ہوگی؟ اور کچھ نہ سہی، ایسی سہی کہ ان لوگوں کو چن چن کر ہلاک کروں جو عرب کاز کے دشمن ہیں اور اس کے خلاف دن رات کام کر رہے ہیں۔ واقعی یہ کس قدر دلچسپ مشغلہ ہوگا، لطف آ جائے گا۔ بلکہ شاید تنظیم میں شامل رہ کر بھی اتنا مزہ نہیں آئے گا جتنا اس کام میں آئے گا۔ اپنے آپ کو آنا تو ضروری تھا، جرائم کی دنیا میں نکل آیا ہوں، تو پھر یہ سب کچھ بھی کرنا ہوگا۔ ان خیالات سے دل کو ایک عجیب سی تقویت کا احساس ہوا لیکن اولیو ہاورڈ کی نگاہوں سے روپوش ہونے کے لیے فی الحال تہذیب مالکم ایکس کے ساتھ کام کرنے میں کوئی حرج نہیں تھا بلکہ زیادہ بہتر تو یہی تھا کہ اس معاملے میں مکمل طور پر دلچسپی سے کام کروں تاکہ ذہن سے یہ اداسی اور تکدر کی کیفیت چھٹ جائے اور میں اپنے آپ کو ایک مصروف انسان تصوّر کروں۔

وہاں سے نکل کر ایکبار پھر فلیٹ پر پہنچ گیا۔ خیال یہ تھا کہ تہذیب جو کہ اب کیتھی براؤن ہے، مجھ سے کوئی بات نہ کرنا چاہے گی، گوٹے ہل روانگی کے سلسلے میں اس نے کیا انتظامات کیے ہیں اور کب روانہ ہونا ہے، اس کا انتظار کرنا تھا لیکن تنہا رہ کر کیونکہ اب کیتھی براؤن کی حیثیت سے تہذیب مالکم ایکس وہیں والٹو موباٹے کے پاس رہے گی۔

کیتھی براؤن کے بارے میں، میں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ آسانی سے زبان کھولنے والوں میں سے نہیں ہے لیکن وہ کسی طرح کام آئے یا نہ آئے، تہذیب کو اس کی جگہ مل گئی تھی اور اس طرح تہذیب، والٹو موباٹے کے بالکل قریب رہ کر اپنا کام کر سکتی تھی۔ میرے لیے بظاہر کوئی خاص ذمے داری نہیں رہ گئی تھی۔

☆

کیتھی براؤن یعنی تہذیب مالکم ایکس نے اس دوران تین بار مجھ سے ٹرانسمیٹر پر رابطہ قائم کر کے اپنی کامیابیوں کی اطلاع دی تھی۔ آخری اطلاع اُس نے یہ دی تھی کہ والٹو موباٹے کو وہاں سے ہٹا دیا گیا ہے اور اُس کے ڈپلی کیٹ نے اسکی جگہ لے لی ہے۔ اس شخص کے بارے میں معلومات حاصل کرنے پر تہذیب مالکم ایکس نے مجھے بتایا کہ وہ ایک انتہائی موزوں شخص ہے، افریقی نژاد ہے اور گرین پول کا ایک بنیادی کارکن ہے۔ اُسے دیکھو گے تو حیران رہ جاؤ گے کیونکہ اس کی شخصیت میں... ہو بہو والٹو ہی کی طرح نظر آتا ہے۔ والٹو موباٹے کے بارے میں تہذیب نے بتایا تھا کہ اسے گوٹے ہل بھیج دیا گیا ہے اور گرین پول ... ... مکمل طور پر پوزیشن سنبھال لی ہے۔

پھر چوتھی بار جب تہذیب مالکم ایکس نے مجھ سے رابطہ قائم کیا تو اُس نے یہی بتایا کہ اب ہمارے گوٹے ہل روانہ ہونے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے اور کسی بھی وقت روانگی کا اعلان کیا جا سکتا ہے۔

میں نے ابھی تک وہاں کے لیے کوئی حیثیت اختیار نہیں کی تھی لیکن اسکے بعد تہذیب مجھے فلیٹ پر ملی، اُس نے میٹرک کے بجائے مجھے ایک اور شکل دینے کا فیصلہ کیا تھا۔ اس سلسلے میں اس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا کہ یہ شخص جو نقلی والٹو موباٹے کے ساتھ سائے کی طرح چپکا رہے گا، دراصل والٹو موباٹے کا چچازاد بھائی میکو یاٹے ہے۔ میکو یاٹے اسکاٹ لینڈ یارڈ کا تربیت یافتہ ہے اور تھوڑے ہی دن پہلے اسکاٹ لینڈ یارڈ سے واپس آیا ہے تاکہ اپنے بھائی کا تحفظ کر سکے۔ والٹو موباٹے کے رشتے کے بھائی کی حیثیت سے اُس نے بہت ساری ذمے داریاں سنبھالی ہوئی ہیں۔ اس کی جگہ لے لینا بہت ضروری ہے، چنانچہ اُسے بھی گرین پول نے اپنی تحویل میں لے لیا ہے۔ گویا خاص خاص مہرے یعنی والٹو موباٹے، کیتھی براؤن اور میکو یاٹے اب گرین پول کے قبضے میں تھے اور ایک طرح سے گوٹے ہل پر گرین پول کی حکومت قائم ہو گئی تھی۔

میں تہذیب مالکم ایکس سے اس بارے میں بہت سے سوالات کرتا رہا اور اس کے بعد میرے چہرے پر میکو یاٹے کا میک اپ شروع کر دیا گیا۔ میری جسامت میکو یاٹے سے ملتی جلتی تھی۔ اُنیس بیس کا فرق تھا اور میکو یاٹے کے بارے میں مجھے ایک فلم بھی دکھائی گئی تھی جس سے مجھے اس کی حرکات و سکنات کی نقل کرنے میں آسانیاں فراہم ہو سکتی تھیں۔ اس نئی حیثیت میں آنے کے بعد میرے لیے یہ ضروری ہو گیا کہ میں نئے والٹو موباٹے کے پاس پہنچ جاؤں اور تہذیب مالکم ایکس کی... ہدایت پر میں نے ایسا ہی کیا۔ یعنی اب ایک بار پھر ہم سب لوگ یکجا ہو گئے تھے۔ کچھ اور افراد بھی یہاں طلب کر لیے گئے تھے جو والٹو موباٹے کے گرد پھیلے ہوئے تھے۔

جس شخص کو والٹو موباٹے کا روپ دیا گیا تھا اُسے دیکھ کر میں دنگ رہ گیا۔ اتنا بہترین فنکار تھا وہ کہ میں اُش اُش کر اٹھا۔ اس کے ہر انداز میں والٹو موباٹے کی جھلکیاں ملتی تھیں۔ آنکھیں اٹھا کر دیکھنے کا خاص انداز، مسکراہٹ کے تین رخ یعنی اُس نے والٹو موباٹے کی شخصیت کو اس طرح اپنایا تھا کہ شاید والٹو موباٹے بھی اسے دیکھ کر حیران رہ جاتا۔ موباٹے کے بارے میں یہ بات نہیں معلوم ہو سکی تھی کہ اُسے کہاں رکھا گیا ہے۔ ظاہر ہے وہ گرین پول ہی کے قبضے میں ہوگا لیکن

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ شخص جو والٹوموبائے کا روپ اختیار کیے ہوئے تھا شدید خطرے میں تھا اور میں محسوس کرتا تھا کہ وہ بےچارہ ایک طرح سے قربانی کا بکرا ہے کیونکہ والٹوموباٹے کے دشمن اُسے ہلاک کرنے کی کوشش ضرور کرتے۔

ایک رات تہذیب مالکم ایکس نے روانگی کے پروگرام کا انکشاف کیا۔ یہ انکشاف ٹرانسمیٹر پر ہی ہوا تھا۔ حالانکہ میں اب والٹوموبائے کی رہائش گاہ پر ہی تھا اور اُس کے ڈپٹی کیٹ کے عین نزدیک اور کیتھی براؤن کی حیثیت سے تہذیب بھی مجھ سے زیادہ دور نہ تھی لیکن اس نے ہدایات مجھے ٹرانسمیٹر پر ہی دی تھیں اور اس رات تین بجے ہم ائرپورٹ پر پہنچ گئے۔

والٹوموبائے میرے ساتھ تھا اور ہم بالکل عام آدمیوں کے انداز میں ٹیکسی میں بیٹھ کر ائرپورٹ پہنچے تھے۔ میں جانتا تھا کہ میرے ارد گرد بےشمار افراد پھیلے ہوئے ہیں جو والٹوموبائے کی نگرانی کر رہے ہیں اور اس کے تحفظ کے لیے پوری طرح تیار ہیں۔

طیارہ چارٹر کیا گیا تھا چنانچہ خاموشی کے ساتھ وہ فضا میں پرواز کر گیا اور اب ہمارا رخ گوتھےہل کی جانب تھا۔

گوتھےہل ائرپورٹ پر پہنچنے کے بعد والٹوموبائے ایک آرام دہ کار میں بیٹھ کر اپنے محل کی جانب چل پڑا۔ اندر داخل ہونے کے لیے بھی خفیہ راستے اختیار کیے گئے تھے اور یہ شخص جسے والٹوموبائے کا روپ دیا گیا تھا، شاید اُسے ان راستوں سے بھی اچھی طرح واقف کرایا گیا تھا کیونکہ میں نے اس کے انداز میں کہیں بھی کوئی اجنبیت نہیں پائی تھی۔

گوتھےہل میں دوسری صبح ہماری ملاقات جنرل ٹیرس سے ہوئی۔ عام افریقیوں کی نسبت اس شخص کا رنگ ذرا کھلتا ہوا تھا اور آنکھوں سے وہ انتہائی ذہین نظر آتا تھا۔ والٹوموبائے کا وہ بےحد احترام کرتا تھا۔ بہرحال اس نقلی والٹوموبائے کے لیے یہ لمحات بڑے صبر آزما تھے۔ میں اس کے بالکل نزدیک موجود تھا اور ایک ایک لمحے جنرل ٹیرس کے چہرے کی کیفیات کا جائزہ لیتا رہا تھا۔ میں نے محسوس کیا کہ جنرل ٹیرس کو والٹوموبائے پر ذرا بھی شک نہیں ہو سکا ہے اور وہ پوری طرح اس سے مطمئن ہے۔ جنرل ٹیرس نے یہاں کے حالات بتاتے ہوئے کہا کہ غداروں کی ریشہ دوانیاں جاری ہیں۔ پانچ افراد قتل کر دیے گئے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو والٹوموبائے کے قریبی ہمدرد تھے اور اس کے مفادات کے لیے عوام میں راہیں ہموار کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک کو سڑک پر بم مار کر ہلاک کر دیا گیا تھا، دوسرے کو اس کے گھر کے غسل خانے میں اس وقت قتل کیا گیا جب وہ غسل کر رہا تھا۔ باقی تین افراد کو بھی مختلف طریقوں سے قتل کیا گیا تھا۔ والٹوموبائے نے اس بات پر خاصی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے جنرل ٹیرس سے کہا کہ وہ سیکرٹری جو اس نے فراہم کیا تھا، غلط آدمی تھا اور اب وہ نہیں چاہتا کہ اس کے گرد ایسے غلط لوگ بکھرے رہیں جن پر ذرا بھی شبہ ہو سکے۔ جنرل ٹیرس اس بات پر افسوس کا اظہار کرتا رہا تھا۔

اس تمام گفتگو کے بعد جنرل ٹیرس نے تہذیب مالکم ایکس سے مخاطب ہو کر کہا۔ ”میڈم! آپ سے مجھے بڑی توقعات وابستہ ہیں۔ میں یہ نہیں سمجھ سکا کہ آپ کی موجودگی میں یہ سب کچھ کیسے ہوا؟“

” میں علم غیب تو نہیں رکھتی، بس وہ غدار تھا۔ غداری ثابت ہوئی اور اسے ہلاک کر دیا گیا۔“

” میرا خیال ہے میڈم! اگر اسے زندہ گرفتار کیا جاتا تو ہمارے لیے زیادہ موزوں ہوتا۔“

” گریٹ پول کے کچھ افراد اس وقت وہاں موجود تھے، انھوں نے حفظ ماتقدم کے طور پر اس وقت اسے قتل کر دینا ہی مناسب سمجھا۔“ کیتھی براؤن نے جواب دیا اور جنرل ٹیرس خاموش ہو گیا۔

میں اپنے فرائض مسلسل انجام دیتا رہا تھا۔ رات کو جب موقع ملا تو تہذیب مالکم ایکس میری رہائش گاہ پر پہنچ گئی۔ اس نے ایک مخصوص قسم کے آلے سے یہ اندازہ لگانے کی کوشش کی کہ کمرے میں کوئی ایسی شے تو نہیں ہے جس سے ہماری گفتگو باہر سنی جا سکے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ایک دوسرا آلہ ایک میز پر رکھ دیا اور اس آلے سے ہلکی ہلکی آوازیں خارج ہونے لگیں۔

” یہ کیا ہے؟“ میں نے سوال کیا۔

” یہ ایک ایسا آلہ ہے جس کے ذریعے یہاں پیدا ہونے والی کوئی بھی آواز باہر نہیں جا سکتی۔“

” ٹھیک ہے۔ اب فرمائیے میڈم، اس سلسلے میں کوئی ایسی خاص بات معلوم ہوئی جو قابلِ غور ہو؟“

” ابھی تک نہیں لیکن میں فراہم کردہ ناموں پر ایک ایک آدمی مسلط کر چکی ہوں اور ان کی لمحہ لمحہ کی رپورٹ مجھے موصول ہو رہی ہے۔ جن لوگوں پر والٹوموبائے نے شبہ ظاہر کیا ہے بلاشبہ وہ مشکوک ہیں اور ان کی خفیہ مصروفیات جاری ہیں۔ ان کی تصاویر حاصل کر لی گئی ہیں اور ان لوگوں کے بارے میں مکمل چھان بین کی جا رہی ہے۔ ویسے مسٹر میکوبائے چند افراد آپ سے ملنے کے لیے خصوصی طور پر ایک طیارے سے یہاں پہنچ رہے ہیں۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ آپ کو کس طرح ان سے محتاط رہنا ہے۔“

” ان لوگوں کے بارے میں مجھے کچھ تفصیلات مل سکتی ہیں؟“ میں نے سوال کیا۔

” ہاں، میرا خیال ہے یہ تفصیلات کل صبح تک تمھیں فراہم کر دی جائیں گی۔ تمھارا اپنا معاملہ کیسا جا رہا ہے؟ کیا تم اپنی مصروفیات سے مطمئن ہو؟“

” ہاں۔ اور تمھیں ایک خاص بات سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔“

” وہ کیا؟“ تہذیب نے سوال کیا۔

” اپنی تمام تر توجہ جنرل ٹیرس پر لگا دو۔ جنرل ٹیرس پر نگاہ رکھنا ضروری ہے۔“

” کیوں؟ تمھیں اس کے بارے میں کوئی شبہ ہے؟“ تہذیب نے حیرت زدہ انداز میں پوچھا۔

” کوئی خاص بات نہیں ہے لیکن میرا اپنا یہ اندازہ ہے کہ جنرل ٹیرس ایک بہت ہی گہری شخصیت ہے اور اس پر نگاہ رکھنا بےحد ضروری ہے۔“

” اس کے علاوہ اور کچھ نہیں بتاؤ گے؟“

” میں نے کہا نا تہذیب! ابھی تک میں خود بھی اس کے بارے میں کچھ نہیں معلوم کر سکا۔“ میں نے جواب دیا اور تہذیب گردن ہلا کر رہ گئی۔

” ٹھیک ہے لیکن تمھارے اس انکشاف نے مجھے حیران کر دیا ہے کیونکہ جنرل ٹیرس، والٹوموبائے کے انتہائی خاص لوگوں میں تصور کیا جاتا ہے۔“

” کیتھی براؤن کی کیا کیفیت ہے؟“

” وہ بالکل ٹھیک ہے اور پوری طرح ہمارے کنٹرول میں ہے۔“

” اور والٹوموبائے۔ اس کی کیا حالت ہے؟“

” پاگل ہو رہا ہے وہ یہاں پہنچنے کے لیے، وہ چاہتا ہے کہ اُسے کسی نہ کسی حیثیت سے یہاں پہنچا دیا جائے۔“

” وہ نارمل آدمی نہیں ہے۔ میرا خیال ہے اسے یہاں لانا خطرے سے خالی نہیں ہو گا۔ چنانچہ اس پر قابو رکھا جائے تو بہتر ہے۔“

” ٹھیک ہے یہی کوشش کی جا رہی ہے۔“ تہذیب مالکم ایکس نے جواب دیا اور اس کے بعد وہ وہاں سے چلی گئی۔

مجھے دوسرے دن ان لوگوں کے بارے میں تفصیلات بتا دی گئیں اور جب یہ تفصیلات میں نے سنیں تو حیران رہ گیا۔ ان میں ایک کیرن شی مے تھا اور دوسرا مائیکل یان، کیرن شی مے اور مائیکل یان کے بارے میں، میں تنظیم آزادیٔ فلسطین میں رہ کر بہت کچھ سن چکا تھا۔ کچھ اور افراد بھی ان کے ساتھ آ رہے تھے لیکن یہ دونوں افراد تنظیم آزادیٔ فلسطین کی نگاہوں میں ایک خاص حیثیت رکھتے تھے۔ یہ دونوں ہی امریکی نژاد اور یہودی تھے۔ کیرن، ویت نام کی جنگ میں لڑ چکا تھا اور ویت نامیوں میں خاصا بدنام تھا — جبکہ مائیکل یان عربوں پر مظالم توڑنے کے لیے شاندار شہرت رکھتا تھا۔ مقبوضہ عرب علاقوں میں یہودیوں کی بستیاں بسانے کا کام اسی کو سونپا گیا تھا اور ان علاقوں میں بسنے والے دس لاکھ عربوں کی شدید ترین مزاحمت اور عالمی رائے عامہ کے دباؤ کے باوجود وہ بڑی کامیابی سے اب تک نوآبادکار یہودیوں کی بےشمار غیر قانونی بستیاں آباد کر چکا تھا۔ اس طرح یہ شخص خاصی خطرناک شخصیت کا مالک قرار دیا گیا تھا۔ تنظیم آزادیٔ فلسطین کے بےشمار ارکان اس شخص کے خلاف عمل پیرا تھے۔

دوسرے دن میری ان دونوں سے ملاقات کرائی گئی۔ میں نہیں سمجھتا تھا کہ ان معاملات میں ان جیسے لوگوں کی شمولیت کیا حیثیت رکھتی ہے۔ بہرحال میں نے ان دونوں سے ملاقات کی۔

شی مے جوان العمر تھا اور بڑھ بڑھ کر بولنے والا۔ اس کی طوطے جیسی ناک ہونٹوں پر جھکی ہوئی تھی اور گول گول آنکھیں اُلو کی آنکھوں سے مشابہ تھیں۔ سر آدھا گنجا تھا۔ پچھلے حصے پر تھوڑے سے بال نظر آتے تھے اور اس کی کھوپڑی میں ایک خوفناک دماغ چھپا ہوا تھا۔ اس کے برعکس مائیکل یان ایک خاموش طبع اور سرد مزاج آدمی تھا۔ وہ اپنے بھاری جبڑوں کی وجہ سے انتہائی سخت گیر لگتا تھا۔ بہرحال میری ان سے ملاقات ہوئی اور وہ مجھے اپنی آمد کا مقصد بتانے لگے۔

” مسٹر میکوبائے! ایف بی آئی کے توسط سے ہم لوگوں کو یہاں پہنچنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ مقصد یہی ہے کہ ۔ ۔ ۔ ۔ والٹوموبائے کے دشمنوں کو منظرِ عام پر لا کر ختم کر دیا جائے۔ سُنا یہی گیا ہے کہ اس سلسلے میں گریٹ پول نامی ایک خطرناک جماعت کا سہارا بھی لیا گیا ہے جبکہ اس کی ضرورت نہیں تھی — والٹوموبائے کو قطعیٔ ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ چونکہ ایف بی آئی اسرائیلی مفادات کے لیے ایک خصوصی ٹیم قائم کر چکی ہے اور والٹوموبائے نے جس طرح ہماری شرائط قبول کی ہیں، اس کے بعد ایف بی آئی اس سلسلے میں پوری طرح اپنی کارروائیاں تیز کر چکی ہے۔ اسرائیلی مفادات کے لیے گوتھےہل میں جو خفیہ کام ہوا ہے، ان کی نگرانی کے لیے ہم چاہتے ہیں کہ ایک خصوصی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جماعت یہاں بھیج دی جائے۔ اس جماعت میں ایسے ارکان شامل ہوں گے جو والٹو موباٹے کا تحفظ بھی کریں گے اور اسرائیلی مفادات کے لیے کام بھی کریں گے۔ اگر مسٹر موباٹے اس سلسلے میں اپنا آخری فیصلہ دے دیتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں مزید کسی اور کی مداخلت کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔"

میرے ذہن میں پھلجھڑیاں سی چھوٹ رہی تھیں، ایک نئی بات میرے سامنے آئی تھی جس کا میں تصور بھی نہیں کرسکتا تھا۔ کیا گویا ... والٹو موباٹے کے ذریعے اسرائیلی مفادات کے لیے کام ہو رہا ہے؟ فوری طور پر اس کی تفصیل معلوم کرنا مناسب نہیں تھا لیکن بڑی مہارت سے اپنے آپ کو سنبھالے رکھنا بھی تھا۔

میں ان لوگوں سے بڑی ذہانت کے ساتھ اس سلسلے میں تفصیلات معلوم کرنے لگا۔ لیکن اس طرح کہ وہ مجھ پر کوئی شبہ نہ کرسکیں۔

" اسرائیلی مفادات کے لیے یہاں جو کچھ ہو رہا ہے، میرا خیال ہے اس وقت تک اسے معطل رکھا جائے جب تک ہم اپنے ایک مسئلے سے فارغ نہ ہو جائیں۔"

" یقیناً ایسا ہی کیا جائے گا۔ ظاہر ہے والٹو موباٹے کی سلامتی ہمارے مقصد کی تکمیل کے لیے بے حد ضروری ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ایک ایسا منصوبہ تیار کرنا چاہیے جس سے والٹو موباٹے کے دشمن منظرِ عام پر آجائیں۔ اور اس کے لیے ہمیں ایف بی آئی نے کچھ خصوصی ہدایات دی ہیں مسٹر ڈینس پہلے نے سی آئی اے سے رابطہ قائم کرکے کوئی بہتر منصوبہ ترتیب دینے کے لیے درخواست کی ہے۔ مسٹر اولیو ہاورڈ جو سی آئی اے کے ایک اہم رکن ہیں اور نسلاً یہودی ہیں، ہمارے اس منصوبے میں کافی دلچسپی رکھتے ہیں۔ انھوں نے اپنا کام شروع کر دیا ہے۔"

" اوہ گڈ! مسٹر ہاورڈ اپنا یہ منصوبہ ہمیں کب تک پیش کریں گے؟"

" وہ ایک اور ذاتی کام میں مصروف تھے لیکن انھیں خاص طور پر واپس امریکا جانا پڑا ہے۔ کیونکہ والٹو موباٹے کا معاملہ حکومت کے لیے خاصی اہمیت رکھتا ہے اور حکومت پر ہم لوگوں نے بھی بہت دباؤ ڈالا ہے کہ اس مسئلے کو پہلے حل کرلیا جائے۔ چنانچہ ممکن ہے کہ نہ صرف ایف۔ بی۔ آئی بلکہ سی۔ آئی۔ اے بھی والٹو موباٹے کے دشمنوں کے خلاف کام کرتے پر رضامند ہو جائے اور اس طرح آپ سمجھتے ہیں کہ ... ہمارے کام میں کتنی آسانی ہوسکتی ہے۔"

ہم اپنے دشمنوں کو آزاد نہیں چھوڑ سکتے۔ اس سلسلے میں گرین پول کی مدد سے ایک منصوبہ تیار کرلیا گیا ہے جس پر عمل درآمد کرکے ہم یہ کام کرسکتے ہیں۔"

" اگر مناسب سمجھا جائے تو ہمیں بھی اس منصوبے کے بارے میں بتا دیا جائے کیونکہ ہمارا مقصد صرف والٹو موباٹے کا تحفظ ہے۔ اگر کوئی بہتر منصوبہ پہلے سے تیار ہو چکا ہے، تو ہم بھی اس میں معاون کی حیثیت سے کام کریں گے۔"

" اس سے قبل میں ایک بات سے آپ لوگوں کو آگاہ کر دوں۔" مائیکل یان نے درمیان میں دخل دیا۔" جیسا کہ آپ لوگ جانتے ہیں کہ میں صرف تنظیم آزادیٔ فلسطین پر نگاہ رکھتا ہوں اور مسلسل اس کوشش میں مصروف رہتا ہوں کہ اس کے اغراض و مقاصد میرے علم میں آتے رہیں۔ مجھے علم ہوا ہے کہ ایک چھاپا مار فلسطینی لڑکی ہمارے خلاف زیرِ زمین سرگرمیوں میں مصروف ہے اور اس نے زبردست پیمانے پر والٹو موباٹے کی ہلاکت کے لیے کوششیں شروع کر دی ہیں۔ مجھے یہاں تک معلوم ہو چکا ہے کہ وہ لڑکی گوٹے ہل میں داخل ہو چکی ہے۔ اس کا نام فاخرہ یعقوبی ہے۔ فاخرہ یعقوبی کے بارے میں اس سے پہلے بھی کچھ رپورٹیں میرے پاس موجود ہیں، اور مجھے علم ہوا ہے کہ وہ نہایت خطرناک اور سفاک لڑکی ہے۔ اسرائیلی جنرل سیکورٹی طویل عرصے تک اس کے پیچھے پڑی رہی ہے لیکن اُسے کوئی معمولی سا نقصان بھی پہنچایا نہیں جاسکا۔ آپ یہ سمجھ لیجیے کہ والٹو موباٹے کے مقامی دشمنوں سے زیادہ فاخرہ کا وجود اس کے لیے خطرناک ہے۔"

" کیا اس کے بارے میں مزید کچھ معلومات حاصل ہوسکی ہیں؟" اس بار کیرن شی مے نے سوال کیا۔

" یقیناً معلومات حاصل ہو جائیں گی۔ میں ابھی مصروفِ عمل نہیں ہوا ہوں۔ یہاں گوٹے ہل میں وہ کیا کچھ کارروائیاں کرچکی ہے، اس کے لیے مجھے خصوصی انتظامات کرنا ہوں گے۔" مائیکل یان نے کہا۔

" میرا خیال ہے اس میں پریشانی کی کوئی بات نہیں، آپ اس لڑکی کی ذمے داری مجھے سونپ دیجیے، میں اسے تلاش کرکے ہلاک کر دوں گا۔" کیرن شی مے بولا۔

" یہ کام اتنا آسان نہیں ہوگا کیرن۔ بہتر ہے کہ اس سلسلے میں مکمل سنجیدگی اور بہتر منصوبہ بندی کے ساتھ عمل کیا جائے۔" مائیکل یان نے کہا۔

" بہتر، میں آپ لوگوں سے کہیں بھی انحراف نہیں کروں گا لیکن مسٹر والٹو موباٹے سے اس سلسلے میں گفتگو ہو جائے تو بہتر ہے۔"

" میں سمجھتا ہوں نہ والٹو موباٹے کے بجائے آپ لوگ ... کیتھی براؤن سے بات کریں۔ کیونکہ کیتھی براؤن کو والٹو موباٹے کی زبان سمجھا جاتا ہے۔"

" آپ ٹھیک کہتے ہیں مسٹر میکو یاٹے، ہمیں یہی ہدایات ملی ہیں کہ کیتھی براؤن سے اس سلسلے میں آخری گفتگو کرکے وہ کاغذات مکمل کریں جن کے تحت ہمیں یہاں عمل کرنے میں کوئی دشواری نہ ہو۔"

" تو پھر میں آپ سے کیتھی براؤن کی ایک ملاقات کا بندوبست کرائے دیتا ہوں۔" میں نے میکو یاٹے کی حیثیت سے کہا اور وہ لوگ مطمئن ہو گئے۔

نشست برخاست ہو گئی لیکن میرے ذہن میں ہیجان کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔ دفعتاً ہی ایک ایسی صورتِ حال پیدا ہو گئی تھی جس نے میری دلچسپیوں کو بے حد بڑھا دیا تھا۔ اب تک تو میں صرف بددلی سے یہ سب کچھ کر رہا تھا، مقصد صرف یہی تھا کہ اولیو ہاورڈ کے چکر سے نکل جاؤں اور اپنے لیے کوئی ایسی راہ منتخب کرلوں جو مجھے وقت گزارنے میں سہارا دے سکے لیکن اتفاقیہ طور پر ایک ایسا کام نکل آیا تھا جس سے میری دلچسپیاں بہت زیادہ ہو گئی تھیں۔ فاخرہ یعقوبی کا نام اس سے پہلے میں نے نہیں سنا تھا۔ ممکن ہے وہ کوئی ایسی مجاہدہ ہو جو زیادہ تر ان لوگوں کے خلاف مصروفِ عمل رہتی ہو اور کبھی میری اس سے ملاقات نہ ہوئی ہو لیکن اگر ایسی کوئی مجاہدہ یہاں موجود ہے تو پھر میرا فرض ہے کہ میں اس کے ساتھ بھرپور تعاون کروں۔ میری شخصیت کتنے حصوں میں بٹ گئی تھی، اس کا میں خود بھی تصور نہیں کرسکتا تھا لیکن اب ان معاملات سے مجھے دلی دلچسپی محسوس ہونے لگی تھی۔ تنظیم کے لیے میں پہلے ہی دل میں فیصلہ کرچکا تھا کہ اس کے مفادات جہاں بھی مجھے نظر آئیں ان سے کنارہ کشی اختیار نہیں کروں گا اور انھیں انجام دینے کے لیے اپنی جان کی بازی لگا دوں گا۔ یہ موقع یہاں فراہم ہو گیا تھا لیکن اب صورتِ حال بالکل مختلف تھی۔ اس سے قبل میں گرین پول کے منصوبے کے تحت ... والٹو موباٹے کے دشمنوں کو منظرِ عام پر لانا چاہتا تھا اور انھیں ہلاک کر دینے کا خواہشمند تھا لیکن ... کچھ ایسی صورتِ حال پیدا ہو گئی تھی کہ مجھے والٹو موباٹے کے خلاف ہی دل میں نفرت محسوس ہوتی تھی اور اس کے دشمنوں سے ہمدردی کا احساس ... اگر اس کے دشمن اسرائیلی منصوبوں کے خلاف ہوتے ... تو پھر یہ لازمی بات تھی کہ میری تمام ہمدردیاں اور دلچسپیاں ان کے ساتھ ہوتیں، خواہ اس سلسلے میں مجھے تہذیب مالکم ایکس کو دھوکا دینا پڑے، خواہ گرین پول کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملانا پڑے۔ ہاں میں اس بات پر کسی بات کو ترجیح نہیں دے سکتا تھا جو میرے سامنے آئی تھی۔ میں نے جس مقصد کے لیے اپنا مستقبل تباہ کیا تھا، بھلا اس کے خلاف کام کس طرح کرسکتا تھا۔ نہیں ہرگز نہیں اور اب میرے دل میں شدید خواہش تھی کہ مجھے کس طرح فاخرہ یعقوبی کے بارے میں مزید تفصیلات معلوم ہوں اور اس سلسلے میں، میں مائیکل یان اور کیرن شی مے ہی کو استعمال کرنا چاہتا تھا۔ ڈبل کراس، یقیناً مجھے تہذیب مالکم ایکس سے بھی غداری کرنا پڑ رہی تھی۔ حالانکہ وہ اچھی لڑکی تھی لیکن اگر میں اُسے تفصیل بتا بھی دوں تو اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا مجھے۔ تہذیب مجھ سے کتنی ہی متاثر سہی لیکن یہ بات وہ بھی اچھی طرح جانتی تھی کہ یہ سلسلہ گرین پول کے خلاف ہوگا اور وہ گرین پول کے مفادات سے غداری نہیں کرسکتی تھی۔ البتہ ایک بات اور میرے ذہن میں آئی تھی۔ یقینی طور پر تہذیب مالکم ایکس کو اس بارے میں کچھ نہیں معلوم ہوگا، وہ نہیں جانتی ہوگی کہ ایف بی آئی کا منصوبہ کیا ہے اور امریکی نژاد یہودی اس سلسلے میں گوٹے ہل کو کس طرح استعمال کر رہے ہیں۔ اگر وہ یہ بات جانتی ہوتی تو کبھی مجھے منصوبے میں اس طرح شریک نہ کرتی کیونکہ اسے یہ معلوم تھا کہ علی یار خان تنظیم آزادیٔ فلسطین سے کتنی زیادہ دلچسپی رکھتا ہے اور فلسطینیوں کے مفاد پر دنیا کی ہر چیز کو قربان کرسکتا ہے۔

میں بہت الجھ گیا تھا۔ تہذیب مالکم ایکس کو اس بارے میں بتانا کسی طرح سود مند نہیں ہوگا، بات ایک دم سے تبدیل ہو گئی تھی۔ مجھے افسوس تھا کہ اس پلان میں شامل ہو کر میں اسے نقصان پہنچانے پر آمادہ ہو گیا ہوں لیکن تنظیم کے لیے سب کچھ قبول کیا جاسکتا تھا۔ تہذیب مالکم ایکس کو دھوکا بھی دیا جاسکتا تھا۔ میں اپنے آپ کو کسی قیمت پر اس سے باز نہیں رکھ سکتا تھا۔

ابھی کوئی صحیح فیصلہ نہیں کر پایا تھا کہ کیا کروں کہ میری مشکل کا ایک حل مجھے نظر آگیا۔

تہذیب مالکم ایکس نے کیتھی براؤن کی حیثیت سے مجھ سے ملاقات کی۔ میں اس کی آنکھوں میں شدید تجسس اور سنسنی محسوس کر رہا تھا لیکن اس کے چہرے کے تاثرات سے کوئی اندازہ نہیں ہوسکتا تھا۔

اس نے حسبِ سابق وہ آلہ نکال کر میز پر رکھ دیا جو ہر آواز کو اپنے اندر جذب کرلیا کرتا تھا اور انھیں منتشر ... دروازہ مضبوطی سے بند کرنے کے بعد وہ میرے سامنے بیٹھتے ہوئے بولی۔" میکو یاٹے! حیرت انگیز طور پر ایک انکشاف ہوا ہے جس نے مجھے دنگ کر دیا ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہ صرف یہ کہ میں اس انکشاف سے حیران ہوں بلکہ میں تمھاری زیرک نگاہی کی دل سے قائل ہوگئی ہوں۔ تم نے ایک ایسا کام اس وقت کیا تھا جب مجھے اس کا شبہ بھی نہیں تھا۔ میں دعوے سے کہہ سکتی ہوں علی یار خاں کہ تمھارا ذہن دنیا کا بہترین دماغ ہے اور اگر تم باقاعدگی سے گرین پول میں شامل ہوجاؤ تو میرا خیال ہے تمھیں تقرری کے بجائے ترقی کا درجہ حاصل ہو سکتا ہے۔"

"ایسی کون سی بات ہوگئی تہذیب؟" میں نے تعجب سے پوچھا۔

"میں تمھیں یہی حیرت انگیز بات بتانے آئی ہوں۔ پہلے یہ بتاؤ ان لوگوں کے بارے میں تمھاری کیا رائے ہے، جنھوں نے تم سے ملاقات کی ہے۔"

"وہ والٹوموباٹے کے مفادات پر کام کرنے آئے ہیں۔ گرین پول کے بارے میں انھیں اطلاع ہو چکی ہے اور وہ... گرین پول کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔"

"گڈ۔ اس دوران مافیا کی پُراسرار خاموشی میرے لیے حیرت انگیز ہے جبکہ مافیا، موباٹے کے دشمنوں کے مفاد میں کام کر رہی ہے۔ اس سے قبل تو کبھی ایسا نہیں ہوا کہ مافیا کی کارکردگی اتنی سست رہی ہو۔"

"ہاں۔ یہ بات میرے لیے بھی سخت حیرت انگیز ہے حالانکہ مافیا سے کبھی بھی میرا کوئی تعلق نہیں رہا۔"

"اچھا چھوڑو ان باتوں کو۔ حیرت انگیز بات یہ ہے علی یار خاں کہ... جنرل ٹیرس نے مجھ سے ملاقات کی ہے۔ میں تمھیں نہیں بتا سکتی کہ میں نے اپنی زندگی کا کتنا عظیم الشان کارنامہ انجام دیا ہے۔ یہ بات میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھی کہ کیتھی براؤن جنرل ٹیرس کی محبوبہ ہے۔"

"کیا؟" میں چونک پڑا۔

"ہاں۔ نہ صرف محبوبہ ہے بلکہ یوں سمجھ لو کہ اس کی دستِ راست بھی ہے۔ جنرل ٹیرس اب تک مجھ سے بالکل غیر متعلق رہا ہے اور میرے اور اس کے درمیان اس طرح گفتگو ہوتی رہتی ہے جیسے صرف ایک اعلیٰ شخصیت اور ایک ماتحت کے درمیان ہوتی ہے لیکن اس کم بخت نے موقع ملتے ہی مجھ سے ملاقات کی... اور... اور مجھے کچھ ایسی صورتِ حال سے دوچار ہونا پڑا جس نے مجھے پریشان کر دیا تھا لیکن میں نے اس مشکل وقت کو ذہانت سے ٹال دیا۔ بعد میں مجھ پر انکشاف ہوا کہ کیتھی براؤن جنرل ٹیرس کی محبوبہ ہے اور مستقبل میں دونوں شادی کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جنرل ٹیرس نے مجھ سے جو گفتگو کی ہر چند کہ وہ غیر واضح تھی لیکن کیا تم اس بات پر یقین کرو گے

علی یار خاں کہ درحقیقت والٹوموباٹے کا دستِ راست، اس کے مفادات کا سب سے بڑا نگران جنرل ٹیرس ہی اس بغاوت کا سربراہ ہے۔ وہی اپنے طور پر تمام تیاریاں کر رہا ہے اور کیتھی براؤن اس کی دستِ راست ہے۔ وہ خود بھی یہی چاہتی ہے کہ والٹوموباٹے کی ہلاکت کے بعد جنرل ٹیرس گوٹے ہل کا سربراہ بن جائے اور شاید تمھیں یہ بات معلوم نہ ہو کہ جنرل ٹیرس کے اپنے خیالات والٹوموباٹے سے بالکل مختلف ہیں۔ وہ گوٹے ہل میں ایک نئی اور آزاد حکومت چاہتا ہے اور اس کی خواہش ہے کہ گوٹے ہل پر امریکی اثرات مرتب نہ ہوں۔ اس نے کسی دوسرے ملک سے دلچسپی کا اظہار نہیں کیا لیکن اس کی یہی خواہش ہے کہ وہ گوٹے ہل کو کسی دوسرے بڑے ملک کی تحویل میں نہ رہنے دے اور ایک آزاد مملکت کی حیثیت سے اس کی سیاست کو ترتیب دے۔ شاید تمھیں اس بات پر بھی یقین نہ آئے کہ وہ سیکرٹری جو ہلاک ہوا تھا، ان لوگوں کے لیے بڑی اہمیت کا حامل تھا اور بڑی مشکلوں سے انھوں نے اسے وہاں تک پہنچایا تھا۔ مجھے یعنی کیتھی براؤن کو اس کی موت کا شدید صدمہ ہونا چاہیے تھا کیونکہ جنرل ٹیرس نے مجھ سے باقاعدہ تعزیت کی تھی اور کہا تھا کہ اگر وہ احمق شخص ذرا سی غلطی نہ کر جاتا تو اس طرح ہلاک نہ ہوتا۔"

تہذیب مالکم ایکس کے انکشافات میرے لیے انتہائی سنسنی کا باعث تھے لیکن تھوڑی سی خوشی بھی ہوئی تھی مجھے۔ اس طرح تہذیب مالکم ایکس نے کیتھی براؤن کی حیثیت سے جو کچھ معلوم کیا تھا، وہ میرے کام آسکتا تھا۔ اگر جنرل ٹیرس واقعی اس سلسلے میں کام کر رہا ہے تو پھر میں اس کے ساتھ تھا اور اس طرح مجھے اپنے نئے منصوبے پر کام کرنے میں زیادہ آسانی ہو سکتی تھی۔ تاہم تہذیب مالکم ایکس سے میں نے اسی طرح حیرت کا اظہار کیا اور پھر اس سے اس کے نئے منصوبے کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔

"اب میں چاہتی ہوں کہ والٹوموباٹے واقعی محل میں واپس آجائے۔ میں اس کے لیے ایک خاص جگہ بنا رہی ہوں اور اس طرح میں اسے یہاں بھیج دوں گی۔ میرا خیال ہے جنرل ٹیرس مجھے آج سے تیسری رات اپنے منصوبے سے آگاہ کر دے گا اور اس طرح والٹوموباٹے کے خلاف مہم کا آغاز ہو جائے گا کیونکہ پتا یہ چلا ہے کہ ایف۔ بی۔ آئی کے آنے والے رکن والٹوموباٹے کے مفادات کے لیے کوئی اہم منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔ اس سے قبل کہ وہ لوگ اپنی ان کوششوں میں کامیاب ہو جائیں، ہم وہ سب کچھ کر لینا چاہتے ہیں۔"

"تو پھر پروگرام کیا ہے؟"

"میرا خیال ہے جنرل ٹیرس کو کام کرنے کا پورا پورا موقع دیا جائے کہ وہ حکومت کا تختہ الٹ دے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی ہمیں اپنے طور پر ان لوگوں کو تیار کر لینا چاہیے جو جوابی کارروائی کریں گے۔ والٹوموباٹے کی یہاں موجودگی اس لیے ضروری ہے کہ نقلی والٹوموباٹے کے قتل کے فوراً بعد وہ اپنے آپ کو منظرِ عام پر لے آئے اور تختہ الٹنے والی قوت کے خلاف جوابی کارروائی کی بذاتِ خود نگرانی کرے۔ ہم اسے تمام تر صورتِ حال سے آگاہ کر دیں گے۔"

"والٹوموباٹے کو کس حیثیت سے یہاں لا رہی ہو؟" میں نے سوال کیا۔

"فی الحال ایک بالکل عام حیثیت سے، یعنی نقلی..... والٹوموباٹے کے محافظ دستے کے سربراہ کی حیثیت سے۔ اس سربراہ کو ہم اپنی تحویل میں لے لیں گے۔ اور اپنے مال خانے میں جمع کرا دیں گے۔" آخری الفاظ پر تہذیب مالکم ایکس مسکرا دی، چونکہ مال خانے سے اس کی مراد وہی جگہ تھی، جہاں کیتھی براؤن اور والٹوموباٹے قید تھے۔

میں نے اس کی بات سے اتفاق کیا تھا لیکن میرا ذہن شدید سنسنی کا شکار تھا۔ یہاں میں اپنے آپ کو بالکل تنہا محسوس کر رہا تھا۔ وقت بہت کم رہ گیا تھا۔ کاش کسی طرح میرا تعلق فخرہ یعقوبی سے قائم ہو جائے۔ اگر ایسا ہو جائے تو لطف ہی آجائے گا اور اس کے لیے مجھے اب ازسرِنو منصوبہ بندی کرنا تھی۔

تہذیب مالکم ایکس مجھ پر مکمل اعتماد کرتی تھی۔ اس لیے اس نے یہ بات مجھ سے نہیں چھپائی تھی لیکن افسوس اب حالات اچانک تبدیل ہو گئے تھے۔ میرے فرض نے مجھے آواز دی تھی اور میں اب مکمل طور پر تہذیب کے مفادات کے خلاف سرگرم رہا تھا۔ میں نے جو منصوبہ بنایا، اس پر مجھے خود حیرت تھی۔ بلاشبہ میں نے ایک اہم عہدے کے بارے میں سوچا تھا لیکن اس طرح تہذیب مصیبت میں گرفتار ہو جاتی بلکہ اس کی زندگی کو بھی خطرات لاحق ہو سکتے تھے۔ باقی منصوبہ بندی تو مکمل تھی بس یہ فیصلہ نہیں ہو پایا تھا کہ تہذیب کو کس طرح بچاؤں۔ جنرل ٹیرس کے خیالات جاننا بھی ضروری تھے لیکن براہِ راست یہ کوشش کسی طور کامیاب نہیں ہو سکتی تھی۔ بالآخر اور کوئی بہتر تدبیر نہیں سوجھی تو میں نے اپنے پہلے منصوبے پر عمل کرنا ہی مناسب سمجھا۔ گرین پول کی گرین بیلٹ میرے پاس موجود تھی۔ میرا خیال تھا کہ گرین پول کے وہ کارکن جو اس عمارت پر تعینات تھے جہاں کیتھی براؤن کو رکھا گیا تھا مجھے نہ پہچانتے ہوں گے کیونکہ اب میں میکویاٹے کی حیثیت سے تھا لیکن یہ بات تسلیم کرنا پڑی کہ

تہذیب اپنے ایک ایک عمل میں مستعد تھی۔ گرین بیلٹ کا سہارا نہ لینا پڑا۔ وہاں میرا استقبال پارکو کی حیثیت سے ہی کیا گیا تھا۔ گویا وہ لوگ میری موجودہ حیثیت سے پوری طرح واقف تھے۔

انچارج نے میری درخواست پر مجھے کیتھی براؤن کے پاس پہنچا دیا اور وہ مجھے دیکھ کر چونک پڑی۔ "میکویاٹے۔"

"میں میکویاٹے نہیں ہوں۔"

"کیا مطلب؟"

"جس طرح میڈم! آپ یہاں قید ہیں اور ایک لڑکی موباٹے کے نزدیک آپ کی شکل میں موجود ہے اسی طرح میکویاٹے بھی قیدی ہے اور میں اس کی شکل میں یہاں موجود ہوں۔"

"کیا۔ میری شکل میں کوئی لڑکی موباٹے کے قریب موجود ہے؟"

"ہاں۔ آپ کے اغوا کے بعد اس نے آپ جگہ سنبھال لی۔"

"مگر تم کون ہو؟"

"انہی ہنگامہ خیزیوں کی ایک کڑی۔"

"کس سے تعلق ہے؟" اس نے پوچھا۔

"یہ سن کر آپ کو زیادہ خوشی نہیں ہوگی۔" میں نے کہا۔

"اس کے باوجود میں جاننا چاہتی ہوں۔"

"تو سنیے! میرا تعلق تنظیم آزادیٔ فلسطین سے ہے۔ میڈم کیتھی براؤن آپ جانتی ہیں کہ گوٹے ہل میں والٹوموباٹے اسرائیل نواز امریکیوں کا حامی بن گیا ہے اور تنظیم کے مفادات کے خلاف

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

موبائے کی سربراہی میں کام ہو رہا ہے۔ فلسطینی تنظیم اس کے دفاع میں کام کر رہی ہے۔ میں اسی ادارے کا ایک رکن ہوں۔"

"تت... تو کیا میں... تنظیم کی قیدی ہوں؟"

"نہیں آپ کو ان لوگوں نے قید کیا ہے جو آپ کو موبائے کا دستِ راست سمجھتے ہیں اور اس بات سے خوفزدہ ہیں کہ آپ موبائے کے دشمنوں کو کامیاب نہ ہونے دیں گی۔"

"یہ خیال تو تنظیم کو بھی ہو سکتا ہے؟"

"کیوں نہیں لیکن ہماری ابھی اتنی پہنچ نہیں ہے۔"

"مگر تم یہاں کیسے پہنچ گئے؟"

"چالاکی سے۔"

"یہ لوگ کون ہیں؟"

"شاید ان کا تعلق مافیا سے ہے۔"

"اوہ، نہیں یہ مافیا کے آدمی نہیں ہیں۔" کیتھی براؤن نے کہا۔ بڑا اعتماد تھا ان الفاظ میں اور یہ الفاظ تہذیب کے انکشاف کی تصدیق کرتے تھے۔

"ان کے بارے میں بعد میں معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں۔ مجھے یہ بتائیے، میں آپ کے کس طرح کام آ سکتا ہوں؟"

"کیا مطلب؟"

"تنظیم آزادیٔ فلسطین آپ کی مدد کر کے آپ کا تعاون چاہتی ہے۔"

"میں بھلا اپنے بھائی کے مقاصد سے انحراف کیسے کر سکتی ہوں۔"

"خواہ ان لوگوں کی قید ہی میں کیوں نہ مر جائیں؟"

"مجبوری ہے۔"

"او کے۔ میں ایک پیش کش کرتا ہوں آپ کو۔ اگر آپ موبائے کو اسرائیلی ایجنٹ بننے سے روک سکیں تو میں آپ کو ان کے پنجے سے نکال کر لے جا سکتا ہوں۔"

کیتھی کچھ سوچنے لگی۔ پھر بولی "کیا تم مجھے گوٹے ہل پہنچا سکتے ہو؟"

"گوٹے ہل؟" میں نے تعجب سے کہا۔

"ہاں۔ اگر تم یہ کام کر سکتے ہو تو تم سے تمہاری خواہش کے مطابق تعاون کیا جا سکتا ہے۔" اس نے کہا۔ میں سمجھ گیا کہ اُسے یہ بات معلوم نہیں ہے کہ وہ گوٹے ہل ہی میں ہے۔

"گوٹے ہل میں کیا آپ موبائے کے محل میں جائیں گی؟"

"نہیں، وہ جگہ مخدوش ہے۔ وہاں میں ایک اور جگہ قیام کروں گی۔ وہ میری ملکیت ہے۔"

"کون سی جگہ ہے وہ؟"

"گوٹے ہل جا سکتے ہو تو وہاں چلو۔ میں وعدہ کرتی ہوں کہ تمہیں بہت سے فائدے حاصل ہوں گے۔"

"یہ جگہ گوٹے ہل ہی ہے۔ آپ اپنے دارالحکومت میں ہیں۔" میرے اس انکشاف سے کیتھی براؤن ششدر رہ گئی تھی پھر وہ پُرجوش ہو گئی۔

"اگر یہ بات ہے تو فوراً مجھے یہاں سے نکالو۔ باہر چل کر میں تمہیں بتاؤں گی کہ ہمیں کیا کرنا ہے۔"

"آپ کے پاس کوئی محفوظ جگہ موجود ہے؟"

"ہاں کیوں نہیں۔"

"آئیے۔" میں نے کہا اور وہ اچھل کر کھڑی ہو گئی ____ وہ سخت ہیجان کا شکار تھی۔ میں اسے ساتھ لے کر باہر نکل آیا۔ باہر پہریدار موجود تھے۔ میرے ساتھ کیتھی براؤن کو دیکھ کر وہ جزبز ہوئے لیکن میں نے فوراً کہا..........

"میں نے انچارج سے اجازت لے لی ہے۔ آؤ میرے ساتھ آؤ۔" انچارج کی کیفیت بھی مختلف نہیں ہوئی تھی۔ میں نے اُسے آنکھ مارتے ہوئے کہا "میڈم براؤن میرے ساتھ جا رہی ہیں۔ ہم دو گھنٹے میں واپس آئیں گے۔" اور پھر میں اسے پریشان چھوڑ کر باہر نکل آیا۔ میں جانتا تھا کہ تہذیب مالکم ایکس کی طرف سے اسے ہدایت ہے کہ وہ خود رابطہ قائم کرنے کی کوشش نہ کرے۔ وہ خود ہی ضرورت پڑنے پر رابطہ قائم کرتی رہے گی۔ اس کے علاوہ تہذیب نے اس سے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ مجھے پورے اختیارات حاصل ہیں، گرین پول کی جانب سے اور میرے کسی کام میں مداخلت نہ کی جائے۔ چنانچہ میں اس کی طرف سے مطمئن تھا۔

باہر نکل کر کیتھی نے کہا "اور تم کہتے ہو کہ میں تمہاری قیدی نہیں تھی۔"

"کیا مطلب؟"

"ان لوگوں نے تمہارے ساتھ یہ تعاون کیوں کیا؟"

"اس لیے کہ میں میکویائے کے میک اپ میں ہوں۔"

"گویا ان کا تعلق میکویائے سے ہے؟"

"جو کچھ ہے مس کیتھی، سامنے آ جائے گا۔ آپ اس قدر پریشان کیوں ہیں؟ آپ وہاں چلیں جہاں آپ جانا چاہتی ہیں۔ آپ کو علم نہیں، میں نے آپ کو رہا کر کے کتنا بڑا خطرہ مول لیا ہے۔"

کیتھی مجھے جس عمارت میں لائی تھی وہ ایک قدیم عمارت تھی۔ اس کے اطراف میں ایک خوب صورت باغ موجود تھا۔ عمارت میں ایک نیگرو بوڑھے اور دو جوان لڑکیوں کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔ کیتھی کو دیکھ کر وہ مودب ہو گئے تھے۔ کیتھی کو یہاں آ کر بہت تقویت [illegible] ایک شاندار کمرے میں آ کر اس نے کہا "اب

تم مجھے اپنی اصلی شکل دکھا دو۔"

"کیا یہ ضروری ہے میڈم؟"

"مجھے اطمینان ہو جائے گا۔"

"آپ کو مجھ پر بھروسا کرنا چاہیے۔ میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ میں کیا چاہتا ہوں۔ اس کے باوجود آپ آزاد ہیں۔ میں آپ کو ان لوگوں کے شکنجے سے نکال لایا ہوں۔ اگر آپ مجھ سے تعاون نہ کرنا چاہیں تو میں آپ کو مجبور نہیں کروں گا۔"

وہ کسی سوچ میں ڈوب گئی۔ پھر بولی "تمہارا شکریہ۔ اس بات کا میں تمہیں یقین دلاتی ہوں۔ میرے سلسلے میں تمہاری یہ محنت رائیگاں نہیں جائے گی۔"

"میں سمجھا نہیں مادام؟"

"ذاتی طور پر میں تنظیم آزادیٔ فلسطین کے خلاف نہیں ہوں۔ جبکہ والٹو موبائے امریکی یہودیوں کے جال میں پھنسا ہوا ہے۔ امریکن ایف۔ بی۔ آئی انہی یہودیوں کی وجہ سے والٹو موبائے کے لیے کام کر رہی ہے۔ اسرائیلی ایجنٹ بھی اس کے لیے اپنی خدمات پیش کر چکے ہیں۔ بہت گہری چال چلی جا رہی ہے۔ اگر تم کسی خاص منصوبے کے تحت یہاں نہیں آئے، اور مجھے بے وقوف نہیں بنا رہے تو میرے ساتھ تعاون کرو۔ میں تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ میں تنظیم کی مدد کروں گی۔ اگر یہ کوئی چال ہے تو بہتر ہے مجھے بتا دو، میں ابھی تمہارے چنگل میں ہوں۔"

"کیا ہم ایک دوسرے پر بھروسا کر سکتے ہیں؟" میں نے سنجیدہ ہو کر کہا۔

"حالات نے یہی رخ اختیار کیا ہے۔ بعض اوقات یوں بھی ہو جاتا ہے کہ دو اجنبی ایک دوسرے کے رازدار بن جاتے ہیں۔"

"کیا ہم ایک دوسرے سے سچ بول سکتے ہیں؟"

"آنکھیں بند کر کے۔"

"تو آنکھیں بند کر لو کیتھی براؤن اور اپنی سچائی کا ثبوت دو۔" میں نے کہا۔

"بولو کیا چاہتے ہو؟"

"موبائے سے آپ کا کیا تعلق ہے؟"

"سو فیصد بھائی ہے وہ میرا، لیکن بالکل ناکارہ اور عیاش ہے۔ وہ مجھ سے بے پناہ نفرت کرتا ہے لیکن ایک ایسا راز ہے اس کا میرے پاس کہ اگر افشا ہو جائے تو وہ کہیں کا نہ رہے گا۔"

"گویا تم آستین کا سانپ بن کر پیل کرتی ہو؟"

"اسی طرح زندگی کو برقرار رکھے ہوئے ہوں۔"

"جنرل ٹیرس سے تمہارا کیا رابطہ ہے؟"

"وہ میرا محبوب ہے۔ میری زندگی کا مالک۔"

"کیا جنرل ٹیرس ہی موبائے کا پوشیدہ دشمن نہیں ہے؟ کیا وہی اس کی حکومت کا تختہ نہیں الٹنا چاہتا؟"

کیتھی براؤن کی حالت خراب ہو گئی۔ اس کا بدن کانپنے لگا۔ اور پھر اس نے سخت ہیجان کے عالم میں کہا "ہاں، ہم ہی... والٹو موبائے کے خلاف سرگرم ہیں۔ میں جنرل ٹیرس کو برسرِاقتدار لانا چاہتی ہوں۔ ہم سب اس کے لیے کام کر رہے ہیں۔ بس اور کچھ نہ پوچھنا۔ بس میں اور کچھ نہیں بتا سکتی۔ اس کے علاوہ اور کچھ... اور کچھ..." وہ نڈھال ہو گئی۔ جتنا سچ اس کے پاس تھا، اس نے بول دیا تھا۔ واقعی اب اور کچھ اس کے پاس نہیں رہ گیا تھا۔

"میڈم کیتھی براؤن! جیسا کہ میں نے آپ کو بتایا ہے کہ میں تنظیم آزادیٔ فلسطین سے تعلق رکھتا ہوں تو حقیقت یہی ہے۔ آپ یہ بھی جانتی ہیں کہ موبائے نے گرین پول سے امداد طلب کی ہے۔ گرین پول کے منصوبے سے بھی آپ واقف ہیں۔ میں آپ کو یہ بتا دوں کہ گرین پول بڑی کامیابی سے اپنا کام کر رہی ہے۔ آپ کی جگہ گرین پول کی ایک لڑکی موجود ہے۔ موبائے کی جگہ اس کا ڈپلی کیٹ موجود ہے۔ میکویائے کی جگہ میں کام کر رہا ہوں لیکن مس براؤن، اب کھیل بدل گیا ہے۔ آپ مطمئن رہیں گرین پول کامیاب نہیں ہو سکے گی۔ آپ یہ بتائیے، آپ جنرل ٹیرس کو گرین پول کے منصوبے سے آگاہ کر سکیں یا نہیں۔"

"تم... تم یہ تو بتا دو... تم کون ہو؟"

"پارکو۔" میں نے جواب دیا۔ اور کیتھی براؤن ایک بار پھر ششدر رہ گئی۔

"لیکن تم تو... تم تو..."

"ہاں۔ میں گرین پول کے لیے کام کر رہا ہوں لیکن دراصل میں تنظیم کا نمائندہ ہوں۔"

"اوہ! دماغ پھٹ جائے گا میرا۔ پاگل ہو جاؤں گی میں۔ کیا کروں... میں کیا کروں؟" کیتھی نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔

"آپ یہاں آرام کریں۔ میں بہت جلد جنرل ٹیرس سے آپ کی ملاقات کا بندوبست کرتا ہوں۔ میرا خیال ہے آپ اس وقت تک خود کو پُرسکون رکھیں اور کوئی ایسا قدم نہ اٹھائیں جو ہم دونوں کے لیے نقصان دہ ہو۔"

"کیا تم... کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟ کیا واقعی تم ایسا ہی کرو گے؟"

"ہاں میڈم۔ اس وقت تک مجھ پر بھروسا کریں جب تک آپ کو مایوسی نہ ہو۔" میں نے جواب دیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیتھی براؤں جو کڑی بھول گئی تھی، ایسے درپے ذہنی جھٹکوں نے اسے نڈھال کر دیا تھا، حالانکہ بڑے دل گردے کی لڑکی تھی اور خود کو بہت سنبھالے رہتی تھی لیکن ان واقعات نے اسے سیدھا کر کے رکھ دیا تھا۔ بار بار وہ چونک کر مجھے دیکھنے لگتی تھی۔
"آپ کے لیے کچھ منگاؤں میڈم؟" میں نے پوچھا اور وہ چونک پڑی۔ یوں محسوس ہوا جیسے وہ اس ماحول سے روشناس ہونے کی کوشش کر رہی ہو۔ پھر اسے یاد آگیا کہ یہ عمارت اس کی اپنی ہی ہے۔ اس نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر کہا۔
براہِ کرم دیوار میں لگے اس سیاہ بٹن کو دبا دو۔"
میں نے اپنی جگہ سے اٹھ کر بٹن دبا دیا تھا ـــــ دونوں لڑکیوں میں سے ایک لڑکی اندر آگئی تھی۔
برانڈی۔" کیتھی نے کہا اور پھر میری طرف سوالیہ انداز میں دیکھا۔
"اگر کوئی وقت نہ ہو تو بیک کافی۔" میں نے کہا۔
کیتھی نے چونک کر مجھ پر نگاہ ڈالی اور بولی۔ "یہاں تمہاری پسند کی ہر شراب مل جائے گی۔ تکلف نہ کرو۔"
"آسانی سے دستیاب ہو جائے تو صرف کافی، ورنہ کچھ نہیں۔" میں نے مسکراتے ہوئے اپنی بات کا اعادہ کیا۔
"جاؤ جلدی کرو۔" کیتھی نے کہا اور لڑکی چلی گئی۔ کیتھی صوفے کی پشت سے ٹک گئی تھی۔ چند لمحات خاموش رہنے کے بعد وہ بولی۔ "مجھے ان تمام باتوں پر یقین نہیں آتا پارکو۔ غور کرتی ہوں تو دماغ پھٹنے لگتا ہے۔ تمہاری شخصیت بے حد حیرت انگیز ہے۔ بہت سے سوالات ہیں تمہارے بارے میں میرے ذہن میں، لیکن ہر سوال کے ساتھ ایک نیا سوال آکھڑا ہوتا ہے اور سمجھ میں نہیں آتا کہ پہلے کیا پوچھوں۔"
"آپ لوگ جس مشن پر کام کر رہے ہیں وہ بچوں کا کھیل نہیں ہے میڈم! یہ کھیل بذاتِ خود اتنا الجھا ہوا ہے کہ اس کا کوئی سرا کہیں سے نہیں پکڑا جا سکتا۔ امریکی ادارے اس معاملے میں پوری طرح سرگرم ہیں۔ آپ نے خود مافیا کا سہارا لیا ہے۔ وانٹو موبا کے گرین پول کے چکر میں ہے۔ کیا کیا ہو رہا ہے اس کھیل میں۔ بہتر ہے آپ اپنے ذہن کو پُرسکون رکھیں۔ کوئی بھی غلط قدم سارا کھیل خراب کر دیگا۔"
"ایکبار، صرف ایکبار اپنی اصلی شکل دکھا دو، میں مطمئن ہو جاؤں گی۔"
"نہیں میڈم۔ میں اس میک اپ کو کسی طور خراب نہیں کر سکتا۔"
"تو یہ بتاؤ اب میں کیا کروں؟"
"اگر یہ عمارت آپ کی نگاہ میں محفوظ ہے تو یہاں آرام کریں۔ باقی کام مجھے کرنے دیں۔ یہ سوچیں کہ ابھی آپ بدستور ان لوگوں کی قیدی ہیں اور بے دست و پا ہیں۔"
کیتھی مجھے گھورتی رہی۔ خادمہ برانڈی لے آئی تھی۔ میں نے خود برانڈی گلاس میں ڈال کر اُسے پیش کی۔ اور وہ اس کے بڑے بڑے گھونٹ لینے لگی، پھر اُس نے کہا۔ "اب اگر میں گریز کا راستہ اختیار کروں یا تمہارے بارے میں شک و شبہ کروں تو بیکار ہے۔ میں اپنی زندگی کا سب سے اہم راز تمھیں دے چکی ہوں۔ تمہاری مرضی ہے پارکو جو دل چاہے کرو۔ اگر ہمارا یہ مشن فیل ہو جاتا تو موت کے علاوہ اور کیا ملتا۔ میں نے وہ موت قبول کر لی ہے۔" اُس نے ساری برانڈی حلق میں اتار لی۔
"یہ عمارت آپ کے لیے محفوظ ہے؟"
"ہاں۔ ٹیرس کے علاوہ کوئی اس کی حقیقت نہیں جانتا۔"
"اُس کا پتا؟"
"ساؤتھ پارک ہیوٹن۔"
"ان تین افراد کے علاوہ یہاں کوئی نہیں ہے؟"
"نہیں۔"
"آپ یہاں ... تحفظ کر سکتی ہیں؟"
"ڈیگی اور بروجی بلیک بیلٹ اور بہترین نشانہ باز ہیں۔"
"وہ دونوں لڑکیاں؟" میں نے پوچھا۔
"بے مثال ہیں وہ۔ دس دس مردوں کے برابر۔"
"یہ اچھی بات ہے۔ اور وہ بوڑھا؟"
"انھی کا باپ ہے۔ تیس سال سے ہمارے خاندان کا وفادار ہے۔" کیتھی نے جواب دیا۔ اسی وقت لڑکی میرے لیے کافی لے آئی۔ کیتھی نے کہا۔ "یہ بروجی ہے۔ بلیک بیلٹ تھرڈ ڈان۔ ایک بہت بڑے مارشل آرٹس کے ادارے میں اس نے تربیت حاصل کی ہے اور اس کے نرم و نازک ہاتھ چار وزنی بلاک توڑ دیتے ہیں۔" لڑکی نے گردن خم کی اور مسکراتی ہوئی وہاں سے واپس چلی گئی۔
"میرا خیال ہے میڈم براؤن آپ صبر و سکون کے ساتھ یہاں قیام کریں، جنرل ٹیرس سے رابطہ قائم کرنا میرے لیے آسان کام نہیں ہوگا جس طرح آپ حیرتوں کا شکار ہوئی ہیں جنرل ٹیرس بھی اسی طرح حیرت زدہ رہ جائے گا لیکن میں وعدہ کرتا ہوں کہ کسی نہ کسی طرح اسے یہ اعتبار دلانے میں کامیاب ہو جاؤں گا کہ میں اس کے دشمنوں میں سے نہیں ہوں اور اس کے بعد جب وہ یہاں پہنچے میڈم براؤن تو پھر یہ آپ کا فرض ہے کہ آپ اسے میری طرف سے مطمئن کریں تاکہ ہم باہمی اعتماد کے سہارے سے کام کر سکیں جیسا کہ میں نے آپ کو پہلے بات میں بتا دیا ہے کہ میں ... کا ایک رکن ہوں، ... منصوبے کے تحت یہاں نہیں آیا

گھر بیٹھے انگلش سکھلانے والی بہترین کتابیں

HOW TO WRITE A LETTER
خطوط نویسی کے لیے، قیمت ۶ روپے

HOW TO WRITE AN ESSAY
مضمون نگاری کے لیے، قیمت چھ روپے

HOW TO WRITE AN EXPLANATION
وضاحت و تشریح کے لیے، قیمت چھ روپے

HOW TO LEARN CORRECT SPELLING
صحیح "ہجے" لکھنے کے لیے، قیمت چھ روپے

HOW TO DO COMPREHENSION
ادراک و فہم کا اظہار کرنے کے لیے، قیمت چھ روپے

CORRECT POSITIONS OF PREPOSITIONS
پری پوزیشن کے صحیح استعمال کے لیے، قیمت چھ روپے

HOW TO PUNCTUATE
رموز اوقاف جاننے کے لیے، قیمت چھ روپے

10 DAYS TO TRANSLATION
اردو سے انگلش میں ترجمہ کرنے کے لیے، قیمت بارہ روپے

○ اندرونِ ملک ڈاک خرچ ایک یا ایک سے زائد کتابوں کا ۱۰ روپے ہوگا۔ پورا سیٹ منگانے پر ڈاک خرچ معاف (صرف اندرون ملک کے لیے) ○ کتابوں کی قیمت اور ڈاک خرچ بذریعہ منی آرڈر ارسال کریں۔ منی آرڈر کوپن پر اپنا نام و پتا اور کتابوں کا نام ضرور لکھیں ○ کسی قسم کی نقد رقم خط میں ڈال کر ہرگز نہ بھیجیں۔ ○ منی آرڈر ارسال کرنے کا پتا:

مکتبہ نفسیات۔ پوسٹ بکس ۹۴۴ سعید مینشن بلیموریا اسٹریٹ، کراچی ۱

○ بیرون ملک پورے سیٹ کی قیمتیں مع ڈاک خرچ: مشرق وسطی /۱۰۰ پاکستانی روپے، یورپ اور مشرق بعید: /۱۵۰ پاکستانی روپے، آسٹریلیا، امریکہ، افریقہ /۲۰۰ پاکستانی روپے ○ بیرون ملک کتابیں منگانے کے لیے رقم بذریعہ ڈرافٹ روانہ کریں۔ ڈرافٹ پر نام اس طرح لکھوائیں MAKTABA NAFSIAT A/C 688 H.B.L MANSFIELD STR.BR. KARACHI

خط و کتابت کا پتا

مکتبہ نفسیات : پوسٹ بکس ۹۴۴ کراچی ۱

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھا بلکہ اتفاقیہ طور پر گرین پول سے رابطہ قائم ہو گیا تھا۔ اس کی تفصیل طویل ہے اس لیے آپ کو نہیں بتاؤں گا۔ گرین پول کی نمائندہ لڑکی میری دوست بن گئی اور اس نے اپنے مقاصد مجھ سے بیان کر کے مجھے اپنے ساتھ شمولیت کی پیش کش کی جس وقت میں والٹو موبائے سے ملا تھا اور میں نے اُس کے سیکرٹری کو آپ کے سامنے بے نقاب کر دیا تھا اُس وقت میرے ذہن میں ۔۔۔ والٹو موبائے سے وفاداری کے جذبات موجود تھے یعنی گرین پول کی جانب سے میں اس کا تحفظ چاہتا تھا لیکن بعد کے حالات نے یہ ثابت کر دیا کہ آپ والٹو موبائے کے مشن میں شریک نہیں ہیں بلکہ آپ کا مشن کچھ اور ہے۔ جب مجھے یہ معلوم ہوا میڈم کیتھی براؤن کہ والٹو موبائے جیسی شخصیت یہودی نژاد امریکیوں کی آلۂ کار ہے تو آپ خود سمجھتی ہیں کہ میں دیگر تمام مفادات کو نظر انداز کرنے پر مجبور ہو گیا اور میں نے آپ سے تعاون کا فیصلہ کر لیا لیکن یہ اس شرط پر ہے کہ جنرل ٹیرس کے برسرِ اقتدار آنے کے بعد یہاں یہودی مقاصد فنا کر دیے جائیں گے۔ اگر آپ نے میرے ساتھ تعاون کیا تو یقین کیجیے میں سر دھڑ کی بازی لگا دوں گا اور آپ کے مشن کو کامیاب بناؤں گا۔ دوسری شکل میں یقیناً آپ کا بدترین دشمن ثابت ہوں گا۔"

"نہیں نہیں، تمھیں اس کی ضرورت نہیں پیش آئے گی۔ میں تمھیں بتا چکی ہوں کہ ٹیرس بذاتِ خود یہودیوں سے نفرت کرتا ہے اور اپنے وطن میں اسرائیلی مفادات کے لیے کوئی کارروائی نہیں ہونے دینا چاہتا۔"

"تو بس آپ اطمینان رکھیں میڈم براؤن کہ جنرل ٹیرس کو کامیابی سے ہمکنار کرنا میری بھی فرض داری ہے اور میں اس کے لیے پوری طرح کام کروں گا۔"

"گرین پول کی وہ لڑکی جس کے ساتھ تم والٹو موبائے سے ملنے کے لیے آئے تھے، مجھے بہت چالاک محسوس ہوتی ہے۔ وہ ایک خود مختار حیثیت میں گرین پول کے لیے کام کرتی ہے۔ کیا تمھارا اس سے ٹکراؤ نہیں ہو جائے گا؟"

"یہ میرے ذاتی معاملات ہیں، انھیں میں خود ہی دیکھوں گا۔ آپ یہاں صرف اپنا تحفظ کریں۔ اگر میرے پاس کچھ ایسے افراد ہوتے جو میرے لیے کام کرتے تو میں یقیناً یہاں کچھ لوگوں کو آپ کی نگرانی کے لیے مقرر کر دیتا۔"

"اس کی ضرورت نہیں ہے۔ تم صرف اپنا کام کرو۔" کیتھی براؤن نے کہا اور کافی پینے کے بعد میں وہاں سے اُٹھ گیا۔

"بس اب مجھے اجازت دیجیے میڈم! زیادہ دیر آپ کے پاس رُکنا خطرناک ہو سکتا ہے۔"

کیتھی براؤن اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑی ہوئی اور چند قدم چل کر میرے نزدیک پہنچ گئی۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر میرے شانے پر رکھتے ہوئے کہا۔ "بعض اوقات انسان بہت کچھ ہونے کے باوجود کچھ نہیں رہ جاتا۔ میں بھی اس وقت ایسی ہی کیفیت کا شکار ہوں۔ تم تصور بھی نہیں کر سکتے پارکو، میں اپنا سب کچھ کھو چکی ہوں۔ ان دنوں میں اپنے آپ کو اتنا ہلکا محسوس کر رہی ہوں کہ اس سے پہلے کبھی نہیں محسوس کیا۔"

میں نے اُسے تسلی دی اور باہر نکلنے والے راستے کی جانب بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں واپس موبائے ہاؤس کی جانب جا رہا تھا۔ جو کچھ کر چکا تھا، وہ میرے لیے بھی بہت خطرناک تھا۔ کہیں ایک قدم غلط اٹھا اور مصیبتوں کا شکار ہوا۔ چنانچہ ایک ایک قدم پھونک پھونک کر رکھنا تھا۔ تہذیب بلاشبہ ایک اچھی دوست اچھی ساتھی ثابت ہوئی تھی۔ اس کی جانب سے اب یہ خدشہ مکمل طور پر ذہن سے نکل چکا تھا کہ کسی طور پر اس کا تعلق اولیو ہاورڈ سے ہو گا۔ ہاورڈ کو میں نے ایک بار پھر بدترین شکست دی تھی، وہ بڑی گہری چال چل کے اور بڑی طویل منصوبہ بندی کے تحت مجھے تنظیم سے برگشتہ کر کے فرانس لایا تھا۔ یقیناً اس کے ذہن میں کوئی ایسا ہی منصوبہ ہو گا جو میری ذات کے لیے نہایت ہولناک ہو۔ اس بات کا مجھے بھی یقین تھا کہ اولیو ہاورڈ اگر چاہتا تو میں اس کے ہاتھوں موت کا شکار بھی ہو سکتا تھا لیکن وہ مجھے قتل نہیں کرنا چاہتا تھا بلکہ اسرائیلی مفاد کے لیے وہ میری ذات کو اس طرح استعمال کرنے کا خواہش مند تھا کہ میرا ملک بھی اس میں ملوث ہو جائے۔

میں نے اس کے منصوبوں کے بارے میں بہت کچھ سوچا تھا لیکن کوئی بات میری سمجھ میں نہیں آئی تھی ۔۔۔ فی الحال تو میں اس کے جال سے نکل چکا تھا اور اس موڑ پر اسے شکست کا منہ دیکھنا پڑا تھا۔ ہاں یہ دوسری بات تھی کہ وہ نہیں تو اب امریکن ایف بی آئی کا ڈینس پہلے میرے آس پاس ہی موجود تھا اور کسی بھی لمحہ اس سے مڈبھیڑ ہو سکتی تھی۔ موبائے کے محل میں حالات حسبِ معمول تھے۔ میں یہاں کی سنسنی خیز کیفیت کو ہر لمحہ محسوس کرتا تھا۔

تہذیب سے اس کے کمرے ہی میں ملاقات ہوئی۔ میں جاننا چاہتا تھا کہ اسے کیتھی براؤن کی گمشدگی کا علم ہوا یا نہیں لیکن بظاہر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ بے خبر ہے۔ وہ پُرسکون تھی، مجھے دیکھ کر مسکرائی اور کہنے لگی۔ "یہ دونوں افراد ۔۔۔ میری مراد کیرن شی سے اور مائیکل یان سے ہے، بے پناہ شاطر معلوم ہوتے ہیں۔ میں ان کی طرف سے شدید ہراس کا شکار ہوں پارکو۔"

"میرے خیال میں ابھی تک انھیں تم پر کوئی شبہ نہیں ہو سکا، ورنہ وہ اپنے منصوبے یوں ہمارے سامنے نہ لاتے۔"

"ہاں، یقیناً ایسی ہی بات ہے لیکن اس کے باوجود میرا خیال ہے ان دونوں کے لیے کچھ کرنا ضروری ہے۔ دراصل معاملات اب اس نہج تک پہنچ گئے ہیں کہ ہمیں میدان صاف رکھنا چاہیے۔ خواہ اس کے لیے تھوڑا بہت خطرہ ہی کیوں نہ مول لینا پڑے۔"

"مطلب؟"

"مطلب یہ کہ جنرل ٹیرس ان دونوں سے ملا تھا اور ان کے درمیان خاص گفتگو رہی تھی۔ غالباً جنرل ٹیرس اب اپنے منصوبے پر بلاتاخیر عمل کرنا چاہتا ہے۔ اس سلسلے میں اس نے مجھ سے بھی ملاقات کی تھی لیکن یہ ملاقات ان دونوں سے گفتگو کرنے کے بعد ہوئی تھی۔ آج رات کو ساڑھے گیارہ بجے یہاں سے کچھ فاصلے پر ایک مخصوص عمارت میں ان لوگوں نے ایک میٹنگ کا پروگرام رکھا ہے۔ جنرل ٹیرس مجھے اس میٹنگ میں شرکت کی دعوت دینے کے لیے میرے پاس پہنچا تھا اور اُس نے عجیب سے انداز میں مجھ سے کہا تھا کہ اس میٹنگ میں شرکت بیحد ضروری ہے۔ جس انداز میں وہ مجھ سے گفتگو کرتا ہے اس سے تمھارے اس خیال کی تصدیق ہوتی ہے پارکو کہ جنرل ٹیرس اور کیتھی براؤن کے درمیان گہرا ربط و ضبط ہے۔ تاہم وہ بڑی احتیاط سے کام لے رہا ہے اور تنہائی میں بھی میرے مرتبے کو نظر انداز نہیں کرتا لیکن اس کی آنکھیں کچھ کہتی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔"

"ہو سکتا ہے لیکن اس میٹنگ کے بارے میں ابھی تک مجھے کوئی اطلاع نہیں ہے۔"

"تم غالباً موجود نہیں تھے۔ جنرل ٹیرس نے مجھ سے ہی تمھارے بارے میں بھی کہا ہے کہ رات کو ساڑھے گیارہ بجے کی اس میٹنگ میں تمھیں شرکت کی دعوت دے دی جائے۔"

"یہ میٹنگ کہاں ہو رہی ہے؟"

"بیگی ہاؤس میں جو اس عمارت کے عقب میں بالکل قریب ہی ہے۔"

"یہاں محل میں یہ میٹنگ مناسب کیوں نہیں سمجھی گئی؟"

"جنرل ٹیرس کا کہنا ہے کہ محل میں جہاں تک ممکن ہو سکے، ایسی اہم کارروائیاں محدود رکھی جائیں کیونکہ دشمنوں کے بارے میں کوئی اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ دراصل وہ سیکرٹری والے واقعے سے خاصا متاثر معلوم ہوتا ہے۔" میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ سیکرٹری کا تقرر ظاہر ہے جنرل ٹیرس ہی کے ایما پر ہوا تھا ۔۔۔ بہرحال میٹنگ کے بارے میں مجھے نہیں معلوم تھا کہ اس میں کیا فیصلے ہونے والے ہیں لیکن میں اپنے آپ کو اس کے لیے تیار کرنے لگا۔ کیتھی براؤن کے مسئلے کو ابھی کچھ دیر کے لیے مزید ٹالنا تھا۔

ساڑھے گیارہ بجے ایک ایک آدمی خفیہ طور پر بیگی ہاؤس پہنچ گیا۔ تہذیب مالکم ایکس میرے ساتھ ہی اس پُراسرار عمارت میں گئی تھی، عمارت خاصی مضبوط بنی ہوئی تھی۔ بظاہر یوں محسوس ہوتا تھا جیسے اس کے اطراف میں کوئی نہ ہو۔ میٹنگ ہال میں نقلی والٹو موبائے، مائیکل یان اور جنرل ٹیرس پہلے سے موجود تھے۔ میں اور کیتھی براؤن یعنی تہذیب مالکم ایکس ساتھ ساتھ ہی اندر داخل ہوئے تھے۔ کیرن شی سے ہمارے درمیان موجود نہیں تھا۔ کسی نے اس کے بارے میں مائیکل یان سے سوال کیا تو اس نے جواب دیا کہ وہ ایک اور کام میں مصروف ہے، اس لیے اس میٹنگ میں شرکت نہیں کر سکتا۔ یہاں میں اس کی نمائندگی کر رہا ہوں۔

جنرل ٹیرس نے والٹو موبائے اور کیتھی براؤن کو ادب سے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "میڈم! اب تک اس سلسلے میں مجھے جو علم ہو سکا ہے اس سے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ ہم ابھی تک مضبوط اقدامات نہیں کر سکے ہیں۔ دشمن ہماری نگاہوں سے روپوش اپنی سازشوں میں مصروف ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم یہ سب کچھ کب تک برداشت کریں؟ کہیں یوں نہ ہو کہ ہماری قوتِ مدافعت کمزور پڑ جائے اور دشمن اس صورتِ حال سے فائدہ اُٹھا جائے۔"

"تو آپ کے ذہن میں اس سلسلے میں کوئی مؤثر منصوبہ موجود ہے جنرل ٹیرس! اگر ایسی بات ہے تو براہِ کرم آپ ہمیں اس سے آگاہ کریں۔" کیتھی براؤن یا تہذیب مالکم ایکس نے پُروقار انداز میں کہا۔

"میڈم! بظاہر ہم کوئی ایسا منصوبہ پیش نہیں کر سکتے لیکن میں چاہتا ہوں کہ ہم اپنی طرف سے کارروائی کا آغاز کر دیں۔"

"وہ کس طرح؟"

"ان تمام عہدیداروں کی فہرست میرے پاس موجود ہے جنھیں ہم اس سلسلے میں ملوث سمجھتے ہیں۔ اگر ہم اپنے منصوبے میں تھوڑی سی تبدیلی کر کے اُسے یوں عمل میں لائیں کہ ان لوگوں کو گرفتار کر کے خفیہ طور پر قید کر دیا جائے تو پھر اس انقلاب کے امکانات ہی ختم ہو جاتے ہیں۔"

"ہرگز نہیں، اس طرح ہمارے دشمن پسِ منظر میں رہیں گے اور ہم صرف اندھیرے میں تیر چلائیں گے۔ ممکن ہے جن لوگوں کو ہم گرفتار کریں، ان کے ذہن میں یہ منصوبہ نہ ہو۔" نقلی ۔۔۔ والٹو موبائے نے فوراً دخل دیا۔ تہذیب مالکم ایکس نے اس شخص کا انتخاب یونہی نہیں کیا تھا۔ یہ ذہین آدمی تھا اور اپنی پوزیشن کو پوری طرح سمجھ چکا تھا۔

"اس میں کوئی شک نہیں ہے جناب لیکن آپ کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خیال میں کیا یہ طویل انتظار مناسب ہوگا؟"

" اس کے علاوہ کوئی چارۂ کار نہیں ہے جنرل! میں آپ کو اس اقدام کی اجازت نہیں دے سکتا۔ اس طرح میرا تمام منصوبہ مٹی میں مل جائے گا۔" والٹو موباٹے نے کہا اور اپنی بہن کیتھی براؤن کی طرف دیکھا۔

کیتھی براؤن نے فوراً اس کی تائید کرتے ہوئے کہا "ہاں جنرل! ایسا اقدام نامناسب ہوگا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہماری قوتِ مدافعت کمزور کیوں ہوگی؟ ہمیں دشمن کے آخری حملے کا اسی تندہی سے انتظار کرنا ہوگا جس طرح کرتے رہے ہیں اور جس وقت بھی یہ واقعہ ظہور پذیر ہو جائے، ہم اپنے عمل کا مؤثر انداز میں آغاز کر دیں گے۔ پروگرام کی تبدیلی یقینی طور پر غیر مؤثر ثابت ہوگی۔"

" یہ ایک تجویز تھی میرے ذہن میں اور اسی لیے میں نے سب کے سامنے پیش کی کہ سب کی رائے اس میں شامل ہو جائے" جنرل ٹیرس نے کہا۔ ابھی ہم یہ گفتگو کر ہی رہے تھے کہ دفعتاً ایک جھٹکے سے دروازہ کھلا اور ہم سب کی نگاہ دروازے کی جانب اٹھ گئی۔ منظر کچھ ایسا عجیب اور غیر متوقع تھا کہ سب ہی اپنی اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے۔ دو مسلح محافظ ایک خوب صورت نوجوان کو بازوؤں سے پکڑے ہوئے اندر لائے تھے۔ تیسرے نے اس کے سر کے بالوں کو اس طرح مٹھی میں جکڑ لیا تھا کہ اس کا سر اوپر کی جانب بلند ہو گیا تھا۔ ان کے پیچھے ہم نے کیرن شی مے کو دیکھا جو مسکراتا ہوا اندر آیا تھا۔ کیرن شی مے کا چہرہ دیکھ کر ایک عجیب سا احساس ہوتا تھا۔ محافظ، نوجوان کو پکڑے ہوئے ایک دیوار کے نزدیک رک گئے۔ کمرے کی فضا میں یکلخت حیرت و دہشت کا ملا جلا تاثر پیدا ہو گیا تھا لیکن چند لمحات کے بعد کیرن شی مے کی آواز نے یہ ڈرامائی کیفیت ختم کر دی۔

" خواتین و حضرات! بڑا دلچسپ تحفہ لایا ہوں آپ لوگوں کے لیے۔ آپ سب نے یقیناً سوچا ہوگا کہ شی مے اس اہم میٹنگ کے دوران موجود نہیں ہے۔ میں نے معذرت بھی کی تھی اور ایک مصروفیت کا بہانہ کیا تھا لیکن درحقیقت مجھے کچھ ایسے آثار نظر آئے تھے جن سے اندازہ ہوتا تھا اس شاندار عمارت کو کچھ لوگ بڑی دلچسپی کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں۔ اس دلچسپی کو محسوس کرنے کے بعد میرے لیے ضروری تھا کہ اس معاملے کی تحقیقات کروں۔ آپ لوگوں کو یہ سن کر یقیناً مسرت ہوگی کہ تنظیم آزادیٔ فلسطین کی خونخوار بلی فاخرہ یعقوبی آپ لوگوں سے زیادہ دور نہیں ہے۔ مافیا، گرین پول، ایف۔ بی۔ آئی، جنرل ٹیرس بذاتِ خود اور جو کوئی بھی یہاں اس کارروائی میں نہایت رازداری سے مصروف ہے، سب کے سب یہ بات نجانے کیوں نظر انداز کیے ہوئے ہیں کہ والٹو موباٹے کچھ اور لوگوں کے لیے بھی باعثِ تکلیف ہے۔ جیسے ہمارے یہ دوست۔ ان کا نام کیا ہے؟ کون ہیں یہ؟ اس کی تفصیل تو یہ خود ہی بتائیں گے۔ میں آپ لوگوں کو صرف اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ یہ۔۔۔ یہ فاخرہ یعقوبی کے دستِ راست ہیں اور آپ کی اس عمارت میں ڈائنا مائیٹس کا ایک اعلیٰ درجے کا جال بچھا چکے ہیں۔ ان میں اور کیا کیا خوبیاں ہیں، یہ تو بعد ہی میں معلوم ہوں گی۔ لیکن ایک بات میں دعوے سے کہتا ہوں کہ یہ بہترین ڈائنا مائیٹ انجینئر ہیں۔ جس طرح انھوں نے اس عمارت کو بارود کا ڈھیر بنا دیا ہے، وہ انہی کا کارنامہ ہو سکتا ہے لیکن بدقسمتی یہ کہ ان کے ساتھی اپنے آپ کو میری نگاہوں سے نہ چھپا سکے اور مجھے ان کی سرگرمیوں کا اندازہ ہو گیا۔" جنرل ٹیرس اور دوسرے تمام لوگ حیرت زدہ انداز کے ساتھ اپنی اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے۔ ٹیرس کے منہ سے آہستہ سے نکلا "ڈائنا مائیٹس۔"

" ڈائنا مائیٹ۔" تہذیب مالکم ایکس نے چیختے ہوئے کہا۔ لیکن میری نگاہیں نوجوان کا جائزہ لے رہی تھیں۔ بڑی خوبصورت شخصیت کا مالک تھا۔ بیضوی چہرہ، کشادہ پیشانی، سیاہ آنکھیں، گھنگھریالے بال۔ بدن گو دبلا پتلا تھا لیکن اس کی بناوٹ سے اندازہ ہوتا تھا کہ بجلی کی طرح پھرتیلا نوجوان ہے۔

نقلی والٹو موباٹے نے بڑبڑانے والے انداز میں کہا "یہ اس محفوظ ترین عمارت سے کس طرح واقف ہوئے اور یہاں تک کیسے پہنچے۔ عمارت کے آس پاس تو اچھے خاصے لوگ پھیلے ہوئے ہیں؟"

میں ان لوگوں کی جانب متوجہ نہیں ہوا۔ میرے لیے تو یہی کافی تھا کہ تنظیم آزادیٔ فلسطین کا ایک اہم رکن اور فاخرہ یعقوبی کا دستِ راست اس وقت مصیبت میں گرفتار ہے، میرا ذہن برق رفتاری سے کام کر رہا تھا کہ مجھے اس نوجوان کی مدد کے لیے کیا کرنا چاہیے۔ کوئی احمقانہ قدم اٹھانا کسی طور مناسب نہیں تھا۔ اس لیے کوئی لمبی چال ہی چلنا ہوگی۔ میں کسی بھی جانب متوجہ ہوئے بغیر سفاکی سے اس نوجوان کو گھور رہا تھا۔

دفعتاً مائیکل یان نے اپنا پستول نکال لیا۔ اس کی آنکھیں خون میں ڈوبی ہوئی تھیں۔ اس نوجوان کی طرف رخ کر کے چیختے ہوئے کہا "اس کے بدن میں آتنی گولیاں اتار دی جائیں کہ اسے سانس لینے کی مہلت تک نہ مل سکے۔"

"رک جاؤ مائیکل یان!" میں نے ہاتھ اٹھا کر کرخت لہجے میں کہا۔ "ریوالور واپس اپنی جیب میں رکھ لو۔"

میرے لہجے کی کرختگی پر مائیکل یان کا منہ بگڑ گیا۔ اس نے اپنے ساتھی کیرن شی مے کی طرف دیکھا اور پھر ریوالور واپس جیب میں رکھ لیا۔ میں آہستہ آہستہ اس نوجوان کے قریب پہنچ گیا تھا۔ جس محافظ نے اس کے سر کے بال پکڑ رکھے تھے، اسے میں نے ہدایت کی کہ اس کے سر کے بال چھوڑ دے۔ محافظ نے فوری طور پر میری ہدایت پر عمل کیا تھا۔ فلسطینی نوجوان نے سر کو ادھر ادھر جھٹکا اور پھر اس کی تیز نگاہیں میری طرف اٹھ گئیں۔ ان آنکھوں میں شدید نفرت بھری ہوئی تھی۔

میں نے اس کی نفرت کے اس انداز کو نظر انداز کر کے سرد لہجے میں کہا "اب تم اپنی زبان کھول دو۔ کون ہو تم؟ اور کس کے ایما پر یہاں آئے ہو؟ اس عمارت کے بارے میں تمھیں کس طرح معلومات حاصل ہوئیں؟ اور کتنے آدمی اب اس کے اطراف میں پھیلے ہوئے ہیں؟"

اس نے ایک ہلکی سی آواز منہ سے نکالی اور حقارت بھرے انداز میں رخ بدل لیا۔ جیسے ان سوالات کی اس کی نگاہ میں کوئی وقعت ہی نہ ہو۔ اور وہ ان کے جواب دینے کا کوئی ارادہ نہ رکھتا ہو۔ میں نے گہری نگاہوں سے نوجوان کے بگڑے ہوئے تیور دیکھے۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ ہر قسم کا تشدد برداشت کرنے کے لیے تیار ہو۔ لیکن اس کی اس کیفیت کو کیرن شی مے بالکل برداشت نہیں کر پا رہا تھا۔ مائیکل یان کا چہرہ بھی سرخ ہو رہا تھا۔ وہ شاید میری مداخلت سے خاموش ہو گیا تھا ورنہ فوری طور پر نجانے اس نوجوان کے خلاف کیا کارروائی کر ڈالتا۔

جب دوسری بار بھی میری بات کا اس نے کوئی خاص جواب نہیں دیا تو مائیکل یان برداشت نہ کر سکا، وہ تیزی سے اٹھ کر فلسطینی نوجوان کی طرف لپکا، اس کے منہ سے غصے بھری آوازیں نکل رہی تھیں "تمھاری یہ مجال۔۔۔ میں تمھیں ایک منٹ میں سیدھا کر دوں گا۔" اس نے گھونسا بنا کر فلسطینی نوجوان کے جسم پر مارا لیکن جونہی وہ اس کے قریب ہوا، فلسطینی نوجوان نے مہارت سے اپنے دونوں پاؤں اوپر اٹھائے چونکہ دو محافظ اس کے بازوؤں کا زور سنبھالے ہوئے تھے اس لیے ایک لمحے میں وہ سب کچھ ہو گیا جس کی توقع نہیں کی جا سکتی تھی۔ نوجوان کے دونوں پاؤں مائیکل یان کے منہ پر پڑے اور وہ بری طرح دہاڑتا ہوا دوسری طرف جا گرا۔ جو کچھ ہوا وہ اتنا اچانک تھا کہ میں اور دوسرے لوگوں کی طرح دونوں محافظ بھی حیران رہ گئے۔

کیرن شی مے تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے مائیکل یان کو اٹھانے کی کوشش کی۔ وہ زمین پر چت پڑا ہوا تھا۔ نوجوان کی شدید ضرب لگی تھی اس کے چہرے پر۔ اس کے سامنے والے دونوں دانت ٹوٹ گئے تھے، رخسار پر سیاہ نشان پڑ گیا تھا۔ بمشکل تمام اسے سہارا دے کر اٹھایا گیا تھا۔

میں نے اپنا رخ بدل لیا تھا اور پھر میں نے سرد لہجے میں کہا "میں تمھیں منع کر چکا تھا مائیکل یان اور پھر جب میں یہاں موجود ہوں تو تمھیں میری آواز سے اپنی آواز بلند نہیں کرنا چاہیے۔"

" اوہ مسٹر میکویاٹے! آپ اپنی کارروائی جاری رکھیں۔ یہ ذرا احمق قسم کا جذباتی آدمی ہے۔"

" بہتر یہی ہے کہ اسے یہاں سے باہر لے جاؤ۔" میں نے درشت لہجے میں کہا اور پھر واپس نوجوان کی طرف مڑ گیا۔ "تم اگر اپنے آپ کو بہت زیادہ مضبوط سمجھتے ہو اور یہ سوچتے ہو کہ تمھاری زبان بند رہ سکے گی تو اس غلط فہمی کو دل سے نکال دو۔ جو کچھ تم سے پوچھا جا رہا ہے اس کا جواب دو۔ میں آخری بار تمھیں یہ وارننگ دے رہا ہوں۔"

نوجوان نے حقارت سے زمین پر تھوک دیا اور ویسے ہی نفرت بھرے لہجے میں بولا "تم لوگ۔۔۔ تم لوگ کتے ہو۔ میں تمھیں سڑکوں پر بھونکنے والے کتوں سے زیادہ اہمیت نہیں دیتا۔ اگر تم میرے بارے میں یہی جاننا چاہتے ہو کہ میں کون ہوں تو اس کا تمھیں اندازہ ہے۔ میرا تعلق عظیم فلسطین سے ہے اور میں اس کی بقا کے لیے جد و جہد کر رہا ہوں۔ والٹو موباٹے جیسے بے ضمیر اور بے غیرت قسم کے لوگ اسرائیلیوں کو اپنے دامن میں پناہ دیتے ہیں۔ یہ اسرائیلی وحشی، فلسطین کی سرزمین پر تو جو کچھ کر رہے ہیں وہ ایک طرف لیکن ان کے گھناؤنے مقاصد آدھی دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ ہر جگہ اپنے لیے راستے ہموار کرتے ہیں۔ تم لوگ اس ڈاہک پلانٹ کے بارے میں جانتے ہو جو والٹو موباٹے کو کٹھ پتلی بنا کر یہاں اسرائیلی مفادات کے لیے کام کر رہا ہے! ذرا اس کی اہمیت پر غور کرو تو تمھیں اندازہ ہو جائے گا کہ یہ صرف فلسطینی عربوں ہی کے خلاف سازش نہیں ہو رہی بلکہ نجانے کون کون اس کی لپیٹ میں آئے گا۔ ہم اسرائیل کے قدم محدود کر دینا چاہتے ہیں۔ ہم انھیں پھیلنے نہیں دینا چاہتے اور تم۔۔۔ تم سب لوگ جو مختلف قوموں اور مختلف ملکوں سے تعلق رکھتے ہو، کتوں کی طرح اپنے سامنے پھینکی جانے والی ہڈیوں کی طرف لپلپاتے چلے آتے ہو، یہ سوچے سمجھے بغیر کہ تمھاری ان کوششوں سے دوسروں کو کیا نقصان پہنچ سکتا ہے۔ ہاں، میں آزادیٔ فلسطین کا مجاہد ہوں، فلسطینی تنظیم سے میرا تعلق ہے اور میں تم سب کو ڈائنا مائیٹ سے اڑا دینا چاہتا تھا، یہی تھا میرا مقصد۔ تم لوگ مجھے قتل کر دو گے، مرتے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مجھے لیکن تمھیں اندازہ نہیں کہ میرے جیسے نجانے کتنے سرفروش تمھاری فکر میں سرگرداں ہیں اور والٹو موباٹے تو... تو ان بے ضمیر لوگوں کے ہاتھوں کٹھ پتلیوں کی طرح کھیل رہا ہے مگر یاد رکھو ایک دن بہت بڑے نقصان سے دوچار ہوگا۔ یہ میری پیشن گوئی ہے۔ میرے لاکھوں ساتھی زندہ ہیں اور میں ان کے درمیان ہمیشہ زندہ رہوں گا۔ مجھے صرف یہ افسوس ہے کہ میں تم سب لوگوں کو موت کے گھاٹ نہیں اتار سکا۔ میں تم سب کو فنا نہیں کر سکا۔"

اس کے لہجے میں شیروں جیسی غراہٹ تھی۔ اس کی آنکھوں میں بے خوفی کی تیز چمک تھی۔ مجھے اس کا تمتماتا ہوا چہرہ اور دمکتی آنکھیں دیکھ کر ایک عجیب سا احساس ہو رہا تھا۔ واقعی نڈر اور دلیر لڑکا تھا اور اس وقت ان لوگوں کے درمیان بُری طرح گھر چکا تھا۔ میں جانتا تھا کہ کیرن شی مے اور مائیکل یان اس کی ایک لمحے کی زندگی بھی نہیں چاہتے ہوں گے اور میرا یہ اندازہ درست ہی نکلا۔ کیرن شی مے نے مائیکل یان کو سہارا دے کر اٹھایا تھا۔ اس کے منہ سے مسلسل خون بہہ رہا تھا۔ ابھی تک وہ کیرن شیمے کے ساتھ باہر نہیں گیا تھا۔ اس نے آستین سے ہونٹوں کا خون صاف کیا اور دفعتاً اچھل کر اس نوجوان کی طرف آیا۔ اب وہ غصّے سے بے قابو ہو چکا تھا۔ اس نے ایک گھونسا نوجوان کی پیشانی پر جڑ دیا اور اس وقت محافظوں نے نوجوان کے بازو چھوڑ دیے۔ میں نے خونی نگاہوں سے مائیکل یان کو دیکھا۔ کیرن شیمے نے بھی فوراً آگے بڑھنے کا ارادہ کیا تھا تاکہ مائیکل یان کو نوجوان سے دور ہٹا دے لیکن میں نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اُسے روک دیا۔ پھر میں نے کہا: "مائیکل یان نے میری وارننگ کے باوجود یہ حرکت کی ہے، میرا خیال ہے کہ اسے اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کا موقع دو۔" فلسطینی نوجوان کا جوش، اُس کا انداز اور اُس کے تیور دیکھ کر میں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ مائیکل یان کے لیے ایک خطرناک دشمن ثابت ہوگا۔ مائیکل یان کو اپنی اس حماقت کی سزا ضرور ملنی چاہیے تھی۔ دوسرا اشارہ میں نے محافظوں کو کیا تھا اور انھیں حکم دیا تھا کہ وہ پیچھے ہٹ جائیں۔ محافظوں سے آزادی ملتے ہی فلسطینی نوجوان نے اپنے دونوں بازو جھٹکے اور تن کر کھڑا ہو گیا۔

مائیکل یان اس کے مقابلے میں کافی مضبوط و توانا تھا۔ وہ خون تھوکتے ہوئے ٹکٹکی باندھے چند لمحوں تک اُسے گھورتا رہا اور پھر دفعتاً اس نے چھلانگ لگائی۔ فلسطینی نوجوان نے انتہائی مہارت سے اپنے آپ کو بچایا، وہ قطعی خوف زدہ نہیں معلوم ہوتا تھا۔ باقی تمام لوگ ایک دم پیچھے ہٹ گئے تھے۔ فلسطینی نوجوان مائیکل یان کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ دفعتاً کیرن شیمے نے اپنی قوم کی روایتی بزدلی اور شیطنت سے کام لیتے ہوئے عقب سے نوجوان پر حملہ کیا اور ایک زوردار گھونسا اس کے جبڑے پر لگا دیا۔ نوجوان نے بچنے کی کوشش کی لیکن گھونسا اس کے کان پر پڑا تھا، چنانچہ اس کا کان پھٹ گیا اور خون تیزی سے بہنے لگا۔ اس نے اپنے آپ کو گرنے سے بچانے کے لیے دیوار کا سہارا لیا تھا۔ مائیکل یان نے جو کیرن شیمے کو مصروفِ عمل دیکھا تو وہ کسی خونخوار چیتے کی طرح نوجوان پر جھپٹا اور دوسرے لمحے اس نے ایک زوردار ٹکر نوجوان کے سینے پر لگانے کی کوشش کی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی جو واقعہ پیش آیا وہ غیر متوقع اور حیرتناک تھا۔ نوجوان جو کان کی چوٹ سے گھبرا سا گیا تھا اور بظاہر یوں محسوس ہوتا تھا جیسے دیوار سے ہٹنا اس کے بس کی بات نہ ہو، وہ دفعتاً اپنی جگہ سے ہٹا اور مائیکل یان کا سر پوری قوت سے دیوار سے ٹکرا گیا۔ اس کا نتیجہ جو کچھ ہونا تھا وہی ہوا۔ مائیکل یان نے دیوار کو پکڑنے کی کوشش کی لیکن آہستہ آہستہ اس کے ساتھ ساتھ نیچے آ رہا۔ نوجوان نے ایک دم سے رُخ بدلا اور اس بار اس نے کیرن شیمے پر حملہ کر دیا تھا۔ وہ سرکس کے بازیگر کی طرح اچھلا اور اس کی دونوں ٹانگیں کیرن شیمے کے سر پر پڑیں۔ کیرن شیمے ضرب لگتے ہی بُری طرح ڈگمگایا اور سنبھلنے کی کوشش میں فرش پر آ گرا۔ فلسطینی نوجوان بھی نیچے گر گیا تھا لیکن پھر وہ پھرتی سے اٹھا اور دوڑتا ہوا کیرن شیمے کے سر پر پہنچ گیا۔ وہ ایک بار پھر اچھلا اور اس نے اپنے جوتے کی ضرب کیرن شیمے کی پیشانی پر لگائی۔ کیرن کے منہ سے ایک چیخ نکلی اور اس نے تلملا کر اپنے ہاتھوں سے اس کو پکڑنا چاہا لیکن نوجوان اس دوران پھر پیچھے ہٹ گیا۔ اس کے کان سے مسلسل خون بہہ رہا تھا لیکن وہ جوشِ انتقام میں اپنی اذیت فراموش کر چکا تھا۔

دوسرے لمحے اس نے جھک کر کیرن شیمے کی ٹانگ پکڑی اور اس کو دُہرا کر کے اپنے بدن کا پورا دباؤ اس پر ڈال دیا۔ کیرن شیمے ماہیِ بے آب کی طرح تڑپنے لگا۔ اس کے منہ سے فحش گالیاں نکل رہی تھیں۔ محافظ پریشان نگاہوں سے ایک دوسرے کی شکل دیکھنے لگے لیکن یہاں کون تھا جو انھیں ہدایات دیتا۔ جنرل ٹیرس کے بارے میں مجھے علم تھا کہ وہ دل سے والٹو موباٹے کے خلاف ہے اور اگر کیتھی براؤن کا کہنا غلط نہیں ہے تو وہ فلسطینیوں کے خلاف بھی نہیں ہے۔ وہ تو بالکل ایکس تھی جو کیتھی براؤن کی حیثیت سے موجود تھی اور والٹو

موباٹے کو سہارا دیے ہوئے تھی۔

والٹو موباٹے تو ظاہر ہے تھا ہی تھرڈ ریٹ کا آدمی چنانچہ وہ اس معاملے میں کیا دخل دیتا۔ باقی یہ دو ہی رہ گئے تھے جنھیں ان کی اس حرکت کی سزا ملنا ہی چاہیے تھی۔ مائیکل یان کی تو حالت خراب ہو گئی تھی، معلوم نہیں اس کے سر کی چوٹ کتنی شدید تھی لیکن اب کیرن شی مے بھی مصیبت میں پھنس گیا تھا۔ فلسطینی نوجوان نے کیرن شی مے کے سر کے بالوں کو مٹھی میں پکڑ کر اس کا سر اوپر اٹھایا اور پوری قوت سے زمین پر دے مارا۔ آوازیں خاصی وحشت ناک تھیں۔ یوں لگتا تھا جیسے زمین پر پتھر گر رہے ہیں۔ میں نے دُزدیدہ نگاہوں سے جنرل ٹیرس کی طرف دیکھا۔ وہ بے حس و حرکت کھڑا تھا اور اس کے انداز سے یہ پتا نہیں چلتا تھا کہ وہ اس معاملے میں مداخلت کرنا چاہتا ہے یا نہیں۔ سر پر ضربیں لگنے سے کیرن شی مے بھی نیم جاں ہو گیا۔ دفعتاً فلسطینی نوجوان نے حلق سے زوردار آواز نکالی۔ اس نے بھاری بھرکم کیرن شی مے کو بالوں سے پکڑ کر اٹھایا اور اُسے لے کر دوڑتا ہوا دیوار کے قریب پہنچ گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس نے وحشی درندوں کی طرح اُسے دیوار سے دے مارا۔

کیرن شی مے کے حلق سے دردناک چیخیں نکلنے لگی تھیں۔ اب وہ فحش کلامی بھی بھول چکا تھا۔ چیختے چیختے اس نے کہا: "مدد... بچاؤ... بچاؤ" لیکن وہاں موجود افراد میں سے کسی نے اس کی مدد نہیں کی اور فلسطینی نے پوری قوت سے نیم جان اور نڈھال کیرن شی مے کا گلا دبا دیا۔ چند لمحوں تک کمرے میں غرغراہٹ کی آوازیں اُبھرتی رہیں۔ شی مے کا پورا بدن متحرک تھا لیکن آہستہ آہستہ اس کی مزاحمت جواب دے گئی اور وہ بے حس و حرکت ہو گیا۔

کمرے میں موجود محافظ متحیرانہ انداز میں منہ پھاڑے کھڑے اس خونی کھیل کو دیکھ رہے تھے چونکہ میں نے انھیں مداخلت کے لیے منع کر دیا تھا، اس لیے وہ ساکت و جامد کھڑے ہوئے تھے۔ نوجوان نے انتہائی بے خوفی اور دلیری سے ہم میں سے ہر شخص کی شکل دیکھی اور پھر آہستہ آہستہ آگے بڑھتا ہوا دیوار سے جا لگا۔ پھر اس نے کہا: "تم لوگ میرے ساتھ جو سلوک کرنا چاہتے ہو، اس کے لیے آزاد ہو۔ میں بزدلوں کی طرح اس موقع سے فائدہ اٹھا کر فرار کی کوشش نہیں کروں گا۔"

جنرل ٹیرس نے محافظوں کی طرف دیکھ کر سخت لہجے میں کہا: "اسے گرفتار کر لو۔" وہ تینوں محافظ نوجوان پر ٹوٹ پڑے تھے اور پھر انھوں نے نوجوان کو بکرے کی طرح کس دیا۔

میں نے والٹو موباٹے اور کیتھی براؤن کی طرف دیکھا اور آہستہ سے بولا: "اس وقت مزید کوئی پروگرام جاری رکھنا ممکن نہیں ہے۔ بہتر یہ ہوگا کہ آپ مسٹر والٹو موباٹے کو واپس ان کی رہائش گاہ پر لے جائیں۔ میں ذرا جنرل ٹیرس کے ساتھ مصروف ہوں۔"

کیتھی براؤن نے گردن ہلا دی۔ جنرل ٹیرس نے ایک نگاہ مجھے دیکھا اور پھر بولا: "بہتر ہوگا مسٹر میکویاٹے کہ آپ خود مسٹر موباٹے کو ان کی رہائش گاہ تک پہنچا دیں۔ ان دونوں نے یہ بھی تو اشارہ کیا تھا کہ باہر اس کے اور ساتھی بھی دیکھے گئے ہیں۔ فوری طور پر کوئی اور حادثہ بھی پیش آ سکتا ہے۔"

میں نے مسکراتی نگاہوں سے جنرل ٹیرس کو دیکھا اور پھر گردن ہلا کر بولا: "او کے جنرل! میں ان کے ساتھ جا رہا ہوں۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ سے محل ہی میں ملاقات کروں گا۔"

"میں اس کے لیے کوئی معقول بندوبست کر کے ابھی واپس پہنچ جاؤں گا۔"

"فی الحال آپ اُسے صرف قید کریں گے جنرل! مجھے اس سے بہت سی معلومات حاصل کرنا ہیں، بہتر یہ ہوگا کہ اس کا زخم بھی دیکھ لیا جائے۔"

"ٹھیک ہے۔" جنرل ٹیرس نے جواب دیا اور میں نے کیتھی براؤن اور والٹو موباٹے کو اپنے ساتھ چلنے کی پیشکش کی اور بڑے احترام کے ساتھ انھیں واپس ان کے محل میں لے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آیا۔ راستے میں کسی قسم کی کوئی مزاحمت یا ایسی صورتِ حال پیدا نہیں ہوئی تھی جو قابلِ توجہ ہوتی۔ ان دونوں کو اپنی جگہ پہنچانے کے بعد میں وہاں سے نکل آیا۔

میں ذہنی الجھنوں کا شکار تھا۔ پتا نہیں جنرل ٹیرس اس نوجوان کے ساتھ کیا سلوک کرے؟ اس سے فوری رابطہ قائم کرنا ضروری تھی۔ میں جنرل ٹیرس کا انتظار کرنے لگا۔ تقریباً ایک گھنٹے کے بعد میری اس سے ملاقات ہوئی۔ جنرل خود ہی میری رہائش گاہ پہ پہنچا تھا۔

میں نے پُرتپاک انداز میں اس کا استقبال کیا اور اسے اندر لے آیا۔ پھر میں نے پوچھا۔ "فلسطینی نوجوان کو آپ نے کہاں قید کیا ہے جنرل؟"

"ایک مخصوص قید خانے میں۔ آپ مطمئن رہیں، وہ وہاں سے فرار نہیں ہو سکے گا اور نہ ہی فرار کرایا جا سکے گا۔" جنرل ٹیرس نے جواب دیا۔

"اس کے زخموں وغیرہ کی دیکھ بھال کے لیے آپ نے کوئی معقول بندوبست کیا ہے؟"

"ہاں آپ اطمینان رکھیں مسٹر میکو یائے۔ وہ شدید زخمی نہیں ہے۔ میں نے اس کے زخموں کی مرہم پٹی کرا دی ہے۔" جنرل ٹیرس نے جواب دیا۔

"ان دونوں کی کیا پوزیشن ہے؟"

"دونوں کی لاشیں ٹھکانے لگا دی گئی ہیں۔" جنرل نے سکون سے جواب دیا اور میں اُچھل پڑا۔

"اوہ! تو کیا وہ دونوں..."

"ہاں۔ وہ اسی جگہ مر چکے تھے۔"

"لیکن جنرل! ان کی اس طرح موت ہمارے لیے بہت سی اُلجھنیں پیدا کرے گی۔ خاص طور پہ وہ محافظ۔ ان کے ذریعے یہ بات منظرِ عام پہ آ سکتی ہے۔"

"اس خفیہ میٹنگ کے لیے محافظوں کا بندوبست میں نے کیا تھا۔ کیرن شی مے کو شاید کہیں سے اس فلسطینی نوجوان کے بارے میں اشارہ ملا تھا۔ اس لیے وہ اس کے پیچھے لگ گیا۔ اس کی یہ کارروائی --- ہمارے حق میں تھی لیکن اس کے بعد اس نے جو کچھ کیا، وہ خالص ذاتی عناد کی بنیاد پہ تھا۔ محافظوں کو ہدایت کر دی گئی ہے کہ وہ اس واقعے کو بھول جائیں، اور وہ بھول جائیں گے۔"

"آپ مطمئن ہیں؟"

"انھیں ذہن سے نکال دیجیے مسٹر میکو یائے۔" جنرل نے کہا۔

"ویسے اس واقعے کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جنرل؟"

جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے، فلسطینی چھاپا مار اس اسرائیلی ایٹمی پلانٹ کی فکر میں یہاں کافی عرصے سے کام کر رہے ہیں جو مسٹر والٹو موبائے کی نگرانی میں تکمیل پایا ہے۔"

"یہ ایٹمی پلانٹ کہاں واقع ہے جنرل؟" میں نے سوال کیا۔

"اس سلسلے میں تمام معلومات خفیہ رکھی گئی ہیں اور چونکہ میرا کوئی تعلق براہِ راست ان باتوں سے نہیں تھا اس لیے میں نے اس میں دخل نہیں دیا۔"

"جنرل ٹیرس، کیا آپ اس بات سے انکار کرتے ہیں کہ والٹو موبائے... میرا خیال ہے سب سے زیادہ آپ پر اعتبار کرتا ہے۔"

"ہاں، اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مسٹر موبائے مجھے خصوصی اہمیت دیتے ہیں۔"

"اس کے باوجود آپ یہ کہتے ہیں کہ ایٹمی پلانٹ کی اصل جگہ کا آپ کو علم نہیں ہے!"

"آپ کیا سمجھتے ہیں مسٹر میکو یائے، اگر مسٹر والٹو موبائے مجھ پر اعتماد کرتے ہیں تو میں کسی بھی شخص کو خواہ وہ کتنی ہی بڑی حیثیت کا مالک کیوں نہ ہو، ان کے کسی راز سے آگاہ کر سکتا ہوں؟" جنرل ٹیرس نے جواب دیا۔

"آپ ایک قابلِ فخر آدمی ہیں جنرل! میں آپ کی اس بات کی دل سے قدر کرتا ہوں۔"

"میرے لیے اور کیا حکم ہے مسٹر میکو یائے؟" جنرل نے کسی قدر خشک لہجے میں کہا۔

"آپ سے اسی سلسلے میں کچھ باتیں کرنا تھیں۔ فلسطینی نوجوان کے ہاتھوں ان دونوں کا قتل آپ کے خیال میں کیا حیثیت رکھتا ہے؟"

"مسٹر میکو یائے! آپ نے دیکھا کہ میں صرف ان معاملات میں مداخلت کرتا ہوں، جن کی مجھے اجازت دی جاتی ہے۔ مسٹر والٹو موبائے وہاں موجود تھے۔ وہ اپنے طور پہ کوئی بھی حکم جاری کر سکتے تھے۔ اور اگر وہ مجھے کوئی حکم دیتے تو پھر میں اس سلسلے میں مداخلت کرتا۔ ویسے میرا اپنا ایک اندازہ ہے۔"

"وہ کیا؟" میں نے دلچسپ نگاہوں سے جنرل ٹیرس کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ نے ان دونوں کی موت میں خاصی دلچسپی لی تھی اور شاید آپ اندازہ کر چکے تھے کہ وہ فلسطینی نوجوان ان دونوں پر بھاری پڑ جائے گا۔ حالانکہ یہ دونوں معمولی حیثیت کے مالک نہیں تھے۔ لیکن فلسطینی گوریلوں کو جس انداز میں تربیت دی جاتی ہے، وہ انھیں فولاد بنا دیتی ہے۔ اور آپ نے اس فولاد کو اچھی طرح سے جانچ لیا تھا۔" جنرل ٹیرس کی تیز اور چمکدار نگاہیں میری

طرف نگراں تھیں۔ لیکن میرے ہونٹوں کی مسکراہٹ اسے پریشان کر رہی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ اس کے اس انکشاف پر میں پریشان ہو جاؤں گا۔ لیکن میری آنکھوں میں یا میرے چہرے پر پریشانی کا کوئی شائبہ بھی نہیں تھا۔

"ہاں شاید آپ کا یہ خیال درست ہے جنرل!"

"سوال کر سکتا ہوں مسٹر میکو یائے کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟"

"جنرل! ہمارے درمیان بہت سارے معاملات محتاط انداز میں چل رہے ہیں۔ بظاہر ہے میں اس بات کا جواب آپ کو نہیں دوں گا۔"

"ٹھیک ہے! میں اس بات پر اصرار بھی نہیں کروں گا۔ ویسے آپ اس فلسطینی نوجوان سے کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں؟"

"یہ بھی میں آپ کو بعد میں بتاؤں گا۔ فی الحال آپ کے لیے ایک پیغام ہے میرے پاس۔"

"پیغام! کس کا پیغام؟" جنرل ٹیرس نے سوال کیا۔

"جنرل، جو کچھ میں کہہ رہا ہوں، اسے غور سے سنیں! آپ کو ایک جگہ پہنچنا ہے، رات کے کسی بھی حصے میں یا کل دن میں کسی بھی وقت۔"

"کہاں؟" جنرل ٹیرس کچھ چونکا ہوا سا تھا۔

"اس کا جگہ کا نام ساؤتھ پارک ہیون ہے۔" میں نے جواب دیا۔

جنرل کے بدن میں ایک لمحے کے لیے لرزش پیدا ہوئی تھی لیکن اس نے اپنے چہرے سے کسی قسم کے تردد کا اظہار نہیں ہونے دیا اور پُرخیال انداز میں ٹھوڑی کھجاتے ہوئے بولا۔ "ساؤتھ پارک ہیون۔ میرا خیال ہے میں اس علاقے اور اس عمارت کے بارے میں جانتا ہوں، لیکن وہاں سے یہ پیغام کس نے دیا ہے میرے لیے؟"

"میں نہیں جانتا! بس مجھ سے اس بارے میں درخواست کی گئی تھی اور میں نے وہ درخواست آپ تک پہنچا دی۔"

"آپ ہوا میں تیر چلا رہے ہیں مسٹر میکو یائے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ آپ نے اس عمارت کا حوالہ مجھے کیوں دیا ہے۔" جنرل نے کہا۔ اس کی آواز میں کوئی خاص بات ضرور تھی جسے میں نے بخوبی محسوس کیا۔ اور اس کے بعد مجھے یوں لگنے لگا جیسے جنرل میری طرف سے محتاط ہو گیا ہے۔

"آپ کو وہاں ضرور جانا ہے جنرل! اگر ضرورت محسوس کریں تو ٹیلی فون پہ وہاں موجود اس شخصیت سے بات چیت کر سکتے ہیں جس نے آپ کے لیے پیغام دیا تھا۔"

"خیر مسٹر میکو یائے۔ میں نہیں جانتا کہ آپ کے ذہن میں کیا ہے۔ میں اب آپ سے اجازت چاہتا ہوں؟"

"اوکے جنرل۔ میری بات پہ غور کر لینا۔" میں نے کہا اور جنرل ٹیرس کوئی جواب دیے بغیر باہر نکل گیا تھا لیکن میری چھٹی حس بتا رہی تھی کہ جنرل کے ذہن میں میرے لیے کچھ شکوک و شبہات پیدا ہو گئے ہیں۔ اگر جنرل کسی بھی طرح کیتھی براؤن سے رابطہ قائم کرنے میں کامیاب ہو جاتا تو پھر یقیناً اس کا ذہن صاف ہو سکتا تھا۔ لیکن اس سے پہلے مجھے محتاط رہنا تھا۔ جنرل ٹیرس اس واقعے سے خود کو اس قدر بے تعلق نہیں رکھ سکتا تھا، اس نے والٹو موبائے کی خاموشی کے سہارے اپنی خاموشی کا جواز بھی پیدا کر لیا تھا۔ میں جانتا تھا کہ وہ اپنے درمیان کیرن شی مے اور مائیکل ریان کی موجودگی کو پسند نہیں کرتا تھا۔ ان دونوں شاطر آدمیوں سے خود اس کا منصوبہ بھی خطرے میں پڑ جاتا تھا۔ اب وہ کیتھی براؤن سے ملاقات کرے گا۔ اور اس کے بعد اس کا رویہ تبدیل ہو جائے گا لیکن میرے لیے ابھی بے شمار مسائل تھے۔ فلسطینی جوان، جنرل ٹیرس کی قید میں تھا اور میں ... اسے حاصل کرنا چاہتا تھا، تاکہ اس کے ذریعے فاخرہ لبنی سے رابطہ قائم ہو سکے۔ تنظیم آزادیٔ فلسطین کی یہ رکن یہاں اپنی ذہانت کا لوہا منوا چکی تھی اور اس کے تذکرے عام تھے۔ چنانچہ میں یہی سوچ رہا تھا کہ اگر مجھے اس کا سہارا مل جائے تو بے شمار مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس سے ملاقات کا مرحلہ ابھی دور تھا۔ سب سے پہلے تہذیب مالکم ایکس کو سنبھالنا

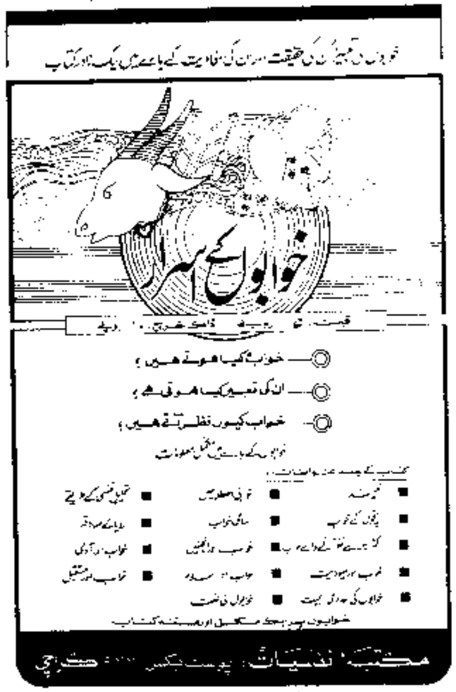

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھا۔ اس کے لیے زبردست تیاریاں کرنا پڑی تھیں مجھے۔ ذہنی طور پر میں ایک ایک لمحہ معروف رہا تھا۔ کچھ عملی اقدامات بھی اس دوران کر ڈالے تھے۔ مثلاً مجھے اندازہ تھا کہ جب تہذیب مالکم ایکس کو یہ بات معلوم ہوگی کہ کیتھی براؤن اس کی قید سے رہا ہو چکی ہے تو پھر اپنے آپ کو وہ شدید خطرے میں محسوس کرے گی اور فوری طور پر یہاں سے نکل بھاگنے کا پروگرام بنائے گی۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ ان تمام حالات کے باوجود تہذیب مالکم ایکس، والٹو موباٹے کے محل سے دور ہو جائے اور میں خود بھی اس کے بعد میکویائے کی حیثیت سے نہیں رہ سکتا تھا۔ حالانکہ سب کچھ میرا ہی کیا دھرا تھا لیکن تہذیب مالکم ایکس گرین پول کی "سفری" تھی، مطلق العنان اور خود فیصلے کرنے والی۔ اگر میں اس کے جانے کے بعد خود میکویائے کی حیثیت سے محل میں رہتا تو اُسے یہ شبہ ہو سکتا تھا کہ میں اتنا مطمئن کیوں ہوں۔ جبکہ میکویائے ہی کی حیثیت سے کیتھی براؤن کو وہاں سے نکالا گیا تھا۔ چنانچہ فوری طور پر مجھے اپنی شخصیت تبدیل کرنا تھی۔ اور اس طرح اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ میں اپنے بہت سے اختیارات کھو بیٹھتا۔ میکویائے کی حیثیت سے مجھے یہ اختیارات حاصل تھے کہ میں کسی بھی معاملے میں براہِ راست شریک رہوں اور میری اپنی آواز بھی دوسری آوازوں سے بلند ہو لیکن اس حیثیت کو برقرار رکھنا مشکل تھا۔ میں نے ان تمام باتوں پر بہت غور و فکر کیا تھا۔ اور اس سلسلے میں جو انتظامات کیے تھے، وہ یوں تھے۔

میں نے سوچا تھا کہ تہذیب مالکم ایکس کو جب صورتِ حال کا علم ہوگا تو اسے مشورہ دوں گا کہ وہ اپنا میک اپ تبدیل کر لے اور یہیں رہے۔ مجھے خود بھی اپنا میک اپ تبدیل کرنا تھا اور اس کے لیے میں نے دو ایسے کرداروں کا انتخاب کر لیا تھا جن کی جگہ میں اور تہذیب مالکم ایکس لے سکتے تھے۔ ان میں سے ایک اس محل کا نگراں فلائیڈ پیٹرسن تھا اور دوسری ایک لڑکی جوزی مارسٹن جو سیاہ فام تھی اور محل کی نگرانی کے امور میں ایک مخصوص حیثیت رکھتی تھی۔ ہم دونوں ان دونوں کی شکل میں بہ آسانی آ سکتے تھے۔ اس کے علاوہ بظاہر اور کوئی کردار ایسا نظر نہیں آتا تھا جس کی شکل اختیار کر کے ہم اس محل میں آزادانہ کام کر سکتے، چنانچہ میں نے میک اپ کے سامان کا بھی انتظام کیا تھا جس کے ذریعے ہم ان دونوں کی شکلیں اختیار کر سکتے تھے لیکن یہ سب کچھ نہایت مہارت اور احتیاط سے کرنا تھا۔ یہ ضروری نہیں تھا کہ حالات ہر وقت میرے تابع ہی ہوں۔ کسی وقت صورتِ حال بگڑ بھی سکتی تھی اور میں جانتا تھا کہ جہاں بھی میں نے چوٹ کھائی، وہیں سے میرے زوال کا آغاز ہو جائے گا اور یہاں میں کچھ نہیں کر سکوں گا۔

فی الحال اپنے کمرے میں ہی رہنا مناسب تھا۔ یوں بھی رات خاصی گہری ہو چکی تھی۔ والٹو موباٹے اپنی آرام گاہ میں چلا گیا تھا اور تہذیب مالکم ایکس، کیتھی براؤن کی حیثیت سے اپنی آرام گاہ میں تھی۔ اس نے بمشکل تمام خود پر قابو پایا ہوگا۔ ورنہ ان حالات میں وہ مجھ سے رابطہ قائم کرنا ضروری سمجھتی۔ ہم دونوں محتاط انداز میں ہی ایک دوسرے سے ملاقات کرتے تھے لیکن رات کے غالباً دو بجے تھے اس وقت اور میری پلکیں بوجھل ہو چکی تھیں، جب اچانک دروازے پر دستک سنائی دی۔

میں اچھل پڑا۔ اس وقت دروازے پر دستک دینے والی دو ہی شخصیتیں ہو سکتی تھیں، جنرل ٹیرس یا تہذیب مالکم ایکس۔ تاہم میں نے پستول نکالا اور بڑی احتیاط کے ساتھ دروازہ اس انداز میں کھول دیا کہ اگر کوئی... کارروائی بھی ہو تو میں اس کی فوری زد میں نہ آ سکوں۔

جنگلی جانور کی طرح اندر گھس آنے والی تہذیب مالکم ایکس ہی تھی۔ اس کی دہشت اور جلد بازی سے میں نے اندازہ لگا لیا کہ کسی نہ کسی طرح انچارج سے اس کا رابطہ قائم ہو گیا ہے۔ اس نے احمقوں کی طرح اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر مجھ پر نگاہ پڑتے ہی آنکھیں بند کر لیں اور مدھم لہجے میں بولی "دروازہ بند کر دو علی! دروازہ بند کر دو۔" اس کی ذہنی کیفیت کا میں بخوبی اندازہ لگا رہا تھا۔ میں نے پھرتی سے دروازہ بند کر دیا۔ اور پھر تیز روشنی کے سوئچ کی جانب ہاتھ بڑھایا تو تہذیب نے پھرتی سے آگے بڑھ کر میرا بازو پکڑ لیا "نہیں رہنے دو، رہنے دو، بتی نہ جلاؤ۔"

"کیا بات ہے تم کافی پریشان نظر آ رہی ہو؟" میں نے متحیرانہ انداز میں کہا۔

"اوہ... اوہ علی! جلدی سے مجھے ایک بات بتاؤ، پہلے جلدی سے مجھے ایک بات بتا دو۔" اس نے بے صبری کے انداز میں کہا۔

"خیریت! کیا بات ہے؟" میں نے متعجب ہونے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

"کیا تم نے... کیا تم نے کیتھی براؤن کو اس جگہ سے ہٹا دیا ہے؟"

"کیا مطلب؟ میں نہیں سمجھا تہذیب؟"

"یہ بتاؤ کیا تم ہیڈ کوارٹر پہنچے تھے؟ کیا تم نے انچارج سے کہا تھا کہ تم کیتھی براؤن سے ملنا چاہتے ہو؟ اور اس کے بعد تم... تم..."

"تہذیب! براہِ کرم اپنے حواس بحال کرو، تم جیسی شخصیت کے لیے اتنی بدحواسی موزوں نہیں ہے۔ بیٹھو، آرام سے بیٹھ جاؤ۔ کیا ہوا؟ مجھے تفصیل سے بتاؤ؟"

"تو تم نہیں گئے... تو تم وہاں نہیں گئے۔" تہذیب نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور میں اسے سہارا دے کر مسہری تک لے آیا۔

"بیٹھو، پلیز بیٹھو... بیٹھ جاؤ... کیا لاؤں تمہارے لیے؟"

"کچھ نہیں... کچھ نہیں... میں واقعی کچھ زیادہ ہی بوکھلا گئی ہوں۔ پلیز محسوس مت کرنا۔" تہذیب گہری گہری سانسیں لیتے ہوئے بولی۔ میں خاموشی سے اس کی شکل دیکھتا رہا تھا۔ میں نے اپنے انداز میں پریشانی کا تاثر پیدا کر لیا تھا۔ تہذیب چند لمحات گہری گہری سانسیں لیتی رہی۔ پھر اس نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا "ایک شخص، یعنی تم... یعنی مسٹر میکویائے اس جگہ پہنچا جہاں ہم نے کیتھی براؤن کو قید کر رکھا تھا۔ اس نے کیتھی براؤن سے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا۔ چونکہ انچارج کو یہ بات معلوم تھی کہ تم گرین پول کے لیے ایک اہم کام انجام دے رہے ہو اور اس وقت تم میکویائے کے میک اپ میں ہو اس لیے اس نے کوئی تعرض نہ کیا اور تم کیتھی براؤن کے پاس پہنچ گئے۔ اس کے بعد تھوڑی دیر تک وہاں رہ کر تم اسے ساتھ لے کر باہر آئے اور پھر کہیں چلے گئے۔ انچارج نے صرف اس لیے مداخلت نہیں کی کہ میں نے اُسے تمہارے بارے میں مکمل ہدایات دے دی تھیں۔ اس کے بعد سے کیتھی براؤن وہاں واپس نہیں پہنچی، سمجھے! وہ واپس نہیں پہنچی۔ انچارج بے حد پریشان تھا۔ میں نے اس سے رابطہ قائم نہیں کیا تھا، اس لیے وہ بھی مجھے اس بارے میں اطلاع نہیں دے سکا۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے بالکل ہی اتفاقیہ طور پر میں تنہائیوں کے ہجوم سے تنگ آ کر اس سے بات کرنے کے لیے ٹیلیفون پر پہنچی اور وہاں کی خیریت معلوم کرنے لگی تو انچارج نے مجھے بے چینی کے انداز میں یہ بات بتائی... یہ واقعہ ہے علی... میرا خیال ہے... میرا خیال ہے اگر تم نے یہ سب کچھ نہیں کیا تو ہم... تو ہم بے نقاب ہو گئے۔ ہمارا سارا منصوبہ خاک میں مل گیا علی۔ ہم اپنی اس کوشش میں مکمل طور پر ناکام ہو گئے۔" تہذیب بہت زیادہ نروس نظر آ رہی تھی۔

میں بھی خاموش رہا۔ میرا انداز اس کے سامنے ایسا ہی تھا جیسے اس انکشاف پر میں سکتے میں رہ گیا ہوں۔ پھر میں نے آہستہ سے تہذیب کے بازو پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا "ہمت نہ ہارو تہذیب! ہمت نہ ہارو، یہ سب کچھ کیسے ہو سکتا ہے، کس طرح ہو سکتا ہے... غور کرو اس پر۔"

"میرا ذہن ماؤف ہو رہا ہے، میں اعتراف کرتی ہوں علی کہ مجھے اتنا شدید ذہنی جھٹکا لگا ہے کہ میں سوچنے سمجھنے کی قوتیں کھو بیٹھی ہوں۔ اس وقت میں شاید تمہارے پاس نہ آتی، کیونکہ جس قدر احتیاط میں آج کل برت رہی ہوں اس کے تحت میرا اس وقت تمہارے پاس دوڑے چلے آنا غیر مناسب تھا۔ لیکن میں خود کو باز نہ رکھ سکی۔ مجھے بتاؤ... مجھے بتاؤ، اس کا مقصد تو صرف یہ ہوا کہ میں بھی نگاہوں میں آ گئی اور تم بھی... گویا اب ہم دونوں کی پوزیشن یہاں خراب ہو گئی۔ ہم خطرے میں ہیں۔"

"اس میں کوئی شک نہیں ہے، اگر کوئی شخص میکویائے کی حیثیت سے وہاں پہنچا تھا تو اسے یہ بات اچھی طرح معلوم تھی کہ وہ صرف میکویائے ہے جو وہاں تک جا سکتا ہے۔ یہ بات اُسے کیسے معلوم ہوئی؟ یقینی طور پر اس نے یہ بات بھی معلوم کی ہوگی کہ کیتھی براؤن کو بہت محتاط انداز میں اغوا کیا گیا ہے۔ اتنی گہرائی میں کون شخص جا سکتا ہے اور ان تمام باتوں کو جان سکتا ہے؟ آہ! تہذیب، واقعی بڑی خوفناک صورتِ حال ہے۔ ہمیں کوئی فوری اقدام کرنا ہوگا۔"

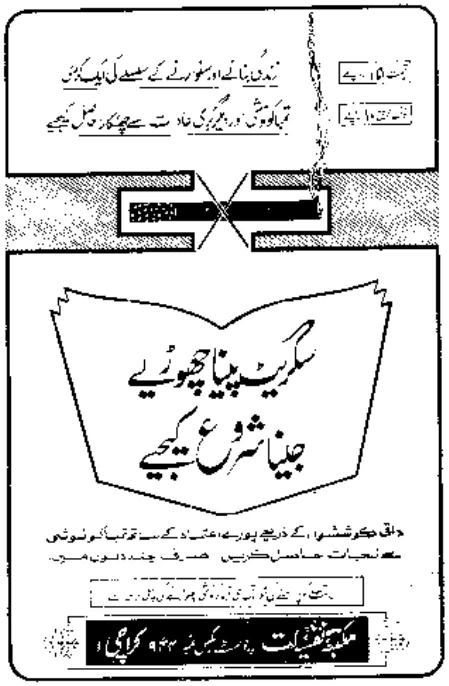

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میں تو صرف ایک بات کہتی ہوں، خاموشی سے یہاں سے نکل چلو، ورنہ کوئی بھی لمحہ ہمارے لیے قیامت کا لمحہ ثابت ہو سکتا ہے۔ یہ بات ہم بعد میں سوچیں گے کہ ہمیں محل کی صورتِ حال پر کس طرح نگاہ رکھنا چاہیے۔ میرا خیال ہے اب "تو" سے رابطہ قائم کرنا ہوگا۔ میں اپنی کوشش میں ناکام ہو چکی ہوں۔"

"ایک منٹ تہذیب، ایک منٹ... تم بہت زیادہ نروس ہو گئی ہو، یہ مناسب نہیں ہے۔ میرا خیال ہے تھوڑی سی برانڈی..."

"ارے نہیں نہیں، کیسی بات کرتے ہو علی! میں نے کبھی تمھارے سامنے..."

"ٹھیک ہے۔ لیکن اِس وقت تمھاری کیفیت بہتر نہیں ہے۔ بہرحال میں چاہتا ہوں، اس سے پہلے کہ خطرہ ہمارے سروں پر پہنچے، ہم اگر کوئی بہترین قدم اٹھا لیں تو کیا حرج ہے۔"

"اگر تمھارا ذہن کام کر رہا ہے اس سلسلے میں تو ٹھیک ہے۔ مجھے بتاؤ کیا کیا جائے۔ میں خود تو اعتراف کر چکی ہوں کہ میرے ذہن میں کوئی بات نہیں آتی۔ اتنا زیادہ ہم منظرِ عام پر آگئے ہیں کہ میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ تم بتاؤ، کیا اس سے یہ اندازہ نہیں ہوتا کہ ہمارا تمام منصوبہ کسی کے علم میں آچکا ہے۔ خواہ وہ کوئی بھی ہے اور جو کوئی بھی ہے، وہ ہمیں انگلیوں پر نچا رہا ہے۔ اس نے ہمیں جو لمحات دیے ہیں، وہ صرف تمسخرانہ انداز میں دیے ہیں، ورنہ اس وقت تک ہم دونوں کو گرفتار ہو جانا چاہیے تھا۔ اگر اس معاملے میں پسِ پردہ جنرل ٹیرسن ہے تو... تو... اوہ! کیسی عجیب بات ہے، کتنی عجیب بات ہے۔" تہذیب نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔ میں ایک کرسی گھسیٹ کر اس کے سامنے بیٹھ گیا تھا۔ تہذیب بار بار چونک کر دروازے کی جانب دیکھنے لگتی تھی، اس سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ کس قدر ہراساں ہے اور یہ صورتِ حال بہتر نہیں تھی۔

ویسے میرے ذہن میں منصوبہ مکمل تھا، لیکن میں اُسے فوراً ہی تہذیب کے سامنے بیان کرنا نہیں چاہتا تھا۔ اس کے لیے تھوڑا سا وقت، تھوڑی سی سوچ مزید درکار تھی۔ تقریباً دس منٹ تک ہم دونوں بالکل خاموش بیٹھے رہے۔ کمرے میں رنگین روشنی تھی، بہت مدھم، بہت ہلکی سی، اس لیے ہم دونوں ایک دوسرے کے خدوخال دیکھ سکتے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے کہا "تہذیب! اگر ہم ان کی طرف سے کوئی کارروائی ہونے سے پہلے ہی یہاں اپنے بچاؤ کا بندوبست کر لیں تو..."

"کیا مطلب؟" تہذیب نے دونوں ہاتھ سر سے ہٹا لیے

"مقصد یہ کہ ہمیں تھوڑی سی اُلجھنوں کا سامنا تو کرنا پڑے گا لیکن اس محل سے دور نہیں جانا ہوگا۔"

"وہ کیسے... آخر وہ کیسے؟"

"تم کیا سمجھتی ہو تہذیب کہ اس تمام وقت میں، میں ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھا رہا ہوں، صرف ایک تماشائی کی حیثیت سے۔ نہیں... ایسا نہیں ہے۔ میں نے اپنے طور پر بھی کچھ سوچا ہے اور کچھ کیا ہے۔"

"مثلاً علی! مثلاً... جلدی سے بتاؤ۔ گفتگو کو طویل نہ کرو۔" تہذیب نے بے چینی سے کہا۔

"میں نے اس پوائنٹ پر بھی سوچا تھا تہذیب کہ کبھی اتفاقیہ طور پر اگر ہمارا راز کھل جائے تو ہمیں کیا کرنا ہوگا۔"

"تو پھر... تو پھر کیا فیصلہ کیا تم نے اس سلسلے میں؟" تہذیب نے بدستور بے چینی سے سوال کیا۔

"اس کے لیے میں نے یہاں دو کرداروں کا انتخاب کر لیا تھا۔ تمھارے لیے بھی اور اپنے لیے بھی۔ میں نے سوچا تھا کہ اگر ایسی کوئی صورتِ حال پیش آئی تو ہم فوراً اپنا روپ تبدیل کر لیں گے۔ فلائیڈ پیٹرسن یہاں کیئر ٹیکر کی حیثیت سے کام کرتا ہے، محل کے ہر گوشے تک اس کی رسائی ہے۔ ہر جگہ وہ بہ آسانی پہنچ سکتا ہے اور اپنی مرضی کے مطابق کارروائی کر سکتا ہے۔ میں نے گہری نگاہوں سے اس کا جائزہ لینے کے بعد یہ فیصلہ کیا تھا کہ اگر کبھی ضرورت پیش آئی تو میرے لیے اس سے عمدہ شخصیت اور کوئی نہیں ہوگی اور میں اس کا حلیہ اختیار کر لوں گا۔ تمھارے لیے میں نے جس لڑکی کا انتخاب کیا تھا، اس کا نام جوزی مارسٹن ہے۔ جوزی مارسٹن بھی محل کے انتظامی امور میں ایک اہم حیثیت رکھتی ہے اور تم اس کی جسامت کے بالکل مطابق ہو۔ ان دونوں کا انتخاب میں نے حفظِ ماتقدم کے طور پر کیا تھا لیکن میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ واقعی اس کی ضرورت بھی پیش آجائے گی۔"

"ہاں، میں سمجھ رہی ہوں... میں سمجھ رہی ہوں۔ اس کا مقصد ہے کہ... کہ..."

"ہاں، میں نے تمام انتظامات مکمل کر کے رکھے تھے۔ ٹھہرو، میں تمھیں دکھاتا ہوں۔" میں نے کہا اور اپنی مخصوص الماری سے میک اپ کا وہ سامان نکال کر تہذیب مالکم ایکس کے سامنے رکھ دیا جس کے ذریعے ہم دونوں یہ شکلیں اختیار کر سکتے تھے۔

تہذیب کے چہرے پر ایک لمحے کے لیے رونق آگئی۔ اس نے تحیرانہ انداز میں اس سامان کو اور پھر مجھے دیکھتے ہوئے

کہا "علی! بے شک، میں یہ اعتراف کرنے میں عار محسوس نہیں کرتی کہ مرد بہرحال مرد ہوتا ہے اور اگر وہ ذہین بھی ہو تو دنیا کی کوئی عورت ذہانت میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اس طرح اس انداز میں، میں نے نہیں سوچا تھا علی... حالانکہ... حالانکہ..."

"جو کچھ تم بتا چکی ہو تہذیب، اس کے مطابق تو یوں سمجھو کہ ہم ہر لمحہ تلوار کی دھار پر ہیں۔ پتا نہیں یہ سب کچھ کرنے والوں نے ابھی تک ہم پر قابو پانے کی کوشش کیوں نہیں کی۔"

"میں بھی یہی سوچ رہی تھی... لیکن... لیکن وہ دونوں... میرا مطلب ہے..."

"دیر نہیں کرنا چاہیے تہذیب! آؤ میرے ساتھ آؤ۔"

"باہر کی کیا پوزیشن ہے؟"

"حسبِ معمول ہے۔ بدقسمتی یہ ہے کہ یہاں پہرہ دینے والے بہت محتاط رہتے ہیں۔ ہرچند کہ محل کے اندرونی حصول میں پہرہ نہیں ہے لیکن ہماری ذرا سی جنبش باہر مستعد لوگوں کو ہماری جانب متوجہ کر سکتی ہے۔"

"آؤ کوشش کریں گے کہ ایسا نہ ہو... پستول ہے تمھارے پاس؟"

"ہاں ہے۔" تہذیب نے اپنا آٹومیٹک پستول نکال کر مجھے دکھاتے ہوئے کہا جس کی نال پر سائلینسر فٹ تھا۔

"گڈ، آؤ۔" میں نے کہا اور میں تہذیب کے ساتھ باہر نکل آیا۔

جوزی مارسٹن کا کمرہ محل کے آخری گوشے میں تھا۔ بیرونی علاقے میں فلائیڈ پیٹرسن رہتا تھا۔ جوزی مارسٹن پر تو آسانی سے قابو پایا جا سکتا تھا لیکن فلائیڈ پیٹرسن کے لیے ذرا محنت کرنا تھی۔ پہلے ہم نے جوزی ہی کا انتخاب کیا اور طے یہ کیا کہ اس کے بعد فلائیڈ پیٹرسن کے لیے کوئی مؤثر قدم اٹھایا جائے گا۔ جوزی کے دروازے پر کئی بار دستک دینا پڑی۔ پھر وہ آنکھیں ملتی ہوئی دروازے تک آئی اور اس نے دروازہ کھول دیا۔ لیکن اس کے بعد اُسے سانس لینے کی مہلت نہ ملی۔ میں نے اس پر قابو پا لیا اور کنپٹیوں پر دباؤ ڈال کر چند لمحات میں اُسے بیہوش کر دیا۔ اس کے بعد اس کے بیہوش جسم کو اپنے کمرے تک لانا زیادہ مشکل کام ثابت نہیں ہوا۔

اکثر کمروں میں تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ ایک دو کمرے روشن بھی تھے لیکن وہ اتنے فاصلے پر تھے کہ ہمارے قدموں کی چاپ وہاں تک نہیں پہنچ سکتی تھی۔ جوزی کو اپنے کمرے میں لانے کے بعد ہم نے اُسے بستر پر لٹا دیا اور میں تہذیب مالکم ایکس کے چہرے پر میک اپ کرنے میں مصروف ہو گیا۔

تہذیب خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے بدن میں ہلکی ہلکی لرزش نمایاں تھیں۔ میں نے اُسے اس کے لیے سرزنش کی تو اس نے پھیکے سے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا "تم جانتے ہو علی! میں اتنی کمزور طبیعت کی مالک نہیں ہوں، لیکن نجانے کیوں ان حالات میں مجھے ایک عجیب سا خوف محسوس ہو رہا ہے۔"

"کوئی بات نہیں تہذیب! خود کو سنبھالو، ہم تو اس سے بھی زیادہ خطرناک کام انجام دینے کے لیے تیار رہتے ہیں۔" میں نے کہا۔

"ہاں، بس میں اپنی اس کیفیت پر قابو پانے کی کوشش کر رہی ہوں علی۔ شاید... شاید میرے اندر ایک اور جذبہ جاگ اٹھا ہے... شاید علی! میں اب بالکل ہی ناکارہ ہو جاؤں۔"

"کیوں؟" میں نے اس کا ذہن جاننے کے لیے سوال کیا۔ لیکن میرے ہاتھ بدستور اپنے کام میں مصروف تھے۔

"بس کیا کہوں، کہتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے۔ یوں سمجھو کہ بعض اوقات انسان میں کچھ ہوتے ہوئے بھی کسی کے سامنے کچھ نہیں رہتا۔ میں تم پر بھروسا کرنے کی عادی ہو گئی ہوں، بس یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ہر غلط کام تم سنبھال لو گے۔" تہذیب نے کہا اور مجھے ایک عجیب سی شرمندگی کا احساس ہوا۔ میں سمجھ رہا تھا کہ وہ کیا کہنا چاہتی ہے۔ بلاشبہ تہذیب اب میرے لیے ہر شک و شبے سے بالاتر ہو چکی تھی۔ پہلے میرے دل میں اس کے لیے جو شبہات تھے، اب ان کا کوئی شائبہ بھی باقی نہیں رہا تھا۔ میں اس کے خلوص، اس کی سچائی پر پورا بھروسا کر چکا تھا لیکن بدنصیبی سے حالات کچھ اس قسم کے پیدا ہو گئے تھے کہ میں تہذیب کو بھی دھوکا دینے پر مجبور تھا۔ میں اپنے اس مشن کو کس طرح نظر انداز کر سکتا تھا جس کے لیے میں نے اپنا مستقبل تاریک کیا تھا۔

تھوڑی دیر کے بعد میں اپنے کام سے فارغ ہو گیا۔ تہذیب

لندن میں مجرم چارلس سوبھراج کے جرائم کی مکمل تفصیل

چارلس سوبھراج کی سرگزشت

میں ملاحظہ فرمائیں

[illegible]

[illegible] پوسٹ بکس ۲۳ کراچی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مالکم ایکس کو جوزی مارسٹن کا روپ دے دیا گیا تھا۔ جوزی مارسٹن بے ہوش ہمارے سامنے پڑی ہوئی تھی۔ اب ہمارے لیے مسئلہ یہ درپیش تھا کہ جوزی کو کہاں لے جایا جائے۔ چند لمحات وہ خاموش کھڑی سوچتی رہی پھر بولی: "یہ بہت مشکل مرحلہ ہے۔ ہم عجلت کے عالم میں یہ سب کچھ کر تو بیٹھتے ہیں علی۔ لیکن میں نہیں سمجھتی کہ میں جوزی مارسٹن کا کردار کیسے نبھا سکوں گی۔ میں نے تو اس کی شخصیت کا تجزیہ بھی نہیں کیا ہے۔ اس کی آواز کی نقل میں اچھی طرح نہیں اتار سکتی۔"

"اس میں پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے تہذیب۔ آخر انسان بیمار بھی تو ہوتا ہے، کوئی بھی ایسی تکلیف ہو سکتی ہے اُسے جس کے ذریعے وہ اپنی شخصیت کو چھپا سکے۔"

"اوہ ہاں! لیکن کیا اس طرح ہم معطل نہیں ہو جائیں گے؟" تہذیب نے سوال کیا۔

"ہمیں فوراً ہی یہ شخصیت اختیار کر کے مصروفِ عمل ہو جانا ہے پہلے تو اس محل میں رہتے ہوئے ہمیں خود کو چھپانا ہوگا۔"

"تم فلائیڈ پیٹرسن کا کردار بہ آسانی سنبھال لو گے؟"

"ہاں۔ میں تو انتہائی کوشش کروں گا لیکن سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ اس وقت ہم اس جوزی کا کیا کریں؟"

"میں بھی یہی سوچ رہی ہوں۔ ایک مناسب جگہ ہماری خفیہ پناہ گاہ بھی تھی جہاں کیتھی براؤن کو قید کیا گیا تھا لیکن کوئی شخص وہاں جا کر ہمارے خلاف کارروائی کر چکا ہے اور وہ جگہ اس کے علم میں آ چکی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ان دونوں کو فوری طور پر وہاں بھجوا دیا جائے جہاں والسٹو موبا سے کو رکھا گیا ہے۔ وہ جگہ کم از کم ابھی تک محفوظ ہے ورنہ والسٹو موبا سے کو بھی رہا کرانے کی کوشش کی جاتی۔"

میں سوچ میں ڈوب گیا پھر میں نے کہا: "لیکن مسئلہ تو یہی ہے کہ اسے یہاں سے نکال کر کس طرح لے جایا جائے۔ خیر اس سلسلے میں بھی کچھ نہ کچھ کیا جائے گا۔ فی الحال اسے یہیں رہنے دیا جائے۔ ابھی ہمارے پاس رات باقی ہے۔ میں اب فلائیڈ پیٹرسن کی طرف جا رہا ہوں۔ تم یہاں میرا انتظار کرو۔"

"میرا خیال ہے میں اس سلسلے میں تمہاری مدد کر سکتی ہوں۔" تہذیب نے کہا۔

"وہ کیسے؟"

"میں بھی تمہارے ساتھ چلتی ہوں بلکہ تم یہیں رہو۔ میں خود جا کر فلائیڈ پیٹرسن کو بلا کر یہاں لے آتی ہوں۔ اس سے کہوں گی کہ مسٹر میکو باسے نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ انھیں کوئی ایسی ضرورت پیش آ گئی ہے کہ جس کے لیے وہ تم سے ملنا چاہتے ہیں۔"

"تہذیب یہ کام تم آسانی سے کر لو گی؟"

"ہاں کوشش کروں گی۔" تہذیب نے مستعدی سے کہا۔

میں نے اس کی بات کو تسلیم کر لیا تھا۔ یہ ایک بہتر ترکیب تھی۔ چنانچہ وہ احتیاط سے باہر نکل گئی۔ میں یہ سوچتا رہا کہ دونوں کے بے ہوش جسموں کو یہاں سے نکالنے میں کیا دشواریاں پیش آ سکتی ہیں اور کس طرح ہم اپنا یہ کام انجام دے سکتے ہیں۔ فلائیڈ پیٹرسن چونکہ کیئر ٹیکر تھا، اس لیے محل کے ہر گوشے میں اس کے گارڈ ڈیوٹی دیتے تھے اور اس کی حیثیت بڑی مستحکم تھی۔ ممکن ہے اس طرح ہمیں کچھ آسانی ہو جائے۔

انتظار کے یہ لمحات بڑے صبر آزما تھے۔ اس دوران میں مسلسل اپنے کام کے بارے میں سوچتا رہا تھا۔ . . . . . بیہوش جوزی کو میں نے مسہری کے نیچے کھسکا دیا تھا۔ اس کے منہ میں کپڑا ٹھونس کر ایک پٹی باندھ دی اور دونوں ہاتھ پشت پر کس دیے تاکہ اگر وہ ہوش میں آ جائے تو فلائیڈ پیٹرسن کی موجودگی میں کوئی گڑبڑ نہ کر سکے۔ تقریباً پندرہ منٹ کے بعد مجھے قدموں کی چاپ سنائی دی اور پھر تہذیب نے دروازہ کھول کر فلائیڈ پیٹرسن سے اندر چلنے کو کہا۔ وہ خود بھی اس کے پیچھے اندر آ گئی تھی۔

فلائیڈ پیٹرسن میرے سامنے مؤدب ہو گیا۔ اس کے چہرے پر شدید تشویش کے آثار نظر آ رہے تھے ویسے بھی نیند کے عالم سے اٹھ کر آیا تھا اور لباس بھی اس نے شاید جلد بازی میں پہنا تھا۔ "فرمائیے مسٹر میکو باسے! خیریت تو ہے اس وقت...." اس نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کوئی خاص بات نہیں ہے فلائیڈ! دراصل تم جانتے ہو کہ محل کی صورت حال ان دنوں کیسی چل رہی ہے۔ کچھ لوگوں کو یہاں سے ایک دوسری جگہ منتقل کرنا ہے لیکن اتنی خاموشی کے ساتھ کہ کسی کو اندازہ تک نہ ہو سکے۔ اس کے لیے تم سے بہتر مشورہ دینے والا اور کون ہو سکتا ہے۔ اس لیے میں نے تمھیں یہاں بلا لیا ہے۔"

"آپ مطمئن رہیے مسٹر میکو باسے! میں آپ کی ہر خدمت کے لیے حاضر ہوں۔" فلائیڈ نے جواب دیا۔

"لیکن فلائیڈ! میں یہ چاہتا ہوں کہ ہماری اس کارروائی کی کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو۔ گیٹ پر تمہارے آدمی موجود ہیں، ان کے لیے کیا کرو گے؟"

"آپ یہ چاہتے ہیں مسٹر میکو باسے کہ میرے آدمیوں کو بھی اس بارے میں کوئی علم نہ ہو سکے؟"

"ہاں۔ بہت ہی خفیہ کام ہے فلائیڈ، اس کے لیے میں تمہارے علاوہ کسی اور پر بھروسا نہیں کر سکتا۔"

فلائیڈ کچھ سوچنے لگا پھر اس نے آہستہ سے کہا: "تب پھر اس کے لیے ہم بغلی دروازہ استعمال کر سکتے ہیں جناب! میں اپنے آدمیوں کو ہدایت کر دیتا ہوں کہ وہ فرنٹ پر پہنچ جائیں۔ اس دوران ہم بغلی دروازے پر انتظامات کیے لیتے ہیں، وہاں سے کام آسانی سے ہو سکتا ہے۔"

"لیکن فلائیڈ! یہ اتنا آسان تو نہیں ہوگا۔ بغلی دروازہ اتنا بڑا تو نہیں ہوگا کہ وہاں سے گاڑی گزاری جا سکے۔"

"گاڑی پہلے سے وہاں پہنچائی جا سکتی ہے جناب۔"

"وہ کس طرح؟"

"میں اس سلسلے میں بندوبست کر سکتا ہوں۔ خالی گاڑی لے کر یہاں سے نکل جاتا ہوں، اسے بغلی دروازے پر کھڑا کر دوں گا اور اس کے بعد دروازہ کھول کر اندر آ جاؤں گا۔ اس کی چابی صرف میرے پاس رہتی ہے۔" فلائیڈ نے جواب دیا اور میں نے تہذیب مالکم ایکس کی جانب دیکھا۔ تہذیب نے آنکھ کے اشارے سے کہا کہ یہ صورت حال نہایت موزوں ہے۔ مقصد یہی تھا کہ فلائیڈ اگر خود جائے گا تو اس کے گارڈز اس پر کوئی شبہ نہیں کریں گے اور ہم اپنا کام اس وقت مناسب طور پر کر سکیں گے جب فلائیڈ گاڑی وہاں پہنچا کر واپس آئے گا اور جب وہ گیٹ سے باہر نکلے گا تو گارڈز کو کوئی شبہ نہیں ہو سکے گا اور جب ہم اپنا کام کر کے واپس آئیں گے تو گارڈ یہی سمجھیں گے کہ فلائیڈ جس کام سے گیا تھا اُس کو انجام دے کر واپس آیا ہے۔ چنانچہ یہ تجویز مجھے موزوں ترین معلوم ہوئی۔

میں نے فلائیڈ سے کہا: "شکریہ مسٹر فلائیڈ! تم فوری طور پر اپنا یہ کام انجام دو۔ بہتر یہ ہوگا کہ کوئی بند گاڑی ہو جس میں ہم بآسانی ان لوگوں کو لے جا سکیں۔"

"میرے پاس ایک لینڈ روور ہے جناب جو میرے اپنے استعمال میں رہتی ہے۔ آپ انتظار کیجیے، میں دس منٹ میں یہ کام انجام دے کر واپس آتا ہوں۔" فلائیڈ نے کہا اور مجھ سے اجازت لے کر باہر نکل گیا۔

وہ نگاہوں سے اوجھل ہو گیا تو میں نے پلٹ کر تہذیب مالکم ایکس سے کہا: "خوش قسمتی سے یہ کام تو بڑی آسانی سے انجام پا گیا ہے۔ اس سلسلے میں تمہارے ذہن میں مزید کوئی تجویز ہو تو بتاؤ؟"

"نہیں میں تو حیران ہوں کہ اتنی خوبی سے یہ سب کچھ کیسے ہو گیا۔ فلائیڈ ہمارے لیے واقعی ایک کارآمد مہرہ ثابت ہوگا لیکن مسئلہ صرف اتنا سا ہے کہ ان دونوں کو بغلی دروازے سے باہر پہنچانے میں دقت پیش آئے گی۔"

"اب اتنا خطرہ تو مول لینا ہی پڑے گا تہذیب۔" میں نے کہا۔ پھر ہم لوگ فلائیڈ کی واپسی کا انتظار کرنے لگے۔

ہمارے درمیان یہ طے پا گیا تھا کہ اس معاملے سے نمٹ کر تہذیب، جوزی کی حیثیت سے اپنے کمرے میں پہنچ جائے گی اور وہاں جا کر بیمار پڑ جائے گی۔ میں فلائیڈ پیٹرسن کے کوارٹر میں جا کر آرام کروں گا اور اس کے بعد ہماری دوبارہ ملاقات اس وقت ہوگی جب صورت حال ہمارے قابو میں آ جائے گی۔ اور بھی بہت سی باتیں زیر بحث رہیں۔ مثلاً تہذیب نے کہا کہ کیتھی براؤن اور میکو باسے کی اچانک گمشدگی کیا سب کے لیے پریشان کن نہیں ہوگی جس پر میں نے کہا کہ وہ اس شخص کو بھول رہی ہے جو میکو باسے کی حیثیت سے وہاں پہنچا تھا اور کیتھی براؤن کو نکال لایا تھا۔ کیا وہ شخص یہاں رہنے والوں میں سے کوئی نہیں ہوگا۔ ممکن ہے جنرل ٹیرس ہو یا ممکن ہے کوئی اور۔ اس لیے ہمیں تو صرف یہ دیکھنا ہوگا کہ بعد کے حالات کیسے رہتے ہیں۔

تھوڑی دیر کے بعد ہم نے دور سے فلائیڈ کو آتے ہوئے دیکھا۔ وہ محتاط انداز میں آ رہا تھا۔ واپس آ کر اس نے کہا: "میں نے تمام گارڈز کی ڈیوٹی تبدیل کر دی ہے، اب بغلی راستے کی سمت جانے میں کوئی دقت نہیں ہوگی۔ یہاں سے ہم ان لوگوں کو بآسانی نکال سکتے ہیں جناب، جنھیں آپ محل سے کہیں منتقل کرنا چاہتے ہیں۔"

"شکریہ! تمہارا یہ تعاون ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔"

"میں آپ کا خادم ہوں مسٹر میکو باسے۔ آپ کی عنایت ہے کہ آپ نے مجھے اس قابل سمجھا۔" فلائیڈ نے کہا۔

"آؤ اندر آؤ۔ ابھی تم سے ایک اور کام بھی ہے۔" میں نے کہا اور فلائیڈ اندر داخل ہو گیا۔ وہ آگے بڑھا تو میں اس کے عقب میں تھا۔ میں نے اس کی گردن پر ایک زوردار مکا جڑ دیا۔ یہ گھونسا اتنا طاقتور تھا کہ فلائیڈ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور فرش پر جا گرا۔ اس کے بعد اسے موقع دینا میرے لیے مناسب نہیں تھا۔ تہذیب نے جلدی سے دروازہ بند کر دیا تھا۔ میں نے اس کی کنپٹیوں پر شدید دباؤ ڈالا اور چند لمحات کے بعد اس کا بدن ڈھیلا پڑ گیا، تب میں نے اسے پلٹ دیا۔ فلائیڈ کی آنکھیں بند تھیں، وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

اس کے فوراً بعد ہی میں نے اپنے کام کا آغاز کر دیا تھا۔ تہذیب اس سلسلے میں میری مدد کر رہی تھی جس طرح بھی ممکن ہو سکا میں نے فلائیڈ کا میک اپ کیا۔ ظاہر ہے جلد بازی میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کام صحیح طور پر نہیں ہو سکتا تھا۔ لہٰذا اس کام میں تقریباً تیس منٹ صرف ہوئے اور پھر اس کا لباس وغیرہ پہننے کے بعد میں تیار ہو گیا۔ میں نے تہذیب مالکم ایکس کی جانب سوالیہ نگاہوں سے دیکھا تو اس نے آنکھیں بند کر کے گردن ہلا دی اور بولی: "استے اچھے میک اپ پر میں تمھیں مبارک باد دیے بغیر نہیں رہ سکتی علی! ایسے ہنگامی وقت میں اتنا عمدہ کام کر لینا آسان بات نہیں ہوتی۔ تم انتہائی فولادی اعصاب کے انسان ہو۔"

سارا کام مکمل ہو چکا تھا۔ یہ سب کچھ کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی، اگر بیچاری تہذیب مالکم ایکس کو دھوکا دینا مقصود نہ ہوتا۔ لیکن اب اپنے مقصد کی تکمیل کے لیے ہر احساس کو دبا دینا ضروری تھا۔ فلائیڈ بیچارے نے جاتے جاتے واقعی آسانیاں پیدا کر دی تھیں۔ چنانچہ جوزی یعنی تہذیب مالکم ایکس جواب نئی حیثیت میں تھی، میرے ساتھ ساتھ بغلی دروازے تک گئی۔ میں نے پہلے فلائیڈ ہی کے بیہوش بدن کو اس لینڈ روور تک پہنچایا تھا جو فلائیڈ نے خود وہاں لا کر کھڑی کی تھی۔ اس کی چابی بھی فلائیڈ ہی کے پاس سے برآمد ہو گئی تھی۔ اس کا پورا لباس اب میرے بدن پر تھا اور اس لباس میں موجود ہر چیز میری ملکیت بن چکی تھی۔ فلائیڈ کے بعد جوزی کو وہاں تک پہنچایا گیا۔ فلائیڈ کے ایما پر اس طرف پہریداروں نے گشت ختم کر دیا تھا۔ اس سے مجھے یہ اندازہ بھی ہوا تھا کہ اگر محل میں کوئی بڑی سازش ہو تو فلائیڈ کو ساتھ شامل کیے بغیر اُسے انجام تک پہنچانا مشکل ہو گا۔ وہ بیرونی افراد کو محل میں لانے میں سب سے زیادہ معاون ثابت ہو سکتا تھا۔ معلوم نہیں جنرل ٹیرس نے فلائیڈ پر نگاہ کیوں نہیں رکھی یا پھر یہ بھی ممکن ہے کہ فلائیڈ درپردہ جنرل ٹیرس کا آلۂ کار ہو۔ اس کا فیصلہ بعد ہی میں ہو سکتا تھا۔

اس کام سے فارغ ہونے کے بعد میں نے تہذیب سے کہا کہ اب وہ جوزی کے کمرے میں چلی جائے اور میرے کمرے کا رُخ نہ کرے۔ میں خود ہی پر مناسب وقت میں اس سے ملاقات کروں گا۔ جوزی گردن ہلا کر واپس چلی گئی تھی۔ بغلی دروازہ اس نے اندر سے بند کر دیا تھا۔ میں لینڈ روور لے کر چل پڑا۔ اختیاطاً مجھے ان دونوں کو وہیں پہنچانا تھا جہاں والٹومو باٹے کو قید کیا گیا تھا۔ فلائیڈ پیٹرسن کی حیثیت سے اس جگہ میرا داخلہ ممکن نہیں تھا جہاں گرین پول کے افراد والٹومو باٹے کے محافظ و نگراں تھے لیکن اس کے لیے بھی میرے پاس بندوبست تھا۔ گرین پول کا مخصوص کارڈ میں نے احتیاطاً اپنے پاس رکھ لیا تھا تاکہ اس کے ذریعے مجھے اس کام میں دقت نہ ہو۔

پوری کارروائی میں تقریباً دو گھنٹے صرف ہو گئے اور جب میں لینڈ روور میں واپس محل پہنچا تو تقریباً پونے پانچ بج رہے تھے۔ تھکن سے بُرا حال تھا، پہریداروں نے دروازہ کھول دیا اور میں نے لینڈ روور کو اس کی مخصوص جگہ کھڑا کر دیا جو فلائیڈ پیٹرسن کی رہائش گاہ کے بالکل قریب تھی۔

اس کے بعد مجھے فلائیڈ کی رہائش گاہ پر ہی آرام کرنا تھا اور میں جانتا تھا کہ سونا نصیب نہیں ہو گا کیونکہ کچھ دیر بعد ہی فلائیڈ پیٹرسن کی ڈیوٹی شروع ہو جاتی تھی۔ ایک مسئلہ یہ تھا کہ فلائیڈ پیٹرسن کی رہائش گاہ میں کتنے ممبر موجود ہیں۔ ان کے بارے میں بھی اندازہ لگانا ضروری تھا لیکن جب میں وہاں داخل ہوا تو یہ دیکھ کر میری خوشی کا ٹھکانہ نہ رہا کہ فلائیڈ پیٹرسن تنہا رہتا تھا۔ اس کے اہلِ خاندان یہاں موجود نہیں تھے۔ غلطیاں ہو ہی جاتی ہیں، اس سلسلے میں تہذیب سے بھی معلومات حاصل کر سکتا تھا لیکن جو کچھ ہوا اتنی جلد بازی میں اور اس طرح ہوا کہ بعض جزئیات پر نظر نہیں گئی لیکن تقدیر ساتھ دے رہی تھی۔ اب تک جو کچھ ہوا تھا، وہ میری مرضی کے مطابق تھا۔ اب دیکھنا یہ تھا کہ اس کے بعد کیا صورتِ حال رہتی ہے۔

کافی دیر تک بیٹھ کر وقت گزارا۔ سوچتا رہا تھا۔ فلائیڈ پیٹرسن کی شخصیت کے بارے میں بہت زیادہ معلومات نہیں تھیں، یہ تک نہیں جانتا تھا کہ وہ یہاں تنہا رہتا ہے۔ ان حالات میں صورتِ حال کو قابو میں رکھنا بے حد مشکل کام تھا لیکن خود کو تقدیر کے حوالے کر دیا تھا۔ اب جو کچھ بھی ہو۔

صبح کو اُٹھ کر گارڈز کی ڈیوٹیاں تبدیل کیں اور ضروری امور کی نگرانی کرنے لگا تاکہ معمولات میں تبدیلی محسوس نہ ہو۔ اپنی دانست میں، میں اپنا کردار بخوبی نبھا رہا تھا۔ محل کے اندرونی گوشوں میں بھی گیا۔ بظاہر حالات پُرسکون تھے اور اب تک میکویاسٹے یا کیتھی براؤن کی گمشدگی کے سلسلے میں کسی قسم کی تشویش کا احساس نہیں ہو سکا تھا۔ تہذیب مالکم ایکس بھی جوزی کی حیثیت سے اپنے معمولات میں مصروف تھی۔ میں جان بوجھ کر کئی بار اس کی طرف گیا تھا تاکہ اس کی پوزیشن کا جائزہ لوں لیکن یوں معلوم ہوتا تھا کہ اس طرف بھی کسی کی توجہ نہیں گئی ہے۔ جن حالات سے والٹومو باٹے دوچار تھا، اس کے پیشِ نظر محل کے انتظامات مناسب نہیں تھے، یقیناً جنرل ٹیرس ہی اس کا ذمہ دار ہو گا۔ اس کی کوشش یہی رہی ہو گی کہ والٹومو باٹے اپنا بہتر تحفظ نہ کر سکے۔ اس دوران ابھی تک جنرل ٹیرس کی شکل نظر نہیں آئی تھی اور یہ بھی اندازہ نہیں ہو سکا تھا کہ وہ کیتھی براؤن سے ملا ہے یا نہیں۔ میں بے چینی سے اس کی صورت دیکھنے کا منتظر تھا۔ دوپہر کو تقریباً ایک بجے میں واپس اپنی رہائش گاہ میں آ گیا۔ یہ لنچ کا وقت تھا اور فلائیڈ کی حیثیت سے میں لنچ کرنے کے لیے آیا تھا۔

دوپہر کا کھانا محل کے ملازموں نے میری رہائش گاہ ہی میں پہنچا دیا تھا۔ کھانا کھا کر تھوڑی دیر آرام کرنے لیٹ گیا۔ ساری رات جاگتے ہوئے گزر چکی تھی اس لیے ذہن بوجھل بوجھل سا تھا لیکن کچھ اس طرح کا اضطراب ذہن پر تھا کہ نیند بھی نہیں آ رہی تھی۔ لیٹنے کے باوجود میری پلکیں نہیں جھپکیں۔

تھوڑی دیر بعد کسی نے میرے کمرے کے دروازے پر دستک دی اور میں نے بھاری آواز میں اس سے کہا۔ "آ جاؤ۔"

دبلا پتلا ایک آدمی اندر داخل ہو گیا تھا۔ محل ہی کے ملازموں کا سا لباس پہنے ہوئے تھا۔ اس نے محتاط نگاہوں سے اِدھر اُدھر دیکھا اور آہستہ سے بولا: "سر، جنرل ٹیرس آپ کو اولڈ ونگ میں طلب کر رہے ہیں۔" میں چونک کر اُٹھ بیٹھا۔

"ایک منٹ، میں تمھارے ساتھ ہی چلتا ہوں۔" میں نے کہا اور ملازم خاموشی سے سر جھکا کر کھڑا ہو گیا۔

میں نے فوراً جوتے وغیرہ پہنے اور پھر ملازم کے ساتھ ہی باہر نکل آیا۔ اولڈ ونگ محل کے دوسری سمت کے حصے کو کہا جاتا تھا۔ یہ بات مجھے معلوم تھی لیکن جنرل ٹیرس وہاں کس جگہ موجود تھا، اس کا مجھے اندازہ نہیں تھا۔ اس لیے میں نے ملازم کو ساتھ ہی رکھا اور ملازم میرے ساتھ اولڈ ونگ میں آ گیا۔ اس نے ایک سمت اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "جنرل وہاں موجود ہیں۔"

میں خاموشی سے اس سمت بڑھ گیا لیکن یہ تھوڑا سا فاصلہ میرے لیے بڑا ہی سنسنی خیز تھا۔ جنرل ٹیرس نے خاص طور سے فلائیڈ کو طلب کیا تھا۔ اس کا مقصد ہے کہ میرے شکوک و شبہات کسی حد تک درست تھے یعنی فلائیڈ، جنرل ٹیرس کے آدمیوں میں سے تھا۔ یہ بہت عمدہ بات تھی۔ اب دیکھنا یہ تھا کہ جنرل ٹیرس کیتھی براؤن سے ملا ہے یا نہیں اور اگر ملا ہے تو اس کے تاثرات کیا ہیں۔ لیکن فلائیڈ کی حیثیت سے میں اس سے یہ بات نہیں معلوم کر سکتا تھا۔ تاہم میں نے کچھ فیصلے کیے اور بالآخر جنرل کے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔

جنرل نے اس جگہ اپنا باقاعدہ دفتر بنا رکھا تھا، بہت شاندار ڈیکوریشن کی گئی تھی اس دفتر کی۔ ایک بڑی سی شیشے کی میز کے پیچھے جنرل ٹیرس بیٹھا ہوا تھا۔

میں اندر داخل ہوا تو اس نے آہستہ سے کہا "دروازہ بند کر دو فلائیڈ۔" میں نے پلٹ کر دروازہ بند کر دیا اور جنرل کے سامنے پہنچ گیا۔

"کیا صورتِ حال ہے؟"

"حسبِ معمول جناب۔ کوئی تبدیلی نہیں ہے"

"یہ بتاؤ میکویاسٹے کی کیا پوزیشن ہے، وہ کہاں ہے؟"

"انھیں رات سے نہیں دیکھا گیا جناب۔" میں نے جواب دیا۔ جنرل کو میری آواز پر شبہ نہیں ہو سکا تھا۔ اس کے چہرے پر خاصی اُلجھن نظر آ رہی تھی۔

"کیتھی براؤن بھی موجود نہیں ہے۔" وہ بولا۔

"میڈم کے بارے میں، میں نے کوئی اندازہ نہیں لگایا۔"

"فلائیڈ، صورتِ حال بے حد خوفناک ہو گئی ہے۔ مجھے فوری طور پر مسٹر میکویاسٹے سے ملنا ہے۔ کسی طرح تم اس کے بارے میں کچھ پتا لگا سکتے ہو؟"

"آپ جو حکم دیں جناب۔" میں نے جواب دیا۔

"محل کے اندر کوئی ایسی نقل و حرکت تو نہیں دیکھی گئی جسے تم نے اجنبی اجنبی محسوس کیا ہو؟"

"بظاہر تو ایسی کوئی بات نہیں ہوئی۔" میں نے جواب دیا اور دفعتاً جنرل چونک کر مجھے دیکھنے لگا۔ شاید پہلی بار اُسے میری آواز پر کچھ شبہ ہوا تھا۔ وہ مجھے گھورتا رہا اور پھر اس کے انداز میں ایک نمایاں تبدیلی پیدا ہو گئی۔

"اِدھر آؤ، میرے سامنے بیٹھو۔" اس نے کہا اور میں آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس کے قریب پہنچ گیا۔ میز کے سامنے پڑی ہوئی کرسی کو کھسکاتے ہوئے میں نے ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کیا لیکن بیٹھ گیا۔ جنرل خاموشی سے مجھے دیکھ رہا تھا۔ ...

اسکا میز کے پیچھے پوشیدہ ہاتھ بلند ہوا اور اس میں، میں نے اعشاریہ تین آٹھ کا پستول چمکتے ہوئے دیکھا۔ سیاہ رنگ کے پستول کی نال کا رُخ میری ہی جانب تھا۔ جنرل کی آنکھیں خوفناک ہوتی جا رہی تھیں۔ "کون ہو تم؟" اس کی پھنکارتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میں نہیں سمجھا جنرل۔" میں نے متحیرانہ انداز میں کہا۔

"میں تمھیں صرف دس سیکنڈ کی مہلت دیتا ہوں، تم فلائیڈ نہیں ہو۔ فوراً بتاؤ کون ہو تم، ورنہ یہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے۔" میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی جسے دیکھ کر جنرل کا چہرہ ہونقوں جیسا ہو گیا۔ پھر اس کے چہرے پر سخت جنون کے آثار نظر آنے لگے۔ "ایک... دو... تین..." اس نے گننا شروع کیا اور میں نے دونوں ہاتھ بلند کر لیے۔

"پلیز جنرل، پلیز! پستول رکھ لیجیے۔ آپ کا اندازہ درست ہے۔ میں آپ کی گہری نگاہ کی داد دیتا ہوں۔ کسی اور کو مجھ پر کوئی شبہ نہیں ہو سکا لیکن بہرحال جنرل ٹیرس معمولی ذہانت کا آدمی نہیں ہے۔"

"کون ہو تم؟" جنرل غرّائی ہوئی آواز میں بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"آپ کا دوست میکویائے۔" میں نے جواب دیا۔ تازہ صورتِ حال کے لیے میں پوری طرح تیار تھا۔ اگر جنرل میری اس حیثیت کو تسلیم نہیں کرتا تو پھر لگتے بدترین خسارے سے دوچار ہونے کے لیے تیار ہو جانا پڑے گا۔ ظاہر ہے میں اپنی شخصیت کو منظرِ عام پر تو نہیں لا سکتا تھا۔

"کک... کک... کیا مطلب ہے؟" میرے اس اظہار نے جنرل کے ہاتھ میں ایک لمحے کے لیے لرزش پیدا کر دی۔

"میں میکویائے ہوں۔ جس نے آپ سے ملاقات کی تھی اور جس نے آپ کو یہ پیغام دیا تھا جنرل کہ ساؤتھ پارک ہیون میں کوئی آپ کا منتظر ہے۔"

"اوہ... اوہ ناقابلِ یقین لاجواب۔" جنرل نے پستول میز پر رکھ دیا اور اپنی کرسی کھسکا کر کھڑا ہو گیا۔ پھر بولا۔ "مجھے یقین دلا دو کہ تم پارکو ہو۔ اس کے بعد ہی میں تم سے کھل کر گفتگو کر سکوں گا۔ تم نے واقعی مجھے چکرا کر رکھ دیا ہے۔"

"جنرل! اگر آپ حکم دیتے ہیں تو میں اپنا یہ میک اپ اتارے دیتا ہوں لیکن اس کے بعد مجھے دوبارہ میک اپ کرنا ہوگا۔"

"تم... تم... تعجب ہے! فلائیڈ کہاں گیا، یہ بتاؤ؟"

"جنرل! پہلے مجھے آپ سے کچھ سوالات کرنے ہیں، براہِ کرم اسے گستاخی نہ خیال کریں بلکہ ایک ضرورت سمجھیں۔"

"ہاں کہو۔ کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"میڈم براؤن سے آپ کی ملاقات ہو گئی؟"

"ہاں۔ اور جبھی میں نے کہا کہ اپنے پارکو ہونے کا یقین دلا دو۔"

"میڈم نے آپ کو یہ بھی بتا دیا ہوگا کہ کس طرح میں انھیں قید سے نکال کر لایا ہوں؟"

"ہاں، ہاں۔" جنرل ٹیرس کی مٹھیاں بار بار بھنچ رہی تھیں۔ وہ کڑی نگاہوں سے مجھے گھورے جا رہا تھا۔ غالباً اسے میرے اوپر یقین نہیں آ رہا تھا۔

"اور یہ بھی بتا دیا ہوگا جنرل کہ میرے مقاصد کیا ہیں؟"

"ہاں ڈیئر ہاں۔" اس نے بالآخر ڈھیلا پڑتے ہوئے کہا۔

"جنرل، یہ جگہ ہماری گفتگو کے لیے محفوظ ہے؟"

"قطعی محفوظ ہے۔" جنرل ٹیرس نے جواب دیا۔

"تو پھر آپ کو مختصر تفصیل بتائے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔ وہ لڑکی جو گرین پول کی نمائندہ ہے کیتھی براؤن کی حیثیت سے یہاں موجود تھی۔ گرین پول، والٹو موبائے کے لیے کام کر رہی ہے اور میں بھی اس وقت تک اس سے مخلص تھا جب تک یہ بات میرے علم میں نہیں آئی تھی کہ والٹو موبائے یہودیوں کا آلۂ کار ہے۔ میرا تعلق تنظیمِ آزادیِ فلسطین سے ہے جنرل اور میں اس کے مفادات کے لیے کام کرتا ہوں۔ پھر بھلا یہ کس طرح ممکن تھا کہ میں والٹو موبائے کے حق میں کام کروں۔ یہاں سے میں ذہنی طور پر گرین پول سے الگ ہو گیا لیکن گرین پول کے لیے جو لڑکی کام کر رہی ہے میں اس کے ساتھ بھی کوئی بڑی زیادتی نہیں کر سکتا۔ کم از کم اسے جانی نقصان نہیں پہنچا سکتا ورنہ شاید میں اسے ختم کر دیتا۔ اسے مطمئن رکھنے کے لیے یہ ضروری تھا کہ میں میکویائے کی حیثیت ترک کر دوں اور اسے بھی اس کی حیثیت سے ہٹا دوں۔ آپ غالباً ان باریکیوں کو سمجھ گئے ہوں گے۔ میں نے فلائیڈ کی حیثیت اختیار کر لی اور یہ صرف اتفاق ہے جنرل کہ فلائیڈ بھی آپ ہی کا آدمی نکلا۔ میرا خیال ہے اس حد تک بتا دینا کافی ہے، اس کے بعد آپ خود ہی صورتِ حال کا اندازہ لگا لیں گے۔"

"ڈیئر پارکو! میں تم سے صرف ایک بات کہنا چاہتا ہوں، وہ یہ کہ میں تمہارے ساتھ مکمل تعاون کے لیے تیار ہوں۔ اب مجھے تم پر اعتبار آ چکا ہے۔ تم جس طرح چاہو گے، میں تمہاری ضروریات کے مطابق عمل کروں گا۔ میرا خیال ہے ہمارے تمہارے درمیان اتنی گفتگو یہاں پر کافی ہے۔ مجھے یہ بتاؤ کہ تم اب سے لے کر رات تک کس وقت ساؤتھ پارک ہیون پہنچ سکتے ہو؟ وہاں پر ہماری تفصیلی گفتگو ہوگی۔"

"جو وقت آپ مجھے دیں جنرل۔"

"تو پھر رات کے ٹھیک ساڑھے دس بجے میں ساؤتھ پارک ہیون پارک میں تمہارا انتظار کروں گا۔ بس اب تم جاؤ اور یہاں کے حالات پر نگاہ رکھو۔ ہماری باقی گفتگو بعد میں ہوگی۔" جنرل ٹیرس کہتا ہوا اٹھ گیا اور میں اس کے سامنے سے اٹھ گیا۔ جنرل نے مجھ پر مکمل اعتماد کر لیا تھا، میں اسے سلام کر کے باہر نکل آیا۔ [illegible]

جنرل ٹیرس کو میں نے شیشے میں اتار لیا تھا۔ اب تک میں نے جو اقدامات کیے تھے، میری دانست میں تسلی بخش تھے۔ دل میں کوئی تکلیف دہ احساس ابھرتا تھا تو وہ تہذیب کے لیے تھا۔ گرین پول کی طرف سے وہ مکمل فرض داری کے ساتھ کام کر رہی تھی ۔۔۔ پتا نہیں ناکامی اس کے لیے کیا عذاب لائے۔ ممکن ہے اسے زندگی سے ہاتھ دھونا پڑیں۔ گرین پول اسے اس ناکامی کے بدلے میں موت کے گھاٹ اتار دے۔ میری وجہ سے، صرف میری وجہ سے وہ ماری جائے گی۔ اگر وہ مجھ پر اس قدر اعتماد نہ کرتی تو شاید اس طرح نہ پھنستی۔ آخر اس سے قبل کام کرتی رہی تھی لیکن میں اس عظیم مشن کے لیے سب کچھ قربان کر سکتا تھا۔ میری نظر میں بے خانماں، مفلوک الحال اور برباد انسانوں کی زندگی ہر چیز سے زیادہ قیمتی تھی۔ اسرائیل کے قدم جہاں بھی کمزور کیے جا سکیں، بہتر ہے اور اس کے لیے میں ہر احساس کو فنا کر سکتا تھا۔

میں جوزی کی تلاش میں چل پڑا۔ وہ اپنے کمرے میں موجود نہیں تھی۔ کئی جگہ اسے تلاش کیا لیکن وہ نہیں ملی۔ مجھے تشویش ہوگئی۔ وہ کسی مصیبت میں تو نہیں پھنس گئی؟

[illegible] ذہن میں دھواں سا بھرا رہا اور پھر تقریباً ساڑھے آٹھ بجے مجھے تہذیب مالکم ایکس، جوزی کے روپ میں نظر آئی۔ وہ بے حد مطمئن نظر آ رہی تھی جیسے کوئی خاص بات نہ ہوئی ہو۔

میں نے فوراً اسے جا لیا۔ اس نے معذرت آمیز انداز میں کہا۔ "سوری ڈیئر! دراصل تمہیں اطلاع دیے بغیر جانا پڑا۔ گرین پول کی طرف سے ایک فوری میٹنگ بلائی گئی تھی اور میرے پاس زیادہ وقت بھی نہیں تھا۔ میں نے تمہیں تلاش بھی کیا، صرف اس لیے کہ تمہیں اس میٹنگ میں شرکت کی اطلاع دے دوں لیکن تم نہیں ملے تو میں چلی گئی۔ میٹنگ میں تمہیں لے جانا کسی طور مناسب نہیں تھا۔"

"کوئی حرج نہیں ہے تہذیب۔ میں صرف تمہاری عدم موجودگی سے [illegible] ہو گیا تھا اور یہ سوچنے لگا تھا کہ تم کسی مصیبت کا شکار نہ ہو گئی ہو۔" میں نے کہا۔

"نہیں علی! ایسی کوئی بات نہیں تھی۔" تہذیب نے کہا، پھر پیش کش کی۔ "آؤ باغ کی طرف چلتے ہیں۔"

یہاں کے حالات پر خصوصی نگاہ رکھی جاتی تھی، خاص طور سے اُن لوگوں پر جو اس محل میں مستقل طور پر رہائش پذیر تھے اور یہاں کے تمام معاملات کے رازدار بھی تھے۔ میں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ فلائیڈ پیٹرسن کی حیثیت سے کسی کو مجھ پر کوئی شبہ نہیں ہو سکتا ہے۔ جنرل ٹیرس کی طرف سے ہی خدشات ہو سکتے تھے لیکن اس سے میرا معاملہ طے ہو چکا تھا۔

"پائیں باغ میں پہنچ کر جوزی نے کہا۔ "دراصل حالات ابھی تک کوئی ایسا رُخ نہیں اختیار کر سکے جنھیں اطمینان بخش کہا جا سکے۔ گرین پول کو والٹو موبائے کی طرف سے وہ تمام واجبات ادا کر دیے گئے ہیں جو اس سلسلے میں ہو سکتے تھے۔ اس لیے "ٹو" کو فوری طور پر یہاں آنا پڑا۔ اور اسی نے مجھے طلب کیا تھا۔"

"میٹنگ ہو گئی؟"

"ہاں۔ ٹو کا خیال ہے کہ معاملات بہت زیادہ الجھے ہوئے ہیں اور میں اپنی کوششوں میں کسی حد تک ناکام رہی ہوں۔ میں نے تمام صورتِ حال ٹو کے سامنے پیش کر دی تھی۔ اس نے بھی کہا کہ میرے اقدامات پائیدار نہیں ہیں۔ کیتھی براؤن کی گمشدگی ہمارے پورے پلان کو فیل کر سکتی ہے۔ میں نے ٹو کے سامنے جنرل ٹیرس کا معاملہ بھی پیش کیا اور ٹو نے شدت سے اپنے [illegible] کا اظہار کیا کہ اگر جنرل ٹیرس [illegible]

پسِ پشت ہے تو پھر صورتِ حال انتہائی خطرناک ہو جائے گی۔ اس کی طرف سے مجھے کچھ ہدایات ملی ہیں جن پر عمل کرتے ہوئے تمام صورتِ حال کو سنبھالنا ہے۔"

"گویا اب یہ معاملہ ٹو کے ہاتھ میں چلا گیا؟" میں نے تہذیب مالکم ایکس سے پوچھا۔

"ہاں۔ اور میرا خیال ہے علی، یہ بُرا نہیں ہوا۔ کم از کم اب مکمل طور پر میں ذمے دار نہیں رہی۔ کیتھی براؤن کی گمشدگی کے بعد صورتِ حال بے حد خوفناک ہو گئی ہے۔ جب تک وہ دوبارہ ہمارے ہاتھ نہیں آ جاتی، ہم پورے اعتماد کے ساتھ کوئی کام نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ہمیں تو یہ بھی نہیں معلوم کہ کیتھی کو وہاں سے لے جانے والا کون تھا اور وہ لوگ کس حد تک حالات سے واقف ہو گئے ہیں۔"

"ہوں! بات تو ٹھیک ہے۔ پھر اب کیا پروگرام ہے؟"

"گرین پول کے خصوصی نمائندے کیتھی براؤن کی تلاش میں مصروف ہو گئے ہیں۔ یہاں کے تمام حالات کو مدِنظر رکھتے ہوئے اور کیتھی کی پچھلی زندگی کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے بعد فوری طور پر کوئی کارروائی کی جائے گی۔ اس دوران گرین پول کے آدمی گوٹے ہل کی افواج میں شامل ہو جائیں گے اور یہ اندازہ لگانے کی کوشش کریں گے کہ جنرل ٹیرس کے حامی کون کون سے ہیں اور والٹو موبائے کن پر بھروسا کرتا ہے۔ دیکھیں اب اس سلسلے میں مزید کیا انکشافات ہوتے ہیں۔"

"تمہارا کیا پروگرام ہے؟"

"مجھے جوزی کی حیثیت سے بدستور یہاں رہنا ہے اور اگر یہ حیثیت ختم ہو جائے تو پھر کوئی نئی شکل اختیار کرنا ہوگی۔ اب اس کے انتظامات ہو گئے ہیں۔ میرا خیال ہے بہت مختصر سے وقت میں والٹو موبائے کے محل میں گرین پول کے آدمی مختلف صورتوں میں داخل ہو جائیں گے۔"

"گویا تمہاری ذمے داریاں کافی حد تک ختم ہو گئی ہیں۔"

"صرف کم [illegible] ختم نہیں ہوئیں۔"

"اس سلسلے میں مزید کوئی کارروائی؟" میں نے سوال کیا۔

"نہیں! البتہ ٹو نے مجھے مشورہ دیا ہے کہ والٹو موبائے کو اس جگہ سے ہٹا لیا جائے، جو لوگ کیتھی براؤن تک پہنچ سکتے ہیں وہ والٹو موبائے کو بھی تلاش کر سکتے ہیں۔"

"خوب! تو والٹو موبائے کی جگہ تبدیل کر دی گئی؟"

"تبدیل کر دی جائے گی۔"

"لیکن اس کے باوجود تہذیب اس کی رہائش گاہ سے [illegible] رہنا چاہیے تاکہ کسی بھی [illegible] اپنے قابو میں کر سکیں۔"

"اس کی تم فکر مت کرو [illegible] گا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں بہت جلد تمہیں اس کی نئی رہائش گاہ کے بارے میں تفصیلات فراہم کر دوں گی علی۔ ویسے تمہارے ذہن میں کوئی اور خاص بات آئی ہے؟"

"نہیں! ابھی تک حالات جوں کے توں چل رہے ہیں۔ میرا خیال ہے ہمیں اپنے اس نئے روپ میں ابھی تک کوئی پریشانی نہیں ہوئی، ابتدائی معاملات ہم نے سنبھال لیے ہیں اور یوں محسوس ہوتا ہے جیسے آئندہ بھی ہمیں کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی۔"

"ٹھیک ہے۔ ویسے میں تمھیں تمام صورتحال سے آگاہ کرتی رہوں گی۔" تہذیب نے کہا۔

"یقیناً، میں بھی یہی چاہوں گا کہ تم مجھے اپنے پروگرام سے آگاہ کرتی رہو۔ ورنہ میرا وجود بے مقصد ہو جائے گا۔ یوں سمجھو کہ اب میں اپنے ہاتھ پاؤں سمیٹنے پر مجبور ہو گیا ہوں۔ پہلے ہم جو کچھ کر رہے تھے، وہ اس بنیاد پر کر رہے تھے کہ سب کچھ ہمیں ہی کرنا ہے لیکن کہیں یوں نہ ہو کہ ہم کوئی قدم اٹھائیں اور گرین پول کے سرکردہ افراد اس کی مخالف سمت میں کام کریں، اس طرح ہماری کوششیں بے معنی ہو جاتی ہیں جبکہ ان میں جگہ جگہ زندگی کی بازی لگانا پڑتی ہے۔"

"تم اپنا کام جاری رکھو علی! میں وعدہ کرتی ہوں کہ دوسری سمت سے ہونے والی کسی بھی کارروائی سے فوراً تم کو باخبر کر دوں گی تاکہ تم اس کی روشنی میں اپنا کام جاری رکھو۔"

میں نے گردن ہلائی، تھوڑی دیر تک ہم لوگ گفتگو کرتے رہے۔ اس کے بعد میں نے تہذیب سے واپس چلنے کے لیے کہا۔ اس کے بعد ہم جدا ہو گئے۔

وقتِ مقررہ پہ جنرل ٹیرس سے ملاقات کے لیے چل پڑا۔ اس بات کو میں نے خصوصی طور پہ مدِنظر رکھا تھا کہ گرین پول کے ایجنٹ محل کے اطراف میں پھیل گئے ہیں۔ وہ یقینی طور پہ یہاں سے آنے اور جانے والوں پہ گہری نگاہ رکھیں گے۔ ان کی نگاہوں سے بچنا ضروری تھا۔ میں اس خفیہ دروازے سے باہر نکلا تھا، جو فلائیڈ پیٹرسن نے ہمیں بتایا تھا۔ اس کے باوجود میں نے ایسے لمبے...... راستے اختیار کیے جہاں سے کسی تعاقب کرنے والے کے بارے میں بخوبی اندازہ لگایا جا سکے لیکن ایسی کوئی صورتِ حال نہیں تھی۔ خاصے گھماؤ پھراؤ کے بعد میں نے ساؤتھ پارک ہیون کا راستہ اختیار کیا تھا اور اب اس بات کا مجھے مکمل طور پہ اطمینان ہو گیا تھا کہ کوئی میرے تعاقب میں نہیں ہے۔

ساڑھے دس سے کچھ زیادہ ہی وقت گزر گیا تھا جب میں ساؤتھ پارک ہیون میں داخل ہوا۔ دروازے پر وہی بوڑھی نیگرو موجود تھا۔ جب میں نے اسے اپنا نام بتایا تو اس نے میرے لیے راستہ چھوڑ دیا۔ اندر داخل ہوا تو وہ دونوں نیگرو لڑکیاں مل گئیں جو بظاہر ملازمائیں ہی تھیں لیکن کیتھی براؤن نے ان کے بارے میں بڑے انوکھے انکشاف کیے تھے۔ انہوں نے مجھے ایک اندرونی کمرے میں پہنچا دیا اور یہاں کیتھی براؤن کے ساتھ جنرل ٹیرس کو دیکھ کر میں نے سکون کی گہری سانس لی۔ جنرل ٹیرس کے انداز میں اب نمایاں تبدیلی پیدا ہو چکی تھی۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور اس نے بڑے دوستانہ انداز میں مجھ سے ہاتھ ملایا۔ اس کے چہرے پہ مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ کیتھی براؤن بھی اب بہت مطمئن نظر آ رہی تھی، اس کے چہرے پر کوئی تردد، کوئی خوف نہیں تھا۔

جنرل ٹیرس نے کہا "مسٹر پارکو، آپ نے میرے اوپر جتنا بڑا احسان کیا ہے، شاید میں اسے زندگی بھر نہ چکا سکوں۔ کیتھی نے آپ کو اپنے اور میرے بارے میں بتا دیا ہے۔ یوں سمجھیے کہ آپ ہماری اس زندگی کے دوسرے رازدار بن گئے ہیں ورنہ ابھی تک کسی کے کانوں میں بھنک بھی نہیں پہنچی کہ میرا کیتھی سے کوئی رابطہ ہے۔ کام کی باتیں تو ہوتی ہی رہیں گی مسٹر پارکو کچھ ذاتی باتیں بھی ہو جائیں۔ آپ کو شاید اس بات کے بارے میں گمان بھی نہیں ہو گا کہ میں اور کیتھی بچپن ہی سے ایک دوسرے کو چاہتے ہیں لیکن ہمارے درمیان ایک فرق نمایاں رہا ہے۔ ہر جگہ کچھ عجیب سے معاملات ہوتے ہیں گوسٹے پل کی روایات میں بھی کچھ اس قسم کی چیزیں شامل ہیں جو دو محبت کرنے والوں کے لیے بڑی ہی تکلیف دہ ہوتی ہیں۔ میں ان کی تفصیلات میں نہیں جاؤں گا، بس یوں سمجھ لیجیے کہ جو کچھ ہم کر رہے ہیں اس کے بغیر ہمارا یکجا ہونا بھی مشکل تھا۔ کیتھی ناسپاس نہیں ہے لیکن والٹو موبائے درحقیقت ایسی ہی شخصیت کا مالک ہے کہ اس پہ کوئی بھی شخص مکمل طور پہ بھروسا نہیں کر سکتا، وہ انتہائی غیر متوازن شخصیت کا مالک ہے اور کسی کے لیے اتنا اچھا ثابت نہیں ہوا کہ کوئی اس کی تعریف میں کچھ کہہ سکے۔ آپ اس کے لیے کچھ بھی کر لیجیے، وہ دولت کے انبار آپ کے سامنے رکھ دے گا، لیکن اس کا خلوص آپ کو نہیں مل سکے گا۔ میں بھی مسٹر پارکو، والٹو موبائے کا بہت ہمدرد اور سچا دوست تھا اس لیے کہ میرا خاندان ہمیشہ سے اس کی خدمت کرتا چلا آیا ہے۔ میں نے جنرل کا عہدہ کسی رعایت کے تحت نہیں حاصل کیا بلکہ اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کر کے یہ عہدہ حاصل کیا ہے، ورنہ والٹو موبائے اس سلسلے میں کوئی رعایت کبھی

نہ کرتا۔ بہر طور مختصر یہ کہ کیتھی کو حاصل کرنے کے لیے یہ منصب حاصل کرنا بھی ضروری تھا اور ہم دونوں نے اس سلسلے میں منصوبہ بندی کی ہے۔ حالات بڑا سنگین رُخ اختیار کر گئے تھے، اوّل تو امریکنوں...... کی مداخلت ہمارے لیے انتہائی تکلیف دہ تھی اور پھر گرین پول کو بھی اس میں شامل کر لیا گیا۔ مجھے کیتھی نے بتایا ہے کہ آپ کا براہِ راست تعلق گرین پول سے نہیں تھا بلکہ جس طرح سے آپ نے کہا کہ آپ کی شخصیت دوسری ہی تھی لیکن میں آپ کو گرین پول کے بارے میں بتا دوں، انتہائی خطرناک ادارہ ہے اور اس کے ارکان دنیا کے بہت سے ممالک میں خوفناک کارروائیاں کر چکے ہیں، ہم نے مافیا سے تعلق قائم کیا تھا لیکن مافیا کا مقامی سربراہ اتنا مؤثر آدمی نہیں ہے، وہ ابھی تک اس سلسلے میں ہمارے لیے کوئی ایسا کام نہیں کر سکا جسے ہم اطمینان بخش قرار دے سکیں چنانچہ اس کی طرف سے ہم بد دل ہی ہو گئے تھے.... تو یہ تھی ہماری زندگی کی تفصیل مسٹر پارکو اور اس کے بعد پھر ایک بار ہم آپ کے بارے میں تفصیلات جاننا پسند کریں گے۔"

"میرے خیال میں صرف اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے میرے لیے کہ تنظیم آزادیٔ فلسطین کا آدمی ہوں اور تنظیم کے مقاصد کے لیے کام کر رہا تھا کہ گرین پول سے ٹکرا گیا اور یہ سوچ کر اس لڑکی کی امداد پہ آمادہ ہو گیا کہ ممکن ہے کہ یہاں ہمارے مفادات کے لیے کوئی کام ہو سکے۔"

"میں آپ سے خلوصِ دل سے کہہ رہا ہوں مسٹر پارکو کہ میں جہاں اسرائیلیوں کے قدم جمانے کا مخالف ہوں، درحقیقت میں فلسطینی مقاصد سے متاثر ہوں اور اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ براہِ راست میں نے اس سلسلے میں کچھ نہیں کیا لیکن جس طرح والٹو موبائے یہودیوں کے زیرِ اثر آتا جا رہا تھا، میں اس کا دل سے مخالف تھا اور اگر یہ تمام خیالات میرے ذہن میں نہ ہوتے تو میں گوسٹے پل کی افواج کے جنرل کی حیثیت سے اس بات کی کھلم کھلا مخالفت کرتا لیکن ہمارا منصوبہ بدل گیا۔"

"یقیناً یہیں سے ہماری پُرخلوص مفاہمت کا آغاز ہوتا ہے جنرل ٹیرس، تنظیم آزادیٔ فلسطین کے مقاصد کے لیے کام کرنا میرا ایمان ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپ اس سلسلے میں میری معاونت کریں۔"

"ڈیئر پارکو، جس طرح کہ تم نے کہا کہ گرین پول کی تمام کارروائیاں تمہارے علم میں آ چکی ہیں اور جس طرح تم نے میکوبائے کی حیثیت سے کیتھی براؤن کو گرین پول کی گرفت سے نکالا ہے اس سے میں نے یہ اندازہ لگایا ہے کہ ایک بیرونی آدمی ہونے کے باوجود تم نے گرین پول کی گردن میں اچھی طرح پنجے گاڑ رکھے ہیں، کیا یہ ممکن نہیں کہ تم اسی طرح اپنا کام جاری رکھو اور میرے مشن میں میری

معاونت کرو۔ ویسے تمہارا اس سلسلے میں کیا خیال ہے، گرین پول کہاں تک یہ بات معلوم کر چکی ہے کہ والٹو موبائے کے دشمنوں میں کون کون افراد شامل ہیں؟"

"اس سلسلے میں جنرل ٹیرس! آپ کا نام سرِفہرست آتا ہے۔ گرین پول نے جو منصوبہ میڈم براؤن کے سامنے والٹو موبائے کو پیش کیا تھا، اس کی تفصیلات انھوں نے آپ کو بتا دی ہوں گی، مقصد یہ تھا کہ والٹو موبائے کے دشمنوں کو ان کا تختہ الٹنے کا پورا پورا موقع دیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ ہی فوری طور پہ یہ کارروائی کی جائے کہ جونہی والٹو موبائے کا تختہ الٹنے کے بعد نیا حکمران اپنے پروگرام کا اعلان کرے، فوری طور پہ جوابی کارروائی کر دی جائے۔ اس طرح والٹو موبائے کے وہ دشمن سامنے آ جائیں گے اور ان کے خلاف کارروائی کرنے میں آسانی ہو گی جبکہ دوسری شکل میں فوج کے اندر دشمنوں کو تلاش کرنا ایک مشکل کام تھا۔"

جنرل ٹیرس کے چہرے پہ ایک لمحے کے لیے زردی سی پھیل گئی۔ غالباً اس تفصیل نے اسے دہشت زدہ کر دیا تھا۔ چند لمحے وہ خاموش بیٹھا رہا۔ کیتھی براؤن نے اسے شراب کا گلاس پیش کیا جسے جنرل ٹیرس نے ایک ہی سانس میں خالی کر دیا اور گلاس واپس رکھ کر ہونٹ خشک کرتا ہوا بولا: "بلاشبہ یہ ایک خوفناک صورت تھی جس کا انکشاف اگر نہ ہوتا اور اسی طرح عمل میں آ جاتی تو میرا سارا پلان فیل ہو سکتا تھا اور یہ بھی غلط ہوتا کیتھی براؤن کہ میں تمھاری ہمشکل اس لڑکی سے یگانگت کا اظہار کرتا۔ اگر میں اس کے ساتھ مل کر کوئی پلاننگ کرنے لگتا تو یقینی طور پہ مجھے بدترین شکست سے دوچار ہونا پڑتا۔ حیرت کی بات ہے کہ ان لوگوں کی توجہ فوراً ہی مجھ پہ مبذول ہو گئی اور انھوں نے کیتھی کو بھی میرے ساتھ شریک محسوس کر لیا۔ لیکن ڈیئر پارکو وہ لڑکی جو کیتھی براؤن کا روپ اختیار کیے ہوئے تھی، اب کہاں ہے۔ میرا خیال ہے ہمیں اس پہ ہاتھ ڈال دینا چاہیے۔ اس کی گرفتاری ضروری ہے کیونکہ وہ حالات سے کافی حد تک باخبر ہو گئی ہے۔"

"نہیں جنرل، اس کی گرفتاری قطعی ضروری نہیں ہے کیونکہ حالات اس سے کہیں آگے بڑھ گئے ہیں۔ آپ بہت چھوٹی چھوٹی باتوں کو اہمیت دے رہے ہیں، اس لڑکی کا تصور بھی ذہن سے نکال دیجیے۔ کیا آپ اس بات پہ یقین کریں گے کہ اس وقت والٹو موبائے بھی اصلی نہیں ہے۔ جس والٹو موبائے کے سامنے آپ مؤدب رہتے ہیں اور جس نے ... میٹنگ میں شرکت کی تھی، وہ اصلی والٹو موبائے نہیں بلکہ گرین پول کا نمائندہ ہے۔"

جنرل ٹیرس بے اختیار اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ عجیب سا ہو گیا تھا۔ وہ احمقانہ انداز میں مجھے گھورتا رہا پھر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دوبارہ اپنی جگہ بیٹھ گیا۔

"کیا کہہ رہے ہو تم پارکو.... کیا کہہ رہے ہو!"

"جو کچھ کہہ رہا ہوں، بالکل ٹھیک کہہ رہا ہوں جنرل ٹیرس! جس طرح آپ اس لڑکی پر شبہ نہیں کر سکے کہ وہ میڈم براؤن نہیں ہے اسی طرح آپ کی نگاہ والٹوموبائے پر بھی نہیں پہنچی۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ان لوگوں کا جال معمولی نہیں ہے۔ آپ بہت سطحی انداز میں سوچ رہے ہیں۔"

"اوہ اوہ، میں پاگل ہو جاؤں گا.... شاید میں پاگل ہو جاؤں گا۔ اس گرین پول نے تو میرے سارے پروگرام کے بخیے اُدھیڑ کر رکھ دیے ہیں۔ کیا.... کیا وہ مجھے کامیاب نہیں ہونے دے گی، کیا یہ سب کچھ.... کیا یہ سب کچھ.... مسٹر پارکو مجھے بتاؤ.... کیتھی کیا خیال ہے تمھارا؟ ہمیں فوری طور پر اپنی کارروائی شروع نہیں کر دینا چاہیے؟"

"میرا خیال ہے مسٹر پارکو ایک فرشتے کی مانند ہمارے درمیان اُتر آئے ہیں۔ کیا ہم اس سلسلے میں ان سے مشورہ نہیں کر سکتے؟"

"ڈیئر پارکو! اس انکشاف نے مجھے ہلا کر رکھ دیا ہے۔ واقعی وہ والٹوموبائے نہیں ہے لیکن وہ شخص.... وہ شخص دنیا کا سب سے بڑا اداکار قرار دیا جا سکتا ہے۔ کم بخت کی ایک ایک جنبش والٹوموبائے سے ملتی جلتی ہے لیکن.... لیکن اصل موبائے کہاں ہے۔ کیا گرین پول کے قبضے میں؟"

"ہاں۔ وہ گرین پول کی تحویل میں ہے۔"

"اُفوہ، اس کا مقصد ہے کہ اگر ہم.... اگر ہم والٹوموبائے کے خلاف جدوجہد کرتے اور پہلی ہی کوشش میں اسے ہلاک کر کے اپنی حکومت کا اعلان کر دیتے تو اس کے بعد دوسرے جنرلوں کی سرکردگی میں جوابی انقلاب برپا ہوتا۔ اگر ہم والٹوموبائے کو ہلاک کر دیتے تو ہمارے ذہنوں میں یہی خیال ہوتا کہ یہ جوابی انقلاب ناکام قرار دیا جائے گا کیونکہ والٹوموبائے اس دنیا میں موجود نہیں ہے اور کوئی دوسرا جنرل اس کی جگہ نہیں لے سکتا۔ لیکن ہوتا یہ کہ والٹوموبائے منظرِ عام پر آجاتا اور اس کے بعد ہمارے پلان کا جو حشر ہوتا وہ قابلِ دید ہوتا۔ آہ! یہ سب کچھ.... یہ سب کچھ بہت خوفناک ہے کیتھی.... یہ سب کچھ بہت خوفناک ہے۔"

کیتھی بھی نیم مُردہ انداز میں کرسی کی پشت سے گردن لگا کر بیٹھ گئی تھی۔

"پلیز پارکو.... پلیز! مجھے یہ بتاؤ، اصل والٹوموبائے کہاں ہے؟ کیا تمھیں اس کی قیام گاہ کا علم ہے؟" جنرل ٹیرس نے پوچھا۔

"نہیں جنرل ٹیرس! ابھی تک میں اس کی قیام گاہ کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔" میں نے جواب دیا۔

"پھر کیسے پارکو.... پھر یہ پارکو اس کا مقصد ہے کہ اب تو

ہمیں فوراً اپنے تمام پروگرام ملتوی کر دینے چاہئیں۔ اب ہم اس سلسلے میں کچھ نہیں کر سکتے۔"

"آپ کو کچھ اور کہنا ہے جنرل اس موضوع پر؟" میں نے پوچھا۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ اگر آپ کہہ چکے ہوں تو پھر میں اپنی گفتگو کا آغاز کروں۔"

"ہاں پارکو، اب آپ مجھے بتائیں کہ اس منصوبے کے سلسلے میں میری کیا مدد کر سکتے ہیں؟"

"میں آپ کو کامیابی دلا سکتا ہوں جنرل ٹیرس۔ میں آپ کو ایسے مواقع فراہم کر سکتا ہوں کہ آپ والٹوموبائے کی حکومت کا تختہ الٹ دیں اور خود حکمران بن جائیں۔"

"اب تو تقدیر نے مجھے تمھارے ساتھ لا کھڑا کیا ہے میری مدد کرو ڈیئر پارکو! بات صرف یہ نہیں ہے کہ میں اقتدار چاہتا ہوں بلکہ اس انقلاب پر میری پوری زندگی کا انحصار ہے، میں اپنی زندگی کے لیے یہی ضروری سمجھتا ہوں۔ پھر موت کا راستہ اپنانے کے علاوہ میرے پاس کوئی اور چارۂ کار نہیں رہے گا۔"

"ٹھیک ہے جنرل ٹیرس لیکن اس کے صلے میں مجھے کیا ملے گا؟" میں نے سوال کیا۔

جنرل ٹیرس اور کیتھی براؤن میری صورت دیکھ رہے تھے۔ تب جنرل ٹیرس آہستہ سے بولا۔ "اس کا فیصلہ تمھیں ہی کرنا ہے یوں سمجھ لو کہ دولت کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ دولت کا جو تصور تمھارے ذہن میں آئے تم یقین کر لینا کہ وہ تمھیں ملے گی۔"

"نہیں جنرل ٹیرس! مجھے دولت سے دلچسپی نہیں ہے، میں اپنے اس کام کے سلسلے میں تم سے رقم طلب نہیں کروں گا البتہ تمھیں بھی میرے لیے وہی سب کچھ کرنا ہوگا جو میں تمھارے لیے کروں گا۔"

"مطلب! پلیز، کھل کر مجھے بتاؤ۔"

"اسرائیلی ایٹمی پلانٹ جو یہاں والٹوموبائے کی سرکردگی میں قائم ہوا ہے، ہماری آنکھوں میں کھٹک رہا ہے۔ ہم اس کی مکمل تباہی چاہتے ہیں اور تمھارے برسرِ اقتدار آنے کے بعد تم سے یہ توقع رکھنا چاہتے ہیں کہ اس کے بعد گونٹے ہل میں اسرائیلیوں کے قدم نہیں جمنے پائیں گے۔ کم از کم وہ یہاں کچھ نہیں کر سکیں گے۔"

"بس۔" جنرل ٹیرس نے سوال کیا۔

"ہاں جنرل! بس یہی میری پہلی اور آخری خواہش ہے۔"

"تم بے شک بڑے آدمی ہو پارکو، معمولی انسان نہیں ہو تم۔ لیکن میں بھی تمھیں یہ بتا دوں کہ میں دل سے اسرائیلیوں کا مخالف ہوں ۔۔۔ اسرائیل ۔۔۔ ہے ۔۔۔ مخالف ہے میں اس ملک

کی ریشہ دوانیوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ عربوں کے ساتھ یہ ناانصافی مختلف ملکوں اور مختلف قوموں نے مل کر کی ہے۔ جو کچھ تم چاہتے ہو، میں وہ سب ضرور کروں گا لیکن یہ تم پر کوئی احسان نہیں ہوگا۔"

"ٹھیک ہے جنرل! اس کے علاوہ مجھے اور کچھ نہیں چاہیے۔"

"تو پھر مجھے کیا کرنا ہے؟" جنرل ٹیرس نے سوال کیا۔

"آپ مجھے اس ایٹمی پلانٹ کا پتا بتا دیں جسے اسرائیلی مفاد کے لیے قائم کیا گیا ہے اور اسے تباہ کرنے کے سلسلے میں آپ کو میری مدد کرنا ہوگی۔"

"ضرور، میں تیار ہوں مسٹر پارکو! اور سنو! اگر تم اس اسرائیلی پلانٹ کی تباہی چاہتے ہو تو میں اپنے کام سے پہلے تمھارے کام کے لیے آمادہ ہوں جو منصوبہ تمھارے ذہن میں آئے، مجھے اس کے بارے میں بتا دو۔ میں تمھارے ساتھ مکمل تعاون کروں گا۔" جنرل ٹیرس کے ایک ایک انداز سے اس بات کا اظہار ہوتا تھا کہ جو کچھ اس نے کہا ہے وہ حقیقت پر مبنی ہے۔ وہ مجھ سے بہت زیادہ متاثر ہو گیا تھا۔ اور اس بات نے میرے رگ و پے میں مسرت کی لہریں دوڑا دی تھیں۔ بے شک میں کامیابی کی طرف تیزی سے گامزن تھا۔

تھوڑی دیر تک سوچنے کے بعد میں نے جنرل سے کہا۔ "اس نوجوان کو کہاں قید کیا گیا ہے جنرل جسے تم نے میٹنگ کے دوران گرفتار کیا تھا؟"

"فلسطینی نوجوان میری ذاتی قید میں ہے اور تم اطمینان رکھو پارکو، وہ ہماری دسترس میں ہے اور وہاں سے کہیں نہیں جا سکے گا۔"

"کیا کیرن شی مے اور مائیکل یان کی موت کی اطلاع اور لوگوں کو بھی پہنچ چکی ہے؟"

"قطعی نہیں! میں اس بارے میں تمھیں بتا چکا ہوں۔" جنرل ٹیرس نے جواب دیا۔

"گویا صرف چند افراد ہیں جو یہ جانتے ہیں کہ کیرن شی مے اور مائیکل یان مر چکے ہیں۔"

"چند افراد بھی نہیں۔ میں، میرے محافظ، وہ لڑکی اور وہ نقلی والٹوموبائے۔ جو لوگ وہاں موجود تھے ان کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا کہ یہ لوگ مر چکے ہیں۔"

"تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ابھی یہ اطلاع باہر نہیں نکلی اور شاید نکلے گی بھی نہیں۔" میں نے خود کلامی کے انداز میں آہستہ سے کہا۔ اور پھر جنرل کو مخاطب کیا۔ "میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے ایک بار وہ جگہ دکھا دیں جہاں ایٹمی پلانٹ واقع ہے۔"

"وہ جگہ ہی نہیں، میں تمھیں اس ایٹمی پلانٹ کا معائنہ بھی کرا دوں گا۔"

"کس حیثیت سے جنرل؟" میں نے سوال کیا۔

"میں وہاں جا سکتا ہوں، میرے اختیارات میں کوئی کمی نہیں ہوئی ہے اور ابھی تک کسی کو مجھ پر کوئی شبہ نہیں ہے۔"

"ٹھیک ہے جنرل! میں ایک اور بات بھی سوچ رہا ہوں۔ آپ نے میرے میک اپ کا اندازہ کر لیا ہوگا۔ میں کیرن شی مے یا مائیکل یان کی حیثیت سے آپ کے ساتھ ایٹمی پلانٹ تک جانا چاہتا ہوں تاکہ وہاں کے سرکردہ لوگ کسی قسم کا شبہ نہ کر سکیں۔ معاملہ امریکن ایف بی آئی کا بھی ہے، ڈینس میلے اس سلسلے میں والٹوموبائے کی امداد کر رہا ہے اور ہمیں اس کی خطرناک شخصیت کو پیشِ نظر رکھنا ہوگا۔"

جنرل ٹیرس اچھل پڑا تھا۔ اس نے متحیرانہ انداز میں مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔ "کمال ہے! تمھاری سوچ کس قدر تیز ہے۔ تم کتنی جلدی فیصلہ کر لیتے ہو پارکو!"

"تو آپ کو یہ بات منظور ہے جنرل؟"

"سو فیصدی۔ جب بھی تم چاہو، میرے ساتھ ایٹمی پلانٹ کا معائنہ کر سکتے ہو۔"

"کیا آپ مجھے کوئی ایسا موقع فراہم کر دیں گے جنرل، جہاں میں اس فلسطینی نوجوان سے ملاقات کر سکوں؟"

"ساؤتھ پارک ہیون ایک محفوظ عمارت ہے۔ اس کے بارے میں کسی کو کوئی شبہ نہیں ہے اور اب تو میں اسے فولادی پلائی ہوئی دیواروں کی مانند بنا دوں گا کیونکہ کیتھی براؤن یہاں موجود رہے۔ تم اس شخص سے ملاقات یہاں بھی کر سکتے ہو۔"

"تو پھر جنرل! کل اسی وقت میں اس فلسطینی نوجوان سے اسی عمارت میں ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔"

"وہ یہاں پہنچ جائے گا۔" جنرل نے جواب دیا۔

"کل دن میں کسی وقت بھی میں آپ سے رابطہ قائم کر کے اپنا نیا پروگرام آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ بہتر ہوگا کہ آپ مجھ پر پورا پورا بھروسا کریں۔ میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ میرے زیرِ ہدایت کام کریں لیکن جو کچھ میں کہوں، اس پر غور ضرور کر لیں۔"

جنرل نے اپنی جگہ سے اٹھ کر میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔ "نہیں پارکو! تمھاری خوبیوں کا میں بار بار اعتراف کر چکا ہوں۔ یوں سمجھ لو کہ میرا مشن اب تمھارے حوالے ہے اور یہ بہت بڑی بات ہے جو میں نے تم سے کہی ہے۔" میں نے پُرتپاک انداز میں جنرل کے ہاتھ کو دبایا اور اس کے بعد واپسی کی اجازت مانگی۔ جنرل اور کیتھی براؤن مجھے باہر چھوڑنے آئے تھے۔

واپس محل پہنچا تو حالات پُرسکون تھے۔ کوئی تبدیلی نظر نہیں آ رہی تھی۔ جوزی اپنی آرام گاہ میں موجود تھی چنانچہ میں بھی اپنی آرام گاہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں چلا گیا اور رات کو نجانے کتنی دیر تک منصوبے بناتا رہا۔ کیتھی براؤن کی گمشدگی کا کوئی خاص چرچا نہیں تھا، ممکن ہے یہ اس کے معمولات میں سے ہو۔ اگر اصل والٹو موبائے یہاں موجود ہوتا تو یقینی طور پر کیتھی کی تلاش کے سلسلے میں خصوصی توجہ دی جاتی یا کچھ ہنگامہ آرائیاں ہوتیں۔ میکوبائے کی غیر موجودگی کو بھی محسوس نہیں کیا گیا تھا، محل کے معاملات جوں کے توں چل رہے تھے۔

دوسری صبح جوزی یعنی تہذیب نے مجھ سے ملاقات کی اور کہنے لگی۔ "ٹو کی طرف سے ایک نیا پیغام ملا ہے، مجھے اس سلسلے میں تم سے مشورہ کرنا ہے علی!"

"ہاں، کہو تہذیب؟"

"ٹو کا کہنا ہے کہ میں جوزی کی حیثیت ختم کر کے محل سے نکل جاؤں اور ان کے ساتھ مصروفِ عمل رہوں، یہاں کی تمام ذمے داریاں وہ تمھیں سونپنا چاہتا ہے۔ اس نے مجھ سے مشورہ کیا تھا اور تمھارے بارے میں میری رائے دریافت کی تھی، میں نے اسے بتایا کہ آج تک جو کچھ میں کرتی رہی ہوں، اس میں تمھارے مشورے شامل رہے ہیں۔ اس بات پر اس نے بہت زیادہ اطمینان کا اظہار کیا اور تمھارے لیے یہ پیغام دیا ہے کہ گرین پول کی طرف سے تمھیں ایک مستقل حیثیت دی جائے گی اور تمھاری ان کاوشوں کا تمھیں بھرپور صلہ ملے گا۔ میں نے تمھارے سلسلے میں اس سے بات کر لی ہے لیکن میں نے یہ بھی کہہ دیا ہے کہ اس سلسلے میں حتمی فیصلہ تم سے مشورے کے بعد ہی کیا جا سکتا ہے۔"

میں سوچ میں ڈوب گیا تھا۔ پھر چند لمحے بعد میں نے کہا۔ "لیکن تہذیب! تم سے رابطہ منقطع ہو جانے کے بعد مجھے کافی پریشانیوں کا شکار ہونا پڑے گا۔"

"نہیں، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ یہ ٹرانسمیٹر ہے جو خاص طور سے گرین پول کے لیے تیار کرایا گیا ہے ۔۔۔ کی فریکوئنسی کو دنیا کے کسی بھی ٹرانسمیٹر پر کیچ نہیں کیا جا سکتا۔ صرف اسی قسم کا ٹرانسمیٹر اس کے پیغامات وصول کر سکتا ہے، میرا تم سے مسلسل رابطہ رہے گا۔ اس کے باوجود اگر تم محسوس کرو تو کسی بھی وقت مجھے طلب کر سکتے ہو۔"

میں چند لمحے سوچتا رہا پھر میں نے کہا۔ "اور والٹو موبائے کے سلسلے میں کیا خیال ہے؟"

"کیا مطلب؟"

"میرا مطلب ہے تمھارا جو آدمی یہاں موجود ہے اس کا مجھ سے رابطہ رہے گا؟"

"سو فیصد رہے گا۔ اس سے بھی اس سلسلے میں بات کر لی جائے گی۔ اگر گرین پول اس بات کو مناسب سمجھتی ہے تو مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے لیکن یہ سمجھ لو تہذیب کہ اب میں اپنی کوئی رائے اس سلسلے میں نہیں پیش کر سکوں گا البتہ تمھارے ساتھ تعاون کا جو وعدہ میں نے کیا ہے وہ برقرار رہے گا۔"

تہذیب نے میرا بازو تھپکتے ہوئے کہا۔ "محسوس نہ کرنا، دراصل حالات میں کچھ اس طرح کی تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں کہ ٹو کو مداخلت کرنا پڑی ہے، میں نے یہ مداخلت قبول کر لی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں کے حالات مجھے خاصے منتشر محسوس ہوتے تھے علی! اس لیے ۔۔۔۔"

"نہیں نہیں، مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے، میں تو تمھارے مقصد کی تکمیل چاہتا ہوں تہذیب!" میں نے جواب دیا۔

"اس طرف سے فارغ ہونے کے بعد ہم ایک طویل عرصہ آرام کریں گے اور اس دوران علی! میں تم سے بہت سی باتیں کہوں گی، جو میرے ذہن میں محفوظ ہیں۔"

میں دل ہی دل میں مسکرائے بغیر نہیں رہ سکا تھا۔ میں نے سوچا کہ تہذیب اس کے بعد تو تمھیں میری صورت سے نفرت ہو جائے گی، ہمارے درمیان اتنی گہری دشمنی کا بیج پڑ جائے گا کہ شاید تم صرف میری جان ہی لینا پسند کرو۔ اس کا کیا سوال ہے کہ میں اور تم کوئی ایسا لمحہ گزار سکیں جو دوستوں کی مانند ہو، یہ تمام خیالات ایک لمحے کے لیے میرے ذہن میں آئے لیکن پھر میں نے خود کو پُرسکون کر لیا۔

"تو پھر تم کب روانہ ہو رہی ہو تہذیب؟"

"میرا خیال ہے آج دن کے کسی حصے میں یہاں کے معاملات کا اچھی طرح جائزہ لے لوں۔ ویسے میں تمھیں بتا چکی ہوں کہ گرین پول کے آدمی یہاں پھیلے ہوئے ہیں، تم اگر اپنی شکل و صورت میں کچھ تبدیلی کرو تو اس سے مجھے آگاہ کر دینا ۔۔۔ لوگوں کے بارے میں بتا دوں۔ فلانیڈ کی حیثیت سے تو وہ تمھیں پہچانتے ہیں اور تمھارے تحفظ کے لیے مستعد ہیں۔"

"ٹھیک ہے تہذیب! اس کا مطلب ہے کہ اب تم سے دوبارہ ملاقات نہیں ہو گی۔"

"ہاں۔ اگر یہاں زیادہ وقت لگا تو ممکن ہے دوبارہ بھی ایک ملاقات ہو جائے لیکن تم اپنے معمولات جاری رکھو۔" تہذیب نے کہا اور پھر عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔

میں کافی دیر تک کھڑا سوچتا رہا۔ تہذیب کی قربت سے ایک گونہ سرور سا طاری ہوتا تھا، ممکن تھا کہ اگر ہم دوستوں کی مانند ایک طویل عرصہ گزار لیتے تو میرے دل میں اس کے لیے محبت کے

جذبات بھی پیدا ہو جاتے۔ ان احساسات کی کونپلیں پھوٹ آتیں جو زندگی کو حسین مرغزاروں میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ میری خشک اور بنجر زندگی میں تہذیب کا تصور بہت حسین تھا لیکن حالات نے اس کی اجازت نہیں دی تھی اور ہمارے رُخ تبدیل ہو گئے تھے۔ تہذیب کے جانے کے بعد بہت دیر تک میں ایسے ہی خیالات میں ڈوبا رہا مگر پھر گردن جھٹک کر ان سے نجات حاصل کر لی۔ یہ خیالات ان لوگوں کے لیے موزوں ہوتے ہیں جنھیں سکون نصیب ہو، میری زندگی تو ایک ہنگامہ تھی صرف ایک ہنگامہ۔

کیئر ٹیکر کی حیثیت سے محل میں خاصی ذمے داریاں مجھ پر تھیں، میں انھیں بخوبی پورا کر رہا تھا اور اس دوران مجھے یہ پتا نہیں چل سکا کہ جوزی کب وہاں سے چلی گئی۔ شام کو تقریباً ساڑھے تین بجے مجھے ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا۔ میں اس وقت محل کے پائیں باغ کی صفائی کرا رہا تھا۔ میرے ماتحت اپنی کارروائی میں مصروف تھے۔ اشارہ ایک ہلکی سی سیٹی کی شکل میں موصول ہوا تھا۔ تہذیب نے مجھے یہ ٹرانسمیٹر آپریٹ کرنے کا طریقہ بتا دیا تھا۔ چنانچہ ایک گھنے درخت کی آڑ میں پہنچ کر میں نے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن دبا دیا۔ دوسری طرف سے تہذیب کی آواز سنائی دی تھی۔

"ہیلو ڈیئر! کیا کر رہے ہو؟"

"مصروف ہوں، تم کب چلی گئیں؟"

"دوپہر کو مجھے طلب کر لیا گیا تھا۔"

"گویا تمھارا کام شروع ہو چکا ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"ہاں۔"

"ٹھیک ہے تہذیب! یہاں بھی کوئی خاص بات نہیں ہے۔ ہاں، یہ تو بتاؤ فلانیڈ اور جوزی کہاں ہیں؟"

"ہم نے والٹو موبائے کے ساتھ ساتھ انھیں بھی یہاں منتقل کر دیا ہے۔ ویسے آج رات کو ایک خصوصی میٹنگ کی جا رہی ہے جس میں ٹو بھی شریک ہو گا۔"

"کن سلسلے میں؟" میں نے سوال کیا۔

"اس کی تفصیل مجھے ابھی موصول نہیں ہو سکی، معلوم ہو گی تو تمھیں فوراً بتا دوں گی۔ رات کو جس وقت بھی میٹنگ ختم ہوئی، میں تم سے رابطہ قائم کروں گی۔"

"سنو تہذیب! ہمیں یہ بھی خیال رکھنا ہو گا کہ کون سا وقت ٹرانسمیٹر پر گفتگو کے لیے مناسب یا نامناسب ہے۔ کیا اس کا کوئی ذریعہ نہیں ہو سکتا؟"

"ہاں، میں تمھیں بتانا بھول گئی تھی۔ جب بھی تمھیں ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہو، سُرخ بٹن کے قریب لگا ہوا سفید بٹن دبا دینا، اس سے ہمیں جوابی اطلاع مل جائے گی کہ گفتگو کے لیے موزوں وقت نہیں ہے۔"

"ٹھیک ہے ایسا ہی ہو گا۔" میں نے جواب دیا۔

"اور مجھ سے دُور رہ کر کچھ عجیب عجیب سا نہیں محسوس کر رہے؟" تہذیب نے پوچھا۔

"یہ تمام باتیں فرصت کے اوقات کے لیے اٹھا رکھو تہذیب! ابھی ہمیں اس کی اجازت نہیں ہونا چاہیے۔" میں نے کہا اور تہذیب ہنسنے لگی۔

"اچھا پھر خدا حافظ۔" اس نے کہا اور جواب میں میں نے بھی خدا حافظ کہہ کر ٹرانسمیٹر بند کر دیا۔ اب میرا ذہن اس میٹنگ میں الجھ گیا تھا جو اصل والٹو موبائے کی موجودگی میں ہونے والی تھی۔ صورتِ حال کی یہ تبدیلی میرے لیے ذرا سی پریشان کن تھی کیونکہ میں جنرل ٹیرس سے اس کا منشا پورا کرنے کا وعدہ کر چکا تھا لیکن یہ سوچ کر دل کو تسلی ہوتی تھی کہ تہذیب بالکل ایک آسانی سے میرے جال سے نہیں نکل سکے گی۔ وہ جن راستوں پر چل پڑی ہے ایسے راستے موت کے راستے ہوتے ہیں اور بدقسمتی سے اس کی یہ موت غالباً میرے ہی ہاتھوں لکھی ہوئی تھی۔

وقتِ مقررہ پر میں ساؤتھ پارک میون پہنچ گیا۔ اس دوران پہلے کی مانند یہ خیال رکھا تھا کہ کہیں میرا تعاقب نہ کیا جا رہا ہو۔ جنرل ٹیرس کو دن میں محل میں نہیں دیکھا گیا تھا۔ یقیناً وہ اپنے کاموں میں مصروف رہا ہو گا۔

جب میں وہاں پہنچا تو جنرل ٹیرس اور کیتھی براؤن نے پُرمسرت انداز میں میرا استقبال کیا۔ ان کے چہرے کھلے ہوئے تھے۔ غالباً یہاں یکجا ہو کر انھیں ذہنی سکون بھی ملا تھا۔ دونوں پُرتپاک انداز میں مجھ سے ملے اور مجھے اندر لے گئے۔ جنرل ٹیرس نے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "کہو مسٹر پارکو! دن کیسا گزرا؟"

"حسبِ معمول، محل میں کوئی خاص بات نہیں ہوئی ہے۔"

"میں باہر کے معاملات کا جائزہ لیتا رہا ہوں، درحقیقت والٹو موبائے کو وقت سے پہلے اس سازش کا علم ہو جانے کا ذریعہ ایک جنرل ہی بنا تھا جسے بعد میں میں نے ہلاک کرا دیا۔ والٹو موبائے اس حقیقت سے آگاہ ہو گیا تھا کہ اس کا تختہ الٹنے کی کوشش کی جا رہی ہے، اس کے بعد ہی سے اس نے موجودہ کارروائیوں کا آغاز کیا تھا۔ میں نے تمھاری ہدایت پر عمل کرتے ہوئے اس فلسفی نوجوان کو یہاں بلوا لیا ہے، پہلے اس سے ملاقات کرنا پسند کرو گے یا ہمارے ساتھ ایک دَور چلے گا؟"

"سوری جنرل! میں شراب نہیں پیتا۔" میں نے جواب دیا۔

"اچھا! کیا واقعی؟ خوب، بہت خوب، تو پھر وہ کاک ٹیل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بے کار ہوگئی جو حقیقتی پرادین نے خصوصی طور پر تمھارے لیے منگوائی تھی۔ پھر اب یہ بتاؤ کہ ہم تمھاری خاطر کس طرح کریں؟"

"فلسطینی نوجوان سے ملاقات کرا کے۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کے باوجود کافی تو کم از کم پی ہی لو۔" جنرل نے کہا اور میں نے آمادگی ظاہر کر دی۔

تقریباً آدھا گھنٹا اسی طرح گزر گیا۔ کافی پینے کے بعد جنرل نے مجھ سے چلنے کے لیے کہا۔ اس نے یہ پوچھ لیا تھا کہ میں تنہا ہی اس سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں یا جنرل کا ساتھ ہونا ضروری ہے۔ اس پر میں نے جنرل ٹیرس سے یہی کہا تھا کہ اگر اس کے دل میں کوئی تردد پیدا نہ ہو تو مجھے نوجوان سے تنہا ہی ملنے دے۔ جنرل نے بخوشی اس بات پر آمادگی ظاہر کر دی تھی۔

تھوڑی دیر کے بعد وہ مجھے ایک ایسے دروازے کے پاس لے گیا جہاں دو خطرناک آدمی مسلح کھڑے ہوئے تھے۔ انھوں نے جنرل کو دیکھ کر فوراً دروازہ کھول دیا اور میں اندر داخل ہوگیا۔ کمرہ آرام دہ تھا، ایک نفیس قسم کی مسہری پڑی تھی جس پر وہ نوجوان موجود تھا۔ میں نے پلٹ کر دروازہ بند کیا اور پھر آہستہ قدموں سے اس کی جانب بڑھ گیا۔ نوجوان مجھے دیکھ کر اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس کی آنکھوں میں کینہ توزی کی جھلک تھی، چہرے پر خطرناک تاثرات تھے۔ میرے ہونٹوں پر پھیلی ہوئی مسکراہٹ دیکھ کر شاید اسے اور بھی نفرت کا احساس ہوا ہو۔ میں اس بات کی پروا کیے بغیر اس کے بالکل نزدیک پہنچ گیا۔

"تمھارا نام پوچھ سکتا ہوں؟" میں نے نرم لہجے میں کہا۔

نوجوان خاموشی سے مجھے گھورتا رہا تھا پھر اس نے کہا۔

"فلسطین۔ میرا نام فلسطین ہے۔"

"خوب۔ خوشی ہوئی تم سے مل کر۔" میں نے کہا اور ادھر اُدھر دیکھنے لگا۔ تھوڑے فاصلے پر پڑی ہوئی ایک کرسی گھسیٹ کر میں نے مسہری کے قریب کر لی اور اس پر بیٹھ گیا۔ "میں تم سے کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔"

"بے کار ہے، میں کسی بھی احمقانہ بات کا کوئی جواب نہیں دوں گا۔"

"یہ فیصلہ تم نے کیسے کر لیا دوست کہ میں کوئی احمقانہ بات کرنے آیا ہوں؟"

"تم سب لوگ جو کچھ کہنا چاہتے ہو، مجھے اس کا پہلے ہی سے اندازہ ہے۔"

"ڈیئر! ابھی تک میں تمھارے نام سے واقف نہیں ہو سکا لیکن بہرحال نام سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ میک اپ میں ہوں، اس سے پہلے جب تم گرفتار ہوئے تھے میں وہیں موجود تھا اور ایک اور شخص کی شکل میں تھا جس کو میکو پائے کہہ کر مخاطب کیا جا رہا تھا۔ غالباً تم اس شخص کو نہیں بھولے ہو گے جس نے ان دونوں یہودیوں میں سے ایک کو اس وقت روکا تھا جب وہ پستول نکال کر تم پر فائرنگ کرنا چاہتا تھا۔" میرے اس انکشاف پر نوجوان کے چہرے پر ایک لمحے کے لیے تبدیلی کے آثار نظر آئے تھے لیکن وہ صرف ایک لمحے ہی کی بات تھی۔

"کیا کہنا چاہتے ہو؟ میرے اوپر احسان جتانا مقصود ہے؟"

"نہیں، بلکہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس وقت تمھاری زندگی بچانے کے لیے میں نے بہت بڑا خطرہ مول لیا تھا۔ میں نے اپنی شخصیت کو داؤ پر لگا دیا تھا۔ اگر ان لوگوں کو مجھ پر شبہ ہو جاتا تو میرا وہ سارا منصوبہ ناکام ہو سکتا تھا جس کی تکمیل کے لیے میں یہاں آیا تھا۔"

"میں تمھاری کوئی بات نہیں سمجھ سکا ہوں؟"

"اگر میں تم سے یہ کہوں دوست کہ میرا تعلق بھی تنظیم آزادی فلسطین سے ہے تو یہ بتاؤ تمھیں یقین دلانے کے لیے مجھے کیا کرنا ہوگا؟"

نوجوان پھر چونکا تھا، وہ دیر تک میرے چہرے پر نگاہیں جمائے رہا اور پھر اس نے کہا۔ "میں اسے بھی تم لوگوں کی کوئی چال ہی تصور کروں گا۔"

"مجھے اپنا میک اپ خراب کرنا پڑے گا ورنہ میں تمھیں اپنی اصل شکل بھی دکھا سکتا تھا۔"

"مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے، تم یہ بتاؤ یہ سب کچھ بتا کر تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟" نوجوان بولا۔

"تمھیں یہ باور کرانا چاہتا ہوں مسٹر فلسطین کہ میں بھی تمھارا شریک ہوں اور فاخرہ یعقوبی کے مشن میں اس کی مدد کرنا چاہتا ہوں۔ میں یہاں کسی اور مقصد کے تحت آیا تھا لیکن یہاں آنے کے بعد جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ [illegible] یعنی گوسٹے ہل کا حکمران امریکی یہودیوں اور اسرائیلی ایجنٹوں کا ساتھی ہے اور یہاں اسرائیلی مفادات کے لیے خفیہ طور پر ایک ایٹمی پروگرام زیرِ عمل ہے تو میں نے دل میں فیصلہ کر لیا کہ میں اس کے خلاف کام کروں گا۔ تم جانتے ہو کہ ہم لوگ دنیا کے کسی بھی خطے میں ہوں، اگر فلسطینی مفادات کے خلاف کام ہو رہا ہو تو اس کے خلاف مصروفِ عمل ہو جاتے ہیں اور اس کے لیے ہمیں ہیڈ کوارٹر سے ہدایات لینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اتفاق سے فاخرہ یعقوبی کا نام میرے سامنے آیا جو یہاں یہودیوں کے خلاف مصروف ہے اور گوسٹے ہل کے حکمران اس کی تلاش میں سرگرداں ہیں، شاید تمھیں اس بات کا علم نہیں ہے دوست کہ یہاں والٹومو پائے کی حکومت کے خلاف سازش ہو رہی ہے اور ایک اور گروپ والٹومو پائے کا تختہ الٹ کر حکومت پر قابض ہونا چاہتا ہے۔

یہ گروپ ہمارے حق میں ہے، میں نے اپنے مشن کی تکمیل کے لیے اس کا سہارا حاصل کر لیا ہے۔ اس وقت دو مختلف سوچ رکھنے والے لوگ وہاں موجود تھے جب تم اس عمارت کو ڈائنامائیٹ کے ذریعے اڑانے کا پروگرام ترتیب دے رہے تھے۔ میں نے فوری طور پر تمھارے بچاؤ کا بندوبست کیا۔ اگر تم ذہن پر زور ڈالو تو تمھیں اس بات کا احساس ہو جائے گا کہ وہ دونوں یہودی جن میں ایک کا نام کیرن شی اور دوسرے کا ہائیکل نان تھا، انھیں تمھارے ہاتھوں قتل کرا دیا گیا اور میں یہ اندازہ لگا چکا تھا کہ تم جیسا پُرجوش نوجوان ان کے بس کی چیز نہیں ہے۔ میں نے ان دونوں کو بڑی ہوشیاری سے بے بس کر دیا تھا اور اس کے بعد تمھیں موقع دیا کہ تم اپنا کام مکمل کر لو۔ تمھیں اس کارروائی کے بعد بھی قتل کیا جا سکتا تھا لیکن میں نے تمھارے تحفظ کا بندوبست کیا۔"

"میں تمھارا شکر گزار ہوں لیکن تم اپنے آپ کو جس رنگ میں پیش کر رہے ہو، اس سے پرہیز کرو، ورنہ میں خود پر قابو نہ رکھ سکوں گا۔"

"اگر میں تمھیں بتا دوں کہ میں کون ہوں تو شاید تمھیں اپنے اس جملے پر شرمندگی ہوگی۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ میں تنظیم آزادی فلسطین کے لیے کام کر چکا ہوں، ممکن ہے تم میرے نام سے واقف ہو۔"

"کون ہو تم؟ اپنا نام بتاؤ مجھے؟" نوجوان نے کہا۔ اب وہ کسی قدر متاثر نظر آ رہا تھا۔ میں نے دل میں سوچا کہ اب مجھے کیرن شی کا میک اپ اختیار کر کے اپنے مشن کا آغاز کرنا ہے اس لیے اگر فلائیڈ پیٹرسن کا میک اپ اتار بھی دوں تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

میں نے اپنے چہرے سے میک اپ اتارنا شروع کر دیا۔ نوجوان دلچسپ نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا پھر میرا چہرہ اس کے سامنے آ گیا۔ وہ عجیب سی کشمکش کا شکار ہو گیا تھا۔ دفعتاً اس کے بدن میں تھرتھری سی پڑ گئی۔ وہ اپنی جگہ سے کود کر کھڑا ہو گیا، پھرتی سے میرے قریب آیا اور اپنے ہاتھوں سے میرے چہرے کو ٹٹولنے لگا۔ اس نے ناخن سے کھرچ کھرچ کر میرے چہرے کو دیکھا، گردن کے قریب ٹٹولا۔ غالباً کسی نئے میک اپ ماسک کے بارے میں غور کر رہا تھا اور جب اسے یقین ہو گیا کہ اب میرا اصلی چہرہ اس کے سامنے ہے تو اس نے بے اختیار میرے دونوں بازو پکڑ لیے۔

"میرے خدا! تم ہی ہو۔۔۔ کیا یہ تم ہی ہو علی یار خان؟" اس کی آنکھیں حیرت سے اُبلی پڑ رہی تھیں، میرے ہونٹوں پر [illegible] مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔

"ہاں، میں وہی خادم ہوں دوست جس نے اپنا مستقبل تاریک کر کے جہاد کے راستے اپنائے تھے۔ میں وہی پاکستانی نوجوان علی یار خان ہوں جس نے امریکہ کے ایسٹرن ہال میں یہودیوں کے خلاف علمِ بغاوت بلند کیا اور اس کے بعد ایک نقشہ ترتیب دیا جس میں اسرائیل کے لیے فنا کی پیشگوئی کی گئی تھی۔ اب بھی تم مجھے اپنا نام نہیں بتاؤ گے؟" نوجوان بے اختیار مجھ سے لپٹ گیا تھا۔

"معافی چاہتا ہوں علی، معافی چاہتا ہوں، اتنا شرمندہ ہوں کہ بیان نہیں کر سکتا کہ تم۔۔۔ تم۔۔۔ علی۔۔۔ تم شاید یقین نہ کرو کہ یہ میری آرزو تھی، یہ میری خواہش تھی، بھلا کون ہے تنظیم آزادی فلسطین میں جو تم سے واقف نہ ہو، جو تمھاری دل سے عزت نہ کرتا ہو، علی، تم ہمارے درمیان ایک مقبول شخصیت ہو، ہم سب تم سے بے پناہ محبت کرتے ہیں، تمھارے بارے میں گفتگو کرتے رہتے ہیں، تم نے ہم سب کے دل موہ لیے ہیں۔"

میں نے مسکراتے ہوئے اس کا شانہ تھپتھپایا اور بولا۔ "میں ابھی تک تمھارے نام سے ناواقف ہوں مسٹر فلسطین۔"

نوجوان مسکرا پڑا اور پھر نیازمندی سے بولا۔ "میرا نام طاہر بقا ہے، میں فاخرہ یعقوبی کے گروپ کا ایک رکن ہوں۔"

"تم سے مل کر مسرت ہوئی طاہر! تم جیسا پُرجوش نوجوان قابلِ فخر ہے۔ ویسے قید کے دوران تمھارے ساتھ کیا سلوک ہوا؟"

"ابتدائی کچھ وقت تو بس یوں ہی سا گزرا، کھانے پینے کے لیے بھی نہیں پوچھا گیا تھا لیکن اس کے بعد نجانے کیا ہوا کہ ان لوگوں نے میری طرف خصوصی توجہ دینا شروع کر دی۔ کھانے پینے کے لیے مجھے پسندیدہ چیزیں دی گئیں اور میرے علاج کے سلسلے میں خاصی مستعدی کا ثبوت دیا گیا۔"

"یہ اس وقت کی بات ہے طاہر جب میں نے جنرل ٹیرس کو شیشے میں اتار لیا تھا۔"

"درست ہے، جنرل ٹیرس نے ہی بعد میں میرے ساتھ خاصا بہتر سلوک کیا۔۔۔، لیکن علی، آپ نے ان لوگوں پر کس طرح قابو پایا؟"

"تفصیل بہت طویل ہے طاہر، یوں سمجھ لو کہ میں فاخرہ یعقوبی کے مشن کے سلسلے میں ہی کام کو آگے بڑھا رہا ہوں اور خدا کی ذات سے اُمید ہے کہ میں کم از کم گوسٹے ہل میں اسرائیلیوں کے قدم نہیں جمنے دوں گا۔ میں اس ایٹمی پلانٹ کو تباہی سے دوچار کر دوں گا اور اس کے لیے بہت مختصر وقت باقی رہ گیا ہے۔"

"کیا آپ اس ایٹمی پلانٹ کے محلِ وقوع سے واقف ہو گئے ہیں؟ فاخرہ یعقوبی تو طویل عرصے سے اس کوشش میں مصروف ہیں کہ اس کی جگہ کا پتا چلا لیں لیکن کمبختوں نے اتنا خفیہ رکھا ہے اس جگہ کو کہ کہیں سے اس کا سراغ بھی نہیں ملتا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تم فکر مت کرو طاہر، یہ میری ذمے داری ہے، بہت جلد میں فاخرہ یعقوبی کو اس ایٹمی پلانٹ کی تفصیل فراہم کر دوں گا۔"

"اگر ایسا ہو جائے تو ہم سرخرو ہو کر واپس جائیں گے۔ اس مشن میں کامیابی کے لیے ہم نے بڑی محنت کی ہے اور اب ہم مایوسی کی حدود میں داخل ہو چکے تھے، ہمارا کافی وقت یہاں صرف ہو چکا ہے۔" طاہر بقا نے کہا۔

"یہ بتاؤ طاہر کہ اب تمھیں میرے بارے میں کسی قسم کا شبہ تو نہیں رہا ہے؟"

"نہیں علی، کیسی باتیں کرتے ہیں آپ!"

"میرا مقصد یہ نہیں ہے، بے شک تم علی یار خان پر اعتماد کر سکتے ہو لیکن تمھیں یہ یقین آ چکا ہے کہ میں ہی علی یار خان ہوں؟"

"ہاں۔ آپ کی تصویریں میں نے دیکھی ہیں اور آپ نے جو کچھ مجھے بتایا ہے اس کے بعد کوئی شبہ نہیں رہتا۔"

"تو پھر تمھیں مختصراً اپنے پروگرام کے بارے میں بتاتا ہوں طاہر! جنرل ٹیرس والٹو موبائے کا وہ حریف ہے جو اس کی حکومت کا تختہ الٹ کر یہاں خود قابض ہونا چاہتا ہے اور یہی وہ شخص ہے جو گوٹے ہل میں اسرائیلیوں کی آمد کو پسند نہیں کرتا اور نہیں چاہتا کہ گوٹے ہل میں اسرائیلی ایٹمی پلانٹ کام کرے۔ والٹو موبائے البتہ اسرائیلیوں کے حق میں ہے اور پوری طرح امریکی یہودیوں کا آلۂ کار ہے۔ والٹو موبائے کی حکومت کو برقرار رکھنے کے لیے امریکن ایجنسی کام کر رہی ہے۔ ایک اور تخریبی ادارہ گرین پول، والٹو موبائے کے مفادات کے لیے مصروفِ کار ہے اور میں گرین پول ہی میں شمولیت اختیار کر کے یہاں تک پہنچا ہوں۔ ایک طرح سے میں والٹو موبائے کے لیے کام کر رہا ہوں لیکن جب مجھے جنرل ٹیرس کے بارے میں یہ معلومات حاصل ہوئیں کہ وہ اسرائیلی مفادات کا حامی نہیں ہے تو میں نے ایک دوسرے نام سے خود کو اس سے متعارف کرایا اور اسے پیشکش کی کہ اگر وہ اسرائیلی ایٹمی پلانٹ کو تباہ کرنے میں میری مدد کرے تو میں اس کے لیے کام کر سکتا ہوں اور اس کے لائے ہوئے انقلاب کو کامیاب بنانے کی ذمے داری قبول کرتا ہوں۔ جنرل ٹیرس پوری طرح میرے ساتھ تعاون پہ آمادہ ہو گیا اور اس کے نتیجے میں میں نے تمھیں یہاں بلوا لیا۔ غالباً اب صورتِ حال کسی حد تک تمھاری سمجھ میں آ گئی ہو گی۔ اب مجھے تم سے اس بارے میں مشورے کرنا ہیں۔"

"علی، میں آپ کو بھلا کیا مشورہ دے سکتا ہوں، آپ جو کچھ بھی فیصلہ کریں، مجھے اس کے لیے حکم دیں۔ ویسے کیا میرا یہاں قید رہنا ضروری ہے؟ میں جانتا ہوں کہ میری عدم موجودگی اور اس عمارت کو اڑانے کی ناکام کوشش نے فاخرہ یعقوبی کی کمر توڑ دی ہو گی۔ وہ ویسے ہی کافی بد دل ہو چکی ہیں۔ انھیں میری خیریت کی اطلاع ملنا ضروری ہے۔"

"اس کی فکر مت کرو طاہر! بس یوں سمجھ لو کہ اب تم آزاد ہو۔ ہم کوئی مناسب فیصلہ کرنے کے بعد یہاں سے چل سکتے ہیں اور فاخرہ یعقوبی سے ملاقات کر سکتے ہیں۔ ویسے کیا ان سے ملاقات آسان ہو گی؟"

"ہاں۔ وہ یہیں گوٹے ہل میں موجود ہیں۔" طاہر بقا نے انکشاف کیا اور میرا دل مسرت سے دھڑکنے لگا، میرے مقصد کی تکمیل اب قریب تھی، حالات میرے حق میں ہوتے جا رہے تھے اور میں تنظیم سے الگ رہ کر بھی اس کی خدمت کرنے کا فخر حاصل کر رہا تھا۔ جنرل ٹیرس تقریباً قابو میں آ چکا تھا۔ فاخرہ یعقوبی کے بارے میں بھی علم ہو چکا تھا۔ اس طرح اسرائیلی ایٹمی پلانٹ کی تباہی نزدیک آ گئی تھی۔ گرین پول میں آ کر بہت سے فائدے ہوئے تھے۔ ادلیہ باورڈ مجھے فرانس لا کر بہت خوش تھا لیکن بالآخر منہ دیکھتا رہ گیا تھا۔ اس کے علاوہ تنظیم کے لیے ایک اہم کام کرنے کا موقع ملا تھا۔

طاہر بقا عقیدت بھری نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا، میں نے کہا: "تو پھر تم یہاں سے چلنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔"

"میں تیار ہوں علی مگر تمھارا میک اپ؟"

"ہاں، مجھے اس سلسلے میں کچھ پریشانی ہو گی لیکن کوشش کرتا ہوں کہ کچھ کر دوں۔ تھوڑی دیر انتظار کرو، میں ابھی واپس آتا ہوں۔" میں نے کہا۔ اصل شکل میں ان لوگوں کے سامنے جانا کسی الجھن کا باعث بھی بن سکتا تھا لیکن ٹیرس اور کیتھی براؤن اب میرے قبضے میں تھے اس لیے زیادہ فکر کی بات بھی نہ تھی۔

باہر نکلا تو محافظ چونک پڑا لیکن میں نے سرد لہجے میں کہا "دروازہ بند کر دو۔" محافظوں نے میری ہدایت پر فوری عمل کیا تھا لیکن وہ دور تک مجھے دیکھتے رہے تھے۔ جنرل ٹیرس، کیتھی براؤن کے کمرے میں موجود تھا۔ میں اندر داخل ہوا تو دونوں اچھل پڑے۔ ٹیرس نے منہ سے کچھ نہیں کہا لیکن وہ کھڑا ہو گیا تھا۔

"سوری جنرل! میں پارکو ہوں۔" میں نے کہا۔

"خدا کی پناہ! تم انسان ہو پارکو یا......"

"ضرورت جنرل، اس کے بغیر چارہ کار نہیں تھا۔"

"لیکن میک اپ کا سامان! وہ کہاں سے آیا تمھارے پاس؟"

"میک اپ اتار دیا ہے میں نے، یہ میری اصلی شکل ہے۔"

"کیا واقعی!" کیتھی اچھل پڑی۔

"ہاں۔"

"اس کا مطلب ہے وہ لڑکی بھی تمھاری اصل شکل سے واقف نہیں تھی؟" کیتھی براؤن تعجب سے بولی۔

میں مسکراتا رہا، پھر میں نے کہا: "اصلی شکل ایک بے کار موضوع ہے میڈم براؤن۔ جنرل! مجھے میک اپ کا سامان درکار ہو گا۔ کیا آپ اس کا بندوبست کر سکتے ہیں؟"

"میں ان چیزوں سے نا واقف ہوں، جو کچھ تمھیں درکار ہو، لکھ کر دے دو میں منگوا دوں گا۔" جنرل نے کہا۔

"میں اس نوجوان کو اپنے ساتھ لے جاؤں گا جنرل، فاخرہ یعقوبی سے ملاقات کروں گا اور اسے تمام صورتِ حال بتا دوں گا۔ اس طرح ایٹمی پلانٹ کی تباہی کی ذمے داری وہ سنبھال لے گی۔ یہ کام آپ کے لیے نہیں چھوڑوں گا کیونکہ گوٹے ہل کی حکومت سنبھالنے کے بعد آپ کو بہت سی الجھنوں میں گرفتار ہونا پڑے گا اور بے حد مصروف ہو جائیں گے۔ یہ کام اس سے قبل ہی ہو جائے تو بہتر ہے۔ ممکن ہے جب آپ کامیاب ہو جائیں تو یہ لوگ اس وقت کی صورتِ حال کے پیشِ نظر کوئی نئی چال چلنے کی کوشش کریں۔ ظاہر ہے امریکی اس معاملے میں ملوث ہیں، اس لیے ان معاملات کو ہم صرف فلسطینی مجاہدین پہ چھوڑ دیتے ہیں۔ یوں آپ فوری طور پر ایٹمی پلانٹ کی تباہی کے ذمے دار بھی قرار نہیں پائیں گے۔"

"جو تمھاری مرضی، ابھی میں کیتھی سے یہی کہہ رہا تھا اور ہاں، میک اپ کا سامان فوراً منگوانا ہے؟" جنرل نے پوچھا۔

"نہیں، اس میں کچھ دیر بھی لگ جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ فی الحال میں اصل عمارت کو اپنے لیے استعمال کروں گا۔ آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں ہو گا؟"

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔" جنرل کے بجائے کیتھی نے جواب دیا۔

"پہلے میں فاخرہ یعقوبی سے ملاقات کر لوں۔ اس کے لیے میں اس نوجوان کو ساتھ لے جاؤں گا اور اس کے بعد جیسا بھی ممکن ہوا، میں واپس آ کر آپ کو اطلاع دوں گا۔"

"کیتھی براؤن سے رابطے کے لیے میں نے ایک خصوصی پروگرام ترتیب دے لیا ہے، جو زیادہ محفوظ ہو گا۔ تم بھی اسی ذریعے سے مجھ سے رابطہ قائم کر سکتے ہو۔ اس کا انتظام میں تھوڑی دیر کے بعد کروں گا۔" جنرل ٹیرس نے کہا۔

"تو پھر فی الحال آپ میرے لیے ایک گاڑی کا بندوبست کر دیں۔ میں یہاں سے جانا چاہتا ہوں۔"

جنرل ٹیرس نے اثبات میں گردن ہلائی، پھر بولا: "میں گاڑیاں دینے والی ایک پرائیویٹ کمپنی سے ایک کار منگوا لیتا ہوں تاکہ اس پہ کسی کو شبہ نہ ہو سکے۔"

"یہ مناسب ہو گا۔" میں نے کہا اور جنرل ٹیرس فون پہ کسی سے گفتگو کرنے لگا۔

... گھنٹے کے بعد کار پہنچ گئی۔ ہم نے ڈرائیور کو واپس کر دیا تھا اور کار اپنی تحویل میں لے لی تھی۔ نوجوان طاہر بقا کو جب کمرے سے نکالا گیا تو اسے اس بات کا یقین نہیں آتا تھا کہ وہ رہا ہو چکا ہے۔ اس کے چہرے پر مسرت کے آثار تھے۔ ہمیں یہ سفر نہایت محتاط انداز میں کرنا تھا۔ جنرل نے فراخ دلی سے کام لیتے ہوئے طاہر بقا سے بھی مصافحہ کیا اور پھر ہمیں پستول فراہم کر دیے گئے جو ہماری کسی بھی ضرورت پر کام آ سکتے تھے۔

طاہر بقا قربان ہوا جا رہا تھا۔ راستے میں بھی اس نے اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے کہا: "علی! یوں محسوس ہوتا ہے جیسے آپ کی شخصیت مجسم سحر ہے۔ ایسے ایسے لوگوں کو بھی رام کر لیتے ہیں آپ، جنھیں صرف ایک منہ زور گھوڑا ہی کہا جا سکتا ہے۔ اور ان کے بارے میں یہ سوچا جا سکتا ہے کہ وہ رام نہیں ہو سکتے۔"

میں مسکرا کر خاموش ہو گیا تھا۔ چند لمحے کی خاموشی کے بعد میں نے سکوت توڑا: "تم محتاط انداز میں ڈرائیونگ کرو، بہتر یہ ہے کہ پہلے ہم کار کو مختلف علاقوں میں گھماتے رہیں، تاکہ یہ اندازہ ہو جائے کہ ہمارا تعاقب تو نہیں کیا جا رہا۔"

"بہتر ہے۔" طاہر نے جواب دیا۔ ڈرائیونگ وہی کر رہا تھا اور پوری طرح عقب اور اطراف سے چوکنا تھا۔

پھر میں نے طاہر سے پوچھا: "فاخرہ یعقوبی کہاں قیام پذیر ہیں؟"

"گوٹے ہل کے مشرقی علاقے میں کینسن ہال نامی ایک عمارت ہے۔ یہ عمارت ایک عرب تاجر کی ہے جو گھوڑوں کا کاروبار کرتا ہے اور مقامی نسل کے گھوڑے مختلف ملکوں کو سپلائی کرتا ہے۔ فاخرہ یعقوبی نے اس سے رابطہ قائم کیا ہے۔ وہ شخص ہمارے ساتھ بھرپور تعاون کر رہا ہے اور اس کے خفیہ تہ خانے میں ہم نے اپنا ہیڈ کوارٹر بنا رکھا ہے۔"

کینسن ہال نامی عمارت قدیم طرزِ تعمیر کا نمونہ تھی۔ ... بڑے ستونوں پر تعمیر اس عمارت کے وسیع و عریض احاطے میں ہمیں کئی افراد نظر آئے۔ جب ہماری کار گیٹ پہ پہنچی تو دو آدمیوں نے آگے بڑھ کر اس میں جھانکا اور پوری طرح اس کی تلاشی لے ڈالی۔ شاید وہ طاہر بقا کو نہیں پہچانتے تھے۔ طاہر بقا نے جب کچھ مخصوص الفاظ دہرائے تو انھوں نے اسے اندر جانے کی اجازت دے دی۔ یہ تمام احتیاطی تدابیر صرف فلسطینیوں کی وجہ سے کی گئی تھیں ورنہ گھوڑوں کا عربی تاجر گوٹے ہل میں طویل عرصے سے ایک پرسکون زندگی گزار رہا تھا۔

کار پورچ میں رکنے کے بعد طاہر بقا میرے ساتھ نیچے اتر آیا اور ہم دونوں عظیم الشان برآمدے کی سیڑھیاں چڑھ کر اوپر پہنچ گئے۔ طاہر بقا بڑے اعتماد سے آگے بڑھ رہا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کینن ہال نامی عمارت کے ایک عظیم الشان ہال میں پہنچ کر طاہر رک گیا۔ ہال میں ایک لمبی میز پڑی ہوئی تھی جس کے گرد بے شمار کرسیاں موجود تھیں۔ درمیان میں ایک چوکور ٹرانسمیشن مشین موجود تھی۔ حیرت ناک بات یہ تھی کہ طاہر نے عمارت کا جتنا سفر کیا تھا اس میں کسی سے ٹکراؤ نہیں ہوا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے دروازے کے سنتریوں کے علاوہ یہاں اور کوئی موجود نہ ہو۔

میں اس خالی ہال کو بغور دیکھنے لگا۔ اسی وقت طاہر بول پڑا۔ "یہ سب کچھ آپ کے لیے دلچسپ ہوگا علی؟"

"حیرت انگیز کہو۔ صرف دلچسپ کافی نہیں ہے۔ کیا وہ شخص جو تم سے تعاون کر رہا ہے یہاں نہیں رہتا؟"

"یہیں رہتا ہے اور اس وقت اپنی خواب گاہ میں گہری نیند سو رہا ہوگا۔ اس کے اہل خاندان بھی یہیں اس کے ساتھ موجود ہیں۔ اگر کوئی اس عمارت کی تلاشی لے تو خود شرمندہ ہو جائے گا۔ کیوں کہ اس پوری عمارت میں ایک تاجر گھرانے کے علاوہ اسے اور کوئی نہیں ملے گا۔"

"ہاں تم نے بتایا تھا کہ یہاں تہ خانے بھی موجود ہیں۔" میں نے کہا۔

طاہر بقا نے مسکراتے ہوئے گردن ہلا دی پھر بولا۔ "گھوڑوں کے تاجر نے کمال کی جگہ بنائی ہے۔ تہ خانے کا مین راستہ صرف ایک بار اوپر سے کھولا جاتا ہے۔ اس کے بعد اس کا سارا کنٹرول نیچے ہے، وہ نیچے ہی سے آپریٹ ہوتا ہے۔"

"بہت خوب، اوپر سے آنے والے کسی شخص کا رابطہ نیچے سے کیسے قائم ہو سکتا ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"اس کے لیے یہ موجود ہے۔" طاہر نے ٹرانسمیٹر کی طرف اشارہ کر کے جواب دیا۔

"لیکن تلاشی لینے والوں کے لیے کیا یہ مشین مشتبہ نہ ہوگی؟"

"ضرور ہوگی۔ آپ ذرا اسے چھو کر دیکھیں۔" طاہر نے کہا۔ اس کے انداز میں ایک بچگانہ سی خوشی تھی۔

میں نے اس کی خواہش کے مطابق اس مشین کے کچھ بٹن دبائے اور ایک دلکش موسیقی نشر ہونے لگی۔ اس کے علاوہ کچھ نہیں ہوا۔

طاہر مسکرا رہا تھا۔ پھر اس نے کہا۔ "اس کے علاوہ اور کچھ نہ ہوگا اور اس پر شبہ کرنے والے مسکرانے کے علاوہ اور کچھ نہ کر سکیں گے۔" پھر اس نے [illegible] ساتھ کچھ [illegible] دبا دیا۔ مشین پر ایک بار پھر موسیقی [illegible] اور پھر ایک [illegible] [illegible] اس کے بعد [illegible] سنائی دی۔ [illegible]

بھاری آواز ابھری۔

"ہاں کہو۔"

"طاہر بقا، کوڈ نمبر سات آٹھ چھ۔"

"آجاؤ۔" جواب ملا اور طاہر ہال سے باہر جانے والے راستے پر چل پڑا۔ میں اس کا ساتھ دے رہا تھا۔

"ایک بات بتاؤ طاہر، اگر کوئی ایمرجنسی ہو اور کوئی جلد از جلد تہ خانوں میں پہنچنا چاہتا ہو تو کیا یہ طریقہ طوالت کے سبب نامناسب نہیں ہوگا اور اس سے نقصان نہیں پہنچ سکتا؟"

"ایمرجنسی کے لیے ایک اور راستہ موجود ہے۔" طاہر نے بتایا۔

"تم نے وہ راستہ کیوں نہیں استعمال کیا؟"

"عام حالات میں اس کی اجازت نہیں ہے۔"

ایک کمرے میں پہنچ کر طاہر بقا نے دیوار پر لگے چند بٹن دبائے اور دیوار کا ایک حصہ اپنی جگہ سے ہٹ گیا۔ نیچے جانے کے لیے سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں جن کا اختتام ایک ہال پر ہوتا تھا۔ ہال میں اسلحے کے انبار لگے ہوئے تھے، تمام جدید ترین اسلحہ موجود تھا۔ لوگ اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے۔ طاہر مجھے لیے ہوئے ہال سے ایک راہداری میں پہنچ گیا اور پھر ایک دروازے پر رک کر اس نے دستک دی۔

"آجاؤ۔" اندر سے جواب ملا اور طاہر مجھے اشارہ کر کے اندر داخل ہو گیا۔ درمیانے سائز کا کمرہ تھا جس کے درمیان ایک لمبی میز پڑی ہوئی تھی اور اس میز کے پیچھے خوب صورت سنہرے بالوں والی ایک لڑکی کچھ کاغذات پر جھکی ہوئی تھی۔ ہمارے قدموں کی آہٹ پر بھی اس نے گردن نہیں اٹھائی۔ طاہر بقا مجھے ساتھ لیے ہوئے اس کے قریب جا پہنچا۔

"اگر میں تنہا ہوتا تو یقیناً اس وقت تک انتظار کرتا رہتا جب تک آپ مصروف رہتیں لیکن اس وقت ایک ایسی ہستی کے ساتھ یہاں آیا ہوں جس کا نام آپ کے لیے بھی اہمیت کا حامل ہوگا۔" طاہر نے آہستہ سے کہا۔ اس کی آواز شاید فاخرہ یعقوبی کے لیے بہت تعجب خیز تھی کیوں کہ اس نے فوراً ہی گردن اٹھائی اور طاہر کو دیکھتے ہی اپنی کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"طاہر... طاہر تم زندہ ہو!" اس نے متحیرانہ لہجے میں کہا اور میز کے پیچھے سے [illegible] احساس [illegible] [illegible] اس نے میری طرف نگاہ بھی نہیں ڈالی تھی۔ طاہر بقا نے میری طرف گردن کرتے ہوئے کہا۔ "ہاں فاخرہ! آپ کی [illegible] آپ کی محبت کے طفیل خدا نے مجھے نئی زندگی [illegible]

[illegible]

ہم سب تو تمہاری طرف سے مایوس ہو چکے تھے۔ طاہر تمہیں زندہ دیکھ کر مجھے جس قدر مسرت ہوئی ہے، میں اسے الفاظ میں بیان نہیں کر سکتی۔"

"آپ نے ہمارے اجنبی دوست کے بارے میں کچھ نہیں پوچھا۔" طاہر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تب فاخرہ یعقوبی میری طرف متوجہ ہوئی۔

میں اس کے قد و قامت، اس کے انداز اور اس کی شکل کو دیکھ رہا تھا۔ فلسطین کی ایک حسین بیٹی، نرم و نازک خد و خال رکھنے والی، معصوم نقوش کی مالک، لیکن اپنی ظاہری کیفیت سے بالکل مختلف کہ دشمن اس کا نام لیتے ہوئے کانپتے تھے۔ میں دلچسپ نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا۔ اس نے بھی بغور مجھے دیکھا اور پھر اس کی بھی وہی کیفیت ہوئی جو طاہر بقا کی ہوئی تھی۔ وہ حیرت کے عالم میں مجھے دیکھتی ہی رہ گئی تھی پھر اس نے طاہر بقا کی طرف دیکھا اور آہستہ سے بولی۔ "طاہر! ان کے خد و خال ہمارے علی یار سے کس قدر مشابہ ہیں۔"

"ہمارے علی یار" کے الفاظ جس طرح ادا کیے گئے تھے انھوں نے مجھے وہ ذہنی سکون بخشا کہ بیان سے باہر ہے۔ طاہر بقا کے ہونٹوں کی مسکراہٹ گہری ہو گئی تھی۔

"جناب! کیا آپ ہمیں اپنے بارے میں بتا سکتے ہیں؟" وہ بولی۔ "طاہر بقا آپ کو یہاں ساتھ لے کر آئے ہیں، اس کا مقصد یہی ہے کہ آپ نہایت قابل اعتماد ہستی ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی آپ کے اندر ایک اور ایسی خوبی ہے جو ہم سب کو آپ کی طرف کھینچ رہی ہے۔"

"فاخرہ! میں آپ کو زیادہ تجسس کا شکار نہیں رکھ سکتا، یہ علی یار خان ہی ہیں۔" طاہر نے کہا۔

"کیا واقعی! کیا یہ حقیقت ہے؟" فاخرہ کے منہ سے عجیب سے انداز میں نکلا۔

"ہاں فلسطین کی عظیم بیٹی! میں تم لوگوں کا وہی خادم ہوں، میں ہی علی یار خان ہوں۔"

"علی..." فاخرہ یعقوبی نے کہا اور بے اختیار میرے قریب آگئی۔ "یہ میری دیرینہ خواہش تھی علی... یہ میری دیرینہ خواہش تھی میرے بھائی۔ میں آپ سے جتنی عقیدت رکھتی ہوں، آپ تصور بھی نہیں کر سکتے۔"

"یہ میری خوش بختی ہے فاخرہ، اس کے سوا میں کیا کہہ سکتا ہوں۔"

"لیکن آپ یہاں؟" اس نے اپنے آپ کو سنبھال کر کہا اور پھر بے اختیار میرا ہاتھ پکڑ کر بولی۔ "آئیے آئیے۔ اب میں کوئی کام نہیں کر سکتی۔" وہ اس قدر جذباتی ہو رہی تھی کہ مجھے شرمندگی سی ہونے لگی اور میں عجیب سے انداز میں اس کے ساتھ آگے بڑھ کر ایک اور کمرے میں آگیا جو ذرا عمدہ فرنیچر سے آراستہ تھا۔ اس نے بڑے احترام سے مجھے کرسی پیش کی۔

طاہر بقا بھی ہمارے ساتھ ساتھ ہی تھا۔ اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "فاخرہ آپ تو بہت بے اختیار ہو گئیں۔ علی کے لیے سب کے دل میں ایسے ہی جذبات ہیں لیکن آپ ان سے اس قدر متاثر ہوں گی، یہ میں نے نہیں سوچا تھا۔"

"طاہر! علی سے ملاقات میری دیرینہ آرزو ہے، تم نہیں جانتے۔ ویسے تمہارے بارے میں معلوم کر نا اس سے پہلے ضروری ہے۔ مجھے معاف کرنا، تم بہت بڑی الجھن میں گرفتار ہو گئے تھے؟"

"ہاں، اب میرا خیال آیا ہے۔" طاہر بقا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں میرے بھائی، میں تمہارے لیے جس قدر افسردہ اور ملول تھی تم خود اس کا اندازہ کر سکتے ہو۔ میں سمجھتی ہوں، دلی جذبات کو بیان کرنا بہت ضروری نہیں ہوتا۔ میں نے یہ سوچ کر صبر کر لیا تھا کہ ہم سب ایک ہی کشتی کے سوار ہیں۔ خدا جسے جس وقت طلب کرے، ہمیں اس کے دربار میں حاضری دینا ہوگی۔ مقصد کی تکمیل کی خاطر اگر موت آجائے تو ہم اس پر افسوس نہیں کر سکتے۔ وہ موت ایک دائمی زندگی ہے۔"

"میں اپنی اس زندگی کے لیے علی کا احسان مند ہوں فاخرہ۔" طاہر نے کہا۔

"میں سمجھ گئی، ظاہر ہے یہ تم تک پہنچ گئے تھے تو اس کے بعد دشمنوں کے لیے یہ ممکن نہیں تھا کہ وہ تمہیں ختم کر دیتے۔"

"نہیں فاخرہ! اب تم بہت جذباتی ہو رہی ہو۔ مجھے وہ مقام نہ دو جس کے میں قابل نہیں۔ تمہاری بات سے شرک کا دروازہ کھل جاتا ہے۔" میں نے کہا۔

"میں بہت شرمندہ ہوں علی! سوری! میں شرمندہ ہوں۔" فاخرہ نے کہا۔ "اچھا یہ بتائیے میں آپ کی کیا خدمت کروں، کس طرح آپ کی خاطر کروں؟ پتا نہیں کیا کیا خیالات تھے دل میں کہ آپ کو دیکھوں گی تو یہ کروں گی، یہ کہوں گی مگر اب تو کچھ سمجھ میں ہی نہیں آرہا۔"

"میں تمہارے پاس موجود ہوں۔ تم سے باتیں کر رہا ہوں۔ میرے لیے یہ بہت بڑا اعزاز [illegible] ایسے لوگ جنہیں میں نے کبھی نہیں دیکھا اور جنہوں نے مجھے کبھی نہیں دیکھا اس طرح مجھے چاہتے ہیں۔ میرے لیے یہ چاہت دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ قیمتی ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"علی! ہم تو آپ کے لیے نجانے کیا کیا سوچتے رہتے ہیں۔ نجانے کیا کیا احساسات رکھتے ہیں ہم آپ کے لیے۔ ہم اپنے وطن سے دور ایسے محاذوں پر اپنی زندگی گزار رہے ہیں جہاں موت کسی بھی لمحے ہمارے سروں پر پہنچ سکتی ہے۔ ان لمحات میں بھی ہمارے دل کچھ ایسی شخصیتوں کے لیے دھڑکتے رہتے ہیں جو ہماری ہی مانند اپنا فرض پورا کر رہی ہیں لیکن ہم سے کہیں برتر و اعلیٰ ہیں۔"

"بہت بڑا مقام دے دیا ہے تم نے مجھے فاخرہ! میں اس کے لیے شکریہ ادا کرنے کے سوا کچھ نہیں کر سکتا۔ طاہر ابقا اتفاقیہ طور پر میری نگاہوں میں آ گیا تھا ورنہ خدا کا احسان ہے کہ ایک بار پھر میں اسے تمہارے درمیان لانے میں کامیاب ہو گیا۔"

"مجھے پوری کہانی سناؤ۔" فاخرہ نے کہا۔ اور میرے بجائے طاہر ابقا نے اسے پوری تفصیل بتا دی۔ وہ تمام گفتگو بڑی توجہ سے سن رہی تھی اور میں اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے یہ سوچ رہا تھا کہ یہ وہ لڑکی ہے جس کا نام خوف و دہشت کی علامت بن گیا ہے مگر اس وقت وہ میرے سامنے کتنے معصومانہ انداز میں بیٹھی ہے۔ ان لوگوں کے لیے جو اس کی حیثیت سے ناواقف ہیں، یہ صرف ایک نازک اندام حسین دوشیزہ ہے نہ جانے یہ کون سے جذبے ہیں جو انسان کی شخصیت کو ہی بدل کر رکھ دیتے ہیں۔ تنظیم نے میرے ساتھ جو سلوک کیا تھا وہ میرے لیے ناقابل برداشت تھا اور میں عملی طور پر اس سے بالکل علیحدہ ہو گیا تھا لیکن صدف العیش، طاہر ابقا اور فاخرہ جیسے کردار جب سامنے آتے تھے تو دل کو بڑی طمانیت کا احساس ہوتا تھا۔ ویسے بھی اب میری سوچوں میں کافی تبدیلیاں آ چکی تھیں۔ میرا انداز فکر ذرا مختلف ہو گیا تھا۔ تنظیم کے کچھ ارکان سے مجھے شکایت پیدا ہوئی تھی لیکن تنظیم کے مقاصد میرے لیے اب بھی قابل احترام تھے۔ چنانچہ اگر گوشۂ دل میں تنظیم کے لیے میں کوئی کام کر رہا تھا تو یہ کسی پر احسان نہیں تھا۔

تمام کہانی سن کر فاخرہ یعقوبی نے اپنی کرسی کی پشت سے سر ٹکا لیا اور چند لمحے آنکھیں بند کیے کچھ سوچتی رہی۔ پھر آہستہ سے بولی۔ "ہاں، یہ علی یار خان کا ہی کمال ہو سکتا تھا۔" پھر وہ میری جانب مڑی۔ "آپ یہاں آ گئے ہیں علی ۔۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ میرے شانوں سے ایک بہت بڑا بوجھ اتر گیا ہے۔ آپ کی موجودگی میں بھلا میں یہ جرأت کس طرح کر سکتی ہوں کہ اس مشن کی قائد رہوں۔ ہم آپ کے معاون ہیں اور آپ کی ماتحتی میں کام کرنا فخر سمجھتے ہیں۔ باقی جو کچھ میں کر رہی تھی اب اس کے لیے بھی آپ میری رہنمائی کریں علی! میں اس بات کا اعتراف کرنے میں کوئی عار نہیں سمجھتی کہ میں نے اب تک جو اقدامات کیے ہیں وہ بے فائدہ رہے ہیں۔ میں اس پلانٹ کے جائے وقوع کا اندازہ تک نہیں لگا سکی جس کی تباہی کے لیے مجھے یہاں بھیجا گیا ہے۔ اس دوران میں نے بڑی کوششیں کی ہیں۔ میں اپنے کئی آدمی اس سلسلے میں ضائع کر چکی ہوں اور یقین کریں علی! لمحہ بہ لمحہ یہ خوف میرے دل میں بیٹھتا جا رہا ہے کہ شاید میں اپنے مشن میں کامیاب نہ ہو سکوں۔ اب میں یہاں کے سیاسی الٹ پھیر کا جائزہ لے رہی تھی اور اس بات کی منتظر تھی کہ کوئی نمایاں شکل سامنے آ جائے تو ممکن ہے میرے لیے راستے متعین ہو سکیں۔ علی یار خان! اب میں اپنی یہ ذمے داریاں آپ کو سونپتی ہوں۔ ممکن ہے آپ کو یہ سب کچھ اچھا نہیں لگے لیکن آپ یہ سمجھ لیجیے کہ آپ کے آنے سے ہمارے دلوں میں امید کی بجھتی ہوئی شمع ایک بار پھر جل اٹھی ہے۔ میں آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ میری رہنمائی کیجیے۔"

"فاخرہ! تمہارا یہ انداز مجھے شرمندہ کر رہا ہے۔ میں فاخرہ یعقوبی کا نام ان لوگوں کی زبان سے سن چکا ہوں جو خود بھی اہم حیثیت کے حامل ہیں لیکن فلسطین کی اس بیٹی سے خوف زدہ ہیں۔ بہرحال مجھ سے جو کچھ ہو سکتا ہے اس کے لیے میں حاضر ہوں۔ تم اس ایٹمی پلانٹ کے جائے وقوع کا پتا لگانے میں ناکام رہی ہو۔ میں ایک یا دو دن میں تمہیں اس سے آگاہ کر دوں گا۔ اس کے بعد کی ذمے داریاں تمہاری ہوں گی۔ میں نے امریکیوں کے دو اہم مہروں کو ختم کر دیا ہے اور فی الحال ان لوگوں کا رابطہ مقامی حکومت سے کٹا ہوا ہے۔ اس صورت حال سے تم پورا پورا فائدہ اٹھا سکتی ہو۔ اگر اور کوئی ذمے داری میرے لائق ہو تو مجھے اس کے بارے میں ضرور بتاؤ۔"

"نہیں! اس کے بعد کوئی قابل ذکر بات نہیں رہ جاتی۔ میں آپ کو اپنی تمام مصروفیات سے آگاہ کر دوں گی۔"

پھر کافی بنوائی گئی۔ فاخرہ یعقوبی یہاں کافی مطمئن تھی۔ اس کے خیال کے مطابق یہ ٹھکانہ مناسب اور محفوظ ترین تھا۔ میں نے اس سے یہ نہیں پوچھا کہ گھوڑوں کے تاجر کو اس نے کس طرح اس حد تک آمادہ کر لیا کہ وہ ان کے لیے یہ سب کچھ کرنے پر تیار ہو گیا۔

دوران گفتگو میں نے فاخرہ یعقوبی سے یہ بھی کہا کہ مجھے بعض چیزوں کی ضرورت پیش آئے گی۔ وہ اسے خفیہ طور پر مہیا کرنا ہوں گی۔ جواباً اس نے آمادگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اسے بہترین تیاریوں کے بعد ہی یہاں بھیجا گیا ہے اور اس کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

علاوہ گھوڑوں کے تاجر نے اپنے خصوصی اختیارات سے کام لے کر اسے ضرورت کی مزید چیزیں مہیا کر دی ہیں۔

میں نے تقریباً تین گھنٹے تک فاخرہ یعقوبی سے اس موضوع پر گفتگو کی اور اس کے بعد ایک چھوٹا سا پاکٹ کیمرا حاصل کر لیا جو فاخرہ یعقوبی کے پاس موجود تھا۔ یہ ننھا سا کیمرا بہت ہی آسانی سے آپریٹ کیا جا سکتا تھا اور اس سے عمدہ تصاویر اتاری جا سکتی تھیں۔ کیمرا حاصل کرنے کے بعد میں نے کیمرا طاہر لقا کے حوالے کر دیا اور پھر فاخرہ سے واپسی کی اجازت مانگی۔

فاخرہ یعقوبی نے بہت ہی تشکر آمیز جذبات کے ساتھ مجھے رخصت کیا تھا اور تھوڑی دیر کے بعد ہم اپنے ٹھکانے پر واپس پہنچ گئے تھے۔ طاہر لقا کو میں نے اپنا باقی منصوبہ سمجھا دیا تھا۔ اسے اس بات سے بھی آگاہ کر دیا تھا کہ گرین پول کی طرف سے مجھے ایک بڑے مشن کا انچارج بنا دیا گیا ہے اور اس مشن کی غرض و غایت کیا ہے۔

جنرل ٹیرس سے کیتھی براؤن کے ساتھ ہی ملاقات ہوئی۔ وہ پروگرام کے مطابق میرا انتظار کر رہا تھا اور اس کے بعد میں نے اپنا کام شروع کر دیا۔

میں نے مائیکل یان کا میک اپ اپنے چہرے پر کیا اور طاہر لقا کے چہرے پر کیرن شی مے کا میک اپ کر دیا۔ جنرل ٹیرس میک اپ میں میری اس مہارت کو بغور دیکھ رہا تھا اور متحیر ہو رہا تھا۔ اس کام سے فارغ ہو کر دوسرے ضروری انتظامات کی طرف توجہ دی گئی۔ ایٹمی پلانٹ پر جانے کے لیے جنرل ٹیرس نے ہیلی کاپٹر کا بندوبست کیا تھا اور تھوڑی دیر کے بعد چار افراد انتہائی خفیہ مشن پر روانہ ہو گئے۔ میں، طاہر لقا، جنرل ٹیرس اور چوتھا ہیلی کاپٹر کا پائلٹ تھا جو جنرل ٹیرس ہی کا آدمی تھا۔

ہیلی کاپٹر نے شہری آبادی سے ہٹنے کے بعد اپنے کھوری پہاڑیوں کی جانب رخ کیا جو خشک اور بے آب و گیاہ تھیں اور جن کا رنگ تیز دھوپ کی وجہ سے سیاہی مائل ہو گیا تھا۔ پہاڑیوں کا یہ سلسلہ نجانے کہاں تک پھیلا ہوا تھا۔ تقریباً تیس منٹ تک یہ سفر جاری رہا اور اس کے بعد ہم ایک ایسے ویران اور بنجر علاقے میں پہنچ گئے جہاں نوکیلی چٹانیں سر اٹھائے کھڑی تھیں۔ ان نوکیلی چٹانوں سے ذرا ہٹ کر..... ایک اتنا بڑا میدان تھا جہاں ہیلی کاپٹر کو اتارا جا سکتا تھا۔ اس میدان کے علاوہ دور دور تک اور کوئی ایسی جگہ نہ تھی جہاں لینڈنگ کی جا سکتی۔ چنانچہ ہیلی کاپٹر کو وہیں اتار دیا گیا۔

چٹانوں کے درمیان کسی انسانی وجود کا کہیں پتا نہیں چلتا تھا۔ جب ہم ہیلی کاپٹر سے نیچے اترے تو جنرل ٹیرس نے آہستہ سے مجھ سے کہا۔ "یہ نہ سوچنا کہ ہم انسانی نگاہوں سے محفوظ ہیں۔ اس وقت بھی اسرائیلیوں کی آنکھیں ہمیں گھور رہی ہیں۔"

میں نے کوئی جواب نہ دیا اور خاموشی سے جنرل ٹیرس کے ساتھ آگے بڑھتا رہا۔ ہیلی کاپٹر کے پائلٹ کو اسی جگہ چھوڑ دیا گیا تھا۔

چھوٹا سا پاکٹ کیمرا طاہر لقا کے پاس موجود تھا اور میں نے اس ہوشیار نوجوان کو ہدایت کر دی تھی کہ ایٹمی پلانٹ میں داخل ہونے کے بعد فوری طور پر فوٹوگرافی شروع کر دے۔ یہاں پہنچتے ہی میں نے دیکھا کہ وہ مصروفِ عمل ہو گیا تھا۔ اس کا ہاتھ بار بار کھجانے کے سے انداز میں سینے کی طرف جاتا تھا۔ لباس کے اندر صرف ایک چھوٹا سا سوراخ تھا جس سے کیمرے کا لینس باہر جھانک رہا تھا۔ باقی کیمرا اس کے لباس کے اندر چھپا ہوا تھا۔ طاہر لقا ان چٹانوں کی فوٹوگرافی کر رہا تھا۔ ممکن ہے اس نے ہیلی کاپٹر سے بھی علاقے کی تصاویر لی ہوں اور ہیلی کاپٹر کے اس جگہ اترنے کے بارے میں بھی ریکارڈ محفوظ رکھا ہو۔

چٹانوں کے درمیان سے گزرتے ہوئے ہم ایک ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں بظاہر کچھ نہیں تھا لیکن جنرل ٹیرس نے آگے بڑھ کر ایک چٹان کو آہستہ سے ایک چھوٹے سے پتھر سے کھٹکھٹایا اور دفعتاً ہم نے ایک عجیب و غریب منظر دیکھا۔ چٹان کے اندر ایک کھڑکی سی کھلی اور ایک اسٹین گن کی نال باہر نکل آئی۔

"اپنے بارے میں تفصیلات بتاؤ۔" اندر سے آواز ابھری اور جنرل ٹیرس نے صرف اپنا نام دہرا دیا۔

اسٹین گن کی نال واپس ہو گئی اور اس کے فوراً بعد ہی ہمارے سامنے ایک گول خلا نمودار ہو گیا۔ طاہر لقا کا ہاتھ اس کے سینے پر تھا۔ اس خلا سے گزرنے کے بعد ہم ایک ایسی جگہ پہنچ گئے جو اوپر کی نسبت نہایت ٹھنڈی اور صاف شفاف تھی۔ چھوٹی چھوٹی روشنیاں دیواروں پر نصب تھیں جو اس علاقے کو پوری طرح سے منور کر رہی تھیں۔ سرنگ تقریباً دس گز لمبی تھی اور اس کے بعد اس کا اختتام ایک چوکور سے کمرے پر ہوتا تھا جس کے بارے میں یہ اندازہ ہوتا تھا کہ وہ انسانی ہاتھوں ہی کی تراش کا کارنامہ ہے۔

اس کمرے کے اندر ایک میز پڑی ہوئی تھی جس کے ارد گرد چار آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ جنرل ٹیرس کو دیکھ کر وہ اٹھ

کھڑے ہوئے اور انھوں نے پُرمسرت انداز میں جنرل ٹیرس سے مصافحہ کیا۔

"ابھی ہم آپ کے آنے کی اطلاع ہی سن رہے تھے جنرل اور اتفاق کی بات یہ ہے کہ مسٹر مائیکل یان اور کیرن شی مے کے بارے میں بھی ابھی تھوڑی ہی دیر قبل ہمیں ہیڈکوارٹر سے کچھ اطلاعات موصول ہوئی تھیں۔"

"وہ کیا مسٹر کالان؟" جنرل ٹیرس نے اس شخص سے پوچھا جو جنرل سے مخاطب تھا۔

"یہی کہ ان دونوں حضرات نے ابھی تک ہیڈکوارٹر سے رابطہ قائم نہیں کیا ہے۔"

"ہاں، یہ دونوں اپنی مصروفیات کے سبب ایسا نہ کر سکے تھے۔" جنرل ٹیرس نے جواب دیا۔

"فرمائیے کیسے زحمت کی؟"

"والٹوموبائے نے میرے سپرد یہ فرض داری کی تھی کہ موجودہ حالات کے تحت ایٹمی پلانٹ کے ایک ایک گوشے کا جائزہ لے لیا جائے۔ کیرن شی مے اور مائیکل یان بھی والٹوموبائے سے متفق تھے۔ دراصل آپ کو معلوم ہے مسٹر کالان کہ آج کل گوٹے ہل میں کیا سیاست چل رہی ہے۔ والٹوموبائے کے دشمنوں کو ہر وقت نگاہوں میں رکھنا پڑتا ہے۔ والٹوموبائے اس وقت جن حالات سے گزر رہے ہیں، شاید ایسے حالات گوٹے ہل میں کبھی پیدا نہیں ہوئے تھے۔ چنانچہ ہم ایک ایک چیز کا بغور جائزہ لے رہے ہیں اور ہماری خواہش ہے کہ ہم کسی بھی چیز کو نظرانداز نہ کریں۔"

"یہ بہت مناسب بات ہے، حالانکہ یہاں کے بارے میں ہم آپ کو اطمینان دلا چکے تھے اور پھر یہ فرض داریاں ہماری ہیں، آپ صرف بیرونی معاملات پر نگاہ رکھیں۔ بہرحال ہمارے درمیان تعاون ہی ہماری بقا کے لیے ضروری ہے۔ تشریف لائیے، آپ اچھی طرح جائزہ لے لیں اور جہاں بھی آپ کو شبہ ہو مجھے اشارہ کر دیں۔" مسٹر کالان نے کہا۔ یہ شخص یقیناً یہاں کوئی نمایاں حیثیت رکھتا تھا، دبلے پتلے بدن کا عام سا آدمی تھا۔ بظاہر اس کی شخصیت میں ایسی کوئی نمایاں خوبی نہیں تھی سوائے آنکھوں سے جھلکتی مکاری کے۔

ہم لوگ اندر چل پڑے۔ طاہر لقا کے بارے میں میں جانتا تھا کہ وہ اس وقت کیسے احساسات سے گزر رہا ہوگا۔ اس کا ہاتھ بار بار سینے تک پہنچتا تھا لیکن میں نے ایک بار بھی اس کے انداز میں یکسانیت نہیں پائی تھی۔ یعنی کسی کو آسانی سے شبہ نہیں ہو سکتا تھا کہ سینے پر ہاتھ کس وجہ سے رکھا جا رہا ہے۔

ہم لوگوں نے اسرائیلی پلانٹ کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ یہ سب کچھ انڈر گراؤنڈ ہی تھا۔ اوپر بڑی بڑی پہاڑیوں کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ کسی بیرونی طریقے سے اس پلانٹ کو تباہ کرنا کسی طور ممکن نہیں تھا اور مجھے یہ اندازہ ہوتا جا رہا تھا کہ فاخرہ یعقوبی کو اس کی تباہی کے لیے شدید ترین مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ میں اسے کوئی مؤثر منصوبہ پیش کرنے کے بارے میں غور کر رہا تھا۔ اور اسی نقطۂ نگاہ سے میں اس پلانٹ کا جائزہ لے رہا تھا۔ بڑی بڑی بھاری مشینیں یہاں موجود تھیں۔ ظاہر ہے کہ ان لوگوں کو مقامی حکومت کا مکمل تعاون حاصل تھا، پھر بھلا انہیں کیا دشواری پیش آ سکتی تھی۔

تقریباً ایک گھنٹا بیس منٹ تک ہم اس پلانٹ کے مختلف شعبوں کا جائزہ لیتے رہے۔ بڑی زبردست کارروائی ہو رہی تھی یہاں اور اسرائیلی بے پناہ مصروف تھے۔ میرے اندازے کے مطابق یہاں تقریباً ستر افراد کام کر رہے تھے اور مشینوں کا تو کوئی شمار ہی نہیں تھا۔ یقیناً یہ جگہ بڑی اہم تھی اور اس کی تباہی یقینی طور پر اسرائیل کے لیے نقصانِ عظیم ثابت ہو سکتی تھی۔ طاہر لقا نے تقریباً تمام ہی حصوں کی تصاویر لے لی تھیں۔ معائنے کے بعد جنرل ٹیرس نے اپنے اطمینان کا اظہار کیا۔ کالان نے اسے لنچ کی پیشکش کی چونکہ دوپہر کا وقت ہو گیا تھا۔ ہم لوگوں نے اپنے دشمنوں کے درمیان بیٹھ کر آرام سے کھانا کھایا اور پھر چند افراد ہمیں ہیلی کاپٹر تک چھوڑنے کے لیے آئے۔ پھر ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو گیا۔

جب وہ فضا میں سیدھا ہو گیا تو جنرل ٹیرس نے ایک گہری سانس لے کر مجھ سے کہا۔ "کہو، تمہارا کام مناسب انداز میں ہو گیا یا نہیں؟"

"بالکل مناسب اور قابلِ اطمینان۔" میں نے جواب دیا۔

"گویا میرے سپرد جو کام تھا وہ مکمل ہو گیا۔"

"ہاں جنرل۔۔۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی اگر ہمیں آپ کی ضرورت پیش آئی تو مجھے یقین ہے کہ آپ ہمارا ساتھ دیں گے۔"

"یہ کہنا تو بے کار ہی ہے ڈیئر پارکو! تم جانتے ہو کہ میں تم سے بہت متاثر ہوں اور اب میرے مشن کی تکمیل میں تم سے اہم کوئی شخص نہیں ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اپنے اس پروگرام کے ساتھ ساتھ ہی تم میرے مسئلے کو بھی جلد از جلد حل کرنے کی کوشش کرو۔"

"جنرل، وہ صرف آپ ہی کا مسئلہ نہیں، میرا بھی مسئلہ بن چکا ہے۔" میں نے کہا۔ طاہر لقا اس دوران بالکل خاموش بیٹھا رہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھا۔ میں اُس کے دلی جذبات کا بخوبی اندازہ کرسکتا تھا۔ اس لیے میں نے بھی اسے مخاطب نہیں کیا۔

ہم بخیر و عافیت اپنی منزل پر پہنچ گئے۔ اس وقت دن کے تقریباً ڈھائی بجے تھے۔ ہیلی کاپٹر واپس چلا گیا۔ جنرل ٹیرس، میں، طاہر بقا اور کیتھی براؤن ایک مخصوص کمرے میں آ بیٹھے۔

جنرل ٹیرس نے مجھے دیکھتے ہوئے کہا: "کیا خیال ہے ڈیئر پارکو! تم نے ایٹمی پلانٹ کا جائزہ تو لے لیا ہے۔ کیا اُسے تباہ کرنے میں اپنے طور پر کامیابی حاصل کرسکتے ہو؟"

"ہاں، ہم اس کی ذمے داری آپ پر نہیں ڈالیں گے جنرل، بلکہ اپنے طور پر ہی یہ کام انجام دیں گے۔" میں نے جواب دیا۔

طاہر بقا نے بھی پُرزور انداز میں گردن ہلائی: "بے شک جنرل! آپ نے جو ساتھ دیا ہے، ہم اس سے زیادہ آپ سے کسی چیز کے طالب نہیں ہوں گے۔"

"نہیں، اس کے باوجود میں چاہتا ہوں کہ میرے لائق جو بھی خدمت ہو ضرور بتاؤ۔" جنرل نے کہا۔

"بہت بہت شکریہ! اگر ایسی کوئی ضرورت پیش آئی تو ہم آپ کو یقیناً زحمت دیں گے۔" طاہر بقا بولا۔

میں نے طاہر بقا سے پوچھا: "اب تمہارا کیا پروگرام ہے میرے نوجوان دوست؟"

"کیا مجھے ... یہاں سے واپسی کی اجازت مل سکے گی؟" طاہر نے جھجکتے ہوئے اپنا مدعا ظاہر کیا۔

"کیسی باتیں کرتے ہو! تم اب آزاد ہو، جہاں چاہو جاسکتے ہو۔" جنرل ٹیرس نے جواب دیا۔

طاہر بقا مشکور نگاہوں سے ہمیں دیکھتا ہوا اپنی جگہ سے اُٹھ گیا۔ اسے رخصت کرنے کے بعد ایک بار پھر ہمارے درمیان گفتگو کا آغاز ہوگیا۔

"صورتِ حال جس قدر اُلجھتی جارہی ہے مسٹر پارکو اتنے ہی میرے دل میں خدشات بڑھتے جارہے ہیں۔ گرین پول خاص طور سے میرے لیے دردِ سر ہے۔ اس کے علاوہ امریکیوں کے بارے میں بھی کوئی صحیح رپورٹ نہیں مل سکی کہ وہ لوگ والٹوموبائے کے لیے کیا کر رہے ہیں اور خاص طور سے یہ جاننے کے بعد میں کچھ اور خوف زدہ ہوگیا ہوں کہ محل میں نقلی والٹوموبائے موجود ہے۔ اگر امریکیوں کا کوئی ذہین آدمی اس تک پہنچا اور اُسے اس بات کا شبہ ہوگیا کہ والٹوموبائے اصلی نہیں ہے تو پھر یوں سمجھ لو کہ ہمارے لیے مصیبتوں کے پہاڑ کھڑے ہوجائیں گے اور ہمارا یہ سارا منصوبہ تلپٹ ہوجائے گا۔ میں ایک بار پھر تمہیں یہ یقین دلانا چاہتا ہوں پارکو کہ میرا مقصد صرف اقتدار حاصل کرنا نہیں ہے۔ میں اپنے آپ کو اس خواہش سے بالکل محروم بھی نہیں قرار دوں گا لیکن صرف ایک یہی مقصد میرے پیشِ نگاہ نہیں ہے بلکہ بنیادی طور پر گوٹے ہل کو والٹوموبائے کی عیاش فطرت کی وجہ سے جو نقصانات پہنچے ہیں اور جن کے اثرات عوام پر پڑے ہیں، میرے لیے وہ تکلیف دہ ہیں۔"

"مجھے یقین ہے جنرل ٹیرس کہ آپ اس سلسلے میں مخلص ہیں اور میں اب پوری طرح آپ کے ساتھ ہوں۔ اس سلسلے میں اگر میرے لیے کوئی ایسی بات آپ کے ذہن میں ہے جو زیادہ بہتر ہوسکتی ہے تو بے تکلفی سے فرمایئے، میں اس کی تکمیل کے لیے اپنی تمام صلاحیتیں صرف کردوں گا۔"

"اتفاقات نے ہمیں آپ کے ساتھ منسلک کردیا ہے مسٹر پارکو اور ہم اب آپ کے بغیر کچھ نہیں کرسکتے۔ ہمیں آپ کے کاندھوں پر اس عظیم الشان بوجھ کا بھی احساس ہے جو پہلے فلسطین کی طرف سے اور اس کے بعد ہماری طرف سے آپ پر لاد دیا گیا ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ آپ ان ذمے داریوں سے نبرد آزما ہونے کی تمام تر صلاحیتیں رکھتے ہیں۔"

"بہت بہت شکریہ جنرل! اب ان باتوں کا موقع نہیں ہے، مجھے اجازت دیجیے۔ میں انتہائی کوشش کروں گا کہ جس قدر جلد ممکن ہوسکے اس معاملے کو نمٹا لیا جائے۔"

جنرل سے گفتگو کرنے کے بعد میں پھر اپنی جگہ پہنچ گیا لیکن حالات میرے قابو میں نہیں تھے۔ تہذیب مالکم ایکس اب یہاں سے روانہ ہوچکی تھی۔ وہ جب تک خود مجھ سے رابطہ قائم نہ کرتی، میری طرف سے کچھ بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ میں انتظار کرتا رہا۔

نقلی والٹوموبائے کو میں نے نگاہوں میں رکھا تھا اور اس سلسلے میں خصوصی طور پر کوشش کی تھی کہ کوئی اہم شخصیت نقلی والٹوموبائے تک نہ پہنچنے پائے بلکہ اپنے طور میں نے اس نقلی والٹوموبائے کو گرین پول کی طرف سے یہ ہدایات بھی دی تھیں کہ وہ خود کو بیمار ظاہر کرے۔ وہ شخص جانتا تھا کہ میں گرین پول کا انچارج ہوں۔ چنانچہ اس نے میری ہدایت پر عمل کیا۔ ڈاکٹروں نے اسے چیک کیا۔ ظاہر ہے، بیماری ایسی تھی کہ کوئی بھی ڈاکٹر حتمی طور پر یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ بہانہ کر رہا ہے۔ دوائیں تجویز کردی گئیں اور کچھ خصوصی لوگوں کو اس کی نگرانی پر مامور کردیا گیا۔ ان خصوصی لوگوں کے انتخاب میں میں نے خاص طور سے دلچسپی لی تھی۔ مجھے علم تھا کہ گرین پول کے نمائندے اب محل میں پہنچ چکے ہیں لیکن ابھی تہذیب مالکم ایکس نے مجھے یہ نہیں بتایا تھا کہ کون کون لوگ کس شکل میں یہاں موجود ہیں۔

وقت گزرتا رہا یہاں تک کہ تین دن گزر گئے۔ چوتھی رات

تہذیب مالکم ایکس کی طرف سے ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا اور میں نے دھڑکتے دل کے ساتھ اس کا پیغام وصول کیا۔ تہذیب کی آواز سنائی دی: "ہیلو مسٹر پارکو!"

"کیسے مزاج ہیں تہذیب؟"

"بالکل ٹھیک ہوں، دن رات مصروف ہوں، یوں سمجھ لو کہ ان تین دنوں میں جب سے تم سے رابطہ قائم نہیں ہوا میں نے آرام کا ایک لمحہ بھی نہیں گزارا۔"

"کاش، میں تمہارے ساتھ ہوتا اور تمہارا ہاتھ بٹاتا۔"

"تمہیں میرا ہاتھ بٹانا ہوگا لیکن ابھی نہیں، البتہ تیار رہو اس کے لیے۔" تہذیب کی آواز میں شوخی تھی۔

"فی الحال یہ باتیں تو رہنے دو تہذیب، یہ بتاؤ کہ صورتِ حال کیا ہے؟"

"نہایت شاندار اور تسلی بخش۔ تمہارے لیے میں نے ایسی فضا پیدا کردی ہے کہ اب گرین پول کے خاص خاص لوگ بھی تمہاری باتیں کرنے لگے ہیں۔"

"اس کے لیے پیشگی شکریہ، پروگرام کس مرحلے میں داخل ہوچکا ہے؟"

"اگر کوئی اہم بات نہ ہوتی تو میں ابھی تم سے رابطہ قائم نہ کرتی۔" تہذیب بولی۔

"گڈ، تم وہ اہم بات مجھے بتاؤ۔"

"اس طرح نہیں، کل دن میں ایک بجے تمہیں ایک خاص جگہ پہنچنا ہے — وہاں کا پتہ نوٹ کرلو، باقی گفتگو وہیں پر ہوگی۔"

"پتہ بتاؤ۔" میں نے کہا اور تہذیب مالکم ایکس نے ایک پتا دُہرا دیا۔ میں نے یہ پتا نوٹ کرلیا تھا۔ اس کے بعد تہذیب سے تھوڑی دیر تک گفتگو ہوتی رہی اور پھر ٹرانسمیٹر بند کردیا گیا۔ میرے ذہن میں کھلبلی سی مچ گئی تھی، اس جگہ پہنچنے کا سبب کیا تھا؟ تہذیب نے مجھے کیوں طلب کیا تھا؟

خدا خدا کرکے رات گزری، دوسری صبح کا آغاز ہوا۔ اس دن میں نے جان بوجھ کر جنرل ٹیرس سے رابطہ قائم نہیں کیا تھا، خیال یہی تھا کہ کسی کو مجھ پر شبہ نہ ہوسکے۔ تہذیب مالکم ایکس کی گفتگو سے اندازہ ہوا تھا کہ آج کی یہ ملاقات کسی خصوصی اہمیت کی حامل ہے۔

وقتِ مقررہ پر میں وہاں سے چل پڑا۔ ہر طرح کے تعاقب وغیرہ کا خیال رکھا تھا اور اس کے بعد تہذیب کے بتائے ہوئے پتے پر پہنچ گیا۔ بالکل نئی اور اجنبی عمارت تھی میرے لیے۔ گرین پول کے نمائندوں نے والٹوموبائے کے اس ملک میں اچھی خاصی مراعات حاصل کرلی تھیں اور یہاں اپنے قدم جما لیے تھے۔ بعض اوقات تو مجھے یوں محسوس ہوتا تھا جیسے یہ مملکت کسی ایک پادری سے منسوب نہ ہو بلکہ ہر شخص اپنے پنجے یہاں گاڑے ہوئے ہو۔ امریکیوں کے معاملات کے بارے میں البتہ مجھے یہ حیرت تھی کہ وہ پیش منظر میں رہ کر کام نہیں کر رہے تھے یا پھر دوسری بات یہ ہوسکتی تھی کہ انھوں نے اپنے طور پر یہ تصور کرلیا تھا کہ والٹوموبائے کے خلاف کوئی مؤثر کارروائی نہیں ہوسکتی اور وہ محفوظ رہے گا۔

ٹھیک ایک بجے میں اس عمارت میں داخل ہوگیا اور وہاں میرا پُرتپاک استقبال کیا گیا۔ آج کچھ نئی اور اجنبی شکلیں بھی سامنے تھیں، تہذیب مالکم ایکس اپنی اصل شکل میں موجود تھی۔ شاید میرا ہی انتظار تھا چونکہ اس کے فوراً بعد میٹنگ کا آغاز ہوگیا۔ میٹنگ میں سات افراد شریک تھے، پانچ باہر کے لوگ تھے، چھٹی تہذیب مالکم ایکس اور ساتواں میں۔ ہمارے سامنے فائل رکھے ہوئے تھے — تہذیب مالکم ایکس نے ایک دراز قامت شخص سے جسے مسٹر ہینسن کہہ کر مخاطب کیا گیا تھا، میٹنگ کی کارروائی کا آغاز کرنے کی درخواست کی اور ہینسن نے اپنے سامنے رکھی ہوئی ....
فائل کھول لی پھر وہ فائل پر لگے ہوئے کاغذ کو پڑھتے ہوئے بولا۔

"مسٹر پارکو! گرین پول کی جانب سے آپ کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے آپ کو مبارکباد پیش کی جاتی ہے اور اب آپ کی حیثیت ہمارے درمیان ایک مستقل نمائندے کی ہے۔ گرین پول کی جانب سے آپ کو تمام سہولتیں مہیا کردی جائیں گی۔ آپ کو آپ کی خواہش کے مطابق فی الحال "تھری" کا عہدہ دیا جارہا ہے اور اس کے بعد شاید ایک مختصر عرصے میں ہی آپ کی خدمات کو مدِنظر رکھتے ہوئے ٹو کا عہدہ پیش کردیا جائے گا۔ آپ کے فرائض کی پہلی تکمیل کے سلسلے میں ٹو کی طرف سے جو ہدایات جاری ہوئی ہیں ان کی تفصیلات یہ ہیں۔ نمبر ایک، گوٹے ہل میں والٹوموبائے کے خلاف جو مہم چل رہی ہے اسے مکمل طور پر کچلنا آپ کا پہلا فرض قرار دیا گیا ہے اور جیسا کہ گرین پول کے علم میں ہے کہ آپ نے اپنے بہترین عملی اقدامات سے ایسے حالات پیدا کردیے ہیں کہ والٹوموبائے کی حکومت کو اس کے دشمنوں سے بچایا جاسکے۔ گرین پول کی ایک معزز رکن میڈم تہذیب مالکم ایکس بھی اس سلسلے میں قابلِ قدر خدمات انجام دے چکی ہیں۔ ہم نے اپنے طور پر اور ایف بی آئی کے تعاون سے فوج میں جن جنرلوں کا پتا لگایا ہے، ان کے نام اور دیگر کوائف یہ ہیں۔ جنرل ہیگو۔ یہ شخص بااثر ہے اور والٹوموبائے کے خلاف دل میں کینہ رکھتا ہے۔ خیال ہے کہ جنرل ہیگو، والٹوموبائے کا تختہ اُلٹنے کی مہم میں ایک نمایاں کردار ادا کر رہا ہے۔ اس کی کچھ مشکوک کارروائیوں کی تفصیل آپ کو تحریری شکل میں پیش کی جاتی ہے جسے آپ اطمینان سے دیکھ کر اس کے بارے میں صحیح طور پر اندازہ لگا سکتے ہیں۔ جنرل ہیگو کی نگرانی کے لیے ہم نے اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے ایک ماتحت کرنل پراؤ مین کو منتخب کیا ہے۔ کرنل پراؤ مین ایک ذہین آدمی ہے اور امریکیوں کے تعاون سے ہم تک پہنچا ہے لیکن درحقیقت انہی کا آدمی ہے چنانچہ کرنل پراؤ مین جنرل ہیگو کی ایک ایک لمحے کی خبریں آپ کو مہیا کرے گا۔ نمبر دو۔ بریگیڈیئر ایس بی تھامس۔ یہ شخص والٹوموبائے کے خلاف کافی عرصے سے زہرافشانی کر رہا ہے۔ ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ تختہ الٹنے والوں میں یہ سرفہرست ہوگا۔ ہم نے اس کے پیچھے میڈی براؤنسن کو لگایا ہے۔ میڈی براؤنسن ایک خاتون ہیں اور طویل عرصے سے گوریلا ہیں.... فوجی خدمات انجام دے رہی ہیں۔ نمبر تین۔ جون پارکر...." وہ شخص مجھے تفصیل سے تمام معلومات سے آگاہ کرتا رہا۔ میرا ذہن روشن ہوتا جا رہا تھا۔ ان تمام لوگوں کے نام میرے علم میں آ رہے تھے جو والٹوموبائے کے خلاف مصروف عمل تھے۔ آخری نام جنرل ٹیرس کا لیا گیا تھا۔ اس نے کہا۔ "جنرل ٹیرس، والٹوموبائے کی ناک کا بال ہے لیکن اس کے بارے میں بھی کچھ شبہات پائے گئے ہیں کہ اس کا ان لوگوں سے کچھ نہ کچھ تعلق ضرور رہا ہے۔ ہم جنرل ٹیرس کو اپنے اس پروگرام میں صرف اس لیے شریک نہیں کر سکے کہ امریکیوں کی طرف سے اس کے بارے میں کچھ ایسی رپورٹیں موصول ہوئی تھیں جو ہمارے لیے تشویش کا باعث تھیں۔ چنانچہ جنرل ٹیرس کو بھی نگاہوں میں رکھ لیا گیا ہے اور اس کی مصروفیات پر نظر رکھی جا رہی ہے۔ یہ تمام معلومات آپ کو مہیا کر دی گئی ہیں مسٹر پارکو تاکہ آپ کو اپنی ذمے داریاں پوری کرنے میں آسانی ہو۔ احتیاط کے پیش نظر ہم نے اپنے آدمیوں کو یہ اجازت نہیں دی کہ وہ آپ سے رابطہ قائم کریں بلکہ آپ کا رابطہ مسلسل ہیڈکوارٹر سے رہے گا اور ایکشن کے وقت ہمارے آدمی اس کام کے لیے چوکس ہوں گے کہ باغیوں کے منظرِ عام پر آتے ہی انھیں گرفتار کر لیا جائے۔ اس سلسلے میں بھی تمام تفصیلات آپ کو تحریری طور پر پیش کی جا رہی ہیں اور اب آپ اس مہم کو سرانجام دینے کے لیے خود کو تیار کیجیے تاکہ.... والٹوموبائے کے دشمن اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہو سکیں۔"

ایک بجے سے لے کر ساڑھے تین بجے تک یہ میٹنگ جاری رہی اور مجھے وہ تمام باریک سے باریک نکتے سمجھا دیے گئے جو اس مہم کے سلسلے میں اہم ہو سکتے تھے پھر میٹنگ ختم ہو گئی۔ چائے کا دور چلا اس کے بعد میں وہاں سے رخصت ہونے کے لیے تیار ہو گیا۔ تہذیب مالکم ایکس میرے ساتھ آئی تھی۔ بقیہ لوگوں کو ہم نے وہیں چھوڑ دیا تھا۔

"کوئی اور مصروفیت ہے علی؟" اس نے سوال کیا تھا۔

"نہیں۔"

"تو آؤ کچھ دیر بیٹھیں۔" اس نے پیشکش کی اور میں اس کے ساتھ چل پڑا۔ میں خود بھی تہذیب مالکم ایکس کے ساتھ کچھ وقت گزارنا چاہتا تھا تاکہ اس سلسلے میں مزید اہم معلومات حاصل کر لی جائیں۔

نشست گاہ میں پہنچ کر میں نے کہا۔ "تہذیب، میرا خیال ہے تمام کام نہایت خوش اسلوبی سے چل رہے ہیں البتہ میں نے جس کام کا آغاز تمھارے ساتھ شروع کیا تھا اسے تنہا انجام دیتے ہوئے کچھ عجیب سی کیفیات کا شکار ہو جاتا ہوں۔"

تہذیب نے مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھا اور پھر بولی۔

"ہوشیاری سے کام کرو، میں تو صرف اس بات سے خوش ہوں کہ تمھیں وہ حیثیت حاصل ہو گئی جو میری دلی خواہش تھی۔ اس کے بعد کی زندگی میں ہم تم کبھی الگ نہیں ہوں گے۔"

"والٹوموبائے کس حال میں ہے؟ یقینی طور پر اکتایا ہوا تو ہوگا؟"

"کیتھی براؤن کی گمشدگی کے بعد والٹوموبائے کا خاص خیال رکھا جا رہا ہے۔ ہم نے ایک بالکل ہی نئے انداز میں سوچا ہے اور والٹوموبائے کے تحفظ کے لیے منفرد طریقہ اختیار کیا ہے۔"

"وہ کیا؟" میں نے سوال کیا۔

"والٹوموبائے اب اپنی اصل شکل میں نہیں ہے۔ اسے صورتِ حال کا صحیح طور پر اندازہ ہے اور وہ اس وقت ایک اسپتال میں داخل ہے۔ یہ اسپتال بہت چھوٹا سا ہے اور کسی خاص شہرت کا حامل نہیں ہے۔ والٹوموبائے کے چہرے پر میک اپ کر دیا گیا ہے اور کچھ اہم لوگوں کو اس کی نگرانی پر مامور کر دیا گیا ہے۔"

"گڈ۔"

"گرین پول کے تمام افراد ہر شبہے سے بالاتر رہ کر کام کرنا چاہتے ہیں۔" تہذیب نے اپنی بات جاری رکھی۔ "اس بات کے امکانات ہم نے نظرانداز نہیں کیے کہ ان پر بھی نگاہ رکھی جاتی ہو۔ اس لیے تمام معاملات اسپتال ہی کے سپرد کر دیے گئے ہیں۔ والٹوموبائے، کیری ماؤن اسپتال کے کمرہ نمبر ایک سو بیس کا مریض ہے۔ وہ وہاں پر مطمئن ہے۔ بس اسے یہی تردد ہے کہ اس کی غیر موجودگی میں کہیں اس کے دشمن حکومت پر قابض نہ ہو جائیں۔ اس کے لیے اسے اطمینان دلایا گیا ہے۔"

والٹوموبائے کے بارے میں یہ تمام معلومات حاصل کرنے کے بعد اور کوئی ایسی بات نہیں رہی تھی جو میرے لیے قابلِ تشویش ہوتی چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد میں تہذیب مالکم ایکس سے اجازت لے کر چل پڑا۔ وہ تمام کاغذات میرے پاس موجود تھے جو میرے حوالے کیے گئے تھے اور اب مجھے نہایت ہوشیاری سے جنرل ٹیرس

کو اس مہم کے بارے میں اطلاع دینی تھی، ان تمام ثبوت اور شواہد کے ساتھ جو میرے پاس موجود تھے۔ گویا اس طرف سے میرا کام مکمل ہو گیا تھا اور اب جنرل ٹیرس کو اپنی کامیاب مہم کے لیے اپنے طور پر سب کچھ کرنا تھا۔ مجھے یہ بھی اندازہ تھا کہ کوئی غیر متوقع بات نہیں ہو سکتی، دونوں حریف میرے قبضے میں تھے۔ والٹوموبائے کی طرف سے گرین پول اور امریکی ادارے کام کر رہے تھے اور ان میں سے کم از کم گرین پول پر میرا پوری طرح اثر تھا۔ انقلاب کے حامی جنرل ٹیرس کے اشاروں پر ناچ رہے تھے اور میں نے جنرل ٹیرس کی شہ رگ پر بھی ہاتھ رکھا ہوا تھا۔ میں انتہائی مہارت اور ذہانت سے اس وقت ماسٹر آف سچوایشن بن گیا تھا اور ایک پورا ملک میری انگلیوں کے اشارے پر ناچ رہا تھا۔

تہذیب مالکم ایکس سے رخصت ہو کر ایک بار پھر میں محل میں واپس آ گیا۔ اب مجھے آئندہ کے لیے منصوبہ بندی کرنا تھی۔ میری ذرا سی لغزش سارا کھیل بگاڑ سکتی تھی، میری گردن موت کے پھندے میں جا سکتی تھی اور اس کے بعد میرے لیے گلوخلاصی کی کوئی صورت مشکل ہی سے نکل سکتی تھی۔ چنانچہ جو کچھ بھی کرنا تھا، مکمل احتیاط و ذہانت سے کرنا تھا۔

فاخرہ یعقوبی سے ملاقات کے بعد کم از کم اس بات کا مجھے یقین ہو گیا تھا کہ اسرائیلی ایٹمی پلانٹ کی تباہی کا تمام کام مجھے نہیں کرنا ہوگا۔ ہاں، اگر فاخرہ اسرائیلی ایٹمی پلانٹ کی تباہی کے لیے کوئی مؤثر منصوبہ نہ بنا سکی تو ان معاملات سے فارغ ہونے کے بعد جنرل ٹیرس کی مدد سے میں یہ کام کر سکتا تھا لیکن اس میں بھی کوئی ہرج نہیں تھا کہ فاخرہ یعقوبی بھی اس دوران مصروفِ عمل رہے اور اگر کامیاب ہو جائے تو جنرل ٹیرس کو براہِ راست اس چکر میں نہ الجھنا پڑے، وہ اپنی نئی حکومت کو مضبوط کرنے کے لیے اچھا خاصا وقت حاصل کر لے اور زیادہ دشمنیاں بھی نہ مول لے۔ اسرائیلی ایٹمی پلانٹ کی تباہی کے بعد اگر دوسرے لوگ اس سے رابطہ قائم کرتے ہیں اور دوبارہ اس پلانٹ کے قیام کے لیے کوشاں ہوتے ہیں تو ظاہر ہے جنرل ٹیرس ان لوگوں کو اس کی اجازت نہیں دے گا، کیونکہ وہ خود فلسطینیوں کا حامی تھا۔ ہاں، اگر یہ پلانٹ قائم رہ جائے اور اسی طرح اپنا کام کرتا رہے تو شاید جنرل ٹیرس کو اسے ختم کرنے کے لیے خاصی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے۔ میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اگر فاخرہ یعقوبی اپنے اس پلان کو کامیاب نہ بنا سکی تو انقلاب کے بعد جنرل ٹیرس سے اس موضوع پر گفتگو کروں گا اور اس سے امداد حاصل کرنے کے بعد خفیہ طور پر اس ایٹمی پلانٹ کو تباہ کرنے کی کوشش کروں گا۔ فی الحال جنرل ٹیرس کو اس تمام صورتِ حال سے آگاہ کرنے کے بعد اسے عمل کے لیے تیار کرنا تھا۔ چنانچہ میں نے ایک مناسب وقت کا انتخاب کیا اور بالکل اچانک ہی کیتھی براؤن کے پاس پہنچ گیا۔

کیتھی براؤن میری آمد سے خوش ہوئی تھی، مجھے دیکھ کر کھل اٹھی، مسکراتے ہوئے بولی۔ "کمال ہے مسٹر پارکو، تمھارے بارے میں جب بھی کچھ سوچتی ہوں، تم میرے سامنے آ جاتے ہو۔"

"یہ کام تو شیطان کے سپرد تھا میڈم براؤن!" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں نہیں، شیطان تو تمھیں کسی طور کہا ہی نہیں جا سکتا۔"

"یہ آپ کی محبت ہے، جو دل چاہے کہہ سکتی ہیں۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہے! بہت خوش ہو آج؟"

"یہ بتائیے جنرل کہاں ہیں؟"

"اس وقت یہاں موجود نہیں ہیں۔"

"کہاں ہیں؟" میں نے پوچھا۔

"کوئی خاص بات؟"

"ہاں۔"

"تو پھر مجھے نہیں بتاؤ گے؟"

"جنرل کی موجودگی میں سب کچھ بتانا بہتر ہوگا۔"

"ایک بات بتاؤ پارکو.... بیٹھو تو سہی، اکھڑے کھڑے کیوں باتیں کر رہے ہو، کیا جلدی واپس جانا ہے؟"

"نہیں میڈم، ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔" میں نے جواب دیا اور اس کے سامنے پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تمھارے بارے میں بہت کچھ جاننے کو جی چاہتا ہے۔"

"ابھی اس کا وقت نہیں ہے۔ میرا خیال ہے اگر آپ اپنی کوششوں میں کامیاب ہو گئیں اور اس کے بعد ہمیں کچھ وقت ملا تو یہ گفتگو اس وقت کے لیے بہت بہتر رہے گی۔"

"خیر، میں نے تمھاری شخصیت میں کچھ خاص باتیں محسوس کی ہیں۔"

"وہ کیا؟"

"تم ناقابلِ تسخیر انسان معلوم ہوتے ہو، مضبوط قوتِ ارادی کے مالک، بروقت اور درست فیصلہ کرنے والے تھیں.... تمھیں تو کسی ملک کا حکمران ہونا چاہیے تھا۔"

"واہ میڈم براؤن، یوں سمجھیے آپ نے اپنے سلسلے میں کی جانے والی میری تمام کاوشوں کا صلہ ادا کر دیا۔"

"نہیں، میں مذاق نہیں کر رہی، سچ کہہ رہی ہوں۔" کیتھی براؤن نے کہا۔

"میڈم براؤن، اس سلسلے میں میرا نظریہ ذرا مختلف ہے، میں سمجھتا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوں کہ ملکوں کی حکمرانی ناپائیدار ہوتی۔ اگر کوئی شخص کسی کی ذات پر حکمران ہوجائے تو میرے خیال میں ذات کی مملکت زیادہ بڑی سے ہوتی ہے۔"

"واہ کیا عمدہ بات کہی ہے، پھر سے کہو۔" کیتھی براؤن نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"میں عرض کر رہا ہوں کہ جو حکومت کسی کی ذات پہ کی جائے، وہ زمین پر کی جانے والی حکومت سے زیادہ پائیدار اور مستحکم ہوتی ہے۔"

کیتھی براؤن سوچ میں ڈوب گئی، کافی دیر تک خاموشی سے میری شکل دیکھتی رہی، پھر آہستہ سے بولی۔ "واقعی زمین کی تسخیر تو دنیا کرتی ہی چلی آئی ہے لیکن جن لوگوں نے دلوں کو تسخیر کیا ہے وہ زیادہ بلند اور عظیم ثابت ہوئے ہیں۔ تم فلسفی بھی ہو۔"

"زندگی کے تمام فلسفے یکساں ہیں میڈم براؤن، بس سوچنے کے انداز میں تبدیلی ہوتی ہے۔"

"ہاں ٹھیک کہا تم نے۔ تم جیسی شخصیت قابلِ تسخیر نہیں ہوتی، یقین کرو جنرل ٹیرس کے بعد اگر کوئی شخص میرے دل کی گہرائیوں میں جگہ پاسکا ہے تو وہ تم ہو پارکو۔"

"اس کے لیے شکریہ کے علاوہ اور کیا کہہ سکتا ہوں۔"

"کیا یہ ممکن نہیں ہوسکتا پارکو کہ تم بقیہ زندگی گوتے ہل میں ہی گزار دو؟"

"دلچسپ بات کہی ہے آپ نے لیکن کیا ممکن ہوسکتا ہے اور کیا ناممکن، اس کا فیصلہ تو وقت ہی کرتا ہے۔"

"بات پھر گول کر گئے۔ میں سچ مچ یہی چاہتی ہوں، میری خواہش ہے کہ تم یہیں رہو۔"

"میں نے کہا نا اس کا فیصلہ تو ہم بعد میں کریں گے میڈم براؤن، ابھی جلدی کیا ہے۔"

"ہاں ٹھیک کہتے ہو۔ ویسے کیا تم کسی بھی شخصیت سے متاثر نہیں ہوئے، میرا مطلب ہے کوئی لڑکی؟"

"بے شمار لڑکیوں سے میں متاثر ہوا ہوں میڈم براؤن، ان میں آپ بھی ہیں۔ میں نے ہمیشہ آپ کی شخصیت کو اپنے ذہن کے گوشوں میں پایا ہے۔"

کیتھی براؤن ایک لمحے کے لیے خاموش ہوکر مجھے دیکھنے لگی، پھر آہستہ سے بولی۔ "تم بات گول کر جانے میں ماہر ہو۔"

"نہیں، آپ نے یہ کیوں محسوس کیا؟"

"بھئی میں چاہتی ہوں کہ تمھارے مافی الضمیر سے باخبر ہوجاؤں پھر میں بھی تو تمھیں تمھاری ان کاوشوں کے سلسلے میں کچھ دوں۔"

"اوہ، نہیں میڈم براؤن جس انداز میں آپ سوچ رہی ہیں، بدقسمتی سے میری زندگی ان مراحل سے کبھی نہیں گزری۔"

"گویا تم کبھی کسی لڑکی سے محبت نہیں کرسکے؟"

"دیکھیں، بات پھر وہیں تک آرہی ہے، محبتیں تو میں نے بہت کی ہیں، لڑکی ہی اس سلسلے میں کوئی نمایاں حیثیت نہیں رکھتی لیکن جس انداز میں آپ نے کہا اس انداز میں، میں آج تک کسی سے متاثر نہیں ہوسکا۔"

"میرا خیال تھا کہ وہ لڑکی جو پہلی بار تمھارے ساتھ گرین پول کی نمائندہ بن کر آئی تھی، ...... تمھارے ذہن کے قریب ہوگی لیکن تم اس سے انحراف کرتے ہو۔"

"ہاں میڈم! اس کا اندازہ تو آپ خود لگا سکتی ہیں۔ اگر بات اس حد تک ہوتی تو یقینی طور پہ میں گرین پول کے مفاد کے خلاف کام نہ کر رہا ہوتا۔"

"مگر تم بے حد ذہین انسان ہو۔ میں جب بھی تمھارے بارے میں غور کرتی ہوں، عجیب عجیب سے خیالات میں گھر جاتی ہوں۔"

"کیا یہ ممکن نہیں ہوسکتا میڈم کہ آپ جنرل ٹیرس سے رابطہ قائم کرکے انھیں یہاں بُلالیں؟"

"ہاں، کیوں نہیں۔ میں نے تو بس تم سے کچھ دیر گفتگو کرنے کے لیے جنرل سے رابطہ نہیں قائم کیا تھا۔" کیتھی براؤن نے کہا اور ٹیلیفون کے نزدیک پہنچ گئی۔ اس نے ریسیور اٹھاکر ایک نمبر ڈائل کیا اور پھر ریسیور کان سے لگالیا۔ "ہاں، میں بول رہی ہوں سمجھ گئے میں کون ہوں؟ .... ہاں، اسے اطلاع دو کہ مجھے اس کی فوری ضرورت ہے .... بالکل۔ ہاں، میں اس کا انتظار کر رہی ہوں ..... نہیں کسی بھی کام میں مصروف ہو اسے فوراً بھیج دو۔ ایسی ہی ضرورت ہے۔" کیتھی براؤن نے ریسیور رکھ دیا۔ میں خاموشی سے کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے دیوار کو گھور رہا تھا۔

"جنرل ابھی تھوڑی دیر کے بعد آجائے گا۔"

"یہ آپ نے فون کس کو کیا تھا؟"

"اپنے خفیہ ڈیپارٹمنٹ کو۔ ہم گول مول انداز میں گفتگو کرتے ہیں اور کسی کو اندازہ نہیں ہوسکتا کہ کون کس سے کیا کہہ رہا ہے۔"

"اچھا انداز ہے، بہت زیادہ پیچیدگی بھی بعض اوقات نقصان دہ ہوجاتی ہے۔" میں نے کہا۔

"کچھ منگواؤں تمھارے لیے؟"

"کوئی خاص ضرورت تو محسوس نہیں کر رہا۔" میں نے کہا۔

"پھر بھی کچھ تو ...." وہ بولی اور پھر اس نے انھی حیرت انگیز لڑکیوں میں سے ایک کو طلب کرکے کوئی مشروب لانے کے لیے کہا اور ہم دونوں کافی دیر تک ایک دوسرے کے سامنے خاموش بیٹھے رہے۔ آخر کیتھی براؤن ہی نے سکوت توڑا۔ "تمھارا کیا خیال ہے، کیا

ٹیرس اپنی کوششوں میں کامیاب ہوجائے گا؟"

"امکانات تو ہیں اس کے میڈم۔ ابھی جنرل ٹیرس کو میں جو کچھ بتانے والا ہوں، اس کے بعد ہمارے کام میں تیزی آجائے گی۔ بلکہ ... لیے کوئی بڑی الجھن نہیں رہی۔ وہ اگر چاہیں تو اپنے کام کا آغاز کرسکتے ہیں۔"

"کیا واقعی؟" کیتھی براؤن سنبھل کر بیٹھ گئی۔

"ہاں میڈم، حالات ایسا ہی رُخ اختیار کرچکے ہیں اور میرا خیال ہے ہمیں کام کرنے کے لیے بہترین مواقع حاصل ہوگئے ہیں۔"

"خوب! میں جنرل کی غیر موجودگی میں تم سے اس بارے میں کچھ نہیں پوچھوں گی۔" وہ بولی۔ میں خود بھی اسے ابھی کچھ نہیں بتانا چاہتا تھا۔ کافی دیر تک ہم لوگ رسمی باتیں کرتے رہے۔

تھوڑی دیر کے بعد جنرل ٹیرس کمرے میں داخل ہوگیا۔ وہ پُرجوش نظر آرہا تھا۔ آتے ہی اس نے پوچھا۔ "کیتھی تم نے مجھے فون کیا تھا نا؟"

"ہاں جنرل۔ کیا تم نے مسٹر پارکو کو نہیں دیکھا؟"

"کیوں نہیں۔ پارکو ہی کے سلسلے میں کوئی بات تھی؟"

"ہاں، مسٹر پارکو ہی تم سے ملنا چاہتے تھے۔"

"مگر تم نے اس طرح سے کہا تھا کہ میں پریشان ہوگیا تھا، مجھے یہی اطلاع دی گئی تھی کہ تم فوراً ہی مجھ سے ملنا چاہتی ہو۔"

"مسٹر پارکو بڑی دیر سے آپ کا انتظار کررہے ہیں جنرل، یہ ضروری تھا کہ میں فوری طور پہ آپ کو طلب کرلیتی۔"

"میں خود بھی تھوڑی دیر کے بعد یہاں آنے والا تھا۔" جنرل ٹیرس نے کہا اور پھر مجھ سے ہاتھ ملاکر میرے نزدیک ہی بیٹھ گیا۔ اس نے ایک موٹا سگار نکال کر ہونٹوں میں دبایا اور اسے سلگاکر گہرے گہرے کش لیتا ہوا بولا۔ "ہاں مسٹر پارکو! ایسی کیا اہم بات ہے جس کے لیے آپ کو فوری طور پر میری ضرورت پیش آگئی؟"

"جنرل ٹیرس! براہ کرم آپ عمل کے میدان میں آجائیے میرا خیال ہے میڈم براؤن آپ جنرل کے لیے کاغذ اور قلم کا بندوبست کریں۔ کچھ ضروری باتیں ہیں، انھیں نوٹ کرانا چاہتا ہوں۔"

میری خواہش کے مطابق جنرل کے پاس فوراً ہی کاغذ اور قلم پہنچ گیا۔ جنرل نے قلم سنبھالتے ہوئے پُرتجسس انداز میں میری طرف دیکھ کر کہا۔ "کیا نوٹ کرنا ہے مجھے؟"

"جنرل! سب سے پہلی بات تو یہ کہ اب وہ وقت آگیا ہے جب آپ اپنے اس برسوں کے پلان کو عملی شکل دے سکیں۔"

"کیا مطلب!" جنرل کے ہاتھ سے قلم چھوٹ گیا جسے اس نے جلدی سے فوراً ہی دوبارہ اٹھالیا۔

"ہاں، میرے خیال میں وہ وقت آچکا ہے اب آپ کو فوری طور پر عملی کارروائی کرنے کے بعد اس انقلاب کا آغاز کردینا چاہیے، اب مزید تاخیر مناسب نہ ہوگی بلکہ ہمارے لیے مشکلات پیدا ہوتی جائیں گی۔"

"مگر کیا حالات ہمیں اس کی اجازت دیتے ہیں؟" جنرل ٹیرس نے پوچھا۔

"ہاں ظاہر ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو میں آپ سے کیوں کہتا۔"

"تو پھر مجھے بتاؤ، نئی صورتِ حال کیا ہے؟" جنرل ٹیرس کے انداز سے بے چینی مترشح تھی۔

میں ایک لمحے تک رُک کر مناسب الفاظ تلاش کرنے لگا اور پھر میں نے کہا۔ "جنرل! گرین پول نے اپنے طور پر اور امریکیوں کی مدد سے ان تمام فوجی جنرلز کی نگرانی شروع کرادی ہے جن کے بارے میں انھیں شبہ ہے کہ وہ انقلاب لانے والوں کے مددگار ہوسکتے ہیں۔ ہر جنرل کے ساتھ ان کا کوئی خاص آدمی موجود ہے جو انھیں بدلتی ہوئی صورتِ حال سے باخبر رکھے گا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ایسے تمام افراد خود بھی فوجی ہیں اور ایک دوسرے پر اعتماد کرتے ہیں۔"

میرے اس انکشاف نے جنرل کا چہرہ فق کردیا تھا۔ چند لمحے تو وہ کچھ بول بھی نہ سکا پھر اپنے حواس مجتمع کرکے آہستہ سے بولا۔ "یہ اطلاع تمھیں کہاں سے ملی مسٹر پارکو؟"

"جنرل ٹیرس! بڑی عجیب بات ہے، ہمیں ان تمام امکانات پر خود بھی نگاہ رکھنا چاہیے تھی۔ یہی سب کچھ ہوتا ہے ایسے معاملات میں!"

"ہاں بے شک! انھیں یہی کرنا چاہیے تھا لیکن ہمیں کیسے پتا لگے گا کہ انھوں نے کس کس جنرل کو انقلاب کے حامیوں میں تصور کیا ہے اور کسے ان کے پیچھے لگایا ہے؟"

"یہ کاغذ اور قلم جو آپ کے ہاتھ میں موجود ہے اسی لیے ہے کہ میں آپ کو ان کے نام نوٹ کرادوں۔"

"کیا واقعی .... ! گڈ۔ لیکن تم نے یہ سب کچھ کیسے معلوم کرلیا؟"

"میں کام کر رہا ہوں جنرل۔ ظاہر ہے جو ذمے داری آپ نے مجھے سونپی ہے اسے میں نے بطور مذاق قبول نہیں کیا ہے۔"

"شکریہ۔ بہت مہربانی پارکو۔" جنرل نے احسان مندی کے جذبات سے سانس لی۔

"اس سلسلے میں پہلا نام جنرل ہیگو کا ہے۔ کیا یہ حقیقت ہے جنرل ٹیرس کہ جنرل ہیگو آپ کے خاص آدمیوں میں سے ہے اور اس انقلاب کے لیے کوششیں کر رہا ہے؟"

جنرل ٹیرس کا چہرہ قابلِ دید تھا۔ اس نے مشینی انداز میں گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ "ہاں یہ ٹھیک ہے۔ ہیگو میرا دستِ راست ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تو پھر یہ نوٹ کر لیجیے۔ ہیگو کی نگرانی کے لیے کرنل پراؤمین کو متعین کیا گیا ہے۔ کرنل پراؤمین شاید ہیگو سے بہت قریب ہے، اس کو یہ ذمے داریاں سونپی گئی ہیں کہ وہ ہیگو کی ایک ایک کارروائی پر نگاہ رکھے۔"

"پراؤمین! اسے تو۔۔۔ اسے تو میں اپنا آدمی سمجھتا تھا۔" جنرل ٹیرس نے کہا۔

"لیکن اب اسے آپ والٹوموبائے کا آدمی سمجھیے، امریکیوں کا آدمی سمجھیے یا گرین پول کا۔ وہ اپنا کام بخوبی انجام دے رہا ہے۔"

"کیا جنرل ہیگو کو اس سلسلے میں اطلاع دے دی گئی ہے؟"

"بچکانہ گفتگو کر رہے ہیں آپ! بھلا ہیگو سے ہمارا کیا واسطہ؟"

"ہاں ٹھیک ہے، ٹھیک ہے۔ مجھے معاف کرنا۔ میں بہت زیادہ نروس ہو گیا ہوں۔" جنرل ٹیرس نے کہا۔

"دوسرا نام ایس بی تھامس" میں نے کہا اور جنرل ٹیرس کا چہرہ لٹک گیا تھا۔

اس نے قلم رکھ کر دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔ پھر وہ مُردہ سے لہجے میں بولا۔ "اس کا مطلب ہے کہ وہ تمام لوگ ان کی نظر میں آ گئے جو میرے لیے کام کر رہے ہیں۔ کیا ان کے خلاف کوئی مؤثر کارروائی ہونے والی ہے؟ کیا ان لوگوں کو۔۔۔ کیا ان لوگوں کو۔۔۔" جنرل ٹیرس کی آواز ڈوبنے لگی تھی۔

"میڈم براؤن! آپ جنرل ٹیرس کو دلاسہ دیجیے۔ انقلاب اس طرح نہیں آتے، انقلاب لانے کے لیے پتا نہیں کیسے کیسے دشوار مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ جنرل اتنے نروس ہو گئے ہیں! وہ یہ کیوں نہیں سوچتے کہ جن لوگوں کے خلاف وہ سرگرمِ عمل ہیں، وہ بھی اپنے کچھ وسائل رکھتے ہیں اور باصلاحیت لوگ ہیں۔ ہاں تو جنرل ٹیرس! ایس بی تھامس کے بارے میں جو رپورٹیں موصول ہوئی ہیں، وہ یہ ہیں کہ وہ والٹوموبائے کے خلاف باغیوں کے لیے پروپیگنڈہ سیکرٹری کی حیثیت سے کام کر رہا ہے۔"

"یہ سچ ہے۔ ایس بی تھامس کے سپرد یہی کام ہے۔"

"ایس بی تھامس کسی لڑکی میڈی براؤنسن کے زیرِ اثر ہے، میڈی براؤنسن اسے اچھی طرح واچ کر رہی ہے اور یہ ذمے داری اسی کے سپرد ہے کہ وہ ایس بی تھامس پر نگاہ رکھے۔"

"اوہ! وہ کم بخت لڑکی۔ وہ تو اس کی محبوبہ ہے اور عنقریب وہ دونوں شادی کرنے والے ہیں۔"

"خیر، اب تیسرا نام نوٹ کیجیے۔" میں نے کہا۔

جنرل ٹیرس آہستہ آہستہ پُرسکون ہوتا جا رہا تھا۔ حیرت کے وہ پہاڑ جو اس پر ٹوٹ رہے تھے، اب اپنا وزن کھو بیٹھے تھے اور اب وہ صبر و سکون کے ساتھ ان تمام ناموں کو نوٹ کر رہا تھا۔

ناموں کی تفصیل بتانے کے بعد میں نے کہا۔ "تو یہ تھے وہ نام جنرل۔ پہلی بات مجھے یہ بتائیے کہ کیا اس میں ان لوگوں سے اندازے کی کوئی غلطی ہوئی ہے؟"

"بدقسمتی سے ایک بھی نہیں۔ انھوں نے جس طرح انقلاب لانے والوں کے بارے میں اپنی معلومات مکمل کی ہیں، میں اس کی داد دیے بغیر نہیں رہ سکتا۔"

"ٹھیک ہے جنرل۔ اس کے علاوہ اور کوئی نام مجھے نہیں مل سکا لیکن اگر ایسا ہوا تو میں آپ کو اس کی اطلاع دوں گا۔"

"مم مگر اب اس سلسلے میں، میں کیا کروں؟"

"آپ اپنے طور پر کوئی بھی کارروائی کر سکتے ہیں۔ آپ ان تمام لوگوں کو اپنے ساتھ بٹھا کر ان سے مشورہ کر سکتے ہیں۔" میں نے کہا۔

"ہاں، میں یہ سب کچھ کر لوں گا۔ دراصل میں ذہنی طور پر تھوڑی دیر کے لیے مفلوج ہو کر رہ گیا ہوں۔"

"یہ آپ کا اپنا کام ہے جنرل، اگر آپ نے جرأت و ہمت سے کام نہیں لیا تو پھر آپ کس طرح یہ سب کچھ کر سکتے ہیں۔"

جنرل چند لمحے خاموش رہا، پھر آہستہ آہستہ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ "بھئی پارکو! تم انسان ہو یا۔۔۔"

"ابھی ابھی میڈم کیتھی براؤن مجھے شیطان سے تشبیہ دے رہی تھیں۔"

"نہیں پارکو! میں نے تمھیں شیطان تو نہیں کہا تھا۔" کیتھی براؤن شرمندہ لہجے میں بولی۔

"میں بھی مذاق ہی کر رہا ہوں کیتھی براؤن۔" میں نے جواباً کہا اور جنرل کی طرف متوجہ ہو گیا۔ "جنرل، میں جو کچھ بھی کر رہا ہوں، وہ صرف آپ ہی کے لیے نہیں بلکہ اس سے میرا اپنا مفاد بھی وابستہ ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں جنرل کہ آپ پوری دل جمعی سے اپنی اس کارروائی کو عملی شکل دیں۔"

"لیکن اب مجھے کرنا کیا چاہیے؟ کچھ مشورہ تو دو۔ اب تو میں صرف تمھارا سہارا تلاش کرتا ہوں، مجھے یقین ہوتا ہے کہ جو کچھ مجھے تم بتاؤ گے، وہی درست ہوگا۔ یوں سمجھو کہ اس انقلاب کے اصل رہنما تم ہو۔"

"میرے خیال میں جنرل، آپ ان تمام لوگوں کو اغوا کر لیں اور ان کی جگہ ایسے لوگوں کو دیں، جو ان کے ہمشکل بھی ہوں اور باصلاحیت بھی۔ مقصد یہ ہے کہ اگر ہمشکل نہ ہوں تو ان لوگوں کو ان کے میک اپ میں رکھا جائے تاکہ ہمارے دشمن بھی اس بات سے مطمئن رہیں کہ ان کا کام بخوبی انجام دیا جا رہا ہے

اور ہمارے خلاف کوئی جاسوسی بھی نہ ہو سکے بلکہ اس تمام سلسلے کی کارروائی میں آپ اپنے ساتھیوں کو شریک کر لیں۔ انھیں اصل صورتِ حال بتا دیں اور بتانے کے بعد کچھ اس طرح کا طریقۂ کار اختیار کریں کہ ان کے نقلی نگرانوں کی معرفت انھیں غلط پیغامات ملتے رہیں اور صحیح وقت کا کوئی اندازہ نہ ہو سکے۔ اس کے بعد جنرل آپ جس قدر جلد ممکن ہو، انقلاب لانے کے لیے عملی قدم اٹھائیں اور کوئی مناسب وقت اس کے لیے منتخب کر لیں۔"

"مگر اس صورتِ حال کا کیا ہوگا؟" جنرل ٹیرس نے کہا۔

"کس صورتِ حال کا؟"

"والٹوموبائے ہمارے قبضے میں کہاں ہے؟"

"وہ میرے قبضے میں ہے۔" میں نے جواب دیا اور جنرل ٹیرس پر ایک بار پھر وہی کیفیت طاری ہو گئی۔

"کک۔۔۔ کیا تم نے اسے حاصل کر لیا ہے؟"

"نہیں، اُسے حاصل کرنا ہوگا جنرل ٹیرس۔ میرے ذہن میں ایک منصوبہ ہے۔"

"وہ کیا؟"

"والٹوموبائے ایک مقامی اسپتال میں داخل ہے۔ اسے نگرانی کے پیشِ نظر اپنی جگہ سے ہٹا کر کیری مائن اسپتال میں رکھا گیا ہے۔ روم نمبر ایک سو بیس کا مریض دراصل والٹوموبائے ہے۔"

"کمال ہے! اس کا مطلب ہے کہ والٹوموبائے ہماری گرفت میں آسکتا ہے۔"

"آسکتا ہے، ہمیں فوری طور پر اسے اپنی گرفت میں لانا ہے۔"

"لیکن اس کے بعد۔۔۔ اس کے بعد کیا ہوگا؟"

"اصل والٹوموبائے مجھ پر بھروسا کرتا ہے، وہ مجھے گرین پول کے نمائندے کی حیثیت سے جانتا ہے۔ اگر کیری مائن اسپتال سے اُسے اغوا کرنے کے بعد مجھ سے ملا دیا جائے تو میں اس کے ذہن میں وہ تمام منصوبہ اتار سکتا ہوں جو درحقیقت ہمارے حق میں ہوگا لیکن والٹوموبائے یہ سمجھے گا کہ یہ منصوبہ گرین پول کے لیے ترتیب دیا گیا ہے۔"

"وہ منصوبہ کیا ہوگا؟"

"نقلی والٹوموبائے جو محل میں موجود ہے اور بڑی نفاست سے اپنا کام کر رہا ہے، گرین پول کا نمائندہ ہے۔ گرین پول کے اس نمائندے کو کیری مائن اسپتال پہنچا دیا جائے اور اسے یہ ہدایت کر دی جائے کہ وہ وہاں خاموشی سے والٹوموبائے کی حیثیت سے اپنا کام انجام دیتا رہے۔ خواہ کوئی بھی شخص اس سے رابطہ قائم کرے، کچھ بھی پوچھے، وہ اپنی شخصیت کو پوشیدہ رکھتے ہوئے درپردہ وہی کام کرتا رہے جو اس سے کہا گیا ہے۔ اصل والٹوموبائے کو ہم اس کے محل میں پہنچا دیتے ہیں اور جب وہ وہاں اپنی جگہ سنبھال لے تو فوراً انقلابی کارروائی کا آغاز کر دیا جائے اور انقلاب کے سلسلے میں آپ جانتے ہیں کہ آپ کو کیا کرنا ہے۔"

"ہاں، میں جانتا ہوں کہ مجھے کیا کرنا ہے۔" جنرل ٹیرس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ اس کی آنکھوں سے اس کی دلی کیفیت کا اظہار ہوتا تھا۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھا، میرے نزدیک پہنچا اور پھر مجھے سینے سے لگا لیا۔ یہ اس بات کا اظہار تھا کہ وہ میرا کس قدر شکر گزار ہے، میرے اور اس کے درمیان خلوص کا رشتہ کتنا مضبوط ہے۔ پھر اس نے کہا۔ "پارکو، وقت آنے دو، میں تمھیں بتاؤں گا کہ جنرل ٹیرس اپنے محسنوں سے کیا سلوک کرتا ہے۔ تمھارا یہ پاؤں ہمیشہ میری گردن پر رہے گا پارکو۔"

"جنرل! پہلے اپنا کام انجام دیں۔ دوستوں پر کچھ فرائض عائد ہوتے ہیں اور ہم لوگ سچے دوست ہیں۔"

"تو پھر پہلا کام یہی ہونا چاہیے پارکو کہ ہم والٹوموبائے کو حاصل کر کے کسی محفوظ جگہ لے جائیں اور وہاں سے اُسے اس کی اصل جگہ پر پہنچا دیں۔ نقلی والٹوموبائے کو محل سے ہٹا کر اسپتال پہنچا دیا جائے۔"

"یہ کام بڑی احتیاط کے ساتھ کرنا ہوگا۔ میرا خیال ہے کہ اصل والٹوموبائے کو اغوا کرنے کے فوراً بعد ہی نقلی والٹوموبائے کو اس کے بستر تک پہنچانا ضروری ہوگا۔ اس کے لیے جنرل ٹیرس میں چاہتا ہوں کہ آپ کچھ ذہین آدمیوں کو کیری مائن اسپتال کے اطراف میں پھیلا دیں۔ یہ لوگ صورتِ حال پر نظر رکھیں اور دیکھیں کہ کیری مائن اسپتال کی نگرانی کرنے والے کون لوگ ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ گرین پول کو یہ پتا چلے کہ اصل والٹوموبائے کو اس جگہ سے ہٹا دیا گیا ہے اور نقلی کو اس کی جگہ منتقل کر دیا گیا ہے۔ اس کے لیے میں سب سے پہلے نقلی والٹوموبائے کو اس کام پر آمادہ کروں گا کہ وہ ہماری تحویل میں آ جائے، تاکہ اسے منتقل کرنے میں کوئی دقت نہ ہو۔"

"گڈ، ویری گڈ۔ بہت اچھا منصوبہ ہے۔ تم مطمئن رہو، میں ایسے لوگوں کو وہاں پھیلا دیتا ہوں بلکہ اندر بھی داخل کر دیتا ہوں جو ہم لوگوں کو لمحے لمحے کی رپورٹ مہیا کرتے رہیں۔"

"میڈم کیتھی براؤن اس کیس کی انچارج ہوں گی، یہ تمام رپورٹیں ان لوگوں سے وصول کریں گی جو کیری مائن اسپتال کے اندر اور اردگرد بکھرے ہوئے ہوں گے۔"

"بالکل ٹھیک۔" جنرل ٹیرس نے پُرجوش انداز میں کہا اور اس معاملے کی مزید تفصیلات پر بات چیت ہونے لگی۔ اس کے بعد میں نے ان لوگوں سے اجازت مانگی۔ میں نے آج رات

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو اس سلسلے میں آخری کام کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا اور میں اس فیصلے کو جلد بازی نہیں کہہ سکتا تھا۔

رات کو تقریباً ساڑھے آٹھ بجے مجھے کیتھی براؤن کی طرف سے اطلاع ملی کہ جو کچھ میں نے کہا تھا اس کی تکمیل کر دی گئی ہے۔ وہاں کے حالات پُرسکون ہیں اور وہ شخص اپنے کام کی تکمیل آج رات ہی کر لے گا۔ سارا دن مصروف رہ کر اس نے وہ لوگ پیدا کیے ہیں، جو اصل لوگوں کو ہٹا کر ان کی جگہ سنبھال لیں گے۔

اطلاع ہر چند کہ بڑے خفیہ طریقے سے مجھ تک پہنچی تھی لیکن اس کے باوجود الفاظ گول مول رکھے گئے تھے اور اس کے لیے میں نے ہی ان لوگوں کو ہدایت کی تھی۔

نقلی والٹومو باٹے اپنی آرام گاہ میں چلا گیا تھا۔ میرے لیے اس تک پہنچنا خاصا مشکل کام تھا۔ میں یہاں جس حیثیت میں تھا، وہ اتنی اہم نہیں تھی کہ میں آسانی سے اس تک پہنچ جاتا لیکن فوری طور پر اس کی ضرورت بھی نہیں تھی۔ اس لیے میں مطمئن تھا۔

دوسرے دن صبح میں نے بہت احتیاط کے ساتھ نقلی والٹومو باٹے سے ملاقات کی۔ اس وقت وہ اپنی آرام گاہ میں تنہا تھا۔ وہ مجھے اس میک اَپ میں نہیں پہچانتا تھا۔ جب میں نے اندر پہنچ کر دروازہ بند کیا تو وہ چونک کر مجھے دیکھنے لگا۔ اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات پھیل گئے تھے۔ گرین پول کا آدمی تھا اور یقیناً احمق نہیں ہوگا۔ اس کی کینہ توز نگاہوں سے میں نے اندازہ لگا لیا کہ اگر اس کے ساتھ کوئی زبردستی کرنے کی کوشش کی گئی تو اس کے نتائج خطرناک بھی ہو سکتے ہیں۔ میں نے آہستہ سے کہا: ”میں پارکو ہوں۔“

”اوہ! مسٹر پارکو۔ میں آپ کی آواز پہچانتا ہوں۔“ نقلی والٹومو باٹے نے کہا۔

”کوئی نیا پیغام موصول ہوا؟“ میں نے سوال کیا۔

”نہیں، مجھ سے یہی کہا گیا تھا کہ مجھ سے کوئی رابطہ قائم نہیں کیا جائے گا، اس وقت تک جب تک کہ اس کی شدید ضرورت پیش نہ آئے اور خود مجھے بھی منع کر دیا گیا تھا کہ میں اپنی مصروفیات کو بالکل نارمل رکھوں۔“

”مسٹر موباٹے!۔۔۔ میں آپ کو اسی نام سے مخاطب کروں گا۔ آج شام ساڑھے پانچ بجے آپ نہایت خاموشی سے دوسرے لوگوں کی نگاہوں میں آئے بغیر ایک مخصوص جگہ پہنچ جائیں گے۔ یہ مخصوص جگہ محل کا عقبی حصہ ہے۔ جہاں درختوں کے دبیز اور گھنے جھنڈ موجود ہیں ——— وہاں باہر جانے کے لیے ایک چھوٹا سا راستہ بھی موجود ہے۔ میں وہیں آپ سے ملاقات کروں گا۔ آج دن میں آپ ناسازیٔ طبع کا بہانہ کر دیجیے اور ہدایت کر دیجیے کہ آپ کسی سے نہیں ملیں گے۔ وہاں تک پہنچنے میں جتنی ہوشیاری کا ثبوت دینا ہے، وہ آپ کی اپنی کارکردگی پر منحصر ہے۔ میں آپ کو صرف یہی اطلاع دینے کے لیے یہاں تک پہنچا تھا۔ اس دوران ذرّہ برابر کسی سے رابطہ نہیں رکھا جائے گا۔ اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا جائے۔“

”میں آپ کی ہدایت پر عمل کروں گا مسٹر پارکو۔“ اس نے کہا اور میں خاموشی سے باہر نکل آیا۔ اس پہلے مرحلے میں مجھے کامیابی حاصل ہوئی تھی۔ میں نے شام کے ساڑھے پانچ بجے کے لیے پروگرام ترتیب دے لیا اور اس دوران میرا رابطہ جنرل ٹیرس سے بھی قائم ہوگیا۔ جنرل ٹیرس نے مجھے مسرور لہجے میں بتایا۔

”کام ہوگیا ہے ڈیئر۔ وہ سب کچھ ہوگیا ہے جو تم چاہتے تھے۔ اصلی مہرے میری بساط پر موجود ہیں اور اس طرف سے مجھے اطمینان ہوگیا ہے۔ ان لوگوں نے حقیقتِ حال اگل دی ہے۔ تمہارا کہنا درست تھا اور بھی بہت سے انکشاف ہوئے ہیں مجھ پر، جو تمہیں ملاقات ہونے پر بتاؤں گا۔“ اس نے کہا۔ وہ بہت خوش نظر آتا تھا۔

”آپ ٹھیک چھ بجے اپنی مخصوص جگہ میرا انتظار کریں، میں وہاں پہنچوں گا اور میرے ساتھ وہ بھی ہوگا جو ہمارا دوست ہے۔“

”ٹھیک ہے، لیکن کیا میں اس کے سامنے آؤں گا؟“

”نہیں جنرل، میں خود آپ سے ملاقات کروں گا۔“

”ٹھیک ہے جس طرح تم کہو گے اسی طرح عمل کیا جائے گا۔“ جنرل ٹیرس نے کہا اور میں نے گفتگو کا سلسلہ منقطع کر دیا۔

اب تک جو کچھ ہوا تھا، اس میں تو کوئی بڑی الجھن پیش نہیں آئی تھی لیکن دیکھنا یہ تھا کہ اس کے بعد حالات کیا رہتے ہیں۔ اتنے لوگوں کو بے وقوف بنانا بہت ہی مشکل کام تھا۔ مگر تقدیر بھی میرا ساتھ دے رہی تھی اور میرے لیے وہ تمام آسانیاں پیدا ہوتی جا رہی تھیں جو مجھے میرے مقصد میں کامیابی دلائیں۔ بقیہ وقت اپنے پروگرام کی پلاننگ کرتے گزرا اور پھر میں مقررہ وقت پر نہایت احتیاط سے باہر نکل آیا۔ ایک بند گاڑی حاصل کی اور لوگوں کی نگاہوں سے بچنے کے لیے ایک لمبا راستہ اختیار کر کے بالآخر عقبی دیوار کے اس حصے تک پہنچ گیا جہاں وہ دروازہ کھلتا تھا جو اس وقت میرے لیے انتہائی کارآمد تھا۔ ساڑھے پانچ بجے میں اندر پہنچا تو درختوں کے جھنڈ میں نقلی والٹومو باٹے کو موجود پایا۔ میری شکل دیکھتے ہی وہ باہر نکل آیا تھا۔ میں نے اسے اشارہ کیا اور وہ پھرتی سے میری گاڑی میں آ بیٹھا۔ میں نے گاڑی اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی تھی۔ بند گاڑی میں رنگین شیشے لگے ہوئے تھے، اس لیے دیکھے جانے کا خطرہ نہیں تھا۔ راستے میں ہی والٹومو باٹے کو وہ سب کچھ بتا دینا تھا جو اس سلسلے میں ضروری تھا۔ اس نے مجھ سے خود ہی اس سلسلے میں سوال کر لیا۔

”میرے لیے اور کیا حکم ہے مسٹر پارکو؟“

”تمہیں اب ایک نہایت اہم کردار ادا کرنا ہے۔ دراصل والٹومو باٹے کی حیثیت سے تمہارے بارے میں یہاں کچھ شکوک و شبہات پیدا ہوگئے ہیں۔ اس لیے فوری طور پر تمہاری جگہ تبدیل کرنا ضروری سمجھا گیا۔“

”اوہ۔ یقیناً ایسی ہی بات ہوگی۔“

”یہاں ایک اسپتال ہے جو کیری مائن کے نام سے مشہور ہے۔ اصل والٹومو باٹے، کیری مائن اسپتال کے کمرہ نمبر ایک سو بیس میں ایک مریض کی حیثیت سے داخل ہے۔ اسے وہاں سے ہٹا دیا جائے گا اور تمہیں اس کی جگہ لینی ہوگی۔“

”اس کے بعد؟“

”اس کے بعد تمہیں اپنی ذات کو بھی یقین دلانا ہوگا کہ تم ہی اصل والٹومو باٹے ہو۔ بالکل اسی طرح جس طرح تم یہاں کام کرتے رہے ہو۔ کوئی بھی فرد تم سے کسی سلسلے میں کوئی سوال کرے تم والٹومو باٹے کی حیثیت سے ہی اسے ٹریٹ کرو گے۔ یہ بے انتہا ضروری ہے اور اس پر ہماری کامیابی کا انحصار ہے۔“

”آپ مطمئن رہیں، بظاہر تو یہاں بھی مجھے کوئی ایسا جھول نظر نہیں آیا تھا اپنے کردار میں۔ کسی کو مجھ پر شبہ ہو سکتا لیکن آپ کی ہدایات کے مطابق مزید احتیاط کروں گا۔ اس وقت کیا مجھے کیری مائن اسپتال لے جایا جا رہا ہے؟“

”ہاں۔۔ درمیان میں کچھ اور انتظامات بھی کرنا ہیں جو ضرورت کے مطابق ہیں۔“ میں نے کہا اور والٹومو باٹے کا ہم شکل خاموش ہو گیا۔

تھوڑی دیر کے بعد میں اس جگہ پہنچ گیا جہاں مجھے جنرل ٹیرس سے ملاقات کرنا تھی۔ میں نے اسے وین ہی میں بیٹھے رہنے کو کہا اور خود جنرل ٹیرس کے پاس پہنچ گیا۔

جنرل بے چینی سے میرا منتظر تھا۔ میں نے آہستہ سے کہا۔ ”ہمارا شکار آگیا ہے جنرل۔“ میں نے اسے ضروری ہدایات دے دی ہیں۔“

”گڈ۔۔ اسے کوئی شبہ تو نہیں ہو سکا؟“

”نہیں جنرل، مطمئن رہو۔ وہاں وہ اپنا کردار بخوبی انجام دے گا اور گرین پول کے لوگ کبھی یہ نہیں جان سکیں گے کہ والٹومو باٹے تبدیل ہوگیا ہے۔“

”گڈ۔ بہرطور تمہاری ہدایت کے مطابق میں نے کیری مائن اسپتال میں اس کا بندوبست کر لیا ہے کہ اصل والٹومو باٹے کو کمرہ نمبر ایک سو بیس سے نکال لیا جائے۔ اس سلسلے میں جو پروگرام ترتیب دیا گیا ہے وہ یوں ہے کہ میرے تین آدمی اندر موجود ہیں۔ والٹومو باٹے کو بے ہوشی کا ایک انجکشن دے دیا جائے گا اور اس کے بعد وہ لوگ اسے اسٹریچر پر لے کر ایک چھوٹا سا سفر کریں گے اور وہیں سے دوسرے اسٹریچر پر نقلی والٹومو باٹے کو اس کمرے میں پہنچا دیا جائے گا۔“

”یہ کام آپ نے بلاشبہ بہترین کیا ہے جنرل۔“ میں نے پُرمسرت انداز میں کہا اور اس کے بعد ہم وہاں سے روانہ ہوگئے۔ جنرل ٹیرس الگ سے آ رہا تھا۔ میں وین ہی میں نقلی والٹومو باٹے کے ساتھ تھا اور اسے مزید تفصیل سمجھا دی تھی۔ وہ بے چارہ مطمئن ہوگیا تھا۔ میری جگہ کوئی اور شخصیت ہوتی تو گرین پول کے اس ذہین آدمی کو دھوکا دینا آسان کام نہیں تھا لیکن تہذیب عالم ایکس نے میرے لیے ایسی فضا پیدا کر دی تھی کہ کہیں بھی مجھے اپنے کام میں کوئی دقت نہیں ہو رہی تھی۔ یقیناً اس لڑکی کے دل میں میرے لیے بہت خلوص موجود تھا لیکن افسوس! میں جو کچھ کر رہا تھا، وہ اس کی توقع کے برعکس تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیری ماٹن اسپتال میں ان دونوں کی تبدیلی کا کام اتنی آسانی سے ہوگیا کہ میں خود حیران رہ گیا۔ مجھے اس قدر آسانی کی امید نہیں تھی۔ اصل والٹوموبائے بے ہوشی کی حالت میں اس وین میں پہنچ گیا جس میں میں نقلی والٹوموبائے کو لایا تھا۔ البتہ نقلی والٹوموبائے کو تمام صورتِ حال سمجھا دی گئی تھی کہ اسے کس طرح اپنے کمرے تک پہنچنا ہے۔ چنانچہ اس کامیابی کی خوشی میں ہم بہت مسرور تھے۔

جنرل شیرس میرے پاس ہی آبیٹھا تھا اور اصل والٹوموبائے کو گھور گھور کر دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں شدید حیرت کے آثار تھے۔ پھر اس نے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا "تم لوگوں نے ... میرا مطلب ہے گرین پول نے مجھے تو گردن تک غرق کر ہی دیا تھا اگر تم وہ نہ نکلتے جو ہو تو میری تو نسلوں تک کو فنا کر دیا جاتا۔ میں اس بات کو کبھی نہیں بھول سکوں گا کہ تم نے نہ صرف مجھے میرے مقصد میں کامیابی دلائی ہے بلکہ میری نسلوں تک کی زندگی کو محفوظ کیا ہے۔"

"جنرل پلیز۔ اس وقت یہ ساری باتیں نہیں کی جاسکتیں۔"

"تو پھر اب اس والٹوموبائے کے بارے میں کیا خیال ہے؟"

"ہم اسے نہایت خاموشی کے ساتھ محل ہی میں پہنچا دیتے ہیں اور کسی جگہ اس کا قیام مناسب نہیں ہے۔ اسے کوئی شبہ نہیں ہونا چاہیے۔ میں محل میں لے جانے کے بعد ہی اسے صورتِ حال سے آگاہ کروں گا۔"

"مگر دن کی روشنی میں کیا اسے محل میں لے جایا جاسکتا ہے؟"

"نہیں۔ اس کے لیے رات کا وقت ہی مناسب ہوگا۔ بدقسمتی یہ ہے کہ وہاں بھی گرین پول کے نمائندے موجود ہیں اور اطراف کی نگرانی کر رہے ہیں لیکن میں کسی نہ کسی طرح یہ کام کر لوں گا۔"

"تو یہ وقت کہاں گزارا جائے؟"

"سب سے پہلی بات تو یہ کہ اسے مزید بے ہوش کرنے کے انتظامات کیے جائیں تاکہ یہ چند گھنٹے آرام سے گزر جائیں۔"

"ہاں، یہ ٹھیک ہے، میں اس کا انتظام کر دوں گا، ابھی تو یہ بے ہوش ہی ہے۔ کیوں نہ ہم اسے اپنے ٹھکانے پر لے چلیں۔"

"اس میں کوئی ہرج نہیں ہے۔" میں نے کہا۔

تھوڑی دیر کے بعد ہم اس رہائش گاہ پر پہنچ گئے جہاں کیتھی براؤن موجود تھی۔ والٹوموبائے کو بے ہوشی کی دوا کا ایک اور ہلکا سا ڈوز دے دیا گیا۔ کیتھی براؤن اس کی شکل دیکھ رہی تھی اور اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے پھر وہ آہستہ سے بولی "یہ شخص اگر انتہا پسند نہ ہوتا تو شاید اسے یہ دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔"

وقتِ مقررہ پر میں نے دوبارہ اپنے کام کا آغاز کر دیا اور والٹوموبائے کو اس وین میں لے کر چل پڑا۔ وین میں نے محل کے پچھلے حصے میں کھڑی کی اور اس کے بعد والٹوموبائے کے بے ہوش بدن کو سنبھالے ہوئے ان جھاڑیوں میں آگیا جہاں بہ آسانی کسی کو پوشیدہ کیا جاسکتا تھا۔ یہاں اسے احتیاط سے لٹانے کے بعد میں نے دروازہ بند کیا اور وین کو لے جاکر اس کی اصل جگہ پر کھڑا کر دیا پھر صحیح راستے سے محل میں واپس آگیا۔

محل کی صورتِ حال بالکل نارمل تھی، کوئی تبدیلی نہیں تھی۔ لوگ اپنے اپنے کاموں میں مشغول تھے، جن نمائندوں کے بارے میں مجھے بتایا گیا تھا، وہ اپنے اپنے ٹھکانوں پر تھے۔ میں نے سب سے پہلے انھی کے بارے میں معلومات حاصل کیں کہ ان لوگوں کی موجودہ پوزیشن کیا ہے اور مجھے بہت جلد اندازہ ہوگیا کہ حالات میرے لیے ناساز گار نہیں ہیں۔ والٹوموبائے کے خصوصی کمرے کے سلسلے میں بھی میں نے کچھ اہم پروگرام ترتیب دیے تھے۔ اسے وہاں سے یہاں تک اٹھا کر لانا خاصا مشکل کام تھا لیکن میں نے اس مشکل پر بھی قابو پالیا۔

جب میں نے بغیر کسی دقت کے والٹوموبائے کو اس کے بستر پر لٹا دیا تو مجھے سکون کا احساس ہوا۔ میں نے ایک بڑا اور اہم کام کر لیا تھا۔ اس کے بعد مجھے اس وقت تک یہاں رکنا تھا جب تک والٹوموبائے کو ہوش نہ آجائے۔

میں صبر و سکون کے ساتھ اس کے ہوش میں آنے کا انتظار کرتا رہا۔ رات کو تقریباً گیارہ بجے والٹوموبائے ہوش میں آیا۔ وہ چند لمحے تک پڑا چھت کو گھورتا رہا اور پھر اس کے اندر تحریک پیدا ہوئی۔ دوسرے ہی لمحے وہ اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔ میں اس کے سامنے ہی موجود تھا۔ اس نے مجھے دیکھ لیا اور مجھے گھورتا رہا۔ پھر اس کی بھرائی ہوئی آواز ابھری "تم یہاں کیا کر رہے ہو فلائیڈ؟"

میں اس کے قریب پہنچ گیا۔ والٹوموبائے کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار تھے۔ میں نے مسکرا کر کہا "سوری مسٹر موبائے! میں فلائیڈ نہیں ہوں۔"

"کیا مطلب؟"

"آپ مجھے پارکو کے نام سے مخاطب کر سکتے ہیں۔"

"او ہ پارکو... پارکو ... یعنی ... یعنی گرین پول ...؟"

"جی ہاں، آپ نے صحیح سمجھا۔"

"لیکن تم فلائیڈ کی شکل میں کیوں نظر آرہے ہو؟"

"آپ جانتے ہیں مسٹر موبائے کہ ہمیں آپ کے مقاصد کی تکمیل کے لیے کیسے کیسے مراحل سے گزرنا پڑ رہا ہے۔ کیا آپ اپنے آپ کو یہاں دیکھ کر حیران نہیں ہو گئے ہیں؟"

"تم حیرانی کی بات کر رہے ہو! میں پاگل ہو رہا ہوں!" والٹوموبائے نے کہا۔

"نہیں مسٹر موبائے! اپنے آپ کو پُرسکون رکھیے۔ آپ کے لیے یہ ضروری سمجھا گیا کہ آپ محل میں آکر اپنی پوزیشن سنبھال لیں۔"

"کک ... کیا مطلب!"

"جس شخص کو آپ کی جگہ یہاں رکھا گیا تھا اسے یہاں سے ہٹا کر وہاں پہنچا دیا گیا ہے جہاں اسے ہونا چاہیے تھا اور آپ یہاں واپس لے آئے گئے ہیں۔"

"لیکن بے ہوش کر کے کیوں؟"

"بس! حالات اس کے متقاضی تھے۔"

"تم لوگوں نے میری عقل چکرا کر رکھ دی ہے۔ یہ بتاؤ اب میں کب تک اس مصیبت میں گرفتار رہوں گا؟"

"بہت مختصر وقت ہے مسٹر والٹوموبائے! آپ کی تمام مصیبتوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں ... میں پاگل ہو رہا ہوں، میں جن حالات میں گھرا ہوا ہوں، تم نہیں جانتے میری ذہنی کیفیت کیا ہے۔ ہر لمحہ خوف کے زیرِ اثر گزرتا ہے۔ میں اب ان مصیبتوں سے نجات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔"

"نجات مل جائے گی مسٹر موبائے! بس کچھ اور صبر کر لیں۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مگر مجھے تعجب ہے! کس طرح مجھے یہاں لے آیا گیا؟ مجھے ہوش کے عالم میں بھی یہاں لایا جاسکتا تھا۔"

"مسٹر موبائے پلیز! آپ اپنے ذہن کو زیادہ پریشان نہ کریں۔ آپ اپنے محل میں واپس آگئے ہیں، یہ آپ کی اپنی رہائش گاہ ہے اور پھر میں نے سنا ہے کہ آپ وہاں بہت بے زار بھی تھے۔"

"لعنت ہے اس ماحول پر، وہ کوئی جگہ تھی۔ مجھے زندگی کی کوئی سہولت میسر نہیں تھی۔ میں تندرست و توانا آدمی ہوں، ایک مریض کی طرح بستر پر پڑا تھا۔ اس سے پہلے میری حیثیت ایک قیدی سے مختلف نہیں تھی۔ ان لوگوں کی زیرِ نگرانی کام کرتا تھا۔ زندگی کی کوئی دلچسپی وہاں موجود نہیں تھی۔"

"آپ کی تمام دلچسپیاں یہاں موجود ہیں لیکن لوگوں پر کسی قسم کا اظہار نہ ہونے دیں۔"

"اور وہ نقلی والٹوموبائے؟ جو میری جگہ یہاں موجود تھا، ان سب کو بے وقوف بنا تا رہا ہوگا؟"

"نہیں، اسے سختی سے یہ ہدایات کر دی گئی تھیں کہ وہ آپ کے منصب سے کوئی ناجائز فائدہ نہ اٹھائے۔"

"ہوں۔" والٹوموبائے نے کہا۔ اب وہ اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔ "اب مجھے کیا کرنا ہے؟"

"کچھ نہیں، معمول کے مطابق اپنے آپ کو سنبھالے رہیے۔ جو کچھ آپ کرتے رہتے ہیں، وہی کیجیے۔ اس میں کوئی تبدیلی ضروری نہیں ہے۔"

"لیکن... اس سلسلے میں ہو کیا رہا ہے؟ میں کہتا ہوں تمام لوگ ناکارہ ہونے کا ثبوت دے رہے ہیں۔ گرین پول کو میں نے اتنی بڑی رقم ادا کی ہے کہ اسے کسی اور کام میں اتنی دولت حاصل نہیں ہو سکتی تھی۔ ابھی تک خاموشی طاری ہے۔ میں کہتا ہوں جتنا جلد ممکن ہو سکے اس مسئلے کو نمٹا دیا جائے۔ ورنہ... مجھے کچھ اور سوچنا پڑے گا۔ تم لوگ ... تم سب لوگ میرے کام کے لیے موثر ثابت نہیں ہو سکے۔"

"میں نے آپ سے یہی عرض کیا ہے مسٹر موبائے کہ صرف تھوڑے دن انتظار کر لیجیے، ممکن ہے کام ہماری توقع سے بہت پہلے ہو جائے۔" میں نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا اور آہستہ آہستہ والٹوموبائے اعتدال پر آگیا۔

"کیتھی کے بارے میں کوئی معلومات نہیں ہو سکیں، کیتھی کہاں ہے؟" اس نے پوچھا۔

"وہ محفوظ ہیں اور بہت جلد آپ سے ملاقات کریں گی۔"

میرے اس جواب پر والٹوموبائے خاموش ہوگیا، تب میں نے آہستہ سے کہا "مسٹر موبائے! یہ بات گرین پول کے حق میں ہے اور گرین پول آپ کے مفادات کے لیے کام کر رہی ہے۔ آپ کے لیے یہ ضروری ہے کہ جس قدر ہو سکے خود کو محدود رکھیں اور کوئی ایسا کام نہ کریں جو ہمارے لیے پریشانی کا باعث بن جائے۔"

"میں کون سا ایسا کام کر رہا ہوں! سب کچھ تمھاری مرضی کے مطابق ہی تو کر رہا ہوں۔"

"آپ اس دوران کسی سے رابطہ قائم نہیں کریں گے، کسی کو کچھ نہیں بتائیں گے۔ اگر گرین پول کی طرف سے کوئی پیغام آپ کو دینا ہوا تو اس کے لیے واحد ذریعہ میں ہوں گا۔ باقی تمام لوگوں کو آپ جعلی تصور کریں گے، یہی ہمارے لیے ضروری ہے۔"

"مگر تم یہ بتاؤ کہ اب اس کام میں مزید کتنا وقت لگ جائے گا؟"

"میں نے عرض کیا تھا نا کہ اس کا کوئی صحیح اندازہ تو نہیں کیا جاسکتا لیکن بس صرف چند دن اور۔"

"اور اگر ان چند دنوں میں ان لوگوں نے کوئی کارروائی کی تو پھر میرا کیا بنے گا؟"

"کچھ نہیں، آپ محفوظ ہیں ہر طرح سے۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے۔" میں نے کہا اور موبائے کے چہرے پر اطمینان کے آثار نظر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آنے لگے۔

"کیا میں اپنی تفریحات جاری رکھ سکتا ہوں؟"

"بصد شوق۔ آپ کو کسی بھی طرح اپنے آپ کو پریشان ظاہر نہیں کرنا چاہیے۔ ہم سب آپ کے گرد موجود ہیں، آپ کو سنبھالے رہیں گے۔ آپ اطمینان رکھیں۔"

والٹو مولائے کو پوری طرح مطمئن کرنے کے بعد میں وہاں سے نکل آیا۔ میرا دل مسرت سے جھوم رہا تھا۔ جو کام میں نے کیا تھا وہ بہت مشکل تھا لیکن بہر حال ہو گیا تھا۔

اس کے بعد میں نے جنرل ٹیرس کو کوڈ ورڈز میں کامیابی کی اطلاع دی۔ ایک طرح سے اب میرا کام ختم ہو گیا تھا۔ باقی معاملات کی ذمے داری جنرل ٹیرس پر تھی۔ یہ دوسری بات ہے کہ میں اس کام کی نگرانی کرتا رہتا۔ جنرل ٹیرس نے مجھے صورتِ حال سے برابر باخبر رکھا تھا۔ وہ اب زیادہ شدت سے مصروفِ عمل ہو گیا تھا۔ تین دن تک اس سے کوئی ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ البتہ مجھے یہ پتا چلتا رہا تھا کہ جنرل ٹیرس نے بے شمار لوگوں کو اس کام پر لگا دیا ہے اور اب اس کی تیاریاں تقریباً مکمل ہو گئی ہیں۔

چوتھی شام عجیب سی سنسنی لیے ہوئے تھی حالانکہ مجھے جنرل ٹیرس کے صحیح پروگرام کا علم نہیں تھا لیکن پتا نہیں کیوں میرا دل عجیب سے احساسات کا شکار تھا۔ مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا، جیسے کچھ ہونے والا ہے۔ جنرل ٹیرس سے رابطہ قائم کیا تو وہ... موجود نہیں تھا۔ حیرت انگیز بات یہ تھی کہ کیتھی براؤن سے بھی رابطہ قائم نہیں ہو سکا تھا۔ اس کی ملازم لڑکیوں نے بتایا کہ جنرل ٹیرس اور کیتھی براؤن کسی کام سے گئے ہوئے ہیں۔ وہ تقریباً چار بجے اپنی رہائش گاہ سے نکلے ہیں۔ کیتھی براؤن کا باہر نکلنا ابھی میری سمجھ میں نہیں آیا تھا۔

میں انتظار کرتا رہا۔ اب جو کچھ بھی ہو رہا تھا اور مزید ہونا تھا اس کا علم تو مجھے ہو ہی جائے گا۔ جنرل ٹیرس مجھے کسی بات سے ناواقف نہیں رکھے گا۔ اس شام موسم ابر آلود تھا اور ہلکی ہلکی بوندا باندی کئی بار ہو چکی تھی۔ اندازہ تھا کہ رات کے کسی حصے میں تیز بارش ضرور ہوگی۔ اس وقت رات کے تقریباً گیارہ بجے تھے جب شور کی آوازیں سنائی دیں اور میں اچھل کر بیٹھ گیا۔ یہ انسانی شور کی آوازیں تھیں لیکن اس کے ساتھ ہی گولیاں چلنے کی آوازیں بھی سنائی دیں اور میرا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔ گویا آپریشن شروع ہو گیا ہے لیکن اچانک اس طرح آپریشن شروع ہو جانے کی وجہ میری سمجھ میں نہیں آ سکی۔ جنرل ٹیرس نے مجھے اس صورتِ حال سے بے خبر رکھا تھا، آخر کیوں...؟

میرے ذہن میں طرح طرح کے خیالات آنے لگے لیکن یہ یقین تھا کہ کچھ بھی ہو جائے، جنرل ٹیرس مجھ سے ساتھ فریب نہیں کرے گا، اس کا کوئی امکان نہیں تھا۔ اس کے باوجود اپنے تحفظ کا بندوبست کرنا ضروری تھا۔

میں اپنے کمرے سے نکل آیا۔ محل چھوڑ دینا اس وقت میرے لیے نہایت ضروری تھا۔ مجھے صرف اس وجہ سے کچھ تشویش ہو گئی تھی کہ جنرل ٹیرس نے اپنے پروگرام کی اطلاع مجھے نہیں دی تھی۔ وہ عقبی راستہ اس وقت بھی میرے لیے کارآمد ثابت ہوا جو پہلے بھی میرا معاون رہ چکا تھا۔

محل کے اندر شور بڑھتا ہی جا رہا تھا۔ میں محل سے نکل کر تیزی سے ایک سمت چل پڑا۔ اطراف میں لوگ جمع ہونے لگے تھے مگر ان کا محل سے فاصلہ کافی تھا۔ دھماکے شدید ہوتے جا رہے تھے۔ کافی دور آنے کے بعد میں نے ایک ٹیکسی روکی اور اس میں بیٹھ کر اس طرف چل پڑا جہاں فاخرہ یعقوبی سے ملاقات ہوئی تھی۔

جب گھوڑوں کے سوداگر کے مکان پر پہنچا تو وہاں وہی غیر معمولی سناٹا چھایا ہوا تھا۔ میں نے دربان کے پاس پہنچ کر وہی الفاظ ادا کیے جو طاہر بقا اپنے منہ سے ادا کر چکا تھا اور مجھے اندر جانے کی اجازت مل گئی۔ یہاں کی صورتِ حال سے مجھے خاصی واقفیت حاصل ہو چکی تھی۔ اس لیے میں تھوڑی دیر کے بعد تہ خانے میں پہنچ گیا لیکن یہاں پہنچ کر مجھے ایک اور بات کا علم ہوا۔ فاخرہ یعقوبی آج اپنے مشن کی تکمیل کے لیے گئی ہوئی تھی۔ حسن محمود نامی ایک شخص نے مجھے بتایا کہ فاخرہ نے اس دوران تمام انتظامات کر لیے تھے اور آج رات آپریشن کا پروگرام تھا۔ طاہر بقا نے مجھ سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اس میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ میں اس وقت ایک الگ سی حیثیت اختیار کر کے رہ گیا تھا لیکن یہ جگہ دوسری تمام جگہوں سے مناسب تھی۔ میں نے حسن محمود سے ریڈیو طلب کیا اور اس نے فوراً ہی ریڈیو میرے سامنے لا کر رکھ دیا۔ ریڈیو پر مقامی اسٹیشن لگانے کے بعد میں ایک آرام دہ مسہری پر لیٹ گیا۔ دل کی کیفیت عجیب تھی، ذہن انتہائی منتشر تھا اور میں ریڈیو پر کان لگائے بیٹھا تھا۔ آدھی رات تک کوئی خاص بات نہ ہوئی اور اس کے بعد ریڈیو بند کر کے سونے کی کوشش کرنے لگا۔ جو کچھ ہوگا، اس کا علم صبح کو ہو جائے گا لیکن نیند کا کوسوں پتا نہیں تھا۔ میں نے حسن محمود سے کہا کہ اگر کوئی خواب آور دوا اس کے پاس موجود ہو تو مجھے فراہم کر دی جائے۔ حسن محمود نے میری ہدایت پر عمل کیا۔ اس وقت اس منتشر ذہن کو پُرسکون کرنے کے لیے یہ ضروری تھا کہ میں سو جاؤں چنانچہ حسن محمود کی فراہم کی ہوئی دوا کی تین گولیاں کھانے کے بعد میں تھوڑی دیر کے

بعد نیند کی آغوش میں پہنچ گیا اور دوسرے دن اس وقت جاگا تھا جب شاید کافی وقت ہو چکا تھا۔ تمام مہاجرین تہ خانے میں موجود تھے۔ مجھے باہر سے ان کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ میں اٹھ کر بیٹھ گیا۔ خواب آور دوا کھانے کی وجہ سے منہ کا مزہ بے حد خراب ہو گیا تھا۔ چند لمحے اسی طرح بیٹھا رہا اور پھر بے اختیار اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ تمام واقعات مجھے یاد آ گئے تھے۔ باہر نکلا تو تمام لوگوں کو اپنے اپنے کاموں میں مصروف دیکھا۔ وہ بے حد مسرور نظر آ رہے تھے، ہر چہرہ خوشی سے کھلا پڑ رہا تھا۔ میرے دل کو ایک عجیب سی ٹھنڈک کا احساس ہوا۔ اصل مقصد تو یہی تھا میرا، وہ پورا ہو گیا تھا۔ میری چھٹی حس بتا رہی تھی کہ یہ لوگ کامیابی سے ہمکنار ہو کر واپس لوٹے ہیں۔ مجھے دیکھتے ہی ان میں سے چند افراد میری طرف متوجہ ہو گئے اور حسن محمود میرے نزدیک پہنچ گیا۔

"مبارک ہو مسٹر علی! مبارک ہو۔ آپ کی رہنمائی میں ہم نے وہ کارنامہ انجام دیا ہے جو ابھی تک نہیں دے سکے تھے۔"

"کیا... کیا...؟"

"ہاں، ہم اسرائیل کے ایٹمی پلانٹ کو تباہ و برباد کرنے میں کامیاب ہو گئے۔"

صورتِ حال سے آگاہ رکھا تھا۔ اخبارات وغیرہ باقاعدگی سے ملتے رہتے تھے اور میں انقلاب کے بارے میں ساری تفصیل ان سے پڑھتا تھا۔ بہت کچھ ہوا تھا اس سلسلے میں۔

"ابھی یہ صبح سے کئی مرتبہ یہ بات کہہ چکی ہیں کہ جوں ہی آپ جاگیں فوراً انھیں اطلاع دی جائے۔" ابھی حسن محمود یہ بات کہہ رہا تھا کہ فاخرہ ہال میں داخل ہوئی اور مجھے دیکھ کر بے اختیار میری طرف بڑھی۔

"مسٹر علی! خدا کا احسان ہے کہ اس نے ہمیں کامیاب و کامران کیا۔"

"بے حد مبارک فاخرہ، بے حد مبارک۔ خدا کا احسان ہے۔ طاہر بقا کہاں ہے؟"

"زخمی ہو گیا ہے، ایک کمرے میں موجود ہے۔"

"اوہ، شدید زخم تو نہیں ہیں؟"

"نہیں، شدید نہیں ہیں لیکن بہر حال زخمی ہے۔ اس کی دیکھ بھال کی جا رہی ہے۔"

"چلو، اس کے پاس چلتے ہیں۔" میں نے کہا اور میں اسی طرح منہ دھوئے بغیر طاہر بقا کے پاس پہنچ گیا۔

طاہر بقا کا سر پٹیوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ پاؤں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آنے لگے۔

"کیا میں اپنی تفریحات جاری رکھ سکتا ہوں؟" [illegible] ایک چیخ گیا۔

"زیادہ زخمی ہوئے ہو طاہر؟"

"کمال کرتے ہیں آپ بھی! یہ زخم تو کچھ بھی نہیں ہیں۔ اگر میری زندگی بھی ختم ہو جاتی تو کوئی بات نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔ ایٹمی پلانٹ کی دھجیاں اُڑا کر رکھ دی گئی ہیں۔ ہم نے اسے اس طرح تباہ و برباد کیا ہے کہ وہاں سے کوئی بھی فرد زندہ بچ کر نہیں نکل سکا ہے۔ ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے ہیں مسٹر علی! کاش میں اُٹھ کر آپ کے سینے سے لپٹ سکتا۔"

میں جھکا اور میں نے طاہر بقا کی پیشانی کا بوسہ لیتے ہوئے کہا "میری طرف سے اپنی اس شاندار کامیابی پر مبارک باد قبول کرو۔ مجھے صرف اس بات کا افسوس ہے کہ میں خود تمہارے ساتھ اس مہم میں شریک نہ ہو سکا۔"

"آپ نے تو اس مہم کی تکمیل کی ہے علی یار خان! اگر آپ وہاں جانا بھی چاہتے تو ہم آپ کے لیے یہ خطرہ مول نہ لیتے۔ آپ ہمارا سرمایہ ہیں، شاید آپ اس کا کبھی اندازہ نہیں کر سکتے۔"

"ایک بات اور میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں۔ کیا آپ نے ریڈیو سن لیا؟" فاخرہ یعقوبی بولی اور ایک بار پھر مجھے چونکنا پڑا۔

"نہیں فاخرہ! لیکن.... لیکن بتاؤ، مقامی صورتِ حال کیا ہے؟"

"بڑی حیرت انگیز! والٹو موبائے کو ختم کر دیا گیا ہے۔ بے شمار افراد اس کے ساتھ ہلاک کر دیے گئے اور جنرل ٹیرس نے اپنی حکمرانی کا اعلان کر دیا ہے۔ یہ وہی فوجی ہے جس کے بارے میں طاہر بقا نے...."

"فاخرہ! شاید آپ کے لیے یہ بات بھی حیرت کا سبب ہو کہ جنرل ٹیرس کی کامیابی بھی علی یار خان ہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔" طاہر بقا نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ جنرل ٹیرس نے ایٹمی پلانٹ کی نشاندہی کی تھی اور صرف اس لیے کہ علی یار خان نے اس سے انقلاب کی کامیابی کا وعدہ کیا تھا۔"

"علی یار خان! آپ کیا چیز ہیں، اس بارے میں حتمی طور پر کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ میں ایٹمی پلانٹ کی نشاندہی کے بعد تیاریوں میں مصروف ہو گئی تھی۔ ایک بار میں نے طاہر سے کہا بھی تھا کہ آپ [illegible]

ہے، علی یار خان کی کچھ اور مصروفیات بھی ہیں جس کے لیے انھیں ڈسٹرب نہ کیا جائے۔ اگر طاہر یہ نہ کہتے تو میں یقیناً آپ کو تمام صورتِ حال سے باخبر رکھتی۔"

"مجھے صرف مسرت ہے فاخرہ! کہ آپ نے بخیر و خوبی اپنا کام انجام دے دیا۔ درحقیقت اس انقلاب کی سرپرستی بھی میں نے کی تھی اور جنرل ٹیرس میرے ہی بتائے ہوئے راستوں پر چل کر کامیابی تک پہنچا ہے اور یہ سب کچھ میں نے اس لیے کیا تھا کہ اسرائیلی ایٹمی پلانٹ کی تباہی کے سلسلے میں ہم اس کی مدد حاصل کر لیں۔ یہی نہیں فاخرہ! بلکہ جنرل ٹیرس ذاتی طور پر.... فلسطینیوں کا حامی ہے اور اس کے برسرِ اقتدار آنے کے بعد یہاں اسرائیلی اثرات ختم ہو جائیں گے جب کہ والٹو موبائے پوری طرح امریکی یہودیوں کا پٹھو تھا اور ان کے اشارے پر ناچ رہا تھا۔ ویسے تم نے اس دشوار گزار علاقے میں اسرائیلیوں کا ایٹمی پلانٹ تباہ کر کے جو کارنامہ انجام دیا ہے، میں اسے کبھی نہیں بھول سکوں گا، یہ آسان کام نہیں تھا۔"

"میں اپنے مقصد کی تکمیل کے لیے اپنی زندگی وقف کر چکی تھی، خدا نے مجھے کامیابی سے ہمکنار کیا۔"

"انقلاب کے بارے میں اور کیا تفصیلات بتائی گئی ہیں؟"

"کوئی تفصیل نہیں بتائی گئی، سوائے اس کے کہ گوٹے بل کی حکومت تبدیل ہو گئی ہے، والٹو موبائے کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور جنرل ٹیرس نے عنانِ حکومت سنبھال لی ہے۔ یقینی طور پر جنرل ٹیرس اب اپنے اقتدار کو مستحکم کرنے میں مصروف ہو گا۔" میں نے خاموشی سے گردن ہلا دی۔ میں اب یہ سوچ رہا تھا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے؟ کچھ وقت یہیں گزاروں اور جنرل ٹیرس کو اپنا کام خاموشی سے سرانجام دینے دوں یا اس سے ملاقات کروں، لیکن میں نے پہلی ہی بات مناسب سمجھی تھی۔ فوراً ہی اس کے معاملات میں دخل اندازی کرنا اچھا نہیں تھا اور اب میرا اس سے کوئی واسطہ بھی نہیں رہا تھا۔ میں اگر چاہتا تو خاموشی سے یہاں سے نکل جاتا۔ ظاہر ہے جنرل ٹیرس سے مجھے داد و تحسین نہیں وصول کرنا تھی۔ میرا مقصد تو صرف یہی تھا کہ گوٹے بل میں یہودیوں کا اقتدار ختم ہو جائے اور ایٹمی پلانٹ تباہ کر دیا جائے۔ میرا کام ختم ہو گیا تھا، اب مجھے جنرل ٹیرس سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ ہاں، یہ دوسری بات ہے کہ جس وقت میں یہاں سے واپس جاؤں تو جنرل ٹیرس سے ملاقات کرتا ہوا جاؤں۔

فاخرہ یعقوبی نے فوراً ہی میرے [illegible]

[illegible]

لے کر منہ ہاتھ دھونے چلا گیا۔ ہم نے ساتھ بیٹھ کر ناشتا کیا۔ طاہر بقا کے زخمی ہونے کے بارے میں تفصیلات معلوم کیں اور کافی دیر تک اس کے ساتھ ہی بیٹھا رہا۔ پھر میں نے پوچھا "آپ تمہارا کیا پروگرام ہے فاخرہ؟ کچھ عرصہ یہاں قیام کرو گی یا پھر فوراً ہی واپسی کا سفر کرنا ہے؟"

"اس سلسلے میں آپ سے کچھ گفتگو کرنی تھی علی!" فاخرہ نے کہا۔

"ہاں، ہاں۔ کہو۔"

"ہم جس طرح یہاں پہنچے اور جس جس طرح ہم نے انتہائی دشوار گزار حالات میں یہاں اپنے قدم جمائے ہیں، اس کا تصور کر کے ہی پسینہ آ جاتا ہے۔ اگر جنرل ٹیرس ایٹمی پلانٹ کے سلسلے میں ہماری رہنمائی کر سکتا ہے تو کیا وہ ہمیں باعزت طریقے سے یہاں سے نکالنے میں ہماری مدد نہیں کرے گا۔؟"

"میں سمجھ گیا۔ تمھیں یہاں سے بہت جلد جانے کی ضرورت تو نہیں ہے۔؟"

"نہیں، اب ایسی کوئی بات نہیں ہے البتہ اس خیال کو ہم نے ذہن میں رکھا ہے کہ ممکن ہے اسرائیلی جاسوس یہاں موجود ہوں یا کچھ اور لوگ بھی ہو سکتے ہیں جو ہماری تاک میں ہوں لیکن ان سے نمٹنے کے لیے ہم کافی ہیں۔ ویسے بھی اب ہم زیرِ زمین ہی رہیں گے، باہر نکل کر کسی ہنگامے کو دعوت دینے کی اب کوئی وجہ نہیں رہی ہے۔"

"ٹھیک ہے، تمھیں جو بھی دشواری ہو مجھے بتانا، میں اسے دور کرنے کی کوشش کروں گا۔" میں نے کہا۔

"آپ کا اپنا کیا پروگرام ہے؟"

"ابھی کچھ وقت میں [illegible] ساتھ ہی گزارنا چاہتا ہوں۔ [illegible] صورتِ حال واضح ہو جائے۔"

"باہر کی خبریں [illegible] حاصل کر سکتی ہوں۔ [illegible] انتظامات کیے ہوئے ہیں۔" فاخرہ نے کہا۔

"مجھے باہر کے حالات سے پوری طرح باخبر رکھنا [illegible] صحیح صورتِ حال [illegible] آگاہ رہے۔" میں نے کہا۔

فاخرہ میرے یہاں قیام کے فیصلے سے بہت خوش نظر آ رہی تھی۔ اس نے تہ خانے کے ایک کمرے میں میرے آرام [illegible] زیادہ وقت طاہر بقا کے ساتھ [illegible] تھا جس کا کہنا تھا کہ [illegible] کہ میری قربت میسر آ گئی ہے۔ بہت محبت [illegible]

[illegible]

اس دوران فاخرہ یعقوبی نے حسبِ وعدہ مجھے باہر کی

صورتِ حال سے آگاہ رکھا تھا۔ اخبارات وغیرہ باقاعدگی سے روزانہ مل جاتے تھے اور میں انقلاب کے بارے میں ساری باتیں بڑی دلچسپی سے پڑھتا تھا۔ بہت کچھ ہوا تھا اس سلسلے میں۔ انقلاب کے تیسرے دن ایک اعلان کیا گیا تھا کہ والٹو موبائے زندہ ہے اور باغیوں کی سرکوبی کی تیاریاں کر رہا ہے لیکن دوسرے دن اس خبر کی تردید کر دی گئی۔ موبائے کی لاش شناخت کر لی گئی تھی اور ان لوگوں کو گرفتار کر لیا گیا تھا جو موبائے کے حامی تھے۔

ساتویں دن کے اخبارات میں جنرل ٹیرس کا ایک تفصیلی بیان چھپا تھا، اس میں اس نے انقلاب کی پوری تفصیل بتائی تھی اور یہ اس کی پالیسی کا اعلان بھی تھا لیکن یہ تفصیل مجھے اچھی نہیں لگی۔ ٹیرس نے اپنے بیان میں کہا تھا۔

"اس انقلاب کی بے شمار وجوہات ہیں اور میرے خیال میں یہ انقلاب ناگزیر تھا۔ موبائے آمرانہ ذہن کا انسان تھا اور جمہوریت کے اس دور میں شہنشاہیت تباہی کا دوسرا نام ہے۔ وہ عیاش طبع تھا اور اسے زیرِ اثر رکھنے کے لیے اس کی اس کمزوری سے فائدہ اٹھایا جا رہا تھا۔ یہ وطن ہم سب کا ہے۔ ہم اسے ترقی یافتہ ملکوں کی صف میں لانا چاہتے ہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ گوٹے بل اپنے علاقے کی نمائندگی کرے اور ایک مثالی مملکت بن جائے، کسی قسم کا بیرونی دباؤ اس کی خودمختاری پر اثرانداز نہ ہو۔ ہم ایک آزاد قوم کی حیثیت سے اُبھرنا چاہتے ہیں لیکن موبائے اپنی فطرت کی وجہ سے [illegible] ملکوں کے دباؤ میں آ چکا تھا۔ اس نے ہماری سرزمین پر ایسے لوگوں کو جگہ دی تھی جو [illegible] کے خلاف نبرد آزما تھے۔ گوٹے بل کی زمین پر اسرائیل نے ایک ایٹمی پلانٹ قائم کیا تھا جو امریکی یہودیوں کے دباؤ کی وجہ سے قائم ہوا تھا۔ [illegible] جیسے [illegible] وطن [illegible] نہیں کر سکتے تھے کہ ہم کچھ ایسے لوگوں [illegible] کا ساتھ دیں جنھیں بے وطن کر دیا گیا ہے۔ میں نے والٹو موبائے سے کئی بار اس موضوع پر گفتگو کی لیکن موبائے یہودی سازش کا شکار تھا۔ امریکی حکومت نے اسرائیل کی حمایت کی تھی اور یہاں انھیں قدم جمانے کی اجازت [illegible] دی گئی تھی۔ ذاتی طور پر ہم کسی [illegible] کے خلاف نہیں ہیں [illegible] کسی ملک کے داخلی معاملات میں مداخلت نہیں کرنا چاہتے لیکن ہم یہ بھی پسند نہیں کرتے [illegible] کچھ اور لوگوں کو ہم سے یہ شکایت پیدا ہو کہ ہماری زمین پر ان کے خلاف کام کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ والٹو موبائے سے میری اس سلسلے میں گفت و شنید ناکام ہو گئی۔ [illegible] امریکا سے بھی گوٹے بل کے تعلقات [illegible] لیکن کسی بھی ایسی شکل [illegible] نہیں جس سے گوٹے بل کی داخلی و خارجی پالیسی متاثر ہو۔ سب ہی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہمارے دوست ہیں۔ ہم اسرائیل سے سفارتی تعلقات رکھنا چاہتے ہیں لیکن صرف سفارتی آداب کے مطابق۔ ہم اس کے لیے کسی قسم کا کوئی کام نہیں کرنا چاہتے، خاص طور سے ایسا کوئی کام جو عربوں کے خلاف ہو، کیونکہ عربوں سے بھی ہماری دوستی ہے۔

میں نے اس انقلاب کے سلسلے میں جو تانے بانے بُنے تھے، اُن میں سے کئی تو ایسے تھے کہ میں خود اس انقلاب کی کامیابی سے مطمئن نہیں تھا۔ خاص طور پر مجھے امریکن اداروں اور والٹومویا کے دوستوں کی طرف سے تشویش تھی۔ ان میں گرین پول کی طرف سے متعین کیے ہوئے دہشت گرد سب سے بڑی رکاوٹ بن سکتے تھے لیکن ایک شخص نے پانسہ میرے حق میں پلٹ دیا، اپنی اس کامیابی کے ذیل میں میں اس کا نام لینے پر مجبور ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ وہ اس بات کو پسند کرے گا یا نہیں، تاہم میں اپنی سپاس گزاری کا اظہار کرتے ہوئے علی یار خان کے بارے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ یہ شخص فلسطینی نظریات کا حامی ہے اور عجیب و غریب انداز میں مجھ تک پہنچا تھا اور میں اس بات کا اعتراف کرنے میں عار محسوس نہیں کرتا کہ اس انقلاب کی کامیابی میں، میں اپنے آپ کو [illegible] رکھتا ہوں۔ علی یار خان نے میری ذہنی تربیت کی اور اس کے عظیم دماغ نے مجھے وہ نکتے سمجھائے جن پر چل کر میں کامیابی سے ہمکنار ہوا۔ میں اس کی تفصیل میں نہیں جاؤں گا لیکن میں دل کی گہرائیوں سے اپنی کامیابی کا اعلان کرتا ہوں تو میرے سینے میں موجود دل مجھے چین نہیں لینے دیتا اور مجبور کرتا ہے کہ میں علی یار خان کا نام لوں اور اس کے تعاون کا اعتراف کروں۔ اگر علی یار خان مجھے انقلاب کے بعد مل جاتا تو میں اس سے مشورہ کیے بغیر کبھی یہ بیان نہیں دیتا لیکن میری بدقسمتی ہے کہ وہ شخص میری نگاہوں سے روپوش ہو چکا ہے۔ میں ایک بار پھر اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ اگر علی یار خان کی اعلیٰ ذہانت میری معاون نہ ہوتی تو گوٹے پل میں میری کامیابی تقریباً ناممکن تھی۔ گرین پول کے تعاون سے ایک ایسا منصوبہ تیار کر لیا گیا تھا جس کی بنا پر باغیوں کو چند گھنٹوں کے اندر اندر کچل دیا جاتا اور والٹومویا ایک بار پھر اپنی اصل حیثیت سے نمودار ہو جاتا۔ یہ کارنامہ والٹومویا کا نہیں تھا بلکہ ان کے ان حلیفوں کا تھا جو اس کے ذریعے گوٹے پل میں اپنے مفادات حاصل کر رہے تھے۔ علی یار خان کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے ایک بار پھر میں اپنے عوام سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ کسی بھی شکل میں مل جائے تو اُسے مجھ تک پہنچا دیا جائے۔ میں اس کے لیے بے چین ہوں۔"

جنرل جیرس کا بیان کافی طویل تھا اور اس نے میرے لیے جو کچھ کہا تھا، وہ مجھے شرمندہ بھی کر رہا تھا اور پریشان بھی [illegible]

سب کچھ نہیں چاہتا تھا، میں اپنی ذات کو اس میں باقاعدہ ملوث نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن جو کچھ ہوا تھا، اب اُسے واپس نہیں لیا جا سکتا تھا۔ جنرل جیرس نے بہت کھل کر امریکی دوستوں اور گرین پول کا نام لیا تھا۔ میں جانتا تھا کہ میرا نام [illegible] بعد تہذیب [illegible] پر کیا گیا [illegible] تھا، سب کچھ بے سود تھا۔ میں اپنے آپ کو [illegible] منظر عام پر لانا نہیں چاہتا تھا۔ البتہ اب یہ سوچ رہا تھا کہ جنرل جیرس سے ایک ملاقات ضرور کر لی جائے تاکہ فاخرہ یعقوبی کو یہاں سے نکالنے کا بندوبست کیا جا سکے۔

جنرل جیرس نے اسرائیلی ایٹمی پلانٹ کے بارے میں بھی کھل کر بات کی تھی۔ حالانکہ اس کا کوئی تذکرہ کسی اخبار میں نہیں آیا تھا کہ اسرائیلی ایٹمی پلانٹ تباہ کر دیا گیا ہے۔ اس کی ذمے داری گوٹے پل پر نہیں عائد ہو سکتی تھی اور اس طرح گوٹے پل [illegible] کے ذاتی معاملات تھے۔

فاخرہ [illegible] نے اس بیان کو پڑھا [illegible] مسکراتے ہوئے مجھے [illegible] جنرل کے [illegible] حقیقت پیدا کر دی ہے۔ یہ بڑی [illegible] اور انقلاب [illegible]

[illegible]

"میں بڑا [illegible] اس شخص نے پہلے بتایا تھا جنرل جیرس [illegible] انقلاب کے لیے تمام پالیسی مرتب کیے ہوں گے لیکن اس کے بعد وہ اس طرح تمہارے زیر اثر آ گیا [illegible] بالآخر تم نے اسے کامیابی سے ہمکنار کر دیا۔"

"ہاں، اور اس کے ساتھ ساتھ ہی لاتعداد دشمنیاں مول لے لی ہیں۔ تمہیں علم نہیں، بظاہر لگا کر میں کیسے کیسے حالات سے گزرا ہوں، کس کس طرح سی آئی اے سے بچتا رہا ہوں۔"

"میں تو تمہاری زندگی کے بارے میں بہت کچھ جاننے کی خواہشمند ہوں علی، لیکن تمہیں مجبور کیسے کروں۔"

"بس اگر میری زندگی کے بارے میں جاننا چاہتی ہو تو صرف اتنا سمجھ لو کہ میں نے اپنا ماضی، اپنا حال اور اپنا مستقبل ایک عظیم مقصد کے لیے وقف کر دیا ہے۔ یہ تو راستے کی کہانیاں ہیں جو درمیان میں آ جاتی ہیں۔"

[illegible] بات ہے [illegible]

اور وہاں پہنچ کر ہم نے اپنے گھروں کو دوبارہ تعمیر کیا اور اپنی الگ دنیا بسائی تو ہم بھی علی یار خان! اسی طرح اپنے جذبات کا اظہار کریں گے اور دنیا کو بتائیں گے کہ ہمارے ایک پاکستانی بھائی نے ہمارے لیے کیا کچھ کیا تھا۔" فاخرہ کی آنکھوں میں آنسوؤں کی نمی آگئی تھی۔ میں بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

اسی شام میں نے فاخرہ یعقوبی سے کہا۔ "فاخرہ! اب مناسب ہوگا کہ میں جنرل جیرس سے ملاقات کروں۔ اس بیان کے بعد یہ محسوس ہوتا ہے کہ جنرل اپنا اقتدار مستحکم کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے اور کھل کر منظر عام پر آگیا ہے۔ اب تمہیں یہاں سے نکالنے میں اسے کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ جنرل سے پہلے تمہارا معاملہ طے کروں۔"

"اس میں کوئی حرج نہیں ہے علی! لیکن ایک سوال میں اور کرنا چاہتی ہوں۔"

"ہاں، ہاں کہو۔"

"کیا آپ ہمارے ساتھ نہیں چلیں گے؟"

"نہیں فاخرہ! ابھی مجھے نئے جہانوں کی سیر کرنے دو۔"

"تھوڑے دنوں کے لیے ہی سہی، ہم ان خوشیوں میں آپ کو شریک ہونا چاہتے ہیں۔"

"میں کسی بھی وقت تم سے آ کر مل سکتا ہوں۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ فاخرہ نے اس سلسلے میں ضد نہیں کی تھی۔

دوسرے دن میں نے جنرل جیرس سے ملنے کا پروگرام بنایا۔ گوٹے پل میں کوئی خاص تبدیلی محسوس نہیں ہوتی تھی۔ لوگ اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ جنرل جیرس کو نئے حکمران کی حیثیت سے خوش دلی سے قبول کر لیا گیا ہے۔

جنرل جیرس سے ملاقات کے لیے والٹومویا کے محل جانا پڑا۔ جب میں محل کے نزدیک پہنچا تو مجھے دور دور تک [illegible] نظر آیا۔ میں نے ایک فوجی افسر سے رابطہ قائم کیا اور جنرل جیرس کے بارے میں سوال کیا۔ فوجی افسر مجھے کڑی نگاہوں سے گھورنے لگا تھا۔

"آپ کون ہیں، جنرل جیرس سے آپ کا کیا واسطہ ہے، کیوں ملنا چاہتے ہیں آپ ان سے؟"

"میں جانتا ہوں کہ جنرل اس وقت شدید مصروفیت کا شکار ہوں گے لیکن اس کے باوجود وہ مجھ سے ملنا پسند کریں گے۔"

"میں معذرت خواہ ہوں، جنرل سے کسی قیمت پر آپ کی ملاقات نہیں ہو سکتی، البتہ آپ اپنا پیغام دے دیجیے۔" اس نے میرے شریفانہ لہجے سے متاثر ہو کر خود بھی شرافت سے کہا۔

"بہتر ہے جس وقت بھی آپ کو موقع ملے، آپ جنرل سے کہہ دیجیے کہ علی یار خان آپ سے ملاقات کے لیے آیا تھا۔" آفیسر نے صبر و سکون سے یہ الفاظ سنے لیکن دوسرے ہی لمحے وہ اس طرح اچھل پڑا جیسے بچھو نے ڈنک مار دیا ہو۔

"کیا نام بتایا آپ نے؟" اس نے [illegible] آنکھوں سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔

"علی یار خان۔"

آفیسر شرمندہ ہو گیا تھا، پھر اس نے دو قدم آگے بڑھ کر [illegible] معذرت خواہ ہوں، انتہائی شرمندہ ہوں۔ براہ کرم تشریف لائیے۔" اور فوراً چٹکی بجا کر ایک طرف اشارہ کیا۔

تھوڑے فاصلے پر کھڑی ہوئی ایک جیپ اسٹارٹ [illegible] آفیسر نے بڑے احترام سے مجھے [illegible] بیٹھنے [illegible] خود ڈرائیور کے ساتھ بیٹھ گیا [illegible] دیکھنے کے بعد وہ بڑی عقیدت اور احترام کا اظہار کر رہا [illegible] اس بات پر خوش بھی تھا کہ میں نے اس سے رابطہ قائم کیا [illegible] وہ مجھے جنرل جیرس کے پاس لے جا رہا ہے۔

جیپ محل میں داخل ہوئی۔ یہاں پر بھی سخت پہرہ تھا۔ بڑے بڑے عہدیدار یہاں موجود تھے۔ جیپ رک گئی [illegible] آفیسر نے گھبرائے ہوئے لہجے میں میرے بارے میں ان لوگوں [illegible] بڑی ہی دلچسپ صورتحال تھی۔ مجھے کسی بھی رکاوٹ کے [illegible] جنرل کے پاس پہنچا دیا گیا جو والٹومویا کے محل میں ایک [illegible] موجود تھا۔ جنرل کے پاس اس وقت کیبنٹ برادری موجود تھی، [illegible] اعلیٰ عہدیدار بیٹھے ہوئے تھے۔ مجھے اس نے [illegible] دروازے پر ہی روکا نہیں تھا بلکہ صرف دستک دے کر اندر داخل ہو گیا تھا۔ یہ اس کی گھبراہٹ کا ثبوت تھا۔ اندر بیٹھے ہوئے لوگوں نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا اور پھر دوسرے ہی لمحے [illegible] جیرس دیوانہ وار کھڑا ہو گیا۔

"آؤ [illegible] میرے دوست علی یار! کہاں چلے گئے تھے تم؟ [illegible] میں تمہارے لیے۔" وہ دوڑ کر مجھ سے لپٹ [illegible] اس کا شانہ تھپتھپایا تھا۔ کیبنٹ کے دوسرے لوگ بھی [illegible] نزدیک آ گئے۔

"تم نے ہمارے ساتھ ظلم کیا علی! ہمارے ساتھ ظلم کیا تم نے۔ ہماری ان خوشیوں میں [illegible] تکلیف دہ کیفیت [illegible] تھی جو تمہاری عدم موجودگی کی بنا پر تھی۔ ہم یہی سوچ رہے تھے کہ تم کسی حادثے کا شکار نہ ہو گئے ہو۔"

[illegible]

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جنرل ٹیرس نے اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے لوگوں سے کہا۔ "آپ لوگوں کو اندازہ ہو گیا ہوگا کہ آپ کے سامنے کون موجود ہے لہٰذا اس وقت کے تمام پروگرام ملتوی، میں آج کا بقیہ دن اپنے دوست کے ساتھ گزاروں گا۔"

"ہم اپنے محترم دوست کے اعزاز میں جشن منائیں گے جنرل! ہمیں اس کی اجازت دی جائے۔" ایک فوجی آفیسر نے کہا۔

"بالکل اجازت ہے لیکن ابھی نہیں۔ ابھی میں کچھ وقت ان سے گفتگو میں گزاروں گا۔ میرا دوست مجھ تک پہنچ گیا ہے۔ میں اس کے قیمتی مشورے حاصل کروں گا۔ آپ لوگ براہِ کرم مجھے اس وقت تک ڈسٹرب نہ کریں جب تک میں خود آپ سے رابطہ قائم نہ کروں۔ میں اپنا مکمل وقت اپنے دوست کو دینا چاہتا ہوں۔"

فوجی آفیسرز نے اپنی گردنیں خم کیں اور سب نے آگے بڑھ کر مجھ سے ہاتھ ملائے اور اس کے بعد باہر نکل گئے۔ جنرل ٹیرس نے مجھے پورا پورا اعزاز دیا تھا۔ اس کے بعد وہ اس ہال نما کمرے میں نہیں بلکہ اس کمرے میں آ گیا جہاں والٹو موبائے کی پرائیویٹ نشست گاہ تھی۔ کیتھی جنرل ٹیرس کے ساتھ ساتھ ہی کمرے میں آئی تھی۔

جنرل ٹیرس نے مجھے بڑے احترام سے ایک صوفے پر بٹھاتے ہوئے کہا۔ "اب پہلے یہ بتاؤ علی کہ تم کہاں چلے گئے تھے؟"

"سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ تم نے مجھے علی کی حیثیت سے کیوں روشناس کرایا؟"

"اس لیے کہ میں علی یار خان کے بارے میں جانتا تھا اور پارکو کی حیثیت سے اس کا نام نہیں لینا چاہتا تھا۔"

"لیکن جنرل...."

"قصور میرا نہیں ہے۔" جنرل ٹیرس نے مجھے جواب دیتے ہوئے کہا۔ "اگر تم میرے پاس ہوتے تو شاید میں تمہاری ہدایات کے مطابق تمہارا نام پوشیدہ رکھتا لیکن تم نہیں جانتے علی کہ میرے دل میں کتنے وسوسے اور کتنا دکھ تھا۔ میں یہی سوچ رہا تھا کہ کہیں فاخرہ یعقوبی کے ساتھ تم ایٹمی پلانٹ کی تباہی کے سلسلے میں کام نہ آ گئے ہو۔ ایٹمی پلانٹ کی تباہی کی اطلاع مجھے مل گئی تھی۔ لیکن یہ پتا نہیں چل سکا تھا کہ اس سلسلے میں فلسطینی مجاہد کتنے شہید ہوئے۔ تم میری ذہنی کیفیت کا تجزیہ نہیں کر سکتے۔ شاید کیتھی تمہیں اس سلسلے میں بتا سکے۔"

"ہاں علی! تم یقین کرو ہمیں یوں محسوس ہو رہا تھا، جیسے ہماری خوشیاں آدھوری رہ گئی ہیں۔" کیتھی براؤن نے کہا۔

"میں تم لوگوں کی محبت سے سرشار ہوں۔"

"پہلے یہ بتاؤ علی کہ تمہارے نام کا اعلان کرنے سے تمہاری کسی ذاتی حیثیت کو تو نقصان نہیں پہنچا؟"

"نہیں۔ ایسے حالات میں میں نقصان پروف ہوں لیکن میں یہ سب کچھ نہیں چاہتا تھا۔ خیر اس کے لیے اب تمہیں کوئی سرزنش بھی نہیں کروں گا۔"

"بہت بہت شکریہ۔ اب دوسری بات بتاؤ۔ جو کچھ ہوا اس میں کہیں کمی تو نہیں رہی؟"

"اب تم مجھے شرمندہ کر رہے ہو جنرل ٹیرس! تم اب اس ملک کے حکمران ہو۔ میں بھلا یہ کیسے کہہ سکتا ہوں کہ تمہاری پالیسی میں کہیں کوئی خرابی ہے یا کوئی کمی ہے۔"

"اس بات کو بھول جاؤ کہ میں کسی ملک کا حکمران ہوں بلکہ صرف یہ یاد رکھو کہ اس وقت تمہاری حیثیت میری نگاہوں میں سب سے برتر ہے۔"

"تمہارا شکریہ۔ تم خود اچھی فطرت کے مالک ہو۔ اس لیے تم نے میرے اس چھوٹے سے کام کو اتنا بڑا درجہ دے دیا ہے۔"

"انکساری سے کام نہیں چلے گا۔ میری تو سمجھ میں نہیں آتا کہ میں تمہارے لیے کیا کروں لیکن علی! اتنا سمجھ لو۔ اور ذہن نشین کر لو کہ تمہارا پاؤں ہمیشہ میری گردن پر رہے گا۔ میں کبھی تمہارے سامنے گردن نہیں اٹھاؤں گا اور جو کچھ تم کہو گے اسے اپنا نصب العین سمجھوں گا۔"

"میں اس کے لیے تمہارا شکر گزار ہوں جنرل! اور حقیقت یہ ہے کہ مجھے اپنے ایسے عظیم دوستوں کے درمیان مسرت ہو رہی ہے۔ میری طرف سے اپنی کامیابی کی دلی مبارک باد قبول کرو۔"

"یہ سب تمہاری کاوشوں کا نتیجہ ہے علی! کاش میں اپنے دلی جذبات کا صحیح طور پر اظہار کر سکوں۔" جنرل ٹیرس بہت زیادہ متاثر ہو گیا تھا۔

کیتھی براؤن مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔ پھر اس نے کہا۔ "کیا میری معروضات بھی سنی جائیں گی مسٹر علی! سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا میں اس قابل نہیں تھی کہ آپ مجھے اپنی اصل شخصیت سے آگاہ کر دیتے؟"

"میں آپ سے معذرت چاہتا ہوں میڈم براؤن! آپ ٹیرس گرٹے بل کی خواتین اول ہیں۔" انھی باتوں میں خاصا وقت گزر گیا اور آخر کار ہم کچھ کام کی باتوں پر آ گئے۔ جنرل ٹیرس نے مجھے انقلاب کے سلسلے میں تمام تفصیلات بتائیں۔ والٹو موبائے کی موت کے بارے میں بھی بتایا اور اس کے بعد کچھ ایسے لوگوں کا ذکر کیا، جو بعد میں منظرِ عام پر آئے تھے۔ پھر جنرل نے مجھ سے پوچھا کہ میں اس دوران کہاں روپوش رہا ہوں؟ تو میں نے اسے فاخرہ یعقوبی کے بارے میں بتایا اور یہ جان کر جنرل ٹیرس بہت خوش ہوا کہ مجاہدین کو بہت زیادہ نقصان نہیں پہنچا۔ اس نے یہ بھی کہا کہ فاخرہ یعقوبی سے اس کی ملاقات ضرور کرائی جائے تاکہ وہ اسے خراجِ تحسین پیش کر سکے۔ اس نے مجھے بتایا کہ وہ اپنی پالیسی میں ایک نمایاں فرق رکھے گا۔ اسرائیل سے اگر اس کے سفارتی تعلقات قائم رہے تو ٹھیک ہے اور اگر اس کی جانب سے کوئی احتجاج کیا گیا تو وہ اسے مسترد کر دے گا۔ وہ نہیں چاہتا کہ اسرائیلی اس سے کسی قسم کا گٹھ جوڑ رکھیں۔

میں نے اس کے جواب میں کہا۔ "لیکن جنرل ٹیرس! تمہیں اس کے جواب میں بھی ہوشیار رہنا پڑے گا کہ اس کے نتیجے میں... اسرائیلی کوئی خطرناک قدم نہ اٹھائیں۔ وہ انتقام پسند لوگ ہیں اور اس سلسلے میں ان کے بہت سے کارنامے منظرِ عام پر آ چکے ہیں۔"

"اس کا بندوبست میں نے پہلے ہی کر لیا ہے مسٹر علی! ممکن ہے اس میں کچھ خامیاں رہ گئی ہوں۔ پھر بھی آپ اطمینان رکھیں۔ کوشش تو میں یہی کروں گا کہ اسرائیلیوں کو اپنے ملک میں کسی قسم کی سازش کا موقع نہ دوں لیکن اگر کچھ ہوا بھی تو میں اسے نہایت خندہ پیشانی سے قبول کروں گا کیونکہ یہ میرے دوست کا معاملہ ہے۔" کافی دیر تک ہم ان معاملات پر گفتگو کرتے رہے۔ پھر میں نے فاخرہ یعقوبی کے بارے میں بات کی۔

"میں چاہتا ہوں جنرل! کہ اسے اعزاز و احترام کے ساتھ بیروت بھجوا دیا جائے۔"

"میں ایک خصوصی طیارہ ان لوگوں کی روانگی کے لیے تیار کرا دوں گا۔ وہ طیارہ ان تمام لوگوں کو لے کر بیروت چلا جائے گا۔"

"یہ مناسب نہیں ہو گا، اس طرح یہ طیارہ دوسروں کی نگاہوں میں بھی آ سکتا ہے اور اس کو کوئی نقصان بھی پہنچ سکتا ہے۔ ہم اسرائیلیوں کی طرف سے کسی بھی سازش کے ہر وقت متوقع رہتے ہیں۔"

"تو پھر جس طرح آپ پسند کریں۔"

"بس عام لوگوں کی مانند میں انھیں یہاں سے نکال دینا چاہتا ہوں۔"

"اس سلسلے میں حکومت گرٹے بل کی مکمل خدمات حاضر ہیں۔" جنرل ٹیرس نے کہا اور ہم اس موضوع پر دیر تک گفتگو کرکے بالآخر ایک حل دریافت کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس طرح فاخرہ یعقوبی اپنے تمام ساتھیوں سمیت بہ آسانی بیروت پہنچ سکتی تھی۔

جنرل ٹیرس نے والٹو موبائے کے محل ہی کے ایک حصے میں میرے لیے رہائش کا بندوبست کیا اور اس کے بعد دوسرے دن ایک خصوصی پروگرام ترتیب دیا گیا جس میں فوج کے اعلیٰ عہدیداروں کو مدعو کیا گیا تھا اور یہ تقریب میرے اعزاز میں تھی۔ یہاں مجھے خصوصی طور پر خراجِ تحسین پیش کیا گیا اور بے شمار قیمتی تحائف پیش کیے گئے جنھیں میں نے بعد میں جنرل ٹیرس کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔ "مجھ غریب الوطن کے لیے یہ تمام چیزیں بے معنی ہیں جنرل! میرے لیے یہ سب ایک بوجھ کی حیثیت رکھتی ہیں، اس لیے مجھے یقین ہے کہ میرے دوست مجھے زیرِ بار نہیں کریں گے۔"

"تو پھر میں تمہیں کیا دوں علی یار خان؟ بہت کچھ دل چاہتا ہے، بہت سے ارمان ہیں۔"

"بس جو کچھ مجھے مل گیا، وہ بہت کافی ہے۔ ہاں، ایک بات بتاؤ، گرین پول کے سلسلے میں تم نے کیا کیا ہے؟"

"گرین پول کے نمائندوں کو تلاش کر لیا گیا ہے۔ ان میں وہ لڑکی بھی موجود ہے جس کا نام تہذیب مالکم ایکس ہے۔ وہ سب ہماری قید میں ہیں۔ ظاہر ہے ہم انھیں نہیں چھوڑ سکتے۔ ان سے پورا پورا حساب لیا جائے گا۔ وہ میرے دشمن تھے اور میں نے ان پر مقدمہ چلانے کی پوری طرح تیاریاں کر لی ہیں۔ انھیں انتہائی احتیاط سے ایک جگہ قید کر دیا گیا ہے۔"

"کوئی زیادتی تو نہیں کی گئی ان کے ساتھ؟" میں نے بے اختیار سوال کیا۔

جنرل ٹیرس چونک کر مجھے دیکھنے لگا۔ پھر آہستہ سے بولا۔ "صرف چند لوگوں پر تشدد کیا گیا تھا تاکہ وہ اپنا ٹھکانا بتا دیں۔"

"تہذیب مالکم ایکس تو ان میں نہیں تھی؟"

"نہیں۔" جنرل ٹیرس عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھتا ہوا بولا۔

اس دوران کیتھی براؤن اٹھ کر میرے پاس آ گئی تھی۔ اس نے میری آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔ "کیا کوئی ایسی صورتِ حال ہے علی یار خان جو..."

"نہیں میڈم براؤن! جس انداز میں آپ سوچ رہی ہیں، وہ بات نہیں ہے لیکن وہ لڑکی میری محسن ہے، بڑے احسانات کیے ہیں اس نے مجھ پر۔ کہانی طویل ہے ورنہ میں آپ کو ضرور سناتا۔"

"نہیں مسٹر علی! اس لڑکی پر کوئی تشدد نہیں کیا گیا۔ وہ ہماری قید میں ضرور ہے لیکن اس کے ساتھ کوئی ایسی بدسلوکی نہیں کی جا رہی جو خلافِ انسانیت ہو۔" جنرل ٹیرس نے کہا۔

"ان لوگوں تک تم پہنچے کس طرح جنرل؟"

"میرے آدمی ہر جگہ چوکس تھے، کیری مائن اسپتال پر بھی نگاہ رکھی گئی تھی۔ جس وقت میں نے والٹو موبائے کے خلاف عمل کیا اور یہ اطلاع کسی طرح باہر پہنچی تو فوراً ہی ان لوگوں نے نقلی والٹو موبائے کو کیری مائن اسپتال سے لے جانے کی کوشش کی اور اسی وقت وہ ہمارے شکنجے میں آ گئے۔ یہ چند افراد تھے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

انھیں گرفتار کر کے ہم نے اپنی تحویل میں لے لیا اور پھر انھی کے ذریعے ہم نے گرین پول کے دوسرے نمائندوں کا سراغ لگایا اور چھاپا مار کر انھیں بھی گرفتار کر لیا۔ وہ لڑکی تہذیب مالکم ایکس بھی انھی میں شامل تھی۔" جنرل ٹیرس نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔ میں خاموش رہا۔ جنرل ٹیرس کو دیکھتا رہا۔ پھر جنرل نے پوچھا۔

"ان لوگوں کے بارے میں کیا ہدایت ہے علی؟"

"میں تم سے ان کے لیے کچھ رعایت طلب کرنا چاہتا ہوں۔ وہ بذاتِ خود تمھارے مفادات کے خلاف نہیں تھے بلکہ ایک معقول رقم دے کر انھیں والٹو موبائے نے حاصل کیا تھا۔"

"مجھے علم ہے اس بات کا۔" جنرل ٹیرس نے کہا۔

"تو جنرل! ایسے لوگوں کے خلاف کوئی سخت کارروائی بہت زیادہ ضروری نہیں ہے۔ اگر ایسی کوئی بات ہوتی تو میں کبھی تم سے یہ رعایت حاصل کرنے کی کوشش نہ کرتا۔"

"علی! تمھارے اور میرے درمیان یہ معاہدہ ہو گیا ہے کہ تم جو کچھ چاہو گے اس کے لیے مجھ سے کوئی تکلف نہیں برتو گے۔" جنرل ٹیرس نے کہا اور میں مسکرانے لگا۔

"ہاں جنرل! اس سلسلے میں میں کوئی تکلف نہیں برتنا چاہتا۔ میری خواہش ہے کہ تم ان تمام لوگوں کو عزت کے ساتھ اپنے ملک کی سرحدوں سے باہر نکال دو۔ اس کے علاوہ ان کے ساتھ کوئی کارروائی نہ کی جائے۔"

"ایسا ہی ہو گا علی! تم بالکل مطمئن رہو۔" جنرل ٹیرس نے کہا اور میں نے ایک گہری سانس لی۔

"یہ کام کب تک کر دو گے؟"

"فوراً۔ میں فوری طور پر ان کے لیے ہدایت جاری کیے دیتا ہوں۔" جنرل ٹیرس نے کہا اور میں نے اطمینان کا سانس لیا۔ تہذیب مالکم ایکس کے ساتھ جو کچھ ہوا تھا، وہ بہت تھا لیکن اس سے زیادہ میں اسے کوئی نقصان نہیں پہنچانا چاہتا تھا۔ جنرل ٹیرس نے چونکہ مجھ سے اس کا وعدہ کر لیا تھا، اس لیے اب مجھے اطمینان تھا کہ تہذیب مالکم ایکس کو مزید کوئی پریشانی نہیں ہو گی اور وہ بہ عافیت یہاں سے نکل جائے گی۔

دوسرے دن تقریباً شام کے ساڑھے چار بجے کی بات تھی۔ میں اس وقت اپنے کمرے میں بیٹھا کھڑکی سے باہر کے مناظر دیکھ رہا تھا کہ دفعتاً مجھے اس ٹرانسمیٹر پر ایک اشارہ موصول ہوا جو تہذیب نے مجھے دیا تھا اور اتفاق سے وہ اس وقت بھی میرے پاس ہی موجود تھا۔ میں نے متحیرانہ انداز میں ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ ایک لمحے کے لیے میرے ہاتھ میں لرزش سی پیدا ہوئی تھی لیکن پھر میں نے سنبھل کر اسے آن کیا اور پھر اسے کیچ کر لیا۔

"ہیلو!" میں نے آہستہ سے کہا۔ جواب میں چند لمحات خاموشی رہی۔ پھر تہذیب کی آواز سنائی دی۔

"علی!" اس آواز میں ہزاروں سسکیاں چھپی ہوئی تھیں۔ ایک ایسی کیفیت تھی جس نے مجھے لرزا دیا۔ آواز پھر آئی: "علی..."

"ہاں تہذیب! میں بول رہا ہوں۔" میں نے جواب دیا۔

"زیادہ وقت نہیں لوں گی تمھارا علی! صرف ایک بات کہنا چاہتی ہوں، دل میں یہ حسرت تھی کہ مرنے سے پہلے تم سے کچھ باتیں کر لوں۔"

"کہو تہذیب۔" میں نے آہستہ سے کہا۔

"علی! خدا کی قسم زندگی میں لاکھوں بار جھوٹ بولنے کی ضرورت پیش آئی ہو گی اور میں نے جھوٹ بولا ہو گا لیکن اس وقت جو کچھ کہہ رہی ہوں، اپنے خدا کو حاضر و ناظر جان کر سچے دل سے کہہ رہی ہوں جو کچھ ہوا ہے علی! اس سے یہ نہ سمجھنا کہ میرے دل میں تمھارے لیے کوئی شکایت پیدا ہوئی یا کوئی ایسا احساس جس میں تمھارے لیے نفرت یا کمتری کا کوئی جذبہ ہو بلکہ یہ نفرت تو مجھے اپنے وجود سے محسوس ہوئی۔ مجھے احساس ہوا کہ سب کچھ ہونے کے باوجود میں انتہائی بے وقوف ہوں اور مجھ میں دنیا داری کی صلاحیت نہیں ہے۔ میں انسانوں کو سمجھنے میں شدید غلطی کر سکتی ہوں علی! مجھے پہلے ہی سوچ لینا چاہیے تھا علی کہ تم کون ہو۔ وہ جو اپنی ذات، اپنا مستقبل، اپنی زندگی اپنے ایک مقصد کے لیے قربان کر سکتا ہے وہ بھلا اس موقعے کو اس طرح ہاتھ سے کیوں جانے دے گا۔ بے شک علی! تمھیں یہی کرنا چاہیے تھا جو تم نے کیا۔ ہاں علی، میں جانتی ہوں کہ والٹو موبائے دراصل اسرائیلیوں کے مفادات کا حامی تھا اور اس کی زندگی فلسطینیوں کے لیے نقصان دہ تھی۔ تم نے جو کچھ کیا، اپنے فرض کی تکمیل کے لیے کیا اور علی اس سے تمھارا مقام میرے دل میں اور بڑھ گیا ہے۔ میں تم سے یہ نہیں کہوں گی کہ تم مجھے اپنے دل کی بات بتا دیتے، کیونکہ میں اتنی فراخ دل ثابت نہ ہوتی۔ اتنا بڑا خطرہ مول نہیں لیا جا سکتا تھا۔ میرے انکار سے یقیناً تمھارے لیے مسائل پیدا ہوتے اور تم وہ سب کچھ نہ کر سکتے جو تم نے کیا علی! میری طرف سے اپنی اس شاندار کامیابی پر مبارک باد قبول کرو۔ زندہ رہی اور حالات نے موقع دیا تو ایک بار خود تم سے مل کر تمھیں مبارک باد دوں گی۔ میں تمھاری شکر گزار بھی ہو گئی ہوں کیونکہ جانتی ہوں ہم مجرموں کو یہاں سے عزت کے ساتھ کیوں واپس کیا جا رہا ہے۔ بس اس سے زیادہ میں کچھ اور نہیں کہنا چاہتی۔" ٹرانسمیٹر پر یکلخت سلسلہ منقطع ہو گیا لیکن میرے دل پہ ایک دم اداسی کے بادل چھا گئے تھے۔

اگر مجھ سے نفرت کا اظہار کرتی، بُرا بھلا کہتی اور مستقبل میں انتقام لینے کی دھمکی دیتی تو شاید میرے دل پر کوئی بوجھ نہ رہتا لیکن اس کے لہجے اور الفاظ نے ایک عجیب سی کیفیت کا شکار کر دیا تھا۔ میں اس سے کچھ بھی نہیں کہہ سکا تھا۔ میرے دل میں بھی بہت کچھ تھا۔ میں اس سے کہنا چاہتا تھا کہ تہذیب جب تک معاملہ والٹو موبائے اور جنرل ٹیرس کا تھا، مجھے صرف تمھارے مشن سے دلچسپی تھی لیکن جب میرے سامنے وہ عظیم مقصد آ گیا جس کے لیے میں نے اپنی ذات کا تصور ہی ختم کر دیا ہے تو اس کے بعد دوسرے کیا حیثیت رکھتے ہیں۔ جنرل ٹیرس تنظیم کے لیے زیادہ مفید شخص ہے۔ میری ہمدردیاں اسی کے ساتھ ہو سکتی تھیں۔ دل میں خیال پیدا ہوا کہ تہذیب سے اس سلسلے میں بات ضرور کی جائے۔ میں اسے بتاؤں کہ میں احسان فراموش نہیں ہوں۔ اس وقت جب میں اڈیسوا اور ڈی کی سازش کا شکار ہو کر فرانس پہنچا تھا اور اس کی نگاہوں سے روپوش ہو جانا چاہتا تھا، تہذیب نے میری مدد کی تھی اور درحقیقت اسی کی مدد سے میں نے ہاورڈ کے لگائے ہوئے پھندے کھولے تھے۔

میں نے فوراً ہی ٹرانسمیٹر پر دوبارہ اس سے رابطے کی کوشش شروع کر دی لیکن اچانک ہی میں نے محسوس کیا کہ یہ ٹرانسمیٹر اب آرڈر میں نہیں ہے۔ اس کی فریکوئنسیز جام کر دی گئی تھیں۔ دیر تک سر کھپاتا رہا لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔ پہلی کوشش اسی طرف سے ہوئی تھی۔ اب یقیناً خود تہذیب نے مجھ سے رابطے توڑ دیے تھے۔ افسوس ضرور تھا لیکن اس کی مرضی۔ میرے ضمیر پر کوئی بوجھ نہیں تھا۔ جو کچھ میں نے کیا تھا، اپنی ذات کے لیے نہیں کیا تھا۔ یہ تو میرا مسلک تھا۔

سوچنے کے لیے بہت کچھ تھا۔ جنرل ٹیرس نے اظہارِ عقیدت کے طور پر میرے نام کی تشہیر کی تھی لیکن اس کی یہ عقیدت میرے لیے مصیبت بن سکتی تھی۔ میری نشاندہی ہو گئی تھی اور اب میرے دشمنوں کو مجھ تک پہنچنے میں کوئی دقت نہیں ہو سکتی تھی۔ خاص طور سے اس شکل میں کہ امریکی نمائندے بھی یہاں موجود تھے۔ کیا ہاورڈ اب اس سے لاعلم ہو گا کہ اس کا شکار اس وقت گوٹے ہل میں موجود ہے۔ گویا ایک بار پھر مشکلات کا آغاز ہو گیا۔ میرے لیے اب ضروری تھا کہ اپنا بچاؤ کروں اور جنرل ٹیرس کے خلوص کی قیمت ادا کروں۔

میں اپنی جگہ سے اٹھا ہی تھا کہ کیتھی براؤن بے تکلفی سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئی۔ وہ مجھ سے بہت انسیت کرنے لگی تھی۔ "ہیلو!" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہیلو مس براؤن۔"

"سیماب کو ساکت دیکھ رہی ہوں! کیا یہ انوکھی بات نہیں ہے؟"

"بس ایسے ہی۔" میں نے گہری سانس لی۔

"کہیں جا رہے تھے؟"

"نہیں! یہاں بیٹھے بیٹھے بور ہو گیا تھا۔"

"بیٹھے کیوں تھے؟"

"اب کوئی اور کام بھی تو نہیں ہے مجھے۔"

"وقتی طور پر۔ ٹیرس سے میری اس موضوع پر بات چیت ہوئی ہے۔"

"کس موضوع پر؟"

"یہی کہ تمھیں بور نہ ہونے دیا جائے۔"

"یعنی!"

"بہت زیادہ مخلص لوگ بعض اوقات اپنے خلوص کا شکار ہو جاتے ہیں اور ان سے فائدہ اٹھانے والے انھیں گھیرے رکھنا چاہتے ہیں۔ ہمارا خیال ہے کہ ہم گوٹے ہل میں کچھ اور ذمے داریاں تمھارے سپرد کریں۔"

"گویا مجھے یہاں کوئی عہدہ دیا جائے گا؟"

"ہاں، تمھاری پسند کا۔ ابھی ہمیں تمھاری ضرورت ہے علی۔" کیتھی براؤن نے کہا۔

"جنرل ٹیرس اس سلسلے میں کیا کہتے ہیں؟"

"وہ تم سے بہت عقیدت رکھتا ہے۔ کہہ رہا تھا کہ وہ یہ جرأت نہیں کر سکتا، یہ تمھاری توہین ہو گی۔"

"آپ نے کیا کہا؟"

"یہی کہ یہ کام میں کروں گی۔ اس کی وجہ جانتے ہو علی؟"

"بتاؤ؟" میں نے بھاری لہجے میں کہا۔

"ویسے علی، میں تم سے بہت متاثر ہو گئی ہوں۔ یقین مانو میں یہ کہنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتی کہ اگر بہت پہلے تیرے دل میں نہ سما گیا ہوتا تو شاید وہ تم ہی ہوتے جسے میں چاہتی۔ تمھاری شخصیت نے مجھے اتنا متاثر کیا ہے کہ اکثر میں تمھارے لیے بے چین رہی ہوں اور سوچتی رہی ہوں کہ کیا میں ٹیرس سے مخلص رہ سکتی ہوں۔ بعد میں یہی فیصلہ کیا کہ تم میری دنیا کے انسان نہیں ہو۔ ہاں، اگر تمھاری طرف سے اس سلسلے میں کوئی اقدام ہوتا تو شاید میں سب کچھ بھول جاتی۔"

کیتھی براؤن کے ان الفاظ نے مجھے ششدر کر دیا تھا۔ اس قدر بے باکی سے اتنی بڑی بات کہہ دینا بڑا مشکل کام تھا۔ یہ بات کیتھی براؤن کے کردار کو داغدار کرتی تھی لیکن پھر میں نے سوچا کہ یہ سب کچھ میں اپنے انداز میں سوچ رہا ہوں۔ یہ دوسری دنیا ہے یہاں دوسرے لوگ رہتے ہیں اور ان کے اپنے نظریات اپنا ضابطۂ اخلاق ہے۔ کیتھی براؤن اتنی بے باکی سے مجھ سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اظہارِ عشق کر سکتی ہے یا کم از کم یہ بات کہہ سکتی ہے کہ وہ اپنی وفائیں تبدیل بھی کر سکتی ہے تو مجھے تعجب نہ ہونا چاہیے .... لیکن اگر جنرل ٹیرس کو یہ سب معلوم ہو جائے تو صورتِ حال خاصی بگڑ بھی سکتی تھی۔

کیتھی براؤن میری آنکھوں میں دیکھ رہی تھی دفعتاً وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ "تم پریشانی کا شکار ہو گئے علی۔ حالانکہ جو خیال میرے ذہن میں آیا تھا، میں نے خود ہی اپنے آپ کو اس کے لیے سمجھا لیا۔ ہاں جو جذبہ میرے سینے میں موجزن ہوا تھا، میں نے اُسے تم سے چھپانا ضروری نہیں سمجھا اور یقین جانو تمہیں یہاں روکنے سے مراد یہ نہیں ہے کہ میں تم پر ڈورے ڈالوں! بس یوں سمجھ لو کہ ایک خواہش ہے میرے سینے میں، وہ یہ کہ تم میری نگاہوں کے سامنے رہو۔"

"کیا میری یہاں موجودگی سے آپ جنرل ٹیرس سے مخلص رہ سکتی ہیں مس براؤن؟"

"میں نے کہا نا، یہ حالات پر منحصر ہے۔ میں نہیں جانتی کہ آئندہ کے حالات کیا ہوں گے۔"

"اس کے باوجود میں چاہتا ہوں کہ آپ اس احمقانہ خیال کو اپنے ذہن میں جگہ ہی نہ دیں اور اس کے لیے میرا یہاں سے چلے جانا بے حد ضروری ہے۔"

"مجھے معاف کرنا علی! جنرل ٹیرس کی نسبت میں ذرا زیادہ بے تکلف مزاج رکھتی ہوں۔ مجھے بھی تم سے اتنی ہی محبت اور اتنی ہی عقیدت ہے جتنی جنرل ٹیرس کو بلکہ یوں سمجھو کہ میں ٹیرس سے کچھ قدم آگے ہوں۔"

میں احمقانہ انداز میں کیتھی براؤن کی شکل دیکھتا رہا تھا۔ میں جانتا تھا کہ یہ وہ عورت ہے جس نے اپنے سوتیلے بھائی کو دامِ فریب میں الجھا کر بالآخر موت کے گھاٹ اتروا دیا تھا۔ میرے لیے اب ایک نئی مصیبت کا آغاز ہو گیا تھا چنانچہ گوٹے بل سے جس قدر جلد ممکن ہو نکل جانا بہتر تھا لیکن اس شکل میں نہیں کہ میں کچھ اور لوگوں کو اپنے خلاف سازشوں پر آمادہ کر لوں اور خود کو نئے مسائل میں الجھا لوں۔

دفعتاً کیتھی براؤن کی نگاہ میرے قریب رکھے ہوئے اس چھوٹے سے ٹرانسمیٹر پر پڑی جسے میں ابھی تھوڑی دیر قبل چیک کر رہا تھا اور جس پر میں تہذیب مالکم ایکس سے رابطہ قائم کرنا چاہتا تھا۔ وہ چونک کر میرے قریب آ گئی اور ٹرانسمیٹر اٹھا کر بولی۔ "یہ کیا ہے؟"

"ٹرانسمیٹر، ایک ناکارہ ٹرانسمیٹر۔"

"کیا مطلب؟"

"تہذیب مالکم ایکس سے رابطہ قائم کرنے کے لیے یہ ٹرانسمیٹر میں نے اپنے پاس رکھا تھا۔"

"گویا گرین پول کی اس نمائندہ سے تمہاری گفتگو ہوتی رہتی تھی؟"

"نہیں ہوتی تو میں اپنے مشن میں کامیاب کیسے ہوتا؟"

"ایک بات تو تم مجھے بتا چکے ہو علی کہ تم اس لڑکی سے عشق نہیں کرتے تھے۔"

"ہاں، وہ صرف میری دوست تھی، اُس نے ایک پریشانی کے وقت میں میری مدد کی تھی اور اسی کی بنیاد پر میں اس کے ساتھ گرین پول میں شامل ہو کر آپ کے پاس پہنچا تھا مس کیتھی براؤن۔"

"اور آتے ہی تم نے ایسا رعب قائم کر لیا تھا کہ خاص طور سے میں تو حیران رہ گئی تھی۔"

"اس وقت میں تہذیب مالکم ایکس کے ساتھ پوری طرح مخلص تھا اور اگر معاملہ اسرائیلیوں کا نکل آتا تو میڈم براؤن آپ کی موجودہ شکل کچھ اور ہوتی۔"

"شکل ہوتی ہی نہیں، مجھے اغوا کرنے کے بعد تم لوگ بآسانی مجھے قتل کر دیتے۔"

"ہاں، شاید ایسا ہی ہوتا۔" میں نے سرد مہری سے جواب دیا۔

"تو پھر یہ ٹرانسمیٹر تمہارے پاس یادگار کے طور پر رہ گیا ہے یا اب بھی تمہارا اس سے رابطہ ہے؟"

"نہیں، اب یہ ناکارہ ہو گیا ہے ظاہر ہے، میں نے اس کے خلاف کام کیا تھا اور اب ہمارے درمیان مفاہمت یا خلوص کی وہ فضا قائم نہیں رہ سکتی تھی۔"

"واپسی کے وقت اس سے بات ہوئی تھی؟" کیتھی براؤن نے پوچھا۔

"ہاں، اس نے مجھ سے کوئی شکایت نہیں کی بلکہ یہی کہا کہ وہ درحقیقت یہ بات بھول گئی تھی کہ میں پہلے تنظیم آزادیٔ فلسطین سے ہمدردی اور عقیدت رکھتا ہوں، بعد میں دوسرے کاموں سے۔"

"چلو خیر، تم نے اس کی جاں بخشی تو کرا دی، کیا یہ تمہاری دوستی یا محبت کا اظہار نہیں تھا؟"

"میں آج بھی اس کی بے پناہ عزت کرتا ہوں۔ میں نے جو کچھ اس کے خلاف کیا، اس پر مجھے شرمندگی بھی ہے لیکن اس مقصد کی تکمیل کے لیے یہ ضروری تھا۔ ہاں، ایک بات تو بتائیے مس کیتھی براؤن، آپ سے پوچھنا بھول ہی گیا تھا۔ یہ مسٹر 'کے' کون تھا؟"

"کیوں، تمہیں اس کے بارے میں کیا معلوم ہے؟" کیتھی براؤن نے چونک کر پوچھا۔

"بس یہ نام بار بار سامنے آیا ہے لیکن اس کی مزید کوئی شناخت نہ ہو سکی۔"

"کچھ بھی نہیں تھا وہ، فرانس کا ایک خطرناک آدمی تھا جسے میں نے اپنے مقصد کے لیے انگیج کیا تھا لیکن زیادہ عرصے تک اس سے رابطہ قائم نہیں رہ سکا۔ وہ جرائم پیشہ تھا اور اتنے بڑے معاملے میں کوئی خاص کام نہیں کر سکتا تھا بلکہ یوں سمجھو گرین پول کے لیے میں نے اُسے مخصوص کیا تھا لیکن وہ گرین پول کی نمائندہ لڑکی کو بھی چیک نہیں کر سکا اور وہ بالآخر گوٹے بل پہنچ گئی۔"

"گویا آپ نے بھی اچھے خاصے لمبے جال بچھائے ہوئے تھے؟"

"جنرل ٹیرس کی مدد سے ہم جو کچھ کر سکتے تھے، کر رہے تھے لیکن تم نے آ کر کایا ہی پلٹ دی اور ماسٹر آف سچویشن بن گئے۔" کیتھی براؤن نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھ کر بولی۔ "یہی تو وجہ ہے کہ میں تمہاری پرستار ہو گئی ہوں۔"

کیتھی براؤن سے کافی دیر تک گفتگو ہوتی رہی، اس کے بعد ہم دونوں وہاں سے اٹھ کر باہر نکل آئے۔

جنرل ٹیرس سے رات کو کھانے پر بات چیت ہوئی اور اس نے بتایا کہ فاخرہ یعقوبی کو آج اس کے تمام ساتھیوں کے ساتھ باعزت طریقے سے روانہ کر دیا گیا ہے۔ وہ تم سے ملاقات کرنا چاہتی تھی لیکن جو انتظامات میں نے کیے تھے، ان کے تحت اس کا موقع نہیں تھا، چنانچہ وہ تمہیں سلام کہہ کر چلی گئی ہے۔

"وہ مناسب اور محفوظ طریقے سے بیروت تو پہنچ جائے گی نا؟"

"ہاں، مطمئن رہو علی۔ تمہاری جتنی ذمے داریاں ہیں اب وہ میرے شانوں پر ہیں اور میری خواہش ہے کہ تم مجھ پر کچھ مزید ذمے داریاں ڈالو تاکہ میں اپنے جذبۂ عقیدت کو تسکین دے سکوں۔"

"شکریہ جنرل! بات صرف تمہاری نہیں تھی، میرا اپنا بھی اس تمام کام سے وابستہ تھا، ہمارے اور تمہارے درمیان اب حساب برابر ہے۔"

فاخرہ یعقوبی اپنے مشن میں کامیاب ہو کر یہاں سے بآسانی چلی گئی تھی، یہ بات بھی میرے لیے خوشی کا باعث تھی۔ میرا یہ مشن تھا کہ میں نے تنظیم کے لیے اس سے دور رہ کر بھی کام کیا اور اپنے مشن کی تکمیل کی تھی لیکن ایک بات شدت سے میرے ذہن میں چبھ رہی تھی کہ اب میرا مستقبل کیا ہوگا؟ کیا کرنا چاہیے مجھے؟ یہ تو صرف اتفاقات تھے، اولیور ڈ... سے نکلنے کے لیے ایک کوشش کی تھی جو بعد میں اتفاقات سے یہ شکل اختیار کر گئی اور میں نے اپنا ایک چھوٹا سا کام انجام دے دیا لیکن اب تنظیم سے الگ رہ کر میں اپنی ذات کے لیے کام کرنے کا کیا طریقہ اختیار کروں؟ اس سلسلے میں کوئی مناسب فیصلہ کرنا تھا۔ یہ بات تو طے ہو گئی تھی کہ میں تنظیم کے مقاصد سے الگ نہیں رہ سکتا۔ ایک چھوٹی سی غلط فہمی جو میرے بارے میں ہو گئی تھی اور جس کی بنا پر مجھے کچھ ذہنی صدمے پہنچائے گئے تھے، بے شک ایک حیثیت رکھتی تھی لیکن اتنی بھی نہیں کہ میں اُسے دل میں لیے بیٹھا رہتا۔ کیا ضروری تھا کہ جو کچھ کیا جائے اس کے احسانات بھی جتلائے جائیں۔ یہ تو صرف ایک جذبۂ شوق تھا، ایک جہاد تھا جو ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے میں کر رہا تھا۔ آخر وہ لوگ بھی تو تھے جو چند مسلمانوں پر مظالم کی داستان سن کر طویل و عریض سفر طے کر کے بالآخر وہاں تک پہنچ گئے تھے جہاں ظالم موجود تھے اور ظالموں کو ایسا سبق دیا تھا کہ دنیا حیران رہ گئی تھی۔ وہ لوگ اُمتِ مسلمہ کے لیے اپنے دل میں ایک دردِ خاص رکھتے تھے، ان کے سینے خلوص اور اپنائیت کے جذبات سے سرشار تھے اور کسی بات کی انھیں پروا نہ تھی۔ نہ ستائش کی تمنا، نہ صلے کی پروا۔ تو پھر میں کیوں نہ ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اپنی منزل کی طرف بڑھوں۔ اپنی زندگی تو میں اس کارِ خیر کے لیے وقف کر ہی چکا ہوں اور جو کچھ میں نے اب تک کیا تھا، اسی جذبے کے تحت کیا تھا، کسی اور کے لیے یہ سب کچھ میں نہیں کر رہا تھا لیکن اب اس کام کو مزید آگے بڑھانے کے لیے کچھ ٹھوس بنیادوں کا ہونا ضروری تھا جو مجھے بھی کوئی مضبوط مقام دے سکیں۔ میں کسی ایسی حیثیت کا طالب نہیں تھا جس کے تحت دوسروں سے ممتاز نظر آؤں لیکن کوئی بھی طویل المیعاد اور مستقل سلسلہ کچھ تحفظات کا طالب تو لازمی ہوتا ہے۔

جنرل ٹیرس اور کیتھی براؤن وغیرہ سے رخصت ہو کر رات کو میں اپنے کمرے میں آ گیا اور کافی دیر تک گزشتہ واقعات پر غور کرتا رہا۔ تہذیب مالکم ایکس چلی گئی تھی۔ فاخرہ یعقوبی بھی رخصت ہو گئی تھی اور اب میں یہاں ایک بے مقصد زندگی گزار رہا تھا۔ جنرل ٹیرس اور کیتھی براؤن احمقانہ باتیں سوچ رہے تھے۔ بھلا گوٹے بل سے مجھے کیا دلچسپی ہو سکتی تھی اور وہاں رہ کر ان لوگوں کی حکومت میں شامل ہو کر اعلیٰ عہدیداریت کر کے میں کیا حاصل کر سکتا تھا۔ اپنی ذات کے لیے تو مجھے کچھ بھی نہیں چاہیے تھا۔ چنانچہ میں نے یہی فیصلہ کیا کہ خاموشی سے یہاں سے نکل جاؤں گا، زیادہ جلدی بھی نہیں تھی، دو چار دن اگر مزید لگ جائیں تو کوئی حرج بھی نہیں تھا۔

دوسرے دن صبح دس بجے مجھے اطلاع ملی کہ کچھ اخباری نمائندے مجھ سے خصوصی ملاقات کے لیے آئے ہیں۔ اس دوران کئی بار پریس کانفرنس میں مجھے جانا پڑا تھا گو میں اس سے خوش نہیں تھا لیکن جنرل ٹیرس کی خواہش پر مجبور ہونا پڑتا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اب تک میں اس کے ساتھ ہی ان اخباری نمائندوں کے درمیان گیا تھا اور انھوں نے مجھ سے جو بھی سوالات کیے تھے، میں نے ان کے تسلی بخش جوابات دے دیے تھے۔ کیونکہ میری حیثیت منظرِ عام پر آ چکی تھی اس لیے اب اُن سے کچھ چھپانا بے سود تھا۔ میں نے اپنے بیانات میں صاف کہہ دیا تھا کہ ہاں، میں ایک پاکستانی مسلمان ہوں اور فلسطینیوں کا ہمدرد ہوں۔ ان کے مفادات سے ایسا ہی مخلص ہوں جیسا کوئی فلسطینی خود ہو سکتا ہے۔

اس بار جو نمائندے آئے تھے، وہ غیر ملکی تھے اور گوریلوں کی تازہ صورتِ حال کے بارے میں رپورٹنگ کرنے آئے تھے۔ جس وقت جنرل ٹیرس نے مجھ سے درخواست کی کہ میں ان سے ملاقات کروں اس وقت میں اپنے مخصوص کمرے میں موجود تھا۔ میں نے جنرل ٹیرس سے کہا کہ وہ بھی میرے ساتھ آنا چاہے تو آ سکتا ہے لیکن اس نے اپنی مصروفیت کا بہانہ کیا اور وہاں سے چلا گیا۔

میں اس کمرے میں داخل ہو گیا جو ملاقات کے لیے مخصوص کیا گیا تھا۔ نمائندوں کو ایک دوسرے کمرے میں بٹھایا گیا تھا اور کچھ لوگ انھیں مجھ تک پہنچانے پر مامور تھے چنانچہ جو پہلی شخصیت میرے پاس پہنچی، اسے میں نے پہلے سرسری نگاہ سے دیکھا لیکن دوسرے ہی لمحے میرے ذہن کو ایک شدید جھٹکا لگا۔ میں اس شخصیت کو بخوبی پہچانتا تھا۔ پریس رپورٹر کی حیثیت سے وہ بہت اچھی لگ رہی تھی۔ گلے میں کیمرا پڑا ہوا تھا، آنکھوں پر سنہرے فریم کی عینک اور ہاتھ میں پنسل اور نوٹ بک تھی۔

وہ آہستہ آہستہ قدم بڑھاتی ہوئی میرے نزدیک آ رہی تھی۔ میں اپنی کرسی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ میں نے اپنے آپ کو سنبھال لیا اور آہستہ سے بولا "نائمہ برق!"

نائمہ نے دونوں ہاتھ میز کی سطح پر ٹکا کر اپنے لرزتے ہوئے بدن کو سہارا دینے کی کوشش کی اور اس کے بعد کرسی پر بیٹھ گئی۔ اس نے گردن جھکا لی تھی پھر دوسرے لمحے اس کی سسکیاں اُبھرنے لگیں، وہ رو رہی تھی۔

"نائمہ پلیز، یہ کیا کر رہی ہو تم!" میں نے بے چینی سے کہا اور میز کے پیچھے سے نکل کر اس کے قریب آ گیا۔ میں نے اس کے دونوں شانوں پر ہاتھ رکھے اور نائمہ کی سسکیاں تیز ہو گئیں۔

"یہ بدنصیبی ہے ہماری کہ ہمیں اس طرح تم تک پہنچنے پر مجبور ہونا پڑا۔" اس نے گلوگیر آواز میں کہا۔

"نائمہ خود کو سنبھالو پلیز! تمھیں دیکھ کر مجھے شدید حیرت [illegible] ہو رہی ہے۔ براہِ کرم خود کو سنبھالو۔"

نائمہ نے چشمہ اتار کر میز پر رکھا، اپنے پرس سے رومال نکالا اور آنسو خشک کرنے لگی۔

"تعجب کی بات ہے، تم کون سے پریس کی رپورٹر ہو گئیں نائمہ؟" میں نے کہا اور واپس اپنی کرسی پر جا بیٹھا۔

نائمہ میز کی سطح پر دونوں کہنیاں ٹکا کر مجھے دیکھنے لگی تھی۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سی کیفیت نظر آ رہی تھی۔ پھر اس نے کہا "علی! براہِ کرم مجھ پر کوئی طنز نہ کرنا، تم جانتے ہو میں اس معاملے میں بے قصور تھی۔"

"نہیں نائمہ پلیز، اس طرح سوچا بھی نہ کرو کہ میں تمھارے یا تنظیم کے لیے دل میں کوئی بغض یا کینہ رکھتا ہوں۔"

"علی، ظاہر ہے میرا تعلق کسی پریس سے نہیں ہے، بس پریس کارڈ حاصل کر کے یہاں تک پہنچی ہوں، صرف تم سے ملاقات کرنے کے لیے۔"

"تنہا آئی ہو؟"

"ہاں۔"

"مجھے تم سے مل کر خوشی ہوئی ہے نائمہ۔" میں نے کہا۔

"واپس چلو علی... میرے ساتھ واپس چلو۔"

"کہاں؟"

"بیروت۔"

"کیوں؟" اس بار میرے لہجے میں ذرا سی سختی پیدا ہو گئی تھی۔

"ہم سب کو معاف کر دو علی، ہمیں بہت جلد اپنی حماقتوں کا احساس ہو گیا تھا۔ اس کے بعد ہمیں یہ بھی معلوم ہوا کہ تم نے ایک خطیر رقم جو تم پر الزام کا سبب بنی تھی، خیمہ بستیوں پر خرچ کر دی۔ آہستہ آہستہ یہ تمام تفصیلات سب کے علم میں آ گئیں اور اس کے بعد کئی دن تک سب پر سوگ کی سی کیفیت طاری رہی۔ ہم سب بے حد شرمندہ ہیں، تم سے، تمھارے وطن سے۔" نائمہ نے کہا اور میرے ہونٹوں پر ایک تلخ سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"یہ اچھی بات ہے نائمہ اور میرا ذہن صاف ہو گیا ہے اس بات پر کہ ان لوگوں کی غلط فہمیاں دور ہو گئیں۔ غلط فہمیاں ہونا ہی نہیں چاہیے تھیں۔ حالات کچھ بھی ہوتے لیکن میں ایک باہر کا انسان تھا نا، اس لیے وہ لوگ یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ فلسطین میرا وطن تو نہیں ہے، میں نے تو اپنا گھر نہیں کھویا۔ یہی سوچا گیا تھا نائمہ، اگر میں فلسطینی ہوتا تو میرے جذبوں کو صادق سمجھا جاتا لیکن ایک پاکستانی کے لیے یہ خیال کیا گیا کہ وہ اپنے مفاد کے لیے فلسطینی مفادات سے غداری بھی کر سکتا ہے۔ مجھے صرف یہ شکوہ ہے نائمہ کہ اگر میرے ماضی پر ایک نگاہ ڈال

لی جاتی تو یہ احساس خود بخود دُور ہو سکتا تھا۔ یہ سوچا جا سکتا تھا کہ جس شخص نے اپنا ماضی، اپنا حال اور اپنا مستقبل کسی ایک مقصد کے لیے وقف کر دیا ہے۔ وہ تھوڑی سی رقم کے عوض یہ سب کچھ نہیں کر سکتا۔ تمھارا کیا خیال ہے نائمہ؟ سان فرانسسکو میں اس وقت جب میں نے ایبرن ہال میں اپنے جذبۂ جہاد کا اعلان کیا تھا اور وہاں سے نکل کر یہودی ٹولے کی سازشوں کا شکار ہو گیا تھا تو کیا ان سازشوں کے جواب میں جو کچھ میں نے کیا، ایسے نہ کر کے کچھ رقم نہیں حاصل کر سکتا تھا اور پھر یہ بھی تو ہو سکتا تھا کہ وہیں سے میں یہودیوں کا آلۂ کار بن جاتا۔ سب کچھ ہو سکتا تھا اور اس کے عوض مجھے امریکا میں ایک باعزت شہری کی زندگی ملتی لیکن میں نے تنظیم میں رہ کر جو کچھ تمام یہودیوں کے خلاف کیا، اگر اس کا دس فیصد بھی میں تنظیم کے خلاف کرتا تو کیا اس کے بدلے میں میرے سامنے دولت کے انبار نہ لگ جاتے لیکن یہ سب کچھ نہ سوچا گیا بلکہ مجھے تنظیم سے الگ کر دیا گیا۔ اب تم مجھے بیروت کیوں لے جانا چاہتی ہو؟ میرا بھی اپنا ایک وجود ہے، ایک ضمیر ہے، زندگی کا ایک مقصد رکھتا ہوں۔ میں سان فرانسسکو سے بیروت تک جن مراحل سے گزرا اور تم لوگوں تک پہنچا وہ بڑے صبر آزما اور حوصلہ شکن تھے لیکن میں اپنی اس جدوجہد پر کسی سے داد کا طالب نہیں تھا۔ میرا مقصد صرف جہاد تھا اور میں اسی جذبے کے ساتھ تم تک پہنچا تھا کہ تمھارے ساتھ شامل ہو کر ان ضروریات کو معلوم کروں جو میرے ذریعے پوری ہو سکتی ہیں۔ میں نے یہی کیا۔ انسان اپنے طور پر بھی کسی مشن کی تکمیل کر سکتا ہے لیکن میں نے مناسب سمجھا تھا کہ اُن لوگوں کے زیرِ سایہ رہوں، جو بہر حال اس شعبے میں مجھ سے زیادہ تجربہ کار اور سینئر تھے۔ بیروت کی خیمہ بستیوں میں سسکتے ہوئے بے گھر فلسطینیوں کی درد و کرب میں ڈوبی ہوئی چیخیں ہر ذی روح کو متاثر کر سکتی ہیں۔ ایک انسان کی حیثیت سے میں ان بے گھر لوگوں کے لیے جو کچھ کر سکتا تھا، کرتا رہا اور کرتا رہوں گا۔ اس کے لیے مجھے تم لوگوں کا سہارا، تمھارا تعاون نہیں چاہیے۔ جب تک مجھ سے ممکن ہو سکا اور جب تک تم لوگوں نے چاہا، میں تمھارے درمیان رہا اور اب میں اپنے مقصد کی تکمیل دنیا کے ہر گوشے میں کر سکتا ہوں۔ مجھے اپنی زندگی سے کوئی دلچسپی نہیں ہے نائمہ۔ شاید تمھیں اس بات کا یقین نہ آئے کہ میں صدف العیش سے تھوڑا سا متاثر ہوا تھا۔ ایک لڑکی کی حیثیت سے اس نے مجھے متاثر کیا تھا، میں اگر چاہتا تو زندگی میں کچھ دلکشی پیدا کرنے کے لیے خود کو اپنے مقرر کردہ راستوں سے تھوڑا سا ہٹا سکتا تھا مگر میں نے یہ نہیں کیا۔ میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے یہی سوچا کہ مقصد کی تکمیل کے لیے بہتر ہے کہ انسان ہر قسم کے بوجھ سے آزاد رہے مگر اب نفرتوں کا شکار ہونے کے بعد میں نے اپنی دنیا تم لوگوں سے الگ کر لی ہے۔ میں تمھارے لیے نہیں، کسی کے لیے نہیں، صرف اپنے بے گھر اور مظلوم بھائیوں کے لیے ایک جذبۂ جہاد کے ساتھ میدانِ عمل میں اترا تھا اور آج بھی وہیں ہوں، یہ سب کچھ جو میں نے کیا۔ مجھ پر فرض تھا اور آئندہ بھی جو کچھ کروں گا وہ بھی میرا فریضہ ہوگا۔ تم اپنا تسلط مجھ پر قائم کرنے کی کوشش نہ کرو، میں تمھارے بس کی چیز نہیں ہوں۔" میرے لہجے میں بے پناہ جوش و غضب پیدا ہو گیا تھا۔

نائمہ پتھر کے بُت کی طرح ساکت مجھے دیکھ رہی تھی وہ میرے چہرے کے آثار چڑھاؤ کا جائزہ لے رہی تھی۔

"میں تم لوگوں سے ناراض نہیں ہوں۔ میں تمھاری ذہنی کمزوری کو محسوس کرتا ہوں کہ علی یار خان کو تم لوگ سمجھ نہیں سکے، تم لوگوں نے اسے نوٹوں کی گڈیوں کے ذریعے تولا اور سمجھا کہ وہ ان کا غدار کا ہم وزن ہے۔ یہی تمھاری بھول تھی نائمہ اب میں ایسی معمولی سوچ رکھنے والوں کے ساتھ کس طرح رہ سکتا ہوں۔ تم خود ہی اس کا فیصلہ کرو۔ بہرحال تم دیکھو گی کہ میں نے اپنی زندگی کا ہر لمحہ اسی مقصد کے لیے وقف کر دیا ہے، تمھیں جگہ جگہ سے خبریں ملیں گی کہ میں نے یہودی ٹولے کو نقصان پہنچانے کے لیے کیا کچھ کیا ہے۔ انتظار کرو نائمہ آنے والے وقت کا۔ ایک چھوٹا سا نمونہ تم دیکھ چکی ہو، میں دنیا کے ہر اس گوشے میں جہاں مسلمانوں کے خلاف یہودی مصروفِ کار ہیں پہنچ جاؤں گا اور ان کے خلاف کارروائی کروں گا یہ میرا قطعی اور آخری فیصلہ ہے میں ان کچے ذہنوں کے درمیان نہیں جانا چاہتا جو مجھے سمجھنے کے قابل نہ ہوں۔" نائمہ اب بھی خاموش تھی، میں جتنا کچھ کہہ چکا تھا اس سے [illegible] ان لوگوں تک [illegible] میں نے اپنے الفاظ ان لوگوں تک پہنچا دیے تھے، ان پر اپنی برتری ثابت کر دی تھی۔ میرے جذبے سچے تھے لیکن جوش کے عالم میں میں نے نائمہ سے جو کچھ کہا تھا اس سے مستقبل کے لیے ایک راہ بھی نکل آئی تھی۔ میں نے کہا تھا کہ میں دنیا کے ہر اس گوشے میں جہاں مسلمانوں کے خلاف کام ہو رہا ہے، یہودیوں سے برسرِ پیکار رہوں گا اور یہ خیال میرے ذہن میں ایک دم روشن ہو گیا تھا۔ کیا واقعی زندگی گزارنے کا اس سے خوب صورت طریقہ اور کوئی ہو سکتا ہے۔ مقصد کے لیے لڑتے رہو اور اس وقت تک لڑو جب تک کہ سینے میں سانس باقی ہے اور جب سانسوں کا سلسلہ ختم ہو جائے تو سکون کی آغوش میں جا سوؤ۔ چنانچہ یہ احساس میرے سینے میں جاگزیں ہو گیا۔

نائمہ تھوڑی دیر تک بیٹھی رہی پھر اس نے آہستہ سے کہا "تمھاری ایک تصویر بنا لوں علی؟" اس کا لہجہ بڑا پژمردہ تھا۔

"نائمہ! میں تمھاری عزت کرتا ہوں، ہم لوگ کافی عرصے تک ساتھ رہے ہیں، مجھ سے ایسے سوالات نہ کرو جن سے مجھے دُکھ ہو؟"

"تمھاری ایک تصویر بنا لوں علی؟" نائمہ نے اسی انداز میں پھر کہا۔

"کہا نا میں نے بنا لو۔"

نائمہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس نے کیمرے سے میری کئی تصاویر اتاریں اور پھر آہستہ سے بولی "تم ٹھیک کہتے ہو، شاہین کبھی کبھی ہی ہاتھ آتے ہیں، نکل جائیں تو دوبارہ ان پر قابو پانا مشکل ہوتا ہے۔ خدا حافظ۔" یہ کہہ کر وہ واپس مڑ گئی۔

میں نے اُسے روکنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ ذہن میں سنسناہٹ ہو رہی تھی۔ اپنے الفاظ کی بازگشت میں سُن رہا تھا۔ خود میرے اپنے کانوں میں میری آواز گونج رہی تھی اور اس طرح یہ آواز سن کر میں اندازہ لگانا چاہتا تھا کہ میں نے جو کچھ کہا، کس حد تک غلط تھا اور کہاں تک صحیح لیکن میرے دل پر احساس کی کوئی چوٹ نہ پڑی۔ یہ سچ ہی تو تھا ان لوگوں نے میرے جذبات کا مذاق اُڑایا تھا، جذبات جو شاید شیشے سے بھی نازک ہوتے ہیں۔ شیشے ٹوٹ کر کرچی کرچی ہو جاتے ہیں لیکن جذبات کے ریزے تلاش کرنا بھی مشکل کام ہے جب جذبے ٹوٹتے ہیں تو اس طرح بکھر جاتے ہیں کہ انھیں سمیٹنا مشکل ہو جاتا ہے۔ میرے سینے میں ملک و ملت اور بے خانماں لوگوں کے لیے جو جگہ تھی وہ چند افراد کی بے اعتنائی چھین نہیں سکتی تھی لیکن ان بے اعتنا افراد سے علیحدگی میرا حق [illegible] اور نہ ہی میری ذات ان لوگوں [illegible] اپنے جذبوں کے تحت اپنی مرضی سے [illegible] اور اب بھی جو کچھ کروں گا، وہ اپنی مرضی سے کروں گا۔ دوسروں کا تسلط گرانی پیدا کر دیتا ہے یہاں گوئٹے ہل میں [illegible] میں نے جو کچھ کیا تھا وہ کسی کو دکھانے کے لیے نہیں کیا تھا۔ اگر جنرل ہیرس [illegible] میرے نام کی تشہیر نہ کر دیتا تب بھی یہ پسند نہ کرتا کہ کوئی میرے احسان کو [illegible]۔ یہ دوسری بات ہے کہ اس دوران نائمہ یعقوبی سے ملاقات ہو گئی تھی اور وہ ایک فلسطینی مجاہدہ تھی [illegible] بیروت پہنچنے کے بعد میرا تذکرہ کرتی تو دوسری بات تھی ورنہ میں خود کبھی اپنا کارنامہ بیان کرتے کہیں نہ جاتا۔

[illegible] نائمہ ایکس کے [illegible] آج تک میں نے کچھ نہیں [illegible] ایک مختصر سی — اور نامکمل

گفتگو کر کے چلی گئی تھی تو میرے دل میں اس کا احساس اُبھر رہا تھا۔ میں نے اُس کے ساتھ جو کچھ کیا تھا اس کے اُسے سنگین نتائج بھی بھگتنے پڑ سکتے تھے۔ ممکن ہے گرین پول کی طرف سے سزائیں دی جائیں اور آئندہ کے لیے معطل کر دیا جائے یا اگر اس جماعت میں بھی کچھ انتہاپسند ہوئے تو ممکن ہے کہ ان انتہاپسندوں کا جذبۂ جنون تہذیب کو زندہ نہ رہنے دے۔ بہرحال، وہ لڑکی میری ذات کی وجہ سے ماری گئی تھی اور اب میں کچھ نہیں کر سکتا تھا چنانچہ بہتر یہی تھا کہ اُسے بھول جاؤں۔ اولیو ہاورڈ کے سلسلے میں بھی مجھے خطرہ تھا۔ یقیناً اب جب اُسے میرے بارے میں علم ہو جائے گا تو وہ گوئٹے ہل تک پہنچنے کی کوشش کرے گا یا پھر کم از کم ایسے راستے ضرور منتخب کرے گا جن پر اُسے میرے پہنچنے کی توقع ہو۔

خیالات کی رو شاید کچھ اور آگے بڑھتی مگر میرے لیے مخصوص کیے ہوئے خصوصی ملازم نے مجھے اطلاع دی کہ اخباری نمائندوں میں سے دو افراد اور مجھ سے ملنا چاہتے ہیں۔

"میں اب کسی سے نہیں ملوں گا۔" میں نے اُلجھے ہوئے انداز میں کہا۔

"جو حکم جناب۔ وہ بہت دیر سے بیٹھے ہوئے ہیں اور میں ان سے وعدہ کر چکا ہوں، میرا مطلب ہے کہ آپ کے حکم کے مطابق۔" میں نے اپنے آپ کو سنبھالا اور پھر ان دونوں کو اندر آنے کی اجازت دے دی۔ اس کے ساتھ ہی میں نے ملازم سے کہہ دیا تھا کہ ان کے بعد اگر کوئی اور ہو تو اُسے اندر نہ آنے دیا جائے بلکہ معذرت کر لی جائے۔ آنے والا ایک دراز قامت اور ورزشی بدن کا مالک سفید فام شخص تھا جس کے چہرے پر جھرّیاں سی پڑی ہوئی تھیں۔ دوسری ایک سڈول بدن کی خوب صورت سی لڑکی تھی۔ دونوں ایک ہی نسل سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ خوش اخلاقی سے مسکراتے ہوئے میرے سامنے آئے، مجھ سے مصافحہ کیا اور کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"علی یار خان! آپ نے گوئٹے ہل کے لیے جنرل ہیرس کا ساتھ دینے کا فیصلہ کس طرح کیا؟" مرد نے سوال کیا۔

"میں بے شمار اخباری نمائندوں کو بتا چکا ہوں کہ یہ فیصلہ صرف اتفاقیہ تھا اور جہاں تک فلسطین کا تعلق ہے تو میں یہ بتا دوں کہ ان معاملات سے فلسطین کا تعلق میری دلچسپیوں کو مزید بڑھانے کا سبب بنا۔" میں نے جواب دیا۔

"علی یار خان! آپ نے جنرل ہیرس کے سلسلے میں جو پلاننگ کی تھی، کیا آپ کو یقین تھا کہ آپ [illegible] ہو جائے گی کہ کراس [illegible]

[illegible] پوچھی

"اس طرح کے معاملات میں کوئی بات آخری حد تک یقینی نہیں ہوتی۔ ویسے بھی یہاں صورتِ حال بہت پیچیدہ تھی۔ مجھے صرف اپنے کام سے دلچسپی تھی میں یہی چاہتا تھا کہ اسرائیلی ایجنٹ منصوبہ یہاں پروان نہ چڑھنے پائے۔"

"علی یار خان! آپ نے برکلے یونیورسٹی سان فرانسسکو میں قانون کی تعلیم سے اپنی زندگی کا آغاز کیا تھا..." مرد نے کہنا شروع کیا لیکن میں نے درمیان میں اس کی بات کاٹ دی۔

"نہیں، زندگی کا آغاز تو میں نے اس وقت کیا تھا جب اپنے پاک وطن کی سرسبز و شاداب لہلہاتی ہوئی زمینوں پر آنکھ کھولی تھی۔ زندگی کی ابتدا تو وہیں سے ہوئی تھی، بعد کے واقعات صرف گردشِ وقت کا نتیجہ تھے۔"

"کیا تنظیم آزادیٔ فلسطین میں شامل ہونے کے بعد آپ نے اپنے وطن کا رُخ نہیں کیا؟"

"نہیں۔"

"اس کی وجہ پوچھ سکتی ہوں علی یار خان؟" لڑکی نے سوال کیا۔

"ہاں۔ میں نے یہی سوچا تھا کہ قانون کی تعلیم مکمل کر کے اپنے وطن واپس جاؤں گا اور وہاں اپنی ذمے داریاں سنبھال لوں گا لیکن گردشِ وقت نے جب میرے لیے ایک دوسرا راستہ منتخب کر دیا تو میں اسی پر چل پڑا، نیک نیتی اور خلوص کے ساتھ، ایک نئی منزل کی جانب۔ اب کسی اور طرف دیکھنا میرے لیے مناسب بات نہ تھی۔"

"اور اگر اس کوشش میں آپ موت کا شکار ہو گئے تو؟"

"تو یہ میری سب سے بڑی خوش نصیبی ہوگی۔" میں نے جواب دیا۔

"کیا آپ صرف مذہبی بنیادوں پر اس حد تک جذباتی ہوئے ہیں؟"

"بیرن ہال کے واقعات اگر آپ کے علم میں ہوں تو آپ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اگر یہودی انتہاپسند دیوانگی کا مظاہرہ نہ کرتے تو بات شاید وہیں ختم ہو جاتی لیکن انھوں نے خود ایک دشمن تخلیق کیا اور اب جو کچھ ہے آپ کے سامنے ہے۔"

"سنا ہے سی آئی اے کا ایک یہودی افسر اولیو ہاورڈ آپ کے پیچھے طویل عرصے تک لگا رہا ہے۔" مرد نے کہا اور ایک لمحے کے لیے میرے ذہن میں سنسنی سی اُبھری۔ اولیو ہاورڈ کے معاملات منظرِ عام پر نہیں تھے۔ اس شخص کو اتنی تفصیلات کیسے معلوم ہوئیں؟ میرے سوچتے ہی انگس نے مسکرا کر کہا: "میں [illegible] آپ جانتے ہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہ ہمارے اخبار کی پہنچ کہاں تک ہے، دراصل میں ایک بار مسٹر اولیو ہاورڈ کا انٹرویو بھی کر چکا ہوں اور اسی انٹرویو کے دوران آپ کا تذکرہ بھی درمیان میں آیا تھا۔"

"خاصے چہرہ شناس معلوم ہوتے ہیں آپ!" میں نے خفیف سی مسکراہٹ سے کہا۔

"اس کے ساتھ ساتھ میں آپ کا عقیدت مند بھی ہوں علی یار خان! اس لیے کہ آپ نے تن تنہا اتنے بڑے عفریت کو نیچا کر دکھا دیا ہے۔" رپورٹر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اپنا کیمرا سیدھا کر کے کھڑا ہوتا ہوا بولا۔ "پلیز! چند تصاویر۔"

میں نے کوئی اعتراض نہیں کیا تھا۔ فوٹوگرافر تھوڑا سا پیچھے ہٹا، وہ تصویر کے لیے مناسب اینگل بنا رہا تھا۔ دو تین جگہیں تبدیل کر کے وہ عین اس جگہ پہنچ گیا جہاں کمرے کا دروازہ تھا۔ میں گہری نگاہوں سے اس کا جائزہ لے رہا تھا اور نجانے کیوں میری چھٹی حس نے مجھے یہ احساس دلایا کہ کہیں نہ کہیں کوئی گڑبڑ ضرور ہے۔ تصویر بنانے کے لیے اتنا پیچھے ہٹ جانا کیا معنی رکھتا ہے لیکن بات سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ وہ بالکل دروازے کے قریب کھڑا ہوا تھا، پھر اس نے جھک کر مجھے کیمرے کے لینس میں فوکس کیا اور بٹن دبانے والا ہی تھا کہ دفعتاً دروازہ زور سے کھلا۔

چونکہ وہ دروازے کے بالکل قریب کھڑا ہوا تھا اس لیے کھلنے والے کواڑوں سے اسے زوردار دھکا لگا اور اسی وقت کمرا تیز سرخ روشنی میں نہا گیا۔ آج تک جو کیمرے تصاویر لینے کے لیے ایجاد ہوئے ہیں ان میں فلیش لائٹ سفید ہی ہوتی ہے لیکن یہ سرخ فلیش لائٹ میری سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ وہ شخص خود کو سنبھالنے کی کوشش میں اوندھے منہ گرتے گرتے بچا تھا اور تصویر لیتے وقت اس کے کیمرے کا رُخ بدل گیا تھا۔ میرے بالکل سامنے رکھی ہوئی میز اس روشنی کی زد میں آئی تھی اور دوسرے ہی لمحے میں نے میز سے دھواں اُٹھتے دیکھا۔ میری چھٹی حس جو کچھ کہہ رہی تھی، وہ میرے سامنے آ گیا تھا۔ میز اس انداز میں سلگ رہی تھی کہ بات سمجھ میں ہی نہ آتی تھی۔ اندر آنے والا وہی سیاہ فام ملازم تھا جو اخباری رپورٹر کو مجھ سے ملاقات کرانے کی ڈیوٹی پر متعین تھا۔ وہ کسی کام سے اندر آیا تھا لیکن اسکی اچانک آمد میرے لیے زندگی کا باعث بن گئی تھی۔

دوسرے ہی لمحے مرد اخبار نویس نے آنے والے ملازم کے جبڑے پر ایک زوردار گھونسا رسید کیا اور برق رفتاری سے باہر چھلانگ لگا دی۔ لڑکی بھی اس کے پیچھے ہی دوڑی تھی لیکن یہ بھی ایک اتفاق تھا یا اس کی بدقسمتی کہ وہ گرے ہوئے ملازم کے پیروں میں اُلجھ کر اوندھے منہ دروازے کی چوکھٹ میں جا پڑی تھی۔ میں اب تمام صورتِ حال کو سمجھ چکا تھا چنانچہ میں نے بجلی کی سی پھرتی سے چھلانگ لگائی اور دروازے سے باہر نکل گیا۔ باہر بھی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ کمرے کے باہر مجھے سفید فام مرد کہیں نظر نہیں آیا۔ میں واپس پلٹا، لڑکی اُٹھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ میں اس وقت ان میں سے کسی ایک پر ہاتھ ڈال دینا چاہتا تھا چنانچہ میں نے لڑکی ہی کو غنیمت سمجھا اور اس کے بال پکڑ کر ایک زوردار جھٹکا دیا۔ لڑکی سانپ کی طرح پلٹ گئی تھی۔ میں نے اس کے ہاتھ میں چمکتے ہوئے سیاہ پستول کو دیکھا جو پلٹنے کے دوران اس نے نکال لیا تھا اور میری زوردار ٹھوکر اس کی کلائی پر پڑی۔ ایک تیز چیخ کے ساتھ پستول اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا پڑا تھا۔ میں نے بال پکڑے پکڑے اسے اُٹھا کر سیدھا کھڑا کر دیا اور ایک اُلٹا ہاتھ اس کے منہ پر مارا۔ لڑکی کمرے کے وسط میں آ گری تھی۔ اس دوران وہ سیاہ فام ملازم بھی کھڑا ہو گیا تھا جس کے جبڑے پر رپورٹر نے گھونسا مارا تھا۔ وہ متحیرانہ انداز میں ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا اور پھر اس نے بھی باہر چھلانگ لگا دی۔ کمرے میں اب لڑکی اور میں رہ گئے تھے۔ آس پاس اور کوئی موجود نہیں تھا۔ میری نگاہیں لڑکی پر جمی ہوئی تھیں پھر میں نے اس میز کو دیکھا جو شعلے دیے بغیر سلگ کر راکھ ہو گئی تھی اور پھر اس طرح زمین پر بکھر گئی کہ آنکھوں کو یقین نہ آئے۔ اس کی سفید راکھ ہلکی ہلکی ہوا سے منتشر ہو رہی تھی۔ لڑکی نے ایک بار پھر اپنے آپ کو سنبھالا اور دروازے کی طرف دیکھا۔ میں اس کا مقصد سمجھ گیا اور میں نے پیچھے ہٹ کر دروازہ بند کر دیا۔

"تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اب تم میرے شکنجے میں ہو۔ اُٹھو اور اس کرسی پر جا کر بیٹھ جاؤ۔" میں نے جھک کر اس کے ہاتھ سے نکلا ہوا پستول اٹھایا اور اُسے اپنی جیب میں ڈال لیا۔ لڑکی خشک ہونٹوں پر زبان پھیر رہی تھی، اس کی حسین آنکھوں میں خوف کی پرچھائیاں دیکھی جا سکتی تھیں۔ پھر وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھ کر اس کرسی پر جا بیٹھی جس کی طرف میں نے اشارہ کیا تھا۔ میں تیز نگاہوں سے اُسے گھور رہا تھا۔ چند ہی لمحے بعد باہر دستک ہوئی اور میں پیچھے ہٹتا ہوا دروازے کے قریب پہنچ گیا۔ پھر میں نے ایک جھٹکے سے دروازہ کھولا۔ سیاہ فام ملازم کے ساتھ دو تین گارڈ اور اندر آ گئے تھے۔

"کیا رخ؟ کیا وہ نکل گیا ہے؟"

جاسوسی ڈائجسٹ کا تہلکہ خیز سلسلہ

ایک ایسے نوجوان کی داستانِ عبرت
جو حالات کے جال میں پھنس کر جرائم
کی دلدل میں پھنستا چلا گیا۔

انعام یافتہ مشہور مصنف جبّار توقیر کا منفرد اندازِ تحریر

کھوج

آٹھ حصے

قیمت فی حصہ ۲۵ روپے
ڈاک خرچ فی حصہ ۱۰ روپے

کتابی شکل میں تیار ہے

اپنے قریبی بک اسٹال سے طلب فرمائیں یا براہِ راست خط لکھ کر طلب کریں!

کتابیات پبلی کیشنز ◎ پوسٹ بکس ۲۳ - کراچی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"جی ہاں... جی ہاں جناب۔ ہم سمجھ ہی نہیں سکے تھے کہ معاملہ کیا ہے۔ وہ پھرتی سے باہر نکلا اور ایک کار میں بیٹھ کر چلا گیا۔ وہ تو ہمیں بعد میں معلوم ہوا کہ کچھ گڑبڑ ہوگئی ہے۔" ایک گارڈ نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"ٹھیک ہے جاؤ آرام کرو۔" میں نے کہا اور گارڈ اس لڑکی کو دیکھتے ہوئے واپس پلٹ گئے۔ ملازم دروازے میں کھڑا رہ گیا تھا لیکن میں نے اس سے بھی باہر جانے کے لیے کہا اور وہ باہر نکل گیا۔ ایک بار پھر میں نے دروازہ بند کر لیا تھا۔

"کیا نام ہے تمھارا؟" میں نے آہستہ سے پوچھا۔

"میریا سلاٹر۔" اس نے جواب دیا۔

"تمھارے ساتھی کا کیا نام تھا؟"

"ڈِک ہارین۔" وہ بولی

"تمھارا تعلق کون سے اخبار سے ہے؟"

"کک... کسی اخبار سے نہیں۔" لڑکی سچ بولنے پر آمادہ تھی۔ شاید اس کو صورتِ حال کی سنگینی کا اندازہ ہوگیا تھا۔

"کون سے ملک سے تعلق رکھتے ہو تم لوگ؟"

"ہم امریکن ہیں۔" لڑکی نے جواب دیا۔

"امریکن یہودی؟"

"ہاں۔ ہارین میرا عزیز بھی ہے۔"

"تعلق کس ادارے سے ہے؟" میں نے سوال کیا۔

لڑکی خاموشی سے مجھے دیکھتی رہی پھر بولی۔ "کیا یہ ممکن نہیں کہ تم مجھے یہاں سے نکل جانے دو؟"

"ہاں، ممکن ہو سکتا ہے بشرطیکہ تم اسی طرح سچ بولتی رہو۔"

"تو پھر سنو! میرا تعلق ایف بی آئی سے ہے اور ہمیں ہمارے ڈیپارٹمنٹ سے یہ ہدایت ملی تھی کہ تمھیں ختم کر دیں۔"

"یہ کیمرا کیسا تھا؟" میں نے پوچھا۔

"بظاہر ایک عام کیمرا تھا لیکن اس میں کچھ تبدیلیاں کی گئی ہیں، فلیش لائٹ کی حد تک۔ وہ روشنی ایک مخصوص قسم کی روشنی ہے جو اپنے فوکس میں آئی ہوئی ہر شے کو ٹھنڈی آگ میں جلا دیتی ہے۔"

"ٹھنڈی آگ!"

"ہاں، بہت ٹھنڈی لیکن آگ۔" لڑکی نے جواب دیا۔

"تمھارا کام صرف یہی تھا کہ مجھے ختم کر دو؟"

"ہاں ہمیں یہی ہدایت ملی تھی۔"

"اور یہ ہدایت دینے والا ڈینس ہیلے ہے؟"

"ہاں۔ وہی یہاں ہماری کمان کر رہا ہے۔"

"اس وقت وہ کہاں ہے؟"

"یقین کرو، کسی کو نہیں معلوم، کوئی نہیں جانتا۔ یہ صرف ایک ہدایت تھی جس پر عمل کرنے کے لیے ہمیں یہاں بھیجا گیا تھا اور اس وقت یہی طریقہ ممکن ہو سکتا تھا کہ ہم اخباری رپورٹر کی حیثیت سے تم تک پہنچ جائیں۔"

"باہر تمھارے کچھ اور ساتھی بھی موجود تھے؟"

"نہیں۔ ہم دونوں نہایت اعتماد کے ساتھ یہاں پہنچے تھے تنہا۔"

"ڈِک ہارین اس وقت کہاں ملے گا؟"

"وہ روپوش ہو چکا ہوگا اور اب اسے پانا آسان کام نہیں۔"

"تم یہاں سے کہاں واپس جاؤ گی؟"

"بینگل کارتر کے فلیٹ نمبر ایک سو بارہ میں۔ وہ میرے لیے کرائے پر حاصل کیا گیا ہے۔"

"تو پھر اب تمھارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے میریا سلاٹر؟"

"کچھ نہیں، ظاہر ہے میں تمھارے قتل کی کوشش میں گرفتار ہوئی ہوں، تم جو دل چاہے کر سکتے ہو۔ ڈینس ہیلے اگر میری مدد کرنے پر آمادہ ہوگیا تو یقیناً اپنی سی کوشش کرے گا۔ میں یہ بازی تو اب ہار چکی ہوں، چنانچہ اب میرا مزید کچھ بولنا مناسب نہیں ہے۔"

"تم اگر چاہتیں تو اپنی زبان بند بھی رکھ سکتی تھیں، مجھے اپنے بارے میں نہ بتاتیں اور اس وقت کا انتظار کرتیں جب ڈینس ہیلے تمھاری مدد کرتا۔"

"یقین نہیں ہے مجھے کہ ڈینس ہیلے اتنی بڑی کامیابی حاصل کر سکے گا اور میں فضول حماقتوں کی قائل نہیں ہوں۔ ظاہر ہے تمھاری زندگی بال بال بچی ہے اور تم مجھ سے ہر طرح کا انتقام لینے میں حق بجانب ہو۔ چنانچہ میری دفاع کی ہر کوشش حماقت ہی ہو سکتی ہے۔"

"تو تمھارا کیا خیال ہے، اب میں تمھیں اس صاف گوئی کے نتیجے میں معاف کر دوں گا؟" میں نے کہا۔

"نہیں... اصولاً یہ نہیں ہونا چاہیے۔ تم اگر مجھ سے کوئی فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہو تو حاصل کرو، میں تمھاری ہر بات پر عمل کرنے کو تیار ہوں۔" لڑکی نے کہا اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"مجھے سرخ روشنی کے بارے میں اور کچھ بتاؤ۔ بڑی دلچسپ چیز تھی۔ یہ میز تو اس طرح یہاں سے غائب ہوگئی جیسے کبھی اس کا وجود ہی نہیں تھا۔"

"ہاں۔ روشنی کے بارے میں صرف اتنا ہی جانتی ہوں

جتنا کہ بتا چکی ہوں۔ وہ اپنے دائرے میں آئی ہوئی ہر چیز کو خاکستر کر دیتی ہے اور آس پاس کی چیزوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔" لڑکی نے جواب دیا۔

"میریا سلاٹر، تمھیں اچھی طرح علم ہے کہ میں کون ہوں جہاں تک جنرل ٹیرس کا معاملہ ہے، میں نے صرف اس میں اسی بنیاد پر دلچسپی لی تھی کہ اسرائیلی ایٹمی منصوبے کو یہاں پایۂ تکمیل تک نہ پہنچنے دیا جائے۔ اس کے علاوہ میرا اور کوئی مقصد نہیں تھا۔ ہاورڈ سے میری دشمنی کی بنیاد جس وجہ سے پڑی تم لوگوں کو اس کا علم ہے، میرے اور ہاورڈ کے درمیان بہت سے معرکے ہو چکے ہیں۔ وہ اپنی تمام کوششوں میں ناکام ہوا ہے میرے معاملے میں۔ اور میں نے بذاتِ خود کبھی اس کی جان لینے کی کوشش نہیں کی کیونکہ میں دشمنوں کو زندہ رکھنے کا قائل ہوں۔ اسی طرح اپنی صلاحیتوں کو جلا دی جا سکتی ہے۔ میریا سلاٹر، میں اگر چاہوں تو تمھاری بقیہ زندگی گوٹے ہل کی کسی جیل میں گزر سکتی ہے۔ میں اگر چاہوں تو خود پر قاتلانہ حملہ کرنے کے جرم میں تمھیں جنرل ٹیرس کے حوالے کر دوں اور جنرل ٹیرس تمھیں وہ سزا دے کہ تم جس کا تصور بھی نہ کر سکو لیکن نہیں میریا سلاٹر، ایک ناکام آدمی فرار ہو چکا ہے۔ وہ چونکہ صرف ایک نمائندہ تھا، اگر وہ میرے ہاتھ آ بھی جاتا اور یہ صورتِ حال میرے علم میں آتی تو شاید میں اسے بھی یہاں سے نکل جانے کی اجازت دے دیتا۔ ڈینس ہیلے ایف بی آئی کا آدمی ہے، وہ صرف اپنی ناکامی کی بنیاد پر میرا دشمن بنا ہوگا۔ میرا اصل مقابلہ تو اولیو ہاورڈ سے ہے اور میریا سلاٹر تمھیں خوشخبری دی جاتی ہے کہ تمھیں ایک لمحے کے لیے بھی یہاں قید نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی کسی قسم کی کوئی سزا دی جائے گی۔ جاؤ تم آزاد ہو۔ ہاں اگر ہاورڈ سے ملاقات ہو تو اسے میرا یہ پیغام ضرور دے دینا کہ میری اس کی دشمنی تاحیات ہے۔ اس سے یہ بھی کہہ دینا میریا سلاٹر کہ میں اب اپنے راستے تبدیل کر رہا ہوں اور میرا ہر قدم اب اس ارادے کے ساتھ اٹھے گا کہ اولیو ہاورڈ اور اسرائیلی مفادات کو کیا کیا نقصانات پہنچائے جا سکتے ہیں۔ ہاورڈ سے کہنا کہ آج تک جو کچھ ہوتا رہا ہے، اس میں میں صرف دفاع کرتا رہا ہوں لیکن اب صورتِ حال تبدیل ہوگی، اب میں جارحانہ اقدامات کروں گا اور ہاورڈ کو اپنا بچاؤ کرنا ہوگا۔ چلو میریا سلاٹر، میں تمھیں باعزت طریقے سے باہر چھوڑ دوں... آؤ... میں تم سے مذاق نہیں کر رہا۔" میریا سلاٹر کا منہ حیرت سے کھلا ہوا تھا۔ وہ بے یقینی کے انداز میں مجھے دیکھ رہی تھی لیکن میں مسکرا رہا تھا پھر میں نے بڑے دوستانہ انداز میں اس کا بازو پکڑا اور دروازے کی طرف چل پڑا۔ وہ مسلسل بے یقینی کے انداز میں آگے قدم بڑھا رہی تھی۔ باہر ملازم موجود تھا، تھوڑے تھوڑے فاصلے پر مسلح گارڈ بھی کھڑے ہوئے تھے۔ میں ان کے درمیان سے گزرتا ہوا بالآخر اس عمارت کے آخری دروازے پر آ پہنچا اور یہاں میں نے میریا سلاٹر کو رخصت کیا۔

"یہاں سے کوئی تمھارا تعاقب نہیں کرے گا، میں جانتا ہوں کہ تم اپنے فلیٹ پر جاؤ گی۔ بالکل صبر و سکون کے ساتھ واپس جاؤ، تمھیں کوئی کچھ نہیں کہے گا لیکن بہتر یہ ہوگا میریا سلاٹر کہ اس کے فوراً بعد گوٹے ہل سے نکل جاؤ۔ کیونکہ جنرل ٹیرس یہ تمام تفصیلات جاننے کے بعد باز نہیں رہ سکے گا اور تم لوگوں سے انتقام لینے دوڑ پڑے گا۔ میرا مشورہ تم نے سن لیا ہے نا۔" میں نے ہاتھ اٹھا کر کہا اور واپس پلٹ پڑا۔

میریا سلاٹر متحیرانہ نگاہوں سے مجھے دیکھتی رہی تھی اور پھر اس نے سہمے سہمے انداز میں قدم آگے بڑھا دیے تھے۔ میں واپس اپنے کمرے میں آگیا۔ میں نے دیکھا کہ میرا خصوصی ملازم اور گارڈز کمرے میں بکھری ہوئی راکھ کو حیرت زدہ نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔

"اس کی صفائی کرا دو۔" میں نے کہا اور کمرے سے باہر نکل آیا، پھر میں والٹوموبائے کے محل کے اس مخصوص کمرے میں پہنچ گیا جو میری رہائش کے لیے مخصوص کیا گیا تھا۔ زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ کیتھی براؤن آندھی طوفان کی طرح میرے کمرے میں داخل ہوئی اور سر سے پاؤں تک میرا جائزہ لینے لگی۔ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ "کیا بات ہے مس براؤن؟"

"تم پر... تم پر قاتلانہ حملہ ہوا تھا! تمھیں ہلاک کرنے کی کوشش کی گئی تھی اور... اور تم نے اپنے دشمنوں کو نکل جانے دیا۔ یہ... یہ بہتر تو نہیں ہوا۔ کیا یہ واقعی درست ہے؟" وہ بے تکے انداز میں بولی اور مجھے ہنسی آگئی۔

"ہاں میڈم براؤن! میرے دشمنوں نے یہ کوشش کی تھی لیکن وہ اتنے معمولی لوگ تھے کہ میں انھیں کوئی سزا دینا پسند نہیں کرتا۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ سزا بھی کم از کم ایسے... لوگوں کو دینی چاہیے، جو اس کے قابل ہوں، وہ تو صرف معمولی سے ہرکارے تھے، قطعی غیر اہم۔"

"مگر کون تھے وہ اور کیوں انھوں نے ایسا کیا تھا، کیا والٹوموبائے کے حامی...؟"

"ہاں، ہم انھیں والٹوموبائے کا حامی ہی کہیں گے۔ ان

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کا تعلق ڈینس ہیلے سے تھا۔"

"اوہ... یہ عجیب صورتِ حال ہے۔ عجیب سی بات ہے، ڈینس ہیلے..."

"نہیں میڈم براؤن، کوئی عجیب بات نہیں ہے۔ ظاہر ہے جن لوگوں کو میری وجہ سے نقصانات پہنچے ہیں، انھیں کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی ہوگا۔"

"مگر ہم نے تو تمھاری حفاظت کے لیے کوئی خاص بندوبست نہیں کیا۔ اس کا مطلب ہے کہ اب ہمیں محتاط ہونا پڑے گا۔"

"بیٹھیے میڈم براؤن، آپ بے حد پریشان نظر آ رہی ہیں۔"

"میں نے جنرل ٹیرس کو اطلاع دی ہے اور وہ فوراً یہاں آ رہے ہیں۔"

"آپ کو یہ اطلاع کس نے دی مس براؤن؟"

"آپ کے ملازم نے۔" کیتھی براؤن نے جواب دیا۔

"افسوس میں اسے منع کرنا بھول گیا۔ یہ تو اتنی معمولی سی بات تھی کہ اس کا تذکرہ بھی بے مقصد سا تھا۔"

"علی! میں تم سے ناراض ہو جاؤں گی اور مجھے اس کا حق حاصل ہو چکا ہے، سمجھے۔ اپنا تحفظ کرو، تم اپنی ذات سے اتنے غافل کیوں ہو؟"

"مجھے کوئی خطرہ نہیں ہے مس براؤن اور اگر کبھی خطرہ ہوا تو میں آپ کو اس سے فوراً آگاہ کر دوں گا۔" میں نے جواب دیا۔

تھوڑی دیر بعد جنرل ٹیرس بھی آ گیا اور کافی دیر تک یہی سلسلے ہوتی رہی۔ وہ بھی مجھ سے ناراض تھا، اس نے بھی یہی کہا کہ اگر لڑکی ہاتھ آ گئی تھی تو اُسے چھوڑنا نہیں چاہیے تھا۔ کم از کم ڈینس ہیلے کے ٹھکانے کے بارے میں تو کچھ معلوم ہو سکتا تھا اور ہم اس کے خلاف کوئی کارروائی کر سکتے تھے۔ ظاہر ہے میں یہ سب کچھ کرنے کی اجازت کسی کو نہیں دوں گا۔

بمشکل تمام میں نے جنرل ٹیرس کو سمجھایا بجھایا تھا لیکن اس کے بعد یہ احساس میرے ذہن میں کچھ اور شدت اختیار کر گیا تھا کہ یہ لوگ مجھے آسانی سے نہیں چھوڑیں گے اور اب یہاں زیادہ عرصہ رکنے کا کوئی جواز بھی نہیں تھا۔ میں نے ان لوگوں کے لیے جو کچھ بھی کیا تھا، اس کا صلہ وصول کرنے کے حق میں نہیں تھا اور مجھے یہ زیب بھی نہیں دیتا تھا لیکن اس طرح بیکار ان کے پاس پڑے رہنا بھی کچھ عجیب سا تھا۔ اب اگر میں یہاں سے اعلانیہ نکلتا ہوں تو ظاہر ہے جنرل ٹیرس اور مس براؤن کی نگاہوں سے بچنا مشکل ہو جائے گا۔ اس وقت جنرل ٹیرس کی انٹیلی جنس چپے چپے پر موجود تھی۔ چنانچہ بہتر یہی تھا کہ میں خاموشی سے یہاں سے نکل جاؤں۔

گوٹے ہل صرف اس شہر تک ہی محدود نہیں تھا۔ دارالحکومت کے علاوہ بھی یہ علاقہ بڑی وسعت رکھتا تھا اور اب مجھے اس کے بارے میں تھوڑی بہت معلومات حاصل ہو چکی تھیں۔ قدرتی مناظر سے بھرپور افریقہ کے سرسبز و شاداب علاقوں میں واقع یہ ریاست سیاحوں کے لیے بھی باعثِ دلکشی تھی اور یہاں سے خفیہ طور پر کہیں نکل جانا ناممکن نہیں تھا۔ لہٰذا میں نے سوچا کہ کیوں نہ گوٹے ہل کو ایک سیاح کی حیثیت سے دیکھوں اور جب بھی موقع ملے یہاں سے نکل جاؤں۔ اس کے لیے ضروری تھا کہ ان لوگوں کو مس گائیڈ کیا جائے تاکہ میرا تعاقب نہ کیا جا سکے۔

تقریباً تین دن تک میں اپنا پروگرام ترتیب دینے میں مصروف رہا، چوتھی رات کو میں نے انھیں ایک خط لکھا جس میں ان سے صرف یہی کہا گیا تھا کہ میں دوسری دنیا کا مسافر ہوں، کسی ایک جگہ رک کر زندگی گزار دینا میرے لیے ایک ناممکن کام ہے۔ میں ان لوگوں کی محبتوں کو ساتھ لیے جا رہا ہوں اور جب بھی کبھی دل میں ان سے ملاقات کی خواہش اُبھری، بے تکلفی سے ان کے پاس پہنچ جاؤں گا۔ اس کے ساتھ ہی میں نے ایک درخواست بھی کی تھی کہ مجھے تلاش کرنے یا میرا تعاقب کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔ جہاں تک میرے دشمنوں کا تعلق ہے، میں ان سے محفوظ رہنے کے گُر جانتا ہوں اور اس کے بعد میں خاموشی سے وہاں سے نکل آیا۔

میں نے سفر کے لیے ایسے ذرائع اختیار کیے تھے جو جنرل ٹیرس وغیرہ کے ذہن میں نہ آ سکیں، کیونکہ وہ لوگ اعلیٰ پیمانے پر ہی میرے سفر کے بارے میں سوچ سکتے تھے لیکن میں نے ٹرین سے سفر کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ ریلوے اسٹیشن پر جو سب سے پہلی ٹرین مجھے نظر آئی، میں ٹکٹ خرید کر اسی میں بیٹھ گیا تھا۔

گوٹے ہل کے بارے میں میری معلومات بہت زیادہ نہیں تھیں لیکن میں ان لمحات کو غیر دلچسپ نہیں محسوس کر رہا تھا۔ اس طرح میں ایک سیاح کی حیثیت سے اس علاقے کو دیکھ سکتا تھا۔ کمپارٹمنٹ میں میرے علاوہ اور بھی بہت سے لوگ تھے۔ میرے سامنے ایک بھاری بدن کا گول مٹول شخص بیٹھا ہوا تھا۔ وہ اعلیٰ تراش کے خوب صورت سوٹ میں ملبوس تھا، دولت مند آدمی معلوم ہوتا تھا کیونکہ انگلیوں میں ہیرے کی انگوٹھیاں نظر آ رہی تھیں۔ رات کے وقت بھی تاریک شیشوں کی عینک لگائے ہوئے تھا۔ بدن کی طرح چہرہ بھی گول مٹول تھا، گال پھولے ہوئے تھے۔ شکل و صورت سے مقامی نظر آ رہا تھا۔ اس سے کچھ ہٹ کر ایک سفید فام خاندان موجود تھا۔ جن میں ایک عمر رسیدہ مرد، ایک لڑکی اور ایک دراز قامت

شخص تھا جو شکل سے احمق نظر آتا تھا۔ پھر کچھ دوسرے لوگ تھے۔

ابھی میں ان کا جائزہ لے رہا تھا کہ دفعتاً گول مٹول شخص اپنی جگہ سے اٹھا اور میرے قریب آ بیٹھا۔ جگہ تبدیل کرنے کی وجہ میری سمجھ میں نہیں آئی تھی۔

"ہیلو۔" اس نے باریک آواز میں کہا اور میں اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"ہیلو۔" میں نے بھی اخلاقاً کہا۔

"مجھے ہای یال ڈھوک کہتے ہیں۔ تم چاہو تو پروفیسر ڈھوک کہہ سکتے ہو۔"

"اور اگر میں کچھ نہ کہنا چاہوں تو...؟" میں نے خشک لہجے میں کہا۔

"تو ستاروں کی چال غلط ہو جائے گی۔"

"کیا مطلب؟" میں اس بے تکے جواب پر چونکا۔

"وہ تو میں بھی نہیں جانتا۔" اس نے اطمینان سے کہا۔

"اب تم دلچسپ بننے کی کوشش کر رہے ہو مسٹر ڈھوک۔"

"میں دلچسپ ہوں، تمھیں تسلیم کرنا پڑے گا۔" اس نے کہا اور میں اُسے دیکھنے لگا۔ "اپنا ہاتھ لاؤ... لاؤ میں کھا نہیں جاؤں گا۔" اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا دیا تھا۔ آخر کار میں نے اُسے گھورتے ہوئے اپنا ہاتھ سامنے کر دیا۔ اس نے میرے ہاتھ کی لکیروں کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "ضدی، ہٹ کا پکا، جذبۂ حریت سے سرشار، مقصد کے لیے جان لڑا دینے والا۔ تعلیم غیر متوقع طور پر ادھوری۔ جفاکش، دلیر، اپنی ذات میں تنہا، کسی سے نہ متاثر ہونے والا۔ دولت کی آغوش میں آنکھ کھولی پھر اس سے محروم ہو گئے۔ وطن کے لیے تڑپتے ہو۔ دوستوں کے بہترین دوست، دشمنوں کے بدترین دشمن۔ اور کچھ بتاؤں؟" اس نے مسکرا کر کہا۔

میں سنبھل گیا تھا۔ اس نے میرے بارے میں سب کچھ درست بتایا تھا، کوئی خطرناک آدمی ہے۔ میں نے دل میں سوچا۔ کون ہو سکتا ہے؟

"دیکھو دوست! اس وقت تمھارے ذہن سے میرا رابطہ ہے۔ کوئی غلط بات نہ سوچو میرے بارے میں۔"

"خوب! تو ٹیلی پیتھر بھی ہو تم؟" میں نے مسکرا کر کہا۔

"میں صرف پروفیسر ڈھوک ہوں۔" اس نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا۔

"تم نے کہا تھا، کچھ اور بتاؤ گے میرے بارے میں۔"

"بہت کچھ بتا سکتا ہوں۔ بولو اور کیا بتاؤں؟" اس نے چشمہ اتار کر نیچے رکھ دیا۔ آنکھیں گول گول تھیں اور ان میں بچوں جیسی شوخی نظر آ رہی تھی۔

"تمھارا تو میرے ذہن سے رابطہ ہے۔ بتاؤ میں اور کیا جاننا چاہتا ہوں؟" میں نے کہا اور پروفیسر ڈھوک نے گردن جھکا دی۔

"ہاں، میں نے اپنے علم سے تمھارے بارے میں سب کچھ سچ بتایا ہے۔ لیکن میں نہ غلط ہوں نہ خطرناک، خاص طور سے دوستوں کے لیے۔" اس نے کہا اور میرے ذہن میں خیال آیا۔ ممکن ہے گرین پول یا ایف بی آئی کا نمائندہ ہو اور وہ فوراً بولا۔

"دونوں پر لعنت بھیجتا ہوں۔ کوئی ہے جو مجھے اپنے لیے استعمال کر سکے۔ خواہ وہ ایف بی آئی ہو، سی آئی اے ہو، گرین پول ہو یا کے جی بی۔"

اب میرے حل ٹھنڈے ہو گئے تھے۔ میری ذہنی سوچ کو وہ الفاظ کی شکل دیتا جا رہا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ کچھ ہے۔

اس نے کہا "ہاں، بہت کچھ ہوں، اندازہ ہو جائے گا۔"

"اندازہ ہو گیا پروفیسر۔ مان لیا میں نے۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اس نے چشمہ اُٹھا کر آنکھوں پر لگا لیا اور بولا "کیا نام ہے تمھارا؟"

"علی یار خان۔"

"اپنا نام میں بتا چکا ہوں۔"

"تم واقعی دلچسپ لیکن خطرناک آدمی ہو۔ کہاں جا رہے ہو؟"

"تمھاری طرح کسی نامعلوم منزل کی طرف۔"

"مقامی باشندے ہو؟"

"نہیں، ایتھوپیا کا رہنے والا ہوں۔ سیر و سیاحت کا رسیا اور ایڈونچر پسند ہوں۔ تین ماہ سے انھی علاقوں میں ہوں۔"

"بڑی خوشی ہوئی تم سے مل کر۔ تمھیں یہ بھی علم ہے کہ میں کسی نامعلوم منزل کی طرف جا رہا ہوں۔"

"تفریح کی حد تک میں کسی کی ذاتیات کو ٹٹولتا ہوں۔ ورنہ مجھے صرف انسانوں سے دلچسپی ہے۔"

"تمھارا ساتھ خطرناک بھی ہو سکتا ہے۔"

"سچائی کے راستے بے خطر ہوتے ہیں۔ دل سے دل تک آؤ، کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔"

"کیا میں تم سے دوستی کی درخواست کر سکتا ہوں؟"

"کر سکتے ہو۔" اس نے کہا اور میں ہنسنے لگا۔

"سر میں آپ سے دوستی چاہتا ہوں۔" میں نے پُر مذاق انداز میں کہا۔

"میں تمھیں خوشی سے دل کی سلطنت میں خوش آمدید کہتا ہوں۔" اس نے بھی ہنس کر کہا اور گرمجوشی سے مجھ سے ہاتھ ملایا پھر بولا۔ "تمھاری خوبیوں نے مجھے بھی متاثر کیا ہے، تم جیسے لوگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پرکشش ہوتے ہیں۔ کیا مشن ہے تمھاری زندگی کا؟"

"دوستی ہوگئی ہے پروفیسر! جان لینا فرصت سے۔ کیا تمھاری اپنی زندگی کا بھی کوئی مشن ہے؟" میں نے پوچھا۔

"ہاں کیوں نہیں۔"

"اصولاً مجھے بھی آئندہ پر انحصار کرنا چاہیے۔"

"نہیں! ابھی بتا سکتا ہوں۔ کھانا پینا عیش کرنا۔ زندگی کو اس طرح گزارنا جس طرح خواہش ہو۔"

"گزار رہے ہو؟"

"مکمل طور سے اور مطمئن ہوں۔" وہ بولا اور میں نے گہری سانس لی۔

"بہت خوش نصیب ہو۔ ویسے ذریعۂ آمدنی کیا ہے؟"

"ہر جگہ اپنے بینک موجود ہیں۔ تمھیں اس جملے پر تعجب نہیں ہونا چاہیے۔"

"سمجھ نہیں سکا۔"

"سمجھاتا ہوں۔" پروفیسر ڈھوک نے کہا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ پھر اس کی نگاہ اس احمق شکل کے لمبے نوجوان پر ٹھہر گئی اور اس نے چشمہ اُتار دیا۔ دفعتاً میں نے نوجوان کو ٹھٹکتے ہوئے دیکھا تھا۔ پھر اس کے چہرے پر خوف کے آثار نظر آنے لگے اور دوسرے ہی لمحے وہ اُچھل کر کھڑا ہوگیا۔ اس کے ساتھی معمر شخص نے چونک کر اُسے دیکھا، نوجوان کانپ رہا تھا۔ پھر وہ سہمے ہوئے انداز میں معمر شخص سے کچھ کہنے لگا۔ جواب میں معمر شخص نے چونک کر ہماری طرف دیکھا۔ ڈھوک نے چشمہ لگا لیا تھا۔ معمر آدمی متعجب انداز میں نوجوان سے باتیں کر رہا تھا اور ہماری طرف دیکھتا جا رہا تھا۔ اس کی ساتھی لڑکی بھی پریشان ہوگئی تھی۔ پھر معمر شخص اپنی جگہ سے اٹھا اور ہمارے قریب آگیا۔

"مجھے ایمن ٹروڈر کہتے ہیں جناب۔" اُس نے نرم لہجے میں کہا۔ "مداخلت کے لیے شرمندہ ہوں۔ یہاں بیٹھ سکتا ہوں؟"

"جی، ضرور۔" میں نے دلچسپی سے کہا اور وہ بیٹھ گیا۔

"کیا آپ اس شخص کو جانتے ہیں؟" اس نے نوجوان کی طرف اشارہ کر کے پوچھا اور ہماری نگاہیں بے اختیار اس کی طرف اٹھ گئیں۔ نوجوان اب بھی سہما ہوا بیٹھا تھا۔

"جی نہیں۔" ڈھوک نے جواب دیا۔

"لیکن وہ آپ سے خوفزدہ ہے۔"

"یہ اس کی شرافت ہے۔" پروفیسر ڈھوک نے کہا۔

"میں نہیں سمجھا!" ایمن ٹروڈر بولا۔

"وہ ہم سے کیوں خوفزدہ ہے؟" اس بار میں نے سوال کیا۔

"اس کا کہنا ہے کہ وہ آپ کا ایک لاکھ ڈالر کا مقروض ہے اور طویل عرصے سے آپ سے منہ چھپائے پھر رہا ہے۔ اب آپ ضرور اُسے پکڑ لیں گے۔" ٹروڈر نے کہا۔

"عجیب بات ہے۔ اگر وہ ایک لاکھ ڈالر ادا کرنا چاہتا ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ اس میں خوفزدہ ہونے کی کوئی بات نہیں ہے۔" ڈھوک نے سنجیدگی سے کہا۔

"بات مذاق کی ضرور ہے جناب لیکن مجھے حیرت ہے۔ عام حالات میں وہ ایک سنجیدہ نوجوان ہے۔ آپ کو ڈسٹرب کرنے کی معافی چاہتا ہوں۔" وہ اپنی جگہ سے اُٹھ گیا اور اپنی سیٹ پر جا بیٹھا۔

"کیا بات بنی مسٹر ڈھوک؟" میں نے تعجب سے پوچھا۔

"اب وہ تمام سفر کے دوران اس شریف شخص کو پریشان کرتا رہے گا کہ اسے میرا قرض ادا کرنا ہے۔ اسی طرح کچھ شریف لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو میرا قرض ادا کر دینا پسند کرتے ہیں۔ کیا سمجھے! ایسے چلتے پھرتے بینک ہر جگہ موجود ہیں۔"

"اوہ! تو تمھارا ذریعہ آمدنی یہ ہے۔" میں نے گہری سانس لے کر کہا۔

"اور بھی بہت سے ہیں۔" پروفیسر ڈھوک نے کہا اور میں خاموش ہوگیا۔ ڈھوک تھوڑی دیر تک میرے پاس بیٹھا رہا اور پھر خاموشی سے واپس اپنی جگہ جا بیٹھا۔ میں اس شخص کے حیرت انگیز علم پر حیران تھا۔ اس کے ساتھ ہی ایک پریشان کن احساس بھی دل میں تھا۔ اس کا میرے بارے میں اس قدر جان لینا بھی مناسب نہیں تھا۔ تاہم اپنی حد تک میں اس پر شبہ کر سکتا تھا لیکن اس نوجوان کا کیا قصہ تھا۔

اس کے بعد کوئی قابلِ ذکر واقعہ نہیں ہوا۔ ٹرین کی رفتار سُست تھی۔ غالباً جگہ جگہ چڑھائیاں تھیں اس لیے رفتار خود سُست ہو جاتی تھی۔

رات گہری ہوتی گئی اور ٹرین کے ہچکولوں سے مجھے بھی نیند آگئی۔ پھر صبح ہی کو آنکھ کھلی تھی۔ کھڑکی سے باہر سورج طلوع ہو رہا تھا۔ آس پاس ایسے حسین مناظر بکھرے ہوئے تھے کہ آنکھیں روشن ہوگئیں۔

"یہ ٹرانسو ہے ایک حسین قصبہ۔ اگر صرف گوٹے ہل کی سیر کرنی ہے تو اسے ضرور دیکھو۔" برابر سے ڈھوک کی آواز اُبھری اور میں چونک کر اسے دیکھنے لگا۔ وہ نہ جانے کب میرے پاس آ بیٹھا تھا۔

"تم یہیں اترو گے؟"

"ضروری نہیں ہے۔ ہاں اگر میں تمھارے ذہن پر گراں نہ گزروں تو تمھیں اس کی سیر کی پیشکش کرتا ہوں۔"

میں نے ایک لمحے کے لیے سوچا اور پھر گردن ہلا دی۔ باہر دوڑتے ہوئے مناظر آواز دیتے ہوئے محسوس ہوتے تھے۔

"ٹھیک ہے پروفیسر! میں آپ کے ساتھ کچھ وقت ضرور گزاروں گا۔" پروفیسر ڈھوک کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

ٹرین کی رفتار آہستہ آہستہ کم ہوتی گئی اور آخر کار وہ اس چھوٹے سے اسٹیشن پر رک گئی۔ پروفیسر ڈھوک اور میں اپنے کمپارٹمنٹ سے نیچے اتر آئے۔ کچھ اور لوگ بھی یہاں اترے تھے لیکن یہ زیادہ تر مقامی سیاح تھے۔

ٹرین چند لمحات کے بعد چل پڑی اور ہم بیرونی راستے کی طرف بڑھ گئے۔ سفید وردی میں ملبوس ریلوے کے عملے کے لوگ بہت عجیب نظر آرہے تھے۔ سفیدی اور سیاہی کی ہم آہنگی صبح کی روشنی میں بہت عجیب محسوس ہو رہی تھی۔ ریلوے گیٹ سے باہر نکلنے کے بعد ہم نے دوسری سمت کے مناظر دیکھے۔ قصبہ خاصا وسیع معلوم ہوتا تھا لیکن گوٹے ہل کی پسماندگی اس سے عیاں تھی۔ چھوٹی چھوٹی عمارتیں سبزے سے گھری ہوئی نظر آتی تھیں۔ بلکہ سبزہ اتنا تھا کہ تقریباً ہر عمارت اونچے نیچے درختوں کے جھنڈ میں چھپی ہوئی محسوس ہوتی تھی۔ جیسی بھی آبادی تھی لیکن جس قدرتی حسن سے مالا مال تھی اس کا کوئی جواب نہیں تھا۔ اطراف میں بکھرے ہوئے پہاڑ اس آبادی کا حصار کیے ہوئے تھے اور ان پہاڑوں پر سبزے کے ڈھلان آنکھوں کو ایک ایسی روشنی بخشتے تھے جو فرحت و تازگی کی نمائندہ تھی۔

ایک گزرتے ہوئے شخص سے پروفیسر ڈھوک نے یہاں کسی قیامگاہ کے بارے میں سوال کیا تو اس نے مقامی زبان میں انگلی سے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے وہ جگہ بتائی جہاں قیام کیا جا سکتا تھا۔ پروفیسر ڈھوک اگر گوٹے ہل کا باشندہ نہیں بھی تھا تو افریقی بہرحال تھا اور مقامی زبان بھی اچھی طرح جانتا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ مٹی اور چونے کی آمیزش سے بنی ہوئی ایک وسیع عمارت کے احاطے میں داخل ہوگیا جس کی دونوں سمت چھوٹے چھوٹے کمرے بنے ہوئے تھے اور ان کمروں پر کھپریل کی چھتیں پڑی ہوئی تھیں۔ ایک مقامی شخص عمارت سے باہر برآمدے میں بیٹھا تھا۔ اس نے کھڑے ہو کر ہم دونوں کا استقبال کیا اور اپنی زبان میں ڈھوک سے کچھ سوالات کیے۔ اس کے بعد ہمیں اس عمارت میں ایک کمرا مل گیا۔ اصطبل نما عمارت کے یہ کمرے گھوڑوں ہی کی رہائش گاہ معلوم ہوتے تھے۔ بس تخصیص اس طرح ہوتی تھی کہ وہاں لکڑی کی ذرا مختلف قسم کی چارپائیاں بچھی ہوئی تھیں جن پر گھاس کا بستر لگا کر اوپر سے چادر ڈال دی گئی تھی۔

پروفیسر ڈھوک نے مسکرا کر مجھے دیکھا اور بولا۔ "اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ شہری آبادیوں کے لوازمات انسانی ضرورت کے مطابق ہوتے ہیں لیکن بعض اوقات ان سے اختلاف بھی بہت دلکش محسوس ہوتا ہے، یقیناً تم اس قیامگاہ سے اُکتا رہے ہوگے۔"

"آپ تو دل کی باتیں جان لیتے ہیں پروفیسر ڈھوک! میرا خیال ہے آپ کو کسی بھی سلسلے میں کوئی سوال کرنے کی ضرورت نہیں پیش آنی چاہیے۔"

"نہیں نہیں مسٹر ایلی یار... عجیب نام ہے تمھارا بہت لمبا... اگر میں تمھیں صرف مسٹر ایلی کہوں تو تمھیں کوئی اعتراض تو نہیں ہوگا؟"

"نہیں، ہرگز نہیں۔" میں نے جواب دیا۔

"تو مسٹر ایلی! یہ خیال اپنے ذہن سے نکال دو۔ میں بیشک کچھ ایسے علوم پر قدرت حاصل کر چکا ہوں، جو عام انسانی ذہن کے لیے تعجب خیز ہوتے ہیں لیکن اب اتنا بھی نہیں کہ اپنا ہر لمحہ اس میں صرف کردوں۔ کسی بھی عمل کو اپنی ذات پر مسلط کرنے کے لیے دماغی اور بصری قوتوں کو کام میں لانا پڑتا ہے اور ان سے تھکن ہوتی ہے۔ یوں سمجھ لو ایک خزانہ ہے جو میرے ذہن میں محفوظ ہے اور جب میں اس خزانے کا منہ کھولتا ہوں تو مجھے اپنی تمام تر قوتوں کو بروئے کار لانا پڑتا ہے۔ اب اگر ہر سلسلے میں، میں اپنی ان قوتوں کو خرچ کرنا شروع کردوں تو ظاہر ہے یہ خزانہ بہت جلد ختم ہو جائے گا اور پھر جب دوست بنائے جاتے ہیں تو ان پر رعب ڈالنے کے لیے ہر وقت ایسی حماقتیں نہیں کی جاتیں۔"

"مسٹر ڈھوک آپ ٹیلی پیتھ ہیں؟"

"ہاں تم مجھے ٹیلی پیتھ کہہ سکتے ہو، ہپناٹسٹ بھی۔ میں نے ان کی مشق کی ہے لیکن ان ساری چیزوں کے حصول کے بعد مجھے احساس ہوا کہ اس راہ میں نقصانات زیادہ ہیں اور فائدے کم۔"

"ممکن ہے ایسا ہو، آپ کا تجربہ مجھ سے کافی وسیع ہے، میں اس سلسلے میں کیا کہہ سکتا ہوں۔"

"چھوڑو ان باتوں کو۔ یہ بتاؤ زندگی میں کیا کیا دلچسپیاں ہیں؟"

"پروفیسر! جتنا آپ نے جان لیا ہے اس سے زیادہ نہیں۔ زندگی ایک مقصد کے تحت بسر ہوتی رہی ہے اور یہی مقصد آج بھی سانسوں کے ساتھ ساتھ ہے اور اسی پر عمل پیرا رہنا چاہتا ہوں۔"

"لیکن زندگی کی دوسری دلچسپیوں میں بھی تو حصہ لینا چاہیے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"مثلاً؟"

"حسنِ کائنات، جس کی خواہش روزِ ازل کی گئی تھی۔" پروفیسر ڈھوک نے جواب دیا۔

"یعنی عورت؟"

"ہاں... تم ان مرغزاروں کو دیکھتے ہو، جو سرسبز و شاداب ہیں۔ اگر کسی تنہا مقام پر بیٹھے انھیں دیکھتے رہو، تو بہت جلد اکتا جاؤ گے لیکن ان کے درمیان ایک چھوٹے سے جھونپڑے میں ایک حسین وجود تمھارے سامنے ہو تو اکتاہٹ کا لفظ ہی ذہن سے نکل جائے گا۔"

"آپ اس سلسلے میں بہت زیادہ متاثر معلوم ہوتے ہیں پروفیسر ڈھوک۔"

"بس یوں سمجھو کہ میں تمھاری وجہ سے تکلّف کر گیا تھا ورنہ وہ شخص... کیا نام بتایا تھا اُس نے اپنا... غالباً ٹروڈر، اس طرح میرے ہاتھوں سے نکل کر نہ جاتا، اس کی بیٹی خاصی خوب صورت تھی۔"

"اوہ!" میں نے ہونٹ سکوڑ کر پروفیسر ڈھوک کی طرف دیکھا شکل و صورت اور حلیہ انتہائی مضحکہ خیز تھا۔ قد و قامت بھی ایسا ہی تھا۔ پونے پانچ فٹ سے زیادہ قد نہیں ہوگا لیکن اس کی بہ نسبت پھیلاؤ کافی تھا، چہرے پر مضحکہ خیز تاثرات، اس شخص کی شخصیت میں سوائے مضحکہ خیزیت کے اور کوئی ایسی بات نہیں تھی جو قابلِ توجہ ہوتی لیکن اس کے باوجود یہ لڑکیوں کا رسیا تھا مگر لڑکیاں اس کی طرف کیسے متوجہ ہوتی ہوں گی!

پروفیسر ڈھوک دوسری طرف دیکھ رہا تھا۔ وہ میرے خیالات کی طرف متوجہ نہیں تھا۔ اس لیے اُسے اندازہ نہیں ہو سکا کہ میں کیا سوچ رہا ہوں۔ اس کی یہ کیفیت دیکھ کر میں یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا تھا کہ اس شخص کے ساتھ کچھ وقت گزارا جا سکتا ہے۔ کم از کم وہ وقت جو تفریحی ہو اور ان دنوں میں ایسی ہی ذہنی کوفت کا شکار تھا کہ دل یہی چاہتا تھا کہ تمام ہنگامہ خیزیوں کو ترک کر کے کچھ وقت مکمل سکون سے گزارا جائے۔

پروفیسر ڈھوک تھوڑی دیر تک اسی طرح بیٹھا رہا اُس کے بعد بولا۔ "کیا اس سفر سے تم کچھ تھکن محسوس کر رہے ہو؟"

"نہیں پروفیسر! میں رات کو سو گیا تھا۔"

"ہاں، مجھے علم ہے اور تم صبح تک سوتے رہے اس طرح کم از کم یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ تم جسمانی تھکن کا شکار نہیں ہو۔ اگر ایسی بات ہے تو آؤ، کیوں نہ باہر کی سیر کی جائے۔"

"یہاں کے موسم اور یہاں کی زندگی کے بارے میں آپ کو معلومات ہیں پروفیسر؟"

"کسی حد تک۔ میں نے تمھیں بتایا تھا نا کہ میں ان اطراف میں کافی گھومتا رہا ہوں۔ ہر چند کہ میں نے ٹرانسوتیں دیکھا لیکن یہاں سے گزرتے ہوئے اس قصبے کے حسن نے مجھے ہمیشہ متاثر کیا ہے اور اکثر میں نے یہ سوچا تھا کہ اگر موقع ملا تو کچھ وقت یہاں ضرور گزاروں گا۔"

"آئیے پھر چلیں۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا اور چند لمحات کے بعد ہم وہاں سے نکل آئے۔

اپنی رہائش گاہ سے تھوڑے فاصلے پر ہمیں ایک چھوٹی سی کچی پگڈنڈی نظر آئی اور ہم اس پر آگے بڑھنے لگے۔ اطراف میں چونے اور مٹی کے مکانات کی قطاریں نظر آ رہی تھیں۔ اکا دکا پکے مکانات بھی نظر آ جاتے تھے جن کی چمنیوں سے دھواں خارج ہو رہا تھا۔ دھوپ نکل آئی تھی لیکن بادلوں کی چھاؤں میں ڈری ڈری محسوس ہوتی تھی، آسمان پر سرمئی گھٹائیں ابھری ہوئی تھیں، ان کے درمیان چمنیوں کا چکراتا ہوا دھواں عجیب سا محسوس ہوتا تھا۔ قصبہ میرے خیال کے مطابق زیادہ چھوٹا نہیں تھا۔ اندر جا کر احساس ہوتا تھا کہ یہاں کی آبادی خاصی وسیع اور گنجان ہے۔ بازاروں میں خاصی رونق تھی۔ سیاہ فام عورتیں اور لڑکیاں ہاتھوں میں مخصوص قسم کی بانس کی ٹوکریاں لیے خریداری کے لیے نکلی ہوئی تھیں اور مرد اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے۔

"محنت کشوں کی اس زندگی کے بارے میں تمھارا کیا خیال ہے ایلی؟"

"کلاسیکل چیز ہے۔ یہ لوگ زندگی کی بے شمار نعمتوں سے محروم ہیں لیکن اس کے باوجود خوش نظر آتے ہیں۔"

"ہاں! کیونکہ ان کی ضرورتیں محدود ہیں، وہ ان چیزوں کے طلب گار ہی نہیں جو ہماری زندگی کا جزو بن چکی ہیں، ان کے مسائل بھی بہت مختصر ہیں۔ دن بھر شدید محنت کرنے کے بعد جو کچھ میسّر ہو کھا کر جس سکون کی نیند یہ سوتے ہیں، وہ ہمیں نصیب نہیں۔"

"یقیناً پروفیسر ڈھوک، ان کی زندگی قابلِ رشک ہے۔"

"ہاں ایلی! گو کہ ٹے کل میں قدرتی وسائل بے پناہ موجود ہیں لیکن افریقی ریاستوں نے اپنی پسماندگی کی وجہ سے یا پھر کسی نہ کسی کے تسلط کے سبب آزاد ہو کر بھی اپنی وہ حیثیت حاصل نہیں کی، جو وہ حاصل کر سکتے تھے۔"

"ہاں، آپ نے ٹھیک کہا۔" میں نے پروفیسر کی بات کی تائید کی۔

کافی دیر تک ہم گلیوں اور بازاروں میں گھومتے رہے اور پھر جب تھک گئے تو واپس اپنی رہائش گاہ پر آ گئے۔

پروفیسر ڈھوک نے اپنے بستر پر دراز ہوتے ہوئے کہا۔

"ان اطراف کی سیر کے لیے ضروری ہے کہ ہم پیدل سفر کریں اور دور تک نکل جائیں۔ کیا خیال ہے، کل دن میں یہی پروگرام رکھا جائے؟"

"اس کے بعد کی تفریحات میں نے آپ پر چھوڑ دی ہیں پروفیسر، جس طرح آپ مناسب خیال کریں۔"

"بس تو ٹھیک ہے، کل ہم یہاں سے دور تک کا پیدل سفر کریں گے، جہاں بھی جا نکلیں اور پھر جب ہم اپنی دنیا میں جانا چاہیں گے تو ہمیں کوئی دقت بھی نہیں ہوگی۔"

"ٹھیک ہے مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔"

دوسری صبح ہم آوارہ گردی کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔ پروفیسر ڈھوک نے اپنا مختصر سا سامان اٹھا رکھا تھا میرے پاس بھی صرف ایک بیگ تھا جس میں ایک دو جوڑی کپڑوں کے علاوہ کچھ مقامی کرنسی تھی جو میں نے ضرورتاً ساتھ لے لی تھی۔ ہم ایک چوڑی اور خوشنما سڑک پر آگے بڑھتے رہے، یہ سڑک اس قصبے کی حالت کے پیشِ نظر کافی جدید تھی۔ اس کے دونوں طرف کھیت پھیلے ہوئے تھے اور سیاہ فام مرد اور عورتیں ان کھیتوں میں کام کر رہے تھے۔

پروفیسر ڈھوک کی آنکھیں دلچسپی سے ان سیاہ فام حسیناؤں کا جائزہ لے رہی تھیں۔ اس نے ان پر بہت سے تبصرے بھی کیے تھے جو اس کی ذہنیت کے عکاس تھے۔ کافی دلچسپ آدمی تھا اور میں سوچ رہا تھا کہ اگر اس کی ذات میں کوئی گڑبڑ نہیں ہے تو اس جیسے شخص کے ساتھ تو کافی وقت گزارا جا سکتا ہے۔ ہم آگے بڑھتے رہے۔ اندازے کے مطابق قصبے کے باہر کے مناظر پہلے سے بھی زیادہ حسین ہوتے جا رہے تھے۔ کھیتوں کا سلسلہ ختم ہو گیا تھا اور خودرو درخت اور ان کی جڑوں میں بچھی ہوئی سبز قالین نما ترشی ہوئی گھاس اتنی حسین لگ رہی تھی کہ نگاہیں بے اختیار اس پر نثار ہونے لگی تھیں۔ آسمان پر بھی بادلوں کے جھنڈ سفر کر رہے تھے۔ افریقی علاقوں کے بارے میں عام طور سے یہی تصور ہوتا ہے کہ وہاں صرف شدید گرمی اور تیز دھوپ پڑتی ہے لیکن یہ موسم یہاں کے لیے بڑا تعجب خیز تھا۔

بہت دور چلنے کے بعد دفعتاً ہم نے عقب سے کسی کار کے انجن کی آواز سنی اور پھر ہارن بھی بجا چونکہ ہم سڑک کے درمیان چل رہے تھے لہٰذا ہماری گردنیں بے اختیار گھوم گئی تھیں۔ تب ہم نے دیکھا کہ ایک انتہائی شاندار اور لمبی لینڈ روور سڑک پر آ رہی ہے۔ ہم سڑک کے درمیان سے ہٹ کر کنارے ہو گئے اور لینڈ روور ہمارے قریب سے گزر کر آگے بڑھ گئی لیکن تھوڑی دور جا کر وہ رُکی اور پھر ریورس ہو کر ہمارے قریب آ گئی۔ ڈرائیونگ سیٹ سے کسی نے سر نکال کر پوچھا۔

"کیا تمھیں لفٹ چاہیے؟" آواز نسوانی تھی۔

پروفیسر ڈھوک نے ڈرائیونگ کرنے والی کا چہرہ دیکھا اور فوراً تیار ہو گیا۔ "آپ کا بہت بہت شکریہ مادام۔" اس نے کہا اور ڈرائیونگ سیٹ سے اترنے والی لڑکی نے لینڈ روور کا دروازہ کھول دیا۔

لینڈ روور کی پچھلی سیٹ پر ایک عورت دراز تھی، طویل قامت، سیاہ فام عورت جس کی عمر تیس پینتیس سے کم نہ ہوگی۔ انتہائی جدید لباس میں ملبوس۔ میں نے ایک ہی نگاہ میں احساس کیا کہ سیاہ فام ہونے کے باوجود اس کے خدوخال میں دلکشی ہے۔ ہمیں دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اور وہ نرم لہجے میں بولی۔ "ہیلو شریف لوگو۔"

"ہیلو میڈم۔" پروفیسر ڈھوک جس حد تک جھک سکتا تھا، جھک گیا۔ ڈرائیونگ کرنے والی لڑکی نے لینڈ روور کا دروازہ بند کیا اور پھر اپنی سیٹ پر جا بیٹھی، اس کے بعد اُس نے گاڑی آگے بڑھا دی۔ لینڈ روور ایئر کنڈیشنڈ تھی اور اندر سے اُسے قیمتی آرائشی اشیا سے آراستہ کیا گیا تھا، بہت ہی خوب صورت تفریحی گاڑی معلوم ہوتی تھی۔

ہم دونوں ایک سیٹ پر بیٹھ گئے۔ "کہاں سے آ رہے ہو تم اور کہاں جا رہے ہو؟" عورت نے پوچھا۔

"سیاح ہیں مادام! قصبہ ٹرانسو میں اتر گئے تھے اور وہاں سے قدرتی مناظر دیکھنے کے لیے آگے بڑھ آئے تھے۔" پروفیسر ڈھوک نے شیریں لہجے میں کہا اور سیاہ فام عورت نے آنکھیں اٹھا کر اُسے دیکھا۔ دیکھتی رہی اور پھر نگاہیں جھکا لیں۔

"سیاحت اعلیٰ ذوق کی حامل ہوتی ہے، ویسے آپ لوگوں کی قومیتوں میں تضاد ہے۔ کیا کیا نام ہیں آپ لوگوں کے، تعارف نہیں کرائیں گے؟"

"ہاں ہاں، کیوں نہیں... کیوں نہیں۔" پروفیسر ڈھوک جلدی سے بول اٹھا۔ "خادم کو پروفیسر ڈھوک کہتے ہیں اور یہ میرے دوست ایلی ہیں۔"

"گڈ! آپ لوگوں سے مل کر خوشی ہوئی۔ میرا نام ناریتا ہارڈو ہے۔" طویل القامت عورت نے کہا۔

"کمال ہے! واقعی کمال ہے۔ یہ نام آپ کے پیدا ہونے سے پہلے رکھا گیا تھا یا پیدا ہونے کے بعد؟ یا پھر آپ کی مکمل تشکیل کے بعد۔" پروفیسر ڈھوک عجیب سے انداز میں ہنستا ہوا بولا۔

"میں نہیں سمجھی!" وہ نرم مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

"اگر آپ کا نام ناریتا ہارڈو کے بجائے برگن یا تیلسی ہوتا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تو آپ یقین کریں کہ بڑا مضحکہ خیز لگتا۔ یہ نام آپ کی شخصیت سے اتنا ہم آہنگ ہے کہ ان لوگوں پر تعجب ہوتا ہے جنھوں نے آپ کا یہ نام رکھا۔ ویسے میڈم ابتر! اعظم افریقیوں تو اپنے وحشت خیز حسن میں یکتا ہے لیکن یہاں رہنے والوں کے خدوخال حسین نہیں ہوتے جیسے میں۔ یوں لگتا ہے کہ آپ یہاں کی باشندہ ہی نہیں بلکہ ایک بے پناہ حسین اور پُراسرار خطّے کی ساری دلکشی اپنے چہرے میں سمیٹ لائی ہوں۔ میں نے ساری زندگی اتنے حسین چہرے کا تصور بھی نہیں کیا۔" پروفیسر ڈھوک نے اپنا کاروبار شروع کر دیا تھا۔

"لیکن مجھے اس پر حیرت ہے کہ افریقہ کے رہنے والے یورپین انداز میں اپنی پسندیدگی کا اظہار کرتے لگے ہیں!"

"اوہ! ہاں ہاں، یقیناً۔ لیکن میں ذرا جدید افریقی ہوں، ذہن میں جو کچھ آتا ہے کہہ دینا چاہتا ہوں۔" پروفیسر ڈھوک نے ہنستے ہوئے کہا۔

خاصی دلچسپ گفتگو رہی تھی کچھ دیر، پھر پروفیسر ڈھوک نے اس سے پوچھا کہ وہ کہاں جا رہی ہے تو اس نے کسی افریقی شہر کا نام لیا اور پروفیسر ڈھوک فوراً بول پڑا کہ یہ صرف اتفاق ہے کیونکہ وہ بھی وہیں جا رہا تھا۔ پھر اس نے میرے گھٹنے کو آہستہ سے دبایا تھا کہ میں اس کی تردید نہ کروں۔ اچھا خاصا عمر رسیدہ شخص ہونے کے باوجود وہ زندگی سے بھرپور انسان تھا۔ چند لمحے کی خاموشی کے بعد تارینا نے کہا: "ویسے مسٹر ڈھوک! آپ افریقہ کی کون سی ریاست کے باشندے ہیں؟"

"ایتھوپیا سے ہے میرا تعلق۔" ڈھوک نے جواب دیا۔

"اور مسٹر ایلی آپ؟"

"میں مشرقی ہوں۔"

"ہاں، آپ کے چہرے سے مشرقیت نمایاں ہے۔ کیا آپ بہت کم گو ہیں؟"

"نہیں میڈم تارینا! میں آپ لوگوں کی گفتگو سے محظوظ ہو رہا ہوں۔"

"ہم لوگ اگر چاہیں تو مقامی زبان میں بات چیت کر سکتے ہیں لیکن میں نے صرف آپ کی وجہ سے یہ خیال رکھا ہے کہ ہم انگریزی میں بات چیت کریں۔" تارینا بولی۔

"اس کے لیے میں شکر گزار ہوں۔"

"ویسے آپ کے مشاغل کیا ہیں؟"

"صرف سیر و سیاحت۔" میں نے جواب دیا۔

"کسی ایشیائی نواب کے بیٹے ہوں گے۔ میں نے ایشیا کے متعلق خاصی تفصیلات پڑھی ہیں، خاص طور سے وہاں کے نوابین کے قصے جو بہت دولت مند ہوتے ہیں اور ان کی روایتیں بہت عجیب و غریب ہوتی ہیں۔"

"بدقسمتی سے میں کسی نواب کا بیٹا نہیں ہوں۔ نوابی شان تو وضع قطع سے ظاہر ہوتی ہے مگر آپ دیکھ رہی ہیں کہ میں بے سروسامانی کے عالم میں ہوں۔"

"خیر، اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ شخصیت پہلی چیز ہوتی ہے، ویسے آپ کالمو پہلی بار جا رہے ہیں؟"

"ہاں، اتفاق کی بات یہ ہے کہ ہمارا رُخ تو کالمو کی جانب تھا بھی نہیں، بس ہم پیدل نکل پڑے تھے اور یہ سوچ کر کہ تقدیر جہاں بھی لے جائے۔"

"اس کے لیے آپ کو مسٹر ڈھوک نے بھی منع نہیں کیا؟"

"کیا مطلب؟"

"کیا ان علاقوں میں پیدل سفر کیا جا سکتا ہے؟ لینڈ روور سے سفر بھی بعض جگہ خطرناک ہو جاتا ہے۔ ہر چند کہ یہ سڑک مصروف رہتی ہے لیکن بعض اوقات اس کے بیچوں بیچ شیر آ بیٹھتے ہیں اور کبھی کبھی ہاتھیوں کے غول بھی درمیان میں آ جاتے ہیں۔ ہر طرح کے جانور ان علاقوں میں ملتے ہیں اور کوئی احمق آدمی بھی یہاں پیدل سفر کرنا پسند نہیں کرتا۔"

"ہم ضرورت سے زیادہ ہی احمق ہیں شاید۔" میں نے سہمے ہوئے انداز میں کہا اور تارینا ہنس پڑی۔ ہنستے ہوئے اس کے رخساروں میں گڑھے پڑ جاتے تھے۔ عجیب و غریب افریقی عورت تھی۔ ڈھوک کا منہ بھی حیرت سے کھلا کا کھلا رہ گیا تھا۔

"افسوس! یہ بات تو میں نے سوچی ہی نہیں تھی۔" ڈھوک نے کہا۔

"چلیں کوئی ہرج نہیں ہے، ویسے اگر آپ لوگ کچھ وقت میرے ساتھ گزارنا پسند کریں تو میں کالمو میں آپ کو شکار کے لیے لے چلوں گی۔"

"شکار؟" ڈھوک نے سوال کیا۔

"ہاں! ان دنوں وہاں لومڑیوں کا شکار خصوصاً ہوتا ہے۔ سفید بالوں والی لومڑیاں کالمو کی پہاڑیوں پر بکثرت پائی جاتی ہیں۔ یہ پہاڑیاں ان دنوں برف سے ڈھکی رہتی ہیں۔"

"خوب، خوب! مجھے سفید لومڑیوں سے کافی دلچسپی ہے۔" ڈھوک نے کہا۔ میں خاموشی سے تارینا کی شکل دیکھ رہا تھا۔ کچھ عجیب سی شخصیت کی مالک تھی۔ اس کی شخصیت میں کوئی ایسی بات ضرور تھی جسے میں صرف محسوس کر رہا تھا، الفاظ میں نہیں بیان کر سکتا تھا۔

"ویسے میرا تعلق کالمو ہی سے ہے۔ پہلے ہم شہر میں رہتے

تھے، میرے آبا و اجداد نے کالمو بسایا اور یقیناً ان سے پہلے کے لوگ آدم خوری کرتے ہوں گے لیکن افسوس! اب یہ شوق عام لوگوں میں ختم ہو گیا ہے۔" اس نے کہا اور میں نے ایک بار پھر اس کی شکل دیکھی، پتا نہیں اس نے یہ الفاظ کیوں کہے تھے۔

لینڈ روور کی رفتار کسی حد تک سست ہو گئی تھی۔ پروفیسر ڈھوک نے اس بار ڈرائیونگ کرنے والی لڑکی کا چہرہ دیکھنے کی بھرپور کوشش کر ڈالی۔ وہ جس سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا اس کی پشت اور ڈرائیونگ سیٹ کی پشت ایک ہی تھی اور اپنے بھاری بھرکم وجود کی وجہ سے ڈھوک کو پلٹ کر دیکھنے میں خاصی دشواری کا سامنا تھا۔

"میڈم ڈرائیور! آپ گاڑی بڑی سست رفتاری سے چلا رہی ہیں، آخر اس کی وجہ؟"

لڑکی نے آہستہ سے گردن گھمائی اور پروفیسر ڈھوک کی خواہش پوری ہو گئی۔ وہ نرمی سے بولی: "جی آگے راستہ زیادہ بہتر نہیں ہے۔"

"لیکن گاڑی بہت شاندار ہے۔ میرا خیال ہے آپ رفتار تھوڑی سی تیز کریں۔" میں جانتا تھا کہ پروفیسر کا مقصد صرف اس لڑکی سے گفتگو کرنا تھا، وہ کچھ اور نہیں چاہتا تھا۔ لڑکی نے اب رفتار تیز کر دی تھی۔ لینڈ روور کے شیشوں سے باہر کے مناظر نظر آ رہے تھے۔ ہلکی ہلکی بوندا باندی شروع ہو گئی تھی جس نے موسم کو اور خوشگوار بنا دیا تھا۔ تارینا چند لمحات باہر دیکھتی رہی پھر ایک گہری سانس لے کر ہماری طرف متوجہ ہو گئی۔

"گفتگو کرتے رہیے، مجھے خاموشی ناپسند ہے۔"

"مجھے بھی۔" ڈھوک نے جواب دیا اور وہ ڈھوک کو دیکھ کر ہنس پڑی۔

"آپ کو کون سی چیز ناپسند ہے، میں اس کے بارے میں ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں کر پائی۔"

"کسی خوبصورت خاتون کا عدم التفات۔" ڈھوک نے جواب دیا۔

"گویا آپ تمام خوب صورت خواتین کے التفات کے چکر میں سرگرداں رہتے ہیں۔" وہ بولی

"تمام نہیں، میرا ایک معیار ہے۔"

"اور آپ کا مسٹر ایلی؟" اس نے میری طرف رُخ کر کے کہا اور میں اس غیر متوقع سوال پر چونک پڑا۔

"بدقسمتی سے میں ان دلچسپیوں سے محروم ہوں۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ پروفیسر ڈھوک کی برابری میں بالکل نہیں کر سکتا۔"

"آپ خاصے محتاط انسان معلوم ہوتے ہیں۔"

"نہیں، آپ اسے احتیاط نہ کہیں میڈم تارینا! بس فطرتاً میں بہت زیادہ بولنے کا عادی نہیں ہوں۔"

"ویسے آپ کی شخصیت بے حد شاندار ہے، آپ کے بدن کی بناوٹ ظاہر کرتی ہے کہ آپ ورزشی انسان ہیں بلکہ میں دعوے سے کہہ سکتی ہوں کہ آپ کافی سخت جان اور محنت کش ہیں۔ پروفیسر ڈھوک کے بارے میں میں کچھ نہیں کہوں گی۔"

"جسموں کی بناوٹ سے آپ کو خاصی دلچسپی معلوم ہوتی ہے۔" پروفیسر نے کسی قدر ناگواری سے کہا۔

"ہاں۔ یہ میری ہابی ہے، میں نے کئی پہلوان ملازم رکھے ہیں، وہ جسمانی طور پر بہت شاندار ہیں۔ میں آپ کو دعوت دیتی ہوں کہ ایک دو دن کالمو میں میرے ساتھ قیام کریں، اگر چاہیں تو شکار سے بھی شوق فرمائیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کا وقت بہت عمدہ گزرے گا۔"

"خوب، خوب! عجیب شوق ہیں آپ کے۔ میرا خیال ہے کہ افریقہ کی تمام دولت مند عورتیں ایسے شوق نہیں رکھتیں۔"

"ہاں، میں عام عورت نہیں ہوں۔" تارینا کے لہجے میں غرور پیدا ہو گیا۔ میں اس کی لمحہ بہ لمحہ بدلتی ہوئی شخصیت پر غور کرتا رہا تھا۔

کافی دیر کے بعد ہم کالمو میں داخل ہو گئے۔ گاڑی اب مختلف موڑ کاٹ رہی تھی اور کالمو کی آبادی نگاہوں کے سامنے آتی جا رہی تھی۔ قصبے کی نسبت یہ شہر خاصا جدید نظر آ رہا تھا اور اس کے مکانات کافی خوب صورت اور ایک مخصوص طرز کے بنے ہوئے تھے۔ تارینا ہمیں شہر کے بارے میں بتانے لگی۔ اس نے بتایا کہ یہاں افریقی موسم کے بالکل برعکس آب و ہوا بہت خوشگوار اور دلکش ہے کیونکہ اطراف کے علاقے سبزہ زار سے لدے ہوئے ہیں۔ دور دراز سے سیّاح یہاں آتے رہتے ہیں۔ یہ موسم خاص طور سے سفید لومڑیوں کے شکار کا ہے۔ اس موسم میں شکاری اس طرح ٹوٹ پڑتے ہیں کہ ہوٹلوں وغیرہ میں تل دھرنے کی جگہ نہیں رہتی۔ شہر کے مختلف حصوں میں رہنے والے اپنے مکانات کرائے پر اٹھا دیتے ہیں اور اس طرح انھیں بہت اچھی آمدنی ہو جاتی ہے۔ گو تھل کی حکومت نے یہ صورت حال دیکھ کر یہاں سیاحوں کے لیے مزید سہولتیں مہیا کی ہیں۔ کالمو میں کئی چھوٹے چھوٹے ہوٹل قائم کیے گئے ہیں۔ کیونکہ یہاں عظیم الشان ہوٹلوں کی گنجائش نہیں ہے۔ زلزلے کی مخصوص پٹی پر کالمو واقع ہے اور کئی بار یہاں شدید زلزلے بھی آ چکے ہیں۔ سال کے نو مہینے شکار بند رہتا ہے اور صرف تین مہینے کے لیے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

شکار کے لیے لائسنس جاری کیے جاتے ہیں۔ اس طرح حکومت کو کافی زرِمبادلہ حاصل ہو جاتا ہے۔

لینڈ روور اونچی نیچی سڑکوں سے گزر کر ایک خوب صورت عمارت کے بڑے پھاٹک میں داخل ہو گئی جس کا احاطہ بے حد وسیع تھا۔ سامنے دو طرفہ لان تھا جس کی گھاس ترتیب سے لگائی گئی تھی۔ دیواروں کے کنارے کنارے گھنے اور قد آور درخت ایک دوسرے سے جڑے کھڑے تھے اور اتنے نزدیک نزدیک تھے کہ دیواریں چھپ گئی تھیں۔ ان کے اختتام پر ایک وسیع پورچ تھا جس میں کئی قیمتی کاریں کھڑی نظر آ رہی تھیں۔ اسی پورچ میں لینڈ روور رک گئی۔ فوراً ہی دونوں طرف سے ملازم لپکے۔ اس اثنا میں ڈرائیور لڑکی بھی دروازہ کھول کر نیچے اتر آئی تھی۔ تارینا نے ملازموں سے کہا۔ "ان لوگوں کو دو آرام دہ کمروں میں ٹھہرا دو۔ میرے خاص مہمان ہیں۔ خیال رکھنا، انھیں کوئی تکلیف نہ ہونے پائے۔" ملازموں نے گردنیں خم کیں اور تارینا ہم سے مزید گفتگو کیے بغیر اندر چلی گئی۔

"یہ کیا بات ہوئی۔" پروفیسر ڈھوک نے میرے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے کہا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں پروفیسر! تم نے اس کی میزبانی قبول کی تھی۔" میں نے شانے اُچکاتے ہوئے کہا۔

ہم ملازموں کے ساتھ عمارت کے بغلی حصّے میں پہنچ گئے پھر ہمیں ایک دروازے سے گزار کر عمارت کے ایک وسیع و عریض کمرے میں پہنچا دیا گیا۔ پورا کمرا نفیس فرنیچر سے آراستہ تھا، بستر لگے ہوئے تھے، باتھ روم بھی ملحق تھا اور آسائشوں کا پورا بندوبست کیا گیا تھا۔ ملازم نے کہا۔ "غسلخانہ موجود ہے جناب! اگر آپ سفر سے تھک گئے ہوں تو غسل کر لیجیے اور فرمائیے کہ میں آپ کے لیے مزید کیا کر سکتا ہوں؟"

"ابھی کچھ نہیں۔" میری طرف سے بھی ڈھوک نے جواب دیا اور ملازم گردن جھکا کر باہر نکل گئے۔ میں پُرخیال انداز میں پروفیسر کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس نے مسکرا کر کہا۔ "کیا تم اب میرے دماغ کو پڑھنے کی کوشش کر رہے ہو؟"

"نہیں پروفیسر ڈھوک۔ نہ مجھے اس کا کوئی شوق ہے اور نہ میں اس کے بارے میں کچھ جانتا ہوں لیکن کیا تم نے اس عورت کے دماغ کو پڑھنے کی کوشش نہیں کی؟"

"افسوس! عورت اور پھر حسین۔ پروفیسر ڈھوک کا دماغ حسن کے سامنے سو جاتا ہے۔ میں نے غور ہی نہیں کیا کہ میں اس کے ذہن کی گہرائیوں میں بھی جھانک سکتا ہوں۔"

"کوشش کرنا پروفیسر کہ اس کے بارے میں معلومات حاصل کر سکو۔"

"تم دیکھتے رہو، میں تو اس کا پورا شجرۂ نسب اس کی کھوپڑی سے باہر نکال لوں گا۔" پروفیسر نے جواب دیا۔

"اس کا اس انداز میں چلے جانا مجھے کھل رہا ہے۔ وہ ہمیں اصرار کر کے یہاں لائی تھی اور پھر اس طرح نظرانداز کر کے اندر چلی گئی! کچھ نہ کچھ تو اسے کہنا چاہیے تھا ہمارے بارے میں۔"

"ٹھیک ہے۔ کوئی فرق نہیں پڑتا۔ عشوہ و ناز نہ دکھائے گی تو کیا کرے گی اور پھر پروفیسر ڈھوک کے سامنے عورتوں کو اپنے حُسن کا کچھ زیادہ ہی احساس ہو جاتا ہے۔ بات یہ ہے ڈیئر کہ کسی بھی لڑکی کو اپنا دوست بنانا ہو تو سب سے پہلے اس کے حُسن سے متاثر ہو جاؤ۔ خواہ اس کی ناک چپٹی ہو، آنکھیں بھینگی ہوں، کچھ بھی ہو لیکن اس طرح تم اس کی توجہ حاصل کر سکتے ہو۔" اس بات پر میں صرف مسکرا کر رہ گیا تھا۔ پروفیسر ڈھوک نے اپنی بات جاری رکھی۔ "لیکن اس سے قطع نظر وہ تو حسین و پُرکشش بھی ہے۔ تمھارا کیا خیال ہے، کیا تم نے افریقی عورتوں میں، بلکہ ہر جگہ کی عورتوں میں ایسا حُسن دیکھا ہے؟"

"نہیں، مجھے اس سلسلے میں تم سے اتفاق ہے۔"

"حیرت انگیز طور پر حسین ہے! اس کی شخصیت میں کوئی خاص بات ہے۔ ویسے اس کا طرزِ عمل بتاتا ہے کہ وہ کوئی معمولی حیثیت نہیں رکھتی۔ افریقہ میں اتنے دولتمند لوگ کم ہی ہوتے ہیں۔"

"اچھا! میں اس بارے میں زیادہ نہیں جانتا۔" میں نے جواب دیا۔

"ویسے میں نے سیّاحوں کی جنّت کالمو کے بارے میں بہت کچھ سُنا تھا، مجھے یہ نہیں معلوم تھا کہ یہ اس راستے پر ہے۔ یہ اس ملک کا مہنگاترین شہر ہے، یہاں اتنی بڑی عمارت کسی کروڑ پتی ہی کی ہو سکتی ہے اور اگر کرائے پر بھی لی گئی ہے تو کئی سو ڈالر ماہانہ کرایہ ہوگا اس کا۔ پوری عمارت شاندار فرنیچر اور نفیس چیزوں سے آراستہ ہے، یہ معمولی بات نہیں ہے! ویسے وہ کہہ رہی تھی کہ اسی علاقے کی رہنے والی ہے۔ یقیناً ہماری پہنچ سے باہر کی عورت ہے۔ کیا خیال ہے تمھارا، کیا ہم یہاں وقت نہیں ضائع کریں گے؟"

"یہ فیصلہ تو تمھیں ہی کرنا ہے پروفیسر۔"

"میرا خیال ہے تھوڑے دن یہاں گزاریں اور اگر اس کے انداز میں بیزاری پائیں گے تو پھر یہاں سے چل پڑیں گے۔ دنیا بہت وسیع ہے۔" پروفیسر نے اس انداز میں کہا کہ مجھے ہنسی آگئی تھی۔

شام کی چائے کے لیے ہمیں لان پر دعوت دی گئی تھی۔ تارینا اس وقت چائے پر ہمارے ساتھ شریک ہوئی تھی۔ اس نے پہلے کی مانند مسکراتے ہوئے کہا۔ "ہیلو۔ مجھے یقین ہے کہ تم خوش ہو گئے۔"

"ہم مطمئن ہیں لیکن معاف کیجیے گا میڈم تارینا! ہمیں یہاں آکر زیادہ خوشی بھی نہیں ہوئی ہے۔" ڈھوک نے کہا۔

"کیوں! کوئی تکلیف پہنچی ہے آپ کو؟" وہ چونک کر بولی۔

"آپ نے ہمیں اس وقت قطعی نظرانداز کر دیا تھا جب ہم یہاں پہنچے تھے۔"

"اوہ ...!" وہ پُرخیال انداز میں ڈھوک کو دیکھتی رہی پھر ندامت آمیز لہجے میں بولی۔ "یہ میری کمزوری ہے۔ کسی الجھن میں پھنس جاؤں تو بالکل ہی حواس باختہ ہو جاتی ہوں۔ تمھاری شکایت درست ہے پروفیسر، میں تم سے معافی چاہتی ہوں۔" اُس نے کہا۔

"تمھاری پہلی مسکراہٹ پر ہی میں نے تمھیں معاف کر دیا تھا اور میرے دوست نے بھی۔" پروفیسر ڈھوک بولا۔

"تم اپنے دوست کی نمائندگی بار بار کیوں کرنے لگتے ہو! انھیں بھی تو بولنے کا موقع دو۔"

"وہ ذرا کم گو ہے۔"

"خیر! مجھے یقین ہے کہ تم کسی قسم کی کوئی کوفت نہیں محسوس کرو گے۔ میں چاہتی ہوں کہ کسی ہوٹل میں قیام کرنے کے بجائے تم زیادہ وقت میرے ساتھ گزارو۔ میں عموماً فارغ رہتی ہوں۔ بس کبھی کبھی مصروفیات بڑھ جاتی ہیں، ایسا ہو تو میری غیرموجودگی کو محسوس نہ کرنا۔ تم میرے مہمان بن کر آئے ہو، یہ عمارت تمھارے لیے ہے۔ آرام سے یہاں سیر و سیاحت کرو۔ پورچ میں تم نے کئی گاڑیاں دیکھی ہوں گی۔ باہر جانے کا خیال دل میں آئے تو کسی سے بھی کہہ دینا، وہ تمھیں یہاں کی سیر کرا دے گا۔"

"ہم آپ کو اتنی زحمت نہیں دینا چاہتے میڈم تارینا۔"

"ضرورت سے زیادہ خودپسندی بھی اچھی چیز نہیں ہوتی مسٹر ایلی۔" وہ عجیب سے لہجے میں بولی اور میں خاموش ہو گیا۔ کافی دیر تک ہم ساتھ رہے اور اس کے بعد اپنی جگہ سے اُٹھ گئے۔

کمرے میں آکر میں نے پروفیسر ڈھوک سے پوچھا۔ "کیا خیال ہے پروفیسر! تم نے اس کے ذہن میں جھانکنے کی کوشش کی؟"

"نہیں ابھی نہیں۔ میری نگاہیں تو اس کے چہرے تک پہنچ کر ہی رک جاتی ہیں اور ہر بار وہ مجھے پہلے سے زیادہ دلکش محسوس ہوتی ہے۔"

"مارے جاؤ گے، اپنے آپ کو سنبھالو۔" میں نے کہا اور پروفیسر ہنس پڑا۔

"اسی طرح مارے جانے کے لیے تو پیدا ہوا ہوں۔" اس نے جواب دیا۔ ہم لوگ کافی دیر تک اس کے بارے میں گفتگو کرتے رہے۔ پروفیسر ڈھوک دلچسپ آدمی ثابت ہوا تھا اور اب یہ احساس میرے ذہن سے نکلتا چلا جا رہا تھا کہ وہ کوئی غلط شخصیت ہے۔ مجھے اس کا ساتھ کافی پسند آیا۔ ویسے تارینا کے بارے میں میرا ذہن جب بھی سوچتا، مجھے محسوس ہوتا کہ وہ ایک پُراسرار عورت ہے۔ ہمیں صرف اتفاقیہ طور پر ہی ملی تھی، اس لیے میں یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ میرے لیے کسی طور نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے یا میری تاک میں ہوگی۔ ہر شخص کے بارے میں یہ سوچ لینا حماقت کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا اور پھر میں بھی یہاں تفریح کرنا چاہتا تھا، اپنے ذہن کو تمام خدشات سے پاک کر کے۔ اگر کوئی غلط شخصیت اس دوران مجھ تک پہنچ بھی جائے تو دیکھا جائے گا۔ مجھے بھلا اس کی کیا پروا ہو سکتی تھی۔

رات کو انتہائی پُرتکلف ڈنر کا اہتمام کیا گیا تھا لیکن طویل میز پر تارینا کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ اس نے مسکراتی نگاہوں سے ہم دونوں کا استقبال کیا۔ اس وقت اس کی شخصیت میں کافی جاذبیت نظر آ رہی تھی۔ سفید لباس میں وہ واقعی بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ میں پروفیسر ڈھوک کی اس بات سے متفق ہوئے بغیر نہ رہ سکا کہ افریقی عورتوں میں شاید ہی اس سے دلکش شخصیت کسی اور کی ہوگی۔ پروفیسر ڈھوک تو اسے دیکھ کر مُنہ پھاڑ کر رہ گیا تھا اور پھر بڑے محتاط انداز میں اس کے بالکل سامنے جا بیٹھا تھا۔

"ہیلو پروفیسر کیسے ہیں آپ؟"

"بہت خراب ہوں۔" اس نے جواب دیا۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ .... کچھ نہیں۔" پروفیسر نے آہستہ سے کہا اور تارینا ہنسنے لگی۔ پھر میری طرف متوجہ ہو گئی۔

"مسٹر ایلی۔ آپ کے دوست خاصے دلچسپ آدمی ہیں۔"

"جی ہاں، اس میں کوئی شک نہیں ہے۔" میں نے جواب دیا۔

ملازموں نے کھانا سرو کرنا شروع کر دیا تھا۔ یہ حیرت انگیز بات تھی کہ کھانا سرو کرنے والی تمام لڑکیاں ہی تھیں ـــ میں نے گیٹ پر صرف ایک چوکیدار کو دیکھا تھا یا پھر وہ دو ملازم جو ہمیں یہاں تک چھوڑنے آئے تھے جبکہ ڈرائیونگ کرنے والی بھی لڑکی ہی تھی۔ تارینا کی شخصیت لمحہ بہ لمحہ میرے لیے پُراسرار ہوتی جا رہی تھی اور میں اس کے بارے میں جاننے کا خواہشمند تھا۔ ڈنر کے بعد بھی کافی دیر تک ہم لوگ ساتھ بیٹھے رہے۔ تارینا نے کہا کہ اگر موسم اتنا ہی خوشگوار رہا تو کل وہ سفید لومڑیوں کے شکار کے لیے چلے گی۔

"کیا آپ کو شکار سے دلچسپی ہے مسٹر ایلی؟" اس نے سوال کیا۔

"کیوں نہیں میڈم تارینا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میں آپ کے بارے میں زیادہ سے زیادہ جان لینا چاہتی ہوں لیکن میں محسوس کر رہی ہوں کہ آپ اپنے بارے میں بہت محتاط ہیں۔"

"نہیں! ایسی کوئی بات نہیں، جو کچھ آپ میرے بارے میں جاننا چاہیں، مجھ سے پوچھ لیا کریں۔"

"نہیں، اگر سوال کر کے کچھ جانا تو پھر جاننے کا لطف باقی نہیں رہتا۔" اس نے معنی خیز انداز میں کہا۔

"اگر کوئی ایسی بات ذہن میں آئے جس کا جاننا آپ کے لیے ضروری ہو تو میں ضرور بتا دوں گا۔" میں نے کہا اور وہ ہنس پڑی۔

"دلچسپ بات کہی آپ نے۔ ذہن میں آئے تب نا... اور جب کچھ آئے ہی نہیں تب؟"

"آجائے گا آجائے گا جو آپ چاہیں گی، وہ ان کے ذہن میں آجائے گا۔" پروفیسر ڈھوک نے کہا اور تارینا چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔

"وہ کس طرح؟"

"اس کا جواب میں آپ کو ذرا دیر سے دوں گا۔" پروفیسر ڈھوک بولا اور اس کے بعد ہم لوگ ڈنر ٹیبل سے اُٹھ گئے۔ راستے میں ڈھوک نے کہا: "جتنی بار دیکھتا ہوں، دل ڈوبتا ہی چلا جاتا ہے۔ میرا خیال ہے میں سنجیدگی سے اس پر عاشق ہو گیا ہوں۔ اپنی نسل کی عورتوں میں، میں نے اتنی حسین عورت نہیں دیکھی۔"

"ہوشیار رہو پروفیسر! وہ کافی خطرناک ہے۔"

"مجھے اندازہ ہے لیکن اس دل کو کیا کروں۔"

"سنبھالو پروفیسر! ویسے ہم اسے ٹرانس میں بھی تو لا سکتے ہیں۔"

"ہمت نہیں کر سکا۔ ایسی عورتیں زبردست قوت ارادی کی مالک ہوتی ہیں۔" اس نے کہا اور میں اس کے الفاظ میں کھو گیا۔ پروفیسر نے میرے بارے میں سب کچھ کس طرح معلوم کر لیا تھا جبکہ ایک بار بھی میں نے خود کو ہپناٹزم کے زیر اثر نہیں محسوس کیا تھا۔ بات ایک دم پھر مشکوک ہو گئی تھی۔ اس کا مطلب ہے کہ پروفیسر فراڈ ہے اور مجھ پر خواہ مخواہ اپنے ٹیلی پیتھی اور ہپناٹسٹ ہونے کا رُعب ڈال کر میرے قریب آیا ہے۔ اسے پہلے سے میرے بارے میں سب کچھ معلوم ہے اور یہ بات خطرناک تھی ورنہ پھر سوال یہ پیدا ہوتا تھا کہ وہ کون ہے؟

کمرے میں پہنچ کر میں نے کہا: "میں نے تمھیں ہوشیار کر دیا ہے پروفیسر! باقی تم بہتر جانتے ہو۔"

رات کو دیر تک میں اس کے بارے میں سوچتا رہا۔ پروفیسر خراٹے بھرتا رہا تھا۔ صبح حسبِ معمول تھی البتہ رات کو میں نے سوچا تھا کہ کسی سے اُلجھے بغیر مجھے خاموشی سے یہاں سے نکل جانا چاہیے۔ اگر پروفیسر غلط بھی تھا تو اس وقت میں کسی سے اُلجھنے کے موڈ میں نہیں تھا۔

ناشتے پر تارینا موجود نہیں تھی۔ اس کی ملازمہ نے بتایا کہ وہ کسی کام سے چلی گئی ہے۔ پروفیسر نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔ "تمھیں ہماری خدمت کے لیے کہہ گئی ہوں گی۔"

"جی ہاں سختی سے ہدایت کی ہے کہ آپ لوگوں کو کوئی تکلیف نہ ہونے دی جائے۔" ملازمہ مسکرا کر بولی۔

"مگر مجھے تکلیف ہے۔"

"فرمائیے! کیا خدمت کروں میں آپ کی؟"

"سوری ایلی! مجھے تھوڑی دیر کے لیے اجازت دو گے۔" پروفیسر نے کہا اور میرے کچھ بولنے سے قبل ملازمہ کا ہاتھ پکڑ کر باہر نکل گیا۔

میں ایک ٹھنڈی سانس لے کر اپنے کمرے کی طرف واپس آگیا لیکن یہاں آئے ہوئے زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ وہی لڑکی واپس آئی جو پروفیسر کے ساتھ گئی تھی۔ اس نے اپنے لباس میں ہاتھ ڈال کر ایک پرچا نکالا اور میری طرف بڑھا کر بولی: "یہ آپ کے لیے ہے۔"

"کس نے دیا ہے؟"

"مادام جاتے وقت ہدایت کر گئی تھیں کہ آپ کو تنہائی میں دیا جائے۔ میں پروفیسر کو باتوں میں مصروف رکھوں گی، اطمینان رکھیں۔"

اس کے جانے کے بعد میں نے پرچا کھولا۔ انگلش میں ایک تحریر گھسیٹی ہوئی تھی۔

"ایلی، کار لے کر اولڈ ریولس آجاؤ۔ تنہائی میں تم سے ایک اہم بات کرنی ہے۔ اولڈ ریولس کا نقشہ موجود ہے۔"

اس کے ساتھ ہی پرچے پر نقشہ بنا دیا گیا تھا۔ میں حیرت زدہ رہ گیا۔ اس کا مطلب؟ میں نے خود سے سوال کیا لیکن کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ آخر فیصلہ کیا کہ اس سے ضرور ملوں گا اور اس کے بعد یہاں رکنا مناسب نہیں تھا۔ پروفیسر کسی بھی وقت واپس آسکتا تھا۔ میں تیار ہو کر باہر آیا تو مرد ملازموں میں سے ایک نے مجھے کار کی چابی دیتے ہوئے کہا: "وہ سُرخ گاڑی جناب، آپ کو پسند آئے گی۔" میں نے شکریہ ادا کر کے چابی لے لی اور پھر باہر نکل آیا۔ میرا ذہن تجسّس کا شکار تھا۔ تارینا مجھ سے کیا کہنا چاہتی ہے؟ وہ عورت.... اس کے ہر انداز سے پتا چلتا تھا کہ معمولی شخصیت نہیں ہے۔ نقشے کے مطابق سفر کرتا ہوا میں آبادی سے باہر نکل آیا۔ علاقے کے حُسن کے بارے میں کچھ کہنا سورج کو چراغ دکھانا تھا۔ بالآخر میں اس جگہ پہنچ گیا جہاں کی نشاندہی کی

گئی تھی۔ یہاں میں نے کار روک دی اور اسٹیئرنگ پر بیٹھے بیٹھے اطراف کے مناظر دیکھنے لگا۔ اونچی نیچی چٹانیں بکھری ہوئی تھیں، دُور دُور تک کسی انسان کا وجود نہیں تھا۔ کچھ دیر سوچنے کے بعد میں نیچے اُتر آیا اور کار کی چابی انگلی میں گھماتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ ایک کے بعد ایک حسین منظر مجھے اپنی طرف کھینچ لیتا تھا۔ میں کافی دُور نکل آیا، پھر مجھے تارینا کا خیال آیا۔ وہ کہاں ہے؟ کوئی دھوکا؟

اس تصوّر نے میرے قدم جما دیے تھے۔ میں نے پلٹ کر دیکھا اور دوسرے لمحے چونک پڑا۔ میرے عقب میں ایک طویل القامت سیاہ فام کھڑا تھا۔ بدن تانبے کا بنا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ سر پر روایتی افریقیوں کی مانند پَروں کا تاج تھا۔ نچلے بدن پر چیتے کی کھال کا لباس، اُوپری حصہ بے لباس تھا اور اس پر رنگین مٹی سے نقش بنے نظر آرہے تھے۔ اس کا چہرہ پتھر کی طرح سپاٹ اور بے جان نظر آرہا تھا۔ آنکھیں میری طرف نہیں دیکھ رہی تھیں بلکہ اُوپر کو اٹھی ہوئی تھیں۔ میں خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ پھر میں نے ہمت کر کے کہا: "کیا بات ہے، کون ہو تم؟"

"جیٹو ہے اس کا نام، تمھارے کسی سوال کا جواب نہیں دے سکتا کیونکہ قوتِ گویائی سے محروم ہے۔" ایک ٹیلے کے عقب سے آواز آئی اور میں چونک کر بے اختیار پلٹ پڑا۔ تارینا اس ٹیلے کے عقب سے نکل آئی تھی۔ اس کے بدن پر چست لباس تھا، کمر میں بیلٹ بندھی ہوئی تھی جس کے دونوں طرف پستول اٹکے ہوئے تھے، آنکھوں پر ایک خاص قسم کا چشمہ چڑھا ہوا تھا، پنڈلیوں پر چڑھے ہوئے جوتوں پر سنہری زرکاری تھی۔ بڑی ڈرامائی سی کیفیت تھی۔ اس کے ہاتھ میں چمڑے کا ہنٹر تھا جو خاصا بڑا تھا اور ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔

میں عجیب سی نگاہوں سے اُسے گھورنے لگا۔ اس کے خدّوخال کے بارے میں صحیح اندازہ نہیں ہو پا رہا تھا اور میں اس وقت اس کی سوچ سے ناواقف تھا۔ "تم نے مجھے بُلایا تھا تارینا؟" میں نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"ہاں، بس یُوں سمجھ لو، تمھیں یہاں بُلانے کا مقصد یہی تھا۔"

"کیا مطلب؟" میں نے تیکھے لہجے میں پوچھا۔

"مطلب تمھیں سمجھ جانا چاہیے، تم میں سے ایک شکار ہے اور دوسرا شکاری، فیصلہ کرو کہ کون شکار ہو سکتا ہے اور کون شکار کر سکتا ہے؟"

"کیا حماقت ہے تارینا! کیا میرے اور تمھارے درمیان کوئی دشمنی ہے؟"

"دشمنی ہوتی تو میں تمھیں بڑے آرام سے اپنی رہائش گاہ میں ایک دوست کی حیثیت سے رکھتی، کھلاتی پلاتی اور تمھارا وزن اتنا بڑھا دیتی کہ اس کے بعد تم کسی قابل ہی نہ رہتے لیکن میری تم سے دوستی ہو گئی ہے اور جو لوگ میرے دوست ہوتے ہیں وہ پوری طرح مستعد اور چاق و چوبند رہتے ہیں تاکہ خود کو میری دوستی کا اہل ثابت کر سکیں۔"

"تم مجھے پاگل معلوم ہوتی ہو۔"

"یہاں ہم تینوں کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے، تم مجھے جو چاہو کہہ سکتے ہو لیکن یہ شخص میری توہین برداشت نہیں کرتا، کیوں جیٹو! میں نے غلط تو نہیں کہا؟" اس نے سیاہ فام پہاڑ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور میری آنکھیں بھی ایک بار پھر اس کی جانب اُٹھ گئی تھیں۔ اس کی جسمانی ساخت میں پہلے ہی دیکھ چکا تھا۔ کم بخت کا بدن اتنا ٹھوس تھا کہ گوشت پوست کا معلوم ہی نہیں ہوتا تھا۔ ایک ایک رگ پٹھا نمایاں تھا۔ قد بھی غیر معمولی حد تک لمبا تھا۔ وہ اب بھی خاموش کھڑا ہوا تھا لیکن تارینا کے سوال کے جواب میں اس کے سفید دانت ایک لمحے کے لیے جھانکے تھے اور پھر چھپ گئے تھے، نگاہیں آسمان کی جانب ہی ٹکی ہوئی تھیں۔ "جیٹو! فیصلہ ہونا ہے شکار اور شکاری کا، کیا تم تیار ہو؟"

اس بات کے جواب میں پہلی بار اس شخص نے گردن خم کی اور سیدھا کھڑا ہو گیا۔

"تارینا میں اس مذاق کا متحمل نہیں ہو سکتا۔" میں نے کہا۔

"تو پھر مر جاؤ، تم جیسے تندرست و توانا لوگوں کا بزدلوں کی حیثیت سے جینا مجھے پسند نہیں آئے گا۔"

"مگر میں.... میں...."

"میں تمھیں بتا چکی تھی کہ میری تفریحات اسی قسم کی ہیں، میں عام عورتوں سے مختلف ہوں، تم نے مجھے متاثر کیا ہے، چنانچہ میں تمھیں اس امتحان میں ڈالنا چاہتی ہوں اور اس کے بعد تم تارینا سے دوستی کے حقدار بن جاؤ گے۔"

"تم نے یہ کیوں سوچ لیا تارینا کہ میں تمھاری طرف دوستانہ قدم بڑھانا چاہتا ہوں۔"

"سوچ نہیں لیا بلکہ وہ لوگ مجھ تک آنے کے لیے مجبور ہو جاتے ہیں جو مجھے پسند آجائیں۔ جیٹو! تم کیا دیکھ رہے ہو، تمھیں اجازت ہے۔" تارینا ایک سمت ہٹ کر پتھر کی چٹان سے جا لگی۔ اسی وقت سیاہ فام جیٹو نے دونوں ہاتھ پھیلائے اور آہستہ آہستہ میری طرف بڑھنے لگا۔

"تمھیں اس کے نتائج بھگتنا ہوں گے تارینا!" میں نے غراتے ہوئے کہا، حالانکہ میرے ہوش و حواس گم ہوتے جا رہے تھے، یہاں تو کوئی میری مدد کو بھی نہیں آسکتا تھا اور یہ سیاہ فام جسمانی طور پر بہرحال مجھ سے برتر تھا۔ میں خواہ مخواہ اپنے بارے میں غلط فہمی کا شکار نہیں تھا لیکن اب یہ آپڑی تھی تو کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں نے اتنا ہی سوچا تھا کہ سیاہ فام نے مجھ پر چھلانگ لگا دی میں پھرتی سے اچھل کر ایک طرف ہو گیا اور وہ جھونک میں آگے بڑھتا چلا گیا۔

مجھے دماغ کو ٹھنڈا رکھ کر مقابلہ کرنا تھا چنانچہ میں نے دل ہی دل میں فیصلہ کیا کہ اس پر حملہ کرنا میرے لیے خاصا خطرناک ہوگا۔ البتہ صرف یہ کوشش کارگر ہو سکتی ہے کہ میں اسے تھکاتا رہوں اور جب بھی کمزور سپاؤں کم بخت کا حساب کتاب کر دوں۔ اس کے لیے مجھے نہایت پھرتی سے کام لینا تھا۔ تارینا پر شدید غصّہ آ رہا تھا لیکن اس وقت اُسے نظر انداز کرنا ضروری تھا۔ ذہن گرم ہوتا تو مار کھا سکتا تھا۔ سیاہ فام جو جھونک میں آگے بڑھ گیا تھا، اپنے آپ کو سنبھال کر پھر پلٹا۔ اب اس کے دانت باہر نکل آئے تھے اور ایک وحشت خیز آواز اس کے مُنہ سے نکل رہی تھی۔ تارینا نے کہا تھا کہ وہ بول نہیں سکتا لیکن یہ آوازیں بہت خوفناک تھیں۔ تارینا اچھل کر چٹان کے اُوپری حصے پر بیٹھ گئی۔ اس نے دونوں پاؤں نیچے لٹکا دیے تھے۔ میں سیاہ فام پر نظریں جمائے پینترا بدل رہا تھا۔ ایک بار پھر اس نے بڑی شدت سے مجھ پر حملہ کیا تھا لیکن میں نے اس کا اندازہ پورا نہیں ہونے دیا۔ اس بار میں اچھلنے کے بجائے بیٹھ گیا تھا اور جونہی وہ مجھ سے ٹکرایا، میں پوری قوت صرف کر کے اٹھ گیا۔ سیاہ فام میرے کندھے سے گزر کر دوسری طرف اُلٹ گیا تھا۔

تارینا نے ایک زور دار آواز مُنہ سے نکالی اور قہقہہ لگا کر ہنس پڑی: "واہ جیٹو! یہ پہلا پوائنٹ ہے جو اس نے تمھارے خلاف حاصل کیا ہے۔" جیٹو نے جھنجلائے ہوئے انداز میں زمین پر دو تین پاؤں مارے اور اس کے بعد ہاتھوں کے ذریعے قلابازی کھائی۔ اس بار میں چھلانگ مار کر بالکل پیچھے ہٹ گیا تھا۔ میرے ذہن میں ایک ترکیب آئی تھی چنانچہ جس طرف میں ہٹا تھا اسی طرف مسلسل پیچھے ہٹتا رہا اور جیٹو میرے نزدیک پہنچتا چلا گیا تھا۔ میں نے اس چٹان کے بارے میں اندازہ لگا لیا تھا جو اب میری پُشت پر تھی اور اس سے میں پُورا پُورا فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔

سیاہ فام جب میری طرف بڑھا تو میں نے اس قسم کا اظہار کیا جیسے میں اس سے خوفزدہ ہو گیا ہوں۔ وہ مُنہ سے کریہہ آوازیں نکالتا ہوا کسی گینڈے کی طرح مجھ پر حملہ آور ہوا تھا لیکن نتیجہ اس کے حق میں بُرا نکلا۔ وہ بُری طرح چٹان سے ٹکرایا تھا اور اس کی پیشانی زخمی ہو گئی تھی۔ وہ سنبھلنے بھی نہ پایا تھا کہ میں نے پوری قوت سے دونوں ٹانگیں جوڑ کر اس کے سینے پر فلائنگ کک مار دی۔ اس بار وہ پہلے سے بھی زیادہ شدت کے ساتھ چٹان سے ٹکرایا تھا۔ دوبارہ اُٹھا ہی تھا کہ میں نے اس کے قریب پہنچ کر دونوں ہاتھ اس کے سینے پر رکھے اور پُوری قوت سے اسے ایک بار پھر چٹان سے ٹکرا دیا۔

یہ تیسری ضرب پہلے سے کہیں زیادہ خوفناک تھی۔ اس کے حلق سے ایک دہاڑ نکلی۔ پہلی بار چٹان سے ٹکرانے پر اس کی پیشانی بُری طرح پھٹ گئی تھی اور خون بہہ بہہ کر اس کی آنکھوں میں آنے لگا تھا جس کی وجہ سے اس کی بصارت متاثر ہوئی تھی لیکن اب اسے موقع دینا زخمی شیر کو کھلا چھوڑ دینے کے مترادف تھا چنانچہ میں نے مسلسل اس کی پٹائی شروع کر دی۔ کوشش یہی کر رہا تھا کہ اس کے ہاتھوں کی زد میں نہ آؤں۔ ایک بار موقع ملا تو میں نے پھر اس کی گردن پکڑی اور اس کا چہرہ چٹان سے ٹکرایا۔ اس وقت میرا واحد ہتھیار یہی چٹان تھی اور اسے صحیح طور سے استعمال کرنے کے لیے میں چٹان کے پاس سے ہٹنا نہیں چاہتا تھا اور نہ ہی سیاہ فام کو اس کا موقع دے رہا تھا۔ وہ کافی زخمی ہو گیا تھا اور اس کے قدموں میں لڑکھڑاہٹ سی محسوس ہو رہی تھی۔ میرے گھونسے مسلسل اس کے جبڑے اور بدن کے نازک حصّوں پر پڑ رہے تھے۔ جونہی وہ چٹان کے پاس سے ہٹنے کی کوشش کرتا، میرا کوئی گھونسا اسے دوبارہ چٹان کی طرف لے جاتا۔ اس دوران میری ہر بار یہی کوشش رہی تھی کہ میرے بدن کا کوئی حصّہ اس کے ہاتھوں کی گرفت میں نہ آ سکے۔ اس حالت میں بھی اگر وہ مجھے پکڑ لیتا تو اس وقت ہی چھوڑتا جب میرا دم نکل جاتا۔

تارینا چٹان سے نیچے اُتر آئی تھی اور کچھ فاصلے پر کھڑی حیرت زدہ نگاہوں سے سیاہ فام کی پٹائی دیکھ رہی تھی۔ دفعتاً میں نے ایک اور چال چلی۔ میں آہستہ آہستہ اس انداز میں پیچھے ہٹا، جیسے سیاہ فام پر حملہ کرنے کے لیے کوئی خاص منصوبہ بنا رہا ہوں لیکن اس طرح میں تارینا کے بہت زیادہ قریب پہنچ گیا تھا اور پھر اچانک ہی میں نے پلٹ کر اس کے ہنٹر والے ہاتھ پر ہاتھ ڈال دیا اور دوسرے ہی لمحے ہنٹر میرے قابو میں آ گیا تھا۔ چنانچہ تارینا کے خلاف کچھ کرنے کے بجائے میں ہنٹر لے کر سیاہ فام پر پل پڑا۔ اب وہ پوری طرح نڈھال ہو چکا تھا ———— میرا پہلا وار شائیں کی آواز کے ساتھ اس کے بدن پر پڑا تو وہ تڑپ گیا۔ دوسرے لمحے وہ نیچے گر پڑا تھا۔ میں نے ہنٹر مار مار کر اس کے بدن کی کھال جگہ جگہ سے ادھیڑ دی اور چند لمحوں کے بعد وہ ساکت ہو گیا۔

میں نے جھک کر اسے دیکھا، پھر ہنٹر ہاتھ میں لیے ہوئے تارینا کی طرف مڑا۔ تارینا کے چہرے پر عجیب تاثرات تھے۔ اس نے اپنا چشمہ اُتار کر ایک طرف پھینک دیا اور بے اختیار میری طرف بڑھی۔ اس کی آنکھوں میں شرابیوں کی سی کیفیت تھی اور اس کی کیفیت کی وجہ میری سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ تب وہ بوجھل آواز میں بولی: "میرا اندازہ…… میرا اندازہ تمھارے بارے میں غلط نہیں تھا۔ تم…… تم واقعی وہ ہو جو میں نے سوچا تھا۔ تمھارے بدن کی بناوٹ دیکھ کر ہی میں نے اس بات کی پیشینگوئی کر دی تھی کہ

تم عام آدمی نہیں ہو۔" وہ میرے بالکل قریب پہنچ گئی اور اس وقت اسے حیرت کا شدید جھٹکا لگا جب میں نے اپنا ہاتھ بڑھا کر اس کے بال پکڑ لیے اور پھر ایک زور دار جھٹکا دے کر اسے زمین پر پھینک دیا۔

"ہاں، میں واقعی وہ نہیں ہوں جو تم نے سوچا تھا تارینا۔" میں نے غضب ناک لہجے میں کہا: "تمھاری اس حرکت کا تمھیں بھرپور انعام ملے گا۔" پھر میں نے ہنٹر کھولا اور دوسرے ہی لمحے ہنٹر تارینا کے بدن پر پوری قوت سے پڑا۔ اس کے حلق سے ایک دلخراش چیخ نکل گئی۔ وہ فوراً ہاتھوں کے بل پیچھے کھسکنے لگی۔

"سنو تو ایلی! بات تو سنو! مم…… میں……" اس نے بہت ہی اذیت زدہ لہجے میں کچھ کہنا چاہا لیکن دوسرا ہنٹر اس کی ٹانگوں پر پڑا تھا۔ وہ اچھل کر دُور جا گری۔ میرا تیسرا وار اس کے شانے پر پڑا اور وہاں سے لباس پھٹ گیا۔ وہ کراہنے لگی تھی۔

"آہ پلیز…… پلیز سنو۔ مجھے نہ مارو…… نہ مارو۔ پلیز میری بات تو سن لو۔" وہ دونوں ہاتھ اٹھا کر فریاد کرنے والے انداز میں بولی۔

"تمھیں اس کیفیت سے گزرنا ہو گا میڈم تارینا جس کیفیت میں تمھارا یہ غلام ہے۔" میں نے سیاہ فام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا۔

"نہ مارو، پلیز نہ مارو۔" وہ فریاد کرنے والے انداز میں بولی لیکن میرا غصہ عروج کو پہنچ گیا تھا۔ میں اسے مارتا رہا۔ "سنو…… سنو! تمھیں وہ کچھ دیا جائے گا جو میں نے آج تک کسی کو نہیں دیا۔ مت مارو، پلیز مت مارو۔" اس نے کہا لیکن میرا غصّہ کم نہیں ہوا تھا۔ میں نے لگاتار کئی ہنٹر اس کے بدن پر رسید کیے اور پھر بال پکڑ کر اسے اٹھا لیا۔ تارینا کی شکل بگڑ گئی تھی، تمام تفریح بھول گئی تھی وہ۔ بال پکڑ کر میں پھرتی سے دوڑا اور میں نے اس کا سر چٹان سے ٹکرا دیا۔ اس کے دونوں ہاتھ پھیلے، چہرے پر دہشت نظر آئی اور اس کے بعد آہستہ آہستہ وہ پھسلتی ہوئی نیچے آ رہی اور تھوڑی دیر کے بعد وہ اسی سیاہ فام کے نزدیک بے ہوش پڑی تھی۔ میں نے ہنٹر اس کے اُوپر پھینک دیا۔ اس کے بعد یہاں رُکنا مناسب نہیں تھا چنانچہ میں کار لے کر واپس چل پڑا لیکن ابھی میں زیادہ دُور نہیں پہنچا تھا کہ مجھے ایک اور کار نظر آئی جس سے پروفیسر ڈھوک نیچے اُتر رہا تھا۔ ڈھوک کو دیکھ کر میں نے اپنی کار اس کے برابر لے جا کر کھڑی کر دی۔

"خیریت، خیریت! کوئی خاص بات؟" ڈھوک نے چشمہ اُٹھا کر مجھے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"کوئی خاص بات نہیں مسٹر ڈھوک لیکن آپ اس طرف کیسے آ نکلے؟"

"بس تمھارے بارے میں اطلاع ملی تھی کہ تمھیں اس طرف بلایا گیا ہے۔ میں ذرا اُلجھن کا شکار ہو گیا۔ یہ جو میری چھٹی حس ہے نا، یہ بڑی کارآمد چیز ہے۔ نجانے کیوں مجھے یُوں محسوس ہوا جیسے کوئی خاص ہی بات ہے اور جب کوئی خاص بات ہوتی ہے تو پھر میں صرف پروفیسر ڈھوک ہوتا ہوں، باقی کچھ نہیں۔"

"تمھیں کیسے معلوم ہوا پروفیسر ڈھوک کہ میں اس طرف آیا ہوں؟"

"وہی لڑکی…… تم سمجھ رہے ہو نا، جس نے تمھیں پیغام دیا تھا۔ دراصل کوئی لڑکی کتنی ہی چالاک کیوں نہ ہو، جب اسے ڈھوک کی اُلفت کا یقین ہوتا ہے تو اس کی زبان کھل ہی جاتی ہے۔ پھر ایسا کیسے ہوتا کہ مجھے تمھارے بارے میں تفصیل نہ معلوم ہو جاتی۔ میں تمھارا پیچھا کرتا ہوا یہاں تک آ پہنچا لیکن بات کیا ہے، واپس جا رہے تھے کیا؟"

"ہاں اور میرا خیال ہے کہ اب یہ علاقہ ہمارے لیے خطرناک ہو گیا ہے۔"

"کیوں؟ ابھی سے!"

"ہاں۔"

"وجہ تو بتاؤ؟"

"وجہ یہ ہے کہ میڈم تارینا اس چٹان کے عقب میں بے ہوش پڑی ہیں، مع اپنے ایک سیاہ فام پہلوان کے جس کا اس نے تذکرہ کیا تھا۔"

"کیا وہ تمھیں قتل کرنا چاہتی تھی؟"

"نہیں، صرف تفریح کر رہی تھی اپنے طور پر۔ بہتر یہ ہوگا مسٹر ڈھوک کہ یہاں سے راہِ فرار اختیار کریں ورنہ ہوش میں آنے کے بعد اس کی تفریح ذرا مختلف قسم کی ہو جائے گی۔"

"ٹھیک ہے چلو، ابھی چلتے ہیں۔"

"وہاں واپس نہیں جاؤ گے؟"

"میں نے کہا نا کہ تم ڈھوک کو معمولی درجے کے سمجھ رہے ہو لیکن حقیقت یہ ہے کہ بہت سے ایسے کام میں پہلے ہی کر لیتا ہوں جو بعد میں کرنے کے ہوتے ہیں۔"

"یعنی؟"

"مطلب یہ کہ ہمارا مختصر سا سامان کار میں موجود ہے۔"

"گڈ، ویری گڈ۔ واقعی کام کے آدمی ہو مسٹر ڈھوک۔ اگر تم اس وقت یہاں نہ پہنچتے تو شاید اس کے بعد ہماری ملاقات کبھی نہ ہوتی۔"

"ہاں، میں جانتا ہوں، مجھے اندازہ ہے کہ تم بے مروّت قسم کے آدمی ہو اور میں تمھیں قطعی متاثر نہیں کر سکا تاہم میں اس وقت تک تمھارا پیچھا نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ میں یہ محسوس نہ کر لوں کہ تم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سیدھے راستے پر نہیں آسکتے۔"

میں نے مسکرا کر ڈھوک کی بات ٹال دی تھی پھر ہم دونوں ایک ہی کار میں آبیٹھے اور میں نے کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھادی۔ کسی خاص سمت کا تعین نہیں کیا گیا تھا بس مقصد یہی تھا کہ یہ علاقہ چھوڑ دیں۔

پروفیسر ڈھوک اگر اس وقت یہاں نہ پہنچ جاتا تو میرا اور اس کا ساتھ چھوٹ گیا تھا لیکن اس شخص کے بارے میں یہ اندازہ ہونے لگا تھا مجھے کہ یہ آسانی سے میرا پیچھا نہیں چھوڑے گا۔ ویسے مجموعی طور پر کام کا آدمی تھا اور خاصی دلچسپ شخصیت کا مالک تھا۔ میری تنہائی کچھ دن کے لیے تو دُور ہو ہی سکتی تھی راستے میں اس نے مجھ سے یہاں پیش آنے والے واقعات کے بارے میں تفصیلات پوچھیں تو میں نے اسے ساری حقیقت بتا دی۔ پروفیسر ڈھوک یہ سن کر افسردہ ہوگیا تھا کہ میں نے تارینا کے بدن پر ہنٹر کے نشانات بنا دیے تھے۔

"آہ.... تمھیں ہنٹر سے نہیں مارنا چاہیے تھا اس کے چہرے پر تو کوئی نشان نہیں پڑا؟" ڈھوک نے افسردہ لہجے میں کہا۔

"مسٹر ڈھوک! آپ میری دشمن سے ہمدردی کا اظہار کر رہے ہیں۔"

"نہیں بھائی! عورت کبھی کسی کی دشمن نہیں ہوسکتی، بس اسے ہینڈل کرنے کا فن آنا چاہیے۔"

"میرا خیال ہے پروفیسر ڈھوک کہ تم واپس چلے جاؤ، وہاں جا کر اس کی تیمارداری کرو، یقیناً وہ تم سے متاثر ہو جائے گی۔"

"اب آگیا ہوں تو واپس نہیں جاسکتا۔" ڈھوک نے کہا اور پھر چونک پڑا۔ "لیکن یہ کار کہاں تک ہمارا ساتھ دے گی، کیا یہ ہمارے لیے خطرناک ثابت نہیں ہوسکتی؟"

"کسی مناسب جگہ چھوڑ دیں گے۔"

"عزیزم! ایک بات میں بھی عرض کرنا چاہتا ہوں، وہ یہ کہ زندگی سب سے قیمتی چیز ہے اگر زندگی ہی کو کوئی خطرہ لاحق ہو جائے تو پھر باقی تفریحات آدمی قبر میں تو نہیں کر سکتا۔"

"بجا ارشاد کیا آپ نے، اس میں کوئی شک نہیں۔"

"کار بہتر ہے کہ ابھی کسی مناسب جگہ چھوڑ دو اور یہ بھی اچھا ہوگا کہ ہم پھر اپنی اوقات پر آجائیں۔"

"یعنی؟"

"ن... پیدل مارچ اور پھر یقیناً یہاں لفٹ دینے والے مل ہی جائیں گے۔"

"مگر چلو گے کہاں؟"

"اس کا تعین بعد میں کرلیں گے بلکہ ممکن ہے کہ کوئی اور ہی ہماری راہنمائی کر دے۔" ڈھوک کی بات میں وزن تھا میں جانتا تھا کہ تارینا یہاں کی متمول شخصیت ہے اور کافی حد تک پُر اسرار بھی۔ اس بات کے امکانات بھی موجود تھے کہ کسی طور اس کا تعلق میرے دشمنوں سے بھی ہو، گو میں اس کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکا تھا خواہش کے باوجود۔ صورت حال ایسی ہوگئی تھی کہ اب تارینا کی کھوج میں رہ کر میں اپنی زندگی کا خطرہ مول نہیں لے سکتا تھا لیکن اس کے امکانات تھے کہ وہ شدت سے ہمیں تلاش کرائے اور کار کی وجہ سے ہماری نشاندہی ہو جائے۔ چنانچہ ایک بھری پُری بارونق سڑک پر کار چھوڑ دی گئی اور اس کے بعد ہم لوگوں نے پھر ایک راہ اختیار کرلی جس کے بارے میں ہمیں کوئی اندازہ نہیں تھا کہ کہاں جاتی ہے۔

پیدل سفر کرتے ہوئے کافی وقت گزر گیا تھا۔ اگر یہ ایک باقاعدہ سڑک نہ ہوتی تو ہم یقیناً آگے نہیں بڑھ سکتے تھے کیونکہ پھر ہمیں اپنے سفر کے بارے میں کوئی اندازہ نہیں ہوسکتا تھا۔ تارینا نے بھی یہ کہہ کر ڈرا دیا تھا کہ سڑکوں پر درندے بھی مل جاتے ہیں۔

کافی دُور چلنے کے بعد پروفیسر ڈھوک نے اس سلسلے میں تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "مزید آگے جانا خطرناک ہے۔ اتفاق کی بات ہے کہ اس دوران یہاں سے کوئی گاڑی نہیں گزری، کہیں یہ کوئی ویران اور ناقابلِ استعمال سڑک نہ ہو۔"

"سڑک کی حالت تو یہ نہیں بتاتی مسٹر ڈھوک!" میں نے کہا اور جھک کر سڑک کو دیکھنے لگا۔ سڑک پر گاڑیوں کے ٹائروں کے نشانات بنے ہوئے تھے اور زیادہ پُرانے نہیں تھے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہاں سے گاڑیاں گزرتی ضرور ہیں، اب یہ اتفاق ہے کہ اس دوران کوئی گاڑی ہمیں نہیں ملی۔ ابھی ہم یہ سوچ ہی رہے تھے کہ دفعتاً انجن کی آواز سنائی دی اور ہم چونک پڑے، پیچھے سے ایک ٹرک آرہا تھا، ہم سڑک کے بیچوں بیچ آکھڑے ہوئے۔

ٹرک تھوڑی دیر کے بعد ہمارے نزدیک آکر رُک گیا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک سیاہ فام آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ بوڑھا اور مجہول سا آدمی جو شکل ہی سے نشے کا عادی معلوم ہوتا تھا۔ اس نے گردن نکال کر ہمیں خونی نگاہوں سے دیکھا اور غراتی ہوئی آواز میں بولا۔ "کیا مصیبت نازل ہوئی ہے تم دونوں پر، یہ سڑک کیوں بند کر رکھی ہے؟"

"ہم پریشان حال لوگ ہیں مسٹر! کیا تم ہمیں اپنے ٹرک پہ بٹھا کر وہاں تک نہیں چھوڑ دو گے جہاں تم جا رہے ہو؟"

"اور اگر تم لٹیرے نکلے تو؟"

"تو تم ہمیں گولی مار دینا۔"

"میرے پاس پستول موجود ہے، اس بات کا خیال رکھنا۔" بوڑھے نے کہا۔

"یقیناً خیال رکھیں گے، تم فکر نہ کرو۔" پروفیسر ڈھوک نے کہا

اور بوڑھے کے برابر والے دروازے کی جانب بڑھا۔

بوڑھے نے پستول نکال لیا اور اس کا رُخ ہماری طرف کر کے بولا۔ "نے.... اسے یہاں بیٹھ کر تو تم بہ آسانی مجھ پر قابو پا سکتے ہو، میرا پستول بھی چھین سکتے ہو۔ اگر سفر کرنا ہی ہے تو پیچھے جاؤ، چلو۔"

"ٹھیک ہے، پیچھے چلے جاتے ہیں لیکن اس دوران تم ٹرک چلا مت دینا۔" پروفیسر ڈھوک بولا اور چند لمحے بعد ہم ٹرک کے پچھلے حصے میں پہنچ گئے۔

ٹرک کے پچھلے حصے میں سبزیاں، ترکاریاں اور ضروریاتِ زندگی کا دوسرا سامان بھرا ہوا تھا جو یہ بوڑھا لے کر کہیں جا رہا تھا۔ چند لمحات کے بعد ٹرک آگے بڑھ گیا۔ میں نے مسکراتے ہوئے پروفیسر ڈھوک کی طرف دیکھا اور پھر بولا۔ "ہم یہاں بیٹھ کر بھی بوڑھے پر قابو پا سکتے ہیں، کیا خیال ہے؟"

"ارے ارے! اگر اس نے ہماری آواز سن لی تو بلاشبہ فائر کر دے گا، ایسا ہی آدمی معلوم ہوتا ہے مجھے۔"

"لیکن اس کے ساتھ ساتھ شریف بھی ہے کیونکہ اس نے ہماری درخواست مسترد نہیں کی۔"

"بس بہتر یہ ہے کہ خاموش بیٹھے رہو، ویسے اس سامان میں کھانے پینے کی کافی چیزیں موجود ہیں۔"

"اے مسٹر ڈھوک! کسی قسم کی بے ایمانی نہیں چلے گی، ہم اس شریف آدمی کو کوئی نقصان نہیں پہنچانا چاہتے جس نے ہماری مدد کی ہے۔"

ہم ٹرک میں سفر کرتے رہے سفر خاصا لمبا معلوم ہوتا تھا اور ہمیں اس بات کی خوشی تھی کہ کم از کم ہم تارینا کے علاقے سے بہ حفاظت نکل آئے ہیں۔ بوڑھے سے تو ہم کچھ پوچھ ہی نہیں سکتے تھے بس اب تقدیر جہاں لے جا رہی تھی، وہیں جا رہے تھے لیکن یہ زندگی مجھے پسند آئی تھی۔ پچھلے دنوں جن ذہنی الجھنوں کا شکار رہا تھا، اب یہاں آکر یہ الجھنیں دُور ہوگئی تھیں، تارینا یا پروفیسر ڈھوک کے بارے میں بھی میں اپنے ذہن کو مصروف نہیں رکھنا چاہتا تھا جو کچھ ہوگا، دیکھا جائے گا اور جو کچھ ہو چکا ہے اس میں بھی میری مرضی کو دخل نہیں تھا۔ گویا تقدیر خود راستے منتخب کرتی ہے اور یہ نیا راستہ کس طرف جاتا ہے، اس کا اندازہ اس منزل پر پہنچنے کے بعد ہی ہوگا جہاں ہمیں لے جایا جا رہا تھا۔ راستے کے بارے میں جو کچھ تارینا نے کہا تھا وہ بھی درست ہی تھا۔ ہم نے کئی خطرناک درندے راستے میں دیکھے۔ ویسے علاقے کا حسن تمام راستے اپنی جگہ بدستور برقرار تھا۔ یہ علاقہ بلاشبہ قدرتی حسن سے مالا مال تھا۔ یہ طویل سفر شام کے دھندلکوں میں ختم ہوا اور ٹرک رُک گیا۔ ہم لوگ پھرتی سے نیچے اُتر آئے تھے۔ بوڑھا بھی اسٹیئرنگ سے نیچے اُتر آیا تھا اور اب وہ خاصا مستعد نظر آرہا تھا۔ اس نے ہم دونوں کو دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ "تم لوگ واقعی شریف آدمی نکلے، میں اپنے پچھلے الفاظ پر شرمندہ ہوں۔"

"آپ کا بہت بہت شکریہ مسٹر! ویسے اس جگہ کا نام کیا ہے؟"

"کالموکیمپو، یہاں سے شکاری آگے کی پہاڑیوں پر سفید لومڑیوں کا شکار کھیلنے جاتے ہیں، بہت خوب صورت علاقہ ہے، سفید لومڑیاں یہاں بکثرت پائی جاتی ہیں، ویسے تم لوگ کیا سیاح ہو؟"

"ہاں، سیاح ہیں ہم لوگ۔ کالموکیمپو آنے کے خواہشمند تھے لیکن یہاں کا راستہ نہیں معلوم تھا۔ ویسے آپ....؟"

"میں یہاں سامان سپلائی کرتا ہوں، ہفتہ وار میرا ایک چکر لگتا ہے۔" بوڑھے نے کہا اور پھر ہم سے ہاتھ ملا کر ایک طرف بڑھ گیا۔ غالباً جن لوگوں کے لیے وہ سامان لایا تھا، انھیں اپنی آمد کی اطلاع دینا چاہتا تھا۔ ہماری نگاہیں چاروں طرف بھٹکنے لگیں، قرب و جوار میں چھوٹے چھوٹے بازار نظر آرہے تھے اس طرح کہ چند دکانوں کے ایک مجموعے سے کچھ فاصلے پر ایسا ہی ایک دوسرا مجموعہ واقع تھا۔ لوگ اپنی ضروریات کی چیزیں خرید رہے تھے، جگہ جگہ پکی عمارتیں نظر آرہی تھیں۔ ان میں بعض عمارتیں تین چار منزلہ بھی تھیں جنھیں خاصی خوبصورتی سے بنایا گیا تھا اور ان پر ہوٹلوں کے بورڈ جگمگا رہے تھے۔ یہاں سے بہت دُور ایک خیموں کی بستی نظر آرہی تھی۔

"بڑی عمدہ جگہ ہے۔ اس سے پہلے میں کالموکیمپو نہیں آیا تھا۔ میرا خیال ہے کہ اگر ہم یہاں کچھ وقت سفید لومڑیوں کا شکار کرتے ہوئے گزاریں تو کیا لطف نہیں آئے گا۔" پروفیسر ڈھوک نے کہا۔

"یقیناً آئے گا لیکن اس سے پہلے ہمیں قیام کے لیے کوئی بندوبست کرلینا چاہیے۔"

"یہاں چھوٹے موٹے ہوٹل بھی موجود ہیں اور تم جانتے ہو کہ ایسی جگہوں پر ہوٹل نہایت قیمتی اور مہنگے ہوتے ہیں۔"

"پروا نہ کرو، میرے پاس کرنسی موجود ہے۔"

"کتنی کرنسی ہوگی تمھارے پاس؟"

"اس کا میں نے اندازہ نہیں لگایا، دیکھتا ہوں۔" میں نے کہا اور جیبوں میں کرنسی ٹٹولنے لگا۔

بہت زیادہ رقم نہیں تھی میرے پاس۔ تب پروفیسر ڈھوک نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "میں تم سے پہلے بھی کہہ چکا ہوں، میرے بینک جگہ جگہ کھلے ہوئے ہیں تو کیا خیال ہے تمھارا، میرے بینک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہاں نہ ہوں گے۔"

"یقیناً پروفیسر! اب تو تمھارا ساتھ کافی دلچسپ محسوس ہو رہا ہے۔"

"تو آؤ۔ پہلے کسی ہوٹل میں ہم اپنا بندوبست کرلیں۔"

جس ہوٹل کو ہم نے اپنے لیے منتخب کیا تھا وہ نہایت خوبصورت تھا۔ کاؤنٹر پہ ہمیں چابی مل گئی اور ہم اپنے کمرے میں پہنچ گئے کشادہ اور خوبصورتی سے آراستہ کمرا ہمیں پسند آیا تھا۔ پروفیسر ڈھوک نے واجبات کی ادائیگی کردی تھی۔ ایک خوبصورت سی افریقی لڑکی نے ہمارا سامان ہمارے کمرے میں سجا دیا۔

"ذرا سوچو مسٹر ایلی! اگر اس کائنات میں یہ حسین پھول کھلے ہوتے تو اس کا رنگ کیا ہوتا۔" اس نے واپس جاتی ہوئی لڑکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور میں صرف مسکرا کر رہ گیا۔

اس گول مٹول شخص کے بارے میں صحیح طور پر کوئی فیصلہ کرنا بڑا مشکل تھا۔ بظاہر تو وہ ٹھیک ہی نظر آتا تھا۔ اس کے بعد ہم مختلف موضوعات پر گفتگو کرتے رہے پھر ڈھوک نے اپنے سوٹ کیس سے ایک لباس نکالا اور اسے تبدیل کرکے کمرے سے نکل گیا۔

"میرا انتظار نہ کرنا۔" باہر جاتے ہوئے اس نے کہا۔ "جس وقت بھی واپس آجاؤں لیکن آؤں گا ضرور۔" میں جانتا تھا کہ وہ پھولوں کی اس وادی میں اپنے لیے کوئی پھول تلاش کرنے گیا تھا۔ کافی دیر تک میں آرام کرسی پر بیٹھا تارینا کے بارے میں سوچتا رہا۔ نجانے کیسی عورت تھی اور کس صورت حال کا شکار تھی۔ اس کے بعد مجھے یہاں وحشت ہونے لگی اور میں باہر نکل آیا۔

کالوکیمپو کے بازار ہر چند کہ بے ترتیب تھے لیکن ان میں جو اشیا تھیں وہ نہایت اعلیٰ معیار کی تھیں۔ غالباً اسمگلنگ کا سامان یہاں آتا تھا۔ آزادانہ خرید و فروخت ہو رہی تھی۔ کافی فاصلے پر بنے ہوئے ایک چھوٹے سے اوپن ایئر ریسٹورنٹ میں پہنچ کر میرا دل کافی پینے کو چاہا۔ کچھ میزوں سے کافی کی خوشبو اٹھ رہی تھی، یقیناً نفیس قسم کی کافی تھی۔ میں سیٹ پر بیٹھ گیا اور اپنے لیے کافی طلب کرلی۔

کافی آنے کے بعد ابھی میں نے اس کے چند ہی گھونٹ لیے تھے کہ ایک سیاہ فام لڑکی میرے نزدیک پہنچ گئی اور مسکراتے ہوئے بولی۔ "تم یہاں ہو اور میں تمھیں کتنی دیر سے تلاش کر رہی ہوں۔" میں نے چونک کر اسے دیکھا، لڑکی کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی تھی۔

"کہاں کہاں تلاش کیا آپ نے مجھے؟" میں نے سوال کیا۔

"کائنات کے ہر ذرّے میں، زمین و آسمان کے درمیان جتنی جگہیں ہوسکتی ہیں وہاں میں نے تمھیں ڈھونڈ لیا تھا۔" لڑکی مسکرا کر بولی۔ میں اس کا مقصد سمجھ گیا تھا، شکاری لڑکی تھی۔ تھوڑی دیر کی دلچسپی کی خاطر میں نے اس کا ساتھ قبول کرلیا اور اس سے پوچھا۔

"کیا منگواؤں تمھارے لیے؟"

"کافی ہی منگوالو۔" اس نے بے تکلفی سے جواب دیا اور میں نے ویٹر کو مزید کافی لانے کو کہا۔

"سیاح ہو؟" وہ کافی کا گھونٹ بھرتے ہوئے بولی۔

"ہاں۔" میں نے گردن کی جنبش کے ساتھ کہا۔

"یہاں کب پہنچے ہو.... میرا مطلب ہے کیمپو میں؟"

"زیادہ وقت نہیں ہوا۔"

"تنہا ہو؟"

"نہیں، میرے ہمراہ ایک ساتھی موجود ہے۔" میں نے جواب دیا۔

وہ کافی پیتے پیتے رُک گئی، میری طرف دیکھا اور پھر آہستہ سے بولی۔ "گویا میری گنجائش نہیں ہے؟"

"ہاں۔ یہی سمجھ لو۔" میں نے جواب دیا۔

"تب میں تمھیں پریشان نہیں کروں گی۔ کافی پی کر اُٹھ جاؤں گی۔ اس کے لیے تمھارا شکریہ۔"

"نہیں تم چاہو تو تھوڑی دیر بیٹھ سکتی ہو۔" میں نے جواب دیا مگر لڑکی کافی پینے کے بعد نہیں بیٹھی، وہ اُٹھ گئی تھی۔ تھوڑی دیر تک میں وہیں بیٹھا رہا۔ لڑکی کے بارے میں کوئی خاص خیال ذہن میں نہیں آیا تھا پھر وہاں سے اُٹھ کر باہر نکل آیا اور کیمپو کے بارے میں مزید تفصیلات معلوم کرنے لگا۔ خیموں کے شہر میں ہر طرح کے لوگ ٹھہرے ہوئے تھے گو کہ یہ ٹل کے دارالحکومت کی نسبت یہاں یوں محسوس ہوتا تھا جیسے انقلاب کا کوئی اثر نہ ہو۔ شکاری اور سیر و سیاحت کے رسیا اپنے اپنے گھروندے بنائے بیٹھے تھے بیشمار لڑکیاں تھیں، تنہا بھی اور وہ جو اپنے اپنے دوستوں یا ساتھیوں کے ساتھ آئی تھیں۔ میں ان کے درمیان بھٹکتا رہا۔ سفید لومڑیوں کے شکار کے لیے یہاں سرکاری دفاتر موجود تھے جہاں سے شکار کا لائسنس حاصل کیا جاتا تھا۔ گھوڑوں کا بندوبست بھی تھا اور شوٹنگ کے لیے رائفلیں بھی کرائے پر ملتی تھیں۔ گویا تفریحات کے لیے ہر سامان مہیا تھا۔ مجھے یہ جگہ بہت پسند آئی بشرطیکہ یہاں کوئی مداخلت نہ ہو اور پھر میں واپس ہوٹل آگیا۔

[illegible]ت ہوچکی تھی۔ بھوک نہیں لگ رہی تھی، میں آرام کرنے کے لیے بستر پر لیٹ گیا۔ پروفیسر ڈھوک کا کوئی پتا نہیں تھا۔ میں نے لیٹے لیٹے فیصلہ کیا کہ سفید لومڑیوں کے شکار کے لیے تھوڑا سا وقت ضرور نکالوں گا۔ ذرا سا ذہن پُرسکون ہوجائے گا اور اس کے بعد اپنی منزل کے لیے کوئی صحیح فیصلہ کروں گا۔ یہاں تفریحات میں بھی زیادہ وقت نہیں ضائع کرسکتا تھا جب ایک کام شروع

کیا تھا تو اسے جاری رہنا چاہیے تھا۔ رُک جانے کا مقصد یہ ہوگا کہ کاہلی سوار ہوجائے گی اور میں یہ نہیں چاہتا تھا۔ زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ میں نے دروازہ بند نہیں کیا تھا۔ یقیناً پروفیسر ڈھوک ہوسکتا تھا یا پھر ہوٹل کا کوئی ملازم۔ چنانچہ میں نے اسے اندر آنے کی اجازت دے دی۔ جو شخصیت اندر داخل ہوئی تھی اسے دیکھ کر ایک لمحے میں میں نے پہچان لیا۔ یہ وہی لڑکی تھی جو اوپن ایئر ریستوران میں مجھے ملی تھی۔ اس کی گردن جھکی ہوئی تھی۔ وہ آہستہ آہستہ چلتے ہوئے میرے قریب آگئی۔ میں خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔

"مجھے افسوس ہے کہ میں نے آپ کو پریشان کیا لیکن اس کے ساتھ ہی ایک درخواست بھی ہے کہ میرے بارے میں غلط نہ سوچنا۔"

"بیٹھو۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا [illegible] وہ کرسی پر بیٹھ گئی۔

"میں نے تمھارے بارے میں غلط انداز میں تو نہیں سوچا۔"

"لیکن تمھاری ساتھی، میرا مطلب ہے وہ نہیں ہے جس کے بارے میں تم نے کہا تھا۔"

"میں نے یہ کب کہا تھا کہ وہ کوئی لڑکی ہے؟"

"کیا مطلب؟" وہ چونکی۔

"بات ساتھی کی ہوئی تھی، میرا ساتھی ایک مرد ہے۔"

"اوہ.... او.... تو....؟"

"نہیں بے بی! جس قسم کا ساتھی تمھارے تصوّر میں ہے میں اس کا عادی نہیں ہوں۔"

"پلیز۔ میں خود تمھیں اس انداز میں متاثر نہیں کرنا چاہتی ہوں۔ کیا تم یقین کروگے کہ میں صرف اتفاقیہ طور پر ہی تمھارے پاس آگئی، وہاں سے رخصت ہونے کے بعد میں ڈی فلورین آئی تھی اور یہ وہ وقت تھا جب تم یہاں داخل ہوکر اپنے کمرے کی جانب بڑھ رہے تھے یوں میرے ذہن میں تجسّس جاگا اور میں نے تمھارا کمرا دیکھ لیا۔ پھر تمھارے بارے میں معلوم ہوا کہ تمھارے ساتھ کوئی لڑکی مقیم نہیں ہے۔"

"تو تم میری جاسوسی کرتی رہی ہو۔" میں نے کہا اور اسکی گردن کچھ اور جھک گئی۔

"اسے جاسوسی نہیں، مجبوری کہو۔ یقین کرو سارا دن کسی رہائش گاہ کی تلاش میں گھومتی رہی ہوں لیکن اپنے لیے کوئی ٹھکانا تلاش نہیں کر پائی۔ میرے پاس اتنی رقم بھی موجود نہیں ہے کہ اپنے طور پر کچھ کرلوں"

میں خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ لڑکی کے چہرے پر عجیب سے تاثرات نظر آرہے تھے۔ پھر میں نے پوچھا۔ "میں تمھاری کیا مدد کرسکتا ہوں؟"

"سنو! ضروری نہیں ہے کہ جو شخص جس کاروبار سے تعلق رکھتا ہو، ہمیشہ اس کے بارے میں سوچتا ہے۔ کیا تم انسانی ہمدردی کی بنیاد پر میری کچھ مدد نہیں کرسکتے؟"

"کچھ رقم چاہیے؟"

"رقم کے ساتھ ہی ٹھکانا بھی۔" اس نے جواب دیا۔

"اس کے لیے میں تم سے معذرت چاہتا ہوں، جہاں تک رقم کا تعلق ہے یہ تھوڑی سی مدد میں کرسکتا ہوں۔" میں نے کچھ کرنسی نوٹ نکال کر اسے دیے اور اس نے شکریے کے ساتھ انھیں قبول کرلیا۔

"میں تمھیں یہ رقم کبھی واپس نہیں کرسکتی۔"

"میں نے یہ رقم واپس لینے کے لیے نہیں دی ہے اور کیا خدمت کرسکتا ہوں تمھاری؟" میں نے سوال کیا اور وہ اپنی جگہ سے اُٹھ گئی۔

"نہیں، بس شکریہ! تاہم ایک دوست کی حیثیت سے میں تمھیں یاد رکھوں گی۔" میں نے اسے پُرخلوص انداز میں رخصت کیا۔ انسان کے مسائل نہ جانے کیا کیا ہوتے ہیں، اس چھوٹی سی رقم کا مجھے کوئی افسوس نہیں تھا۔

رات کو تقریباً ڈیڑھ بجے جب میں گہری نیند سو رہا تھا کہ پروفیسر ڈھوک نے دروازے پر دستک دی اور میں نے اُٹھ کر دروازہ کھول دیا۔ ڈھوک شرمندہ نظر آرہا تھا، کہنے لگا۔ "معافی چاہتا ہوں اور یقین دلاتا ہوں کہ کل سے اتنی دیر نہیں ہوگی۔"

"خاموشی سے سو جائیے مسٹر ڈھوک! آپ نے مجھے نیند سے جگایا ہے۔" میں نے کسی قدر تلخ لہجے میں کہا اور ڈھوک کان دبائے ہوئے اپنے بستر کی طرف چل پڑا۔

دوسری صبح جب میں جاگا تو ڈھوک غائب ہوچکا تھا۔ میں نے ایک گہری سانس لی، کمبخت عجیب انسان ہے، اپنی عمر کو بھولا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوا ہے، بہرطور جو کچھ بھی تھا میرے لیے دلچسپ تھا۔

میں پروگرام بناچکا تھا کہ لومڑیوں کے شکار کو نکلوں گا چنانچہ میں تیار ہونے کے بعد اس جگہ پہنچ گیا جہاں شکاریوں کے کیمپ لگے ہوئے تھے۔ یہیں وہ دفاتر بھی موجود تھے جو شکار کے لیے لائسنس جاری کرتے تھے۔ میں ایک دفتر میں داخل ہوگیا اور وہاں سے میں نے عارضی لائسنس حاصل کیا۔ اس وقت میں نے اپنے عقب میں ایک شاندار شخصیت کے مالک غیر ملکی کو دیکھا تھا۔ اس کے ساتھ چند اور افراد بھی تھے جن میں دو تین لڑکیاں اور تین نوجوان بھی تھے۔ لڑکیاں خاصی خوش شکل اور اسمارٹ تھیں۔ شکاری لباس پہنے ہوئے تھیں۔ معمر شخص نے سرسری نگاہ مجھ پر ڈالی اور اپنے کام میں مصروف ہوگیا۔ میں نے اپنی پسند کی رائفل اور ایک گھوڑا حاصل کرلیا تھا۔ چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد میں گھوڑے پر سوار ہوکر چل پڑا۔ زیادہ دُور نہیں گیا تھا کہ وہی معمر شخص اپنے ساتھیوں کی ٹولی کے ساتھ میرے قریب سے گزرا اور میری طرف دیکھ کر مسکرایا۔

"ہیلو، بہت سست رفتاری سے سفر کررہے ہو؟" وہ بولا۔

"ہاں۔ یہ میری عادت ہے مسٹر۔۔۔؟"

"البرٹ ہوگن۔ برطانوی ہوں۔" اس نے جواب دیا۔ "سست رفتاری بددلی کی علامت ہے اور ایک شکاری کو کبھی سست رفتار نہیں ہونا چاہیے۔ تم تنہا ہو؟"

"ہاں۔"

"اگر چاہو تو ہم تمھیں کمپنی دے سکتے ہیں۔ یہ سب میرے بچے ہیں۔ ہم لوگ ہر سال اس موسم میں گوٹے ہل بلکہ یوں سمجھو کالوکیمپو آتے ہیں۔"

"میں پہلی بار آیا ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔ آؤ تمھیں شکار کھلاؤں۔" اس نے کہا اور میں نے گھوڑا آگے بڑھایا۔ لڑکیاں اور نوجوان بھی رُک گئے تھے۔ ہمیں آگے بڑھتے دیکھ کر وہ بھی چل پڑے۔ راستے میں مسٹر ہوگن نے میرا اُن سے تعارف کرایا اور میں نے خوش اخلاقی سے گردن خم کی۔

"شکار کے بارے میں تمھارا کیا تجربہ ہے مسٹر ایلی!" اس نے پوچھا۔

"بالکل اناڑی ہوں۔ یُوں سمجھ لیں کہ یہاں آیا تو اس تفریح میں بھی حصہ لینے چل پڑا۔"

"خطرناک بات ہے۔ شکار اس قسم کی تفریح نہیں ہے جیسے فیسٹر دیکھ لیا۔ یہاں کی کچھ ٹیکنیک بھی ہوتی ہے۔ تم اناڑی پن میں کسی شکاری کی گولی کا بھی شکار ہوسکتے ہو۔"

"اوہ! مجھے اس کا اندازہ نہیں تھا۔" میں نے خوفزدہ ہونے کی اداکاری کی۔

"شاید تمھاری زندگی باقی تھی جو اس طرح ہماری ملاقات ہوگئی، تعلق کہاں سے ہے؟"

"پاکستان کا باشندہ ہوں۔"

"اس کے باوجود شکاری نہیں ہو۔ برصغیر میں تو بڑے بڑے شکاری گزرے ہیں۔"

"ہر شخص ان جیسا نہیں ہوتا۔" میں نے مسکرا کر کہا۔

"رائفل استعمال کرلیتے ہو؟"

"ہاں، کسی حد تک۔" میں نے جواب دیا اور ہوگن ہنسنے لگا۔ خوش مزاج انسان تھا۔ میں نے بھی سوچا کہ یہاں کے حالات کے بارے میں معلومات بھی حاصل ہوجائیں گی۔ ہمارے اطراف میں اور بھی شکاری ٹولیاں سفر کررہی تھیں۔ برف سے ڈھکی ہوئی گھاٹیاں شروع ہوگئی تھیں۔ کافی طویل سفر کرنے کے بعد ہم شکار کی حدود میں داخل ہوگئے۔ یہاں شکاریوں کے لیے ہدایات کے بورڈ لگے ہوئے تھے۔ مسٹر ہوگن نے یہاں رُک کر سب کو قریب بلایا اور پھر انھوں نے ان سب کو بے قابو نہ ہونے کی ہدایت کی اور اس کے بعد ہم لائسنس چیک کراکر شکار کے علاقے میں داخل ہوگئے۔ یہاں سے راستہ خطرناک ہوگیا تھا۔ بڑے بڑے برفانی تودے اور ان کے دامن میں گہرے گڑھے پھیلے ہوئے تھے۔ ہم ان گڑھوں کو عبور کرکے آگے بڑھتے رہے پھر ایک جگہ قیام کا فیصلہ کیا گیا۔

"شکار رات کو کیا جائے گا۔" مسٹر ہوگن نے اعلان کیا۔

میں نے محسوس کیا کہ اس فیصلے پر نوجوانوں کے منہ بن گئے ہیں۔ رات ہوئی تو سب نے تھکن کا اعلان کردیا۔ مجھے پہلے ہی اندازہ تھا اس لیے میں مسکرا کر رہ گیا۔ "کیا تم بھی میرا ساتھ نہیں دوگے؟" مسٹر ہوگن نے پوچھا۔

"کیوں نہیں۔ میں آپ کے ساتھ چلوں گا۔" میں نے مستعدی سے کہا۔ ہم دونوں گھوڑ... [illegible] چاند نکلا ہوا تھا اور سفید برف پر چاندنی منعکس ہوکر عجیب لگ رہی تھی۔ گہرے سناٹے میں کہیں اور سے رائفل کی آوازیں اُبھرتیں تو عجیب سا احساس ہوتا تھا۔ میں ماحول کے سحر سے آزاد نہ رہ سکا۔ اس طلسمی ماحول نے مجھے خود بھی الجھا دیا تھا۔

"ہوشیار! وہ دیکھو۔" دفعتاً مسٹر ہوگن نے ایک سمت اشارہ کیا۔ چار لومڑیاں آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہی تھیں۔ ہم نے گھوڑے روک لیے۔ مسٹر ہوگن نے کہا۔ "فائر میں کروں گا۔ ابتدا غلط نہیں ہونی چاہیے۔" میں نے خاموشی سے گردن ہلا دی تھی۔ مسٹر ہوگن نے کئی بار پوزیشن تبدیل کی اور پھر اچانک ان کی رائفل گرج اٹھی لیکن اس کے ساتھ ہی ایک دلدوز انسانی چیخ سنائی دی تھی اور ہم دونوں بُری طرح اچھل پڑے تھے۔

"یہ کیا ہوا؟" مسٹر ہوگن کی خوفزدہ آواز اُبھری۔

چیخ سُن کر میں بھی ساکت رہ گیا تھا۔ ہم دونوں ہی کے دل میں یہ خیال اُبھرا تھا کہ ہماری رائفل کی گولی کسی انسان کے لگ گئی ہے۔ چند لمحے اسی طرح گزر گئے پھر بائیں سمت ایک برفانی تودے کے پاس ایک انسانی جسم نظر آیا۔ وہ بے تحاشا دوڑ رہا تھا۔

"آؤ۔" مسٹر ہوگن نے کہا اور گھوڑے کو ایڑ لگادی۔ میں نے بھی اپنا گھوڑا اُن کے عقب میں ڈال دیا اور آن کی آن میں ہم اس کے قریب پہنچ گئے۔ دوڑتے ہوئے اس جسم نے ٹھوکر کھائی اور برف پر لڑھکتا ہوا دور تک چلا گیا۔ چاندنی میں اب اس نسوانی وجود کو صاف دیکھا جاسکتا تھا۔ ہم اس کے نزدیک پہنچ کر گھوڑوں سے اُتر گئے۔ مسٹر ہوگن جلدی سے اس پر جھک گئے۔ میں بھی تشویش زدہ انداز میں اُن کے قریب پہنچ گیا تھا۔

"خون... خون تو نہیں ہے؟" مسٹر ہوگن کی آواز اُبھری اور انھوں نے بے سُدھ لڑکی کو آہستگی سے پلٹ دیا۔ میری نگاہ اس کے چہرے پر پڑی اور دوسرے ہی لمحے میرے سارے بدن کی جان آنکھوں میں سمٹ آئی۔ یہ چہرہ میرے لیے اجنبی نہیں تھا۔ یہ صورت اچھی طرح شناسا تھی۔ تہذیب مالکم ایکس تھی۔ یہ بے ہوش نہیں تھی بے حواس نظر آرہی تھی۔ کھلی ہوئی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھی ہوئی تھیں، ان میں عجیب سی کیفیت نظر آرہی تھی۔

میں نے مضطربانہ انداز میں اُسے دیکھا لیکن خود پر قابو رکھا۔ کسی کو میں اس کے بارے میں نہیں بتانا چاہتا تھا۔

"نہیں، یہ ہماری چلائی ہوئی گولی سے زخمی نہیں ہوئی۔ ہمارا خیال غلط تھا۔ بدن پر خراشیں ضرور ہیں گولی کا کوئی زخم نہیں ہے۔" مسٹر ہوگن کی آواز اُبھری۔

"اسے فوری امداد کی ضرورت ہے۔" میں نے کہا۔

"ہاں مگر یہ تنہا... بات سمجھ میں نہیں آئی۔" مسٹر ہوگن نے کہا۔

"پلیز مسٹر ہوگن، ہم اپنا شکار جاری نہیں رکھ سکیں گے۔ آئیے اسے لے چلیں۔" میں نے کہا اور مسٹر ہوگن تیار ہوگئے۔ ابھی ہم اسے اٹھا بھی نہ پائے تھے کہ عقب سے کچھ آہٹیں اُبھریں اور پھر ایک آواز آئی۔

"گریشی، گریشی کہاں ہو تم... گریشی؟" ہماری گردنیں بے اختیار گھوم گئیں۔ وہ تین آدمی تھے شکاریوں کے لباس میں تھے لیکن شکلوں سے خطرناک نظر آتے تھے۔

"وہ رہی۔" اُن میں سے ایک نے تہذیب کی طرف اشارہ کرکے کہا اور تینوں پھرتی سے اُس کے قریب پہنچ گئے۔

"اٹھاؤ اسے اٹھاؤ، یہ زخمی ہوگئی ہے۔" ایک آواز سنائی دی۔

"کیا یہ تم لوگوں کے ساتھ تھی؟" مسٹر ہوگن نے انھیں گھورتے ہوئے کہا۔ وہ بھی شاید ان لوگوں کی طرف سے مشتبہ ہوگئے تھے۔

"بے وقوف لڑکی ہے۔ سفید لومڑیوں کے شکار کے شوق میں جنونی ہوگئی تھی۔ ہمیں پیچھے چھوڑ کر دوڑی چلی آئی اور اس کے گھوڑے نے اُسے پھینک دیا۔ اگر خالی گھوڑا ہمیں نظر نہ آجاتا تو ماری گئی تھی۔ تم لوگ منہ دیکھ رہے ہو اٹھاؤ اسے۔"

دو آدمیوں نے تہذیب مالکم ایکس کو اٹھا لیا۔ میرا ذہن برق رفتاری سے کام کررہا تھا۔ تہذیب کا اور میرا ساتھ مختصر نہیں تھا اور پھر میرے دل میں اس کے لیے ایک دُکھ بھی تھا، میں بھلا اس کی شکل بھول سکتا تھا۔ وہ لوگ اُسے گریشی کے نام سے پکار رہے تھے جب کہ وہ گریشی نہیں تھی۔ تہذیب ضرور خطرے میں ہے۔ وہ یقیناً جان بچانے کی کوشش میں مصروف تھی جب ہوگن نے لومڑیوں پر فائر کیا، اسی وقت وہ چیخی اور ہم اس کی طرف دوڑ پڑے۔ یہ لوگ اس وقت تہذیب سے دور نہیں تھے لیکن ہماری وجہ سے پوشیدہ ہوگئے اور جب انھوں نے ہماری گفتگو سُن لی تو ایک بہانہ سوچ کر آگئے۔ سو فی صدی یہی بات تھی اگر میں تہذیب سے واقف نہ ہوتا تو اُن کی بات پر کوئی شبہ نہیں ہوسکتا تھا۔

میں نے آگے بڑھ کر کہا۔ "آپ لوگوں کے پاس سواری نہیں ہے جناب! اگر آپ چاہیں تو میرا گھوڑا استعمال کرسکتے ہیں۔ کہاں لے جائیں گے آپ انہیں؟"

"شکریہ نوجوان دوست! ہمارے پاس گاڑی موجود ہے۔" اُسی شخص نے کہا جو اس گفتگو میں پیش پیش تھا۔

"گاڑی کہاں ہے؟"

"اس طرف... اس بڑے برفانی ٹیلے کی آڑ میں۔" اس نے تھوڑے فاصلے پر اشارہ کیا۔

"اوکے، پلیز جلدی لے جائیے، میرا خیال ہے انہیں فوری طبی امداد کی ضرورت ہے۔" میں نے نرم لہجے میں کہا اور پھر اسی جگہ رُک کر انہیں جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔

جب وہ تھوڑی دور نکل گئے تو مسٹر ہوگن نے میرے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "مجھے کچھ دال میں کالا نظر آرہا ہے ڈیئر! آخر لڑکی چیختی ہوئی کیوں دوڑ رہی تھی — کوئی گھپلا ضرور معلوم ہوتا ہے۔"

میں نے مسٹر ہوگن کی طرف دیکھا اور پھر آہستہ سے بولا۔ "میں آپ سے متفق ہوں مسٹر ہوگن مگر اب کیا کیا جائے؟"

"یہی میں بھی سوچ رہا ہوں، لڑکی خطرے میں معلوم ہوتی ہے۔ تم نے دیکھا نہیں وہ لوگ شکل ہی سے خطرناک معلوم ہوتے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھے۔ شکاریوں کے لباس میں ضرور تھے لیکن شکاری نہیں معلوم ہوتے تھے، یوں لگتا تھا جیسے وہ کوئی مجرمانہ کارروائی کرنا چاہتے ہوں۔ ان کے چہروں کے تاثرات ان کے لہجوں سے ہم آہنگ نہیں تھے۔ مسٹر ہوگن نے کہا۔

"ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ میرے ذہن میں ایک تجویز ہے مسٹر ہوگن۔"

"کچھ نہ کچھ کرو، وہ بچی مجھے خطرے میں معلوم ہوتی ہے۔ کیا تجویز ہے تمہارے ذہن میں؟"

"میں ان کا تعاقب کرتا ہوں۔" میں نے ٹیلے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جس کے نزدیک وہ لوگ تہذیب مالکم ایکس کو لے کر پہنچ چکے تھے۔

"اس سے کیا ہوگا؟"

"پتا لگاؤں گا کہ وہ اسے کہاں لے جا رہے ہیں۔"

"ٹھیک ہے، چلو میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔" مسٹر ہوگن نے کہا اور میں جلدی سے اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ مسٹر ہوگن نے بھی میری تقلید کی تھی لیکن یہ تعاقب آسان نہیں تھا، ہمیں اس مخدوش برفیلی زمین پر کسی گاڑی کا تعاقب کرنے میں کافی مشکلات پیش آ سکتی تھیں۔

تھوڑی دیر کے بعد ہم نے کسی گاڑی کا انجن اسٹارٹ ہونے کی آواز سنی اور مسٹر ہوگن بول پڑے۔ "وہ لوگ چل رہے ہیں۔"

"ہاں مسٹر ہوگن! عجیب کہ اس سے قبل ہم نے یہاں کسی گاڑی کے انجن کی آواز نہیں سنی تھی۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ گاڑی کافی دیر سے یہاں موجود تھی۔"

ہم نے اپنے طور پر ایک راستے کا تعین کر لیا تھا۔ گاڑی ٹیلے کی آڑ سے نکل آئی تھی، یہ ایک طاقتور جیپ معلوم ہوتی تھی جو اپنی ساخت میں ذرا منفرد تھی اور عام جیپوں کی بہ نسبت کافی بڑی معلوم ہوتی تھی۔ اوپر سے وہ کھلی ہوئی ہی تھی اور دور سے اس میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو دیکھا جا سکتا تھا۔ تہذیب مالکم ایکس نظر نہیں آ رہی تھی۔ ایک شخص ڈرائیونگ سیٹ پر تھا اور باقی دو شاید پچھلی سیٹ پر اس کے پاس موجود تھے۔ جیپ کی روشن لکیریں ہماری رہنمائی کر رہی تھیں۔ فاصلہ اتنا رکھا گیا تھا کہ جیپ والوں کو گھوڑوں کے دوڑنے کا اندازہ نہ ہو سکے۔ اتنے فاصلے سے اس جیپ پر نگاہ رکھنا مشکل کام تھا کیونکہ بعض جگہ راستے میں ایسے برفانی ٹیلے بھی آ جاتے تھے جو جیپ کو چھپا لیتے تھے۔ ویسے مجھے یہ اندازہ نہیں تھا کہ اس طرف آنے کے لیے کوئی باقاعدہ راستہ بھی موجود ہوگا۔ مسٹر ہوگن نے بھی اس بات پر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا۔

"کسی جیپ کا ان برفانی گڑھوں کے علاقے میں نکل آنا بڑا تعجب خیز ہے۔ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کیمپ کے راستے پر نہیں جا رہے بلکہ ان کی منزل کہیں اور ہے۔ وہ دیکھو انھوں نے جیپ کا رُخ بدل لیا ہے اور یہ راستہ کیمپ کی طرف نہیں جاتا۔"

میں نے بھی فوراً گھوڑے کا رُخ تبدیل کر لیا اور اس وقت جس راستے سے ہم گزر رہے تھے، وہ کافی خطرناک تھا۔ وقفے وقفے سے شکاریوں کی رائفلوں کی گرج سنائی دیتی تھی اور بعض جگہ شعلے نکلتے ہوئے بھی نظر آتے تھے۔ یہ اندازہ نہیں ہوتا تھا کہ گولی کس طرف چلائی گئی ہے، کسی بھی وقت کوئی بھی گولی ہمارے جسموں کو چاٹ سکتی تھی۔

مسٹر ہوگن کو بھی اس خطرے کا شدید احساس تھا، انھوں نے چند لمحے بعد سہمی ہوئی آواز میں کہا۔ "یہ صورت حال بہت خطرناک ہو گئی ہے، ہم جس علاقے میں ہیں، یہ شکاری علاقہ کہلاتا ہے، یعنی یہاں سفر کرنا مناسب نہیں ہوتا۔"

اس وقت ہم کسی قدر بلندی پر تھے اور جیپ نیچے خاصی پستی میں جا رہی تھی، تقریباً اس تعاقب کو دس منٹ گزر چکے تھے کہ دفعتاً ہم نے بلندی سے نیچے کچھ گڑبڑ دیکھی، جیپ رُک گئی تھی اور تہذیب مالکم ایکس اس میں سے کود کر دوڑ پڑی تھی۔ نیچے کے یہ مناظر صاف نظر آ رہے تھے پھر دفعتاً ایک فائر ہوا اور چیخ کی ہلکی سی آواز ہمارے کانوں تک پہنچ گئی لیکن یہ فائر تہذیب مالکم ایکس نے کیا تھا اور چیخ جیپ میں بیٹھے ہوئے ڈرائیور کی تھی جس نے جیپ اُس طرف دوڑا دی تھی جدھر تہذیب مالکم ایکس دوڑی تھی۔

چند ہی لمحے میں جیپ ایک برفانی ٹیلے سے ٹکرا کر اُلٹ گئی لیکن اس سے قبل بقیہ دونوں آدمی نیچے کود پڑے تھے اور اب اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں تھا کہ ہم اوپر سے تہذیب مالکم ایکس کی مدد کریں۔ اس نے پلٹ کر پھر ایک فائر ان دونوں کی طرف جھونک دیا جو اس کا تعاقب کر رہے تھے لیکن یہ فائر بے کار گیا تھا۔ دوسری طرف سے بھی ایک آدمی نے فائر کیا اور تہذیب مالکم ایکس ٹھوکر کھا کر گر پڑی۔ وہ لوگ طوفانی رفتار سے تہذیب کا تعاقب کر رہے تھے، تب میں نے رائفل سیدھی کی اور اسی وقت مسٹر ہوگن چیخ پڑے۔

"نہیں... نہیں، یہ مناسب نہیں ہوگا۔" میں نے اُن کی طرف دیکھا مگر دوسرے ہی لمحے میں نے ان میں سے ایک آدمی کا نشانہ لے کر فائر کر دیا۔ میں نے اس شخص کو اُچھل کر برف پر گرتے دیکھا تھا۔ دوسرے آدمی نے جلدی سے پوزیشن لے لی

اور یہ اندازہ لگانے لگا کہ فائر کس طرف سے ہوا ہے۔ اسی وقت تہذیب مالکم ایکس نے اپنی جگہ سے اُٹھ کر پھر دوڑنا شروع کر دیا تھا۔

چھپے ہوئے آدمی نے تہذیب کی جانب فائر کیا اور اس کی رائفل سے نکلے ہوئے شعلے سے مجھے اندازہ ہو گیا کہ وہ کہاں موجود ہے۔ چنانچہ میں نے اندھا دُھند اس ٹیلے کی جانب فائرنگ شروع کر دی تاکہ تہذیب مالکم ایکس کو بھاگنے کا موقع مل جائے۔ اس میں مسٹر ہوگن نے بھی میری مدد کی تھی، اس طرح ہم نے ٹیلے کے پیچھے چھپے ہوئے شخص کو فائرنگ کرنے کا موقع نہیں دیا پھر میں نے اس کے ساتھ ساتھ ہی نیچے کی طرف اترنا شروع کر دیا۔ گھوڑے کی لگام میں نے دانتوں میں دبا لی تھی۔ میں تہذیب مالکم ایکس کی ہر قیمت پر مدد کرنا چاہتا تھا۔

"سنبھل کر، سنبھل کر۔" عقب سے مسٹر ہوگن کی آواز اُبھری۔ وہ غالباً اس خوف ناک انداز میں اپنے گھوڑے کو ان ڈھلانوں پر نہیں دوڑانا چاہتے تھے، اس کے باوجود وہ سنبھل سنبھل کر گھوڑے کو آہستہ آہستہ نیچے اتار رہے تھے جب کہ میرے گھوڑے کے نیچے اُترنے کی رفتار کافی تیز تھی پھر میں نے اس آدمی کو ٹیلے کے عقب سے نکل کر مخالف سمت دوڑتے ہوئے دیکھا جو فائرنگ کر رہا تھا۔ غالباً اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ صورت حال اس کے حق میں خراب ہو گئی ہے اور اگر وہ وہاں چھپا رہا تو یقینی طور پر میری گولیوں کا نشکار ہو جائے گا۔

ابھی تک میں اتنی بلندی پر تھا کہ تہذیب مالکم ایکس کی سمت کا اندازہ کر سکتا تھا۔ رائفل کو میں نے اسی طرح گھوڑا دوڑاتے ہوئے لوڈ کیا اور دو فائر احتیاطاً اس سمت کر دیے جدھر وہ شخص دوڑ رہا تھا۔ مقصد یہی تھا کہ اب وہ پلٹنے کی کوشش نہ کرے۔ اسی لیے میری چلائی ہوئی گولیاں برف میں لگی تھیں۔ تھوڑی دور پہنچنے کے بعد میں نے گھوڑے کا رُخ تبدیل کر دیا اور اس طرف چل پڑا جس طرف تہذیب مالکم ایکس جا رہی تھی۔ ایک بار پھر اس نے پلٹ کر فائر کیا اور یہ فائر میری طرف کیا گیا تھا۔ گویا وہ مجھے اپنی طرف آتے ہوئے دیکھ چکی تھی۔ تہذیب نے غالباً پستول سے یہ تیسرا فائر کیا تھا۔ میرا اندازہ تھا کہ یہ پستول پہلے اُس کے پاس موجود نہیں تھا بلکہ جیپ میں بے ہوشی کی اداکاری کرتے ہوئے اس نے اُنہی لوگوں میں سے کسی کا پستول نکال لیا تھا اور اس کے بعد جیپ سے چھلانگ لگا دی تھی لیکن اگر اس وقت بھی تہذیب مالکم ایکس ہوش میں تھی جب ہم اسے دیکھ رہے تھے تو کیا اس نے مجھے نہیں پہچانا تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو کم از کم وہ میری سمت فائر نہ کرتی لیکن میری یہ سوچ احمقانہ تھی، تہذیب پر جو کچھ بیت رہا تھی، اس کے تحت اس وقت صورت حال ایسی نہیں تھی کہ وہ سوچ سمجھ کر کوئی فیصلہ کر پاتی۔ میں نے اس کی طرف دوڑنے کا سلسلہ جاری رکھا اور تہذیب مجھ پر مسلسل فائر کرتی رہی۔ البتہ اب میں بہت محتاط ہو گیا تھا اور گھوڑے کو اس طرح اِدھر اُدھر ہٹا کر دوڑا رہا تھا کہ میرا نشانہ نہ لیا جا سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی میں اُس کے پستول سے چلنے والی گولیوں کو بھی گنتا جا رہا تھا اور جب مجھے اندازہ ہو گیا کہ تہذیب کا پستول خالی ہو گیا ہوگا تو میں نے گھوڑا اس کی سیدھ میں ڈال دیا اور آن کی آن میں اس کے سر پر پہنچ گیا۔ تہذیب خوف زدہ انداز میں دوڑ رہی تھی۔ اُس نے رُک کر میری طرف پستول تانا اور پھر فائر کیا لیکن پستول سے ٹِک ٹِک کی آواز نکل کر رہ گئی تھی۔ تب میں نے اُسے آواز دی۔

"تہذیب... تہذیب مالکم ایکس! خوف زدہ مت ہو، مجھے پہچانو، میں کون ہوں؟"

پتا نہیں اس نے میرے الفاظ اور میری آواز پر غور کیا یا نہیں لیکن ایک بار پھر وہ ٹھوکر کھا کر نیچے گری تھی، تب میں گھوڑے کی پشت سے کود کر اس کے نزدیک پہنچ گیا۔ "میں علی ہوں تہذیب! علی یارخان۔" میں نے کہا اور وہ بُری طرح متوحش ہو گئی۔ اس نے گھٹنیوں کا سہارا لیا اور اُٹھ کر مجھے دیکھنے لگی۔ اس کے چہرے پر شناسائی کے آثار تھے پھر اس نے جلدی سے میرا گریبان پکڑ لیا۔ اس کے دانت بھینچے ہوئے تھے اور بھینچے ہوئے منہ سے آہستہ سے آواز نکلی۔

"علی، علی، علی، علی...." اور اس کے بعد اس کی گردن ایک سمت ڈھلک گئی۔ میں نے اُسے گرنے سے بچانے کے لیے اپنے بازوؤں کا سہارا دیا تھا۔ تہذیب کی گردن میرے بازوؤں میں جھول رہی تھی۔

مسٹر ہوگن ابھی کافی دور تھے لیکن آہستہ آہستہ میرے قریب آتے جا رہے تھے۔ میں نے آہستگی سے تہذیب کو برف پر لٹا دیا اور اُن کے قریب آنے کا انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد مسٹر ہوگن میرے قریب پہنچ گئے اور انھوں نے مضطربانہ لہجے میں پوچھا۔ "کیا ہوا؟"

"یہ بے ہوش ہو گئی ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"میں نے اس تنہا آدمی کو بھاگتے ہوئے دیکھا تھا اور وہ دونوں... باقی دونوں، میرا خیال ہے...."

"مسٹر ہوگن! میری مدد کیجیے، اسے میرے ساتھ گھوڑے پر سوار کرا دیجیے۔" میں نے کہا اور مسٹر ہوگن گھوڑے سے اُتر آئے۔ تب میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا۔ میں نے تہذیب کو بغلوں میں ہاتھ دے کر اوپر کھینچا، مسٹر ہوگن نے نیچے سے سہارا دیا اور میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تمام میں نے اُسے اپنے ساتھ گھوڑے پر بٹھالیا۔ بے ہوشی کی حالت میں اُسے سنبھالے رکھنا کافی مشکل کام تھا۔ اس طرح گھوڑے کو تیز نہیں دوڑایا جاسکتا تھا لیکن مسٹر ہوگن نے میری ایک اور مدد کی۔ انھوں نے اپنی کمر سے چمڑے کی بیلٹ کھولی اور میرے نزدیک آکر اُسے تہذیب کی اور میری کمر کے درمیان کس دیا۔ پھر میں اسے اپنے ایک ہاتھ سے سنبھالے ہوئے دوسرے ہاتھ سے گھوڑے کی لگام پکڑ کر آگے بڑھنے لگا۔

اب ان ڈھلانوں کی طرف رُخ کرنا مناسب نہیں تھا کیونکہ اس طرح تہذیب کو سنبھالے رکھنا مشکل ہو جاتا چنانچہ ہم نیچے ہی نیچے سامنے کی سمت چل پڑے۔ مسٹر ہوگن میری رہنمائی کر رہے تھے۔ انھوں نے راستہ طے کرتے ہوئے کہا "گو اس طرف سے مجھے بھی راستہ نہیں معلوم لیکن اتنا میں جانتا ہوں کہ اگر ہم اسی سمت چلتے رہے تو کیمپ تک پہنچ جائیں گے، فاصلہ طویل ہو سکتا ہے اور شکاریوں کا خطرہ بھی بدستور رہے گا۔"

"اب جو کچھ بھی ہو مسٹر ہوگن! مجھے افسوس ہے کہ آپ کو پریشان ہونا پڑا۔"

"نہیں — میں تو صرف یہ سوچ رہا ہوں کہ وہ لاشیں! وہ دونوں لاشیں مقامی پولیس کے لیے تشویش کا باعث بن جائیں گی، کہیں ہم کسی مصیبت میں نہ پھنس جائیں!"

"آپ دیکھ چکے ہیں مسٹر ہوگن کہ لڑکی کی زندگی خطرے میں تھی، وہ اسے اغوا کر رہے تھے، پتا نہیں بے چاری کے ساتھ کیا واقعات پیش آئے ہیں۔ کیا ایک مظلوم لڑکی کی مدد کرنے کے لیے ان ظالموں کو کیفر کردار تک پہنچانا مناسب نہیں تھا؟"

"نہیں نہیں، مجھے تم سے اختلاف نہیں ہے مگر ان کی موت … کچھ اور کیا بھی تو نہیں جاسکتا تھا فوری طور پر۔ اگر ہم یہ سب کچھ نہ کرتے تو وہ لڑکی کو مار دیتے۔ ٹھیک ہے، ٹھیک ہے، جو کچھ ہونا تھا ہو چکا، اس کے بارے میں سوچنا بے کار ہے۔"

وہ شریف النفس آدمی ان دونوں کی موت پر افسردہ تھا لیکن صورتِ حال کا احساس بھی اسے تھا پھر بھلا وہ کیا بول سکتا تھا۔ ہمیں کافی فاصلہ طے کرنا پڑا اور اس کے بعد ہم اُس جگہ پہنچ گئے جہاں مسٹر ہوگن نے اپنا پڑاؤ ڈالا تھا اور جہاں سے ہم شکار کے لیے نکلے تھے۔ لڑکے اور لڑکیاں ابھی تک جاگ رہے تھے اور چاندنی رات کا جشن منایا جا رہا تھا۔ رقص و موسیقی کی آوازیں آ رہی تھیں۔

"ادہو ہو ہو! تم نے دیکھا، یہ وجہ تھی شکار پر نہ جانے کی، سب کے سب تھک گئے تھے۔" چونکہ ہم اچانک اور غیر متوقع طور پر وہاں پہنچے تھے اس لیے سب کے سب بھونچکا رہ گئے اور پھر ہمارے ساتھ ایک تیسرا وجود دیکھ کر اُن کی آنکھوں میں حیرت کے آثار نظر آنے لگے۔ تب مسٹر ہوگن نے کہا "دیکھ کیا رہے ہو، لڑکی کو سہارا دے کر نیچے اتارو۔"

چنانچہ سب دوڑ پڑے اور تہذیب مالکم ایکس کو ہاتھوں ہاتھ خیمے میں لے جایا گیا۔ سب کی آنکھوں میں دلچسپی کے تاثرات تھے۔

"سب سے پہلے تم اس کی چوٹوں کو دیکھو" مسٹر ہوگن نے مجھ سے کہا "میرے پاس فرسٹ ایڈ بکس ہے۔ پاسکل ذرا جلدی سے فرسٹ ایڈ بکس اٹھا لاؤ۔"

نوجوانوں نے بھاگ بھاگ کر ہوگن کے حکم کی تعمیل کی تھی۔ ان میں ایک لڑکی شاید ڈاکٹر بھی تھی، مسٹر ہوگن نے یہ خدمات اس کے سپرد کر دی تھیں۔ تہذیب مالکم ایکس کے بدن پر کوئی خاص چوٹ نہیں آئی تھی، بس گرنے سے جسم کے بعض حصے چھل گئے تھے جن سے خون رس رہا تھا، چنانچہ وہاں بینڈیج کر دی گئی اور اسے آرام سے بستر پر لٹا کر سمور کے کمبل سے ڈھک دیا گیا۔

سب کے چہروں پر استفسار تھا، مسٹر ہوگن نے یہ کہہ کر اُن سب کو مطمئن کر دیا "یہ لڑکی ایک حادثے کا شکار ہو گئی تھی، بے چاری کچھ ایسی حالت میں تھی کہ ہمیں اس کے لیے اپنا پروگرام ملتوی کرنا پڑا۔"

اس وضاحت کے بعد کسی نے کوئی سوال کرنے کی جرأت نہیں کی تھی۔ میں تہذیب مالکم ایکس کے قریب بیٹھ گیا تھا۔ وہ بے ہوش تھی، میں جانتا تھا کہ تھوڑی دیر کے بعد وہ ہوش میں آجائے گی، فی الحال اسے اسی طرح آرام کرنے دیا جائے۔

مسٹر ہوگن بھی کافی دیر تک میرے پاس بیٹھے رہے تھے پھر میں نے اُن سے کہا "مسٹر ہوگن! آپ آرام کیجیے، میں اس کے پاس موجود ہوں۔"

"میرا خیال ہے تم بھی اگر آرام کرو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ ویسے میں تم سے متاثر ہوا ہوں ڈیئر، کیونکہ انسانی ہمدردی کے لیے اپنی زندگی خطرے میں ڈال دینا عام لوگوں کا کام نہیں ہوتا۔ تم نے جس طرح شدید خطرہ مول لے کر اس لڑکی کی مدد کی ہے اس سے میرے دل میں تمہاری وقعت بڑھ گئی ہے۔"

"شکریہ مسٹر ہوگن! میں سمجھتا ہوں کہ میری جگہ آپ بھی ہوتے تو یہی کرتے۔"

"ہاں کرنا تو یہی چاہیے تھا لیکن بیٹے عمروں کا فرق بھی ایک حیثیت رکھتا ہے۔ میں اتنی مستعدی سے وہ سب کچھ نہیں کر سکتا تھا جو تم نے کر لیا۔"

"ایک بار پھر شکریہ مسٹر ہوگن۔ براہِ کرم اب آپ آرام کیجیے۔"

"میں ایک بات سوچ رہا ہوں۔"

"وہ کیا؟"

"اگر وہ لوگ لڑکی سے کوئی خاص ہی نسبت رکھتے ہیں تو کیا وہ ہمیں تلاش کرنے کی کوشش نہیں کریں گے؟ ان میں سے ایک شخص فرار بھی تو ہو گیا تھا؟"

"اس کا امکان تو ہے مسٹر ہوگن! لیکن ایک بات کا مجھے یقین ہے، وہ یہ کہ ان میں سے کوئی بھی ہمیں پہچان نہ سکا تھا۔ ظاہر ہے گھوڑوں کی بھی کوئی پہچان نہیں ہوتی کیونکہ اس قسم کے بے شمار گھوڑے ان میدانوں میں دوڑ رہے ہیں۔ اس لیے اس وقت تک جب تک کہ یہ لڑکی سامنے نہ آجائے، ہمارے لیے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ ہم اس کا خیال رکھیں گے۔"

"مگر اب کرو گے کیا؟"

"کچھ نہیں، اس کے ہوش میں آجانے کا انتظار اور اس کے بعد جو بھی صورتِ حالات ہو گی، اسی کے مطابق کام کیا جائے گا۔ اگر یہ اپنے ساتھیوں سے بچھڑی ہوئی ہے تو ہم اسے ان کے پاس پہنچا دیں گے اور اگر کوئی اور کارروائی اس سلسلے میں ضروری ہوئی تو وہ بھی کی جائے گی۔ میرا خیال ہے تشویش کی فی الحال کوئی بات نہیں ہے۔"

"ٹھیک ہے، تم اس کے پاس رہو اور اس کا خیال رکھو۔ اگر یہ ہوش میں نہ آئے تو تم بھی یہیں سو جانا۔ جنگی شکاری زندگی میں تکالیف تو اٹھانا ہی پڑتی ہیں، تمہارے لیے کوئی بستر مہیا نہیں کیا جاسکتا۔"

"کوئی بات نہیں مسٹر ہوگن! مجھے اس کی حاجت بھی نہیں ہے۔" میں نے کہا اور مسٹر ہوگن خیمے سے نکل گئے۔ میں محسوس کر رہا تھا کہ میں اس شریف آدمی پہ بار بنا ہوا ہوں لیکن اس وقت اس کی رفاقت میرے لیے ضروری تھی۔ تہذیب مالکم ایکس کو اس حال میں دیکھ کر میرے دل پر جو کیفیت رہی تھی، وہ میں ہی جانتا تھا۔ اس لڑکی سے مجھے عشق نہیں تھا، مجھے اس سے بہت زیادہ اُنسیت بھی نہیں تھی، بس اس کے ذریعے میری کچھ ضرورتیں پوری ہوئی تھیں، اور بڑے سے جان بچ گئی تھی، گو اس کام کے لیے مجھے ایک طویل وقت گوٹے پل میں گزارنا پڑا تھا اور نہ جانے کیسے کیسے ہنگامے میری زندگی میں آگئے تھے لیکن اس کے نتائج بھی میرے لیے ہی بہتر رہے تھے کیونکہ مجھے اپنے ان جذبوں کی تسکین کا موقع ملا تھا جو میرے سینے میں موجزن تھے۔ میرے وجود کا ایک ایک ذرہ اس مقصد کے لیے وقف تھا جس کے لیے میں نے اپنا مستقبل تباہ کر لیا تھا اور اس کے بعد نائمہ برق سے ملاقات اور باقی جو تمام واقعات پیش آتے رہے تھے، وہ میرے لیے خاصی دلکشی کا باعث تھے لیکن ان سب کا سبب تہذیب مالکم ایکس بنی تھی اور اب یہ بات میرے لیے بہرحال ایک خلش کا سبب تھی کہ میں نے اس اچھی لڑکی کو دھوکا دے کر اپنا مقصد پورا کیا۔ اب جب مجھے وہ اس حال میں ملی تھی تو میں کسی طور اسے نظر انداز نہیں کر سکتا تھا جبکہ میرے دل میں یہ خواہش ہوتی کہ زندگی کے کسی بھی حصے میں تہذیب مالکم ایکس کے اس نقصان کا ازالہ کروں گا جو اسے میرے ہاتھوں پہنچا تھا۔ اور اتفاقات نے مجھے فوراً ہی یہ موقع فراہم کر دیا تھا لیکن صورتِ حال خاصی اُلجھی ہوئی تھی۔ وہ کون لوگ تھے جو تہذیب مالکم ایکس کو نقصان پہنچانا چاہتے تھے اور اس نقصان کی نوعیت کیا تھی؟ کیا وہ اُسے ہلاک کرنا چاہتے تھے یا صرف گرفتار کرنا چاہتے تھے اور گرفتار بھی کرنا چاہتے تھے تو کیوں؟ لیکن یہ سب کچھ تو تہذیب کے ہوش میں آنے کے بعد ہی معلوم ہو سکتا تھا۔

رات تقریباً گزر چکی تھی اور اب روشنی کی آمد آمد تھی۔ چاند چھپ گیا تھا اور سناٹا چاروں سمت پھیلا ہوا تھا۔ دفعتاً میں نے تہذیب کے حلق سے کراہ کی آواز سُنی اور چونک کر سیدھا ہو گیا۔ میری نگاہیں اس کے چہرے پر جم گئی تھیں۔ میں آہستہ آہستہ اُس کے نزدیک پہنچ گیا۔ خیمے میں ایک چھوٹا سا بیٹری لیمپ روشن تھا جو یہاں خاص طور سے روشن رکھا گیا تھا ورنہ دوسرے خیموں کے لیمپ بجھ چکے تھے۔ اس لیمپ کی مدھم روشنی میں میں نے تہذیب کو آنکھیں کھولتے ہوئے دیکھا اور اس کے بالکل نزدیک کھسک آیا۔ چند لمحے وہ بالکل خالی الذہنی کے عالم میں خیمے کی چھت کو گھورتی رہی پھر جیسے اُسے ہوش آگیا اور اس نے متوحش انداز میں اُٹھنے کی کوشش کی مگر میں نے نہایت نرمی سے اپنا ہاتھ اُس کے کاندھے پر رکھ دیا۔

"تہذیب! بالکل بے فکر رہو، مجھے پہچانو، میں علی یار خان ہوں۔ تم اس وقت خطرے میں نہیں ہو، میرے ساتھ ہو تم۔" اس نے مجھے دیکھا، دیکھتی رہی اور پھر آہستہ آہستہ آنکھیں بند کر لیں۔ اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات اُبھر آئے تھے۔ "تہذیب! اگر ہوش میں آگئی ہو تو اب آنکھیں کھولو، مجھ سے باتیں کرو، مجھے پہچانو تو سہی، میں علی یار خان ہوں۔ کیا تمہارے ذہن میں میرا نام نہیں ہے تہذیب؟"

اس نے آنکھیں کھول دیں اور میں نے اس کی آنکھوں میں نمی دیکھی اور دونوں کوروں سے آنسوؤں کے دو قطرے پھسلے اور اس کے دونوں سمت بہہ گئے۔ میں نے ان آنسوؤں کو دیکھ لیا تھا اور نجانے کیوں مجھے بے پناہ خجالت کا احساس ہوا۔ یہ آنسو بہت سی کہانیاں سنا رہے تھے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں خاموشی سے اُسے دیکھتا رہا اور پھر میں نے افسردہ لہجے میں کہا "تہذیب پلیز! پلیز تہذیب! مجھ سے بات کرو۔ تمہارے آنسو میرے لیے بہت قیمتی ہیں، کیا میری یہ درخواست قبول کرو گی تہذیب؟"

اُس نے آنکھیں کھولیں، مجھے دیکھتی رہی اور پھر دونوں ہاتھ اٹھا کر آنسو خشک کر لیے پھر آہستہ سے بولی "سوری علی! سوری! میری وجہ سے تمھیں پریشانی اٹھانا پڑ رہی ہے۔"

"نہیں تہذیب، مجھے ذلیل نہ کرو! ایسی کوئی بات نہ کرو، میری درخواست ہے تم سے۔"

وہ عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی پھر بولی "علی! تم یہاں کیسے پہنچ گئے؟ میں تو خواب و خیال میں بھی کبھی یہ نہیں سوچ سکتی تھی کہ تم مجھے اس طرح، اتنی جلد دوبارہ مل جاؤ گے۔ منصوبے تو بہت سے تھے میرے ذہن میں، سوچا یہی تھا کہ ملوں گی ضرور تم سے خواہ کچھ بھی ہو جائے، تم سے ملاقات ضرور کروں گی لیکن اتنی جلد میری یہ خواہش پوری ہو جائے گی اس کا مجھے اندازہ نہیں تھا۔"

"تہذیب! اگر مجھ سے پوچھو تو درحقیقت یہ میری زندگی کی سب سے بڑی خوش نصیبی ہے۔ میں نے ایک نازک مرحلے پر تمہیں مصیبت سے بچا کر یوں سمجھو، اپنے آپ پر احسان کیا ہے۔"

"میں اٹھ کر بیٹھ جاؤں؟ میرا خیال ہے میرے جسم پر کوئی گہرا زخم نہیں ہے۔ مجھے کسی تکلیف کا احساس نہیں ہو رہا" تہذیب نے کہا۔

"ہاں اُٹھ جاؤ، میں تمہاری کوئی مدد کروں؟"

"نہیں پلیز، بالکل نہیں۔ یہ کیمپ تمہارا ہے؟"

"یہ کہانی ذرا تفصیل سے ہی سناؤں گا۔ تم اگر بولنے میں دقت محسوس کر رہی ہو تو آرام سے لیٹی رہو، کوئی جلدی نہیں ہے، بہت وقت ہے ہمارے پاس" میں نے کہا۔

"نہیں میں ٹھیک ہوں علی، یقین کرو بالکل ٹھیک ہوں" اس نے جواب دیا اور اُٹھ کر بیٹھ گئی۔ عجیب سی حالت ہو رہی تھی اُس کی اور مجھے اپنا بھی احساس تھا۔ میں بھی یقیناً اس وقت عجیب سی کیفیات کا شکار تھا۔ دل کی گہرائیوں میں درحقیقت تہذیب مالکم ایکس کے لیے کوئی ایسا جذبہ موجود نہیں تھا جسے عشق کا نام دیا جا سکے لیکن اس کے باوجود مجھے اس سے بے پناہ اُنسیت محسوس ہو رہی تھی، دل چاہ رہا تھا کہ اس کے لیے وہ سب کچھ کروں جو اپنے کسی عزیز، اپنے کسی پیارے کے لیے کیا جا سکتا تھا۔ بہت جذباتی سی کیفیت ہو رہی تھی میری جس کا اظہار شاید میرے چہرے سے بھی ہو رہا تھا۔ تہذیب کئی بار نگاہیں اٹھا کر مجھے دیکھ چکی تھی اور پھر اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"علی! تم... تم عجیب سے انداز میں مجھے دیکھ رہے ہو" اُس نے کہا۔

"ہاں تہذیب! بس میں کچھ عجیب سی کیفیات کا شکار ہوں، تمہیں بتا نہیں سکتا۔"

"بتاؤ نا" اس نے ناز بھرے انداز میں کہا۔

"یہ بتاؤ معذرت کروں تم سے، معافی مانگوں یا پھر یا پھر...؟"

"اگر تم نے ایسا کیا علی تو میں خود اپنی ہی نگاہ میں ذلیل ہو جاؤں گی، میں تمہیں بتا چکی ہوں کہ غلطی میری ہی تھی۔ میں بہت کچھ نظر انداز کر چکی تھی، میں بھول چکی تھی بلکہ کیلیفورنیا یونیورسٹی کا ذہین ترین طالب علم جو زمانۂ طالب علمی ہی میں اپنا ایک مقام رکھتا تھا اور اپنے آپ کو منوا چکا تھا، اگر وہ کسی مقصد کے لیے اپنا مستقبل قربان کر دے تو پھر وہ اس مقصد سے کیسے ہٹ سکتا ہے۔ مجھے یاد رکھنا چاہیے تھا علی، غلطی تو میری ہی تھی۔ میں نے یہ بات کیوں نظر انداز کر دی تھی کہ تم فلسطینی مفادات کے لیے اپنی زندگی وقف کر چکے ہو۔ کسی ایسے سلسلے میں بھلا کسی کی مدد کیسے کر سکتے ہو جس میں فلسطینی مفادات کو خطرہ لاحق ہو۔ گوٹے پل میں جو کچھ ہو رہا تھا وہ اسرائیلیوں کے حق میں جا رہا تھا، میں یہ بات بالکل بھول گئی تھی کہ میرا مشن جس میں میں نے تمہیں شریک کیا تھا صرف والٹو موبا کے کا مشن نہیں ہے بلکہ اس کے پس پشت اسرائیلی مقاصد بھی کارفرما ہیں، جب تمہیں اس بات کا علم ہوا کہ اس طرح اسرائیلیوں کو گوٹے پل میں ایک اہم کام کرنے کا موقع مل رہا ہے تو تم اس سارے پروگرام کے مخالف ہو گئے اور تمہیں ہونا بھی چاہیے تھا۔ تمہاری یہ سوچ بھی درست تھی علی کہ میں تنہا تمام امور کی ذمے دار نہیں تھی اور وہ سب کچھ میرے ایما پر نہیں ہو رہا تھا، اس لیے تم مجھ پر اعتماد نہیں کر سکتے تھے۔ سُنا علی! تم نے! میری باتوں کو جھوٹ نہ سمجھنا، مجھے آج بھی یہ اعتماد ہے کہ اگر معاملہ صرف میری ذات کا ہوتا تو تم مجھ سے ضرور کہہ دیتے کہ والٹو موبا کے کی امداد سے ہاتھ اٹھا لوں اور اس انقلاب کو کامیاب ہونے دوں۔ اب اس موضوع پر مزید کچھ نہ کہنا تم... اور یہ بھی مت سوچنا کہ تمہاری ذات میرے لیے کسی نقصان کا باعث بنی ہے۔ میں تو ان جذبوں کی بے پناہ قدر کرتی ہوں جو تمہارے سینے میں موجزن ہیں۔ غلطی میری ہی تھی، تم نے مجھے اپنے بارے میں سب کچھ بتا دیا تھا لیکن میں اس نقطے پر غور نہ کر سکی اور ایک بات اور بھی سُن لو علی! میں بھی کسی گھٹیا فطرت کی مالک نہیں ہوں، اگر مجھے اس بات کا احساس ہو جاتا تو یقیناً میں تمہارے جذبات کو ٹھیس پہنچانے کی کوشش نہ کرتی۔ زیادہ سے زیادہ یہی ہوتا کہ میں ذاتی طور پر اس مشن سے کنارہ کش ہو جاتی اور تمہاری ہمنوا

بن جاتی۔ ہاں علی! میرے دل میں تمہاری ایسی ہی وقعت، ایسی ہی محبت ہے۔"

تہذیب مالکم ایکس نے مجھے پانی پانی کر دیا تھا۔ دل کے کچھ حساس گوشوں میں ایک ہوک سی اٹھی تھی، وہ احساسات جن سے میں ہمیشہ دور رہنا چاہتا تھا، آہستہ آہستہ ابھرنے لگے تھے۔ زندگی میں کسی ایسی شے کا وجود نہیں تھا جسے میں اپنی زندگی کے مقصد پر فوقیت دوں، محبت نہیں ہوئی تھی کسی سے۔ ہاں، کچھ کردار سامنے آئے تھے جو مجھے متاثر کر گئے تھے اور صدف العیش ان میں سب سے نمایاں حیثیت رکھتی تھی لیکن وہ بھی میرے دل کے ان نازک گوشوں کو نہیں چھو سکی تھی جن میں محبت پرورش پاتی ہے۔ تہذیب مالکم ایکس کا یہ بے پناہ اعتماد اور اس کی زبان سے نکلے ہوئے یہ الفاظ بڑی اہمیت رکھتے تھے اور نجانے کیوں یہ آواز میرے سینے کے خول میں داخل ہو کر دل کے ان نرم گوشوں تک پہنچ رہی تھی جو انتہائی حساس ہوتے ہیں۔

میرا ہاتھ بے اختیار اس کے بالوں پر پہنچ گیا، میں نے نرم لہجے میں کہا "ہاں تہذیب! اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ میں نے اپنی زندگی فلسطینی مقاصد کے لیے وقف کر رکھی ہے تم سب کچھ جانتی ہو تہذیب میرے بارے میں، بلاشبہ تم سب کچھ جانتی ہو۔ میں تمہارے سامنے ایک لفظ بھی غلط نہیں بولوں گا۔ درحقیقت اس وقت تک میں تم سے بالکل مخلص تھا جب تک مجھے یہ علم نہیں ہوا تھا کہ والٹو موبا کے اسرائیلی مفادات کا حامی ہے۔ میرے ذہن میں تبدیلیاں اسی وقت رونما ہوئیں جب یہ بات میرے علم میں آگئی کہ ایک اسرائیلی منصوبہ گوٹے پل میں بھی تکمیل پا رہا ہے اور والٹو موبا کے اس کا سرپرست ہے۔ بس یہیں سے میری ذہنی رو بھٹک گئی اور تہذیب! تم خود سوچ سکتی ہو کہ جس مقصد کے لیے میں نے اپنا سب کچھ قربان کر دیا اسے مجروح ہوتے ہوئے میں کبھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔"

"اس سلسلے میں مجھے تم سے کوئی شکایت نہیں ہے۔ کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ تم اب اس خیال کو ذہن سے بالکل نکال دو۔"

"بہت شکریہ تہذیب! بہت بڑی بات ہے یہ۔ اس سے تمہاری عظمت کا احساس ہوتا ہے اور اس کے بعد میرے ذہن میں جو سوالات پیدا ہوں گے، میں اُنھیں تم سے ضرور پوچھوں گا اور مجھے یقین ہے کہ تم ان کا بالکل صحیح جواب دو گی۔"

"ہاں، کیوں نہیں" تہذیب نے اسی اعتماد سے کہا۔

"یہ سب کیا تھا تہذیب؟ وہ کون لوگ تھے، تم اس طرف کیسے نکل آئیں؟ میں یہ سب کچھ جاننے کے لیے بے چین ہوں۔"

تہذیب کے ہونٹوں پر ایک اُداس سی مسکراہٹ پھیل گئی، پھر وہ بولی "گرین پول، والٹو موبا کے کی مدد کرنے میں ناکام ہو گئی اور اس کی تمام تر ذمے داری مجھ پر ڈالی گئی۔ حقیقت بھی یہی تھی علی کہ میری وجہ سے گرین پول کچھ نئی منصوبہ بندی نہ کر سکی۔ ان لوگوں کے اختیارات لامحدود ہیں اور وہ بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ میں تو یہ سمجھتی ہوں کہ اگر والٹو موبا کے زندہ ہوتا اور کسی طرح اپنی جان بچانے میں کامیاب ہو گیا ہوتا اور اس کے تمام وسائل ختم ہو گئے ہوتے تب بھی گرین پول اتنی طاقتور ہے کہ وہ جوابی کارروائی کے لیے کوئی زبردست منصوبہ بندی کر سکتی تھی۔ اس شکست اور اس ناکامی کے اسباب کا تجزیہ کیا گیا اور اسی وقت مجھے حراست میں لے لیا گیا جب ہمیں گوٹے پل سے نکالا گیا تھا۔ ہم میں سے کچھ لوگ صرف دکھاوے کے لیے ملک بدر ہو گئے لیکن مجھے تحقیقات کے لیے یہیں رکھا گیا۔ البتہ گوٹے پل کے دارالحکومت سے ہٹ کر ہم اس طرف آ گئے تھے، یہاں مجھے زیرِ تفتیش رکھا گیا اور وہ تمام معلومات مجھ سے حاصل کی گئیں جو اس سلسلے میں کی جا سکتی تھیں اور اس کے بعد انھوں نے مجھے مجرم گردانا اور میرے تمام اختیارات چھین لیے گئے اور اس کے ساتھ ساتھ ہی مجھے موت کی سزا بھی سنا دی گئی۔ بس علی! مرنے کو جی نہیں چاہتا تھا، اس لیے کوشش کر کے ان کے درمیان سے بھاگ نکلی، اس کے بعد ان سے چھپنے کا مسئلہ تھا جو سب سے زیادہ دشوار ثابت ہوا۔ وہ مستقل میرے تعاقب میں تھے، خاصی طویل آنکھ مچولی ہوتی رہی۔ آخر میں ان سے جان بچانے کے لیے ان برفانی علاقوں کی سمت نکل آئی لیکن یہاں بھی اُنھوں نے میرا پیچھا نہ چھوڑا۔ بس یہ مختصر سی کہانی ہے۔ مقصد یہی تھا کہ مجھے گرفتار کر کے گرین پول کے پروگرام کے مطابق سزائے موت دی جائے لیکن تم نے مجھے پھر بچا لیا" وہ آہستہ سے مسکرائی اور میرے چہرے پر کرب کے آثار ابھر آئے۔

"تہذیب! معافی نہیں مانگوں گا تم سے کیونکہ تم منع کر چکی ہو لیکن ایک بات کا اظہار ضرور کر دینا چاہتا ہوں۔ تم تک پہنچنے سے پہلے اُنھیں مجھ تک پہنچنا ہوگا" میرے لہجے میں بلا کی سختی اور اثر تھا، لہٰذا تہذیب کی جو کیفیت ہونا تھی، وہ کیوں نہ ہوتی۔ اس نے میرا بازو پکڑ کر اپنا رخسار میرے بازو پر ٹکا دیا تھا۔

"میں نے تم سے کہا نا علی! کہ میں جینا چاہتی ہوں اور یہ بھی کہتی ہوں کہ ایک مضبوط سہارا مل گیا ہے۔ اب مجھے کسی بات کی کوئی فکر نہیں رہی۔ ہاں، اس کے باوجود اگر موت مقدر ہے تو یقین کرو، ہنس کر اسے گلے لگا لوں گی۔"

"بس تہذیب! ہم یہ جذباتی گفتگو اب ختم کرتے ہیں۔ یوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مجھ کو تم میرے اور تمھارے راستے اب الگ الگ نہیں ہیں۔ یہ بہت اچھا ہوا کہ گرین پول نے خود ہی تمھیں آزاد کر دیا ورنہ اگر تم مجھے کسی اور پوزیشن میں مل جاتیں تو دوسری درخواست میں تم سے یہی کرتا کہ گرین پول کو چھوڑ دو اور میرے ساتھ زندگی بسر کرو۔" میرے ان الفاظ نے تہذیب کی آنکھوں میں عجیب سی چمک پیدا کر دی تھی۔

"بہت بڑی بات کہی ہے تم نے علی! بہت بڑا سہارا دیا ہے مجھے۔ تمھارے ساتھ زندگی بسر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ مجھے ہمیشہ کے لیے تمھارا اعتماد حاصل ہو گیا۔"

"ہاں تہذیب! ہم دو دوستوں کی مانند، دو ساتھیوں کی طرح وقت گزاریں گے اور تہذیب... مجھے اب تم سے یہ کہنے میں کوئی عار نہیں ہے کہ تمھارے لیے میرے دل میں ایک خاص جگہ بن چکی ہے لیکن ہم اپنے ان تاثرات کو کوئی اور رنگ نہیں دے سکتے اس لیے تہذیب کہ میری زندگی کا مشن مختلف ہے، میں ابھی بہت کچھ کرنا چاہتا ہوں۔"

"علی! تم بھی سن لو، قربتوں کا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ تمام فاصلے ختم ہو جائیں، پاکیزہ جذبات اپنی ایک الگ حیثیت رکھتے ہیں۔ بس تمھارا ساتھ ہی میرے لیے کافی ہے۔"

میں نے اس کا شانہ تھپتھپایا اور آہستہ سے بولا۔ "ٹھیک ہے، ہمارے درمیان یہ ایک معاہدہ اس وقت تک کے لیے ہے تہذیب جب تک سانسیں ہمارے سینوں میں موجود ہیں اور اگر حالات نے اور وقت نے ہمیں موقع دیا تو ہم اس ساتھ کو دائمی بنالیں گے۔" تہذیب کی آنکھوں میں مسرت کے آنسو چمکنے لگے تھے، اس کا چہرہ گلاب کی طرح کھل اٹھا تھا۔

"بس اتنا کافی ہے علی! میں اپنی تقدیر پہ پھولی نہیں سما رہی۔"

"چلو چھوڑو ان باتوں کو، اب میں تمھیں موجودہ صورت حال سے آگاہ کر دوں۔ مسئلہ یہ ہے کہ گوٹے ہل میں جنرل ٹیرس کے برسر اقتدار آنے کے بعد میری ملاقات ایک فلسطینی مجاہدہ سے ہوئی تھی۔ وہ مجھے وا[illegible] زبردستی لے جانا چاہتی تھی لیکن میں نے انکار کر دیا۔ دراصل اب [illegible] ان لوگوں سے علیحدہ رہ کر کام کرنا چاہتا ہوں، اپنی جداگانہ حیثیت میں، تاکہ میرے اوپر پابندیاں نہ رہیں۔ وہ لوگ اس بات کے خواہش مند تھے کہ میں پہلے کی طرح ان میں [illegible] رہوں، میں نے اس بات کو تسلیم نہ کیا اور وہاں سے نکل آیا۔ میں سکون کی تلاش میں سرگرداں تھا، مختلف کردار راستے میں آئے، ان میں سے ایک مسٹر [illegible] بھی ہیں جو ابھی تک میرے ہمراہ ہیں۔ پھر جب میں اس شکارگاہ کی طرف آیا تو میری ملاقات مسٹر ہوگن نامی ایک شخص سے ہو گئی جو اپنے اہل خاندان کے ساتھ یہاں سفید لومڑیوں کے شکار کے لیے آیا ہوا ہے۔ یہ کیمپ اسی کا ہے۔ مسٹر ہوگن سے میرا کوئی گہرا رابطہ نہیں ہے بلکہ صرف سرِ راہ شناسائی والی بات ہے۔ جب میں مسٹر ہوگن کے ساتھ سفید لومڑیوں کے شکار کی تلاش میں سرگرداں تھا تو ہم نے تمھاری چیخ سنی تھی اور ہم اس تصور کے ساتھ آگے بڑھے تھے کہ کہیں کسی کو ہماری رائفل سے نکلی ہوئی گولی نہ لگ گئی ہو۔ اس کے بعد ان تینوں آدمیوں کا معاملہ پیش آیا جن میں سے دو ہلاک ہو گئے۔ ایک تمھارے ہاتھوں اور ایک میرے ہاتھوں، ایک فرار ہو گیا۔ میں جانتا ہوں تہذیب کہ گرین پول کے نمائندے ان اطراف میں تمھیں ضرور تلاش کریں گے۔ لہٰذا اب ہمیں ایک خاص پروگرام کے تحت یہاں سے نکلنا ہوگا۔ صبح کی روشنی میں مسٹر ہوگن تمھاری خیریت معلوم کرنے آئیں گے، بہتر یہ ہوگا کہ تم ان کے سامنے ہی ہوش میں آؤ۔ میں ان سے یہی کہوں گا کہ تم رات بھر بے ہوش رہی ہو یا سوتی رہی ہو۔ صبح کو تم ہوش میں آؤ گی تو بہت خوف زدہ ہونے کا مظاہرہ کرو گی۔ تم یہی کہو گی کہ تم کسی کو کچھ بتانا نہیں چاہتیں، بس اتنا ہی بتا سکتی ہو کہ وہ خطرناک لوگ تمھیں اغوا کر کے کہیں لے جانا چاہتے تھے اور تم جان بچا کر نکل بھاگی تھیں۔ اس کے بعد تم یہ درخواست کرو گی کہ تمھیں کالو کیمپو پہنچا دیا جائے، وہاں سے تم اپنا راستہ خود منتخب کر لو گی اور پھر میں تم کو لے کر روانہ ہو جاؤں گا۔ یوں ہم کسی کو شبے کا موقع دیے بغیر یہاں سے نکل جائیں گے۔"

"ٹھیک ہے۔" تہذیب نے جواب دیا اور پھر میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا۔ "اب تم بھی تھوڑی دیر آرام کر لو، بہت مشقت کی ہے تم نے۔"

"شکریہ میڈم شکریہ! آپ بھی کروٹ بدل کر سو جائیے اور ہاں کوئی زخم تکلیف تو نہیں دے رہا؟"

"نہیں۔" اس نے کہا اور میرے کہنے کے مطابق کروٹ بدل لی۔ میں اس سے کچھ فاصلے پر ہٹ کر لیٹ گیا تھا لیکن ذہن عجیب سی عجیب کیفیت تھی اور میں اس کیفیت کا مفہوم سمجھنے سے قاصر تھا۔ صبح ہو چکی تھی اور باہر آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ پھر کسی نے خیمے کا پردہ اٹھا کر اندر جھانکا۔ میں جان بوجھ کر آنکھیں بند کر کے پڑا رہا تاکہ کچھ دیر اور سکون سے لیٹا رہوں۔ پھر اس وقت تقریباً آٹھ بجے تھے جب مسٹر ہوگن میرے خیمے کے اندر داخل ہو گئے۔ نیند کا کچھ غلبہ سا ہو گیا تھا اور مجھے اندازہ نہیں تھا کہ میں کب سو گیا۔ مسٹر ہوگن نے مجھے جھنجوڑا تو میں نے آنکھیں کھول دیں اور اٹھ کر بیٹھ گیا۔ میں نے بستر پر پڑی تہذیب مالکم ایکس کو دیکھا، وہ بھی شاید گہری نیند سو رہی تھی۔

"سوری ڈیئر! میں تمھیں جگانے پر مجبور تھا، آٹھ بج چکے ہیں۔"

"کوئی خاص بات تو نہیں مسٹر ہوگن؟" میں نے پوچھا۔

"نہیں۔ تمھارے نزدیک جو بات خاص ہو سکتی ہے، وہ نہیں ہے۔"

"شکریہ! آپ نے مجھے جگا دیا، اچھا کیا۔"

"یہ ابھی تک ہوش میں نہیں آئی! کیا اس کی یہ طویل بے ہوشی قابلِ تشویش نہیں ہے؟"

"کیا کہا جا سکتا ہے، میں کافی دیر تک جاگتا رہا لیکن اس کے جسم میں جنبش نہیں ہوئی۔"

"ایک منٹ، میں ریٹا کو بلاتا ہوں۔" ریٹا وہی لڑکی تھی جو ڈاکٹر تھی اور جس نے رات کو تہذیب کی دیکھ بھال کی تھی۔ ریٹا کے ساتھ دوسرے تمام لوگ بھی اندر آ گئے تھے اور اس کے بعد ریٹا نے تہذیب کا جائزہ لینا شروع کیا۔ مجھے اندازہ نہیں تھا کہ تہذیب اس وقت سو رہی ہے یا صرف اداکاری کر رہی ہے لیکن چند ہی لمحات کے بعد ریٹا نے اعلان کیا کہ وہ بالکل نارمل ہے اور ابھی چند لمحات کے بعد جاگ اٹھے گی۔

چند لمحے بعد تہذیب نے ایسا ہی کیا تھا۔ اس نے آنکھیں کھول دیں پھر اسے جو کچھ کرنا چاہیے تھا اس نے وہی کیا، شدید حیران کا مظاہرہ کرنے کے بعد اس نے اپنی مختصر کہانی سنائی اور خوف زدہ لہجے میں بولی۔ "آپ لوگوں نے مجھ پر احسان کیا ہے، ایک آخری احسان اور کر دیں، مجھے کالو کیمپو پہنچا دیں، پلیز! میں فوراً وہاں جانا چاہتی ہوں۔"

"تمھاری خواہش پوری کی جائے گی بے بی! ہم لوگ اسی لیے تمھیں یہاں لائے تھے کہ ہوش میں آنے کے بعد تمھیں تمھاری منزل پر پہنچا دیا جائے لیکن ان لوگوں کے خلاف اگر کوئی کارروائی کرنا چاہتی ہو تو ہم سب تمھاری مدد کرنے کو تیار ہیں۔" مسٹر ہوگن نے کہا۔

"آپ کا بے حد شکریہ جناب! لیکن میرے لیے سب سے موزوں بات یہی ہے کہ آپ مجھے فوراً کسی کے ہمراہ کالو کیمپو بھجوا دیں۔"

"کیا خیال ہے؟" مسٹر ہوگن نے مجھ سے پوچھا۔

"میں یہ فرض انجام دینے کے لیے تیار ہوں مسٹر ہوگن! مجھے اس میں کوئی دقت نہیں ہوگی۔"

"تب پھر تم ان گھوڑوں میں سے ایک گھوڑا لے جاؤ اور اسے کالو کیمپو پہنچا دو۔ اگر چاہو تو میں بھی تمھارا ساتھ دینے کو تیار ہوں۔"

"نہیں نہیں، زیادہ بھیڑ بھاڑ مناسب نہیں رہے گی اور میں آپ کو زیادہ تکلیف بھی نہیں دینا چاہتی۔" تہذیب نے جلدی سے کہا۔

"ٹھیک ہے بے بی! ہمیں بے حد افسوس ہے کہ کاش تم اپنے بارے میں کچھ بتا سکتیں۔"

"پلیز، دیر نہ کیجیے، مجھے بہت جلد واپس پہنچ جانا چاہیے ورنہ میرے لیے خطرات بڑھ سکتے ہیں۔"

"کچھ ناشتا وغیرہ تو کر لو۔" مسٹر ہوگن نے پیش کش کی اور اسی وقت ہوگن کی ایک بیٹی ہاتھ میں کافی کا جگ لیے اندر آ گئی۔ بالآخر ہم دونوں نے ایک ایک کپ کافی پی لی۔ مسٹر ہوگن کا گھوڑا میں نے شکریے کے ساتھ قبول کر لیا تھا۔ اس طرح میں....... تہذیب مالکم ایکس کو لے کر واپس چل پڑا۔ میں نے رائفل لوڈ کی ہوئی تھی اور راستے کے ہر ممکنہ خطرے کے لیے تیار تھا لیکن دن کی روشنی میں شکاریوں کی زیادہ تعداد یہاں گردش کرتی ہوئی نظر آ رہی تھی اور کسی ایسے حادثے کی فی الحال توقع نہیں تھی جو ہمارے لیے پریشان کن ہو سکے۔

کالو کیمپو تک کا سفر طے کر لیا گیا اور اس کے بعد میں نے گھوڑے وغیرہ واپس کر دیے۔ کالو کیمپو آنے کے بعد میں نے برق رفتاری سے ہوٹل کا رخ کیا اور بغیر کسی خاص وقت کے ہوٹل پہنچ گیا۔

میرے ہوٹل کے کمرے میں پہنچنے کے بعد تہذیب مالکم ایکس نے سکون کی گہری گہری سانسیں لیں اور کہنے لگی۔ "یقین کرو، میں اس قدر خوف زدہ تھی کہ بیان نہیں کر سکتی۔ عجیب بات ہے، اس سے قبل میں نے اپنی زندگی میں اتنا خوف کبھی محسوس نہیں کیا تھا علی۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ تم سے بچھڑنے کے بعد سے میں مسلسل خوف زدہ رہی ہوں علی۔"

"شکریہ تہذیب! اس میں بھی میری ہی ستائش کا پہلو نکلتا ہے۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اس میں شکریے کی کیا بات ہے! شکریہ کہہ کر تم میرے الفاظ کے تاثر کو ہلکا کر رہے ہو۔" تہذیب نے بے تکلفی سے کہا۔ اسی وقت کسی نے دروازے پر دستک دی اور میں سنبھل گیا۔

دروازہ کھولا تو مسٹر ڈھوک کھڑے ہوئے تھے۔ میں نے ایک لمحے کے لیے کچھ سوچا اور پھر اسے اندر آنے کی اجازت دے دی۔ تہذیب کو مختصراً ڈھوک کے بارے میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بتا چکا تھا لیکن اس وقت وہ یہ نہیں سمجھی کہ یہ کون ہے۔ ڈھوک اندر داخل ہوا، ایک لمحے کے لیے ٹھٹکا اور دفعتاً اس کے حلق سے قہقہہ آزاد ہوگیا۔

"میں جانتا ہوں... میں جانتا ہوں کہ انسان کی فطری جبلت...۔"

"اس سے آگے ایک لفظ بھی نہ کہنا مسٹر ڈھوک، صورتِ حال کا صحیح طور پر تجزیہ کرنے سے پہلے فضول بکواس سے گریز کرنا چاہیے۔" میں نے اس کی بات درمیان سے کاٹ دی اور پھر تہذیب کی طرف رُخ کر کے بولا: "یہ مسٹر ڈھوک ہیں جن کے بارے میں، میں تمھیں بتا چکا ہوں۔"

"اوہو... اوہو سوری میڈم! اگر میرے دوست علی سے تمھارا کوئی رشتہ ہے تو واقعی میں نے اپنے تبصرے میں جلدبازی کر ڈالی تھی۔" تہذیب ڈھوک کو سر سے پاؤں تک دیکھ کر میری طرف رُخ کر کے مسکرانے لگی۔

"تو یہ مسٹر ڈھوک ہیں؟"

"ہاں تہذیب! میں تمھیں ان کے بارے میں بتا چکا ہوں۔" میں نے آہستہ سے کہا۔

"تہذیب! اپنی کھوپڑی میں اس کا مطلب نہیں آیا۔ کیوں مس تہذیب! آپ خود ہی بتا سکتی ہیں؟" ڈھوک بولا۔

"نہیں مسٹر ڈھوک! میں آپ کو کچھ نہیں بتا سکتی، معذرت خواہ ہوں۔" تہذیب نے کہا۔

"اور میں بھی تم سے معذرت خواہ ہوں مسٹر ڈھوک کہ اب اس کمرے میں تمھارا گزارا نہیں ہوگا۔"

"دیکھو دیکھو! میں پھر کوئی ایسی بات کہہ دوں گا جس پر تم مجھے ٹوکنے لگو گے۔ اب دیکھیے نا آپ ہی میڈم، اس سے پہلے یہ صرف میرا دوست تھا اور اب...۔"

"نہیں مسٹر ڈھوک! پلیز آپ محسوس نہ کریں، تشریف رکھیے۔" تہذیب نے کہا۔

"شکریہ شکریہ۔ کسی خوب صورت لڑکی کی پیش کش میں کبھی نہیں ٹھکرا سکتا۔ یہ دوسری بات ہے کہ میرے دل میں اس کے لیے صرف احترام ہو۔ چنانچہ مس تہذیب! آپ کا تعارف مجھ سے مکمل ہو یا نہ ہو، میں آپ کو ناشتے کی پیش کش ضرور کر سکتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ آپ لوگوں نے ابھی تک ناشتا نہیں کیا ہوگا۔"

"کیوں؟ کیا یہ ناشتے کا وقت ہے؟"

"ہے تو نہیں۔ لیکن بس نجانے کیوں میرا دل چاہتا ہے کہ ناشتا کیا جائے۔"

"اچھا دل ہے آپ کا! چلیے ناشتا منگوا لیجیے۔" تہذیب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کمال کی بات ہے، اتنی خوش اخلاق اور شگفتہ مزاج خاتون میں نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھی۔ ابھی ناشتا منگوایا جاتا ہے۔" ڈھوک نے کہا اور اٹھ کر روم سروس کے لیے بیل بجا دی۔

تھوڑی دیر کے بعد ہم لوگ ناشتا کر رہے تھے۔

ناشتے کے دوران ڈھوک نے پوچھا: "بلاشبہ احترام کے بے شمار رشتے ہوتے ہیں، انھیں کوئی بھی نام دیا جا سکتا ہے لیکن اس سے قبل ضروری ہے کہ دوستوں کے درمیان تعارف ہو جائے۔"

"تہذیب میری بہت ہی قریبی عزیز ہیں۔ میرے لیے قابلِ احترام۔ بس اتنا ہی کافی ہے مسٹر ڈھوک!"

"ہاں۔ میرا خیال ہے اس سے زیادہ کی ضرورت بھی نہیں ہے لیکن یہ اچانک آپ کو کہاں سے مل گئیں مسٹر علی؟" ڈھوک نے مہذبانہ انداز میں سوال کیا۔

"بس یونہی سرِ راہ ہماری ملاقات ہوگئی۔"

"اور آپ اپنے ساتھ لے آئے انھیں؟"

"ظاہر ہے۔"

"مگر کیا یہ تنہا تھیں؟" ڈھوک نے پوچھا۔

"ہاں اور اب میرے ساتھ رہیں گی۔ تمھیں کچھ پریشانی اٹھانا پڑے گی مسٹر ڈھوک۔"

"اوہ نہیں فرینڈز، میری فکر نہ کریں۔ اگر ہم یہیں قیام کرنے کے موڈ میں ہوتے تو اس ہوٹل میں برابر والا کمرا خالی ہے۔ میں دیکھ چکا ہوں۔ میں فوراً ہی اسے اپنے لیے حاصل کیے لیتا ہوں۔"

"ناشتے کے بعد آپ کو یہ کام ضرور کرنا ہے مسٹر ڈھوک۔ اس کے بعد میں آپ کو کچھ تفصیلات بتاؤں گا۔" میں نے کہا۔

ناشتے سے فارغ ہونے کے بعد ڈھوک باہر نکل گیا۔ تہذیب مسکراتے ہوئے بولی: "اس آدمی کے بارے میں تم نے جو کچھ بتایا علی! وہ بہت دلچسپ ہے۔ تم نے کہا ہے کہ یہ ذہن کی گہرائیوں میں جھانک لیتا ہے، کچھ پُراسرار قوتوں کا مالک ہے؟"

"ہاں تہذیب! اس میں کوئی شک نہیں ہے۔"

"فطرتاً کیسا ہے؟"

"اپنی عمر کو بھول کر بہت پیچھے چلا گیا ہے اور وہاں سے آگے نہیں بڑھنا چاہتا۔"

"میں سمجھی نہیں!" وہ حیرانی سے بولی۔

"یوں سمجھ لو کہ اس کی حرکتیں ناپسندیدہ ہیں، کم از کم خواتین کی حد تک۔"

"اوہ! تعجب کی بات ہے۔"

"ہاں۔ لیکن میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ فطرتاً بُرا بھی ہے۔"

مارشل آرٹ

کے ذریعے اپنی اور..... دوسروں کی حفاظت کیجیے

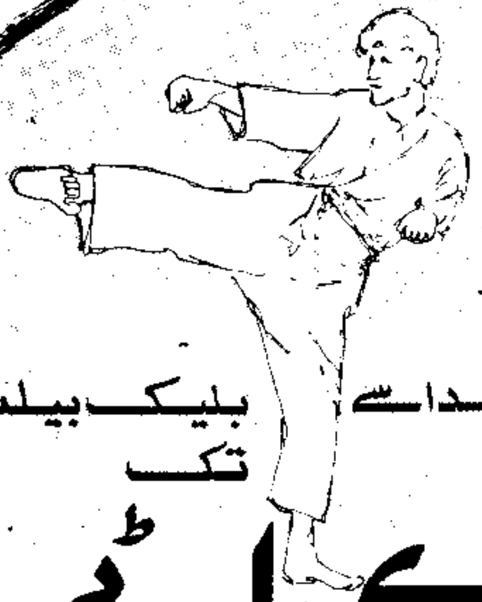

ابتدا سے بلیک بیلٹ تک

کراٹے سیکھیے

- اس کتاب میں وہ تمام مشقیں دی گئی ہیں جو کہ ابتدا سے بلیک بیلٹ تک کی جاتی ہیں۔
- ان مشقوں پر عمل کرنا انتہائی آسان ہے کیوں کہ ہر مشق تصویر کے ذریعے بھی دکھائی گئی ہے۔
- ۶۵۰ سے زائد تصاویر۔
- ہر تصویر کی مکمل وضاحت آسان اردو میں کی گئی ہے۔

قیمت ۳۰/- روپے ڈاک خرچ ۱۰/- روپے

مکتبۂ نفسیات ○ پوسٹ بکس نمبر ۹۴۴ کراچی ۱

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ٹھیک ہے، پروگرام کیا ہے؟ اب یہ بتاؤ!" تہذیب نے سوال کیا۔

"ہم اس دوران کسی نہ کسی فیصلے پر پہنچ جائیں گے تہذیب! پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔"

ڈھوک تھوڑی دیر کے بعد واپس آیا اور اپنا سامان اٹھا کر دوسرے کمرے میں لے گیا۔ مختصر سا سامان تھا، میں اور تہذیب اسے اس کے کمرے تک پہنچانے گئے تھے۔ ڈھوک نے بُرا سا منہ بنا کر کہا تھا۔

"ٹھیک ہے، ٹھیک ہے۔ کل میں بھی اپنے لیے کسی ساتھی کا انتخاب کر لوں گا سارے ہاں، تم لوگ مجھے کیا سمجھتے ہو! نکال دیا اپنے کمرے سے۔" ہم لوگ مسکراتے ہوئے باہر نکل آئے تھے۔

اپنے کمرے میں پہنچ کر ہم آرام کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ تہذیب میری آنکھوں میں دیکھ کر بولی "یقین نہیں آتا علی! تمھیں اپنے ساتھ دوبارہ دیکھ کر یقین نہیں آتا۔ ویسے تمھیں کھو کر مجھے یوں محسوس ہوا تھا جیسے میں نے اپنی زندگی کی کوئی بہت ہی قیمتی شے کھو دی ہو۔ علی! کیا دو اجنبی اس طرح بھی ایک دوسرے کے لیے تڑپ سکتے ہیں؟"

"ان باتوں کو بھول جاؤ تہذیب! فی الحال ہمیں صرف اپنے مستقبل کے لیے پروگرام ترتیب دینا ہے۔"

"تو میں اس پروگرام سے الگ کب ہوں؟ یہ بات میں اچھی طرح جانتی ہوں علی کہ تم یہودیوں کے خلاف سرگرم عمل رہنے کا عہد کر چکے ہو لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تم نے ان لوگوں کے ساتھ جانا کیوں نہ پسند کیا جو تمھیں لے جانا چاہتے تھے؟"

"بہت سی باتیں ایسی ہیں تہذیب جو میں تم سے نہیں چھپانا چاہتا۔ تقریباً سب کچھ ہی جانتی ہو تم میرے بارے میں۔ ایک مسئلے میں کچھ لوگوں سے میرا اختلاف ہو گیا تھا، میرے کردار پر شبہ کیا گیا تھا۔ میں اس سلسلے کی تفصیل کسی مناسب وقت پر تمھیں بتا دوں گا۔ مختصراً یوں سمجھ لو کہ میرے دشمنوں نے میرے خلاف ایک سازش کی تھی کہ مجھے تنظیم کے ارکان سے برگشتہ کر دیا جائے اور تنظیم کو میرے خلاف بھڑکا دیا جائے اور وہ اپنی کوششوں میں کامیاب ہو گئے۔ میں نے تنظیم چھوڑ دی اور وہاں سے نکل آیا، یہ سوچ کر کہ میں تو صرف اپنے جذبوں کی تسکین کے لیے یہ سب کچھ کر رہا ہوں، مجھے تنظیم میں شامل رہنے کی ضرورت بھی کیا ہے۔ امریکی سی۔ آئی۔ اے کا ایک خطرناک آدمی جس کا نام اولیو ہارڈ ہے، اس وقت سے میرے پیچھے لگا ہوا ہے جب میں نے سان فرانسسکو میں یہودیوں کے خلاف علمِ بغاوت بلند کیا تھا اور صرف ایک جذباتی لمحے نے مجھے ایک نئی راہ کی جانب گامزن کر دیا تھا۔ اولیو ہارڈ نسلاً یہودی ہے اور یہ کام وہ صرف امریکی مفادات کے لیے نہیں اسرائیلی مفادات کے لیے کر رہا ہے۔ میرے اور اس کے درمیان ایسے ایسے خوف ناک معرکے ہو چکے ہیں جن کی تفصیل میں سناؤں تو تم دنگ رہ جاؤ۔ میں نے اپنی زندگی کا کچھ حصہ ...... اسپین کے ان قید خانوں میں گزارا ہے جہاں کا تصور کر کے ہی لوگوں کے دل دھڑکنا بھول جاتے ہیں۔ میں نے اولیو ہارڈ کو ایسی ایسی شکستیں دی ہیں کہ وہ آج تک اپنے زخم چاٹ رہا ہے لیکن میرے اور اس کے درمیان یہ خوف ناک چپقلش ابھی تک جاری ہے۔ بیروت سے نکلنے کے بعد میں نے اپنے آئندہ کے راستوں کا کوئی تعین نہیں کیا تھا اور بس یوں سمجھ لو کہ اولیو ہارڈ کے جال میں پھنس کر فرانس پہنچا تھا جہاں تم سے ملاقات ہو گئی۔ اولیو ہارڈ نے ایک منصوبے کے تحت ہی مجھے فرانس پہنچنے پر مجبور کیا تھا لیکن تمھارے ساتھ شامل ہو کر میں اسے دھوکا دینے میں کامیاب ہو گیا اور پھر ہم گوٹے پل پہنچ گئے لیکن یہاں اسرائیلی مفادات پر بھرپور ضرب لگانے کے لیے مجھے ایک موقع ملا اور میں نے اس موقع کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ ظاہر ہے مجھے تو صرف اس عظیم مقصد سے دلچسپی ہے۔ کسی کی ذات یا کوئی ادارہ میرے لیے باعثِ دلچسپی نہیں اور میں اب بھی یہی کرنا چاہتا ہوں۔ میری خواہش ہے تہذیب کہ اولیو ہارڈ سے میرے کچھ اور معرکے ہوں۔ میری یہ بھی خواہش ہے کہ میں یہودیوں کے خلاف دنیا کے ہر حصے میں کارنامے انجام دیتا رہوں۔ مجھے اس کے صلے کی ضرورت نہیں ہے۔ اولیو ہارڈ امریکی یہودی ہے، میرے دل میں کچھ عرصہ قبل یہ خیال تھا کہ واپس امریکا پہنچ جاؤں اور اولیو ہارڈ کو چیلنج کروں۔ اس سے کہوں کہ وہ میرے مقابلے پر آئے۔ بعد میں میں نے اپنے پروگرام میں کچھ تبدیلیاں بھی کیں۔ میں نے یہ سوچا کہ مجھے صرف اپنی برتری ثابت کرنے کے لیے کام نہیں کرنا چاہیے، اس کے برعکس اگر میں امریکا پہنچ بھی جاؤں تو یہی کوشش کروں کہ وہاں موجود دولت مند یہودیوں کے گھناؤنے مقاصد کو ناکام بناتا رہوں۔ یہ بھی میرے مشن ہی کا ایک حصہ تھا لیکن اب جو کچھ ہو گا، تمھارے ساتھ مل کر ہی طے ہو گا۔ میرا ایک وطن ہے تہذیب جس کے بارے میں میں تمھیں بتا چکا ہوں۔ بہت دل چاہتا ہے کہ وہاں جاؤں، ان لوگوں کو دیکھوں جن کا تعلق میری زندگی سے ہے لیکن اب تو میں بہت دور نکل چکا ہوں، وہاں جا کر کیا کروں گا۔ ہاں، اگر تم چاہو تو میں بقیہ زندگی تمھارے حوالے کرنے کو تیار ہوں۔ ہاں تہذیب! میں ذہنی طور پر بھٹکا ہوا انسان ہوں۔ میرے لیے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ میری سب سے بڑی خواہش اب کیا ہے۔ میں تمھارے سامنے اعتراف کر چکا ہوں کہ تمھاری ذات میرے لیے بہت اہم ہو گئی ہے اور جب یہ اعتراف کر لیا تو اب اپنے آپ کو شکست خوردہ تسلیم کرتا ہوں۔"

تہذیب کی آنکھوں میں عجیب سے تاثرات پھیل گئے تھے۔ اس نے آہستہ سے کہا "تم کیا سمجھتے ہو علی! کیا میں تم سے کم چاہتی ہوں تمھیں؟ میں رٹی رٹائی رومانی باتوں کو دہرا کر اپنی اور تمھاری شخصیت کو ہلکا نہیں کروں گی۔ صرف اتنا کہوں گی کہ اب تہذیب مالکم ایکس اور علی یار خان ایک ہی وجود کے دو نام ہیں، دونوں کی زندگی کا مقصد بھی ایک ہی ہے اور وہ ہے اسرائیلی مفادات پر شدید ضربیں لگانا، اس سفر میں میں تمھارے ہم رکاب رہوں گی۔ اب تم تنہا نہیں ہو اور یہ بات بھی تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میں کوئی گھریلو اور رومان پسند لڑکی نہیں ہوں، میں نے اپنی زندگی کا ایک طویل ترین حصہ خطرناک لوگوں کے درمیان گزارا ہے اور ان میں بھی میری ایک اپنی شناخت رہی ہے جو معمولی درجے کے لوگوں کی نہیں ہوتی اور یہ حیثیت مجھے تحفتاً نہیں پیش کی گئی تھی بلکہ میں نے اس کے لیے اپنے آپ کو منوایا تھا۔ علی! تم اطمینان رکھو، میں تمھاری بہترین دستِ راست ثابت ہوں گی۔" تہذیب مالکم ایکس کا لہجہ اتنا مستحکم تھا کہ میں اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا، میرے ہونٹوں پر ایک محبت بھری مسکراہٹ پھیل گئی ــــ میں تہذیب کو دیکھتا رہا، درحقیقت گزرنے والا ہر لمحہ مجھے ذہنی طور پر اس سے قریب کرتا جا رہا تھا۔

تھوڑی دیر تک خاموش رہنے کے بعد میں نے کہا ــــ "تہذیب! ڈھوک کے بارے میں تمھارا کیا خیال ہے؟"

"کیا مطلب؟" اس نے سوال کیا۔

"یہ شخص کچھ خاص خوبیوں کا حامل ہے لیکن اس کے اندر ایک بچہ چھپا ہوا ہے جو عموماً نمایاں رہتا ہے۔ اس بچے کے دل میں لاتعداد خواہشات ہیں، پتا نہیں اس کی زندگی کیوں ناآسودہ رہ گئی لیکن اس کی پُراسرار قوتیں قابلِ رشک ہیں۔ میں نے یہی سوچا تھا تہذیب کہ اسے اپنے ساتھ رکھوں گا ــــ تاکہ تنہائی کا احساس نہ ہو ...... اور پھر کارآمد آدمی بھی ہے ــــ جہاں تک میں اس کی فطرت کا تجزیہ کر سکا ہوں، مجھے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ یہ بھی ایک تنہا انسان ہے اور اپنی تمام تر خوبیوں کے ساتھ کسی ایسے ساتھی کی تلاش کا خواہاں ہے جو اس پر مکمل بھروسہ کرے مگر کبھی کبھی یہ شخص انتہائی گھٹیا بھی ہو جاتا ہے۔ خاص طور سے خوب صورت لڑکیوں کے درمیان پہنچ کر۔ فیصلہ کر لو کہ اسے اپنے درمیان جگہ دینی ہے یا ہم اس سے معذرت کر لیں۔"

"علی! اگر زندگی میں چند قابلِ اعتماد لوگ مل جائیں تو ان کی اتنی قدر کرو کہ یہ لفظ بے حقیقت ہو جائے۔ یہ دور اتنا نازک ہے علی کہ ہم اپنے سائے پر بھی بھروسا نہیں کر سکتے۔ اگر کوئی قابلِ بھروسا شخص زندگی میں آ جائے تو اسے ٹھکرانا کفرانِ نعمت ہے۔ اس وقت تک اس شخص کو اپنے ساتھ [illegible] ساتھ [illegible] یہ ثابت نہ ہو جائے کہ یہ کسی طور ہمارے لیے [illegible] لیے تک [illegible] چھوٹی موٹی خامیاں دور بھی کی جا سکتی ہیں اور [illegible] اور [illegible] سامنے والا مخلص ہو۔"

"تو گویا تمھارے خیال میں ہم پروفیسر ڈ[illegible] پروفیسر ڈھو[illegible] رکھ سکتے ہیں؟"

"ہاں ...... جب تم نے ایک فیصلہ ک[illegible] فیصلہ کر ل[illegible] شمولیت سے اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی [illegible] ہوئی چا[illegible] شخص کو بھی اعتراض نہ ہو۔"

"او کے ــــ اچھا اس کے بعد کیا [illegible] کیا کر[illegible] سوال کیا۔

"یہاں سے نکلیں گے علی! اب [illegible] یہ [illegible] چھوڑ دیں گے لیکن ایک بات کو ذہن میں [illegible] میں [illegible] لوگ آسانی سے میرا پیچھا نہیں چھوڑیں گے [illegible] گے، ہ[illegible] کے لیے کوئی ٹھوس اقدام کرنا ہوگا ــــ و[illegible] ورنہ [illegible] نکلنا آسان کام نہیں ہوگا۔"

"مجھے اندازہ ہے۔ حالانکہ اگر میں چا[illegible] میں چاہو[illegible] واپس جانے کی کوشش کر سکتا ہوں۔ جنرل [illegible] جنرل ٹ[illegible] میرے ایسے دوست ہیں کہ وہ تمام تر قوت [illegible] قوتوں [illegible] یہاں سے نکال دیں گے اور ہمارا بال [illegible] ل بیک[illegible] اس کے ساتھ ہی کچھ قباحتیں بھی ہیں۔ ان لوگ[illegible] لوگوں [illegible] میں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ آسانی سے [illegible] سے مجھ[illegible] نہیں دیں گے اور کم از کم یہ کوشش ضرور [illegible] ضرور کری[illegible] عرصہ ان کے ساتھ گزاروں اور یہ موجودہ [illegible] وہ مو[illegible] پیشِ نظر کچھ مناسب بات نہیں ہے۔"

"اور اب میں بھی جنرل ٹیری کے [illegible] سا[illegible] کیونکہ یہ بات اس کے علم میں آ چکی ہے کہ [illegible] کہ میرا ت[illegible] ہے اور میں نے اس کے مفادات کے خ[illegible] کے خلاف [illegible] نہیں علی! یہ کسی طور مناسب نہیں رہے گ[illegible] رہے گا۔"

"میں نے کہا نا کہ میں خود بھی اس کے [illegible] کے حق [illegible] ہمیں پریشان نہیں ہونا چاہیے تہذیب! [illegible] ! یہاں [illegible] حفاظت کی انتہائی کوشش کروں گا اور [illegible] انسا[illegible] اُمید ہے کہ میں تمھیں کوئی نقصان نہیں [illegible] سنبھ[illegible] کہہ چکا ہوں کہ اب گرین پول کے تمام [illegible] میرے [illegible] گزر کر ہی تم تک پہنچ سکتے ہیں۔ البتہ ایک [illegible] ایک بات [illegible] رہا ہوں۔"

"وہ کیا؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"پروفیسر ڈھوک کی شمولیت کے ساتھ ساتھ اسے تمہاری حیثیت سے بھی آگاہ کر دیا جائے۔"

"اگر تم اس بات کو غیر مناسب نہیں سمجھتے تو مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔" تہذیب نے کہا اور اس کے بعد ہم نے فیصلہ کر لیا کہ پروفیسر ڈھوک کو اپنا رازدار بنا لینا مناسب ہے۔ حالانکہ وہ بعض معاملات میں ایک انتہائی غیر سنجیدہ آدمی ثابت ہوا تھا لیکن اس بات کے بھی امکانات تھے کہ اگر اس سلسلے میں وہ سنجیدہ ہو گیا تو کوئی کارآمد مشورہ دے سکتا ہے۔

اسی رات ہم نے اپنے کمرے میں اسے ڈنر پر مدعو کر لیا۔ ڈھوک اتفاقیہ طور پر موجود تھا اور اس رات اس کا کوئی پروگرام نہیں تھا۔ ہمارے کمرے میں پہنچا تو کسی قدر ناخوش گوار لہجے میں بولا۔ "دیکھو! میری زبان بندی کر دی گئی ہے۔" یہ کہہ کر کہ تمہارے درمیان احترام کے رشتے ہیں اور مجھے بھی اس کا احترام کرنا ہے لیکن میں یہ بات کہنے پر مجبور ہوں کہ مجھے نظر انداز کر دیا گیا ہے۔"

"سوری ڈیئر ڈھوک! دراصل تم صورتِ حال سے واقف نہیں ہو۔ ہم نے اس وقت یہی فیصلہ کیا ہے کہ تمہیں صورتِ حال سے آگاہ کر دیا جائے۔"

"نہ کرو، نہ کرو، مجھے اس کی کیا پروا ہو سکتی ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے، کیا میں اس دوران اس بارے میں سوچتا نہیں رہا ہوں؟"

"کیا سوچتے رہے ہو؟" میں نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"یہی کہ کسی ساتھی لڑکی کے مل جانے کے بعد تم نے بالکل مجھے دودھ کی مکھی کی طرح نکال پھینکا ہے۔"

"خیر مکھی اتنی بڑی نہیں ہوتی پروفیسر ڈھوک! اس لیے یہ تشبیہ بے کار ہے۔ اس کے علاوہ یہ شکایت تو میں بھی آپ سے کر سکتا ہوں، پچھلی رات آپ کہاں گئے تھے؟ مجھے ساتھ لیا تھا آپ نے؟"

"میں کیا کروں، تم اس دنیا کے آدمی ہی نہیں ہو جس میں رنگ بکھرتے ہیں۔ اب تم خود سوچو، موت کس وقت اور کس جگہ آ جائے، آدمی اس کے بارے میں کیا جانتا ہے۔ دنیا میں جو کچھ پیدا کیا گیا ہے انسان کے لیے ہی ہے نا؟ تمہارا مذہب بھی یہی کہتا ہے اور میرا مذہب بھی پھر انسان ان تفریحات سے اتنا دور کیوں رہے؟"

"ٹھیک ہے بھائی! تمہاری منطق تمہارے ساتھ، اصل معاملہ کچھ اور ہے۔"

"اور وہی میں جاننا چاہتا ہوں کہ وہ کیا ہے اور وہ کون سی خاص بات ہے جس کی وجہ سے ایک اچھے دوست، ایک اچھے ساتھی کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ دیکھیے میڈم! میں آپ سے یہ شکایت کیے بغیر نہیں رہوں گا کہ آپ نے مجھ سے میرے دوست کو چھین لیا ہے۔"

"نہیں مسٹر ڈھوک! آپ کا دوست صحیح سالم آپ کے پاس موجود ہے۔ آپ اسے حاصل کر لیجیے، میں تعرض نہیں کروں گی۔" تہذیب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھی لڑکی ہو، اچھی بات کہی ہے۔ چلو ٹھیک ہے مگر کم از کم یوں تو کرو کہ مجھے بھی اپنا گہرا دوست بنا لو۔ تم کیا سمجھتی ہو بلکہ تم دونوں کیا سمجھتے ہو مجھے، کیا میں اتنا ہی گیا گزرا آدمی ہوں کہ ہر جگہ مرغ کی ایک ہی ٹانگ ہاتھ میں پکڑے پھروں۔ محترمہ اور محترم، مجھ سا مخلص ساتھی ملنا مشکل ہے آپ لوگوں کو اس دور میں۔ زندگی میں چند ہی لوگوں کے ساتھ مخلص ہوا ہوں اور ان میں اب صرف تم ہی تنہا آدمی ہو، سمجھے مسٹر ایلی! تم تنہا آدمی ہو۔ اگر میرے ساتھ بے اعتنائی کا یہی رویہ اختیار کیے رہے تم تو بالآخر میں تمہیں چھوڑ کر چلا جاؤں گا اور اس کے بعد... اس کے بعد یوں سمجھ لو کہ دنیا میں کسی کو اپنا دوست نہیں بناؤں گا۔"

"ایسے نہیں مسٹر ڈھوک! چلیے کھانا آ گیا، پہلے ہم آپ کا غصہ نفیس کھانوں سے ٹھنڈا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کے بعد آپ کو اصل بات بتا دی جائے گی۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

ڈھوک خاموشی سے کھانے میں مصروف رہا تھا۔ اس دوران اس نے ایک بار بھی نگاہ اٹھا کر میری یا تہذیب کی طرف نہیں دیکھا تھا۔ کھانے سے فارغ ہو کر ہم نے کافی پی اور پھر میں ڈھوک کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"ڈیئر مسٹر ڈھوک! سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ محترمہ، یوں سمجھ لو، میری زندگی میں ایک گہرے گھاؤ کی حیثیت رکھتی ہیں۔"

"رکھتی ہوں گی، مجھے کیا۔" ڈھوک نے کہا۔

"ارے! تم ابھی تک بگڑے ہوئے ہو۔ اگر میں یہ کہوں کہ ان کی زندگی شدید خطرے میں ہے تو کیا تم پھر بھی بے پروا رہو گے؟"

"کیا خطرہ ہے، خطرے کی نوعیت تو بتاؤ؟"

"کچھ بے انتہا خطرناک لوگ ان کی تاک میں ہیں، وہ انھیں ہلاک کر دینا چاہتے ہیں۔"

"وجہ؟" ڈھوک نے پوری توجہ ہماری طرف مبذول کر دی تھی۔

"ان سے دشمنی... یوں سمجھو میڈم تہذیب مالکا ایک ایسے گروہ سے منسلک تھیں۔ میری وجہ سے انھوں نے اس گروہ سے علیحدگی اختیار کر لی اور اس کے بعد گروہ ان کے پیچھے پڑ گیا۔ اتفاق

تھا کہ میں نے بروقت موقعے پر پہنچ کر ان کی زندگی بچا لی۔ ورنہ شاید وہ کم بخت انھیں ہلاک کرنے میں کامیاب ہو گئے ہوتے۔"

"اوہو! اس کا مطلب ہے کہ اب مجھے پوری توجہ دینا پڑے گی۔ سوری میڈم سوری! اور سوری مسٹر ایلی! تم لوگوں کی گوشہ نشینی کی وجہ اب میری سمجھ میں آئی۔"

"بات مذاق میں اڑانے والی نہیں ہے ڈھوک! ہم لوگوں کو کسی نہ کسی طرح ان کے گھیرے سے نکل جانا ہے۔"

"کیا انھیں اس بات کا علم ہے کہ تم اس ہوٹل میں مقیم ہو؟"

"نہیں، قطعی نہیں۔"

"ہوں۔ اس کا مطلب ہے کہ فوراً ان کے یہاں پہنچنے کا کوئی امکان نہیں ہے۔"

"ہاں، اس کا امکان تو نہیں ہے لیکن ظاہر ہے کہ ایسی چھوٹی سی جگہ میں کسی کو تلاش کرنا ہو تو ہوٹلوں میں ہی تلاش کیا جا سکتا ہے اور یقیناً وہ اپنے اس فرض سے غافل نہیں ہوں گے۔"

"بات وزن دار ہے۔ تو پھر اب کیا خیال ہے؟ اس تشویش ناک صورتِ حال سے کس طرح نمٹو گے؟"

"اسی سلسلے میں آپ سے مشورہ کیا جا رہا ہے پروفیسر ڈھوک۔"

"صورتِ حال یہ ہے کہ اگر ہم کالمو کیمپو سے نکل کر کسی اور جگہ جانے کی کوشش کریں تو راستے میں دشواریاں پیش آ سکتی ہیں۔"

"ہم گوٹے ہل سے ہی نکلنا چاہتے ہیں پروفیسر ڈھوک۔"

"کہاں جاؤ گے؟"

"اطراف کی کسی بھی ایسی ریاست میں جہاں سے ہم کسی لمبے سفر کا آغاز کر سکیں۔"

"ہوں اور ڈھوک کا کیا ہو گا؟"

"ڈھوک ہمارے ساتھ رہے گا۔"

"راستے میں چھوڑ کر تو نہیں بھاگ جاؤ گے؟"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا، اب تو ڈھوک بھی زندگی کا ایک حصہ ہی ہے۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈھوک کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"یار! میں ایک تنہا آدمی ہوں، زندگی کی تفریحات میں اسی لیے خود کو بہت زیادہ مصروف کر لیا ہے کہ تنہائی کا احساس نہ ہونے پائے۔ ہم جیسے لوگ کسی کے لیے نقصان دہ نہیں ہو سکتے۔ ہاں، یہ دوسری بات ہے کہ کوئی خود ہی ہمیں ضرر پہنچانے کی کوشش کرے۔ اگر تم لوگ واقعی ڈھوک کو اپنے ساتھ رکھنے پر آمادہ ہو تو اس بات پر یقین کر لو کہ ڈھوک تمہارے لیے زندگی کی بازی لگا دے گا۔"

"اسی لیے تم سے یہ گفتگو کی جا رہی ہے۔ ڈیئر ڈھوک! جہاں تک ساتھ رہنے کا معاملہ ہے تو یہ بات ہمارے درمیان طے ہے کہ جب تک بھی ممکن ہو سکا ساتھ رہیں گے۔ یعنی اس وقت تک جب تک تم خود ہی ہم سے جدا ہونے کی کوشش نہ کرو۔"

"اچھا اچھا، چھوڑو یہ باتیں، مسئلہ یہ ہے کہ تمہیں یہاں سے نکلنا ہے۔" ڈھوک پُرخیال انداز میں ٹھوڑی کھجانے لگا پھر اس نے ایک اور سگریٹ سلگائی اور اس کے گہرے گہرے کش لینے لگا پھر آہستہ سے بولا۔ "ایک ترکیب اور ہے۔"

"ہاں، کہو؟"

"کسی منشیات کے اسمگلر سے رابطہ قائم کیا جائے۔ کالمو کیمپو کے جنوبی حصے میں یعنی اس حصے کی مخالف سمت جہاں برفانی لومڑیوں کا شکار کیا جاتا ہے، پتا نہیں کتنا فاصلہ طے کرنے کے بعد سرحدی علاقہ شروع ہوتا ہے اور یہ سرحدی علاقہ کسی قدر دشوار گزار راستوں پر مشتمل ہے۔ چنانچہ یہاں عام آمد و رفت نہیں ہے۔ البتہ اسمگلروں کے لیے یہی علاقہ کارآمد ہوتا ہے اور وہ یہاں سے منشیات کی اسمگلنگ کرتے ہیں۔ یہ بات بس اتفاقیہ طور پر ہی مجھے معلوم ہو گئی اور اس لڑکی سے معلوم ہوئی جو پچھلی رات میری ساتھی تھی۔ وہ خود بھی اسمگلروں کے ایک ایسے ہی گروہ سے تعلق رکھتی تھی لیکن تفریح پسند لڑکی کو میری غیب دانی پسند آ گئی تھی۔ اس لیے اس نے میرا ساتھ قبول کر لیا۔ میں نے اسے اس کے مستقبل کے بارے میں بہت سی باتیں بتائی تھیں اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس نے اپنے ماضی کے بارے میں بھی تفصیلات پوچھی تھیں پھر وہ مجھ سے اپنا راز چھپا نہ سکی۔ اس نے مجھے بتایا کہ یہاں اسمگلروں کے بہت سے گروہ کام کرتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کے تعاون سے اسمگلنگ کا کاروبار کرتے ہیں۔ ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جو بڑے بڑے اسمگلروں کے آلۂ کار ہیں لیکن چھوٹے موٹے کام اپنے طور پر بھی کر لیا کرتے ہیں۔ ان چھوٹے موٹے کاموں میں یہ کام بھی شامل ہو سکتا ہے کہ کسی کو اسمگل کر کے سرحد پار پہنچا دیا جائے اور اس کے عوض کچھ معاوضہ وصول کر لیا جائے۔"

"تم جانتے ہو ڈیئر ڈھوک کہ ہمارے پاس معاوضے کے لیے کوئی بڑی رقم نہیں ہے۔" میں نے کہا۔

"ڈھوک تم سے پہلے ہی کہہ چکا ہے کہ وہ چلتا پھرتا بینک ہے۔ پیسوں کی فکر مت کرو، یہ بتاؤ کیا یہ طریقہ کار مناسب رہے گا؟"

"بظاہر انتہائی مناسب۔ کیونکہ اس کے علاوہ اور کوئی ترکیب نظر نہیں آتی۔"

"تو پھر تم تیار ہو۔ میں بات کروں کسی سے؟"

"کس سے بات کرو گے؟"

"سونیا سے۔ وہ ہمارا یہ کام بخوبی کر دے گی۔ آج رات بھی اس سے ملنے کا وعدہ تھا لیکن اچانک ہی تم لوگوں نے مجھے طلب کر لیا۔ وہ میرا انتظار کرے گی۔"

"کہاں؟"

"آئرن سائنڈ نامی ایک کیفے میں۔"

"کس وقت؟" میں نے سوال کیا۔

"میں اب بھی اس کے پاس جا سکتا ہوں، اگر تم لوگ اجازت دو۔" مسٹر ڈھوک نے کہا۔

"اوہ ڈیئر ڈھوک! میرا خیال ہے تم سے انتہائی کارآمد گفتگو ہوئی ہے، سونیا سے گفتگو کر کے اس بات کے امکانات کا جائزہ لو کہ کیا ہم یہاں سے سرحد پار منتقل ہو سکتے ہیں۔ اگر مناسب سمجھو تو کچھ ایسے خطرناک لوگوں کا حوالہ بھی دے دینا جو ہماری تاک میں ہیں۔" میں نے کہا۔

"اب تو یہ سب کچھ کرنا ہی پڑے گا۔ کیونکہ یہ خاتون جن کا نام اتفاق سے بہت ٹیڑھا ہے اور جسے زبان سے ادا کرتے ہوئے مجھے انتہائی دقتوں سے گزرنا پڑتا ہے، مجھے اپنا دوست بنا چکی ہیں۔ لڑکیوں سے میری دوستی ذرا مختلف قسم ہی کی ہوتی ہے۔ خاتون آپ یوں سمجھ لیں کہ آپ میری پہلی دوست ہیں جن کا مجھے احترام بھی کرنا پڑ رہا ہے۔ اچھا، اب میں زیادہ دیر آپ لوگوں کے ساتھ نہیں رکوں گا۔ مجھے اور بھی بہت سے کام کرنے ہیں۔"

پروفیسر ڈھوک کے جانے کے بعد ہم کافی دیر تک اس کی شخصیت پر گفتگو کرتے رہے اور اس کے بعد آرام کرنے لیٹ گئے۔ ڈھوک سے اب رات میں ملاقات ہونے کی توقع نہیں تھی۔

دوسری صبح وہ اپنے کمرے میں موجود تھا اور تقریباً ساڑھے آٹھ بجے اس نے ہمارے کمرے کے دروازے پر دستک دی۔ میں نے اسے ویٹر سمجھ کر ہی اندر بلایا تھا لیکن پروفیسر ڈھوک کو دیکھ کر ہم دونوں ہی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"کیا لاؤں آپ کے لیے؟ ناشتا؟" اس نے ہماری طرف دیکھتے ہوئے کہا اور تہذیب مالکم ایکس ہنس پڑی۔

"نہیں مسٹر ڈھوک! تشریف لائیے۔ دراصل اتنی جلد آپ کی آمد کی توقع نہیں تھی۔"

"اب اتنا گیا گزرا آدمی بھی نہیں ہوں میں۔ ناشتا منگوالو۔" ڈھوک نے کہا۔

میں نے ویٹر کو طلب کر کے ناشتے کا آرڈر دے دیا۔

"سونیا سے میری بات چیت ہوئی ہے اس موضوع پر اور تم لوگوں کو یہ سن کر یقیناً مسرت ہوگی کہ اس نے اس کام کے ہو جانے کی خوشخبری سنائی ہے۔"

"گڈ! ویری گڈ! کیا سارا کام قابل اعتماد انداز میں ہو سکتا ہے؟"

"ہاں، وہ لوگ ہر طرح کے کام کرتے ہیں۔ انسانوں کی اسمگلنگ بھی باقاعدگی سے کی جاتی ہے اور اس کے لیے انھوں نے کچھ ریٹ مقرر کر رکھے ہیں۔ آج کا دن انہی مصروفیات میں گزرے گا۔ رات کو سونیا سے پھر ملاقات ہوگی اور وہ مجھے اپنے چیف سے ملائے گی جو ہماری یہاں سے روانگی کا بندوبست کر سکتا ہے۔"

"ٹھیک ہے مسٹر ڈھوک! باقی معاملات کا کیا ہوگا؟" میں نے سوال کیا۔

"سب ہو جائے گا۔ اب ڈھوک جیسا بے وقوف دوست تمھارے ہاتھ لگ گیا ہے تو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ دوپہر کا کھانا اور شاید رات کا کھانا میں تمھارے ساتھ نہ کھاؤں۔ ممکن ہے کل صبح ناشتے پر ہی ملاقات ہو۔"

ڈھوک تقریباً دس بجے تک ہمارے ساتھ رہا اور پھر وہاں سے چلا گیا۔ ہم نے یہ دن بھی اپنے کمرے میں ہی گزارا تھا۔ تہذیب مالکم ایکس کے لیے اب میں کوئی خطرہ مول لینا نہیں چاہتا تھا اور پھر یہاں کچھ اس انداز میں بے دست و پا ہو گیا تھا کہ بظاہر کوئی بہتر صورت میرے سامنے نہیں تھی۔ ہاں، اگر ڈھوک کا سہارا نہ ہوتا تو پھر ہاتھ پہ ہاتھ رکھے نہیں بیٹھ سکتا تھا لیکن اب میں نے اس پر اعتبار کر لیا تھا اور دیکھنا یہ تھا کہ وہ اس سلسلے میں کیا انتظامات کرتا ہے۔

رات کو تقریباً گیارہ بجے ڈھوک واپس آ گیا۔ اس کے چہرے پر بڑا اطمینان تھا، ہم لوگوں کو اس سے مل کر حیرت ہوئی تھی۔

"کیسے مسٹر ڈھوک! آپ کو بہت جلد فرصت مل گئی؟" تہذیب نے پوچھا۔

"ہاں۔ آج سونیا کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔"

"بات چیت ہوئی اس سے؟"

"ہاں ہو گئی اور میں مسٹر گراہم سے مل بھی آیا ہوں۔"

"تم نے شاید اس کا نام سونیا گراہم ہی بتایا تھا؟" میں نے چونک کر کہا۔

"جی ہاں۔ مسٹر گراہم اس کے والد بزرگوار ہی ہیں لیکن کسی معاملے میں رعایت کرنے کے عادی نہیں ہیں۔ اپنے ریٹ سے کچھ زیادہ ہی طلب کر رہے تھے کیونکہ سونیا نے انھیں بتا دیا تھا کہ کچھ خطرناک لوگوں کی مداخلت کا خطرہ بھی ہے۔"

"تو پھر؟"

"پھر کیا، میں نے ادائیگی کر دی ہے۔ اب پروگرام ان کی طرف سے طے کیا جائے گا اور اس وقت تک ہمیں انتظار کرنا ہے۔"

"کیا وہ شخص قابل اعتبار ہے؟"

"ان لوگوں میں یہی خوبی پائی جاتی ہے کہ جو بات طے کر لیتے ہیں، اس پر سختی سے عمل کرتے ہیں۔ بُرے لوگوں میں یہی تو ایک اچھائی ہوتی ہے۔"

"گویا ہمارے یہاں سے نکلنے کے امکانات پیدا ہو گئے ہیں۔"

"امکانات سے کیا مطلب! سب کچھ مکمل ہو چکا ہے بس ان لوگوں کو اپنے انتظامات کرنے ہیں۔ اس سلسلے میں چوبیس سے اڑتالیس گھنٹے تک لگ سکتے ہیں۔"

"اور تم نے ادائیگی کر دی ہے مسٹر ڈھوک!"

"ہاں۔ بغیر پیسے لیے وہ کوئی بات بھی کرنا پسند نہیں کرتے سونیا کی وجہ سے صرف اتنا ہو سکا ہے کہ ہمیں وہ تفصیلات نہیں بتانا پڑیں جن کا بتانا ضروری تھا۔ ہمیں مالم پوائنٹ تک پہنچا دیا جائے گا اور مالم پوائنٹ سے آگے تھوڑا سا حصہ عبور کرنا خود ہماری ذمے داری ہوگی البتہ کوئی مداخلت نہیں کی جائے گی سرحد پر، اس کے لیے ہمارے پاس اجازت نامہ موجود ہوگا۔"

"اور اس کے بعد ہم کہاں پہنچ جائیں گے؟"

"ایک اور افریقی ریاست میں۔ وہاں داخل ہونے کے بعد ہمیں خود ہی اپنے لیے انتظامات کرنا ہوں گے۔ ہاں، اتنا ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگ ہمیں وہاں قیام کرنے میں مدد دے سکیں لیکن اس کے لیے انھیں وہیں کی کرنسی میں ادائیگی کرنا ہوگی۔" ڈھوک نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

میں نے تہذیب مالکم ایکس کی طرف دیکھا اور وہ مسکرا کر بولی۔ "زندگی میں یہ ایڈونچر بھی نہایت دلچسپ رہے گا۔ اس سے قبل ہم لوگ دوسروں کے لیے سب کچھ کرتے رہے ہیں اور اب اپنی زندگی بچانے کے لیے ہمیں اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لانا ہوگا۔"

ڈھوک تقریباً آدھے گھنٹے تک ہمارے ساتھ رہا۔ اس نے بتایا کہ اتفاقیہ طور پر سونیا سے جلد ہی ملاقات ہو گئی۔ وہ صرف معذرت کرنے کے لیے آئی تھی اور جب میں نے اسے اپنا پروگرام بتایا تو وہ فوراً ہی مجھے مسٹر گراہم سے ملانے پر آمادہ ہو گئی۔ دراصل یہ بات اس نے چھپائی تھی کہ مسٹر گراہم بھی اسمگلروں کے ایک گروہ کے سرغنہ ہیں اور یہ کام کرتے ہیں لیکن کاروباری باپ کی کاروباری بیٹی نے کاروباری موقعے کو ہاتھ سے نہ جانے دیا اور اسی وقت مجھے لے کر اپنے باپ کے پاس پہنچ گئی۔

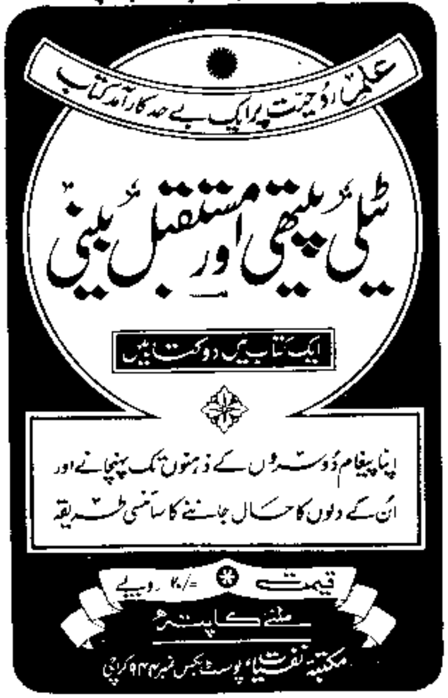

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ڈھوک کے جانے کے بعد میں اور تہذیب اس سلسلے میں گفتگو کرتے رہے پھر تہذیب نے مجھ سے کہا "علی ہمیں اپنے لیے کچھ ہتھیاروں کا بندوبست کر لینا چاہیے اور اس کے لیے الگ سے ادائیگی کرنا ہوگی اور ہاں یہ مسٹر ڈھوک رقم کا بندوبست کس طرح کرتے ہیں؟"

"میں نے تمہیں بتایا نا وہ ایک عجیب و غریب شخصیت کا مالک ہے۔ اپنی آنکھوں کی قوت سے کسی کو بھی مسحور کر لیتا ہے اور کسی کو مسحور کر کے اس سے کچھ حاصل کر لینا اس کے لیے مشکل نہیں ہے جوا کھیلتا ہے لیکن صورت حال یہ ہوتی ہے کہ اس کے مدِمقابل کبھی یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ بے ایمانی کر رہا ہے جبکہ وہ کھُلم کھُلا بے ایمانی کرتا ہے۔ یہ اس کا اپنا فن ہے اور اسی کی مدد سے وہ اپنی ضروریات کے لیے رقومات حاصل کر لیتا ہے یقیناً آج کا دن اس نے خاصا ہنگامی گزارا ہوگا۔ ورنہ رقم کا اتنا بڑا انتظام کرنا آسان کام نہیں تھا۔"

"تب تو مخلص آدمی ہے کیونکہ یہ سب کچھ ہمارے لیے کر رہا ہے۔ ورنہ ایسے آدمی بھلا کب کسی کو خاطر میں لاتے ہیں۔ اپنا ہی اُلو سیدھا کرتے ہیں۔"

"ہاں تہذیب! میرا بھی یہی خیال ہے۔ میں نے کہا نا بڑی انوکھی فطرت کا مالک ہے وہ اور یقیناً اس کا ساتھ ہمارے لیے ... ہے گا۔"

یہ ایک لمحہ اب بوجھ بن کر گزر رہا تھا۔ یہ بات بعید از قیاس نہیں تھی کہ وہ لوگ کلوکیمپو کے ایک ایک ہوٹل اور ایک ایک گوشے میں تہذیب کو تلاش کریں گے۔ ان کے دو آدمی ہلاک ہو گئے تھے اور گرین پول کے بارے میں تہذیب نے جو تفصیلات بتائی تھیں اس کے پیشِ نظر یہ ادارہ معمولی حیثیت نہیں رکھتا تھا اور تہذیب کو زندہ چھوڑ کر وہ اپنے لیے مشکلات نہیں پیدا کرنا چاہتے ہوں گے۔ لہٰذا اسے ختم کرنے کے لیے ہر ممکن کوشش کی جائے گی۔ میرے لیے یہ مسئلہ خاص طور پر اہمیت کا حامل تھا۔ دوسری طرف اپنی حالت کا تجزیہ کرتا تو عجیب و غریب کیفیات ذہن و دل پر طاری ہو جاتیں۔ وہ سب کچھ جو میں نے کبھی نہیں کیا تھا اچانک ہو گیا تھا۔ تہذیب کے لیے میرے دل میں پیدا ہونے والے جذبات بہت پرانے نہیں تھے۔ نجانے کیوں اس کے آنسوؤں نے مجھے متاثر کر کے ایک ایسے راستے پر ڈال دیا تھا جسے میں شاید زندگی کے آخری وقت تک منتخب نہ کرتا لیکن جو ہونا ہوتا ہے وہ ہو جاتا ہے اور پھر اس سے مفر ممکن نہیں ہوتا۔

ڈھوک کا ساتھ اتفاقیہ طور پر اتنا پُراثر ثابت ہوا تھا کہ میں نے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا۔ یہ شخص مجموعی طور پر مجھے زیادہ پسند نہیں آیا تھا اور میں نے یہی سوچا تھا کہ جب تک وہ ساتھ ہے گزارا کیا جائے کسی بھی لمحے اس سے علیحدہ ہوا جا سکتا تھا لیکن احمق آدمی اتفاقیہ طور پر انتہائی مخلص نکل آیا تھا اور کسی کے خلوص کو نظرانداز کر دینا مستحسن فعل نہیں ہوتا۔

دوسرے دن بھی وہ انتہائی مصروف رہا۔ شام کو تقریباً پانچ بجے واپس آیا تو اس کے ساتھ سونیا بھی تھی۔ خوب صورت خدوخال کی ایک پُرکشش لڑکی لیکن چہرے پر اس کے درندگی سی محسوس ہوتی تھی۔ میں نے اس کی فطرت کا تجزیہ کرنے میں غلطی نہیں کی تھی، یقینی طور پر وہ انتہاپسند لڑکیوں میں سے تھی۔ ڈھوک جیسی شخصیت ہی اسے قابو میں لے آئی تھی۔ ورنہ وہ عام لوگوں کے بس کی چیز نہیں تھی۔ ہم لوگوں سے البتہ خلوص سے ملی۔ ڈھوک نے مجھے بتایا کہ سونیا کے ذریعے ہم لوگوں کی روانگی کے انتظامات ہو گئے ہیں۔

"ڈیڈی نے کہا ہے کہ آپ لوگ ساڑھے آٹھ بجے تیار رہیں، یہیں سے آپ کو لے لیا جائے گا۔"

"شکریہ مس سونیا! ویسے میرے دوست نے آپ کی اتنی تعریفیں کی ہیں کہ میں خود آپ سے ملنے کا مشتاق ہو گیا تھا" میں نے کہا۔ سونیا کے ہونٹوں پر کوئی مسکراہٹ نہیں آئی تھی۔

"لیکن آپ کا دوست حیرت انگیز شخصیت کا مالک ہے اس شخص کی صلاحیتوں نے مجھے دنگ کر دیا ہے۔ اس سے جدائی میرے لیے کافی تکلیف دہ ہوگی۔ کیا آپ ایسا نہیں کر سکتے کہ اسے میرے ہاتھوں فروخت کر دیں؟"

"یہ قابلِ فروخت شخصیت نہیں ہے مس سونیا! اگر آپ کی محبت مسٹر ڈھوک کو روک سکے تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہ ہوگا" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ڈھوک نے عجیب سی نگاہوں سے سونیا کو دیکھا تھا اور اس کے بعد میری طرف رخ کر کے مسکرانے لگا تھا۔

سونیا تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد چلی گئی، تب میں نے ڈھوک سے کہا "ڈھوک! ہمارے لیے اسلحے کا بندوبست ہو گیا یا نہیں؟"

"میرا خیال ہے اس کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی۔ عالم پوائنٹ تک تو یہ لوگ ہمارے ساتھ ہوں گے اور اس کے بعد کوئی خطرہ نہیں رہے گا۔ کیونکہ ہم دوسری ریاست کی سرحد میں داخل ہو چکے ہوں گے۔"

"لیکن عالم پوائنٹ تک سفر کے دوران ہمیں بالکل ہی دوسروں کے رحم و کرم پر نہیں رہنا چاہیے" میں نے کہا۔

"تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہوگی۔ ہم ان سے ہلکے اسلحے کی فراہمی کے سلسلے میں بات چیت کر سکتے ہیں" ڈھوک نے جواب دیا۔

"یہ تمہاری ذمے داری ہے مسٹر ڈھوک!"

"یقیناً تم فکر مت کرو۔ ویسے بھی سرحد پار کرتے ہوئے ہم ہتھیار ساتھ نہیں رکھ سکتے کیونکہ سرحدی محافظ اس کی اجازت نہیں دیں گے لیکن دورانِ سفر ہتھیاروں کی ضرورت پوری ہو جائے گی" ڈھوک نے کہا۔

اس کے بعد ڈھوک ہمارے ساتھ ہی رہا۔ ٹھیک ساڑھے آٹھ بجے سونیا ہمارے کمرے میں پہنچ گئی۔ اس نے کہا کہ نیچے گاڑیاں ہمارا انتظار کر رہی ہیں اور ہمیں احتیاط سے پہنچانے کے تمام انتظامات کر دیے گئے ہیں۔ ہم سونیا کے ساتھ باہر نکل آئے۔ ہوٹل کے بل وغیرہ کی ادائیگی ڈھوک نے کی اور اس کے بعد ہم باہر پہنچ گئے جہاں دو گاڑیاں ہمارا انتظار کر رہی تھیں۔ ان میں تین تین آدمی موجود تھے۔

سونیا نے اسی جگہ ڈھوک سے آخری ملاقات کی اور اس کے بعد سیاہ رنگ کی ایک کار میں بیٹھ کر واپس چلی گئی۔ دونوں جیپیں آگے بڑھ گئی تھیں۔ ڈھوک نے ان گاڑیوں میں موجود لوگوں سے اسلحے کے بارے میں بات چیت کی اور فوراً ہی اسلحہ ہمارے سپرد کر دیا گیا لیکن اس شرط پر کہ عالم پوائنٹ پہنچنے کے بعد یہ ریوالور ہم سے واپس لے لیے جائیں گے۔ راستے میں اگر کوئی ضرورت پیش آئے تو ہم انھیں بہ آسانی استعمال کر سکتے ہیں۔ چھ افراد جو دو گاڑیوں میں موجود تھے، ہمارے ساتھ نہایت نرم روی سے پیش آ رہے تھے اور انھیں یقینی طور پر یہ ہدایت کر دی گئی تھی کہ ہمیں کوئی نقصان نہ پہنچنے پائے۔ دونوں گاڑیاں آگے پیچھے دوڑتی ہوئی تھوڑی دیر کے بعد ویران علاقے میں نکل آئیں۔ عام سڑک چھوڑ کر کچے راستے کا انتخاب کیا گیا تھا اور کچے راستے کا یہ سفر خاصا تکلیف دہ تھا لیکن ہم جانتے تھے کہ سرحد تک ایک خفیہ راستہ استعمال کرنے کے لیے ہمیں یہ تکلیف برداشت کرنا ہی ہوگی۔ ہم ایک جیپ میں بیٹھے ہوئے تھے جو آگے جا رہی تھی۔ ہمارے پیچھے ہماری نگرانی کے لیے ایک جیپ آ رہی تھی جس میں بقیہ تین افراد سوار تھے۔ اطراف کا ماحول بالکل تاریک تھا۔ تاحدِ نگاہ سناٹے اور ویرانی کا راج تھا۔ جیپ کے انجنوں کی آوازوں کے علاوہ اور کوئی آواز نہیں سنائی دے رہی تھی۔ پروفیسر ڈھوک بھی اس وقت بالکل خاموش بیٹھا ہوا تھا، یقینی طور پر ماحول کے اثرات اس کے ذہن پر بھی طاری تھے۔ سفر کافی لمبا تھا اور جیپوں کی رفتار کچے راستوں کی وجہ سے بہت زیادہ تیز نہیں تھی پھر ایک مخصوص جگہ پہنچ کر جیپوں کی روشنیاں بند کر دی گئیں۔ اچانک روشنیاں بند کی گئی تھیں، اسی لیے ہم چونک پڑے لیکن اس سے قبل کہ میں ڈرائیونگ کرنے والے سے کوئی سوال کروں، اس نے خود ہی جواب دیا۔

"اب اس سے آگے روشنیاں جلا کر سفر کرنا مناسب نہیں ہوگا جناب!"

"ہُوں۔ لیکن کیا تم ان راستوں سے بخوبی واقف ہو میرا مطلب ہے کہ تاریکی میں بھی سفر کر سکتے ہو؟"

"یقیناً جناب! ہم ان راستوں پر آتے جاتے رہتے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد ہمیں ایک جنگل سے گزرنا ہوگا۔ اس جنگل کو عبور کرنے کے بعد کوئی خاص خطرہ باقی نہیں رہے گا۔ اس کے علاوہ وہاں سے آگے کا سفر اس سفر کی نسبت آرام دہ ہوگا کیونکہ وہ چٹیل پہاڑی راستے ہیں جو ہموار ہیں" ڈرائیور نے بتایا اور پھر خاموش ہو گیا۔ اس بات کا مجھے یقین تھا کہ اسمگلنگ کرنے والے یقینی طور پر ان راستوں سے بخوبی واقف ہوں گے۔

تقریباً پینتالیس منٹ گزر گئے تھے، ہمارے اس سفر کو اور جھٹکوں سے بُرا حال تھا لیکن خود کو سنبھالے ہوئے تھے پھر جنگل کا وہ حصہ آ گیا جہاں سے ہمیں گزرنا تھا۔ یہاں روشنیاں جلائی گئی تھیں تاکہ اگر کوئی درندہ سامنے آئے تو روشنی دیکھ کر فرار ہو جائے۔ میں نے ایک بار پھر اپنے خدشات کا اظہار کیا کہ کھُلی جیپوں میں درندوں کا خطرہ پیش آ سکتا ہے کسی بھی اونچی جگہ سے کوئی چیتا وغیرہ چھلانگ لگا کر نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اس پر

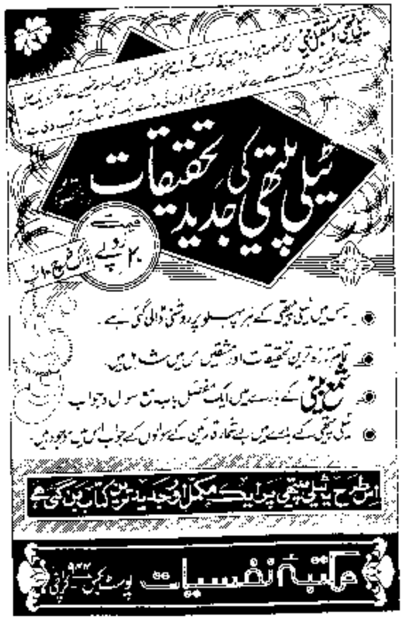

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ڈرائیور نے کہا کہ اس جنگل میں زیادہ سے زیادہ چرخ اور کبھی کبھی بھیڑیے نظر آجاتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور کوئی خوفناک جانور اب ان جنگلوں میں نہیں ہے۔ اگر کبھی تھے تو ان کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ یہ بات سن کر مجھے اطمینان ہوا تھا۔

تہذیب مالکم ایکس میرے پاس بالکل خاموش بیٹھی تھی۔ اس دوران اس نے کوئی بات نہیں کی تھی، بس صورتِ حال کا جائزہ لیتی رہی تھی۔ ہم جنگلوں کے سلسلے کو عبور کرتے رہے اور پھر ڈرائیور کے کہنے کے مطابق وہ میدانی حصہ آگیا جو واقعی کسی سڑک کی طرح سپاٹ و شفاف تھا۔ یہاں پہنچ کر ہم نے سکون کی گہری سانس لی تھی۔ اب سفر زیادہ اطمینان بخش تھا خاص طور سے پچھلے سفر کے مقابلے میں۔ ڈرائیور نے تاحدِ نگاہ پھیلے ہوئے میدان کے آخری حصے کی طرف اشارا کر کے کہا۔ ”دھند اور تاریکی کی وجہ سے آپ کو وہ پہاڑیاں نظر نہیں آسکیں گی جناب لیکن اس میدان کا سلسلہ جہاں ختم ہوتا ہے، وہیں مالم پوائنٹ ہے اور پہاڑیوں کے ایک درّے سے نکلنے کے بعد آپ اس ملک کی سرحدوں کو عبور . . .“ ابھی اس نے اتنا ہی کہا تھا کہ دفعتاً ہم تیز روشنی میں نہا گئے۔ یہ روشنیاں اتنی اچانک اور غیر متوقع تھیں کہ ہم ایک لمحے کے لیے ساکت و جامد رہ گئے۔ ڈرائیور نے فوراً ہی بریک لگا دیا اور خوفزدہ انداز میں ان روشنیوں کے مخرج کی طرف دیکھنے لگا جس کے بارے میں یہ اندازہ لگایا جاسکتا تھا کہ وہ طاقتور ٹارچیں ہیں پھر غالباً میگافون پر ایک آواز ابھری۔

”تم لوگوں کو چاروں طرف سے گھیر لیا گیا ہے، اگر زندگی چاہتے ہو تو ہاتھ اٹھا کر نیچے اتر آؤ۔“

لیکن جواب میں پچھلی جیپ سے زبردست فائرنگ شروع کر دی گئی۔ یہ فائرنگ برین گن سے کی جارہی تھی۔ آن کی آن میں کئی روشنیاں بجھ گئیں لیکن اس کے باوجود چند روشنیاں اس طرح جلتی رہیں کہ ہم ان کی زد میں رہے۔ دوسری طرف سے بھی فائرنگ شروع ہوگئی تھی، ہم اندھا دھند نیچے اتر کر جیپ کے نیچے گھس گئے۔ اس کے علاوہ کوئی اور ذریعہ نہیں تھا۔ فائرنگ چاروں طرف سے ہو رہی تھی اور انداز ایسا خوفناک تھا جیسے وہ ہم سب کو زندگی سے محروم کر دینا چاہتے ہوں۔

جیپ میں موجود ہمارے محافظ پوری شدّومد سے حملہ کر رہے تھے اور انھوں نے چند ہی لمحات میں باقی روشنیوں کو بھی بجھا دیا اور اس طرح تاریکی پھیل گئی پھر ان میں سے ایک نے چیخ کر کہا۔ ”جیپوں کو واپس جنگل میں لے چلو۔“

”یہ ممکن نہیں ہے۔“ جواباً ایک آواز ابھری۔ ”کیونکہ اب کھلی جیپ میں بیٹھنا موت کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ ہم جیپوں کو واپس نہیں لے جاسکتے۔ بہتر یہی ہے کہ رینگتے ہوئے خود ہی جنگل میں داخل ہوا جائے۔ ان کی تعداد کافی ہے۔“

میں خود بھی سوچ رہا تھا کہ اب صورتِ حال ان لوگوں کے قابو میں نہیں رہی ہے کیونکہ ہم کھلے میدان میں تھے۔ ہمارے دشمنوں نے اتنی بہترین جگہ کا انتخاب کیا تھا ہم پر حملہ کرنے کے لیے کہ ان کی ذہانت کی داد دینا پڑتی تھی۔ یقیناً وہ راستے بھر ہمارے نگران رہے تھے اور یہ اندازہ لگاتے ہوئے آرہے تھے کہ ہم کس طرح سفر کر رہے ہیں اور ہماری پوزیشن کیا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو جنگل کی سمت سے فائرنگ نہ ہوتی۔ گویا ہمارے پیچھے پیچھے آکر انھوں نے ہمارا یہ راستہ بھی بند کر دیا تھا اور اب چاروں طرف موت کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔ اگر جیپ کے پٹرول ٹینک میں کوئی گولی آلگی تو پھر ہم اس آگ کے جہنم ہی میں دم توڑ دیں گے۔ میں نے تہذیب کا ہاتھ پکڑا اور آہستہ آہستہ ایک سمت رینگنے لگا۔

”کہاں؟“ اس نے اتنے پُرسکون لہجے میں پوچھا کہ میں حیران رہ گیا۔

”آگے بڑھتے ہیں تہذیب! شاید کوئی مناسب جگہ پناہ کے لیے مل جائے۔ ہرچند کہ یہاں چٹانیں نہیں ہیں لیکن ممکن ہے زمین میں کوئی ایسی دراڑ یا گڑھا کہیں ہو جہاں ہم محفوظ رہ سکیں۔“

”کچھ بے کار سا ہی لگتا ہے علی! صورتِ حال کافی خراب ہوگئی ہے۔“ تہذیب کا لہجہ بدستور پُرسکون تھا۔

”تم خوفزدہ نہیں ہو تہذیب؟“ میں نے سوال کیا اور جواب میں تہذیب کا ہلکا سا قہقہہ گونج گیا۔

”خدا کی قسم بہت دلیر ہوں میں مصائب سے کبھی نہیں گھبرائی لیکن بعض لمحات ایسے ضرور آئے جب میں نے خود کو خوف کا شکار محسوس کیا لیکن آج سے زیادہ نڈر میں پہلے کبھی نہیں رہی اور اس کی ایک خاص وجہ ہے۔“

”میں اس کی وجہ تم سے ضرور پوچھوں گا مگر اس وقت نہیں۔ آؤ پلیز آؤ۔“ میں نے کہا اور ڈھوک بھی ہمارے ساتھ آگے بڑھنے لگا لیکن ہمارا خیال خام ثابت ہوا، ہمیں کوئی ایسی جگہ نہیں مل سکی جو ہمارے لیے عارضی پناہ گاہ ہی ثابت ہوسکتی۔ میری نگاہیں چاروں طرف کسی ایسی جگہ کی تلاش میں مصروف تھیں جو کم از کم تھوڑی سی ہی مہلت کا ذریعہ بن جائے اور دفعتاً میں نے محسوس کیا کہ میں اس طرح کھسکتے کھسکتے اس جگہ سے کافی دور نکل آیا ہوں جہاں جیپ موجود تھی اور اس طرف سے اگر میں سیدھا سفر کرتا تو جنگل کا فاصلہ کم ہوسکتا تھا یعنی جنگل کے اختتامیہ درختوں کے قریب پہنچنے میں بس ذرا سی کوشش درکار تھی اور جس راستے سے ہم آئے تھے یقیناً ہمارا تعاقب کرنے والے اب بھی اسی راستے پر موجود تھے۔ اُن سے ہٹ کر اس طرف کسی درخت کے نزدیک پہنچ جاتے تو ہمیں سہارا مل سکتا تھا۔

پروفیسر ڈھوک نے بھی اچانک یہی تجویز پیش کر دی۔

”بہتر یہ ہے کہ ہم اس تناور درخت کی طرف کھسکیں جو سامنے نظر آرہا ہے، زیادہ فاصلے پر نہیں ہے وہ۔“

جنگل کے اس حصے کے بارے میں ہمیں کوئی صحیح اندازہ نہیں تھا جس راستے پر ہم آگے بڑھ رہے تھے۔ وہاں سے ایک وسیع میدان شروع ضرور ہوتا تھا لیکن اس کے دائیں سمت ہمیں پناہ دینے کے لیے درخت موجود تھے بشرطیکہ ان تک پہنچا جاسکے۔ اسی وقت ایک خوفناک دھماکا ہوا اور وہ جیپ جس کے نیچے تھوڑی دیر پہلے ہم موجود تھے، آگ کے شعلوں کی لپیٹ میں آگئی۔ یقیناً اس کے پٹرول ٹینک میں گولیاں لگ گئی تھیں اور اس نے آگ پکڑ لی تھی۔ ایک اور خوفناک دھماکا ہوا اور جیپ کے جلتے ہوئے ٹکڑے فضا میں اُڑنے لگے۔ اس روشنی میں ہم نے جنگل کے اس حصے کا مشاہدہ کر لیا تھا جو ہماری پناہ گاہ ثابت ہوسکتا تھا اور اس کے بعد ہم چھپکلیوں کی طرح چاروں ہاتھوں پیروں کے بل رینگتے ہوئے بالآخر اس درخت تک پہنچ گئے جو سب سے پہلا درخت تھا لیکن اس درخت کے پاس رُکنا نامناسب سمجھ کر ہم نے آگے کا سفر جاری رکھا اور بالآخر گھاس کے ایک ایسے جھنڈ میں پہنچ گئے جو ایک درخت کی جڑوں میں اُگا ہوا تھا۔

دوسری جیپ ابھی تک صحیح و سالم تھی اور اب شاید ہمارے محافظ اسمگلر حملہ آوروں کے سامنے مغلوب ہو چکے تھے کیونکہ اب جو گولیاں چل رہی تھیں وہ یک طرفہ تھیں۔ میں اس خوفناک صورتِ حال کا پوری طرح جائزہ لے رہا تھا۔ پستول ہمارے پاس موجود تھے اور میں نے احتیاطاً ابھی تک ایک بھی گولی ضائع نہیں کی تھی۔ کم از کم ہم عارضی طور پر اپنا بچاؤ کر سکتے تھے۔ محافظ اسمگلروں کے بارے میں تو اب یہ بات دعوے سے کہی جاسکتی تھی کہ شاید ان میں سے ایک بھی زندہ نہ بچا ہو یا اگر زندہ بچا ہے تو یقینی طور پر گرفتار ہوگیا ہے یا ہو جائے گا۔ گولیاں چلنے کی رفتار آہستہ آہستہ سست ہونے لگی اور بالآخر معدوم ہوگئی۔ غالباً حملہ آور اپنی کارکردگی کا جائزہ لے رہے تھے اور پھر یقیناً ان لوگوں پر قابو پانے یا ان کی لاشیں دیکھنے کے بعد ہماری تلاش شروع ہو جائے گی۔

اس صورتِ حال سے نمٹنے کے لیے ہم ذہنی طور پر تیار تھے۔ دفعتاً پروفیسر ڈھوک کی آواز ابھری۔ ”ہیلی کاپٹر!“

”کیا؟“ میں چونک اٹھا۔

”ہاں۔ ان لوگوں نے زبردست انتظام کیا ہے۔ وہ ہمیں چھوڑیں گے نہیں۔“ پروفیسر ڈھوک کی آواز میں بھی خوف کا عنصر نہیں تھا، بس ایک سادہ اور سپاٹ سی آواز تھی۔ میں کان لگا کر اس آواز کو سننے لگا جو ابھی ابھی نمایاں ہوئی تھی۔ یہ آواز بہت دور سے آرہی تھی پھر آہستہ آہستہ قریب آتی چلی گئی۔ یقیناً وہ ہیلی کاپٹر تھا اور اس میں بھی کسی شک کی گنجائش نہ تھی کہ وہ انھی حملہ آوروں کا ہوگا اور حملہ آوروں کے بارے میں بھی میرا خیال تھا کہ وہ گرین پول کے ایجنٹ ہوسکتے ہیں جنھوں نے ہم پر نگاہ رکھی اور ہمیں پالینے میں کامیاب ہوگئے۔ دفعتاً ہیلی کاپٹر کے نچلے حصے سے ایک اتنی تیز روشنی چھوٹی جیسے سورج چمک اٹھا ہو، گو ہم درختوں کی چھاؤں میں تھے لیکن روشنی اتنی تیز تھی کہ اطراف کا ماحول پوری طرح روشن ہوگیا تھا اور اس روشن ماحول کا جب ہم نے جائزہ لیا تو بے شمار سائے اِدھر اُدھر دوڑتے ہوئے نظر آئے۔ یہ سائے جلتی ہوئی جیپ اور اس کے اطراف میں دوڑ رہے تھے۔ ان لوگوں کو اس طرح بدحواس دیکھ کر ہم حیرانی کا شکار ہوگئے۔ اس کا مطلب تھا کہ ہیلی کاپٹر ان لوگوں کا نہیں ہے پھر اچانک ہی ہیلی کاپٹر سے مشین گن گرج اٹھی اور نیچے سے چیخیں بلند ہونے لگیں۔ وہ لوگ بھی درختوں کی سمت بھاگ رہے تھے اور شاید انھی کی آڑ میں پناہ لینا چاہتے تھے لیکن یہ ہیلی کاپٹر . . . یہ بات سمجھ میں نہیں آرہی تھی! ہم سب حیران نگاہوں سے اس کی کارروائی دیکھ رہے تھے۔ ہیلی کاپٹر کافی نیچے اتر آیا تھا اور تیز روشنی میں وہ ان لوگوں پر مشین گنوں سے گولیاں برسا رہا تھا جو اِدھر اُدھر دوڑ رہے تھے اور اپنے لیے پناہ گاہ تلاش کر رہے تھے۔ ان میں سے چند افراد اِدھر بھی نکل آئے جدھر ہم لوگ پوشیدہ تھے۔ وہ بُری طرح خوفزدہ معلوم ہوتے تھے اور پناہ گاہ کی تلاش میں اِدھر اُدھر دوڑ رہے تھے لیکن اس کے بعد ہمارا خاموش رہنا مناسب نہیں تھا۔ چنانچہ ہم نے گولیاں چلا کر ان لوگوں کو وہیں ٹھنڈا کر دیا۔

ہیلی کاپٹر سے فائرنگ جاری رہی اور کچھ دیر بعد وہ زمین پر اتر آیا۔ ہم اس جگہ سے بہ آسانی اسے دیکھ رہے تھے کیونکہ سامنے کا راستہ صاف تھا۔ ہیلی کاپٹر کا انجن ابھی تک اسٹارٹ تھا اور وہ خاصی جدید ساخت کا معلوم ہوتا تھا۔ اب اس کے سامنے والے حصے سے بہت تیز، چندھیا دینے والی روشنی پھوٹ رہی تھی اور جنگل میں گویا دن نکل آیا تھا کیونکہ روشنی کا رخ اسی جانب تھا۔

کافی دیر تک خاموشی رہی پھر روشنی بجھ گئی اور کوئی ہیلی کاپٹر سے نیچے اتر آیا۔ چند قدم آگے بڑھنے کے بعد اس نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سائے کو آگے بڑھتے ہوئے دیکھا۔ وہ ان جیپوں کی طرف جا رہا تھا جو اب بری طرح تباہ و برباد ہو چکی تھیں۔ جیپوں کے آس پاس لاشیں پڑی ہوئی تھیں جو دھبوں کی شکل میں ہمیں یہاں سے نظر آ رہی تھیں۔ ہم دم سادھے خاموش بیٹھے رہے اور انتظار کرتے رہے کہ اب کیا ظہور میں آتا ہے۔

سایہ دور دور تک روشنی پھینک کر لاشوں کو دیکھتا رہا۔ ان میں یقیناً اسمگلروں کی لاشوں کے علاوہ گرین لوپ کے ان آدمیوں کی لاشیں بھی تھیں جنھوں نے ہمارا گھیراؤ کیا ہوا تھا۔ پتا نہیں وہ سب ہیلی کاپٹر سے ہونے والی فائرنگ کا شکار ہو گئے تھے یا ان میں سے کوئی فرار ہونے میں کامیاب بھی ہو گیا تھا۔ وہاں اب اس سائے کے علاوہ اور کوئی ذی روح نظر نہیں آ رہا تھا۔ سایہ خاصی دیر تک ادھر اُدھر چکراتا رہا پھر اس کا رخ جنگل کی جانب ہو گیا۔

"کیا خیال ہے، ہیلی کاپٹر کے ذریعے آنے والے اندازاً کتنے افراد ہو سکتے ہیں؟" تہذیب مالکم ایکس نے میرے کان میں سرگوشی کی۔

"یقینی طور پر تو کچھ نہیں کہا جا سکتا مگر ہیلی کاپٹر میں اور لوگ بھی موجود ہوں گے جو اطراف کا جائزہ لے رہے ہوں گے۔ اگر اس سائے کو کوئی خطرہ پیش آیا تو وہ پھر مشین گنوں کے دہانے کھول دیں گے۔"

"ہمیں کیا کرنا چاہیے؟" پروفیسر ڈھوک نے سوال کیا۔

"مسٹر ڈھوک! بہتر یہی ہے کہ ہم اس جھاڑیوں کے جھنڈ میں چھپے بیٹھے رہیں اور جب ہیلی کاپٹر والے ہماری تلاش سے مایوس ہو جائیں، تو ہم اس میدان کو عبور کر کے ان پہاڑیوں تک پہنچنے کی کوشش کریں، فی الحال اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔"

"مگر یہ ہیلی کاپٹر والے کون ہو سکتے ہیں؟"

"کوئی بھی ہوں، ہمیں اس سے غرض نہیں ہونی چاہیے۔ ممکن ہے یہ لوگ گوتے ہل کے سرحدی محافظ ہوں اور ہنگامہ آرائی کی آوازیں سن کر اس طرف متوجہ ہو گئے ہوں۔ اس بات کے امکانات بہت زیادہ ہیں کہ یہ فوجی ہیلی کاپٹر ہو۔" میں نے کہا۔

"اوہ دیکھو! وہ... وہ اس طرف آ رہا ہے۔" ڈھوک نے سائے کو دیکھتے ہوئے کہا جو ٹارچ روشن کیے اب ہماری جانب بڑھ رہا تھا۔

"جب تک خطرہ بالکل ہی سر پر نہ آ جائے، ہم میں سے کوئی گولی نہیں چلائے گا۔" میں نے کہا۔ فوجیوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا مطلب موت کے سوا کچھ نہیں تھا۔ وہ لوگ تو آپس میں لڑ بھڑ کر ختم ہو گئے تھے یا بھاگ گئے تھے لیکن اگر ایک بھی فوجی کو ہمارے ہاتھوں نقصان پہنچا تو فوجی ہمیں کسی قیمت پر زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ میں نے دل میں سوچا۔ پروفیسر ڈھوک اور تہذیب مالکم ایکس نے دم سادھ لیا تھا، میں نے بھی اپنی سانس روک لی اور سایہ ہمارے بالکل قریب سے گزر گیا۔ اس نے ٹارچ کی روشنی گھاس کے اس جھنڈ پر بھی ڈالی لیکن جھنڈ اتنا گھنا تھا کہ ہمارا دیکھا جانا ممکن نہ ہو سکا۔

کافی دیر تک وہ ادھر اُدھر روشنی ڈالتا رہا اور اس کے بعد واپس پلٹ پڑا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ ہیلی کاپٹر کے نزدیک تھا اور چند لمحات کے بعد ہم نے ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند ہوتے دیکھا۔ ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو کر ایک سمت کا رخ اختیار کر چکا تھا اور تھوڑی دیر کے بعد اس کی روشنیاں بھی ہماری نظروں سے اوجھل ہو گئیں۔

ہم اپنی جگہ خاموش بیٹھے حالات کی کسی نئی کروٹ کا انتظار کرتے رہے لیکن تقریباً بیس منٹ گزر گئے اور اطراف میں کسی سرسراہٹ کی آواز تک نہ سنائی دی۔ میں نے پروفیسر ڈھوک سے کہا "کیا خیال ہے پروفیسر! آپ میری تجویز سے متفق ہیں یا نہیں؟"

"سو فیصدی ہیں بھائی! اب تو یہاں آگ اور خون کے سوا کچھ رہ ہی نہیں گیا۔ اس لیے مزید کچھ سوچنا حماقت ہے۔"

"تو پھر ہم ان پہاڑیوں کی جانب رخ کریں؟"

"ضرور! ضرور۔" پروفیسر ڈھوک نے کہا۔

"کیوں نہ ہم درختوں کے بائیں سمت کا یہ راستہ اپنائیں۔" تہذیب نے بائیں طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "اور میدان کے ساتھ ساتھ جہاں تک یہ جنگل پھیلا ہوا ہے، آگے بڑھتے جائیں۔ جب جنگل ہمارا ساتھ چھوڑ دے تو پھر اس کھلے میدان میں باہر نکل کر پہاڑیوں کی طرف رخ کریں۔" تہذیب کی تجویز سے میں نے اتفاق کیا۔ چنانچہ ہم تقریباً جھکے جھکے درختوں کی آڑ لیتے ہوئے اس سمت بڑھنے لگے۔ یہ فاصلہ مزید بیس یا پچیس منٹ میں طے ہوا اور اس کے بعد ہمیں کھلے میدان میں نکلنا پڑا۔ چنانچہ ہم کافی تیز رفتاری سے ان پہاڑیوں کی جانب دوڑنے لگے۔

ہو کا عالم طاری تھا، صرف ہمارے قدموں کی آوازیں ہی اس بیکراں سناٹے کو زخمی کر رہی تھیں اور کوئی آواز دور دور تک سنائی نہیں دے رہی تھی۔ ہم کھلے میدان میں آ گئے تھے۔ پہاڑیوں کی طرف دیکھا تو اندازہ ہوا کہ وہ ابھی اتنے فاصلے پر ہیں کہ ان تک پہنچتے پہنچتے غالباً صبح ہو جائے گی۔ اس صورتِ حال کو ہم تینوں ہی نے بیک وقت محسوس [illegible] تھا

چنانچہ پھر ہماری رفتار میں وہ تیزی نہ رہی جو ابتدا میں تھی۔

تہذیب کہنے لگی "ان پہاڑیوں تک بہت زیادہ فاصلہ ہے، جیپوں سے یہ فاصلہ طے کرنا دوسری بات تھی لیکن اگر ہم دوڑتے بھی رہے تو کب تک دوڑیں گے، آخر تھک جائیں گے۔ بہتر ہوگا کہ سست رفتاری سے سفر کریں اور کسی ایسی جگہ کی تلاش جاری رکھیں جہاں پوشیدہ رہ کر آرام بھی کر سکیں۔ اس طرح یہ سفر دن کی روشنی میں ملتوی کر دیا جائے گا اور رات کو پھر جاری ہو جائے گا۔ کیونکہ اندازہ یہ ہوتا ہے کہ اگر ساری رات بھی سفر کرتے رہے تو ان پہاڑوں تک اتنی جلد پہنچنا آسان نہیں ہوگا۔"

"میرا بھی یہی اندازہ ہے تہذیب لیکن اس سپاٹ اور بے آب و گیاہ میدان میں جس کا تذکرہ ہمارے اسمگلر ساتھی بھی کر چکے تھے، ہمیں کوئی پناہ گاہ ملنا مشکل ہے۔"

"تاہم کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی ہے۔ اب اس کے علاوہ اور کوئی چارۂ کار بھی تو نہیں ہے علی۔" تہذیب نے کہا۔

"ٹھیک ہے، چلتے رہو!"

پروفیسر ڈھوک بھی غیر متوقع طور پر خاموش نظر آ رہا تھا۔ اس کی بذلہ سنجی رخصت ہو چکی تھی، وہ بالکل چپ تھا لیکن ہمارا ساتھ مسلسل دے رہا تھا۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد میں نے اسے مخاطب کیا اور وہ چونک کر رک گیا۔

"نہیں نہیں، چلتے رہو۔ بس میں تو تم سے یہ پوچھ رہا تھا کہ کیا تھک گئے ہو؟"

"نہیں بھائی! ایسی بات بھی نہیں ہے۔ تم لوگوں نے مجھے بوڑھا تصور کر لیا ہے حالانکہ میں اتنا بوڑھا نہیں ہوں۔"

"نہیں پروفیسر! آپ کو بوڑھا کون کہتا ہے؟" تہذیب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بے بی! تمھارے لہجے میں چھپی ہوئی شوخی میں صاف محسوس کر رہا ہوں لیکن کچھ بولوں گا نہیں۔"

"ارے نہیں نہیں پروفیسر! پلیز، محسوس نہ کریں۔ میں یہ سوچ رہی تھی کہ آپ ہم دونوں کے درمیان پھنس کر بلاوجہ پریشان ہوئے ہیں۔"

"جی ہاں! آپ دونوں تو ساتھ ساتھ ہی پیدا ہوئے تھے نا اور پروفیسر آپ سے بہت دور کی چیز ہے۔" پروفیسر کا لہجہ طنزیہ تھا۔

"نہیں پروفیسر! تمھاری محبت سے انکار نہیں کیا جا سکتا جو شخص مصیبت میں بھی ساتھ دے اس پر ہمیشہ اعتماد کرنا چاہیے۔"

"سوچ لو، اگر بار بار مجھے یہ احساس دلاتے رہو گے کہ میں کوئی دور کی چیز ہوں تو میں بددل ہو جاؤں گا۔"

"سوری پروفیسر! واقعی میں نے غلط جملے استعمال کیے تھے۔" تہذیب نے مسکرا کر کہا۔

"اگر احساس ہو گیا ہے تو مابدولت معاف کرتے ہیں لیکن آئندہ احتیاط رکھی جائے۔" پروفیسر کے لہجے میں خوشگوار کیفیت تھی۔ مجھے اس بات کی خوشی تھی کہ تہذیب یا پروفیسر اس پریشان کن صورتِ حال سے بددل نہیں ہوئے تھے اور یہ خوش آئند بات تھی۔ ہم لوگ اب اپنا سفر کچھ آہستہ روی سے طے کر رہے تھے جو تازہ صورتِ حال کا تقاضا تھا۔ بلاوجہ کا خوف ذہن پر طاری کر لینا مناسب نہیں تھا۔ جو ہونا ہوگا، وہ ہر قیمت پر ہو کر رہے گا۔

کافی دیر تک خاموشی طاری رہی پھر پروفیسر ڈھوک نے کچھ کہنے کے لیے ہونٹ کھولے ہی تھے کہ ایک بار پھر ہمیں چونکنا پڑا، بہت دور مغربی افق کی جانب سے ایک روشنی ہمیں نظر آئی تھی اور اس کے ساتھ ہی رات کے سناٹے میں ہیلی کاپٹر کی مخصوص آواز "مدھم مدھم" ہمارے کانوں میں پہنچ رہی تھی۔ ہیلی کاپٹر پھر اس طرف آ رہا تھا اور اس بار صورتِ حال خاصی مختلف تھی کیونکہ اس کھلے میدان میں ہمارا دیکھ لیا جانا بالکل یقینی تھا۔

ہم اپنی جگہ ساکت ہو گئے تھے۔ اس وقت کوئی بھی حرکت ہیلی کاپٹر والوں کو ہماری طرف متوجہ کر سکتی تھی۔ ہم نے ادھر اُدھر دیکھا، یہاں تو کم بخت پہاڑی پتھر وغیرہ بھی نہیں پڑے ہوئے تھے۔ بس سپاٹ میدان تھا جو تا حدِ نگاہ پھیلا ہوا تھا۔ اب اس کے سوا اور کوئی چارۂ کار نہیں تھا کہ اپنی اپنی جگہ بیٹھ جائیں چنانچہ ہم نے یہی کیا، تہذیب نے ایک اور تجویز بھی پیش کی، اس نے کہا کہ ہم لوگوں کو اپنے درمیان فاصلہ بڑھا لینا چاہیے تاکہ ایک ہی جگہ تین دھبے شبہے کا باعث نہ بن سکیں۔ یہ تجویز بے حد مناسب تھی چنانچہ زیادہ نہیں صرف پچاس پچاس گز کا فاصلہ درمیان میں رکھا گیا اور ہم اس طرح زمین پر پڑ گئے جیسے سجدے کے عالم میں ہوں۔

ہیلی کاپٹر سیدھا اسی سمت آ رہا تھا جیسے اسے ہمارے سفر کی سمت کا اندازہ ہو گیا ہو اور یہ بڑی حیرت انگیز بات تھی۔ چند ہی لمحے بعد وہ ہمارے سروں پر پہنچ گیا اور دفعتاً اس سے ویسی ہی سفید روشنی پھوٹنے لگی جیسی میں نے پہلی بار دیکھی تھی۔ اس روشنی کو دیکھ کر میں نے ایک گہری سانس لی تھی۔ اگر ہیلی کاپٹر والے اندھے نہیں ہیں تو اس تیز روشنی میں انھیں یقیناً اندازہ ہو جائے گا کہ یہاں تین افراد سجدے میں پڑے ہوئے ہیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ ہمارے اوپر سے گزرتا ہوا تھوڑا سا آگے گیا اور پھر رفتہ رفتہ نیچے اترنے لگا۔ گویا ہمیں دیکھ لیا گیا تھا۔ اس کے باوجود میں نے چند لمحے بے حس و حرکت پڑے رہنا مناسب سمجھا۔ ہیلی کاپٹر کی روشنی بند ہوگئی، پھر اس کی مشین بھی بند ہوگئی۔ اس کے دروازے سے کوئی نیچے اترا اور میگا فون پر ایک آواز سنائی دی "پروفیسر ڈھوک! کوئی غلط حرکت مت کرنا، میں تارینا ہارڈو ہوں اور تم لوگوں کی مدد کرنے آئی ہوں۔ میں نے تمھیں دیکھ لیا ہے، تم تینوں کو دیکھ لیا ہے۔ پلیز! اپنی جگہ سے اٹھ جاؤ۔"

یہ آواز ہمارے لیے کسی خوفناک دھماکے کی مانند تھی۔ تہذیب مالکم ایکس تو اس آواز کو پہچانتی نہ تھی لیکن میرے اور پروفیسر کے لیے یہ اندازہ لگانا مشکل نہ تھا کہ اب ہم کسی مصیبت سے دوچار ہونے والے ہیں۔

اس کا مطلب تھا کہ پہلے جس شخصیت نے ہماری مدد کی تھی اور گرین پول کے ایجنٹوں کو اندھا دھند فائرنگ کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا، وہ بھی تارینا ہارڈو ہی تھی۔ اس نے ہماری جان بچائی پھر ہمیں تلاش کیا اور جب مایوس ہوگئی کہ ہم اس طرح ہاتھ نہیں آئیں گے تو چالاکی سے ہیلی کاپٹر لے کر واپس چلی گئی۔ شاید اس یقین کے ساتھ کہ ہم سکون ہو جانے کے بعد آگے کا سفر کریں گے اور وہ ہمیں کھلے میدان میں دوبارہ آ لے گی۔ یقیناً یہی بات تھی۔ پروفیسر ڈھوک اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہوگیا تھا۔ میں نے بھی اٹھ کر کھڑے ہونے میں تکلف نہ کیا اور ہم دونوں کو اس طرح کھڑے ہوتے دیکھ کر تہذیب مالکم ایکس بھی کھڑی ہوگئی۔

"گڈ۔۔۔ اگر تم لوگ مسلح ہو تو اس وقت تک جب تک مجھ سے بات چیت نہ کر لو، فائرنگ مت کرنا۔ ورنہ صرف تمھی کو نقصان پہنچے گا، اس بات کو ذہن نشین کر لو۔"

"اوہو میڈم تارینا! آپ کی آمد ہمارے لیے باعث خوشی ہے، آپ پر فائر کرنے کا کیا سوال۔۔۔!" پروفیسر ڈھوک نے چہکتے ہوئے کہا اور تارینا کی جانب بڑھ گیا۔

میں، تہذیب مالکم ایکس کے قریب پہنچ گیا تھا۔ وہ متحیرانہ لہجے میں بولی "یہ۔۔۔ یہ سب کیا ہے؟ کون ہے یہ تارینا؟" اس نے سوال کیا۔

"بتا دوں گا تہذیب! آؤ میرے ساتھ۔" میں نے کہا اور تہذیب کا ہاتھ پکڑ کر تارینا ہارڈو کی طرف چل پڑا۔ اس کی آمد اس وقت میرے لیے انتہائی حیرت کا باعث تھی اور میرا ذہن اس کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کر پا رہا تھا۔ وہ پراسرار عورت ایک شاندار لباس میں ملبوس ہمارے سامنے کھڑی ہوئی تھی، اسے دیکھ کر ذہن پر رعب طاری ہوتا تھا۔ یوں بھی شاندار قد و قامت کی مالک تھی اور اس وقت اس کے بدن پر موجود قیمتی لباس نے اس کی شخصیت میں چار چاند لگا دیے تھے، ہاتھ میں جدید ساخت کی برین گن موجود تھی۔

پروفیسر ڈھوک پہلے اس کے قریب پہنچ گیا تھا اور اس کے پیچھے پیچھے ہم دونوں بھی۔ تارینا نے آہستہ سے کہا۔ "آؤ! اگر صبح کی روشنی پھیل گئی تو تمھارے لیے زندگیاں بچانا مشکل ہو جائے گا۔"

تہذیب مالکم ایکس عجیب سی نگاہوں سے تارینا کو دیکھ رہی تھی۔ میں اس کے جملے پر غور کرنے لگا اور پھر میں نے پرسکون لہجے میں پوچھا "کیا آپ اپنے جملے کی وضاحت کریں گی میڈم ہارڈو؟"

تارینا نے گردن گھما کر میری طرف دیکھا اور پھر سپاٹ لہجے میں بولی "سرحد پر تمھارے بارے میں اطلاع دے دی گئی ہے، مالم پوائنٹ پر پہنچتے ہی تمھارے اوپر گولیوں کی بارش کر دی جائے گی اور تمھیں ہلاک کر دیا جائے گا۔ اگر میری بات پر یقین کر سکتے ہو تو کر لو، ورنہ تمھاری مرضی۔"

میرے بدن میں سنسنی دوڑ گئی تھی۔ تارینا نے جس انداز میں یہ الفاظ کہے تھے، اس سے سچائی کا احساس ہوتا تھا۔ تاہم میں نے کہا "آپ یہ بات کیسے کہہ سکتی ہیں میڈم! آپ کو اس سلسلے میں کیا معلومات ہیں؟"

"جن لوگوں سے تم نے رابطہ قائم کیا تھا، وہ تمھارے معاملے میں مخلص تھے لیکن تم نے دیکھا کہ تمھارے دشمن مسلسل تمھاری تاک میں لگے ہوئے تھے اور اگر میں بروقت نہ پہنچ جاتی تو شاید تم ان کی نگاہوں سے محفوظ نہ رہ سکتے۔ تم اس بات پر یقین نہیں کر سکتے کہ میں نے سترہ آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے اور یہ سب کچھ میں نے صرف تمھاری زندگی کے لیے کیا ہے۔ ورنہ مجھے ان سے کوئی دشمنی نہیں تھی۔"

"کیا آپ یہ بھی بتا سکتی ہیں میڈم تارینا! کہ وہ سترہ آدمی جو ہمارے دشمن تھے اور ہمیں ہلاک کرنا چاہتے تھے، کون تھے؟"

"تم میرا امتحان لے رہے ہو، تو سنو! ان کا تعلق اس ادارے سے تھا جو یہاں والٹو موبلٹے کی مدد کرنے آیا تھا، یعنی گرین پول۔۔۔ اور اگر اس کے علاوہ بھی اور کچھ معلوم کرنا چاہتے ہو تو اس کے لیے اس جگہ کا انتخاب نہ کرو، یہاں سے جس قدر جلد نکل چلو بہتر ہے کیونکہ سرحد کے آس پاس کسی

ہیلی کاپٹر کی موجودگی ان لوگوں کو ہوشیار کر سکتی ہے اور یہ نہ سمجھو کہ وہ ہم سے بے خبر ہیں۔ یقیناً تمھارے محافظ اسمگلر اس راستے کو استعمال کرتے ہیں لیکن دوسرے مقاصد کے لیے۔ جو اطلاعات سرحد تک پہنچائی گئی ہیں وہ ایسی نہیں ہیں کہ سرحد کے رکھوالے تمھیں یہاں سے نکل جانے دیں۔ تمھاری شخصیت کو بالکل ایک نئے رخ سے ان کے سامنے پیش کیا گیا ہے اور یہ کارروائی گرین پول کے ان آدمیوں نے کی ہے جو تمھیں یہاں سے زندہ نہیں جانے دینا چاہتے۔ مزید انتظامات یہ کیے گئے ہیں کہ اگر تم سرحد پار کرنے کی کوشش کرو اور خوش قسمتی سے بچ نکلو تو آگے تمھارا استقبال شاندار طریقے سے کیا جا سکے۔" آخری جملہ اس نے بڑے طنزیہ لہجے میں ادا کیا تھا۔

اب کسی شک و شبے کی گنجائش نہیں رہ جاتی تھی۔ میں نے پرسکون انداز میں تہذیب مالکم ایکس کے شانے پر ہاتھ رکھا اور ہیلی کاپٹر کی جانب بڑھ گیا۔ تارینا بھی ہمیں آمادہ پا کر تیز قدم اٹھاتی ہوئی ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچ گئی اور پھر اس نے ہمیں اندر بیٹھنے کی پیش کش کی۔ تھوڑی دیر کے بعد ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو رہا تھا۔ پروفیسر ڈھوک تارینا کے پاس بیٹھ گیا تھا اور ہم دونوں پیچھے۔ ہیلی کاپٹر فضا میں سیدھا ہو کر ایک سمت پرواز کرنے لگا۔

ڈھوک چند لمحے تو خاموش رہا۔ پھر بولا "آپ سے دوبارہ مل کر واقعی مسرت ہوئی ہے میڈم تارینا۔ آپ نے تنہا ہی یہ مہم سرانجام دے ڈالی؟" تارینا نے کوئی جواب نہیں دیا اور یہ سفر خاموشی سے جاری رہا۔ خاصا طویل فاصلہ طے کرنے کے بعد بالآخر ہمیں وہیں واپس پہنچنا پڑا، جہاں ہم تارینا کے ساتھ مختصر وقت گزار چکے تھے، یعنی اس عمارت میں جو تارینا کی اپنی رہائش گاہ تھی۔

عمارت کے احاطے سے باہر ایک سپاٹ میدان میں تارینا نے ہیلی کاپٹر اتار دیا اور فوراً ہی دو آدمی دوڑتے ہوئے اس کے قریب پہنچ گئے۔ تارینا، ہیلی کاپٹر کی مشین بند کر کے نیچے اتر آئی تھی۔ ہم لوگ بھی اس کے ساتھ ساتھ ہی نیچے اتر گئے، دوڑنے والے تارینا کے نزدیک پہنچ گئے تھے پھر اس نے انھیں حکم دیا "ہیلی کاپٹر لے جاؤ۔"

وہ دونوں ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گئے تھے۔ پھر جب ہم تارینا کی رہائش گاہ میں داخل ہوئے تو ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوتا نظر آیا۔ نجانے وہ کس طرف چل پڑا تھا۔

رہائش گاہ کا اندرونی ماحول پرسکون تھا۔ میرا ذہن تحیر کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ تارینا کس طرح ہمارے راستے پر پڑ گئی اور اس نے ہماری مدد کیوں کی؟ یہ معمولی بات نہیں تھی۔ اتنے لوگوں کی ہلاکت ظاہر ہے منظر عام پر آ جائے گی اور اس کے بعد تحقیق و تفتیش بھی ہوگی۔ جیسا کہ تارینا نے کہا کہ سرحدی محافظ اس ہیلی کاپٹر کی یہاں آمد سے غافل نہیں ہوں گے، تو کیا تحقیقات کے نتیجے میں تارینا منظر عام پر نہیں آ سکتی؟ بہت سے خیالات تھے میرے ذہن میں۔

ہم لوگ اندر پہنچ گئے، تارینا ہمیں لیے ہوئے ایک ہال میں داخل ہوگئی۔ ہم پہلے بھی یہاں آ چکے تھے اور اس عمارت کو کافی حد تک دیکھ چکے تھے۔ اس نے اندر پہنچنے کے بعد کہا۔ "اگر اجازت ہو تو میں لباس تبدیل کر آؤں۔ اس کے بعد ہم لوگ ایک ایک کپ کافی پئیں گے اور پھر تم آرام کرنا۔"

"میڈم تارینا! آپ کو یقیناً اندازہ ہوگا کہ ہمارا ذہن کس کیفیت کا شکار ہے؟" میں نے کہا اور تارینا آہستہ سے مسکرائی اور کوئی جواب دیے بغیر باہر نکل گئی۔

پروفیسر ڈھوک نے کرسی کی پشت سے گردن ٹکا لی تھی۔ تارینا کے جانے کے بعد وہ آہستہ سے بولا "میں نے پہلے ہی کہا تھا، اسے نہ چھوڑو، کام کی عورت معلوم ہوتی ہے۔"

"آپ تو یہاں آ کر بہت خوش ہوں گے پروفیسر؟" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں بھئی! یہاں میری پوری فیملی آباد ہے۔"

"آپ کی؟" تہذیب مالکم ایکس نے تعجب کے انداز میں کہا اور پروفیسر ڈھوک مسکرانے لگا۔

"ہاں۔"

"میں اس عورت کے بارے میں جاننا چاہتی ہوں، بڑی عجیب ہے اور اونچی چیز معلوم ہوتی ہے۔ کیا آپ لوگ مجھے اس کے بارے میں کچھ نہیں بتائیں گے؟"

"بہتر یہ ہے کہ تھوڑا سا انتظار کر لو، ہم غیر یقینی حالات کا شکار ہیں۔" میں نے جواب دیا اور تہذیب خاموش ہوگئی۔

تارینا واپس آئی تو اس کے پیچھے پیچھے ہی ایک ملازم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوگیا۔ اس وقت وہ شب خوابی کے لباس میں تھی اور تھوڑی دیر پہلے سے بالکل مختلف نظر آرہی تھی۔ اس کا انداز بالکل دوستانہ تھا۔

"چائے کا یہ دور میں نے اس لیے رکھا ہے کہ تمھارے ذہنوں سے ابتدائی الجھنیں دور کر دوں۔ ورنہ اصولاً تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ میں تمھیں آرام کرنے دیتی۔"

"آپ کا شکریہ میڈم تارینا! بلاشبہ ہم شدید ذہنی ہیجان کا شکار ہیں۔ آخر آپ کو ہمارے بارے میں معلوم کیسے ہوا؟"

"کوئی خاص بات نہیں، اس وقت میں کالموکیمپو ہی میں موجود تھی جب مسٹر ڈھوک نے گراہم سے ملاقات کی تھی۔ اس کی بیٹی سونیا گراہم کو میں اچھی طرح جانتی ہوں، مسٹر ڈھوک کو دیکھ کر مجھے حیرت ہوئی اور اس کے بعد میرے لیے یہ سب کچھ مشکل نہیں تھا کہ میں مسٹر ڈھوک کی گراہم سے ملاقات کے بارے میں معلومات حاصل کر لوں۔ مجھے علم ہوا کہ مسٹر ڈھوک گراہم سے اس لیے ملے ہیں کہ انھیں اور ان کے ساتھیوں کو سرحد پار کرا دی جائے اور اس کے لیے مسٹر ڈھوک نے مسٹر گراہم کو ایک معقول رقم پیش کی تھی۔ ایک ساتھی کے بارے میں تو مجھے اندازہ تھا کہ وہ آپ ہوں گے لیکن دوسرے ساتھی سے میں ناواقف تھی چونکہ میرا آپ لوگوں سے رابطہ رہ چکا ہے، اس لیے یہ تجسس لازمی تھا کہ آپ اس طرح سرحد پار کرنے کی کوشش کیوں کر رہے ہیں اور پھر اپنے لامحدود ذرائع سے مجھے وہ کہانی معلوم ہوگئی جو آپ لوگوں سے متعلق ہے۔ میرے علم میں گرین پول بھی آگئی اور یہ بھی پتا چل گیا مجھے کہ گرین پول کی ایک خاتون رکن تہذیب مالکم ایکس اس سے الگ ہو کر فرار چاہتی ہیں۔ میں نے گرین پول کے لوگوں کے بارے میں تفصیلات معلوم کیں اور ان کی کارروائیوں کی تفصیل میرے علم میں آگئی۔ مجھے پتا چل گیا کہ وہ کیری کین جنگلات کے دوسری طرف والے میدان میں آپ لوگوں کا استقبال کریں گے اور اس کے بعد کے حالات آپ کے علم میں ہیں۔ میرے لیے یہ ضروری تھا کہ میں آپ لوگوں کی مدد کروں اور میں خوش ہوں کہ اپنے مقصد میں مجھے کامیابی حاصل ہوئی۔"

ہمارے چہروں پر حیرت کے آثار تھے۔ تہذیب مالکم ایکس بھی ششدر رہ گئی تھی۔ گرین پول ایک اہم ادارہ تھا اور تہذیب اس کی ایک رکن ہونے کی حیثیت سے کم از کم یہ بات جانتی تھی کہ وہ احمقوں کا اکھاڑا نہیں ہے لیکن تارینا ہارڈو نے اتنی آسانی سے اس کے بارے میں یہ سب کچھ معلوم کر لیا تھا۔ میں اس لیے حیران تھا کہ میرے ہاتھوں تارینا ہارڈو کو شدید تکلیفیں اٹھانا پڑی تھیں، اس کے باوجود وہ میری مدد پر آمادہ ہوئی! باقی پروفیسر ڈھوک کا مسئلہ کچھ مختلف تھا۔ وہ تو بہر خوب صورت عورت کے لیے بے ضرر انسان تھا۔ اگر میرا ساتھ نہ ہوتا اور اس طرح میں اسے اپنے ساتھ آ جانے پر مجبور نہ کرتا تو یقیناً وہ اب بھی تارینا ہارڈو کے قدموں میں پڑا ہوتا چونکہ تارینا ہارڈو کی اس رہائش گاہ میں موجود کئی لڑکیوں سے اس کی شناسائی ہوگئی تھی اور غالباً اس نے انھی کو اپنی فیملی سے منسوب کیا تھا۔

چائے پی گئی اور اس کے بعد تارینا ہارڈو نے کہا: "میں جانتی ہوں میرے ان الفاظ نے آپ کو مکمل طور پر مطمئن نہ کیا ہوگا لیکن ایک آخری بات کہنے کے بعد میں آپ سے اجازت چاہوں گی صبح ہونے میں زیادہ دیر نہیں رہ گئی۔ آپ لوگ اپنے اپنے بستروں پر آرام کریں اور اس اطمینان کے ساتھ کہ اب آپ انتہائی محفوظ جگہ پر ہیں اور آپ کو کسی بھی سمت سے کوئی نقصان پہنچنے کا احتمال نہیں ہے۔ وہ آخری بات یہ ہے کہ اتفاقات نے آپ لوگوں کو میرے لیے اہم بنا دیا ہے اور میں ایک ایسے سلسلے میں آپ کی مدد چاہتی ہوں جو صرف میرے ذاتی مفاد سے تعلق رکھتا ہے اور یہی وجہ آپ کی اس امداد کی بنیاد بنی۔ اس سے زیادہ تفصیل اس وقت نہیں بتائی جا سکتی، شب بخیر۔"

وہ کمرے سے باہر نکل گئی۔ تہذیب مالکم ایکس نے چونک کر پوچھا۔ "اور وہ ہمارے بستر کون سے ہیں جن پر ہمیں آرام کرنا ہے؟" ابھی اس نے یہ سوال مکمل بھی نہیں کیا تھا کہ ایک لڑکی اندر داخل ہوئی اور پروفیسر ڈھوک کی باچھیں کھل گئیں۔

"اوہ! تم ... تم خیریت سے تو ہو نا؟"

"تشریف لائیے۔" لڑکی نے خشک لہجے میں کہا اور ہم تینوں اٹھ کر باہر نکل آئے۔

"کیا آپ تینوں الگ الگ کمروں میں قیام کرنا چاہیں گے یا ... ؟"

"میرے اور میری ساتھی کے لیے ایک ہی کمرا دے دیا جائے۔ ہاں، مسٹر ڈھوک الگ کمرے میں آرام کریں گے۔" میں نے کہا اور تہذیب کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

ڈھوک غضیلی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگا تھا لیکن پھر اس نے آگے بڑھتے ہوئے لڑکی سے کہا۔ "مجھے تم سے ضروری کام ہے۔ ان لوگوں کو ان کا کمرا بتا دو اور اس کے بعد مجھے میرے کمرے میں لے چلو۔" مخاطب لڑکی کو کیا گیا تھا جو ہماری رہنمائی کر رہی تھی۔ اس نے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ میں نے اس کے چہرے پر ایک تیکھا پن محسوس کیا تھا۔ غالباً ڈھوک کی بات اسے ناگوار گزری تھی۔

مجھے اور تہذیب مالکم ایکس کو ایک کمرے تک پہنچا دیا گیا جس میں دو خوب صورت مسہریاں موجود تھیں۔ کمرا خاصا کشادہ اور خوب صورت فرنیچر سے آراستہ تھا۔ اس سے پہلے یہاں رہتے ہوئے میں نے یہ کمرا نہیں دیکھا تھا۔ پہلے مجھے جو کمرا دیا گیا تھا، وہ دوسرا تھا۔

اندر داخل ہونے کے بعد میں نے دروازہ بند کر لیا اور پھر تہذیب مالکم ایکس کی طرف مڑ کر بولا۔ "سوری تہذیب! مجھے بعد میں احساس ہوا کہ مجھ سے ایک غلطی سرزد ہوگئی ہے۔"

"کیا؟" تہذیب نے چونک کر پوچھا۔

"بڑے اعتماد سے میں نے یہ بات کہہ دی تھی کہ ہم دونوں کو ایک ہی کمرا دے دیا جائے، تم نے اسے محسوس تو نہیں کیا؟"

میرے اس سوال پر تہذیب کے چہرے پر ایک رنگ سا آ گیا، وہ آگے بڑھ کر ایک آرام کرسی پر بیٹھ گئی اور پھر کرسی پر جھولتے ہوئے بولی۔ "اب اس بات پر افسوس کیوں ہو رہا ہے؟"

"صرف تمھارے خیال سے تہذیب کیونکہ بہرطور ..."

"علی بیٹھو۔" اس نے ہاتھ اٹھا کر کہا اور میں آگے بڑھ کر اس کے سامنے جا بیٹھا۔ "یہ تمام باتیں بالکل بے کار ہیں، ہمیں حقیقتوں کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ جو باتیں ہمارے درمیان ہو چکی ہیں، ہم انھیں اس وقت تک نہیں دُہرائیں گے جب تک کہ اس کا موقع نہ آئے۔"

"بس یونہی تہذیب،" میں نے سوچا، "دوسروں کے سامنے ..."

"نہیں ۔ تم نے دوسروں کے سامنے یہ کہہ کر میری وقعت بڑھائی ہے۔" تہذیب نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"بہت بہت شکریہ۔"

"اور سنو! آئندہ کبھی اس تکلف کو درمیان میں نہ لانا۔"

"بہتر ہے، حکم کی تعمیل کی جائے گی۔" میں نے شوخی سے کہا۔

"اب جلدی سے یہ مسئلہ حل کر دو، میرا ذہن کسی پھوڑے کی مانند پک رہا ہے۔ یہ تارینا ہارڈو کون ہے؟ اس عورت کے بارے میں یہ اندازہ تو میں لگا چکی ہوں کہ انتہائی پُراسرار اور بڑے اثر و رسوخ کی مالک ہے، عام عورتوں سے بے حد مختلف، سترہ قتل کر ڈالے ہیں اس نے ہمارے لیے! یہ معمولی بات تو نہیں ہے۔ تم اسے کب سے جانتے ہو؟ بہت قدیم شناسا ہے کیا؟ کچھ عجیب سی گفتگو کر رہی تھی وہ، جو میری سمجھ میں نہیں آئی۔"

"اس کی پوری کہانی صرف اتنی سی ہے کہ جنرل ڈیر[...]
کیتھی براؤن کا مسئلہ حل ہونے کے بعد میری تم سے ٹرانسیٹر[...]
ہوئی تھی، تھوڑی سی تفصیل تمھیں بتا چکا ہوں۔ اولیو ہاورڈ کے[...]
میں بھی اور یہ بھی بتا چکا ہوں کہ ڈینس ہیلے کی طرف سے[...]
قاتلانہ حملہ ہوا تھا۔ ان تمام باتوں کے بعد میں نے یہ سوچا[...]
کچھ عرصہ کسی پُرسکون گوشے میں گزاروں اور دنیا کے ان ج[...]
سے دور رہوں تاکہ خود کو آئندہ پروگرام کے لیے تیار کر[...]
میرے ذہن میں جو آئندہ پروگرام ہے تہذیب، اس کی تف[...]
بھی میں تمھیں بتائے دیتا ہوں۔ وہ مشن جسے میں اپنی زندگ[...]
قرار دے چکا ہوں، اس پر کام جاری رہنا چاہیے۔ کم از ک[...]
وقت تک جب تک کہ کوئی اور بہتر صورت میرے[...]
نہ آ جائے یا میں یہ نہ سوچ لوں کہ اب مجھے آرام کرنا چا[...]
چنانچہ میں اس طرف نکل آیا۔ راستے میں پروفیسر ڈھوک[...]
جو دلچسپ شخصیت کا مالک تھا، بس یوں سمجھو کہ بلا وجہ ہی ہم[...]
ساتھ چپک گیا۔ دلچسپ آدمی ہے اور اس کی شخصیت[...]
ایسی انوکھی چیزیں ہیں جنھوں نے مجھے اس کی طرف متو[...]
اور پھر ہم دونوں کو تارینا ہارڈو ملی۔" میں نے تہذیب ما[...]
کو تارینا ہارڈو سے ملاقات کے بارے میں تفصیلات[...]
اور پھر یہ بھی بتایا کہ وہ کس طرح ہمیں اپنی رہائش گاہ تک[...]
آئی تھی اور اس کے بعد میں نے اسے پہاڑیوں میں پی[...]
والا واقعہ اور تارینا ہارڈو کے ساتھ آخری لمحات کی تف[...]
بھی بتائی۔ "میں اسے بے ہوش چھوڑ آیا تھا اور میرا خیا[...]
کہ یہ خطرناک عورت یقیناً اپنی اس توہین کا انتقام مجھ[...]
لے گی۔ پھر میں کالموکیمپو کی طرف آ نکلا اور وہاں وہ واق[...]
آیا جس نے مجھے تم سے دوبارہ ملا دیا۔ یہ تارینا ہارڈو سے[...]
کی تفصیل ہے۔ اس کے بعد اس عورت نے کس طرح ہ[...]

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بارے میں معلومات حاصل کیں، خاص طور سے میں گرین پول کے سلسلے میں زیادہ حیران ہوں۔ میری شخصیت تو خیر کسی نہ کسی طرح اس کے علم میں آسکتی تھی لیکن اس نے گرین پول کے بارے میں جو تفصیلات معلوم کر لیں، وہ واقعی دلچسپ ہیں اور مجھے ان پر حیرت ہے۔"

تہذیب مالکم ایکس کچھ سوچتی رہی اور پھر اس نے مسکراتے ہوئے دلآویز انداز میں کہا "کہیں تیر نظر اور درد جگر والا مسئلہ تو نہیں ہے؟"

"لگتا تو نہیں ہے، تاثیر ذرا مختلف ہے اس عورت کا — اور میں نے اس دوران بھی کوئی خاص بات محسوس نہیں کی، تاہم اگر ایسی کوئی بات ہے بھی تہذیب، تو تم جانتی ہو کہ ما بدولت اب مصروف ہو گئے ہیں۔" میں نے کسی قدر شوخی سے کہا اور تہذیب آہستہ سے ہنس پڑی۔

"لیکن بڑا پیچیدہ معاملہ ہے، آخر یہ ہم سے کیا چاہتی ہے؟ اور وہ ذاتی مفاد کیا ہے جس کا اس نے تذکرہ کیا ہے؟"

"اس کے بارے میں کیا کہا جاسکتا ہے۔"

"ایک بات بتاؤ علی! کیا یہ کسی موقع پر غضبناک ہو کر خطرناک نہیں ہو جائے گی ہمارے لیے؟"

"جو وقت ہم گزار چکے ہیں تہذیب! اس کے بعد خطرات ہمارے لیے تقریباً بے معنی ہیں۔ جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ کیا خیال ہے، اب کیوں نہ واقعی کچھ دیر آرام کر لیا جائے؟"

"بالکل۔ مجھے بھی نیند آرہی ہے۔" تہذیب نے کہا اور ہم دونوں جوتے اتار کر اپنے اپنے بستروں پر جا لیٹے۔ حلیے خراب ہو رہے تھے لیکن دل نہیں چاہ رہا تھا کہ اس وقت باتھ روم میں جا کر حلیہ درست کیا جائے۔ میں نجانے کتنی دیر تک بستر پر لیٹا تازہ صورتِ حال کے بارے میں سوچتا رہا۔ آخرکار نیند کی آغوش میں پہنچ گیا۔

دوسرے دن تقریباً ساڑھے گیارہ بجے آنکھ کھلی تھی۔ دیوارگیر گھڑی یہی وقت بتا رہی تھی۔ تہذیب مجھ سے کچھ پہلے جاگ چکی تھی اور جب میں جاگا تو وہ باتھ روم سے باہر آرہی تھی۔ دھلی دھلائی نکھری نکھری تھی، میں نے مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھا تو وہ شرمائے ہوئے انداز میں بولی "باتھ روم سامنے ہے تم بھی . . ." اور میں اس کا جملہ مکمل ہونے سے پہلے اٹھ کر باتھ روم میں چلا گیا۔

واپس آیا تو تارنیا ہارڈو کی ایک ملازمہ تہذیب سے باتیں کر رہی تھی۔ تہذیب نے مجھے اطلاع دی کہ تارنیا ہارڈو ڈائننگ روم میں ہمارا انتظار کر رہی ہے۔

ہم دونوں ڈائننگ روم میں پہنچے تو تارنیا ہارڈو ایک خوبصورت لباس میں ملبوس دروازے پر آنکھیں لگائے بیٹھی تھی۔ ہمارے اندر داخل ہوتے ہی اس نے ملازم کو ہدایات دیے اور تھوڑی دیر کے بعد ہی ہمارے سامنے انواع و اقسام کی چیزیں آگئیں۔

تارنیا ہارڈو کہنے لگی "دراصل میں نے ناشتے اور دوپہر کے کھانے کا مشترکہ انتظام کر لیا ہے کیونکہ بھوک اتنی شدید ہے کہ صرف ناشتے سے کام نہیں چلتا۔"

"شکریہ میڈم! لیکن پروفیسر ڈھوک کہاں ہیں؟"

"اُسے لڑکیاں کھلا رہی ہیں۔" تارنیا ہارڈو نے کہا اور بے اختیار ہنس پڑی۔ میں سمجھ گیا تھا، تارنیا ہارڈو نے پروفیسر ڈھوک کو اپنی ملازماؤں کے ساتھ مصروف کر دیا تھا۔ "دراصل میں نہیں چاہتی کہ وہ غیر سنجیدہ شخص ہماری گفتگو میں شریک ہو۔"

"جیسا آپ مناسب سمجھیں میڈم!" میں نے سادگی سے کہا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم اس شاندار ناشتے سے فارغ ہو گئے اور تارنیا ہارڈو ہمیں لے کر ایک اور کمرے کی طرف چل پڑی۔ یہ کمرا بھی میں نے پہلی ہی بار دیکھا تھا۔ یہ تارنیا ہارڈو کی خصوصی نشست گاہوں میں سے معلوم ہوتا تھا لیکن یہاں کچھ ایسی چیزیں بھی موجود تھیں جنہیں دیکھ کر میں نے اپنے ذہن میں کچھ عجیب سے احساسات محسوس کیے تھے۔

کمرے کے عین وسط میں ایک سفید سی مشین رکھی ہوئی تھی اور سامنے ہی ایک چھوٹا سا اسکرین جو اس مشین سے منسلک نہیں تھا بلکہ بالکل ہی غیر متعلق انداز میں رکھا ہوا تھا لیکن مشین کے سامنے لگے ہوئے لینس سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ وہ کوئی جدید ساخت کا پروجیکٹر ہے۔

تارنیا ہارڈو نے دروازہ بند کیا اور پھر مشین کے پیچھے آبیٹھی، ہم دونوں کو اس نے دو الگ الگ نشستیں دے دی تھیں اور پھر اس کی آواز ابھری۔

"اس اسکرین کی طرف دیکھیے مسٹر علی! آپ کو کچھ دلچسپ چیزیں نظر آئیں گی۔ میری نگاہیں اسکرین کی طرف اٹھ گئیں۔ تارنیا ہارڈو نے سفید مشین کے کچھ بٹن دبائے تھے اور اسکرین پر بجلیاں سی تڑپنے لگی تھیں۔

میرے ذہن میں بڑا تجسس پیدا ہو گیا تھا۔ یہ عورت شروع ہی سے پُراسرار تھی اور اب اس کی یہ تازہ حرکات بھی مجھے انتہائی پُراسرار لگ رہی تھیں۔ میری نگاہیں اسکرین پر جم گئیں۔ تہذیب مالکم ایکس بھی اسی کی طرف دیکھ رہی تھی، نجانے کیا نظر آنے والا تھا اس اسکرین پر۔

اسکرین

آہستہ آہستہ صاف ہو گیا پھر اس پر مجھے اپنی تصویر نظر آئی۔ پرانی تصویر تھی جو لباس اس تصویر میں پہنا ہوا تھا بہت عمدہ تھا اور میں نے سے پہچان لیا یہ اس دور کی تصویر تھی جب میں امریکا میں قانون کا طالب علم تھا۔ چند لمحات تصویر اسکرین پر رہی پھر غائب ہو گئی، اس کے بعد ایک انگریزی تحریر ابھری۔

"نام علی یار خان۔ قومیت پاکستانی۔ قد چھ فٹ ڈیڑھ انچ آنکھیں گہری سیاہ، بدن سڈول ورزشی، شگفتہ مزاج، ذہین اور خطرناک۔ سفاک، نڈر، بے باک، شدید منتقم المزاج۔ وقت پڑنے پر طوفانوں سے ٹکرا جانے والا۔" پھر تحریر بدل گئی۔

"فلسطینی مقاصد کے لیے سرگرم۔ شاندار کارنامے انجام دے چکا ہے۔ اس وقت کہاں ہے پتا نہیں چل سکا ہے بیروت میں موجود نہیں ہے۔"

میری نگاہیں اسکرین پر جمی ہوئی تھیں اور ذہن بدستور حیرت کی آماجگاہ تھا۔ میرے بارے میں یہ مکمل معلومات تھیں لیکن تارنیا ہارڈو نے کہاں سے حاصل کیں؟ خاص طور سے میری تصویر اس کے بعد تارنیا نے مشین بند کر دی اور میری طرف دیکھ کر مسکرانے لگی۔ پھر بولی۔ "یقیناً اس خاکے میں بہت سی چیزوں کی کمی ہوگی۔"

"آپ نے مجھ پر کافی محنت کی ہے میڈم ہارڈو!"

"ہاں، اس میں کوئی شک نہیں ہے۔" اس نے سکون سے کہا۔

"وجہ؟"

"طویل داستان ہے، بور تو نہیں ہو گے؟"

"پہلے یہ بتائیں کہ یہ تفصیل آپ کو کہاں سے موصول ہوئی ہے، خاص طور سے یہ تصویر جو بہت پرانی ہے؟"

"سان فرانسسکو سے۔ تصویر یونیورسٹی کے ریکارڈ سے نکلوائی گئی ہے۔"

"آپ کا تعلق امریکا سے ہے؟"

"ہارڈو سے بالکل نہیں جو تمہارا دشمن ہے۔" تارنیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ویسے امریکی ہی ہیں؟"

"نہیں۔"

"مقامی ہیں؟" میں نے پوچھا۔

"سوری۔ مقامی بھی نہیں ہوں۔ یوں سمجھو ابھی اپنے ملک کا نام نہیں بتا سکتی۔ کچھ مصلحتیں ہیں لیکن اگر میرے اور تمہارے درمیان کوئی معاہدہ ہو گیا تو تم سے کچھ نہیں چھپاؤں گی۔"

"کوئی معاہدہ کرنا چاہتی ہیں آپ میڈم ہارڈو؟"

"ہاں علی۔ اتفاقات بعض اوقات بڑا دلچسپ کھیل کھیلتے ہیں۔ مجھے تمہاری تلاش تھی، تم مجھے ملے لیکن میں تمہیں نہیں پہچانتی تھی، اس کے بعد وہ ہوا جو شاید تمہارے لیے کوئی اہم بات ہو لیکن میرے لیے صرف اتنی اہمیت رکھتا ہے کہ تمہاری شخصیت پر ایک تجربہ ہو گیا۔"

"آپ کو میری تلاش کیوں تھی میڈم ہارڈو؟"

"اس سے قبل ایک سوال کرنا چاہتی ہوں علی۔ کیا مس مالکم ایکس کی موجودگی میں تم ایسی ذاتی گفتگو کرنا پسند کرو گے جو صرف تمہاری ذات سے متعلق ہو؟"

"ہاں مس ہارڈو۔ اپنی ذات سے متعلق ہر گفتگو میں مس تہذیب کی موجودگی میں کر سکتا ہوں۔"

"اور اگر بات تنظیم آزادیٔ فلسطین کے اغراض و مقاصد کی ہو تو؟"

"جو کچھ مجھ سے کہا جاسکتا ہے، اسے تہذیب سے چھپانا ضروری نہیں ہے۔"

"ایک اور سوال جو معاف کرنا بالکل ذاتی نوعیت کا ہے۔"

"جی، فرمائیے۔"

"مس مالکم ایکس کے اور تمہارے درمیان محبت کا رشتہ ہے یا صرف دوستی کا اور کیا یہ رشتہ اس وقت بھی قائم تھا جب آپ دونوں دو مختلف مقاصد کے تحت کام کر رہے تھے؟ میں اس سوال کے لیے معافی مانگ چکی ہوں۔ دراصل یہاں میری معلومات کچھ ناقص ثابت ہو رہی ہیں۔ میں ان کی تصدیق چاہتی ہوں۔ میں نے موساد کیمپ کی ریڈنگ کی ہے۔ گرین پول اور ایف آئی اے اس سلسلے میں سرگرم عمل تھیں اور ان دونوں اداروں کی کاوشوں کو مٹی میں روندنے والا علی یار خان تھا۔ کیا اس کوشش میں مس ایکس شریک تھیں؟"

"تہذیب سے میرا رشتہ نہایت غیر معمولی نوعیت کا ہے یوں سمجھ لیں ایک جان دو قالب والی بات ہے۔"

"مناسب جواب ہے، مجھے بے حد پسند آیا۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ میں مس مالکم ایکس کی شخصیت کا تعین چاہتی ہوں۔ ہر چند کہ میں ان معاملات کے بارے میں پوچھنے کا کوئی استحقاق نہیں رکھتی۔ میں نے تم سے یہ بھی کہا تھا کہ میں ابھی اپنے ملک کا نام نہیں بتاؤں گی، اس کی بھی کچھ وجوہات ہیں، امید ہے کہ تم اس بات کو زیادہ محسوس نہیں کرو گے۔"

"میڈم تارنیا ہارڈو! آپ یقین کریں، میرے ذہن میں آپ کی اس بات سے کوئی خاص اثر نہیں پیدا ہوا تھا کیونکہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ابھی تو ہم کسی ایسے معاملے پر نہ سوچ سکے ہیں نہ متفق ہو سکے ہیں جو ہم دونوں کے درمیان مشترکہ حیثیت رکھتا ہو۔ ہاں آپ کا یہ احسان مجھ پر قرض ہے جو آپ نے مجھے ان لوگوں کے چنگل سے بچا کر کیا ہے اور اس احسان کے عوض میں فی الحال آپ کو کچھ ادا کرنے کے قابل بھی نہیں ہوں لیکن اپنا قرض چکا دینے کی نیت ضرور رکھتا ہوں۔"

"ناپ تول کر گفتگو کر رہے ہو علی! اس سے قبل بھی تو ہم تھوڑا سا وقت ساتھ گزار چکے ہیں۔ گو اس وقت کی کوئی حیثیت نہیں ہے لیکن چلو اسی حوالے سے جو تم نے ابھی دیا ہے کم از کم اپنے لہجے میں دوستانہ انداز تو پیدا کر لو۔ مجھے تمہارا لہجہ خشک خشک محسوس ہو رہا ہے۔"

"سوری میڈم تارینا! میں اس کے لیے معذرت خواہ ہوں لیکن کیا ہم ابھی اپنے تعارف کے اسی مقام پر نہیں کھڑے ہوئے جہاں سے گفتگو کی ابتدا ہوئی تھی یعنی نہ ابھی آپ نے اپنے بارے میں کچھ بتایا نہ میں نے آپ کو اپنے بارے میں۔ آپ نے میرے بارے میں یہ معلومات کیوں حاصل کیں اور آپ کیا چاہتی ہیں؟"

"علی! میں ایک ایسے اہم سلسلے میں تمہارا تعاون اور تمہارا ساتھ چاہتی ہوں جو دو ملکوں کے مفاد میں ہے۔ فلسطین کو میں ذاتی طور پر ایک ملک قرار دیتی ہوں جو عربوں کا ہے۔ قیام اسرائیل کے سلسلے میں دو ہزار سال سے جو کارروائیاں ہو رہی ہیں اور وہ جس نہج پر پہنچیں اور جس انداز میں پہنچیں، میرا ملک اور میں انہیں اچھی نظر سے نہیں دیکھتے اور ایک ایسے ملک کی باشندہ ہونے کی حیثیت سے میری ہمدردیاں اور دلچسپیاں بھی عربوں ہی کے ساتھ ہیں اور چونکہ تم اتفاقیہ طور پر عرب نہیں بلکہ پاکستانی ہو، یوں ہمارے درمیان ایک قدر مشترک ہو گئی یعنی دو بالکل علیحدہ ممالک کے لوگ فلسطین سے وہی ہمدردی، وہی محبت اور وہی عقیدت رکھتے ہیں جو عربوں کے دل میں ہو سکتی ہے۔ تو علی! ایک ایسی مشترکہ صورت حال پیش آ گئی جس میں ہم دونوں کے درمیان صرف ایک چھوٹی سی بات مختلف ہے۔ یعنی میں جو کام کرنا چاہتی ہوں وہ صرف فلسطینی عربوں کے ہی نہیں بلکہ میرے ملک کے مفاد میں بھی ہے۔ اگر میں تم سے یہ کہوں علی کہ ایک خوفناک منصوبہ جو عربوں کے لیے مستقبل میں تباہ کن ہو سکتا ہے، میرے سامنے آیا ہے اور تمہارے ساتھ مل کر میں اس منصوبے کو ناکام بنانا چاہتی ہوں تو کیا میں اس بات کی توقع رکھوں کہ تم اس کام میں دلچسپی لو گے؟"

"میڈم ہارڈو! مجھے اس معاملے میں بولنے کی اجازت دی جائے؟" میں نے اور تارینا ہارڈو دونوں نے ہی چونک کر تہذیب مالکم ایکس کو دیکھا، وہ کہہ رہی تھی "ہر علی کے بارے میں آپ سان فرانسسکو سے جو معلومات حاصل کر چکی ہیں ان کے تحت آپ نے اپنے طور پر یہ یقین کر لیا ہو گا کہ پاکستانی نوجوان اپنے جذبۂ اخوت سے سرشار ہو کر جو کچھ کرتا رہا ہے اگر اس کے سامنے ایسی کوئی بات آئے تو وہ انکار نہیں کر سکتا۔ علی آپ کے سامنے مجھے اپنے وجود کا آدھا حصہ کہہ چکے ہیں۔ چنانچہ بات دونوں حصوں میں سے کسی کی زبان سے نکلے اہمیت رکھتی ہے۔ اگر مسئلہ فلسطینی مفاد کا ہے تو ہم آپ سے ہر طرح کے تعاون پر آمادہ ہیں۔"

جذبوں کی تخلیق عجیب انداز میں ہوتی ہے۔ تہذیب مالکم ایکس مجھے بہت پہلے ملی تھی لیکن نہ معلوم وہ کون سا لمحہ تھا جب اس طرح ملنے کے بعد تہذیب مالکم ایکس میرے وجود کی گہرائیوں میں اتر گئی تھی اور اس وقت وہ بولی تھی تو اتنا اعتماد تھا اس کے لہجے میں، اتنا یقین تھا اس کے لفظوں میں کہ تردید کا کوئی تصور ہی نہیں ابھرتا تھا۔

تارینا ہارڈو نے میری طرف دیکھا، غور کرتی رہی اور پھر تہذیب کی طرف رخ کر کے بولی: "میں یہ اعزاز حاصل کرنے پر تمہیں مبارک باد دیتی ہوں، بہت مشکل بات ہے اس معیار کا پیدا ہو جانا۔ تو مسٹر علی یار خان! بات ایسے ہی ایک مشترکہ مفاد کی ہے۔ میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ تمہیں تمام صورت حال سے آگاہ کر دوں۔ ہاں اگر اس پیش کش کے سلسلے میں تم لوگ آپس میں کچھ مشورہ کرنا چاہو تو میں تمہیں وقت دے سکتی ہوں۔"

"ابھی تو پیش کش ہی ہمارے سامنے نہیں آئی میڈم ہارڈو۔" میں نے کہا۔

"سنو علی! میں گوٹے بل کی باشندہ نہیں ہوں، امریکہ سے بھی نہیں ہوں۔ جیسا کہ میں نے تم سے کہا کہ میرا ملک فلسطین اور اسرائیل کے معاملات میں غیر متعلق رہا ہے۔ ہم نے کبھی اسرائیل کی براہ راست کوئی مدد نہیں کی بلکہ بعض مواقع پر ہم نے عربوں کے مفادات کے لیے ایسے کام کیے جن پر ہمیں بیرونی دباؤ کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ کچھ عرصہ قبل چند ملکوں کی ایک مشترکہ کانفرنس میں کیمیاوی ہتھیاروں کو محدود کرنے کا ایک منصوبہ تیار کیا گیا تھا۔ میرا ملک کیمیاوی ہتھیاروں کی تیاری میں پیش پیش تھا اور ہم نے اس سلسلے میں دنیا کے سامنے جو کچھ پیش کیا تھا وہ انتہائی خوفناک اور تباہ کن تھا۔ تباہ کن ہتھیار جن جذبوں کے تحت تیار کیے جاتے ہیں وہ پسندیدہ نہیں ہوتے لیکن بعض ملکوں کی بقا کا انحصار اسی پر ہے۔ میں اپنے ملک کی سیاسی حیثیت تمہارے سامنے کبھی پیش نہیں کر سکتی کیونکہ مجھے جو کچھ معلوم ہے وہ میرے پاس اپنے وطن کی امانت ہے۔ مختصر یہ کہ اس

پروگرام کے سلسلے کی ایک ذمہ داری میرے ملک نے قبول کی۔ ہم نے کیمیاوی ہتھیاروں کو اور ان کے فارمولوں کو مخلصانہ طور پر یک جا کیا اور انہیں ضائع کر دینے کا فیصلہ کیا۔ ہماری ایک آب دوز ان چیزوں کو لے کر سمندر میں پہنچ گئی اور اس مخصوص سمت بڑھنے لگی جہاں ہمیں یہ تمام چیزیں سمندر کی گہرائیوں میں دفن کر دینا تھیں۔ اس آب دوز کا سفر بخیر و خوبی جاری تھا کہ کچھ لوگوں نے مداخلت کی اور آب دوز کو اپنی منزل پر پہنچنے سے پہلے ہی اغوا کر لیا۔ آب دوز کے عملے کو بے ہوش کر کے ایک ویران جزیرے پر ڈال دیا گیا تھا، وہ لوگ اس جزیرے پر پڑے رہے۔ ہمارا ملک آب دوز کی تلاش میں سرگرداں تھا۔ ہم نے بہت سے ممالک سے اس سلسلے میں امداد بھی طلب کی تھی مگر یہ مشترکہ مہم مسلسل ناکامیوں سے دوچار رہی۔ ہاں آب دوز کے عملے کا سراغ ہم نے لگا لیا تھا۔ آب دوز پر جو کچھ تھا مسٹر علی وہ بے حد خطرناک تھا اور وہ جس کے بھی ہاتھ لگا ہے وہ اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے مگر اس کے بعد تمام الزام ہمارے ملک پر آئے گا کیونکہ کیمیاوی ہتھیاروں کو محدود کرنے والے ممالک کی مشترکہ کانفرنس میں جو فیصلے ہوئے تھے ان کے مطابق یہ ذمہ داری ہمارے ملک کی تھی کہ وہ کیمیاوی ہتھیاروں اور ان کے فارمولوں کو اس مخصوص طریقے سے ضائع کر دے۔ ان ممالک نے شبہے کا اظہار کیا ہے کہ ہمارے ملک نے کسی بھاری معاوضے کے عوض یہ سب کچھ کسی کے حوالے کر دیا ہے۔ ہمارے پاس اپنی صفائی پیش کرنے کے لیے کچھ نہیں تھا تاہم ہماری کوششیں مسلسل جاری تھیں۔ اس کے بعد ہائی جوشیو نے ہم سے رابطہ قائم کیا۔ مسٹر علی! ممکن ہے آپ نے اس شخص کا نام سنا ہو۔ ہائی جوشیو ایک بین الاقوامی دہشت پسند ہے۔ اس کا نام پچھلے چند سال سے یورپ کے مختلف حلقوں میں سنا جا رہا ہے۔ چند بین الاقوامی سازشوں میں اسے ملوث سمجھا گیا ہے۔ بعض ملکوں کے ایجنٹوں نے جو معلومات پیش کی ہیں ان کے تحت ہائی جوشیو کا تعلق کسی خاص ملک سے نہیں ہے بلکہ وہ معاوضہ لے کر دہشت پسندی کرتا ہے۔ ہائی جوشیو کی طرف سے ہمیں جو پیغام ملا وہ بے حد خوفناک تھا۔ اس نے ہم سے کہا کہ آب دوز میں موجود کیمیاوی ہتھیار، ان کے فارمولے اور خود اس کی تحویل میں ہیں، ہمارا ملک چاہے تو ان چیزوں کا سودا کر سکتا ہے بصورت دیگر ان چیزوں کو اسرائیل کے ہاتھوں فروخت کر دیا جائے گا کیونکہ اسرائیلی ایجنٹ بھی اس سلسلے میں دلچسپی لے رہے ہیں۔ یہ صورت حال میرے ملک کے لیے انتہائی تشویش ناک تھی۔ ہم نے اپنے طور پر ہر وہ کوشش کر ڈالی جو کر سکتے تھے اور تمام صورت حال ان پر واضح کر دی گئی۔ ڈیئر مسٹر علی! میں اپنے ملک کے ایک خصوصی محکمے کی سربراہ ہوں اور یہ ذمہ داری بہت پہلے میرے سپرد کر دی گئی تھی کہ میں کیمیاوی ہتھیاروں سے لیس اس گم شدہ آب دوز کے لیے کام کروں۔ میں نے اپنا کام جاری رکھا لیکن ہائی جوشیو کے بارے میں مجھے مکمل معلومات حاصل نہ ہو سکیں اور میں ابھی تک اس سلسلے میں کوئی نمایاں کام نہیں کر سکی ہوں۔ میرے آدمی مسلسل اس تگ و دو میں مصروف ہیں۔ فلسطینی اس سلسلے میں دلچسپی تو پوری پوری لے رہے ہیں لیکن جن لوگوں کو انہوں نے ہمارے ملک میں بھیجا ہے وہ اس معیار کے لوگ نہیں ہیں کہ اتنا اہم کام انجام دے سکیں۔ میں نے اپنے ملک کے سرکردہ افراد سے کہا کہ مجھے انسانوں کا ایک جم غفیر نہیں بلکہ ایک ایسی اہم اور ٹھوس شخصیت درکار ہے جو بے شمار انسانوں کا بدل ثابت ہو۔ اس سلسلے میں چند افراد میں نے منتخب کیے تھے۔ اسی دوران تمہارا نام بھی میرے سامنے آیا۔ مجھے تمہاری شخصیت میں دلچسپی محسوس ہوئی اور میں نے تمہارے بارے میں بیروت سے رپورٹ طلب کر لی۔ مجھے جو معلومات حاصل ہوئیں ان کی روشنی میں میں نے سان فرانسسکو اور کیلی فورنیا سے تمہارے بارے میں مکمل تفصیلات طلب کریں پھر میرے علم میں والشو موباسے اور جنرل ٹیرس کی چپقلش آئی۔ گوٹے بل کے انقلاب اور اسرائیلی ایٹمی پروجیکٹ کی تباہی کے سلسلے میں بھی تمہارا نام سامنے آیا۔ پھر بالکل اتفاقیہ طور پر تم مجھے مل بھی گئے لیکن جب تم مسٹر ڈھوک کے ساتھ مجھ تک پہنچے تھے اس وقت میں تمہیں پہچانتی نہیں تھی اور میں نے تمہیں ایک عام آدمی کی حیثیت سے خوش آمدید کہا تھا۔ میں نے شاید اس وقت بھی تمہیں بتایا تھا کہ انسان شناسی میرا محبوب مشغلہ ہے اور وہ کھیل جو پہاڑوں میں کھیلا گیا صرف ایک ذاتی سی بات تھی جو میری اپنی دلچسپیوں تک محدود تھی۔ ہاں جب تمہارے بارے میں مجھے سان فرانسسکو اور کیلی فورنیا سے رپورٹ موصول ہوئی اور تمہاری تصویر میرے سامنے آئی تو میری آنکھوں نے تمہیں پہچان لیا۔ اس وقت یقین کرو مجھے خود پر فخر محسوس ہوا کہ میں نے ایک شاندار شخصیت کو پا لیا تھا لیکن پھر تمہیں کھو دینا میرے لیے انتہائی رنج کا باعث تھا۔ میں نے لمحوں میں اپنے آدمیوں کو چاروں طرف پھیلا دیا اور اپنے اندازوں کو سامنے رکھتے ہوئے کالو کیمپو میں تمہاری تلاش خاص طور سے جاری رکھی اور نتیجتاً تم مجھے مل گئے۔ تو مسٹر علی! یہ ہے وہ کہانی جو ممکن ہے اس وقت تمہارے لیے حیرت انگیز ہو لیکن شاید آنے والے وقت میں ہمارے درمیان ایک بہترین تعاون کی فضا پیدا کر دے۔ تم چاہو تو تنظیم آزادیٔ فلسطین سے رابطہ قائم کیا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جاسکتا ہے، بیروت سے ان کے نمائندے سے یہاں طلب کیے جا سکتے ہیں۔ تمہارے لیے تمہاری مرضی کے مطابق سے احکامات منگوائے جا سکتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ہی میرا اپنا ملک تمہارے ساتھ ہر وہ تعاون کر سکتا ہے جس کے تم خواہشمند ہو۔ اگر تم تنظیم آزادیٔ فلسطین کے لیے کام نہ کرنا چاہو تو میں ذاتی طور پر اپنے ملک سے اس کی درخواست کر سکتی ہوں کہ جو گراں قدر معاوضہ تم اس سلسلے میں طلب کرو وہ تمہیں دیا جائے۔ ہم ہائل جوشیو کی بلیک میلنگ کا شکار نہیں ہونا چاہتے کیونکہ اس طرح ہمارا ملکی وقار مجروح ہوتا ہے۔ مقصد صرف یہ ہے کہ ہمارے وہ فارمولے اور کیمیاوی ہتھیاروں کے نمونے ہمیں مل جانے چاہییں۔ انہیں ہائل جوشیو کی گرفت سے نکال کر سمندر کی تہہ میں دفن کر دینا ہمارے ملک کے لیے ضروری ہے تاکہ ہم اپنے ملک کا وقار بحال کر سکیں۔

"میڈم مالکم ایکس! آپ نے بھی یہ تمام تفصیل سن لی ہوگی۔ میرا خیال ہے کہ اس میں کہیں آپ لوگوں کے لیے کوئی پریشان کن پہلو نہیں نکلتا سوائے اس کے کہ ایک ہولناک مہم آپ کی منتظر ہے۔ یہ وضاحت بھی کر دوں کہ گرین پول کے بارے میں معلومات مجھے بہت ہنگامی طور پر حاصل ہوئی تھیں اور والٹوموبائے کیس کی ریڈنگ کے بعد مجھے یہی اندازہ ہوا تھا کہ گرین پول اب منتشر ہو گئی اور یہ کہ گوٹے پل میں اس کی ناکامی کی ذمے داری صرف تہذیب مالکم ایکس پر ہے۔ یہ اندازہ مجھے نہیں تھا کہ گرین پول والے جو والٹوموبائے کے سلسلے میں ناکام رہنے کے بعد جنرل ٹیرس کے ہاتھوں گرفتار ہو چکے تھے اور پھر شاید انہیں علی یار خان کے ایما پر رہا کیا گیا تھا، تم سے انتقام لینے پر تل جائیں گے۔ مجھے یہ سب کچھ ہنگامی طور پر معلوم ہوا اور میں خصوصی انتظام کے ساتھ تم لوگوں کی امداد کے لیے پہنچی۔ اس میں میری ذاتی غرض بھی چھپی ہوئی تھی، میں اس سے انکار نہیں کروں گی۔ تو ڈیئر تہذیب مالکم ایکس! ابھی تم نے بڑے وثوق اور بڑے اعتماد سے کہا تھا کہ علی، تنظیم آزادیٔ فلسطین کی فلاح و بہبود کے لیے ہر کام کرنے کو تیار ہیں، چنانچہ اب میرا خیال ہے کہ کل دن کے کسی بھی حصے میں تم ضرور مجھے یہ خوش خبری سنا دو گی کہ علی میرے ساتھ تعاون کرنے کو تیار ہیں۔" یہ کہہ کر تارینا ہارڈو آہستہ سے ہنسی پھر بولی "علی! آئی ایم سوری! میں نے تمہاری دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ دیا ہے۔"

میں پھیکے سے انداز میں مسکرا کر رہ گیا تھا، اس بات کا کوئی جواب میں نے نہیں دیا تھا۔ چند لمحے کی خاموشی کے بعد تارینا دوبارہ سنجیدہ لہجے میں بولی۔ "بات جس سطح کی ہے علی! تم نے اس پر غور کر لیا ہوگا۔ بہتر یہ ہے کہ کچھ وقت اور سوچ لو، معاملہ دونوں ہی کے مفاد کا ہے۔ میرا ملک پوری طرح میری خواہشات کا احترام کرتا ہے اور مجھے ہر طرح کے اختیارات دیے گئے ہیں کہ اس مشن پر کام کرنے کے لیے جو کچھ کرنا چاہوں، کر سکتی ہوں۔ یہ صرف ایک دوستانہ پیش کش ہے۔"

"ٹھیک ہے میڈم! بہتر یہی ہوگا کہ آپ کو کل جواب دیا جائے۔" میں نے کہا۔

"میں چاہتی ہوں علی کہ اس دوران اگر تم محدود ہی رہو تو زیادہ بہتر ہوگا اور ہاں، اس مسئلے میں پروفیسر ڈھوک کی کہیں گنجائش نہیں نکلتی، یہ آدمی کسی قدر غیر سنجیدہ ہے۔ ممکن ہے تمہارا اس کے ساتھ کوئی مخلصانہ رابطہ ہو لیکن جہاں تک میں اسے سمجھ سکی ہوں، کچھ اچھی صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ وہ ایک ڈفر ہے اور کسی بھی لمحے تمہارے لیے نقصان کا باعث بن سکتا ہے چنانچہ اپنے اس پروگرام میں اس کی شرکت پر غور نہ کرنا۔" میں نے گردن ہلا دی تھی۔ اس کے بعد تارینا ہارڈو ہم سے رخصت ہو گئی۔ اس نے کہا تھا کہ اب ڈنر پر ملاقات ہوگی لیکن اس موضوع پر کوئی گفتگو آج نہ ہوگی۔

میں اور تہذیب مالکم ایکس اپنی آرام گاہ میں آ گئے۔ پروفیسر ڈھوک کو تارینا ہارڈو نے واقعی اس کے پسندیدہ کام پر لگا دیا تھا اور وہ اس میں مصروف تھا۔ ظاہر ہے ایسے اوقات میں اسے اور کوئی یاد نہیں آتا تھا۔

تہذیب نے کمرے میں داخل ہو کر مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھا اور پھر بولی "جلد بازی تو نہیں کر ڈالی میں نے علی؟ کوئی ایسی بات تو نہیں کہہ دی جو تمہارے مزاج کے خلاف ہو؟"

"نہیں تہذیب! ایسی تو کوئی بات نہیں۔"

"ہم تنظیم آزادیٔ فلسطین کے لیے کام کریں گے، تم یہی کرتے رہے ہو نا علی؟"

"ہاں تہذیب، فلسطینیوں سے، اپنے ان عرب بھائیوں سے جو بے گھر، بے وطن ہو گئے ہیں، مجھے دلی ہمدردی ہے۔ پچھلے دنوں کچھ ایسے واقعات ہوتے تھے جن کی بنا پر تنظیم کے اور میرے درمیان کچھ شبہات پیدا ہو گئے تھے۔ میں نے احتجاجاً بیروت چھوڑ دیا تھا۔ اولیو ہاورڈ کے بارے میں، میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ وہ امریکا سے میرے پیچھے لگا ہوا ہے اور اس نے مجھے اپنی انا کا مسئلہ بنا لیا ہے۔ یہودی ہونے کی وجہ سے وہ سارے معاملات کو پس پشت ڈال کر عظیم تر اسرائیل کے لیے کام کرتا ہے۔ امریکا میں یہودیوں کو جو مراعات حاصل ہیں ان کی وجہ سے عربوں کو جتنا نقصان پہنچ رہا ہے کسی اور ذریعے سے نہیں پہنچ رہا۔ میں ہر چند کہ تنظیم سے دور ہو گیا ہوں لیکن فلسطینیوں کے

مفادات کے لیے میرا ذرہ ذرہ وقف ہے۔ میں اس جذبے کو سینے سے کبھی نہیں نکال سکتا جو اسلامی بھائی چارے کا جذبہ ہے اور جس کے لیے میں نے اپنی زندگی تج دی ہے۔"

"میں جانتی ہوں علی، یہ سب کچھ ہونے کے باوجود جب تمہیں اس بات کا علم ہوا کہ گوٹے پل میں اسرائیلی پروجیکٹ کام کر رہا ہے تو تم نے باقی تمام معاملات پس پشت ڈال دیے تھے۔ آج میں بے پناہ مسرور ہوں علی کہ تمہارے ساتھ شامل ہو کر وہ سب کچھ کرنے جا رہی ہوں جو تم تنہا کرتے رہے ہو۔ میں تمہیں تنہا اس لیے کہہ رہی ہوں کہ اگر فلسطینی مجاہدین ان کاموں میں تمہارے ساتھ رہے ہوں تو رہے ہوں لیکن تہذیب مالکم ایکس ان میں سے کوئی نہیں تھی، غلط تو نہیں کہہ رہی علی؟"

"ہاں تہذیب! یہ غلط نہیں ہے۔"

"تو یوں سمجھو کہ یہ نام میرے نام ہے، تہذیب علی یار خان کے نام۔" تہذیب نے کہا اور مجھے یوں محسوس ہوا جیسے دل کے تپتے ہوئے صحرا میں بہار آ جائے۔ بڑی اپنائیت تھی ان الفاظ میں، وہ اپنائیت جس سے میں برسوں سے محروم تھا۔ اب اندازہ ہو رہا تھا کہ کیا شے ہے لذتِ آشنائی۔

چند لمحے خاموش رہ کر میں احساسات کے سمندر میں غوطہ زن رہا پھر میں نے کہا "گرین پول میں رہ کر تم نے کبھی ہائل جوشیو کے بارے میں نہیں سنا تہذیب؟"

"کیوں نہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہائل جوشیو ایک انتہائی خطرناک انسان ہے بلکہ شاید تمہیں یہ سن کر حیرت ہو کہ وہ اپنا گروہ رکھنے کے علاوہ مختلف ملکوں میں کام کرنے والے مختلف اداروں سے بھی رابطہ قائم رکھتا ہے۔ خود گرین پول ایک بار ہائل جوشیو کے لیے جنوبی افریقہ میں کام کر چکی ہے۔ گو میں اس مہم میں شریک نہیں تھی لیکن ہمارے ریکارڈ میں یہ بات موجود ہے۔ ہائل جوشیو کے بارے میں مجھے زیادہ معلومات تو نہیں ہیں لیکن اتنا ضرور معلوم ہے کہ وہ انتہائی خطرناک آدمی ہے۔ دہشت پسندوں میں اس کا نام ایک بڑی حیثیت رکھتا ہے۔"

"اس مہم میں تم میرے ساتھ شریک رہو گی نا تہذیب؟"

"ہاں! اس سوال کی ضرورت کیوں پیش آئی تمہیں؟" تہذیب نے کچھ حیران ہو کر پوچھا۔ "ظاہر ہے اب تم کسی بھی مسئلے میں تنہا نہیں رہ سکتے۔"

"یہ بڑا دلچسپ اتفاق ہے تہذیب کہ تم جیسی شخصیت اچانک اور نہ جانے کون سے راستے سے میری زندگی میں داخل ہو گئی۔ میں تمہارے بارے میں سوچتا ہوں تو ایک ایسا احساس ہوتا ہے جسے صحیح الفاظ نہیں دیے جا سکتے۔ بس میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ شاید میری تنہا زندگی تمہارا ہی انتظار کر رہی تھی۔ اب میرے ذہن میں یہ خیال تو رہے گا کہ میرے سوا بھی ایک ہستی ایسی ہے جس کا تحفظ مجھ پر مقدم ہے اور جس کے نزدیک میری ذات اسی قدر اہم ہے جیسے خود میرے لیے ہو سکتی ہے۔"

"علی! بعض اوقات کچھ احساسات انسان کے وجود کو ہزار گنا زیادہ طاقت ور کر دیتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ہم تارینا ہارڈو کے مشن کو قبول کر لیتے ہیں اور اس سلسلے میں کام کرنے کا اعلان کر دیں گے۔"

"ٹھیک ہے تہذیب! یہ فیصلہ تو ہم نے پہلے ہی کر لیا تھا اور بھلا میری مجال تھی کہ میں اس سے انکار کر دیتا اور اتفاقات ایسے ہیں تہذیب کہ معاملہ اسی انداز میں میرے سامنے آیا ہے جس طرح کہ میں چاہتا تھا۔ میں نہیں چاہتا کہ میں تنظیم آزادیٔ فلسطین پر کوئی احسان کروں۔ ان لوگوں نے گوٹے پل میں بھی انتہائی کوشش کی تھی کہ میں ان سے اپنا اختلاف بھلا کر ان میں شامل ہو جاؤں لیکن میں نے اسے منظور نہیں کیا، میں نے واپسی قبول نہیں کی۔"

"کیسے قبول کرتے علی! میں جو تمہارا راستہ روکے بیٹھی تھی، تمہیں مجھ تک جو پہنچنا تھا۔" تہذیب نے مسکراتے ہوئے کہا اور میں اسے دیکھنے لگا۔

پھر ہم نے وقتی طور پر یہ موضوع ختم کر دیا۔ بہت سے معاملات ابھی تشنہ تھے۔ سب سے پہلے تو یہ معلوم کرنا تھا کہ تارینا ہارڈو کا تعلق کون سے ملک سے ہے۔ مجھے یقین تھا کہ تارینا مجھے یہ تفصیل بتا دے گی۔ ایک لمحے کے لیے ذہن میں یہ خیال بھی ابھر رہا تھا کہ کہیں یہ سب کچھ میرے خلاف اولیو ہاورڈ کی سازش نہ ہو لیکن حالات بتاتے تھے کہ ایسا نہیں ہے۔ تارینا ہارڈو نے میرے لیے جو کچھ کیا تھا اس کے پس پشت اولیو ہاورڈ نہیں ہو سکتا تھا۔ اگر اولیو ہاورڈ ہوتا تو وہ مجھے کسی اور انداز میں الجھانے کی کوشش کرتا۔

اس کے بعد ہم لوگ اپنے طور پر مختلف قسم کی گفتگو کرتے رہے، پروفیسر ڈھوک بھی زیر بحث آیا اور یہاں میں نے تارینا ہارڈو کی بات سے اتفاق کیا کہ پروفیسر ڈھوک ایسے معاملات میں ایک موثر آدمی ثابت نہیں ہو سکتا اور ہمیں اسے یہیں چھوڑ دینا ہوگا۔ اس سے میرا کوئی قلبی یا ذہنی تعلق بھی نہیں تھا۔ ہاں، ایک اچھا ساتھی ضرور تھا وہ لیکن ایسے معاملات میں انتہائی غیر ذمے دار ثابت ہوتا اور ظاہر ہے ہم ایک غیر ذمے دار شخص کو ساتھ لے کر اپنے سر کوئی عذاب نہیں مول لے سکتے تھے۔

تارینا ہارڈو سے حسب پروگرام ڈنر پر ملاقات ہوئی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پروفیسر ڈھوک بھی وہاں موجود تھا اور بہت چہک رہا تھا۔ یہاں اسے کھل کھیلنے کا موقع ملا تھا اور چونکہ تارینا ہارڈو اسے ہم سے الگ رکھنا چاہتی تھی اس لیے اس نے اپنی ملازماؤں کے سپرد یہ خدمت کر دی ہو گی۔

پروفیسر ڈھوک کو اب ہمارا کوئی خیال نہیں رہا تھا۔ ہاں، ڈنر ٹیبل پر اس نے آنکھیں نچاتے ہوئے کہا۔ "یوں لگتا ہے جیسے آپ لوگوں کو ضرورت سے زیادہ اطمینان نصیب ہو گیا ہو۔ ٹھیک ہے، ٹھیک ہے، انسان کو اپنے طور پر مطمئن ہونا ہی چاہیے۔"

"اپنی کہو پروفیسر! تم تو مجھے ضرورت سے زیادہ ہی مطمئن نظر آ رہے ہو؟"

"بھائی! برات میں جس قسم کے خوف ناک حالات سے دوچار ہو چکا ہوں اس کے بعد یہ سکون مجھے خواب کی سی بات معلوم ہوتی ہے۔ ہاں اس میں کوئی شک نہیں کہ میڈم ہارڈو کے پاس سے فرار ہو کر ہم نے انسانیت کا ثبوت نہیں دیا تھا۔ تاہم اب جب ہمیں اس کے ازالے کا موقع ملا ہے تو ہم کیوں اس سے گریز کریں۔" پروفیسر ڈھوک نے جواب دیا۔ تارینا ہارڈو اس دوران خاموش رہی۔

ڈنر کے بعد ہم تھوڑی دیر تک ساتھ رہے اور اس کے بعد پروفیسر ڈھوک نے کہا۔ "اگر آپ لوگ اجازت دیں تو۔۔؟"

"ہاں، ضرور۔" تارینا نے کہا اور پروفیسر اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ تارینا ہمیں دیکھ کر مسکرائی۔

"یہ شخص ایتھوپیا کا باشندہ ہے۔ میں اس کے بارے میں برے خیالات نہیں رکھتی لیکن یہ بہت عجیب ہے۔ بہرحال ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں دنیا میں۔"

"میڈم! آپ نے یہ نہیں بتایا کہ آپ بذاتِ خود کون ہیں، افریقہ کے کون سے خطے سے آپ کا تعلق ہے؟"

"ابھی نہیں، اس انکشاف کے لیے مزید سولہ گھنٹے درکار ہوں گے۔" تارینا نے جواب دیا۔ وہ اپنے قول کی پابند تھی۔ ہم نے بھی مزید اصرار نہیں کیا کہ اس سے زیادہ اس موضوع پر کچھ گفتگو کی جائے اور اس کے بعد ہم اپنی جگہ سے اٹھ گئے تھے۔

دوسرے دن تقریباً ساڑھے آٹھ بجے ناشتا کیا گیا۔ پروفیسر ڈھوک بھی ساتھ تھا اور پھر دس بجے تارینا ہارڈو نے ہمارے کمرے کے دروازے پر دستک دی۔ ہم نے مسکراتے ہوئے اس کا خیر مقدم کیا تھا۔ تارینا کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔ دروازہ بند کر کے وہ ہمارے سامنے آ بیٹھی۔

"وقت پورا ہو چکا ہے علی! تمہیں ہاں یا نہیں میں جواب دینا ہے۔"

"میڈم تارینا! بات اتنی بڑی تو نہیں تھی، آپ نے چونکہ اس سلسلے میں خود ہی وقفے کا تعین کیا تھا اس لیے ہم نے تسلیم کر لیا۔ تہذیب نے اس بات کا اعلان کر دیا تھا کہ ہمیں کیا کرنا ہے۔"

"گویا۔۔۔ گویا علی! آپ لوگ؟"

"ہاں میڈم تارینا۔ البتہ ایک بات پر ہمیں حیرت ہے۔"

"کس بات پر؟"

"آپ نے ہم پر بہت زیادہ انحصار، بہت بڑا بھروسا کیا ہے۔ کیا آپ کا تمام تر تجربہ۔۔۔ معاف کیجیے گا یہ بات میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ آپ نے خود کو ایک ایسے اہم محکمے سے متعلق بتایا ہے جو اس قسم کے معاملات میں یقیناً فعال ہو گا تو آپ کا تجربہ کیا اس بات کی نشان دہی کرتا ہے کہ میں اس اتنے بڑے مشن میں کامیابی حاصل کر سکوں گا؟"

"علی! دیکھو انسان کی اپنی ایک پہنچ ہوتی ہے، وہیں تک وہ سفر کر سکتا ہے۔ تمہاری زندگی سے متعلق جو معلومات میں نے حاصل کی ہیں ان کے تحت میں یہ کہہ سکتی ہوں کہ اگر مکمل طور پر نہ بھی ہو سکا تب بھی تم اس سلسلے میں اتنا کچھ کر سکتے ہو جتنا کوئی عام آدمی نہیں کر سکتا۔ ہم کسی بہت بڑے گروہ کو بے کر اس مشن کے لیے کام کر سکتے ہیں لیکن اس طرح کچھ ایسی الجھنیں پیش آئیں گی جنہیں ہم سنبھال نہیں سکیں گے۔ اس کے برعکس اگر صرف چند افراد زیادہ ذہانت اور زیادہ برق رفتاری سے کام کریں تو میرا اندازہ ہے کہ ہم کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے مجھ پر اعتبار کرنا آپ کا کام ہے۔ ہاں میں اس بات کا وعدہ کر سکتا ہوں کہ اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ اس مشن کے لیے کام کروں گا۔"

"بس، اتنا کافی ہے علی۔ بعد کے معاملات تو تقدیر کے ہاتھ ہوتے ہیں۔ پہلے میں تمہیں اپنے ملک کا نام بتاتی ہوں مگر اس سے بھی پہلے بہتر یہ ہے کہ تم میری اصلی شکل دیکھ لو۔"

"اصلی!" میں نے اور تہذیب نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ یہ میری اصلی شکل نہیں ہے۔ گزشتہ دنوں یہاں قیام کے دوران مجھے یہ حلیہ اختیار کرنا پڑا۔" تارینا ہارڈو نے اپنی گردن کے پاس کچھ ٹٹول کر ایک میک اپ ماسک اپنے چہرے سے اتار دیا اور ہم نے ایک پُرتمکنت اور دل کش صورت اپنے سامنے پائی۔ خدوخال بالکل تبدیل ہو گئے تھے۔ یہ اعلیٰ پائے کا ماسک تھا۔ اتنا نفیس میک اپ ماسک اس

سے پہلے میں نے نہیں دیکھا تھا۔ تارینا ہارڈو کی شخصیت ہی ایک دم تبدیل ہو گئی تھی۔ وہ پُراسرار چہرہ اب بھی جوں کا توں تھا لیکن اس کی دل کشی میں اور اضافہ ہو گیا تھا۔ رنگ بھی انتہائی صاف تھا۔

میں نے تعریفی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔ "کمال ہے میڈم ہارڈو! میں نے واقعی اتنا کچھ نہیں سوچا تھا۔"

"اب اجازت دو تو میں یہ ماسک اپنے چہرے پر لگا لوں۔" اس نے کہا اور پھر آئینے کے سامنے جا کر اپنی پرانی شکل میں واپس آ گئی۔

تہذیب مالکم ایکس آہستہ سے بولی۔ "بہت دل کش ہے یہ علی! واقعی اتنا ملیح چہرہ بہت کم ہی دیکھنے کو ملتا ہے۔"

تارینا ہارڈو واپس آ کر بیٹھ گئی تھی پھر اس نے اپنے ملک کا نام بتایا اور ہمیں حالات و شواہد کو سامنے رکھتے ہوئے یہ بات تسلیم کر لینا پڑی کہ اس کے بیان میں کہیں کوئی جھوٹ نہیں ہے۔ تارینا ہارڈو نے کہا۔ "تم جانتے ہو علی کہ امریکا میں مقیم یہودی بہت بڑی طاقت رکھتے ہیں۔ ان میں بڑے بڑے سرمایہ دار موجود ہیں اور یہ سب کے سب اسرائیل کی بقا کے لیے ہر طرح سب کچھ کرنے کو تیار رہتے ہیں۔ شاید تم اس بات پر تعجب کرو کہ ڈین کابوس نامی ایک شخص نے یہ پیش کش کی ہے کہ وہ اسرائیلی مفاد کے حق میں ہائل جوشیو کو وہ سب کچھ ادا کرنے کو تیار ہے جو وہ طلب کرتا ہے لیکن ڈین کابوس کی اس پیش کش کو دبا لیا گیا ہے اور اس کا پیغام ہائل جوشیو تک نہیں پہنچ سکا۔ البتہ اسرائیلی مشن امریکا پہنچ چکا ہے اور ڈین کابوس سے اس نے کئی خفیہ ملاقاتیں کی ہیں۔ مسئلہ جو کچھ ہے اب تمہارے سامنے ہے، تمہیں انتہائی پھرتی سے کام کرنا ہے تاکہ ان کے درمیان کوئی سودا ہونے سے قبل ہم اپنے طور پر کامیابی حاصل کر لیں۔ میں تمہیں ان تمام اقدامات کی تفصیل بتاؤں گی جو میں نے اب تک اس سلسلے میں کیے ہیں۔ تم یہ سمجھ لو کہ ہائل جوشیو کسی بھی وقت کوئی کارروائی کر سکتا ہے۔ اس لیے ہمیں جو کچھ بھی کرنا ہو گا نہایت برق رفتاری سے کرنا ہو گا۔ اگر تم اس سلسلے میں مکمل طور پر اپنی آمادگی کا اظہار کرتے ہو تو پھر مجھے اجازت دو کہ میں اپنے ملک سے رابطہ قائم کر کے اس مہم کے لیے بقیہ انتظامات کرنے کی درخواست کروں۔"

"ٹھیک ہے، آپ نے خود ہی ہمیں یہ وقت دیا تھا میڈم تارینا ہارڈو ورنہ ہم پہلے ہی فیصلہ کر چکے تھے کہ آپ کے مقاصد کے لیے کام کریں گے۔ آپ اس سلسلے میں جو کچھ بھی چاہیں کر سکتی ہیں۔"

"شکریہ علی! اب میں ایک لمحہ بھی تمہارے پاس صرف نہیں کر سکتی۔ اپنے طور پر اپنی مصروفیات کو جاری رکھو اور ذہنی طور پر اس بات کے لیے تیار رہو کہ کسی بھی لمحے ہمیں یہاں سے روانہ ہو جانا ہے۔" وہ ہمارے پاس سے اٹھ گئی اور ہم دونوں مسکرائی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگے۔ اپنے اس فیصلے پر ہم بالکل مطمئن تھے۔ دروازے کے قریب پہنچ کر اس نے کہا۔ "پلیز علی! پروفیسر ڈھوک سے اس سلسلے میں کوئی گفتگو نہ کرنا۔ اسے نہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہمارے درمیان کوئی خاص معاملہ ہے۔ تمہیں اس صورتِ حال کا بخوبی اندازہ ہے کسی بھی غیر متعلق شخص کو ہم ان حالات کی ہوا بھی نہیں لگنے دینا چاہتے۔"

"بالکل اطمینان رکھیں میڈم تارینا ہارڈو۔" میں نے جواب دیا اور وہ ہمیں خدا حافظ کہہ کر باہر نکل گئی۔ تہذیب مالکم ایکس ایک لمبی سانس لے کر مجھے دیکھنے لگی تھی۔

تارینا ہارڈو اس گفتگو کے بعد سے بالکل نارمل ہو گئی تھی، اس رات اس نے ڈنر پر ہمیں بتایا کہ اسے ایک ضروری کام درپیش ہے چنانچہ اس کی غیر حاضری ممکن ہے کچھ طویل ہو جائے۔ ہم لوگ اسے محسوس نہ کریں بلکہ اپنے طور پر تفریحات جاری رکھیں۔ اس نے کہا کہ یہ بات وہ اس لیے کہہ رہی ہے کہ اس سے قبل جب ہم پہلی بار یہاں آئے تھے تو پروفیسر ڈھوک نے اس سلسلے میں اعتراض کیا تھا۔

پروفیسر ڈھوک جلدی سے بولا۔ "نہیں میڈم! اس وقت کی بات اور تھی۔ اب تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ہم آپ کے خاندان میں ہی شامل ہیں۔ آپ اطمینان سے اپنا کام کیجیے۔" تارینا مسکرا کر رہ گئی تھی۔

دوسری صبح اس سے ناشتے کی میز پر ملاقات نہیں ہوئی۔ پتا چلا کہ وہ جا چکی ہے۔ پروفیسر ڈھوک سے بھی دن بھر ملاقات نہیں ہوئی پھر تارینا دوسرے دن بھی واپس نہیں آ سکی لیکن تیسرے دن صبح وہ ناشتے کی میز پر موجود تھی۔

اس نے مسکراتے ہوئے ہم لوگوں سے دو دن کی غیر حاضری کی معذرت طلب کی اور ہم سے ہماری خیریت دریافت کرتی رہی۔

اسی دن دوپہر کو دو بجے پروفیسر ڈھوک لنچ سے فارغ ہو کر ہمارے ساتھ ساتھ ہی ہمارے کمرے میں آ گیا اور لجاجت آمیز لہجے میں بولا۔ "دوستو! سوچ تو رہے ہو گے کہ میں کتنا غلط آدمی ہوں لیکن یہ بات نہیں ہے۔ عمر کا ایک بڑا حصہ حسینوں کی معیت میں گزارا ہے اور یہ جانتا ہوں کہ جب دو نوجوان دل یک جا۔۔۔ ہوتے ہیں تو کسی تیسرے کی مداخلت کس قدر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگوار گزرتی ہے۔ اسی لیے ایک اچھے ساتھی کی حیثیت سے میں نے تم دونوں کے درمیان آنے کی کوشش نہیں کی اور میں اپنے اس عمل کو جاری رکھنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ میں تقریباً تین دن کے لیے تم لوگوں سے رخصت ہو رہا ہوں۔"

"ارے ارے پروفیسر ڈھوک! کہاں چل دیے آپ؟"

"وہ دراصل میں جولی۔۔۔ جولی کو تو تم جانتے ہو نا۔ میڈم تارینا بارڈو انسانی حقوق کا خصوصی خیال رکھتی ہیں۔ ان کے ہاں کام کرنے والی خادمائیں مہینے میں تین دن اپنی مرضی سے گزارتی ہیں۔ انہیں چھٹی ہوتی ہے اور جولیا کو تین دن کی چھٹی ملی ہے۔ وہ چاہتی ہے کہ یہ تین دن وہ کالمو کیمپو میں گزارے۔ شکار وغیرہ سے مجھے دلچسپی ہے نہ مجھے لیکن کالمو کیمپو کے اطراف کے دل کش مناظر اسے بھی اچھے لگتے ہیں اور مجھے بھی پسند ہیں اور پھر ایسی جگہ جہاں جولی میرے ساتھ ہو۔۔۔۔ میرا مطلب ہے آپ لوگ مجھے اجازت دیجیے۔"

"ٹھیک ہے پروفیسر! آپ عیش کیجیے۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا اور پروفیسر چلا گیا۔

"بڑے تعجب کی بات ہے، یہ شخص عمر کی جس منزل میں ہے، وہاں لوگ ایسے تو نہیں ہوتے۔" تہذیب نے کہا۔

"ممکن ہے اس کی جوانی کا کوئی حصہ گم ہو گیا ہو تہذیب اور یہ آج تک اس کی تلاش میں سرگرداں ہو۔" میں نے جواب دیا۔ لیکن تقریباً ساڑھے تین بجے تارینا بارڈو نے یہ مسئلہ بھی حل کر دیا۔ وہ خود ہی ہمارے پاس آگئی تھی۔

"میں نے معلوم کیا تھا کہ تم لوگ دوپہر میں سونے کے عادی نہیں ہو اور درحقیقت سونے والے لوگ کارآمد نہیں ہوتے۔ چنانچہ یہی معلوم کر کے میں تمہارے پاس چلی آئی۔ دراصل علی! رات کو کچھ افراد میرے پاس پہنچ رہے ہیں، یہ انتہائی اہم لوگ ہیں اور تمہارے ساتھ ایک میٹنگ کرنا چاہتے ہیں۔ پروفیسر ڈھوک کو میں نے جولیا کے ساتھ بھیج دیا ہے تاکہ اسے صورت حال کا کوئی اندازہ نہ ہو سکے۔ تقریباً تین دن تک ان کی واپسی کا امکان نہیں ہے، میں نے جولیا کو ہدایات دے دی ہیں۔"

"اوہ! تو یہ آپ کی کارروائی ہے؟"

"ہاں یہ ضروری تھا بلکہ یوں سمجھ لو کہ اب اس عمارت کے گرد۔۔۔ آدمی پھیل چکے ہیں اور ایک ایک چپے پر نگاہ رکھے ہوئے ہیں۔ میں کسی بھی خطرے کو یہاں سے دور رکھنا چاہتی ہوں۔ میرے ملک کی وزارت داخلہ کے فرسٹ سیکرٹری، وزارت خارجہ کے سیکرٹری اور کچھ اہم محکموں کے لوگ دیگر اہم لوگوں کے ساتھ آج رات کو گیارہ بجے یہاں پہنچ رہے ہیں۔ اس کے بعد ممکن ہے ہماری ساری رات میٹنگ میں ہی گزر جائے۔ میں تمہیں یہی اطلاع دینے آئی تھی۔"

"اوہ میڈم! اس کا مطلب ہے کہ ان دونوں کی غیر حاضری میں آپ نے خاصی بھاگ دوڑ کی ہے؟"

"ہاں بالکل درست۔ جب ایک کام کا آغاز کرنا ہے تو پھر اس میں دیر کیا معنی؟" تارینا بارڈو نے کہا۔

"ٹھیک ہے آپ نے واقعی نہایت سمجھداری سے کام لیا۔" میں نے جواب دیا۔

اسی رات گیارہ بجے تارینا کی رہائش گاہ کے سامنے اس جگہ جہاں ہیلی پیڈ نما ایک میدان نظر آتا تھا تین ہیلی کاپٹر نیچے اترے اور ان میں سے کئی افراد نکل آئے۔ مجھے حیرت تھی کہ گوٹے بل کے اس علاقے میں تارینا کے اختیارات اس قدر وسیع کیوں ہیں اور اتنی آسانی سے یہ سب کچھ کیسے ہو جاتا ہے لیکن یہ اندازہ بھی تھا کہ وہ ایک خاصے بڑے ملک کی نمائندہ تھی جس کے اختیارات کو کہیں بھی چیلنج نہیں کیا جا سکتا تھا۔ چنانچہ کوئی نہ کوئی بندوبست کیا ہو گا اس نے۔۔۔ ہم نے ان تمام لوگوں کا استقبال کیا۔ ان میں دو خواتین بھی تھیں۔

تارینا نے میرا اور تہذیب مالکم ایکس کا ان سے تعارف کرایا اور اس کے بعد ہم اس بڑے ہال میں آ گئے جسے میٹنگ ہال کی حیثیت سے منتخب کیا گیا تھا۔

کسی تمہید کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ تارینا نے اپنے حکام کو مخاطب کر کے کہا کہ مسٹر علی یار خان اس مشن کے لیے پوری طرح مستعد ہیں اور اب ان سے اس بارے میں تفصیلی گفتگو کی جا سکتی ہے۔ وزارت داخلہ کے سیکرٹری نے سب سے پہلے سوال کیا۔

"مسٹر علی یار خان! آپ کے بارے میں وہ تمام تفصیلات ہمیں مہیا ہو چکی ہیں جن سے آپ کی شخصیت روشنی میں آ جاتی ہے۔ یقیناً آپ قابل قدر کارکردگی کے مالک ہیں اور ہم اس سلسلے میں آپ پر بھروسا کر سکتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہماری ایک خواہش بھی ہے اور وہ یہ کہ اس مشن کی تکمیل کے لیے آپ کسی وقت کا تعین کر لیں۔ پندرہ دن، ایک ماہ یا زیادہ سے زیادہ پینتالیس دن آپ کو اس سلسلے میں دیے جا سکتے ہیں۔ اس وقفے میں اگر آپ کامیابی سے ہمکنار ہو گئے تو ٹھیک ہے، ورنہ چھیالیسویں دن سے ہم اس مشن پر از سر نو کام شروع کر دیں گے۔ اس دوران ہماری تیاریاں جاری رہیں گی۔ ہمیں یقین ہے کہ ہماری اس صاف گوئی کو آپ اپنی توہین نہ خیال

کریں گے۔ ہماری مجبوریاں مدنظر رکھتے ہوئے اور جن لوگوں سے ہمارا سابقہ ہے ان کی حیثیت کو سامنے رکھ کر آپ اس بات کا یقین کر سکتے ہیں کہ ہم کس قدر پریشان ہیں۔ ظاہر ہے ہمیں اس معاملے کو کسی نہ کسی نوعیت سے نمٹانا ہے اس لیے آپ کو ہر پہلو سے آگاہ کر دیا گیا ہے۔"

"میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات نہایت دانش مندانہ ہے۔ میں جو کچھ کروں گا اپنی محنت اور دیانت داری سے کروں گا لیکن اس بات کے امکانات بھی ہیں کہ میں اپنے اس مشن میں کامیاب نہ ہو سکوں۔ لہٰذا یہ تو انتہائی ضروری ہے کہ آپ میرا نعم البدل تیار رکھیں۔"

"شکریہ مسٹر علی! دوسرا سوال آپ سے یہ ہے کہ آپ کس حیثیت سے اس مشن کی تکمیل کریں گے؟"

"میں نہیں سمجھا؟"

"تنظیم آزادیٔ فلسطین کے نمائندے کی حیثیت سے یا اپنے کارکن کی حیثیت سے۔ معاف کیجیے گا گفتگو ذرا کھل کر کی جا رہی ہے اور آپ کو یقیناً اس پر اعتراض نہیں ہو گا۔ کیا آپ ہم سے کوئی معاوضہ طلب کریں گے یا آپ تنظیم کی طرف سے یہ کارروائی کریں گے؟"

"جناب عالی! میرے بارے میں جاننے کے بعد یہ سوال غیر ضروری ہو جاتا ہے۔ علی یار خان کی اپنی ایک شناخت ہے، اپنا ایک منفرد کردار ہے۔ آپ اس بات سے بھی بخوبی واقف ہیں کہ میرا تعلق سرزمین پاکستان سے ہے اور کوئی پاکستانی قابل فروخت نہیں ہوتا۔ خصوصاً جب ہم دین و ملت کے لیے سر پر کفن باندھ کر نکلتے ہیں، تو دنیا کے تمام زر و جواہر کے انبار ہمارے اس مقصد کے سامنے مٹی کے ڈھیر کے سوا کچھ نہیں ہوتے۔ میں نے اپنے مذہب کی ان روایتوں کو زندہ کیا ہے جن میں سرفروشی کی لاتعداد داستانیں چھپی ہوئی ہیں۔ وہ داستانیں جن میں محمد بن قاسم کا ذکر آتا ہے، جو اپنے چند مسلمان بھائیوں کی مدد کے لیے چھوٹی سی عمر میں طوفانی جذبے سے سرزمین سندھ میں داخل ہوا تھا اور وہاں کا نقشہ بدل کر واپس چلا گیا تھا۔ جناب عالی! ہم لوگ دکانوں کے شوکیسوں میں رکھی ہوئی قابل فروخت اشیاء نہیں ہوتے۔ ہم ایسے کام ایک مقدس فریضہ سمجھتے ہوئے کرتے ہیں۔ لہٰذا میں اس بات پر فخر کروں گا کہ مجھے تنظیم آزادیٔ فلسطین کے ایک رکن کی حیثیت سے یہ ذمے داریاں سونپی جائیں۔ میں اس سلسلے میں کسی معاوضے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔"

"ہم تمہاری تاریخ جانتے ہیں علی یار خان!" وزارت داخلہ کے سیکرٹری نے متاثر لہجے میں کہا۔ "بہرحال تمہارے لیے تمام راستے ہموار کیے جائیں گے۔ میرا خیال ہے اب اس گفتگو کے بعد ہم تمہارے جذبوں کی توہین نہیں کریں گے۔ اب میں تمہیں سب سے پہلے مسٹر ایلن کراؤڈز سے متعارف کراؤں۔ ایلن کراؤڈز اس آبدوز کے کمانڈر تھے جو کیمیاوی ہتھیاروں کے نمونے اور ان کے فارمولے لے کر سمندر کی گہرائیوں میں رواں دواں تھی۔ یہ دوسرے صاحب جو ان کے نزدیک بیٹھے ہوئے ہیں، ان کے دست راست تھے۔ باقی لوگوں کو میں نے لانا مناسب نہیں سمجھا چونکہ آپ کو تمام تفصیلات یہی دونوں بتا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ میڈم تارینا بارڈو موجود ہیں، اس مشن کے سربراہ کی حیثیت سے وہ آپ کو تمام تفصیلات فراہم کر سکتی ہیں اور آپ کی وہ تمام مشکلات دور کر سکتی ہیں جو آپ کو اس مشن کے سلسلے میں درپیش ہوں گی۔ ہم آپ کے لیے وہ تمام آسانیاں مہیا کرنا چاہتے ہیں جو ہاکی جوشیو جیسے شخص کے مقابلے میں آپ کی ضرورت ہو سکتی ہیں۔ آپ کے اپنے ذہن میں اس سلسلے میں جو سوالات ابھریں، براہ کرم بے تکان ہم سے پوچھیے۔"

"مسٹر ایلن کراؤڈز! میں آپ سے کچھ سوالات کرنا چاہتا ہوں۔" میں نے کہا۔

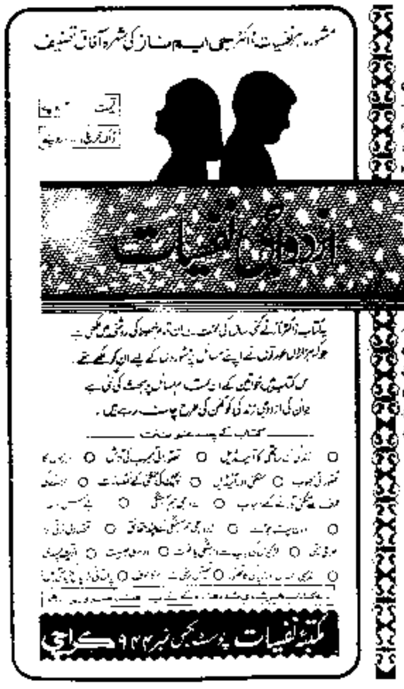

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"جی، میں حاضر ہوں۔"

"آپ کو یاد ہے کہ آپ نے جن راستوں پر سفر کا آغاز کیا تھا وہ کون سے تھے؟ کیا آپ ایک باقاعدہ نقشے کے تحت روانہ ہوئے تھے یا پھر آپ کا یہ خیال تھا کہ ویران سمندر کے جس حصے میں آپ چاہیں اس آب دوز کی اشیا کو ضائع کر دیں گے۔ کیا پروگرام تھا آپ کے ذہن میں؟"

"میں وہ نقشہ اپنے ساتھ لایا ہوں جس کے تحت میں نے سفر کیا تھا۔" ایلن کراؤز نے اپنی فائل سے ایک بڑا سا کاغذ نکال کر میز پہ پھیلا لیا اور پھر کھڑے ہو کر سرخ پنسل سے ان نشانات کے بارے میں تفصیلات بتانے لگا جو نقشے پر لگائے گئے تھے۔ اس نے کہا، "میں ساؤتھ سی کے سیدھے راستے پر تقریباً دو ہزار میل کا سفر طے کر کے اینڈریوپاسلو پہنچا اور اینڈریوپاسلو سے میں نے بائیں سمت کا رخ اختیار کیا۔ بائیں سمت کا علاقہ ہینڈری بل کہلاتا ہے۔ ہینڈری بل آزاد سمندر ہے اور یہاں سامنے کی سمت میں چھوٹے چھوٹے جزیروں کا ایک وسیع سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔ ان میں بے شمار جزیرے ایسے ہیں جن کا دنیا کے نقشے پر کوئی وجود نہیں ہے اور ایسے جزیرے مجرمانہ سرگرمیوں کا مرکز ہیں۔ اس علاقے کی خصوصیات یہ ہیں مسٹر علی کہ یہاں دنیا کا کوئی بھی ملک اپنی کسی بھی نوعیت کی معروفیات بغیر کسی کی مداخلت کے جاری رکھ سکتا ہے۔ عموماً یہاں بحری تحقیقاتی مشن پہنچ جاتے ہیں جو سمندر میں مختلف تجربات کرتے ہیں۔ بعض جگہ یہاں زیرِ آب ایٹمی دھماکے بھی کیے جاتے ہیں۔ بعض جگہ معدنیات کی تلاش کی جاتی ہے۔ ان علاقوں میں اکثر ملکوں کے جہاز نظر آجاتے ہیں اور بعض اوقات ان جہازوں کو خوف ناک حادثے بھی پیش آجاتے ہیں جو ان جزیروں میں مصروف مجرموں کی سرگرمیوں کا نتیجہ ہوتے ہیں۔

"میں نے ہینڈری بل کے بائیں سمت تقریباً دو ہزار ایک سو میل کا سفر طے کیا تھا کہ مجھے وہ حادثہ پیش آگیا جس کے لیے ہم قطعی طور پر تیار نہیں تھے۔ ہماری آب دوز سمندر کی گہرائیوں میں اپنا سفر طے کر رہی تھی۔ ہم نے اس راستے میں روسی آب دوزیں بھی دیکھی تھیں جن سے ہمیں پیغامات موصول ہوئے تھے۔ یہ پیغامات قطعی دوستانہ تھے اور ہمیں ان پر کوئی شبہ نہیں ہے۔ اس کے بعد اچانک ہم نے محسوس کیا کہ سمندر میں کچھ برقی لہریں نمودار ہو رہی ہیں۔ ہمارے آلات ان برقی لہروں کی نشان دہی کر رہے تھے۔ لیکن پھر ہماری آب دوز کو جھٹکے لگے اور عملے کے افراد ایک عجیب سی کیفیت کا شکار ہو گئے۔ ہمیں یوں لگا جیسے ہمارے ذہن خوابیدہ ہوتے جا رہے ہوں۔ ہر ممکن کوشش کی گئی کہ ہم اپنے آپ کو اس الو کے سحر سے آزاد کر لیں لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ آخر کار گہری نیند سو گئے۔ پھر جب ہماری آنکھ کھلی تو ہم ہینڈری بل ہی کے ایک جزیرے پر موجود تھے۔ یہ جزیرہ عام جزائر کی پٹی سے ہٹ کر تھا اور یہاں ہماری زندگی کے لیے ضرورت کی کوئی چیز موجود نہ تھی۔ آب دوز کا کہیں پتا نہیں تھا۔ کافی عرصہ ہم نے وہاں کسمپرسی کی حالت میں گزارا، کچھ حادثے بھی ہوئے اور عملے کے کئی افراد ان کا شکار ہو گئے۔ لیکن زندگی نے ہمارا ساتھ دیا اور بالآخر ہم اپنے وطن واپس پہنچ گئے۔

"ہینڈری بل کے جس علاقے تک ہماری آب دوز نے جانبہ ہوش و حواس کے عالم میں سفر کیا تھا، یہ آخری سرخ نشان اسی علاقے کی نشان دہی کرتا ہے۔ اس کے اطراف میں سب سے بڑا جزیرہ ڈاین کے ہے۔ بائیں سمت تقریباً سو میل دور ایک اور جزیرہ "فوزکاڈ" کہلاتا ہے۔ باقی تین اور چھوٹے چھوٹے جزیرے نظر آتے ہیں جن کا کوئی نام ہمارے علم میں نہیں ہے۔ جزیرہ این کے ایک آزاد جزیرے کی حیثیت رکھتا ہے۔ دنیا کے تمام جرائم پیشہ لوگ وہاں پائے جاتے ہیں۔ ایک باقاعدہ نظام ہے اس جزیرے کا، جسے کسی جدید ملک کا انتظام کہا جا سکتا ہے۔ چونکہ یہ جزیرہ ایک ایسے سمندر میں واقع ہے جہاں تک پہنچنے کا کوئی عام ذریعہ نہیں ہے اس لیے ابھی تک مہذب دنیا کے تمام لوگ اس کے بارے میں جانتے بھی نہیں ہیں، صرف اطراف کے لوگ یا وہ بھولے بھٹکے جو کسی حادثے کا شکار ہو کر اس جگہ پہنچ جاتے ہیں، اس الو کے دیس کی خبریں لاتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ہماری تحقیقات کے آغاز کے لیے یہی جزیرہ سب سے زیادہ کارآمد ثابت ہو سکتا ہے۔ آپ اس سلسلے میں مجھ سے کوئی اور سوال کرنا چاہتے ہیں مسٹر علی؟" ایلن کراؤز نے کہا۔

"نہیں، شکریہ! تاہم اس نقشے کو میں اپنے پاس رکھنا چاہتا ہوں۔"

"یہ آپ کی خدمت میں پیش ہے۔" ایلن کراؤز نے کاغذ تہہ کر کے میری جانب بڑھا دیا۔

"مجھے وہاں پہنچانے کے لیے کیا انتظام ہوگا؟" میں نے پوچھا۔

"نہایت احتیاط سے وہاں آپ کو پہنچا دیا جائے گا۔ مس مالکم ایکس کے لیے بھی ایک خاص بندوبست کیا گیا ہے۔"

"وہ کیا؟"

"این کے، کے ایک مقام پیلوسائن میں ایک دولت مند بوڑھی عورت کو سیکرٹری کی ضرورت ہے۔ اس عورت کا تعلق ہمارے ملک سے ہے۔ اس لیے مس ایکس اس کی

سیکرٹری کے لیے نہایت موزوں رہیں گی۔ مادام مارٹینا لنکن ہماری ساتھی ہیں۔ آپ دونوں کے درمیان فاصلہ تو ہوگا لیکن مس ایکس وہاں قدم جما کر زیادہ بہتر انداز میں اپنے کام کا آغاز کر سکتی ہیں۔"

"گڈ! بہت عمدہ۔ میں اس پروگرام سے مطمئن ہوں۔"

"بحری تحقیقاتی مشن کے سلسلے میں ایک سمندری جہاز مارشل جزیرے کے آس پاس موجود ہے۔ اس جہاز پہ تمہاری حیثیت ریسرچ آفیسر کی ہوگی اور تمہیں یہاں ہر ممکن سہولت مہیا کی جائے گی۔ جہاز پر جو لوگ تمہارے خصوصی معاون ہوں گے، ان کی فہرست اور شناخت میڈم ہارڈو تمہیں کرا دیں گی۔ کوئی اور سوال؟"

"میں مطمئن ہوں۔" میں نے لمبی سانس لے کر کہا۔

کافی دیر تک یہ میٹنگ جاری رہی، بے شمار معاملات زیرِ بحث آئے اور پھر تمام لوگ اپنی جگہ سے اٹھ گئے۔ ہم انہیں باہر تک چھوڑنے آئے اور جب ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو کر نگاہوں سے اوجھل ہو گئے تو ہم اندر واپس آگئے۔

"شاید تم اسے میری خوشامد محسوس کرو علی۔" تارینا ہارڈو نے کہا۔ "لیکن یہ حقیقت ہے کہ تمہیں میرے ملک میں ایک ایسا اہم مقام ملا ہے جس کا کوئی اور تصور بھی نہیں کر سکتا۔ شاید کسی اتنے بڑے ملک کے لیے یہ پہلا موقع ہے کہ وہ کسی نئی مہم کے لیے ایک بیرونی شخص پر انحصار کرے۔ ہمارے ہاں بھی بہترین دماغ موجود ہیں لیکن تم پر جو ریسرچ ہوئی ہے اس سے یہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ تم اس کام کے لیے موزوں ترین انسان ہو اور ان تمام لوگوں سے زیادہ بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کر سکتے ہو جنہیں اس سلسلے میں منتخب کیا جا سکتا تھا۔ میں تمہیں اس بات کا یقین دلاتی ہوں کہ اس مہم کی کامیابی کے بعد کم از کم میرے ملک میں تمہاری اتنی وقعت ہوگی جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ میں نے ذاتی طور پر بھی اپنے ملک کے ان اہم ترین لوگوں سے گفتگو کی ہے اور ان کے ذہنوں میں تمہارے لیے نہایت نیک جذبات پائے ہیں۔ تم ایک پُروقار انسان ہو علی اور تم نے جس طرح بے غرضی سے صرف اپنے مشن کی تکمیل کے لیے اپنے آپ کو پیش کیا اس چیز نے سب ہی کو متاثر کیا۔ تم یقین کرو علی! یہ خوشامد نہیں بلکہ ایک دوست کے جذبات ہیں۔"

"میڈم تارینا ہارڈو! آپ یہ سب کہہ کر مجھے شرمندہ کر رہی ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ ایسا ہی ہے اور مجھے انتہائی مسرت ہوگی اگر میں اس مشن کو کامیابی سے سرانجام دوں حالانکہ ابھی سے معاملات میرے ذہن میں الجھے ہوئے ہیں اور میں آپ کو اس سلسلے میں تکلیف دوں گا۔"

"تکلیف نہ کہو، تم نے میرے سر کا ایک بڑا بوجھ ہلکا کر دیا۔ میں اپنا ایک ایک لمحہ تمہارے لیے وقف کرنے کو تیار ہوں۔ ذہن میں جو بھی آئے مجھ سے ضرور پوچھ لینا کیونکہ اس کے بعد ہمارے راستے مختلف ہو جائیں گے۔"

"ٹھیک ہے۔ ابھی ہمارے پاس وقت ہے۔ مجھے اس مشن پر زیادہ سے زیادہ کب تک روانہ ہو جانا چاہیے؟"

"تیاریاں مکمل ہو جائیں، اس کے فوراً بعد باقی کام ہو جائے گا۔ اس میں کوئی دقت نہیں پیش آئے گی۔"

ہم لوگ واپس آگئے اور پھر صرف رسمی گفتگو ہوتی رہی۔ باقی کام دوسرے دن کے لیے اٹھا دیا گیا تھا۔ تنہائی میں تہذیب مالکم ایکس نے مجھ سے کہا۔ "میں نے اپنی زندگی میں گرین پول کے لیے بہت کچھ کیا ہے علی لیکن محسوس کر رہی ہوں کہ یہ مہم میری زندگی کے ان تمام کارناموں سے زیادہ خطرناک ہے۔"

"میں اب بھی اس سلسلے میں کچھ الجھا ہوا ہوں تہذیب! سوچتا ہوں کہ میری وجہ سے تم خاصی مشکلات کا شکار ہو جاؤ گی۔"

"تمہاری وجہ سے میں زندگی بھر مشکلات کا شکار ہونے کے لیے تیار ہوں۔" تہذیب نے جواب دیا اور میں مسکرانے لگا۔ "لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے علی کہ ہمیں کرنا کیا ہوگا؟ میں نے اس تمام گفتگو میں کوئی دخل نہیں دیا۔ اس لیے کہ تم جو کچھ ان لوگوں سے پوچھ رہے تھے وہ ضروری تھا البتہ ... سوال میں نے تم سے تنہائی میں پوچھنے کا فیصلہ کیا تھا۔"

"میرا خیال ہے اس سلسلے میں ہمیں مکمل پلان تارینا ہارڈو سے موصول ہوگا۔"

"ٹھیک ہے میں جانتی ہوں جیسا کہ اس نے کہا ہے کہ وہ تمہیں ہر پہلو سے مطمئن کرنے کی کوشش کرے گی۔" تہذیب بولی۔

"تمہیں وہاں مجھ سے علیحدہ رہنا ہوگا تہذیب۔ یہ بات تمہارے ذہن میں چبھتی تو نہیں ہے؟"

"نہیں کیونکہ میں جانتی ہوں کہ یہ ہماری ضرورت ہے اور پھر علی! ہمارے ذہن یک جا ہیں۔ یوں بھی ہمارے درمیان محبت کے وہ نہ ٹوٹنے والے رشتے قائم ہیں جن کے تار ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔ ہم ذہنی طور پر ایک دوسرے کے قریب رہیں گے۔ میں صرف اس کام میں تمہاری کامیابی کی خواہاں ہوں۔"

"شکریہ تہذیب! تمہارے ان جذبات سے جو احساسات

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میرے دل میں پیدا ہوتے ہیں انہیں الفاظ کی شکل دینا ان کی توہین ہوگی۔"

"تو تم ان کی توہین نہ کرو۔" تہذیب مسکراتے ہوئے بولی اور ہم دونوں ہنسنے لگے۔

دوسرے دن ناشتے سے پہلے ہی تارینا ہارڈو ہمارے پاس پہنچ گئی۔ ہم دونوں جاگ گئے تھے اور کاہلوں کے سے انداز میں بستروں پر لیٹے آپس میں گفتگو کر رہے تھے کہ تارینا مسکراتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔

"مجھے مداخلت کی معافی چاہتی ہوں لیکن بس یونہی دل چاہا کہ تمہارے پاس آجاؤں۔ ذہنی طور پر اتنی مصروف رہی ہوں کہ رات کو خواب میں بھی کام ہی کرتی رہی ہوں۔"

"آیئے میڈم ہارڈو! یہ بات جان لیجیے کہ آپ کے قرب سے ہمیں خوشی ہوتی ہے۔"

"پتا نہیں کیوں ہم اس طرح ایک دوسرے سے بہت زیادہ قریب آگئے۔ زندہ رہے تو یہ دوستی تاحیات چلتی رہے گی۔"

"یقیناً کیوں نہیں۔"

"میں نے رات کو تم لوگوں کے خواب گاہ میں آنے کے بعد کافی دیر تک کام کیا ہے اس کے باوجود ساڑھے چھ بجے صبح ہی آنکھ کھل گئی تھی۔ کیا خیال ہے، ایک عیر رسمی سی چائے نہ پی جائے؟"

"یقیناً۔" میں نے کہا اور تارینا ہارڈو نے اپنی جگہ سے اٹھ کر کسی ملازمہ کو آواز دی اور چائے کے لیے کہہ دیا۔ بڑا بے تکلف ماحول پیدا ہوگیا تھا، ہم لوگ دیر تک بیٹھے گفتگو کرتے رہے۔ میں نے تارینا سے پوچھا۔ "میرا خیال ہے آج کا دن آپ مجھے دیں گی میڈم۔ جو سوالات اس سلسلے میں میرے ذہن میں آئے ہیں وہ بھی آپ سے کرنے ہیں اور پھر وہ تمام ضروری اشیا بھی آپ مجھے مہیا کریں گی جو اس سلسلے میں درکار ہیں۔"

"یقیناً۔ آج کو اس کی تیاریاں تو کرتی رہی ہوں۔" تارینا نے کہا۔

ہم لوگوں نے چائے پی پھر باتھ روم میں جا کر منہ ہاتھ وغیرہ دھویا اور لباس تبدیل کر کے تارینا کے ساتھ اس کی خصوصی نشست گاہ میں پہنچ گئے۔ نشست گاہ بھی ہم نے پہلی بار دیکھی تھی چونکہ یہ بالکل اندرونی حصے میں واقع تھی۔ یہاں ویسا ہی ایک سفید پردہ جیکٹر رکھا ہوا تھا جیسا تارینا ہمیں پہلی بار دکھا چکی تھی یا پھر ممکن ہے اس پردہ جیکٹر کو یہاں لے آیا گیا ہو۔

تارینا نے فیصلہ کیا کہ ناشتا یہیں کیا جائے گا لیکن ابھی اس کی ضرورت نہیں محسوس ہو رہی تھی چنانچہ ہمارے کام کا آغاز ہوگیا۔

"سب سے پہلے میں تمہیں ان لوگوں سے روشناس کرادوں علی جو ہمارے معاون ہوں گے۔" تارینا نے کہا اور پردہ جیکٹر کے پیچھے جا بیٹھی۔ ایک تصویر اسکرین پر نظر آئی۔ یہ ایک بوڑھی عورت کی تھی جو بڑا نرم چہرہ رکھتی تھی۔ تارینا کی آواز ابھری۔ "یہ میڈم مارٹینا لنکن ہیں اور مس مالکم ایکس آپ کو انہی کی سیکرٹری کی حیثیت سے ان کے پاس پہنچنا ہے۔ ایلن کے، جانے کے لیے ایک مخصوص فلائٹ موجود ہے جس کے ذریعے ہم جو افراد وہاں پہنچتے ہیں اور پھر واپس بھی آسکتے ہیں یہ مخصوص فلائٹ ہوتی ہے جس کے لیے خصوصی اجازت نامے حاصل کرنے پڑتے ہیں۔ میڈم مارٹینا جیسا کہ آپ کو بتایا گیا ہے کہ ہماری ہی کارکن ہیں ان کا تعلق میرے اپنے ہی ڈیپارٹمنٹ سے ہے، وہ آپ کو خوش آمدید کہیں گی اور موجودہ سلسلے میں جو بھی اقدام آپ کرنا چاہیں گی، وہ آپ کی مکمل طور پر معاونت کریں گی اگر آپ چاہیں تو ان کی تصویر بھی آپ کو فراہم کرسکتی ہوں۔"

"میرا خیال ہے اب اس کی ضرورت نہیں ہے۔" تہذیب نے کہا۔

"آپ کو بس محتاط انداز میں وہاں تک پہنچنا ہوگا۔ بہتر یہ ہوگا کہ آپ ایک طرح سے علی سے الگ رہیں اور کچھ اس قسم کا اظہار کرتی رہیں جیسے آپ علی کے خلاف کسی بڑا اسرار مشن سے منسلک ہوں، یہ انداز علی کے دشمنوں کو آپ کی طرف متوجہ نہیں ہونے دے گا بلکہ یہی سوچا جائے گا کہ ممکن ہے آپ کسی اور سلسلے میں کام کر رہی ہوں۔ ہاں علی! اس بات کے پورے پورے امکانات موجود ہیں کہ ایلن کے، فورکاؤ اور ان جزائر کے اطراف میں ہاکل جوشیو کی طرف سے ایسے لوگوں کو متعین کر دیا گیا ہو جو وہاں پہنچنے والے اجنبیوں پر پوری پوری نگاہ رکھتے ہوں۔ تم یہ نہ سمجھنا کہ وہاں تم دنیا کی نگاہوں سے محفوظ ہو بلکہ ہر لمحہ چوکس رہنے کی ضرورت ہوگی۔"

"ٹھیک، بالکل درست۔"

"اب میں تمہیں مارشل کے عملے کے ان افراد سے روشناس کرادوں جو تمہارے معاون ہوں گے۔ میں نے ان لوگوں کو خاص طور سے وہاں بھیجا ہے اور اس کے لیے مجھے خاصی مشکلات اٹھانا پڑی ہیں۔ ان افراد میں بڑے بڑے اہم لوگ بھی ہیں جو مارشل پر معمولی ملازموں کی حیثیت سے بھی کام کر رہے ہیں لیکن یہ تمام افراد میرین انجینئر ہیں، سب میرین انجینئر ہیں

اور اپنے شعبے کے مکمل کوائف سے آگاہ ہیں۔ ضرورت پڑنے پر وہ آب دوز کو دنیا کے کسی بھی حصے میں لے جا سکتے ہیں ان کی تصویریں ذہن نشین کرلیں۔"

تارینا ہارڈو نے ایک اور فلم پردہ جیکٹر پر چڑھائی اور پردہ جیکٹر چلنے لگا ہر شخص کی تصویر اور اس کے بارے میں تفصیلی معلومات اسکرین پر نمودار ہونے لگیں اور بڑی وضاحت کے ساتھ تارینا ہارڈو مجھے ان کے بارے میں بتاتی رہی تیسری اور آخری فلم اس سب میرین کے بارے میں تھی جس کے لیے یہ سارا جھگڑا اکھڑا ہوا تھا۔ مجھے سب میرین کی تصاویر مختلف پہلوؤں سے دکھائی گئیں اس کی اندرونی اور بیرونی ساخت، ڈیزائن اور اس پر موجود نشانات کی مکمل تفصیل بتائی گئی پھر یہ مرحلہ بھی ختم ہوگیا۔ اس کے بعد تارینا ہارڈو نے پردہ جیکٹر بند کر دیا۔

"اب اس سلسلے میں تمہارے سوالات لیکن پہلے یہ بات بتاؤ کہ ان لوگوں کی تصاویر بھی کیا تمہیں درکار ہوں گی؟"

"نہیں میں نے ان تصویروں کو اپنے ذہن پر نقش کر لیا ہے۔ ایسی کوئی چیز میں اپنے پاس رکھنا نہیں چاہتا جو شبے کا باعث بن سکے۔"

"ٹھیک۔ البتہ میڈم مالکم ایکس سے رابطے کے لیے نہیں ایک خصوصی ٹرانسمیٹر دیا جائے گا تاکہ تم دونوں کے درمیان رابطہ قائم رہے۔"

"ہاں۔ یہ ضروری ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"کوئی اور سوال؟"

"یقیناً۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اس آب دوز کے سلسلے میں مجھے اصل کارروائی کیا کرنی ہے؟"

"اس کی تلاش، تباہی یا پھر واپسی۔" تارینا ہارڈو نے جواب دیا۔

"واپسی کے لیے ظاہر ہے مجھے مارشل پر وہ لوگ مل جائیں گے جو سب میرین چلا سکتے ہیں۔"

"ہاں یقیناً۔ تمہیں اس سلسلے میں کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔ اصل مسئلہ اس کی تلاش کا ہے۔" تارینا نے جواب دیا۔

"آخری اور سب سے اہم سوال یہ ہے میڈم تارینا کہ آپ لوگوں نے یہ کیسے یقین کر لیا کہ گمشدہ آب دوز اس علاقے میں ہے۔ ممکن ہے اسے کہیں اور لے جایا گیا ہو اور ہم لوگ غلط فہمی کا شکار ہوں؟"

"نہیں علی! یہی تو ایک کام ہم نے اب تک کیا ہے۔ ہماری تمام تر قوت اس کوشش پر صرف رہی ہے کہ ہم اس جگہ کے بارے میں اندازہ لگالیں جہاں آب دوز رکھی گئی ہے۔ ہاکل جوشیو بین الاقوامی مجرم ہے اور اس نے انہی نامعلوم جزائر میں سے کسی جزیرے پر

اپنی رہائش کا بندوبست کیا ہے۔ یہ بات کئی ملکوں کی متفقہ رائے کے مطابق ہے پھر ہمیں اس کی جانب سے جو پیغامات موصول ہوئے ہیں، ہم نے ان کے راستوں پر بھی کافی محنت کی ہے اور اس کے بعد تمام تر نشان دہی اسی علاقے کی ہوتی ہے چنانچہ یہ بات متفقہ طور پر تسلیم کر لی گئی ہے کہ ہاکل جوشیو نے ہماری آب دوز کو اس علاقے میں محفوظ کیا ہوا ہے۔"

"اور کیا یہ ضروری ہے کہ وہ سمندر میں ہی ہو، ممکن ہے اسے خشکی پر اٹھا لیا گیا ہو جیسا کہ آپ نے بتایا کہ ہاکل جوشیو بے پناہ وسائل کا مالک ہے۔"

"اس کے امکانات یقینی ہیں لیکن یہ تمہاری ذمے داری ہوگی کہ تم اس کی صحیح جگہ کا سراغ لگاؤ۔" تارینا نے جواب دیا۔

"ایک اور سوال۔ کیا وہاں آپ سے رابطہ قائم کیا جا سکے گا؟"

"اس بارے میں ابھی کچھ نہیں کہہ سکتی علی۔ چھپانے کی کوئی بات نہیں ہے اس میں لیکن چند خاص وجوہات کی بنا پر میرا وہاں جانا مناسب نہیں ہوگا۔ تاہم اگر کوئی بڑی ضرورت پیش آگئی تو پھر اس بارے میں فیصلہ کروں گی۔"

"ہوں۔" میں نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"یہ سوال تم نے کیوں کیا ہے علی؟"
"کوئی خاص مقصد نہیں ہے۔"
"مسٹر علی! اس سلسلے میں جتنے لوگوں سے تمہاری ملاقات ہوگی وہ تمہارے ماتحت ہوں گے۔ تم اس آپریشن کے بااختیار کمانڈر ہو گے۔ تمہیں تمام اختیارات حاصل ہوں گے اور کسی بھی صورتِ حال میں تم کسی بھی پروگرام میں تبدیلی کرنے کے مجاز ہو گے۔"

"او کے میڈم تاریتا! میں مطمئن ہوں۔" میں نے کہا اور تاریتا مسکرانے لگی۔

"تو مجھے اجازت ہے" تاریتا نے کہا اور ہم لوگ وہاں سے اٹھ گئے۔

زندگی کے اس انوکھے رخ کے بارے میں کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔ وطن کی زمین پر بچپن کے حسین دور کے نقوش کندہ تھے۔ ایک سادہ سی پُرسکون وادی میں آنکھ کھولی، سادہ لوح لوگوں کے ساتھ دنیا کے رنگ دیکھے، جنوں اور پریوں کی کہانیاں سنیں اور خوابوں میں ان کے انوکھے دیسوں کی سیر کی۔ اس کے بعد حواس کی دنیا میں قدم رکھا اور بہت سی نصیحتوں کا پلندہ لے کر امریکا آ گیا۔ امریکا کی رنگین زندگی کو ہمیشہ اجنبی آنکھوں سے دیکھا، یہ سوچتے ہوئے کہ اپنے آپ کو اس کلچر کے سپرد نہیں کرنا۔ یہ احساس دل کے ہر گوشے میں جاگزیں رہا کہ میں ایک پُر وقار قوم کا فرد ہوں جس کی روایات امانت کی شکل میں میرے پاس ہیں۔ دوستوں کی رنگین محفلوں میں اپنے کردار کے ستون جمائے رکھے اور تسلیم کرایا کہ کردار کوئی چیز ہوتی ہے لیکن زندگی کی اس کروٹ کا گمان بھی نہیں تھا۔ اب تو پرانا علی بار ایک موہوم سے نقطے کی شکل میں رہ گیا تھا۔

تہذیب کو یہ مہم بے حد خطرناک لگ رہی تھی کیونکہ اس نے براہِ راست اور پوری ذمے داری کے ساتھ اس سے قبل کوئی ایسا کام نہیں کیا تھا لیکن میں نے زندگی کے ایک معمولی حصے کو چھوڑ کر بقیہ وقت موت کی ہمنشینی میں ہی گزارا تھا۔ موت کو اتنے قریب سے دیکھا تھا کہ دوسروں نے نہ دیکھا ہوگا۔ قید خانوں میں زندگی سے مذاق، وہاں سے فرار ہوتے ہوئے موت کے مختلف روپ، کیا کیا نہیں دیکھا تھا میں نے۔ زندگی کتنی بے وقعت ہے، مجھ سے زیادہ کون جان سکتا تھا چنانچہ میرے ذہن میں اس نئی مہم کے بارے میں خوف کا کوئی احساس نہیں تھا۔

تاریتا ہارڈ کے بارے میں اب یہ سوچنا بے کار تھا کہ اس کے وسائل کتنے ہیں۔ گو سٹے ہل میں وہ بہت بااختیار تھی

چنانچہ مقررہ پروگرام کے تحت ہم دونوں کو گوسٹے ہل سے نکال کر ایک اور ملک میں لایا گیا جہاں ایک رات ایک شاندار ہوٹل میں قیام کیا اور دوسرے دن شام کو پانچ بجے ایک چھوٹے سے ہوائی سفر کے بعد ہم جمیکا پہنچ گئے۔ یہاں سے تہذیب مجھ سے علیحدہ ہوگئی۔ اسی رات تقریباً ایک بجے ایک خصوصی ایئرپورٹ سے میں رایت کے جانے والے طیارے میں سوار ہو گیا۔ تہذیب مالکم ایکس کے لیے خصوصی طور پر میرے برابر کی سیٹ کا انتظام کیا گیا تھا۔ ایک حسین سبز کاہی اسکرٹ میں ملبوس وہ بہت شاندار نظر آ رہی تھی۔ ہم دو اجنبیوں کی طرح بیٹھ گئے۔ اس تفریحی سفر کے مسافر عام لوگ نہیں تھے۔ برابر کی سیٹ پر ایک ساڑھے چھ فٹ کا نیگرو بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا آدھا چہرہ اتنا خوف ناک تھا کہ اس پر نگاہ نہیں ڈالی جا سکتی تھی۔ یہ چہرہ بری طرح کچلا ہوا تھا۔ دو پرتگالی باشندے ہمارے بالکل آگے والی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے گھٹے ہوئے چہرے کو ڈھکے ہوئے تھے۔ خواتین بھی تھیں۔ ایک سیٹ پر دو چھوری سی لڑکیاں بیٹھی تھیں جو مسلسل آپس میں مذاق کیے جا رہی تھیں۔

سفر جاری رہا۔ دورانِ سفر میں نے تہذیب سے باقاعدہ تعارف حاصل کیا اور اس نے بھی بالکل اجنبی انداز میں مجھے اپنے بارے میں بتایا۔ کھڑکی کے باہر شدید دھند پھیلی ہوئی تھی لیکن ہوشیار پائیلٹ کسی دقت کے بغیر طیارہ اڑا رہا تھا۔ یہ سفر پورے چار گھنٹے کا تھا۔ اس کے بعد مسافروں کو بیلٹ باندھنے کی ہدایت کی گئی اور تھوڑی دیر کے بعد طیارہ رن وے پر اتر گیا۔ اب ہم لوگ مجرموں کے جزیرے پر تھے۔

ٹرمینل سے گزر کر ہم لوگ باہر نکل آئے۔ کسٹم وغیرہ کا ذکر ہی نہیں تھا۔ بڑا اجنبی اجنبی ماحول تھا۔ اس وقت تقریباً پونے چھ بجے تھے۔ تاریکی چھٹتی جا رہی تھی۔

میں نے تہذیب کو پیشکش کی ... "میڈم! اگر آپ پسند کریں تو میرے ساتھ ہی کسی ہوٹل میں قیام کریں۔"

"کوئی ہرج نہیں ہے۔" تہذیب نے جواب دیا۔ اسی وقت عقب سے ایک آواز ابھری۔

"ہوٹل گیلنٹ اجنبی دوستوں کو ایک دوسرے کے قریب لانے میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے جناب! اگر آپ اسے رونق بخشنا پسند کریں تو ہماری خوش بختی ہوگی۔"

ہماری گردنیں گھوم گئیں۔ چھوٹے سے قامت کی لڑکی خدوخال سے تھائی معلوم ہوتی تھی لیکن نہایت شگفتہ انگریزی بول رہی تھی۔

"اگر یہ بات ہے تو ہمیں تمہاری مہمان نوازی قبول ہے۔" میں نے کہا۔

اولیائے کرام کی سوانح نگار ضیاء تسنیم بلگرامی کے مضامین کا مجموعہ

عظمت کے مینار

قیمت ۸۰/- روپے

اولیائے کرام جو مینارۂ رُشد ہدایت تھے
ضیاء تسنیم بلگرامی نے انہیں اپنے قلم کا موضوع بنایا ہے۔

اسلام کے
خاموش مبلغوں
کے پُر اثر
واقعات

کہانیوں سے
زیادہ دلچسپ
داستانوں سے زیادہ
ولولہ انگیز

اُن دنوں جب ہر طرف حرص و طمع، عیش کوشی، خود غرضی اور نفسا نفسی کا دور دورہ تھا۔ انسان دُنیاداری، جاہ طلبی اور جاہ پرستی میں مبتلا تھا۔ روشنی کے ان میناروں نے انسانیت کو نجاتِ ابدی کی راہ دکھائی۔ دُکھی انسانوں کی راہ نمائی کی اور اُن کے کام آئے۔

عظمتوں کے ان میناروں کے کارنامے

اُن کی منور زندگی آج بھی ہماری رہنمائی کر رہی ہے۔ وہ ہم میں موجود نہیں لیکن اپنے کام میں موجود ..... ہمیں بتا رہے ہیں کہ دُنیا سائے کی طرح ہے، اس کے پیچھے بھاگو گے تو یہ آگے ہی آگے رہے گی۔ ہمارے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا لیکن اگر اس سے بھاگو گے تو یہ تمہارے پیچھے دوڑے گی۔ ایک ایسی چیز، جو سائے کی طرح ہو، اس کے پیچھے بھاگنے سے کیا حاصل؟

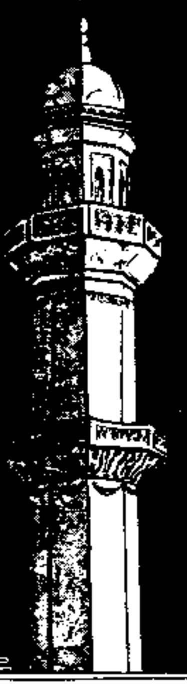

مصنف کی ایک اور کتاب "روشنی کے مینار" بھی دستیاب ہے

کتابیات پبلی کیشنز ○ پوسٹ بکس ۲۳ سعید منشن بلیمویا اسٹریٹ آئی آئی چندریگر روڈ، کراچی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تو پھر تشریف لایئے۔" اس نے مؤدبانہ انداز میں کہا اور ہم مسکراتے ہوئے اس کے ساتھ آگے بڑھ گئے۔

تھائی لڑکی نے ایک لمبی سی خوبصورت کار کا دروازہ کھولا اور ہمیں اندر بیٹھنے کی پیش کش کی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ہمارا سامان ہمارے ہاتھ سے لے کر کار کی ڈکی میں رکھ دیا تھا — وہ خود ہی ڈرائیونگ سیٹ پر جا بیٹھی پھر اس نے پوچھا۔

"آپ دونوں کو الگ الگ کمرے درکار ہوں گے یا ایک ہی کمرے کا بندوبست کروں؟"

"نہیں پلیز، ہمیں الگ کمرے چاہئیں۔" مجھ سے پہلے تہذیب مالکہ ایکس بول پڑی اور میں صرف مسکرا کر رہ گیا۔

"حالانکہ ایسا نہیں ہوتا، جو ایسے دوست جو ایک دوسرے کو ذہنی طور پر قبول کر کے نزدیک آتے ہیں، ابتدا میں ساتھ ہی وقت گزارتے ہیں۔" تھائی لڑکی نے کہا۔

"کیا یہ بھی تمہارے فرائض میں شامل ہے کہ تم گیلنٹ میں ٹھہرنے والوں کے لیے پروگرام منتخب کرو؟" تہذیب نے کسی قدر ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"نہیں میڈم! معافی چاہتی ہوں۔" لڑکی جلدی سے بولی اور اس کے بعد اس نے ہماری گفتگو میں کوئی دخل نہیں دیا۔

'این کے' کے بارے میں جو کچھ بھی میں نے سنا تھا، وہ بہت دلچسپ تھا۔ کسی بھی ملک سے آزاد یہ جزیرہ مجرموں کا جزیرہ کہلاتا تھا لیکن یہ حقیقت تھی کہ اسے بے حد حسین بنایا گیا تھا۔ سڑکیں، گلیاں اور بازار اس طرح صاف شفاف نظر آرہے تھے کہ اسے ماڈرن سٹی کہا جا سکتا تھا۔

گیلنٹ کی عمارت چار منزلہ تھی اور ایک نفیس دائرے کی شکل میں پھیلی ہوئی تھی۔ سامنے کے حصے کو بہت خوبصورتی سے پارکنگ لاٹ کی حیثیت دی گئی تھی۔ ایک سمت بہت کشادہ لان مثلث کی شکل میں بنا ہوا تھا جس میں سوئمنگ پول بھی تھا۔ لان کے تین حصوں میں بڑی خوبصورتی سے کرسیاں سجائی گئی تھیں تاکہ شام کو کھلی ہوا میں بیٹھنے والے یہاں کی تفریحات سے لطف اندوز ہو سکیں۔ یہی نہیں بلکہ لان پر باقاعدہ تفریحات کا بندوبست کیا گیا تھا۔ ایک طرف آرکسٹرا کے لیے اسٹیج بنا ہوا تھا اور دوسری طرف ڈانسنگ فلور تھا۔

ہمیں تیسری منزل پر دو کمرے دیے گئے۔ تہذیب نے مجھے دیکھا اور سر ہلاتی ہوئی اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔ ہوٹل کی ابتدائی شکل ہم نے دیکھ لی تھی۔ کمرا بھی انتہائی خوبصورت تھا۔ بہرطور خاصی دیر ہم نے اپنے اپنے کمروں میں وقت گزارا اور اس کے بعد تہذیب میرے پاس پہنچ گئی۔ ہمارے درمیان یہ بات طے ہو چکی تھی کہ طیارے میں سوار ہونے کے بعد ہم لوگ ذاتی گفتگو بالکل نہیں کریں گے اور اس طرح ایک دوسرے سے پیش نہیں آئیں گے جیسے وہ شناسا ہوتے ہیں۔

تہذیب نے کمرے میں داخل ہو کر کہا۔ "سوری ڈیئر! مجھے کچھ دیر ہو گئی۔ بہتر ہے ہم کچھ وقت ساتھ گزار لیں چونکہ اس کے بعد میری مصروفیات کا آغاز ہو جائے گا۔"

"مجھے آپ کے ساتھ گزرے ہوئے لمحات بہت عزیز ہیں۔" میں نے کہا اور رسمی گفتگو ختم ہو گئی پھر بقیہ وقت ہم لوگ ساتھ ساتھ رہے۔ موسم بے حد خوشگوار تھا اور رات کے سفر کی تھکن نے ہم لوگوں کو متاثر نہیں کیا تھا۔ کافی دیر تک ہم اپنے کمرے میں گفتگو کرتے رہے، اس کے بعد باہر نکل آئے۔

ہوٹل کے ڈائننگ ہال میں کافی رونق تھی اور یہاں بھانت بھانت کے لوگ نظر آرہے تھے لیکن میرا وہ نظریہ اب بھی قائم رہا کہ یہاں آنے والے شریف لوگ نہیں ہوتے۔ بہت کم لوگ ایسے تھے جو سیاحت کی غرض سے ادھر کا رخ کر لیتے تھے۔ زیادہ سے زیادہ وہ جو ایڈونچر ہی کے شائق ہوں اور اس جزیرے کے بارے میں سن کر اسے دیکھنے کے لیے چلے آئیں۔

ڈائننگ ہال کی ایک میز پر بیٹھ کر ہم نے کچھ کھایا پیا اور اس کے بعد باہر کی سیر کے لیے نکل آئے۔ ابھی گیلنٹ سے باہر جانے کا کوئی پروگرام نہیں تھا۔ روش پر چہل قدمی کرتے ہوئے تہذیب آہستہ سے بولی۔ "یہاں کا ماحول واقعی بڑا عجیب ہے۔"

"ہاں۔ یقیناً ایسا ہی ہے۔" سوئمنگ پول پر لوگ خوش فعلیاں کر رہے تھے۔ ہم اس کے کنارے جا کر کھڑے ہو گئے۔ ایک آزاد ماحول تھا جسے گہری نگاہ سے دیکھنے کی ضرورت نہیں تھی۔

دوپہر کو ایک بجے کے قریب ہم اپنے اپنے کمروں میں واپس آ گئے۔ واپسی میں، میں نے تہذیب سے کہا تھا کہ ہمارا بہت زیادہ ساتھ رہنا مناسب نہیں ہے۔ اس لیے اب صرف رات ہی کو ملاقات ہو گی۔ تہذیب اپنے کمرے میں چلی گئی اور میں اپنے بستر پر آ کر لیٹ گیا۔ کھانے کے بعد ہلکی سی کسلمندی محسوس ہونے لگی تھی۔

پروگرام کے مطابق ابھی ہمیں چوبیس گھنٹے اسی طرح گزارنے تھے پھر جب ہمارے آدمی ہمارے اردگرد کی صورتِ حال سے مطمئن ہو جاتے تو ہمیں اپنا کام شروع کرنا تھا۔

رات کو تہذیب ڈائننگ ہال میں آ گئی اور اس کے بعد ہم نے وہاں کی تفریحات میں بھرپور حصہ لیا۔ ڈائننگ ہال سے ہم کھلے آسمان کے نیچے نکل آئے جہاں لان پر بہترین پروگرام

ہو رہا تھا۔ ہم نے عام لوگوں کی مانند رقص میں بھی حصہ لیا۔ اور پھر رات کو تقریباً دو بجے اپنے اپنے کمرے میں واپس چلے گئے۔ اس وقت تک کوئی ایسی صورت پیش نہیں آئی جسے قابلِ ذکر کہا جا سکتا۔ کوئی خاص طور سے ہماری طرف متوجہ نہیں تھا، یہاں جتنے لوگ تھے سب اپنے اپنے طور پر تفریحات میں مشغول رہے تھے۔ بقیہ رات بھی پرسکون گزری اور دوسرے دن صبح تمام ضروریات سے فارغ ہونے کے بعد میں نے سوچا کہ ناشتا تہذیب کے ساتھ ہی کیا جائے۔ چنانچہ میں اپنے کمرے سے نکل کر تہذیب کے کمرے کی جانب چل پڑا لیکن کمرے کے دروازے پر تالا لگا ہوا تھا۔

"اتنی صبح تہذیب کہاں چلی گئی؟" میرے ذہن میں ایک دھماکا سا ہوا۔ ابھی میں دروازے کے سامنے کھڑا سوچ ہی رہا تھا کہ دفعتاً عقب سے ایک ویٹر تیز قدموں سے چلتا ہوا میرے نزدیک پہنچ گیا۔

"جنابِ عالی! میڈم صبح ہی صبح چلی گئیں اور آپ کے لیے ایک پرچا دے گئی ہیں۔" اس نے بتایا۔

"کہاں ہے پرچا؟" میں نے سوال کیا اور ویٹر نے فوراً جیب سے ایک پرچا نکال کر میری طرف بڑھا دیا۔ میں نے اسے کھول کر دیکھا، لکھا تھا۔

"معذرت چاہتی ہوں۔ دراصل ڈیوٹی ڈیوٹی ہوتی ہے آج ہی میری مالکہ نے مجھے فوراً طلب کر لیا ہے۔ اس لیے جاتے ہوئے آپ سے ملاقات بھی نہ کر سکی۔ خدا حافظ۔"

میں نے پرچا پڑھ کر گہری سانس لی، اسے جیب میں رکھا اور ایک نوٹ نکال کر ویٹر کے ہاتھ میں تھما دیا۔ ویٹر ادب سے گردن خم کر کے واپس چلا گیا تھا۔ تہذیب چلی گئی۔ بہرحال پروگرام میں یہ تبدیلی کوئی ایسی قابلِ ذکر بات نہیں تھی چنانچہ مجھے اس کا خیال ذہن سے نکال کر اپنے معاملات کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔ کمرے میں واپس آ کر میں نے ناشتا طلب کیا اور ناشتے وغیرہ سے فارغ ہو کر کافی دیر تک کاہلوں کے سے انداز میں ایک آرام کرسی میں دراز رہا۔

تنہائی خیالات کو جنم دیتی ہے اور خیالات بعض اوقات ذہن کو پراگندہ کر دیتے ہیں۔ اس لیے میں اپنے ذہن کو صاف رکھنے کی غرض سے لباس تبدیل کر کے باہر نکل آیا اور کمرے کو تالا لگا کر ہوٹل کے نچلے حصے میں پہنچ گیا۔ چابی کاؤنٹر پر رکھ کر میں باہر نکل آیا اور میں نے فیصلہ کر لیا کہ این کے کی سیر کروں گا۔

جدید ترین شہر کی مانند یہاں ضروریاتِ زندگی کا تمام سامان موجود تھا۔ خوبصورت ٹیکسیاں ادھر سے ادھر آ جا رہی تھیں۔ دکانوں میں شوکیس بھرے ہوئے تھے۔ بھانت بھانت کے لوگ سڑکوں پر بکھرے ہوئے تھے۔ جزیرے کے طول و عرض کے بارے میں کوئی اندازہ نہیں کیا جا سکتا تھا لیکن کسی بلند جگہ کھڑے ہو کر دیکھا جاتا تو یہ جزیرہ کافی کشادہ محسوس ہوتا تھا۔

میں نے ایک ٹیکسی کو اشارہ کیا اور ٹیکسی میرے قریب آ کر رک گئی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ہوا شخص زرد رو تھا، غالباً کسی ایسے نشے کا عادی جو اس کی صحت کو تباہ کر رہا تھا لیکن اس کے ہاتھ پاؤں چہرے کی نسبت مضبوط نظر آتے تھے، ملک کے بارے میں کوئی اندازہ نہیں لگایا جا سکتا تھا کہ کون سے ملک سے تعلق رکھتا ہے۔ چمڑی سفید تھی لیکن اس پر زردی چھائی ہوئی تھی۔

میٹر ڈاؤن کرنے کے بعد اس نے مجھ سے میری منزل کے بارے میں پوچھا تو میں نے کہا۔ "مجھے اس جزیرے کے دلچسپ مقامات کی سیر کراؤ۔"

"بہتر جناب۔" اس نے شکستہ انگریزی میں کہا اور ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

مختلف سڑکوں اور بازاروں سے گزرتے ہوئے میں ایک پارک کے نزدیک پہنچ گیا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے اس پارک کے بارے میں مجھے تفصیلات بتائیں۔ پھر وہ مجھے ہوٹلوں اور نائٹ کلبوں کے علاقے کی جانب لے گیا۔ یہاں ان کی بہتات تھی، ظاہر ہے ایسی ہی تفریح گاہیں مجرموں کے اس جزیرے پر ہو سکتی تھیں۔ لاتعداد جوئے خانے پھیلے ہوئے تھے۔ مجھے تعجب تھا کہ یہ لوگ کون سے نظام کے تحت یہاں اپنا کاروبار کرتے ہیں۔ خاص طور سے یہ سب کچھ جاننے کے بعد کہ یہاں کوئی کسی قانون کے تابع نہیں ہے۔ ٹیکسی ڈرائیور ایک بہترین گائیڈ ثابت ہو رہا تھا۔ وہ مجھے 'این کے' کے بارے میں تمام تفصیلات بتا رہا تھا اور اس کے بعد ہم بازاروں وغیرہ سے گزر کر یہاں کے رہائشی علاقوں کی جانب چل پڑے۔

خوبصورت مکانات زیادہ تر فلیٹوں پر مشتمل تھے لیکن کہیں کہیں چھوٹے چھوٹے بنگلے بھی نظر آ رہے تھے۔ ہر مکان رنگین پھولوں سے لدا ہوا تھا۔ ہم کافی دور تک نکل آئے پھر ایک موڑ گھومنے کے بعد ایک چھوٹا سا پہاڑی علاقہ آ گیا۔ یہاں چوڑی سڑک سیدھی چلی گئی تھی لیکن ٹیکسی ڈرائیور نے ٹیکسی کو ذیلی سڑک پر موڑ دیا اور میں اس سے سوال کر بیٹھا۔

"یہ سڑک کہاں جاتی ہے؟" ذیلی سڑک پتلی اور کسی قدر ناہموار تھی۔

ڈرائیور نے ادب سے جواب دیا۔ "جنابِ عالی! اس طرف

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایک خوبصورت فارم ہاؤس ہے جہاں بہترین گھڑ سواری کے مظاہرے ہوتے ہیں۔ میں آپ کو ایک حسین علاقہ دکھانے کے لیے لے جا رہا ہوں۔" میں خاموش ہو گیا۔ کھڑکی سے دونوں سمت کے مناظر دیکھتا جا رہا تھا۔ اس طرف آبادی بالکل نہیں تھی۔ بس بھوری برہنہ چٹانیں سر اٹھائے کھڑی تھیں۔ کہیں کہیں سبزہ بھی نظر آ رہا تھا۔ آخر ہم ایک ایسے میدان میں پہنچ گئے جو کسی اسٹیڈیم سے مشابہ معلوم ہوتا تھا۔ یہ وسیع و عریض میدان چاروں طرف سے چٹانوں سے گھرا ہوا تھا اور اس میں داخل ہونے کا یہی ایک راستہ تھا۔ بالکل ہموار لیکن کچا میدان تھا اور اس کے چاروں طرف چٹانوں کے سوا کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے ٹیکسی میدان کے عین درمیان میں جا کر روک دی۔

"کہاں ہے فارم ہاؤس؟" میں نے سوال کیا۔

"جناب عالی نیچے تشریف لے آئیے، میں آپ کو دکھاتا ہوں۔" ڈرائیور نے کہا اور ایک پستول اپنی جیب سے نکال لیا۔

میرے چہرے کے عضلات تن گئے تھے۔ ڈرائیور کی آنکھوں میں مکاری کے آثار نظر آ رہے تھے۔ میں نے سرد لہجے میں کہا: "کیا چاہتے ہو؟"

"مائی ڈیئر جو کچھ دے سکتے ہو، دے دو۔ میں جھگڑالو آدمی نہیں ہوں، بس چاہتا ہوں کہ ہاتھ پاؤں ہلائے بغیر کام ہو جائے۔ تم یہاں اجنبی ہو اور سنو! اگر آئندہ کبھی باہر نکلو تو کسی ٹیکسی ڈرائیور سے یہ مت کہنا کہ وہ تمہیں جزیرے کی سیر کرا دے۔ سیر کا مقصد یہی ہوتا ہے جو میں اس وقت کر رہا ہوں۔ کسی بھی جگہ جاؤ، واقفیت کا اظہار کرو، بچے رہو گے۔ بس اب زیادہ وقت ضائع مت کرو۔ آہ! تمہاری کلائی پر بندھی گھڑی میں شاید یہ ننھے ننھے سے ہیرے جگمگا رہے ہیں۔ خاصی قیمتی ہوگی۔ جیبوں میں جو کچھ ہے نکالو اور میرے حوالے کر دو۔ بس میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا۔"

میں نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی اتاری، اپنی جیب سے پرس نکالا اور دوسری چیزیں ٹٹولنے لگا۔ اس دوران ایک بار بھی میں نے اس کی جانب نہیں دیکھا۔ پھر یہ تمام چیزیں میں نے اس کی طرف بڑھا دیں اور وہ ایک قدم آگے بڑھ آیا۔ اس نے اپنا ہاتھ یہ چیزیں لینے کے لیے آگے بڑھایا اور یہی لمحہ میری مستعدی کا لمحہ تھا۔ میری ٹانگ ایک مخصوص زاویے سے گھومی اور اس کی بغل کے پاس پڑی۔ نشانہ پستول والا ہاتھ تھا، چنانچہ ہاتھ خود بخود اوپر ہو گیا اور وہ بائیں طرف کو جھک گیا۔ دوسری لات اس کے سینے پر پڑی اور وہ چاروں شانے چت گر پڑا۔ میں نے پھرتی سے آگے بڑھ کر اس کے پستول والے ہاتھ کی کلائی پر اپنا پاؤں رکھ دیا تھا۔ ڈرائیور بُری طرح چیخا۔

"ارے ارے! ہڈی ٹوٹ جائے گی۔ ۔ ۔ ہڈی ٹوٹ جائے گی، پاؤں ہٹاؤ۔" میں نے ایک ٹھوکر اس کی پسلی میں ماری اور وہ ڈکرا کر مڑ گیا۔ پستول اب اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ میں نے جھک کر پھرتی سے اُسے اٹھا لیا لیکن اس کا وزن دیکھ کر میری حیرت کی انتہا نہ رہی۔ وہ صرف ایک ٹولئے پستول تھا جو اصلی کی مانند تھا۔ ڈرائیور نے کروٹ بدل کر کراہتے ہوئے کہا: "نقلی ہے، نقلی ہے۔ کوئی اصلی کام تھوڑا ہی ہو رہا تھا یہ۔ بس میں تو تمہیں اس جزیرے کے قوانین سمجھا رہا تھا۔"

"اور اب میں تمہیں اپنا قانون سمجھاتا ہوں۔" میں نے دوسرے ہاتھ میں پکڑی ہوئی چیزیں جیب میں رکھتے ہوئے کہا اور جھک کر ڈرائیور کا گریبان پکڑ لیا۔

"ماسٹر۔ ۔ ۔ ماسٹر! ضروری تو نہیں ہے کہ تم اپنی تمام طاقت کا مظاہرہ مجھ پر ہی کر ڈالو۔ بس جو ہونا تھا۔۔۔ ہو گیا۔"

"ہاں، جو ہونا تھا، ہو گیا۔" میں نے کہا اور اپنا کھڑا ہاتھ اس کی گردن کی ایک مخصوص رگ پر رسید کر دیا۔ ڈرائیور اوندھے منہ نیچے گر پڑا تھا۔ اس نے دو تین بار ہاتھ پاؤں مارے اور پھر ساکت ہو گیا۔ ہاتھ ایسا ہی تھا کہ اسکا بے ہوش ہونا لازمی امر تھا۔ جو کچھ ہوا تھا اس میں تھوڑا سا تفریح کا عنصر بھی تھا لیکن یہ کم بخت اس طرح لوگوں کو خوف زدہ کر کے انھیں لوٹ لیتا ہوگا۔ اگر کوئی طاقتور مل گیا تو پھر مزاح کا سہارا لے لیا ورنہ کام تو ہو ہی جاتا ہے۔ اس کے لیے تھوڑی سی سزا ضروری تھی۔ جتنا فاصلہ طے کر کے وہ مجھے یہاں لایا تھا اب یہ فاصلہ اُسے واپس پیدل طے کرنا ہوگا۔ میں نے سوچا اور اس پر ایک نگاہ ڈال کر واپس پلٹ پڑا۔ ٹیکسی کی چابی اگنیشن میں لگی ہوئی تھی، اسے اسٹارٹ کیا اور وہاں سے واپس پلٹ پڑا۔ خاصی سیر و سیاحت کر چکا تھا اور مجرموں کے اس جزیرے کا ایک نمونہ بھی دیکھ لیا تھا۔ اب ہوٹل واپسی ہی مناسب تھی۔ سڑکوں اور سمتوں کی مجھے کوئی خاص شناخت نہیں تھی پھر بھی میں نے ان بازاروں کو پہچان لیا جن سے گزر کر یہاں تک پہنچا تھا۔ ایک جگہ رکا اور ٹیکسی فٹ پاتھ کے سہارے کھڑی کر کے اسٹیرنگ اور اگنیشن میں لگی ہوئی چابی سے اپنی انگلیوں کے نشانات مٹا دیے پھر وہاں سے پیدل آگے بڑھ گیا۔

تھوڑے فاصلے پر جا کر ایک ٹیکسی لی اور ڈرائیور سے ہوٹل گینٹ کے بارے میں کہہ کر بیٹھ گیا۔ ٹیکسی نے مجھے گینٹ پر اتار دیا تھا۔ گینٹ کی تفریحات زوروں پر تھیں اور خوب ہنگامے ہو رہے تھے۔ موسم کی خوشگوار کیفیات انسانوں پر اثر انداز تھیں۔ سوئمنگ پول کے گرد سب سے زیادہ مجمع لگا ہوا تھا۔

میں نے اس طرف کا رُخ نہیں کیا اور دوسری سمت پڑی ہوئی میزوں میں سے ایک میز منتخب کر کے اس پر جا بیٹھا۔ پھر ویٹر کو بلا کر کافی منگائی اور اس کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ لیتا رہا۔

ابھی کافی ختم نہیں ہوئی تھی کہ دبلے پتلے بدن کا ایک خوش رو نوجوان میز کے نزدیک پہنچ گیا۔ "بیٹھنے کی اجازت چاہتا ہوں جناب؟" میں نے چونک کر اسے دیکھا اور کافی کا آخری بڑا سا گھونٹ لے کر اسے اشارہ کر دیا۔ وہ شکریہ ادا کر کے بیٹھ گیا تھا۔

"موسم بے حد حسین ہے مسٹر علی۔" چند لمحات کے بعد اس نے کہا اور میں سنبھل کر بیٹھ گیا۔ "میری جیب میں ایک بلیو کارڈ ہے جس پر تین سرخ ستارے بنے ہوئے ہیں۔ کیا یہ جگہ کارڈ دکھانے کے لیے موزوں ہے؟"

"کیا چاہتے ہو؟"

"اگر کوئی قباحت نہ ہو تو یہ وقت سمندری سفر کے لیے بے حد موزوں ہے۔ ٹہلتے ہوئے چلیں گے، راستے میں ایک کار ہمیں پک کر لے گی۔"

"میرا سامان؟"

"مارشل پر آپ کو مل جائے گا۔"

"کافی ہو گئے؟"

"دیر ہو جائے گی، ویسے جو حکم۔" اس نے کہا۔ میں نے ایک لمحے کیلیے سوچا اور پھر ویٹر کو بلا کر بل منگوا لیا۔ بل سائن کر کے میں اس کے ساتھ اٹھ گیا۔ ہم لوگ تھوڑی دیر سوئمنگ پول پر رکے اور پھر ٹہلنے کے انداز میں آگے بڑھ گئے۔ نوجوان نے کہا: "میرا نام بل سائمن ہے مسٹر علی۔"

"چوبیس گھنٹے پورے نہیں ہوئے۔ تم بہت جلد آ گئے مسٹر بل۔" میں نے اس کے ساتھ قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اس کی ایک وجہ ہے۔"

"کیا؟"

"کل لوٹ مار کا دن ہے۔ ممکن ہے ایک اجنبی کی حیثیت سے آپ کو پریشانی اٹھانا پڑ جاتی۔"

"کیسا دن؟" میں نے تعجب سے پوچھا۔

"لوٹ مار کا دن۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس میں کیا ہوتا ہے؟"

"یہ اس جزیرے کا واحد سالانہ تہوار ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی تہوار یہاں نہیں منایا جاتا۔ کل کا دن لاکھوں کو کنگال کر دے گا اور لاکھوں کو دولت مند بنا دے گا۔ اس دن عام لوٹ مار ہوتی ہے۔ گروہ بن جاتے ہیں عارضی طور پر۔ خوب مار پیٹ، خنجر زنی، چوریاں، ڈکیتیاں ہوتی ہیں۔ سال بھر پہلے سے پروگرام بنائے جاتے ہیں۔ کسی کو بھی زخمی کیا جا سکتا ہے لیکن قتل ایک بھی نہیں ہوتا۔ اس پر پابندی ہوتی ہے۔ اگر کوئی کسی کو قتل یا شدید زخمی کر دے تو اسے سزائے موت دی جاتی ہے۔ ہاں لوٹ مار بہ آسانی کی جا سکتی ہے جو جس کو لوٹ سکے لوٹ لے۔"

"اور یہ تہوار ہوتا ہے!" میں نے تعجب سے کہا۔

"مجرموں کے جزیرے پر اور کیا ہو سکتا ہے۔ اس دن کوئی جہاز ساحل پر نہیں ہوتا، سب کھلے سمندر میں نکل جاتے ہیں۔"

"بڑا انوکھا تہوار ہے۔" میں نے دلچسپی سے کہا۔ ہم باتیں کرتے ہوئے کافی دُور نکل آئے تھے پھر نیلے رنگ کی ایک لمبی کار ہمارے نزدیک آ کر رک گئی اور ڈرائیور نے عقبی دروازہ کھول دیا۔

"آئیے۔" اس نے کہا اور اندر بیٹھ گیا۔ میں نے بھی اس کی تقلید کی تھی۔ کار جلدی سے آگے بڑھ گئی۔ راستے میں ہم خاموش رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد کار ساحل پر جا رکی۔ اطراف میں مچھلی کی بساند پھیلی ہوئی تھی۔ لوگ مختلف کاموں میں مصروف تھے۔ سامنے ہی لکڑی کے ایک عارضی پل کے ساتھ سفید رنگ کی بوٹ نظر آ رہی تھی جس پر دو آدمی کھڑے ہوئے تھے۔ ایک شخص کے بال بالکل سفید تھے لیکن اس کے نیچے چہرہ صحت مند نظر آ رہا تھا۔ دوسرا بھاری بدن کا تنومند آدمی تھا جس نے جہازیوں جیسی ٹوپی پہنی ہوئی تھی۔ اس کے منہ میں ایک موٹا سگار دبا ہوا تھا جسے وہ چیونگم کی طرح چبا رہا تھا۔

سفید بالوں والے نے میرا استقبال کرتے ہوئے مسکرا کر کہا: "بل نے آپ کو بتایا ہوگا مسٹر علی کہ ہم کل کا خطرہ مول نہیں لے سکتے تھے۔"

"ہاں! انوکھی کہانی سنائی ہے مسٹر بل نے۔" میں نے مسکرا کر کہا اور اس کا مصافحے کے لیے پھیلا ہوا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اس کا نام کانن مور تھا اور وہ جہاز کا فرسٹ آفیسر تھا۔ بھاری بدن کا گینڈا نما آدمی شار لوٹھا۔ میں اور بل بوٹ پر پہنچ گئے اور شار لوٹ نے بوٹ اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔

"آپ کی آمد سے مجھے مسرت ہوئی ہے مسٹر علی! یقیناً مسٹر گینٹ کو بھی آپ سے مل کر خوشی ہوگی۔" مور نے کہا۔

"شکریہ مسٹر مور۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ میں جانتا تھا کہ گینٹ اس مشن کیلیے فرسٹ آفیسر کی حیثیت رکھتا تھا۔ جن تصویروں کی مجھے شناخت کرائی گئی تھی ان میں مور کی تصویر بھی تھی لیکن بل یا شار لوٹ ان میں موجود نہیں تھے۔ تاہم تارینا نے یہ بھی بتایا تھا کہ جن لوگوں کی مجھے شناخت کرائی گئی ہے یہ اہم لوگ ہیں۔ ذیلی لوگوں کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا ہے۔

بوٹ کا سفر دس منٹ سے زیادہ کا نہیں تھا۔ میں نے دُور ہی سے مارشل کو دیکھ لیا، بہت بڑا جہاز تھا۔ بوٹ کے جہاز تک پہنچنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے قبل ہی رسّی کی سیڑھی لٹکا دی گئی تھی اور پھر ایک ہُک بھی لٹکا دیا گیا جس کے ذریعے لوٹ جہاز سے منسلک ہو گئی۔ ایک ایک کر کے ہم سب جہاز پر پہنچ گئے۔ عرشے پر صرف ایک آدمی نظر آیا تھا جس نے یہ کارروائی کی تھی۔

بل اور شار تو وہیں رہ گئے اور مور مجھے لیے ہوئے نچلی منزل کے ایک کیبن کے سامنے پہنچ گیا۔ آس پاس دوسرے کیبن بھی نظر آ رہے تھے۔ جہاز بہت شاندار تھا اور کسی فائیو اسٹار ہوٹل کے کمرے کی طرح سجا ہوا تھا۔ باتھ رُوم اٹیچڈ تھا اور فرنیچر شاندار۔

"یہ آپ کی قیام گاہ ہے۔"

"شکریہ مسٹر مور۔" میں نے کہا اور مور مجھے ضروری معاملات سمجھانے لگا۔

"آپ آرام کریں۔ میں نے ایک آدمی کو آپ کے سامان کے لیے مخصوص کر دیا ہے۔ میرا خیال ہے اُسے پہنچنے میں زیادہ دیر نہیں لگے گی اور کوئی ضرورت.... ؟"

"میرا خیال ہے یہاں سب کچھ ہے۔"

"جینس آپ کو اسسٹ کرے گی، اس وقت وہ جہاز پر موجود نہیں ہے۔ جونہی آئی اُسے آپ کے پاس بھیج دیا جائے گا۔ میں اجازت چاہتا ہوں۔"

مور کے جانے کے بعد میں اطمینان سے ایک آرام کرسی میں دراز ہو گیا اور ان معاملات کے بارے میں سوچنے لگا۔ یہ بڑی اعزاز کی بات تھی کہ ایک اتنے بڑے ملک نے اپنے ذہین ترین لوگوں کو نظرانداز کر کے مجھے اس کام کے لیے مخصوص کیا تھا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی تھی کہ اب تک کی ناکامیوں کے پیشِ نظر انھوں نے کسی ایسے آدمی کو منتخب کرنے کا فیصلہ کیا ہو جو مجرموں کے لیے بالکل اجنبی ہو۔ کچھ بھی سہی، یہ کام بہرحال فلسطینی مفاد کے حق میں تھا، چنانچہ مجھے اپنا فرض انجام دینے میں کوئی عار نہیں تھا۔

کافی دیر گزر گئی، میں اپنے کیبن ہی میں موجود تھا پھر تجربے کے طور پر میں نے دیوار میں لگی ہوئی بیل بجائی اور چھوٹے سے قامت کا ایک نوجوان لڑکا فوراً ہی میرے پاس پہنچ گیا۔ اندر آ کر اس نے گردن خم کی تھی۔

"کافی چاہیے۔" میں نے کہا اور خاموشی سے وہ کسی روبوٹ کی مانند باہر نکل گیا۔ زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ میرے سامنے کافی کے برتن سجا دیے گئے جو نہایت نفیس تھے۔ میں کافی پی ہی رہا تھا کہ دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی اور میں نے دستک دینے والے کو اندر آنے کی اجازت دے دی۔ اندر داخل ہونے والی ایک خوبصورت سی دُھلی دُھلی سی شکل کی لڑکی تھی۔ سفید اسکرٹ اور سفید ہی بلاؤز میں ملبوس۔ گلے میں سفید موتیوں کی مالا پڑی ہوئی، بال نہایت سلیقے سے بندھے ہوئے اور آنکھوں پر سنہرے فریم کی عینک لگی ہوئی تھی۔ اُسے دیکھ کر ذہن کو ایک عجیب سی فرحت کا احساس ہوتا تھا۔

"سر میرا نام جینس ہے۔" اس نے کہا۔ "میں ذرا اِدھر کسی کام سے گئی ہوئی تھی۔ مجھے علم ہوا تھا کہ آپ کل تشریف لا رہے ہیں اس لیے میں اپنے کچھ معاملات نمٹانے میں مصروف ہو گئی تھی۔ اگر آپ کو میری غیر موجودگی کی وجہ سے کوئی تکلیف اُٹھانا پڑی ہو تو میں اُس کے لیے معذرت خواہ ہوں۔"

"اوہ نہیں جینس! پلیز، آ بیٹھیے۔" میں نے کہا اور وہ میرے سامنے ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔

"میرے فرائض میں ہے جناب کہ میں آپ کو اپنی تمام مصروفیات سے آگاہ کروں۔ یوں سمجھ لیں کہ میں آپ کی سیکرٹری ہوں اور آپ کے تمام معاملات کے لیے وقف ہوں۔"

"آپ کی شخصیت بے حد دلکش ہے مس جینس، مجھے آپ کے ساتھ کام کر کے خوشی ہو گی۔" میں نے کہا اور پھر چونک کر جینس کو دیکھنے لگا، اندازہ لگانا چاہتا تھا کہ میرے اس جملے سے وہ کسی غلط فہمی کا شکار تو نہیں ہو گئی۔ میں نے تو بڑے سادہ سے لہجے میں یہ سب کچھ کہا تھا۔ اُس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔

"بے حد شکریہ مسٹر علی یار خان۔ فرمائیے مجھے کب سے اپنی ذمے داریوں کا آغاز کرنا ہے؟"

"ابھی سے مس جینس۔ میں آپ سے تھوڑی سی معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔"

"جی، فرمائیے۔" اُس نے سادگی اور تمکنت سے کہا۔

"مجھے جہاز کے ماحول کے بارے میں بتائیے؟"

"یہ جہاز ایک ایسی کمپنی کا ہے جو دوسرے تمام معاملات کے ساتھ مختلف کاموں کے لیے جہاز کرائے پر بھی مہیا کر دیتی ہے۔ تعلق اٹلی سے ہے اور اٹلی میں ہی اس کا ہیڈکوارٹر بھی ہے۔ جہاز کا کیپٹن اٹالین ہے، سخت گیر اور ڈسپلن کا پابند۔ اس کے اپنے عملے کے لوگ کبھی اپنے معمولات سے نہیں بھٹکتے، دوسروں کے معاملات میں وہ کبھی دخل نہیں دیتا، اُسے بس جہاز پر نظم و ضبط سے دلچسپی ہے۔ جہاز کا فرسٹ آفیسر ہمارے اپنے آدمیوں میں سے ہے اور اسے نہایت احتیاط کے ساتھ یہاں رکھا گیا ہے کیونکہ وہ ہمارے مفادات کا نگران ہے۔"

"کیا تمھارا تعلق بھی اسی ملک سے ہے مس جینس جس کا معاملہ ہائل جوشیو سے ہے؟"

"جی ہاں، میں وہیں سے تعلق رکھتی ہوں۔"

"تب تو آپ بہت زیادہ قابلِ اعتماد ہیں۔ یہاں کم از کم کتنے افراد ایسے ہیں جو آپ کے ملک سے متعلق ہیں؟"

"تقریباً نو افراد لیکن آپ نے لفظ متعلق استعمال کیا ہے اس لیے میں انھیں نکال رہی ہوں۔ کچھ لوگ ایسے ہیں جو صرف ہمارے لیے کام کر رہے ہیں لیکن ان کا تعلق ہمارے ملک سے نہیں ہے۔" جینس نے جواب دیا۔

"کیا وہ لوگ کلیدی حیثیت رکھتے ہیں؟"

"جی نہیں، ثانوی حیثیت۔" اس نے جواب دیا۔

"مور کا تعلق....؟"

"ہمارے ملک سے ہے۔"

"اور مسٹر کینیٹ؟"

"مسٹر کینیٹ بھی ہمارے ہی آدمی ہیں۔ آہستہ آہستہ آپ کو ان تمام لوگوں کے بارے میں تفصیلات معلوم ہو جائیں گی۔"

"ٹھیک ہے مس جینس، باقی معاملات وقت کے ساتھ ساتھ رہیں گے۔ بدقسمتی سے اس وقت میرے پاس کافی کی ایک اور پیالی نہیں ہے ورنہ میں آپ کو کافی کی پیشکش کرتا۔"

"نہیں جناب، یہ کوئی ایسی خاص بات نہیں ہے، میں اس وقت کافی پینا بھی نہیں چاہتی۔" اس نے کہا۔ "اب آپ کی مصروفیات کیا رہیں گی؟ کیا آپ مجھے اس سلسلے میں تفصیل نوٹ کرائیں گے؟"

"ہاں۔ میں چاہتا ہوں رات کو کام کے لوگوں کے ساتھ ایک میٹنگ ہو جائے اور اس میٹنگ میں ہم اپنے آئندہ پروگرام کا تعین کر لیں۔"

"بہتر۔ آپ کی ہدایت کے مطابق میں یہ میٹنگ ترتیب دیے لیتی ہوں اور تمام لوگوں کو اطلاعات فراہم کر دیتی ہوں۔"

"ٹھیک ہے جینس، آپ یہ کام کر لیجیے۔ اس سے پہلے میں کچھ اور نہیں کرنا چاہتا۔" میں نے کہا۔

"اگر آپ چاہیں تو یہاں کیبن میں وقت گزارنے کے بجائے جہاز کی سیر کر لیں۔ میرا مقصد ہے یہاں کے ماحول کا تھوڑا بہت اندازہ آپ کو ہو جائے گا۔"

"اچھا مشورہ ہے لیکن کیا آپ اس دوران میرے ساتھ نہیں ہوں گی مس جینس؟"

"اگر آپ کا حکم ہو تو میں حاضر ہوں۔" اُس نے کہا۔

"نہیں، بہتر یہ ہو گا کہ آپ اپنا کام کر لیں۔" میں نے کہا۔ دراصل میں اس تاثر کو کم کرنا چاہتا تھا جو میرے تعریفی الفاظ نے اس کے ذہن میں پیدا کر دیا ہو گا اور ممکن ہے وہ یہ سوچ رہی ہو کہ اس سے متاثر ہو کر میں زیادہ سے زیادہ وقت اس کے ساتھ گزارنے کا خواہش مند ہوں۔ چنانچہ جینس چلی گئی۔ اس کے جانے کے بعد تھوڑی دیر تک بیٹھا حالات پر غور کرتا رہا اور پھر باہر نکل آیا۔

میں نے جہاز کا جائزہ لیا۔ نچلی منزل دیکھی اور پھر عرشے پر آ گیا۔ لوگ معمول کے مطابق کاموں میں مصروف تھے۔ میں نے محسوس کیا کہ کوئی کسی کی طرف توجہ نہیں دیتا۔ سب کو اپنے معاملات سے غرض ہے۔ ویسے جہاز تک مختلف نشانات کی موٹر بوٹس آتی تھیں اور لوگ ان کے ذریعے آتے جاتے نظر آ رہے تھے۔ کئی ملکوں کے لوگوں کا اجتماع تھا اس جہاز پر۔ میں نے سوچا کہ آہستہ آہستہ یہاں کے حالات سے واقف ہونے کے بعد میں کچھ لوگوں سے رابطہ بھی بڑھاؤں گا، بشرطیکہ مجھے اس کا موقع ملا۔

رات کو تقریباً آٹھ بجے جینس نے مجھ سے میرے کیبن میں ملاقات کی اور کہنے لگی۔ "جنابِ عالی! ڈنر آپ انھی لوگوں کے ساتھ کریں گے اور ڈنر روم میں ہی یہ میٹنگ کر لی جائے گی۔ آپ یہ بات اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ اتنے سارے لوگوں کی موجودگی میں ہمیں محتاط رہنا ہوتا ہے۔"

"ہاں مس جینس، یہ ایک مشکل کام ہے۔" میں نے جواب دیا۔ جینس حسبِ معمول کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔ میں نے اس سے کہا۔ "جینس! یہاں کچھ ایسے لوگوں کی موجودگی کا بھی شبہ کیا جا سکتا ہے جن کا تعلق ہائل جوشیو سے ہو؟"

"ہائل جوشیو کے بارے میں اگر آپ کی معلومات محدود ہیں تو میں آپ کو اس کے بارے میں کچھ بتانا چاہتی ہوں۔"

"ضرور ضرور مس جینس! آپ نہایت کام کی خاتون ہیں۔" میں نے کہا۔

"ہائل جوشیو ایک نامعلوم شخصیت ہے۔ آج تک کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ ہائل جوشیو کو دیکھ چکا ہے۔ وہ صرف ایک نام کی حیثیت سے سامنے رہتا ہے اور اس کے نام پر بڑے بڑے جرائم ہوتے ہیں۔ بہت سے بین الاقوامی جرائم اس کے نام پر کیے جا چکے ہیں۔ کون ہے؟ کیا ہے؟ کس ملک سے تعلق رکھتا ہے؟ کیا شکل و صورت ہے؟ اس بارے میں کوئی صحیح بات ابھی تک منظرِ عام پر نہیں آ سکی۔ لوگ طرح طرح کی قیاس آرائیاں کرتے ہیں لیکن کوئی بھی دعوے سے کوئی بات نہیں کہہ سکتا۔ وہ اِن جزیروں کا بے تاج بادشاہ ہے۔ اِن کے بے شمار غیر ملکی مجرم آتے ہیں، مقامی مجرم بھی ہیں۔ ہاں، شاید آپ کو کل کے دن کے بارے میں نہ معلوم ہو، کل کے دن یہ لوگ ایک سالانہ تہوار مناتے ہیں، جسے لوٹ مار کا دن کہا جاتا ہے۔ آپ یقین کیجیے کہ جو لوگ اپنی آنکھوں سے یہاں اگر لوٹ مار کا یہ دن دیکھ جاتے ہیں وہ سال بھر تک تیاریاں کرتے ہیں اور دور دراز ملکوں سے یہاں آتے ہیں تاکہ یہاں سے کما کر لے جائیں۔ بڑی بڑی کمپنیاں، بڑے بڑے اسٹورز، ملکیتیں تبدیل کر لیتے ہیں۔ یعنی جس کا...

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جس چیز پر قبضہ ہو جائے وہ اس کی ملکیت ہو جاتی ہے۔ دُوسرے دن اُسے چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔ ہاں یہ الگ بات ہے کہ آپ کی ایک دکان لوٹ لی جائے اور اس پر قبضہ کر لیا جائے اور آپ اسی دن رات تک میرا مطلب ہے رات کے بارہ بجے تک واپس اپنے ساتھیوں کے ساتھ آ کر اُس دکان کو دوبارہ حاصل کر لیں تو پھر وہ آپ کی ہو جائے گی۔ لیکن اگر بارہ بج کر ایک منٹ بھی ہو گیا تو پھر آپ کسی ملک کی فوج کو بھی کیوں نہ لے آئیں اس دکان کو دوبارہ حاصل نہیں کر سکتے۔"

"عجیب سی بات ہے! اس کا مقصد ہے کہ یہاں ملکیتیں تبدیل ہوتی رہتی ہوں گی؟"

"ہر سال بڑی منفرد تبدیلیاں ہوتی ہیں اور بارہ بجے کے بعد یہاں کا انتظامی عملہ ان تمام نشانات کو مٹا دیتا ہے جو اس لوٹ مار سے پیدا ہوتے ہیں۔"

"دلچسپ، بہت دلچسپ، واقعی بہت دلچسپ۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "آپ نے اپنی آنکھوں سے کبھی یہ لوٹ مار دیکھی ہے؟"

"جی ہاں، پچھلے سال دیکھی تھی۔"

"سنا ہے یہاں کوئی قتل نہیں ہوتا اس سلسلے میں۔"

"ہاں۔ مار پیٹ ہوتی ہے، زخمی کیا جاتا ہے لیکن اس امر کا خاص طور پر خیال رکھا جاتا ہے کہ کوئی مر نہ سکے۔"

"کیا کبھی کوئی مر بھی گیا ہے؟"

"عموماً ایسا ہو جاتا ہے لیکن جن لوگوں کے ہاتھوں یہ قتل ہوتا ہے وہ خود کو چھپا نہیں پاتے۔ عملے کے لوگ ان کی نگرانی کرتے رہتے ہیں اور انھیں گرفتار کر لیتے ہیں۔ پھر انھیں موت کی سزا دی جاتی ہے۔ کوئی مقدمہ نہیں چلتا، بس یہ ثابت کرنا ہوتا ہے کہ ہلاکت انھی لوگوں کے ہاتھوں ہوئی ہے اور عملے کے افراد کا فیصلہ آخری ہوتا ہے۔"

"گڈ! عجیب بات ہے!"

"اور اس سے بھی زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ انتظامی عملہ ہائل جوشیو کے آدمیوں پر مشتمل ہوتا ہے۔"

"اوہ! کیا مطلب؟"

"اُسی کی زیرِ نگرانی ان جزیروں کے انتظامات ہوتے ہیں۔" جینس نے کہا اور میں حیران رہ گیا۔

ہائل جوشیو کی اصل اہمیت کا احساس مجھے اب ہوا تھا۔ یہ بات تو واقعی قابلِ تشویش تھی اور اس کا صاف مطلب یہ تھا کہ میرے مقابل کوئی معمولی قوت نہیں ہے۔ کیا ایک ایسے آدمی سے میں ٹکرا سکوں گا؟ کیا میں اس طرح اپنا مقصد حاصل کر سکوں گا؟ یہ سوال میرے ذہن میں چکر لگانے لگا۔ تب میں نے جینس سے کہا۔ "ان حالات میں تو جینس ہمارے لیے کام کرنا بے حد مشکل ہو جائے گا۔ ہائل جوشیو سے براہِ راست کھلی جنگ تو اس صورت میں ممکن نہیں۔"

"ہمیں صرف اپنی ذہانت پر انحصار کرنا ہو گا مسٹر علی! اپنی ذہانت سے ہم جو کچھ کر سکتے ہیں وہ کریں گے۔ ورنہ دُوسری صورت میں تو سب کچھ بہت مشکل ہو جائے گا۔"

جینس کے الفاظ پر میں دیر تک غور کرتا رہا تھا۔ پھر میں نے کہا۔ "اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ ہائل جوشیو یہاں ہونے والی ہر کارروائی پر نگاہ بھی رکھتا ہو گا۔"

"یقیناً اس جہاز پر بھی ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ کون سا کا آدمی ہے اور اس کے لیے کام کر رہا ہے۔" جینس نے کہا۔

صورتِ حال جیسے جیسے واضح ہو رہی تھی مجھے اس مہم کی اہمیت کا احساس ہو رہا تھا۔ درحقیقت یہ ناکوں چنے چبانے والی بات تھی اور اگر یہاں کامیابی نصیب ہو جائے تو اسے صرف اپنی خوش بختی ہی کہا جا سکتا تھا لیکن میں بددل یا مایوس نہیں تھا۔ اپنی سی کوشش تو کرنا ہی تھی۔ کامیابی یا ناکامی تو خدا کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔

جینس نے باقی وقت میرے ساتھ ہی گزارا۔ میں اب اس سے گفتگو میں محتاط ہو گیا تھا تاکہ اسے یہ احساس نہ ہو کہ میں خصوصی طور پر اس سے اپنائیت کا اظہار کر رہا ہوں۔

وقتِ مقررہ پر ہم لنچ کے لیے چل پڑے اور جس جگہ کو ڈائننگ رُوم بنایا گیا تھا وہاں پہنچ گئے۔ اندر مور نے میرا استقبال کیا۔ کینٹ بھی موجود تھا۔ کینٹ بھاری تن و توش کا مالک اور خاصے قد و قامت کا آدمی تھا۔ چہرے پر فرنچ اسٹائل کی داڑھی اور سفید مونچھیں تھیں۔ عمر کا صحیح اندازہ نہیں ہو پاتا تھا۔ آگے بڑھ کر اس نے اپنا چوڑا ہاتھ میرے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "آپ سے مل کر بے حد مسرت ہوئی ہے مسٹر علی اور خاص طور سے یہ جان کر کہ آپ کا تعلق فلسطینی تنظیم سے ہے۔ دراصل فلسطینی اپنی بقا کے لیے جو کچھ کر رہے ہیں ہم اس کے دل سے معترف ہیں اور ہماری دُعائیں مکمل طور پر آپ کے ساتھ ہیں۔ بہرطور جس مقصد کے لیے آپ یہاں تشریف لائے ہیں وہ ہمارا اور آپ کا مشترکہ مسئلہ ہے اور اس کے لیے ہم آپ سے ہر ممکن تعاون کرنے کو تیار ہیں۔"

"میں چاہتا ہوں مسٹر کینٹ کہ اس سلسلے میں زیادہ وقت ضائع نہ کیا جائے جو کچھ بھی کرنا ہے اس کا آغاز کر دینا زیادہ مناسب ہو گا۔"

"بالکل بالکل کیا آپ آج ہی رات سے اپنے کام کا آغاز کرنا چاہتے ہیں؟" کینٹ نے کہا اور میں چونک کر اس کی شکل دیکھنے

لگا لیکن اس کے انداز میں طنز نہیں تھا۔ اس نے یہ جملہ سادگی سے کہا تھا۔

"رات کے وقت تو یہ سب کچھ ممکن یا مناسب نہیں ہو گا لیکن صبح ناشتے کے بعد میں اپنی اس مہم کا آغاز کر دوں گا۔" میں نے کہا۔

"میں اس سلسلے میں ہر تعاون کے لیے تیار ہوں، آئیے پہلے کھانا کھایا جائے اس کے بعد ہم اس موضوع پر مزید گفتگو کریں گے۔"

پُرتکلف کھانے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اس میں مورکینٹ، ایک دراز قامت خوب صورت عورت جسے کینٹ کی بیوی کی حیثیت سے روشناس کرایا گیا تھا، اس کے علاوہ دو اور افراد تھے جن سے میرا تعارف ہو گیا تھا۔ یہ سب ان معاملات میں شریک تھے جینس یا شارلو وغیرہ کو اس ڈنر میں مدعو نہیں کیا گیا تھا غالباً اس میں حیثیت کا خیال رکھنے کی کوشش کی گئی تھی لیکن میں بھی ابھی اس سلسلے میں کوئی اعتراض نہیں کر سکتا تھا اور نہ ہی ان چیزوں کی گنجائش تھی۔

ڈنر کے بعد میں نے دوبارہ مسٹر کینٹ سے اس سلسلے میں رجوع کیا اور وہ بولا۔ "جیسا کہ آپ کے علم ہے مسٹر علی پاکستان کی متعلقہ آبدوز، ہائل جوشیو کے قبضے میں ہے اور وہ اس کے لیے سودے بازی کر رہا ہے۔ اسرائیل بھی اس سلسلے میں معروفِ کار ہیں، وہ ہائل جوشیو کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ لیکن معاملات کہاں تک پہنچے ہیں اسکے بارے میں کوئی اندازہ نہیں ہو سکا۔ آبدوز کی تلاش کے سلسلے میں ہم میں سے کئی افراد کوشش کر چکے ہیں لیکن ناکام رہے ہیں۔ ابھی تک یہی اندازہ نہیں ہو سکا ہے کہ ہائل جوشیو نے اُسے کس علاقے میں رکھا ہے۔ البتہ ایک ایسا ذریعہ ہمارے پاس موجود ہے جس کے سبب ہم یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ آبدوز ہے انھی اطراف میں کہیں۔"

"وہ کیا ذریعہ ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"ایک مخصوص آلہ جو آبدوز کے سگنل وصول کرتا ہے آبدوز میں یہ نظام ایک خاص مقصد کے لیے رکھا گیا تھا اور اتنا خفیہ کہ صرف آبدوز کے کمانڈر کو اس کے بارے میں معلوم تھا کہ ایک آلے کے ذریعے آبدوز دُوسری آبدوزوں سے رابطہ قائم کر سکتی ہے۔ وہ آلہ مجھے فراہم کیا گیا ہے۔ وہ یہ بتاتا ہے کہ آبدوز یہیں موجود ہے۔ یقیناً ہائل جوشیو کو اس کے بارے میں معلومات حاصل نہیں ہیں۔ ورنہ آبدوز میں موجود اس نظام کو ناکارہ کرنے کی کوشش ضرور کرتا۔ جب آبدوز کو قابو میں کیا گیا تھا تو کچھ ایسے ہتھکنڈے استعمال کیے گئے تھے کہ عملے کے لوگ اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھے تھے اور ساکت و جامد ہو گئے تھے۔ اس وقت آبدوز کی تمام نشریات جام کر دی گئی تھیں لیکن اس کے بعد جب انھوں نے آبدوز اپنے قبضے میں کر لی تو یہ ضرورت محسوس نہیں کی گئی کہ اس کے تمام سسٹم بند کر دیے جائیں۔ اس کے علاوہ وہ نشریاتی آلہ جو پیغامات دیتا رہتا ہے بند نہیں ہوتا، نہ اسے آن کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ بس وہ اپنا کام جاری رکھتا ہے، شاید یہی وجہ ہے کہ ہمیں اس کے پیغامات موصول ہوتے رہتے ہیں۔"

"میں وہ آلہ دیکھنا چاہتا ہوں جو پیغامات ریسیو کرتا ہے۔" میں نے کہا۔

"ٹھیک ہے، کیا آج ہی رات؟"

"ہاں، میں چاہتا ہوں کہ کل صبح سے اپنے کام کا آغاز کر دوں۔"

"مور پلیز۔" کینٹ نے مور سے کہا اور مور وہاں سے چلا گیا۔

تھوڑی دیر کے بعد وہ تقریباً سات انچ کے حجم کا ایک چوکور بکس لے کر اندر آ گیا جس سے پانچ باریک باریک...... ایریل باہر نکالے گئے تھے۔ اس کے دو بٹن آف کر دیے گئے۔ آلے کے ننھے سے سپیکر سے مخصوص قسم کی ہلکی ہلکی آوازیں اُبھرنے لگیں جو آہستہ آہستہ تیز ہوتی جا رہی تھیں۔ اسکے ساتھ ساتھ ہی ایک ننھا سا سُرخ بلب بار بار جلنے اور بجھنے لگا۔ میں غور سے اُسے دیکھتا رہا۔ پھر میں نے کینٹ سے پوچھا۔

"کیا یہی وہ آوازیں ہیں، میرا مطلب ہے سگنل؟"

"ہاں۔"

"تو زیرِ سمندر یہ آلہ کام کرتا ہے؟"

"بلاشبہ! یہ بنایا ہی اسی مقصد کے لیے گیا ہے۔"

"کیا یہ سمتوں کا تعین نہیں کرتا؟"

"نہیں، اگر ایسا ہوتا تو ہم اب تک آبدوز کے بارے میں معلومات حاصل کر چکے ہوتے۔"

"کیا ان آوازوں اور روشنی سے بھی سمتوں کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا؟ میرا مقصد ہے کسی خاص سمت میں بڑھنے سے یہ آوازیں یا روشنی تیز ہوتی ہو۔ اس طرح ہم آبدوز کی سمت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔"

"یہ تمام کوششیں کر لی گئی ہیں۔ ویسے بھی اس آلے میں یہ تمام چیزیں نہیں رکھی گئیں۔" کینٹ نے جواب دیا۔

"کیا یہ آلہ میں اپنے پاس رکھ سکتا ہوں؟"

"آپ ہر وہ چیز اپنے پاس رکھ سکتے ہیں مسٹر علی جو آج تک ہم استعمال کرتے آئے ہیں۔"

"میں جاننا چاہتا ہوں کہ آبدوز کی تلاش کے لیے ہمارے پاس کیا کیا انتظامات موجود ہیں۔"

"ہائی اسپیڈ بوٹس جو تمام ضروری چیزوں سے لیس ہیں۔ اس کے علاوہ غوطہ خوری کے لیے انتہائی مناسب انتظامات ہیں اور ایک ہیلی کاپٹر بھی آپ کو فراہم کیا جا سکتا ہے جو دراصل بحری

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تحقیقاتی مہمات کے لیے ہم نے حاصل کیا ہے۔ اس کے ذریعے ہم دوُر دوُر تک کا جائزہ بھی لے سکتے ہیں۔"

"شکریہ مسٹر کینٹ! میرا خیال ہے کل صبح میں اپنا پہلا سفر ہائی اسپیڈ بوٹ سے کروں گا۔"

"جیسا آپ مناسب سمجھیں۔"

"مجھے کچھ کہنے کی اجازت دی جائے۔" مور بولا۔

"ہاں ہاں، ضرور۔"

"کل ہائی اسپیڈ بوٹ کے ذریعے سفر کرنا مناسب نہیں ہوگا۔ اس سلسلے میں کل کے دن کی اہمیت کو ملحوظ رکھا جائے۔ سمندر میں بھی کافی لوٹ مار ہوتی ہے۔"

"اس کے باوجود میں بوٹ ہی استعمال کروں گا۔" میں نے سرد لہجے میں کہا اور مور نے شانے ہلا دیے۔

"یقیناً یقیناً جیسا آپ پسند کریں۔ میں نے تو صرف ایک اشارہ دیا تھا۔" مور نے کہا۔

"اب یہ میٹنگ ملتوی کی جاتی ہے۔ میرا خیال ہے خاصا وقت ہوگیا، آپ بھی آرام کریں، کل صبح جس وقت آپ پسند کریں اپنے کام کا آغاز کر سکتے ہیں۔ ہم میں سے ہر شخص آپ کی معاونت کیلیے مستعد ہوگا۔"

ڈنر ہال سے ہم باہر نکل آئے اور منتشر ہو گئے۔ میں واپس اپنے کیبن کی طرف جا رہا تھا کہ جینس کسی طرف سے نکل کر میرے پاس پہنچ گئی۔

"ہیلو! میٹنگ ختم ہوگئی؟" اس نے کہا۔

"ہاں۔"

"کیا اب آپ آرام کرنا چاہتے ہیں؟" جینس نے پوچھا اور میں نے سوالیہ نگاہوں سے اُس کی طرف دیکھا۔

"میں۔۔۔ کچھ سمجھا نہیں مس جینس۔۔۔؟"

"اوہ سر! م۔۔۔ معاف کیجیے گا۔۔۔ دراصل صرف ایک سوال سمجھیں اسے۔" وہ کسی قدر بوکھلا سی گئی۔

"نہیں مس جینس! میرے ذہن میں بھی کوئی خاص زاویہ نہیں تھا اس سلسلے میں۔" میں نے نرم لہجے میں کہا۔

"وہ جناب! یہاں کلب وغیرہ بھی ہیں، تفریحات کے دُوسرے انتظامات بھی ہیں۔ میں تو صرف یہ پوچھنا چاہتی تھی کہ اگر آپ کوئی تفریح کرنا چاہیں تو میں آپ کی رہنمائی وہاں تک کر دُوں۔"

میرے ہونٹوں پر مُسکراہٹ پھیل گئی، جینس کی بوکھلاہٹ خاصی دلچسپ تھی۔ چند لمحات سوچتے رہنے کے بعد میں نے کہا۔ "کم ازکم آپ کے ساتھ ان جگہوں کو ضرور دیکھوں گا مس جینس، اس کے بعد آرام کروں گا۔ زیادہ وقت کسی ہوٹل یا تفریح کی جگہ گزارنا میرے لیے ممکن نہیں ہے کیونکہ ممکن ہے کل صُبح سے میں اپنے کام کا آغاز کر دُوں۔"

"تو پھر لباس وغیرہ تو نہیں تبدیل کرنا آپ کو؟"

"اگر آپ ضرورت محسوس کرتی ہیں تو بتا دیجیے۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

جینس ایک بار پھر بوکھلا کر رہ گئی۔ پھر جلدی سے بولی۔

"میرا خیال ہے نہایت مناسب اور موزوں لباس ہے آپ کے بدن پر۔ تشریف لایئے۔" میں مُسکراتا ہوا اس کے ساتھ چل پڑا۔ لڑکی کی ان بوکھلاہٹوں میں شرافت نمایاں تھی اور مجھے یقین تھا کہ وہ ایسی ہی فطرت کی مالک ہے۔ چہرے بعض اوقات جھوٹ بولتے ہیں لیکن آنکھیں کبھی جھُوٹ نہیں بولتیں۔ اس کی آنکھوں میں شرم کا تھوڑا سا عنصر باقی تھا، جو کچھ کہتی تھی، بے تکان کہہ جاتی تھی۔ لیکن بعد میں یہ احساس اُسے ہو جاتا تھا کہ غلط بول گئی ہے۔ ایسی لڑکی میرے لیے قابلِ قبول تھی کیونکہ وہ کسی طور میرے لیے عذاب نہیں بن سکتی تھی۔ میں جینس کے ساتھ آگے بڑھ گیا اور تھوڑی دیر بعد ہم کلب کے دروازے سے اندر داخل ہو رہے تھے۔

کلب میری توقعات کے مطابق تھا۔ اس شاندار جہاز پر موجود کلب اتنا ہی خوبصورت ہو سکتا تھا۔ وہاں کی فضا میں بڑا انتشار تھا۔ لوگ اپنے اپنے طور پر تفریحات میں مشغول تھے مشروبات کی ٹرالیاں اِدھر سے اُدھر گردش کر رہی تھیں۔ ایک طرف آرکسٹرا موسیقی بکھیر رہا تھا۔ ڈانسنگ فلور بھی نظر آ رہا تھا، جہاں ابھی پروگرام کا آغاز نہیں ہُوا تھا۔ جینس مجھے لیے ہوئے ایک کونے کی میز کی جانب بڑھ گئی اور ہم دونوں بیٹھ گئے۔

"یوں محسوس ہوتا ہے جیسے جہاز پر موجود تمام لوگ اس طرف نکل آئے ہوں۔" میں نے کہا۔

"نہیں جناب۔ تمام لوگ نہیں، یہ تو کُل تعداد کا بیسواں حصہ بھی نہیں ہے۔ آپ نے جائزہ لے لیا ہوگا، بہُت وسیع و عریض جہاز ہے بے شمار لوگ یہاں موجود ہیں۔ آپ دیکھیے نا، ان میں جگہ جگہ کے لوگ نظر آتے ہیں۔"

"ہاں۔ اس کے علاوہ بھی کوئی اور تفریح گاہ ہے؟" میں نے اس سے سوال کیا۔

"جی ہاں، کیوں نہیں۔ عرشے پر بھی ایک اوپن ایئر ریستوران ہے اور وہیں ایک جوا خانہ بھی ہے، خاصے لوگ ہوں گے وہاں اس وقت۔ کیا آپ یہاں بیٹھنا مناسب نہیں خیال کر رہے ہیں؟"

"نہیں نہیں۔ فی الحال یہی جگہ مناسب ہے۔" میں نے کہا

اور جینس نے گردن ہلا دی۔ ہم نے وہاں بیٹھ کر ایک مشروب پیا اور اس کے بعد وہاں سے اُٹھ گئے۔

جینس مجھے میرے کیبن تک چھوڑنے آئی تھی، اس نے دروازے پر کھڑے ہو کر پوچھا۔ "صبح کو کس وقت حاضر ہو جاؤں جناب؟"

"جینس، میں صبح کو بوٹ کے ذریعے تھوڑی سی سرگشت کے لیے جاؤں گا۔ بہتر یہ ہے کہ تم صبح مجھ سے نہ ملو۔ واپس آنے کے بعد ہی تم سے ملاقات ہوگی۔"

"جو حکم۔" اس نے کہا اور واپسی کے لیے مڑ گئی۔ میں نے اندر داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا تھا۔

دوسرے دن تقریباً ساڑھے پانچ بجے ہی آنکھ کھل گئی۔ وجہ کچھ نہیں تھی، میرے ذہن پر آج کی مہم سوار تھی اور میں سوچ رہا تھا کہ اپنی مہم کا آغاز شاندار طریقے سے کروں۔

چھ بجے میں کیبن سے باہر نکل آیا، پوری طرح تیار تھا۔ ٹہلتا ہوا عرشے پر آیا اور سب سے پہلے شارلوٹ سے ملاقات ہو گئی۔ وہ ریلنگ پر ٹکا سمندر کی لہروں کو دیکھ رہا تھا۔ میرے قدموں کی چاپ پر اُس نے چونک کر مجھے دیکھا اور پھر مسکرا کر بولا۔ "اوہ سر آپ! بہت جلدی اُٹھ گئے۔ کیا آپ سحر خیزی کے عادی ہیں؟"

"نہیں شارلوٹ! عام حالات میں دیر تک بھی سوتا رہتا ہوں لیکن تمہیں موجودہ صورتِ حال کی اہمیّت کا اندازہ تو یقیناً ہوگا۔"

"اندازہ ہی نہیں جناب بلکہ میرے سپرد کچھ ذمے داریاں۔۔۔ بھی کی گئی ہیں۔"

"کیا؟" میں نے چونک کر پوچھا۔

"اسپیڈ بوٹ مجھے ہی ڈرائیو کرنی ہے مسٹر کینٹ کا خیال ہے کہ میں سمندر میں سفر کا ماہر ہوں۔ انہوں نے میری ڈیوٹی لگائی تھی اور مجھ سے کہا تھا کہ میں جلد جاگ کر تیاریاں کرلوں تاکہ مسٹر علی کو جس وقت بھی ضرورت ہو، میں فوراً بوٹ پانی میں اُتار سکوں۔"

"تو تم نے تیاریاں مکمل کر لیں؟" میں نے کہا۔

"بالکل جناب! فارغ ہوئے بھی ایک گھنٹا گزر گیا۔"

"کیا میں اس بوٹ کو دیکھ سکتا ہوں؟"

"ضرور ضرور، تشریف لایئے۔" اُس نے کہا اور مستعدی سے مجھے ساتھ لیے ہوئے جہاز کے ایک حصّے میں پہنچ گیا۔ یہاں ہُک سے لگی ایک بوٹ موجود تھی جو لائف بوٹ ہی کی طرح ہینگر میں پھنسی ہوئی تھی۔ ہم لوگ لوہے کی سیڑھیوں کو طے کرکے اُوپر پہنچ گئے۔ انتہائی مضبوطی سے بوٹ اس ہینگر میں پھنسائی گئی تھی چنانچہ کوئی خطرہ نہیں تھا۔ میں نے بوٹ کا جائزہ لیا، بہت ہی شاندار چیز تھی۔ شارلوٹ مجھے اُس کی خصوصیات بتانے لگا۔ ضرورت پڑنے پر اس بوٹ کو اُوپر سے بند کیا جاسکتا تھا اور سمندر میں تقریباً چھ فٹ نیچے اتارا جاسکتا تھا لیکن ایسا صرف چند لمحات کے لیے کیا جاسکتا تھا۔ اس کے بعد اسے سطح پر لانا ضروری تھا۔ یہ صرف اس کے انجن کی قوت تھی کہ وہ پانی کے نیچے بھی تھوڑی دیر تک چل سکتی تھی لیکن آکسیجن وغیرہ کا اس میں کوئی بندوبست نہیں تھا اور نہ ہی ایسے انتظامات تھے کہ وہ آبدوز کی شکل میں تبدیل ہو سکتی۔

شارلوٹ نے مجھے بتایا کہ وہ اس قسم کی بوٹ کنٹرول کرنے میں ماہر ہے، وہ کہنے لگا۔ "اس میں یہ خصوصیت اس لیے رکھی گئی ہے جناب کہ اگر کسی خاص موقع پر ضرورت محسوس ہو تو چند لمحات کے لیے غوطہ لگا کر ہم دوسروں کی نگاہوں سے اوجھل ہو جائیں۔ یہ خصوصاً مسٹر کینٹ نے منگوائی تھی۔"

"گڈ، ویری گڈ۔ اور تم اسے اچھی طرح آپریٹ کر لیتے ہو؟"

"جی ہاں۔ میں نے اپنی ساری زندگی اسی قسم کی مصروفیات میں گزاری ہے۔" شارلوٹ نے جواب دیا۔

"شارلوٹ! بوٹ میں ہمارے پاس ہتھیاروں وغیرہ کا بھی بندوبست ہے؟"

"جی ہاں۔ یہ دیکھیے، یہ مخصوص بٹن لگے ہوتے ہیں۔ اس بٹن کو دبانے سے بوٹ کے سامنے کے حصّے میں دو نالیں نکل آتی ہیں جو اینٹی ایئرکرافٹ گن کی طرح فائرنگ کر سکتی ہیں اور اپنی زد میں آئی ہوئی کسی بھی موٹر بوٹ کو تباہ کر سکتی ہیں۔ ان کی قوت بس اتنی ہی ہے۔ اگر ہم انھیں کسی ٹینکر یا کروزر پر استعمال کرنا چاہیں تو یہ ناکام رہیں گی۔ ایسی ہی گنیں پیچھے کی سمت بھی لگی ہوئی ہیں، اسٹیرنگ کے ذریعے ان کے رُخ تبدیل کیے جا سکتے ہیں۔ آگے اور پیچھے لگی ہوئی یہ گنیں بخوبی چاروں جانب فائر کر سکتی ہیں۔ البتہ انہیں استعمال کرنے کے لیے اُوپر نکالنا پڑتا ہے۔"

"گڈ، ویری گڈ! اس کے علاوہ؟"

"کافی کے یہ تھرماس اور کھانے کے پیکٹوں کے یہ تین بنڈل جو چوبیس گھنٹوں کے لیے کارآمد ہو سکتے ہیں۔ پانی اور ایسی ہی ضرورت کی چند دوسری چیزیں۔ یہ کچھ مخصوص قسم کے پستول بھی ہیں جو خاص طور سے آپ کے لیے رکھوائے گئے ہیں۔ اور کچھ جناب؟"

"میرا خیال ہے ہمارا کام تو مکمل ہے۔ کیا اب مسٹر کینٹ سے ملنا ضروری ہے؟"

"ہرگز نہیں۔ مجھے مسٹر کینٹ نے اجازت دے دی تھی کہ آپ کے حکم پر فوراً ہی روانہ ہو جاؤں۔"

"گڈ۔ ایک اور چیز کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے شارلوٹ۔"

"وہ کیا جناب؟"

"ایسا مخصوص کیمرا جس سے ضرورت کے وقت تصویریں اُتاری

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جا سکیں۔"
شارٹو کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے بوٹ کا ایک خانہ کھولا اور ایک چھوٹا سا واٹر پروف کیمرا نکال کر میرے حوالے کر دیا۔ "یہ لوڈ ہے جناب! آپ اس سے پانی کے نیچے بھی تصویریں کھینچ سکتے ہیں۔"
میں نے ایک گہری سانس لی اور پھر شارٹو کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔ "انتہائی شاندار! میں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں شارٹو۔"
"شکریہ جناب۔ اب کیا پروگرام ہے؟ کیا ناشتے کے بعد ہم اپنی مہم پر روانہ ہوں گے؟"
"بھئی اگر مہم کے دوران ہی ناشتا کیا جائے تو کیا ہرج ہے؟"
"کوئی ہرج نہیں ہے۔" وہ بولا۔ "اب تو ہمیں نیچے اترنے کی بھی ضرورت نہیں، کیا خیال ہے؟"
"بالکل۔" میں نے کہا اور پھر شارٹو کے ساتھ بوٹ میں آبیٹھا۔ صرف دو آدمیوں کے بیٹھنے کی گنجائش تھی، باقی بوٹ میں مشینری وغیرہ پھیلی ہوئی تھی۔ شارٹو نے ہینگر کے ہک کھولے اور اس کے بعد ایک کرین بوٹ کو نیچے اتارنے لگی۔ کرین نے پہلے بوٹ کو آگے بڑھا کر جہاز کے کنارے سے سمندر کی اُوپری سطح تک پہنچا دیا۔ اس کے بعد وہ اسے نیچے اتارنے لگی۔ تمام کام آٹومیٹک تھے۔ اُوپر سے کسی کو کنٹرول کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ نیچے پہنچنے کے بعد شارٹو نے ہک نکال دیے اور آٹومیٹک کرین واپس اپنی جگہ پلٹ گئی۔ اب بوٹ سمندر میں تھی۔ شارٹو نے اسے اسٹارٹ کیا اور پھر سُست رفتاری سے آگے بڑھا دیا۔
ہائی اسپیڈ بوٹ آہستہ آہستہ رفتار پکڑتی جا رہی تھی اور اب وہ صرف پانی کی سطح کو چھوتی ہوئی چل رہی تھی۔ شارٹو نے ایک دُوربین نکال کر میری طرف بڑھا دی اور میں نے شکریہ کے ساتھ اُسے قبول کر لیا۔ اب تک سب کچھ میری منشا کے مطابق ہو رہا تھا لیکن اس کے باوجود بھی میں محتاط ہی تھا۔ جہاز پر میرے معاون جتنے لوگ تھے یقیناً تارینا ہارڈو نے انھیں اچھی طرح چیک کر لیا ہوگا اور اُن میں کوئی بھی ایسا نہیں ہوگا جو اس مشن کے لیے خطرناک ہو۔ اس کے باوجود ہائل جوشیو کی قوت کو بھی مدِنگاہ رکھنا تھا۔ اتنا بااختیار شخص اپنے تحفظ کے لیے جس طرح بھی بندوبست کرنا چاہے کر سکتا تھا۔
شارٹو نے جس رُخ پر کشتی کو موڑا تھا میں نے اُس پر اعتراض نہیں کیا تھا۔ کافی دُور پہنچنے کے بعد شارٹو ہی کو اس کا خیال آیا اور اُس نے میری طرف رُخ کر کے پوچھا۔ "مسٹر علی! آپ کسی خاص سمت جانا چاہتے ہوں تو مجھے گائیڈ کریں۔"
"چلتے رہو۔ میرا خیال ہے کہ تم صحیح سمت جا رہے ہو۔ کشتی کا رُخ اِنہی چھوٹے چھوٹے جزیروں کی طرف ہے نا جو اپنی گوناگوں خوبیوں کے سبب مشہور ہیں؟"
ہاں۔ وہ دیکھیے، جزائر کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔" شارٹو نے کہا اور کشتی کی رفتار ہلکی کر دی۔ میں گہری نگاہوں سے جزیروں کے اس سلسلے کو دیکھنے لگا۔ ان پر درختوں کی بہتات نظر آ رہی تھی۔ بظاہر ان پر کوئی متنفس نظر نہیں آ رہا تھا اور میں سوچ رہا تھا کہ ان سنسان اور غیر آباد جزیروں کو واقعی آسانی سے مجرمانہ کارروائیوں کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ بلاشبہ یہ علاقہ دنیا کا عجیب ترین علاقہ کہا جا سکتا تھا۔ تمام جزیرے ویران اور غیر آباد تھے۔ صرف ایک آدھ جزیرے پر مجھے کچھ جھونپڑے نظر آئے اور میں نے شارٹو سے اُن کے بارے میں سوال کیا۔
"سر، یہ ماہی گیروں کی بستیاں ہیں۔ کہیں کہیں ان جزیروں پر ماہی گیر رہتے ہیں۔ وہ مچھلیاں پکڑتے ہیں اور آباد جزیروں پر لے جا کر فروخت کر دیتے ہیں اور اس طرح اپنا پیٹ پالتے ہیں۔"
"ٹھیک ہے، چلتے رہو۔"
"اگر آپ چاہیں تو کسی بھی جزیرے پر اُتر کر ان ماہی گیروں سے ملاقات کر سکتے ہیں۔"
"ابھی نہیں شارٹو، ابھی میں اطراف میں دُور دُور تک کا جائزہ لے لینا چاہتا ہوں۔"
"جیسا آپ پسند کریں۔" شارٹو نے کہا اور اس کے بعد کشتی اس طرف سے واپس موڑ دی۔
پھر دُور سے اُس نے مجھے فور کا زیبی دکھایا جہاں آبادی معلوم ہو رہی تھی اور اس کے بعد وہاں سے بھی واپس پلٹ پڑا۔ پھر سمندر میں ایک جگہ اُس نے کشتی کے انجن بند کر دیے۔ اس وقت دن کا ایک بج چکا تھا۔ ہم نے نہ جانے کتنا سمندری سفر طے کر لیا تھا۔ ابھی تک کوئی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا تھا جسے قابلِ ذکر کہا جا سکتا۔
شارٹو نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "سر، ان تمام مصروفیات کے ساتھ ساتھ جسم کی قوت بحال رکھنا بھی ضروری ہے۔ کیا خیال ہے، ایک بج چکا ہے؟"
"یقیناً شارٹو۔ یُوں لگتا ہے جیسے سمندری ہوائیں نظامِ ہضم کے لیے کافی بہتر ثابت ہوئی ہیں، میں بھی شدید بھوک محسوس کر رہا ہوں۔"
"اور میں بھی۔" شارٹو نے کہا، پھر ایک پیکیٹ کھول لیا۔ اعلیٰ قسم کے سینڈوچز اس میں موجود تھے۔ اس کے ساتھ ہی کافی بھی نکالی گئی جو انتہائی گرم اور لذیذ تھی اور اس طرح محفوظ کی گئی تھی کہ بالکل تازہ تھی۔ کافی سمندر کی اس نمی میں مزہ دے گئی۔ ہم نے

پورا پیکٹ سینڈوچز کا کھا ڈالا اور کافی کے دو دو کپ پینے کے بعد چست و چالاک ہو گئے۔ شارٹو مجھے سمندر میں واقع جزیروں کے بارے میں بتا رہا تھا۔
"مجھے بحری تحقیقاتی مہم کے سلسلے میں کوئی سرگرمی کہیں نظر نہیں آئی شارٹو؟" میں نے کہا۔
"آپ بائیں جانب جو ایک جہاز کا ہیولا دیکھ رہے ہیں، وہ آج کل زیرِ سمندر تحقیقات میں مصروف ہے۔ ہم جس علاقے میں ہیں یہاں کچھ نہیں کیا جاتا، یہ علاقہ پہلے ہی چھان مارا گیا ہے۔ جہاں پر ہمارا جہاز لنگر انداز ہے وہاں اور اسی طرح اس کے اطراف میں اتنے ہی فاصلوں پر کسی سمندری تحقیق کی اجازت نہیں ہے جو کچھ ہوتا ہے اس سے آگے ہوتا ہے۔"
سمندر کا ایک طویل چکر لگانے کے بعد ہم واپس پلٹے اور دفعتاً ہی مجھے لُوٹ مار کا دن یاد آ گیا، میں نے مسکراتے ہوئے شارٹو سے کہا۔ "ان کے اس عجیب تہوار کے بارے میں لوگوں نے مجھے بتایا تھا مگر میں نے تو اس کے آثار سمندر میں کہیں نہیں پائے؟"
"جو کچھ ہو رہا ہوگا اس کا آپ اندازہ بھی نہیں کر سکتے مسٹر علی۔ کاش میں آپ کو وہاں کی ہنگامی کیفیات دکھا سکتا۔"
"کیا ہم اس کے قریب سے بھی نہیں گزر سکتے؟"
"مناسب نہیں ہوگا، کسی بھی طرح یہ خطرہ مول لینا ٹھیک نہیں ہے ورنہ میں آپ کی یہ خواہش ضرور پوری کرتا۔"
"کاش میں ایک سال تک یہاں رہ سکتا۔ ان معاملات کی وجہ سے مجھے محتاط ہونا پڑا ہے ورنہ اس دلچسپ دن کو دیکھنے کی آرزو میرے دل میں بار بار اُبھر رہی ہے۔" شارٹو نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ہم لوگ بہت دیر تک اطراف میں گھومتے رہے اور اس کے بعد واپس اپنی جگہ پر آ گئے۔
دُوسرے لوگوں کو چونکہ اس بات کا علم تھا کہ ہم سمندر کی سیر کو نکلے ہوئے ہیں اس لیے وہاں سب ہی مستعد تھے۔ مور نے دُور ہی سے ہمیں دیکھ لیا اور ہاتھ ہلا کر اشارہ کیا کہ وہ کشتی کو اُوپر اٹھانے کا بندوبست کر رہا ہے اور چند لمحات کے بعد اسی مخصوص کرین کے ذریعے ہائی اسپیڈ بوٹ اُوپر اٹھا کر ہینگر میں فٹ کر دی گئی اور ہم لوگ لوہے کی سیڑھی سے نیچے اتر آئے۔ مور میرے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔
"یہ سوال تو کرنا ہی حماقت ہے مسٹر علی کہ آپ کو کچھ کامیابی نصیب ہوئی؟" مور نے کہا۔
"ہاں، ابھی تو سوال غیر مناسب ہے البتہ جیسے ہی کوئی نئی بات میرے علم میں آئی، میں آپ کو ضرور اس کے بارے میں اطلاع دوں گا۔"
کیبن میں واپس آنے کے بعد لباس وغیرہ تبدیل کیا اور پھر آرام کرنے لیٹ گیا۔ دن میں جو کچھ دیکھا تھا اس کا نقشہ ذہن میں گھوم رہا تھا۔ بار بار یہ احساس دل میں پیدا ہوتا تھا کہ یہ کام بہت مشکل ثابت ہوگا، صرف سمندر گردی کرنے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ اصل بات کسی خاص زاویے تک پہنچنے کی ہے، کوئی ایسا اہم زاویہ جس سے یہ اندازہ ہو کہ ہائل جوشیو نے آبدوز اب کہاں چھپا رکھی ہے اور اس کے لیے صرف جہاز تک محدود رہنا مناسب نہیں ہوگا۔ میں جگہ اس کے مخفی جسے نظرانداز کرنا بہتر نہیں تھا۔ میں نے یہ بات اچھی طرح محسوس کر لی تھی کہ جہاز پر موجود لوگ متضاد مزاجوں کے مالک ہیں۔ کینٹ اس سلسلے میں کام ضرور کر رہا ہے لیکن کسی قدر بددلی سے، جو سرگرمی ہونا چاہیے تھی وہ نہیں تھی۔ تمام لوگ مجھ سے تعاون کرنے پر ضرور آمادہ تھے لیکن ان میں سے کسی کے بھی اندر وہ جذبہ نہیں پایا جاتا تھا جو درحقیقت کامیابیوں سے روشناس کراتا ہے۔ ایک آدھ بار یہ خیال بھی میرے ذہن میں آیا کہ ممکن ہے تارینا ہارڈو نے جو کچھ کہا ہو اس میں صداقت نہ ہو، معاملہ مکمل طور پر ذاتی حیثیت رکھتا ہو اور فلسطینیوں کو صرف اسرائیل کے نام پر اس میں ملوث کر لینا، کوئی سازش بھی ہو سکتی تھی لیکن یہ بات اس وقت سوچنے کی تھی جب اس مہم کا آغاز نہیں ہُوا تھا، اب تو یہ سب کچھ سوچنا بیکار تھا۔ پھر ذہن میں تہذیب مالکم ایکس کا خیال آیا، پتا نہیں وہ کس حال میں ہو، ابھی تک ٹرانسمیٹر پر اس سے رابطہ قائم نہیں ہوا تھا۔ اس سے

بچوں کے لئے دلچسپ تحفہ
شکیل انجم کی کرنل پرویز (وڈ قابوط سیریز) کے چار ناول شائع ہو گئے ہیں :
جاسوسی — کرنل پرویز سیریز نمبر ۱ — چاند کا اغوا
سائنس فکشن — کرنل پرویز سیریز نمبر ۲ — شیشے کے انسان
مجرمی — قابوط سیریز نمبر ۱ — آنکھ کی واپسی
پُراسرار — قابوط سیریز نمبر ۲ — مفرور مجسمہ
منگوانے کا پتہ ★ کتابیات پبلیکیشنز ★ پوسٹ بکس ۲۳ ★ کراچی ۱۸

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جدا ہوتے ہوئے بھی اس سلسلے میں کوئی پروگرام ترتیب نہیں پایا تھا، وجہ یہی تھی کہ وہ اچانک چلی گئی تھی۔ میں نے سوچا کہ خود ہی کیوں نہ اس سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی جائے چنانچہ وہ ننھا سا ٹرانسمیٹر جو تارینا ہارڈ نے مجھے دیا تھا نکال کر میں نے کیبن کا دروازہ اندر سے بند کر لیا اور پھر اس کی فریکوئنسی سیٹ کرنے لگا۔

چند لمحات کے بعد اپنی اس کوشش میں مجھے کامیابی نصیب ہو گئی پھر چند ہی سیکنڈ گزرے تھے کہ دُوسری طرف سے تہذیب مالکم ایکس کی آواز سنائی دی "ہیلو۔ ۔ ۔ ہیلو... تہذیب مالکم ایکس!"

"اور تم جانتی ہو کہ کون بول رہا ہے۔" میں نے کہا۔

"نہیں، میں نہیں جانتی۔ نام بتاؤ!" تہذیب نے کہا۔

"علی یار خان۔"

"گڈ۔ علی! میں رات ہونے کا انتظار کر رہی تھی اور اُلجھن یہی تھی کہ پتا نہیں تم کن مصروفیات کا شکار ہو، جلدی سے مجھے اپنی خیریت بتاؤ۔"

"کیا رات کو تم مجھ سے رابطہ قائم کرنے والی تھیں؟" میں نے کہا۔

"ہاں۔ تم خیریت سے تو ہو نا؟" تہذیب کے لہجے میں بے چینی تھی۔

"ہاں! بالکل ٹھیک ہوں کوئی ایسی بات نہیں جو قابلِ ذکر ہو۔"

"وہ کام کا آغاز ہو گیا؟"

"ہاں۔"

"کہاں سے بول رہے ہو، این کے سے؟"

"نہیں، مارشل سے۔"

"اوہ! اچھا اچھا۔" تہذیب کی آواز سنائی دی۔

"تم سناؤ تہذیب، کس پوزیشن میں ہو؟"

"نہایت پُرسکون، بہت موزوں۔ وہ شخص وقت سے کچھ پہلے میرے پاس پہنچ گیا جو مجھے میڈم مارٹینا سے ملوانے والا تھا۔ اس وقت میں تم سے رابطہ نہیں قائم کر سکی چونکہ یہ اصول کے خلاف تھا۔ بہرحال میں انتہائی پُرسکون انداز میں میڈم مارٹینا کی رہائش گاہ پر پہنچ گئی ہوں۔ بڑی عمدہ جگہ ہے یہ، زندگی کی تمام سہولتیں مہیا ہیں۔ میڈم مارٹینا ایک پُرخلوص اور تعاون کرنے والی خاتون ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے علی کہ یہاں ایک ایسا ہائی فریکوئنسی نظام موجود ہے جس کے ذریعے ہم تارینا ہارڈ سے رابطہ قائم کر سکتے ہیں۔ میڈم نے اس کی تمام تفصیلات مجھے بتا دی ہیں۔ میڈم کی یہاں آمد اسی سلسلے میں ہوئی ہے اور انھوں نے نہایت مہارت سے یہاں اپنے لیے ایک مقام بنا لیا ہے۔ دراصل اس جگہ کو ہیڈ کوارٹر بنانے کے لیے میڈم ہارڈ نے یہ انتظامات کیے ہیں۔ میڈم مارٹینا بوڑھی اور بے ضرر خاتون ہیں اس لیے کوئی ان کی جانب یہ توجہ نہیں دے سکتا کہ وہ کسی خاص معاملے میں ملوث ہوں گی۔"

"تمام پوزیشن کا انھیں علم ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"بالکل بالکل! وہ خوب جانتی ہیں کہ ہم لوگ کس مقصد کیلیے کام کر رہے اور ان کا مکمل تعاون ہمیں حاصل رہے گا۔"

"ٹھیک ہے میں تمھاری طرف سے ذرا بے چین تھا تہذیب! یہ جان کر خوشی ہوئی کہ تم مطمئن ہو۔"

"ہاں۔ ایک باقاعدہ اسٹاف موجود ہے یہاں اور یہ تمام لوگ ہمارے لیے کام کرنے کو تیار ہیں اور ہاں علی! مجھے تم سے یہ بھی کہنا تھا کہ کوئی ایسا کام جو تم اپنے طور پر نہ کر سکتے ہو اور اس میں تمھیں مشکلات پیش آئیں مجھے بتا سکتے ہو، میں اسے انجام دینے کی کوشش کروں گی۔ اس کے علاوہ اگر کوئی پیغام میڈم ہارڈ تک پہنچانا ہو تو وہ بھی تم مجھے ہی دے دینا میں ان تک پہنچا دُوں گی۔"

"ٹھیک ہے تہذیب، اچھا اب میں رابطہ منقطع کرتا ہوں، زیادہ گفتگو کرنا مناسب نہیں ہوگا۔"

"او کے علی۔ اپنا پوری طرح خیال رکھنا، افسوس میں تم سے دُور ہوں۔"

"خدا حافظ۔" میں نے کہا اور ٹرانسمیٹر بند کر دیا۔

تہذیب کی طرف سے اب سکون ہو گیا تھا کم از کم وہ محفوظ جگہ تھی۔ ان تمام کاموں سے فارغ ہونے کے بعد میں باہر نکلا تو جینس نظر آ گئی۔ جینس کے بارے میں اب میں نے سوچنا چھوڑ دیا تھا۔ اس نے مجھ سے کسی ضرورت کے بارے میں پوچھا تھا اور میں نے شکریہ کے ساتھ اس سے کہہ دیا کہ میں بالکل ٹھیک ہوں فی الوقت کوئی ضرورت نہیں ہے۔

رات کے پروگراموں میں، میں نے اسے شامل کرنا مناسب نہیں سمجھا تھا تقریباً ساڑھے سات، پونے آٹھ بجے میں باہر نکل آیا تھا۔ تھوڑی دیر تک عرشے کی سیر کرتا رہا اور اس کے بعد اس طرف بڑھ گیا جہاں اوپن ائیر ریستوران اور جوا خانہ تھا۔

ریستوران میں بچھی ہوئی کرسیوں پہ لوگ بیٹھے مشروبات سے شغل کر رہے تھے۔ میں جوا خانے میں داخل ہو گیا اور اندر کا منظر دیکھ کر میری آنکھیں تعجب سے پھیل گئیں۔ یہ تو باقاعدہ ایک قمار خانہ معلوم ہوتا تھا۔ یہاں کافی لوگ میزوں پر جُوا کھیل رہے تھے۔ میں ان میزوں کے درمیان چکرا تا رہا۔ ایک دو جگہ مجھے پیش کش بھی کی گئی لیکن میں نے مسکرا کر معذرت کر لی اور تھوڑی دیر بعد وہاں سے نکل کر کھلی جگہ میں آ بیٹھا۔

ایک ویٹر میرے پاس پہنچ گیا تھا۔ میں نے اسے ایک

مشروب کا آرڈر دے دیا اور وہ چلا گیا۔

زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ دفعتاً عقب سے ایک آواز سنائی دی "شناسائی کے لیے طویل ملاقاتیں تو ضروری نہیں ہیں، بس ایک ہی ملاقات کافی ہوتی ہے مسٹر علی۔ اور تنہا بیٹھے ہوئے لوگ کچھ زیادہ مطمئن نہیں ہوتے۔"

گردن گھما کر دیکھا تو کینٹ کی بیوی کھڑی تھی۔ اس عورت سے میری ملاقات اسی میٹنگ میں ہوئی تھی، بس سرسری سا تعارف کرایا گیا تھا، اس کا نام بھی یاد نہیں تھا۔ تاہم میں نے شناسائی کے انداز میں مُسکرا کر اسے خوش آمدید کہا اور وہ کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔

"یقیناً آپ تنہائی محسوس کر رہے ہوں گے مسٹر علی۔" اس نے کہا، اس کی آنکھوں سے ایک عجیب سی کیفیت کا اظہار ہوتا تھا، پلکیں جھکی جا رہی تھیں۔ غالباً وہ پیے ہوئے تھی۔

"جی ہاں۔ تشریف رکھیے۔"

"میرا نام شیری ہے۔ آپ مجھے بھول تو نہیں گئے مسٹر علی؟"

"نہیں میڈم۔ آپ کو بھولنا کیا معنی رکھتا ہے۔" میں نے کہا اور پھر خود ہی اپنے الفاظ پر مجھے شرمندگی ہوئی، بلاوجہ ایسی بات کہہ گیا تھا۔ وہ میز پر کہنیاں ٹکا کر ہنسنے لگی۔

"کچھ لوگ بھول جانے کے عادی ہوتے ہیں، پتا نہیں کیوں؟"

"کیا منگواؤں آپ کے لیے؟"

"میں آپ کے سامنے رکھے ہوئے مشروب سے کوئی دلچسپی نہیں رکھتی۔ زندگی کا حُسن اس میں نہیں ہے، آپ اس بدنما شے سے کیوں شغل کر رہے ہیں، کیا آپ کو حسین چیزوں سے دلچسپی نہیں ہے؟"

"کیوں نہیں لیکن اس کے لیے وقت کا انتخاب ضروری ہوتا ہے۔"

"میں زندگی میں وقت کے انتظار کی قائل نہیں ہوں۔ براہ کرم میرے لیے میری ہی ہم نام شے منگوا لیں۔"

"اوہ شیری!" میں نے ہنس کر کہا۔

"جی۔" وہ بولی اور میں نے ویٹر کو اشارہ کر کے اس کے لیے شیری طلب کر لی۔

اس عورت کی کیفیت کچھ عجیب سی نظر آ رہی تھی میٹنگ میں جب پہلی بار میری اس سے ملاقات ہوئی تھی تو نہ میں نے اس پر توجہ دی تھی اور نہ وہ ہی میری طرف خاص طور سے متوجہ ہوئی تھی لیکن اس وقت وہ انتہائی بے تکلفی کا مظاہرہ کر رہی تھی۔ شیری کی چسکیاں لیتے ہوئے اس نے کہا "مسٹر علی! آپ بے حد خوبصورت آدمی ہیں۔ جسمانی طور پر فٹ، چاق و چوبند۔ آپ کی زندگی میں لڑکیوں کی تو بھرمار ہو گی؟"

"نہیں مسز کینٹ! بس یُوں سمجھ لیجیے کہ میری مصروفیات نے مجھے اس طرف متوجہ ہی نہ ہونے دیا۔" میں نے جواب دیا۔

"بات آپ کی توجہ کی نہیں ہے، وہ جنھوں نے آپ پہ توجہ دی ہو گی اُن کا کیا حشر ہوا؟"

"ظاہر ہے میں انھیں کوئی جواب نہیں دے سکا۔" میں نے کہا۔ اب مجھے کچھ اُلجھن محسوس ہو رہی تھی۔ شیری شراب کی چسکیاں لیتی رہی اور آخر اس نے اپنے سامنے رکھی ہوئی پوری بوتل ہی ختم کر ڈالی۔ پھر مجھ سے گفتگو کرتے کرتے اس نے میز کی سطح پر سر رکھ دیا۔

اندھیرا اچھی طرح پھیل گیا تھا اور مدھم مدھم روشنیاں جل اُٹھی تھیں۔ یہاں خاص طور سے ان مدھم روشنیوں کا بندوبست کیا گیا تھا تاکہ ماحول رومانٹک ہو سکے۔ میں نے اسے ایک دو آوازیں دیں اور پھر اُلجھی ہوئی نگاہوں سے اِدھر اُدھر دیکھنے لگا، خواہ مخواہ مصیبت گلے پڑ گئی تھی۔

دفعتاً اس نے سر اُٹھایا اور نشہ آلود لہجے میں بولی "علی! مجھے میرے کیبن تک پہنچا دو۔"

"اوہ ضرور ضرور۔ آئیے مس شیری۔ پلیز، خود کو سنبھالیے۔" میں نے کہا اور بازو سے پکڑ کر اسے سہارا دیا۔ وہ لڑکھڑاتے قدموں سے میرے ساتھ چل پڑی تھی۔ کینٹ کی بیوی نہ ہوتی تو میں ایک لات اس کی کمر پہ جماتا اور اپنے کیبن کی طرف بڑھ جاتا۔ لیکن اب مجبوراً مجھے اس کی طرف توجہ دینا پڑی۔ میں اسے سہارا دیے ہوئے اس کے کیبن کی طرف لے آیا جس کی نشاندہی خود اس نے کی تھی۔ کینٹ اپنے کیبن میں موجود نہیں تھا۔ دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوئی اور پھر اس نے میرے کوٹ کا کالر پکڑ کر مجھے بھی اندر گھسیٹ لیا۔ میں اس بے ہودہ عورت کی حالت کو اچھی طرح سمجھ رہا تھا۔ جانتا تھا کہ اُم الخبائث مکمل طور پر اسے اپنے حصار میں لے چکی ہے۔

کیبن کے وسط میں کھڑے ہو کر عجیب سی نگاہوں سے اس نے مجھے دیکھا اور بولی "جن لوگوں کو تم ٹھکراتے رہے ہو میں ان میں سے نہیں ہُوں علی۔ میں تمھیں اس کا موقع نہیں دُوں گی۔ پلیز! بیٹھ جاؤ۔ پلیز۔ ۔ ۔"

"میڈم شیری! میں بہت مصروف انسان ہوں۔ ۔ ۔!"

"یہ بات کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ مصروفیت کا تعلق انسانی ضروریات سے ہے اور یہ ایک الگ بحث ہے کہ کب انسانی ضروریات کس نوعیت کی مصروفیت کی متقاضی ہیں۔"

"آپ مجھے کچھ دیر کے لیے موقع دیجیے! میں ابھی حاضر ہوتا ہوں۔" میں نے کہا۔

"نہیں، سنو! پلیز! میں تم سے صرف باتیں کرنا چاہتی ہوں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دل سے یہ بات نکال دو کہ میں کوئی غلط عورت ہوں۔ مجھے صرف ایک دوست چاہیے، ایک ایسا ساتھی جو مجھ سے اپنائیت سے گفتگو کر سکے۔ بیٹھ جاؤ علی، کیا تم میری اتنی سی خواہش بھی پوری نہیں کر سکتے۔ علی پلیز!" وہ رُندھی ہوئی آواز میں بولی۔

حالات اتنے عجیب تھے کہ میں کوئی فیصلہ نہیں کر پا رہا تھا لیکن بلا وجہ اپنی شخصیت مشکوک کرنا مجھے پسند نہیں تھا۔ لہٰذا میں اس کی التجا کی پروا کیے بغیر تیزی سے باہر نکل آیا۔ پیچھے سے اس کی دو تین آوازیں سنائی دیں، میں ان آوازوں کو نظر انداز کر کے برق رفتاری سے اپنے کیبن کی طرف چل پڑا۔

راستہ سنسان تھا، کیبن کے نزدیک پہنچ کر میں نے دروازہ کھولا، اندر تاریکی تھی، میں نے سوئچ بورڈ کی طرف ہاتھ بڑھایا اور روشنی کر دی لیکن دوسرے ہی لمحے میری ٹھوڑی پر ایک گھونسا پڑا اور میں اُچھل کر پیچھے جا پڑا۔

مجھ پر حملہ کرنے والے نے شاید اپنی شکل چھپانے کے لیے فوراً سوئچ بورڈ پر ہاتھ مارا تھا۔ کیبن میں تاریکی پھیل گئی لیکن میں اس کا چہرہ دیکھ چکا تھا۔ ایک لمحے کے لیے مجھے اس کی شکل نظر آئی تھی، دوسرے لمحے وہ دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ یہ وہی سیاہ فام تھا جسے میں نے جہاز میں اپنا ہمسفر دیکھا تھا اور جس کا آدھا چہرہ اس طرح جلا ہوا تھا کہ اس کی طرف دیکھا بھی نہیں جا سکتا تھا۔

بے شک یہ سب کچھ اچانک ہوا تھا اور اتنی جلدی کسی بھی انسان کا سنبھل جانا ممکن نہیں تھا لیکن میں دوسرے ہی لمحے اپنی جگہ سے اُٹھا اور کیبن کے دروازے کی جانب دوڑ پڑا جسے کھول کر سیاہ فام باہر نکل گیا تھا۔ جب میں باہر نکلا تو راہداری کے آخری سرے پر وہ مجھے مڑتا ہوا نظر آیا اور میں نے پوری قوت سے اس کی جانب دوڑ لگا دی۔!

راہداری کے دوسری طرف پہنچا تو اُسے عرشے کی سمت دوڑتے پایا لیکن میں نے بھی ہمت نہیں ہاری تھی، کہاں جائے گا۔ اس کے دوڑنے کے انداز سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ عقب سے فائرنگ کی توقع رکھتا ہے، اس لیے اس طرح لہرا کر دوڑ رہا تھا کہ پستول سے اس کا صحیح نشانہ نہ لیا جا سکے لیکن میں ایسا کوئی ارادہ نہیں رکھتا تھا۔ اوّل تو اس وقت پستول میرے پاس نہیں تھا، ہوتا بھی تو یہ جانے بغیر کہ اس نے میرے کیبن میں کیا کارروائی کی ہے، میں اس کی زندگی لینے کی کوشش نہیں کر سکتا تھا البتہ یہ خواہش ضرور تھی کہ وہ ہاتھ لگ جائے۔

لیکن وہ کمبخت چھلاوا تھا۔ پیروں میں پہیے لگے ہوئے تھے۔ عرشے پر نکل آیا۔ وہ شاید اپنا ایک باقاعدہ پروگرام رکھتا تھا۔ کیونکہ ایک جگہ ریلنگ کے پاس پہنچتے ہی وہ اُچھل کر ریلنگ پر چڑھ گیا اور پھر اُس نے سمندر میں چھلانگ لگا دی۔ میں دوڑ کر اس جگہ پہنچ گیا جہاں سے وہ نیچے کودا تھا۔ میری نگاہوں نے پانی کی سطح پر دُور دُور تک دیکھا لیکن کوئی سر، کوئی بدن یا کہیں کوئی ہلچل نظر نہ آئی۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ سمندر کی گہرائیوں میں گم ہو گیا ہو۔

کافی دیر تک میں اسی طرح کھڑا نیم تاریک سمندر کو گھورتا رہا۔ لیکن اب یہاں کھڑے رہنا بے سود تھا۔ میں واپس چل پڑا۔ ذہن اس واقعے سے اُلجھ کر رہ گیا تھا۔ بدشکل نیگرو نے جہاز میں میرے ساتھ سفر کیا تھا۔ شکل ہی سے وہ ایک خطرناک مجرم نظر آتا تھا لیکن میرے کیبن میں وہ کیا تلاش کر رہا تھا؟ اسی جہاز پر تھا یا باہر کسی جگہ سے آیا تھا۔ ذہن نے فیصلہ کیا کہ وہ مارشل پر نہیں ہو سکتا اور نہ کہیں چھپنے کی کوشش کرتا اور کم از کم ایسا کوئی کام کرتے ہوئے اپنا چہرہ چھپائے رکھتا تاکہ پہچانا نہ جا سکے۔ ویسے تعجب کی بات تھی! سمندر میں وہ تیر کر کہاں تک جائے گا، کیا ایلن کے تک؟ یہ بہت مشکل تھا۔ ممکن ہے کہیں آس پاس سمندر میں اس کے مددگار موجود ہوں۔

انہی خیالات میں اُلجھا ہوا کیبن میں آ گیا۔ روشنی کی اور کیبن کا جائزہ لینے لگا۔ ایک نگاہ میں ہی اندازہ ہو گیا کہ میرے سامان کی اچھی طرح تلاشی لی گئی ہے لیکن میں نے بھی کچی گولیاں نہیں کھیلی تھیں۔ ایسی کوئی چیز نہ تھی جو کسی کو شبے کا موقع دیتی۔ منتشر سامان کو سنبھالا اور پھر بستر پر دراز ہو گیا۔ کوئی بات تعجب خیز نہیں تھی، سب کچھ ہو سکتا تھا اور مجھے خود کو سنبھالے رکھنا تھا لیکن ایک خیال جب بھی ذہن میں اُبھرتا ایک عجیب سا احساس ہونے لگتا۔ میری یہ جدوجہد فلسطینی مفاد میں جاتی بھی ہے یا نہیں؟ کہیں میری جذباتی کیفیت سے فائدہ اٹھا کر تو مجھے آلۂ کار نہیں بنا لیا گیا؟ اس کا کوئی اطمینان بخش جواب نہیں تھا۔

دوسری صبح معمول کے مطابق تھی۔ ناشتے سے فارغ ہوا ہی تھا کہ شارٹو آ گیا۔ یہ شخص آہستہ آہستہ میرے دل میں جگہ پانے لگا تھا۔ مستعد اور چوکس آدمی تھا۔ میں نے اُسے خوش آمدید کہا۔

"آج کیا پروگرام ہے چیف؟"

"لنچ کے بعد چلیں گے شارٹو۔" میں نے نرمی سے کہا۔

"رخ کدھر ہو گا؟" اس نے پوچھا۔

"ناک کی سیدھ میں۔ ناک جدھر بھی اشارہ کرے۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا اور شارٹو بھی مسکرانے لگا۔

"گڈ! گویا کسی سمت کا تعین نہیں ہو گا۔"

"کیا ضرورت ہے شارٹو! سمت اسی وقت متعین کی جا سکتی ہے جب منزل کا کوئی سراغ ہاتھ میں ہو۔ ویسے تمہارا تجربہ کیا کہتا ہے؟"

"چیف! شارٹو بہت بے حیثیت انسان ہے۔ صرف احکامات پر سر خم کرنے والا۔ اس سے نہ کبھی رائے مانگی گئی، نہ اس نے ان معاملات پر توجہ دی۔ میرا کام صرف تعاون ہے ——— بے تکلف فطرت کا مالک ہوں۔ کوئی لفٹ دیتا ہے تو گھس بیٹھتا ہوں ورنہ اپنے کام سے سروکار رکھتا ہوں۔"

"ممکن ہے دوسرے لوگوں نے تمہیں اہمیت نہ دی ہو شارٹو۔ لیکن میں ذرا مختلف آدمی ہوں۔" میں نے کہا۔

"گویا تم مجھے کوئی اہمیت دیتے ہو؟" شارٹو جلدی سے بولا۔ اس کی آنکھوں میں چمک پیدا ہو گئی تھی۔

"یقیناً۔ تم میرا دایاں بازو ہو۔"

"گڈ! کمال ہے! اب مجھے کیا کرنا چاہیے؟ یہ تو بالکل نئی بات ہے جو اس سے قبل کبھی نہیں ہوئی؟" شارٹو کا یہ انداز خود کلامی کا سا تھا۔ پھر اس نے مجھے مخاطب کیا۔ "حقیقت یہی ہے چیف، تم جسے جو حیثیت دو گے، وہ اسی کے مطابق سوچے گا۔ لوگ مجھ پر اعتبار کرتے ہیں کیونکہ میں کسی کتے کی طرح وفادار ہوں۔ جس کے ساتھ ہوتا ہوں، اس کا غلام ہوتا ہوں لیکن ایک کتے کے بھی کچھ اپنے احساسات ہوتے ہیں۔ بہرحال، اب مجھے سوچنا پڑے گا۔"

"صورت حال تمہارے علم میں ہے شارٹو؟"

"ہاں۔ مسٹر کینٹ مجھ پر اعتبار کرتے ہیں۔ وہ جانتے تھے کہ میں کان استعمال کرتا ہوں تو زبان بند کر لیتا ہوں اور پھر زبان صرف اس کے سامنے کھلتی ہے جو میرا مالک ہو۔ چنانچہ مسٹر کینٹ نے بارہا میرے سامنے اس موضوع پر بات کی ہے البتہ براہ راست مجھے اس بارے میں نہ کچھ بتایا گیا نہ اس کی ضرورت پیش آئی۔"

"مگر میں تمہاری مدد چاہتا ہوں۔"

"شارٹو تمہاری ضرور خدمت کرے گا چیف۔ دوپہر کے بعد چلنا ہے نا؟"

"ہاں، آج دوپہر کے بعد نکلیں گے۔" میں نے جواب دیا۔

شارٹو تھوڑی دیر مزید گفتگو کرتا رہا پھر چلا گیا۔ میں نے محسوس کیا تھا کہ ایک آدمی تو کام کا مل گیا ہے اور یہ خوشی کی بات تھی۔ چند لمحے بعد جب میں کیبن سے باہر نکلا تو شیریں سے ملاقات ہوئی۔ اس نے مسکرا کر مجھے ہیلو کہا اور پھر میرے ساتھ آگے بڑھتا ہوا بولا۔ "کیسے مسٹر علی! مارشل پر آپ کیسا محسوس کر رہے ہیں؟"

"جیسا مارشل پر محسوس کیا جا سکتا ہے۔" میں نے جواب دیا اور وہ چونک کر مجھے دیکھنے لگا۔ پھر مسکرا دیا۔

"بہت خوب! واقعی ایک بے معنی سوال کا اس سے بہتر جواب اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔ تاہم آپ کسی سلسلے میں کوئی دقت محسوس کر رہے ہوں تو . . . ."

"نہیں، ابھی تک سب ٹھیک ہے۔ البتہ میں یہاں موجود لوگوں کو . . . بڑا محتاط اور ایک دوسرے سے لاتعلق محسوس کرتا ہوں۔"

"ضروری ہے۔ مارشل صرف ہمارے ہی زیرِ تسلط نہیں ہے۔ بہت سے لوگ ہیں یہاں، کون کیا ہے، اس بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ اس لیے محتاط رہنا ضروری ہے۔"

"بظاہر کوئی کسی کی کھوج میں نہیں محسوس ہوتا۔" میں نے کہا۔

"ہاں، دیکھنے والی آنکھ پوشیدہ ہوتی ہے۔ کون کس کی کھوج میں ہے، اگر یہ معلوم ہو جائے تو پھر بات ہی کیا رہی۔" پھر جلدی سے بولا۔ "او کے، میرا تعاون حاضر ہے کسی بھی وقت۔" اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ اس کا رُخ ایک پستہ قامت اور بھاری بدن کے آدمی کی طرف تھا جو تھوڑے فاصلے پر نظر آ رہا تھا۔ میں موڑ کو دیکھتا ہوا وہاں سے آگے بڑھ گیا۔

عرشے پر دھوپ پھیلی ہوئی تھی لیکن اس میں . . . تیزی نہیں تھی بلکہ ایک خوشگوار کیفیت تھی۔ میں ریلنگ کے نزدیک کھڑا ہو گیا۔ سمندر میں دُور دُور تک آمد و رفت نظر آ رہی تھی۔ کشتیاں اِدھر سے اُدھر آ جا رہی تھیں۔

"ہیلو۔" عقب سے آواز آئی اور میں گردن گھما کر دیکھنے لگا۔ وہ شیریں تھی۔

"ہیلو شیریں۔" میں نے گہری سانس لے کر کہا اور وہ مسکراتی ہوئی میرے نزدیک آ کھڑی ہوئی۔

چند لمحے خاموشی رہی پھر اس نے کہا۔ "کچھ بولو گے نہیں مسٹر علی؟"

"کیسے مزاج ہیں آپ کے؟" میں نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"اچھے نہیں ہیں، رات سے پریشان ہوں۔"

"کیوں خیریت؟"

"لوگوں کا خیال ہے میں دوہری شخصیت کی مالک ہوں۔ کبھی کبھی مجھ پر ایک جنون کی سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور اس کے بعد جب یہ جنون ختم ہو جاتا ہے تو . . . تو مسٹر علی میں خود اپنی نگاہ میں حقیر ہو جاتی ہوں۔"

میں نے بغور اسے دیکھا اور پھر سمندر کی طرف رُخ کر لیا۔

"لیکن علی! دوسرے تم جیسے نہیں ہوتے۔" وہ بولی اور میں پھر اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"میں کچھ سمجھا نہیں میڈم شیریں؟" میں نے کہا۔

"گزری رات کی بات کر رہی ہوں۔"

"آپ نشے میں بہک گئی تھیں، میرا فرض تھا کہ میں آپ کو سنبھالوں۔" میں نے کہا۔

"آہ میں نشے میں نہیں تھی، شراب مجھ پر کوئی اثر نہیں کرتی۔ لیکن . . . میں یوں سمجھ لو ایک نفسیاتی مریضہ ہوں اور اس کی وجہ . . . میں تم سے یہ کہنا چاہتی تھی علی، کہ مجھے غلط نہ سمجھنا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"مجھے آپ سے ہمدردی ہے۔" میں نے جواب دیا۔ شیری خاموش کھڑی سمندر کی طرف دیکھتی رہی پھر ایک جھٹکے سے مڑ کر واپس چل دی۔ میں خاموش کھڑا رہا۔ فضول باتوں کی میری زندگی میں کوئی گنجائش نہیں تھی۔

لنچ کے فوراً بعد شارٹو میرے پاس پہنچ گیا۔ میں بھی تیار تھا چنانچہ ہم دونوں پروگرام کے مطابق سمندر میں اُتر گئے اور ہماری بوٹ برق رفتاری سے سفر کرنے لگی۔ شارٹو نے مجھے بتایا کہ اُس نے جو رُخ اختیار کیا ہے ہم اسے شمال مغربی سمت کہہ سکتے ہیں۔ اس طرف بھی چند چھوٹے چھوٹے ٹاپو ہیں۔ جن پر درختوں کی بہتات ہے۔

"تم نے یہ علاقے بہت اچھی طرح دیکھے ہیں شارٹو؟"

"نہیں مسٹر علی! لیکن میری ساری زندگی سمندر میں گزری ہے۔ یہاں میں صرف اس حد تک گھوما پھرا ہوں جس حد تک دوسروں کو ضرورت محسوس ہوئی ہے۔"

"بحری تحقیقاتی مہم کے سلسلے میں بھی تم نے کام کیا ہوگا؟"

"ہاں، مسٹر فیرائل کا سارٹیفکیٹ بھی ہے میرے پاس اپنے ملک میں تیراکی کے شہنشاہ سمجھے جاتے تھے لیکن میری غوطہ خوری کے قائل ہو گئے۔" شارٹو نے جواب دیا۔ میں اس کی شخصیت کا اندازہ لگا رہا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ میں کام کی باتیں بھی معلوم کر رہا تھا۔

"غوطہ خوری کا لباس ہے تمہارے پاس؟"

"ہاں، اس کی ضرورت پیش آ سکتی ہے؟" اس نے پوچھا۔

"نہیں، ابھی نہیں۔ میں نے ویسے ہی پوچھا تھا۔" میں نے جواب دیا اور سمندر پر نگاہ دوڑانے لگا۔ ہائی اسپیڈ بوٹ بہت دور نکل آئی تھی۔ کہیں کہیں بہت فاصلے پر جہازوں کے ہیولے نظر آ رہے تھے ورنہ سمندر سنسان تھا۔ پھر بائیں سمت سمندر کے درمیان ایک سبز لکیر نظر آئی اور میں اُسے بغور دیکھنے لگا۔

"جزیرہ ہے۔" شارٹو بولا۔

"آؤ دیکھیں اسے۔" میں نے کہا اور اس نے شانے ہلا دیے۔ ہائی اسپیڈ بوٹ برق رفتاری سے اس طرف مڑ گئی۔

جزیرے کا رقبہ بہت کم تھا۔ ساحل کے قریب درخت بہت گھنے تھے۔ لیکن ان کے درمیان چٹانیں بھی اُبھری ہوئی تھیں، جو سبزے میں اس طرح چھپی ہوئی تھیں کہ جب تک غور سے نہ دیکھو پتا ہی نہیں چلتا تھا کہ چٹانیں ہیں۔ میں اور شارٹو آگے بڑھتے رہے اور جزیرے کے بیچوں بیچ پہنچ گئے۔ حشرات الارض کی بہتات تھی۔ جگہ جگہ سانپ اور دوسرے رینگنے والے کیڑے مکوڑے نظر آ رہے تھے۔ ویسے ہم نے کسی ناگہانی افتاد سے بچنے کے لیے انتظامات کر لیے تھے۔

"پورا جزیرہ سنسان معلوم ہوتا ہے۔" میں نے کہا۔ شارٹو نے اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا اور جواب دینے کی ضرورت بھی نہیں پیش آئی کیونکہ ہمیں فوراً ہی ایک آہٹ سنائی دی تھی۔ آنے والا قوی ہیکل بدن کا مالک ایک بوڑھا شخص تھا۔ بدن پر ڈھیلا ڈھالا لباس اور آنکھوں پر مخصوص قسم کی عینک تھی۔ وہ ایک چٹان پر کھڑے ہو کر ہمیں گھورنے لگا۔

شارٹو نے میری طرف دیکھا۔ اور میں نے بوڑھے کو دیکھ کر ہاتھ ہلایا۔ وہ چٹان سے اُتر کر ہمارے پاس آ گیا تھا۔

"ہیلو۔" میں نے کہا۔

"کیسے آنا ہوا یہاں، کیا تکلیف ہے تم لوگوں کو؟" بوڑھے نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"کیا یہ جزیرہ تمہاری ملکیت ہے؟" شارٹو بھی خشک لہجے میں بولا۔

"ملکیت تو نہیں ہے لیکن تمہارا یہاں آنا کیا ضروری تھا۔ کہیں اور نہیں مر سکتے تھے۔ یہ ٹاپو اس علاقے کا سب سے گندا ٹاپو ہے۔ اور یہاں میں نے اسی لیے قدم جمائے تھے کہ کوئی اور اس طرف نہ آئے۔ اب کیا یہاں سے بھی چلا جاؤں؟"

"نہیں مسٹر آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ ہم اتفاقیہ طور پر ہی ادھر نکل آئے ہیں ہمارا اس طرف آنے کا خصوصاً کوئی ارادہ نہیں تھا۔ آپ کو اگر کوئی زحمت ہوئی ہے تو ہم واپس چلے جائیں گے۔"

"فضول لوگوں کا یہاں آنا مجھے بالکل پسند نہیں ہے۔ بہتر یہی ہوگا کہ تم واپس چلے جاؤ۔" بوڑھا بدستور ناخوشگوار لہجے میں بولا۔

"اے مسٹر! غلط باتیں مت کرو۔ چلو یہاں سے چلے جاؤ۔ میں اُلٹے دماغ کا آدمی ہوں۔" شارٹو کو بوڑھے کا لہجہ پسند نہیں آ رہا تھا۔ بوڑھا نتھنے پھلانے لگا۔ پھر اُس نے اپنے کوٹ کے بٹن کھولے اور کوٹ اتار کر ایک طرف اچھال دیا۔

"اس لہجے میں بات کرنے والوں کو میں ٹھیک کر دیتا ہوں سمجھے؟" وہ سخت لہجے میں بولا اور شارٹو بُرا سا منہ بنا کر دوسری طرف دیکھنے لگا۔ دفعتاً ایک نازک سی سُریلی سی چیخ سنائی دی اور پھر دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز۔ بوڑھا چونک کر اس طرف دیکھنے لگا تھا۔

آنے والی ایک ایسی شکل تھی کہ شارٹو کا غصہ کافور ہو گیا۔ سُرخ اسکرٹ میں ملبوس۔ بھورے لمبے لمبے بال، جو ایک مخصوص انداز میں ترشے ہوئے تھے، چہرہ بہت ہی سُبک نقوش لیے ہوئے اور دوڑنے کی وجہ سے اس کا سانس پھول گیا تھا۔ آتے ہی اُس نے کہا۔ "یہ آپ نے کیا شروع کر دیا ڈیڈی! یہ سب کیا ہے؟ پلیز مسٹر! آپ ڈیڈی کی بات کا بُرا نہ مانیں، پلیز۔" وہ ملتجی لہجے میں شارٹو سے بولی جس کے تیور اچھے نظر نہیں آ رہے تھے۔ پھر اس نے بوڑھے کا کوٹ اٹھا کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "ڈیڈی پلیز! آپ اپنے دماغ کو ٹھنڈا کیجیے۔ جائیے جا کر آرام کیجیے۔ جائیے پلیز۔"

"ہاں اور تم یہاں ان کے ساتھ بیٹھ کر گپیں ہانکو۔ کیوں؟" بوڑھا ناخوشگوار انداز میں بولا۔

"میں گپیں نہیں ہانکوں گی۔ آپ جائیے تو سہی۔"

"نہیں جاؤں گا۔" بوڑھا ضدی بچوں کے سے انداز میں بولا۔

میں گہری نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ بظاہر اس کے چہرے پر کوئی ایسی کیفیت نہیں تھی، جس سے یہ اندازہ ہو سکے کہ وہ خبط الحواس ہے بلکہ پہلے اس نے جس انداز میں گفتگو کی تھی، اس میں ذرا بھی کوئی عجیب بات نہیں تھی لیکن لڑکی کے آنے کے بعد وہ اپنے آپ کو کسی قدر خبط الحواس ظاہر کرنے لگا تھا۔

لڑکی دو قدم آگے بڑھ کر ہمارے نزدیک آ گئی۔ "آپ نے دیکھ لیا... آپ نے دیکھ لیا۔ ڈیڈی ذرا...... پلیز! آپ لوگ محسوس نہ کریں۔"

"نہیں نہیں، کوئی بات نہیں۔ تم بھی اپنے آپ کو قابو میں رکھو شارٹو۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ ٹھیک ہے مس! آپ بے فکر رہیں، ہم لوگ صرف اتفاقیہ طور پر اس طرف نکل آئے تھے۔ یہی بات ہم نے آپ کے ڈیڈی کو بتائی تھی۔ پتا نہیں کیوں وہ ناراض ہو گئے۔"

"ہاں، پتا نہیں کیوں میں ناراض ہو گیا۔ تم لوگ... تم لوگ یہاں بھی مجھے چین سے نہیں رہنے دو گے۔ میں جانتا ہوں کہ تم کیوں چکر لگا رہے ہو۔ دیکھ لیا ہوگا کہیں ادھر سے گزرتے ہوئے ٹریسی کو، اس کا رنگین لباس نظر آ گیا ہوگا۔ بس دوڑے چلے آئے۔" بوڑھے نے چڑچڑے لہجے میں کہا اور لڑکی کمر پر دونوں ہاتھ رکھ کر اُسے گھورنے لگی۔

"آپ واپس نہیں جائیں گے ڈیڈی؟"

"نہیں جاؤں گا۔ بس یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ نہیں جاؤں گا۔" بوڑھا چٹان پر بیٹھ گیا اور اس نے اس طرح رُخ تبدیل کر لیا جیسے اب وہ ہماری طرف متوجہ نہ ہونا چاہتا ہو۔

"آپ لوگ اس طرف کیسے نکل آئے؟"

"ہم بتا چکے ہیں کہ بس اتفاقیہ طور پر۔ ہم لوگوں نے یہ سبز پٹی دیکھی تو اسے قریب سے دیکھنے کا فیصلہ کر لیا۔"

"میں اپنے ڈیڈی کے ساتھ یہاں تقریباً بیس دن سے مقیم ہوں۔ ڈیڈی سمندری پودوں پر ریسرچ کر رہے ہیں۔ ہم نے کچھ سامان جمع کر کے یہیں چٹانوں کے درمیان اپنے لیے ایک جگہ بنا لی ہے۔ جہاں ڈیڈی آبی پودوں کے بارے میں بہت سی معلومات حاصل کر چکے ہیں اور مزید کر رہے ہیں۔ ان اطراف میں کچھ ایسے پودے

علمِ ہپناٹزم پر ایک نئی کتاب
جسے
ایک ماہرِ ہپناٹزم نے تحریر کیا ہے
باتصویر
ہپناٹزم کی جدید تحقیقات
قیمت/۲۰ روپے۔ ڈاک خرچ ۱۰ روپے
اُردو زبان کی پہلی کتاب جس میں اس عمل کی حقیقی تصاویر بھی دی گئی ہیں۔

- ہپناٹزم کے بارے میں آج تک کی تمام تحقیقات کا نچوڑ
- جدید طریقے اور مشقیں
- ہپناٹزم کی مشقوں کے لیے مکمل لائحہ عمل اور پورا پروگرام
- بے شمار سوالات کے جواب
- ہپناٹزم کے موضوع پر ایک مکمل اور مستند کتاب جس میں مصنف کے ذاتی تجربے بھی شامل ہیں۔

ارتکازِ توجہ کے لیے سیاہ دائرہ اور مشقوں کو سمجھنے کے لیے حقیقی تصاویر۔

ملنے کا پتہ
مجلۂ نفسیات پوسٹ بکس ۳۳۳۰ کراچی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دریافت ہوئے تھے جو کئی مہلک بیماریوں کے لیے کارآمد ہیں۔ ڈیڈی کو دراصل اس دُنیا سے کچھ ایسی اُلجھن سی ہو گئی ہے کہ وہ تنہائی پسند ہو گئے ہیں۔ میں ان کی سیکرٹری کی حیثیت سے ان کا ہاتھ بٹاتی ہوں۔ ہمارا تعلق یونان سے ہے۔ ڈیڈی فارنوس کے نام سے وہاں کے حلقوں میں جانے جاتے ہیں اور میرا نام سولیتا ٹریسی ہے۔ اس سے زیادہ اگر آپ کچھ جاننا چاہتے ہیں تو میں حاضر ہوں۔"

"نہیں، شکریہ! ویسے کیا تمھیں یہاں زندگی گزارنے میں کوئی تکلیف نہیں ہوتی مس سولیتا؟" میں نے سوال کیا۔

"یہ ہمارے ذاتی معاملات ہیں، ان کے بارے میں ہم کسی کو کچھ بتانا پسند نہیں کرتے۔ آپ اگر جزیرے کی سیر کرنا چاہتے ہیں تو ضرور کریں۔ میں ڈیڈی کو واپس لے جاتی ہوں۔ میں نے اس وقت صرف اس لیے مداخلت کی ہے کہ ان مسٹر کے اور ڈیڈی کے درمیان تلخ کلامی ہو رہی تھی۔" لڑکی نے کہا۔

صاف ظاہر تھا کہ اس کے بعد وہ نہ ہمیں اپنے سر پر مسلط کرنا چاہتی تھی اور نہ ہمارے اوپر مسلط ہونا چاہتی تھی۔ چنانچہ وہ واپس مڑی اور اپنے ڈیڈی کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"آیئے ڈیڈی! بس اتنی سی بات تھی جسے آپ خواہ مخواہ افسانہ بنائے ہوئے تھے۔"

بوڑھے نے گھور کر ہم دونوں کو دیکھا۔ شارٹو جیبوں میں ہاتھ ڈال کر آسمان کی سمت دیکھ رہا تھا۔ میں خاموشی سے لڑکی کو آگے بڑھتے ہوئے دیکھتا رہا۔ اصولاً اب اس کا تعاقب نہیں کرنا چاہیے تھا۔ یہ ایک غیر شریفانہ حرکت ہوتی، لیکن دل میں یہ خواہش ضرور جاگ اٹھی تھی کہ کم از کم اس کی رہائش گاہ دیکھ لیتا۔ مجھے شبہ تھا کہ بوڑھے شخص نے لڑکی کے آنے کے بعد اداکاری شروع کر دی تھی اور وہ درحقیقت وہ نہیں تھا جو نظر آنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس جزیرے پر اس کی موجودگی بہر صورت پُراسرار تھی۔

میں نے شارٹو کو واپسی کا اشارہ کیا اور ہم دونوں ساحل پر پہنچ گئے۔

"کیا خیال ہے شارٹو، ان لوگوں کے بارے میں؟"

"فراڈ، سو فی صدی فراڈ!" وہ منہ بناتے ہوئے بولا۔

"ہماری مہم سے کوئی تعلق ہو سکتا ہے ان کا؟" میں نے سوال کیا۔

"میرا خیال ہے مسٹر علی! اس چکر میں اس طرح نہ پڑیں۔ یہ دیوانوں کی سرزمین ہے یہاں جگہ جگہ ایسے لوگ بکھرے ہوئے ہیں جو کسی نہ کسی اعتبار سے آپ کو مشکوک اور عجیب کردار کے مالک نظر آئیں گے۔ بہتر ہوگا کہ آپ صرف ٹھوس بنیادوں پر کام کریں۔ ایک ایک فرد کے پیچھے بھاگنے میں تو پوری زندگی ہی گزر جائے گی۔"

"واقعی شارٹو! تمھاری بات درست ہے، آؤ چلیں۔" ہم دونوں کشتی میں بیٹھے اور کشتی تیز رفتاری سے واپس چل پڑی۔

فارنوس اور سولیتا دونوں پُراسرار تھے۔ حشرات الارض سے بھرے ہوئے اس چھوٹے سے ٹاپو پر اُن لوگوں کی زندگی بڑی عجیب تھی۔ بقول سولیتا، خبط الحواس فارنوس آبی پودوں پر ریسرچ کر رہا تھا۔ ظاہر ہے یہ بات لڑکی نے صرف ہم لوگوں کو مطمئن کرنے کے لیے کہی تھی۔ میں اس کی اس وضاحت سے مطمئن نہیں تھا اور اس پر غور کر رہا تھا کہ یہ دو پُراسرار کردار اس جزیرے پر کیا کر رہے ہیں؟

سوالات تو بے شمار تھے ذہن میں، لیکن ان کا جواب بھلا کہاں سے مل سکتا تھا۔ میں نے شارٹو کو مارشل پر واپس چلنے کی ہدایت کر دی۔

واپسی کے سفر میں میں نے خاص طور سے اسپیڈ بوٹ کی آپریٹنگ دیکھی اور یہ محسوس کیا کہ اگر تھوڑی سی کوشش کروں تو میں اسے تنہا لے کر کھلے سمندر میں نکل سکتا ہوں، گو شارٹو جیسی مہارت تو حاصل نہیں ہوگی لیکن کام چلایا جا سکتا تھا۔

مارشل پر معمولات ہمیشہ کی طرح تھے۔ اپنے کیبن میں پہنچا تو جینیس میرے پاس آگئی۔ اس نے مجھ سے میری ضروریات کے بارے میں پوچھا تو میں نے شکریہ کہہ کر اسے ٹال دیا۔

کینٹ، مور یا دوسرے کسی آدمی سے اس کے بعد ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ مجھے میرے معاملات میں بالکل آزاد چھوڑ دیا گیا تھا۔

شام کے ساڑھے چھ یا پونے سات بجے میں عرشے پر نکل آیا۔ موسم کہر آلود تھا۔ اس لیے جہاز پر روشنیاں کر دی گئی تھیں۔ ابن کے رکے بارے میں کوئی رپورٹ نہیں ملی تھی کہ لوٹ مار کا تہوار وہاں کیسا گزرا۔ دل تو چاہتا تھا کہ ابن کے جا کر کچھ وقت گزاروں۔ تہذیب عالم ایکس سے ٹرانسمیٹر پر گفتگو کرنے کا خیال بھی آیا پھر یہ سوچ کر ارادہ ملتوی کر دیا کہ ایسا کوئی کام کیوں کیا جائے جو خواہ مخواہ دوسروں کے لیے شبہے کا باعث بنے۔ حالات ابھی مکمل طور پر میرے قابو میں نہیں تھے۔ ایک خاص بات میں نے یہ بھی محسوس کی تھی کہ اس مشن کی تمام ذمے داریاں میرے سپرد کرنے کے بعد، مارشل پر موجود تارنیا ہارڈو کے نمائندے بالکل بے پروا ہو گئے تھے۔ ممکن ہے ان لوگوں کو میری اس طرح شمولیت پسند نہ آئی ہو۔

میں نہ جانے کب تک ریلنگ کے سہارے کھڑا سمندر کی لہروں کو دیکھتا رہا۔ واپس پلٹا تو دیکھا کہ جینس میری طرف بڑھ رہی تھی۔ میں اسے دیکھ کر مسکرا دیا۔

"آؤ جینس! آؤ بیٹھ کر باتیں کریں گے کچھ دیر۔" میں نے کہا اور

اوپن ایئر ریستوران کی جانب چل پڑا۔

راستے میں مجھے شیری کینٹ کا خیال آیا تو میں ٹھٹھک کر رُک گیا۔

"کیوں؟" جینس نے سوالیہ نگاہوں سے میری طرف دیکھا۔

"جینس! ہم ریستوران میں نہیں بیٹھیں گے۔ کوئی پُرسکون گوشہ تلاش کر لیتے ہیں۔ ریستوران میں کچھ لوگ بلاوجہ پریشان کرتے ہیں خاص طور سے مسٹر کینٹ کی بیوی شیری۔"

جینس نے عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھا۔ اتفاق سے اس وقت میری نظر اس کے چہرے پر ہی تھی۔ اس نے جھجک کر نگاہیں جھکا لیں۔ لیکن اس کے دیکھنے کے انداز میں کوئی ایسی ہی بات تھی کہ مجھے چونکنا پڑا۔

"کیوں جینس! تم کچھ کہنا چاہتی تھیں؟" میں نے اس کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے کہا اور عرشے پر ایک گوشے میں ریلنگ سے ٹک گیا۔

"نہیں مسٹر علی! کوئی بات نہیں، بس موسم کے بارے میں سوچ رہی تھی۔" جینس نے جلدی سے کہا۔

"تم اگر بوریت محسوس کر رہی ہو جینس تو میں تمھیں اپنے ساتھ رہنے پر مجبور نہیں کروں گا۔ کوئی خاص کام بھی نہیں ہے مجھے تم سے۔" میں نے کھردرے لہجے میں کہا اور جینس عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی۔ میں نے اپنا رُخ اس کی طرف سے تبدیل کر لیا تھا۔

"آپ کچھ ناراض ہو گئے مسٹر علی۔"

"نہیں، اسے ناراضگی نہ کہو، ہم لوگ اجنبی ہیں، ضرورت کے علاوہ اور کیا گفتگو کر سکتے ہیں۔"

"کسی کی ذاتیات کے بارے میں کچھ کہنا مناسب ہوتا ہے کیا؟"

"یہ فیصلہ خود ہی کیا جاتا ہے۔" میں نے جواب دیا اور وہ مسکرا دی۔ چند لمحے خاموشی سے مجھے دیکھتے ہوئے مسکراتی رہی پھر بولی۔

"وہ بُری عورت ہے۔ بول رہی ہوں تو اب کھل کر ہی بولوں گی۔ بہت بُری عورت ہے وہ۔ جنسل گرین کا آج تک کوئی پتا نہیں چل سکا، وہ اسی کا شکار ہوا تھا۔ اُسے کسی ایسی جگہ ڈبو کر مارا گیا ہے جہاں سے اس کی ہڈیاں بھی دستیاب نہ ہو سکیں۔"

"کون تھا وہ؟"

"مسٹر کینٹ کا اسسٹنٹ اور ان کی بیوی کا منظورِ نظر۔"

"شیری کا؟"

"ہاں اور یہ بات سب جانتے ہیں۔"

"لیکن شیری نے اُسے کیوں قتل کر دیا؟"

"اس لیے کہ وہ اُسے پسند نہیں کرتا تھا۔" جینس نے کہا اور پھر ادھر اُدھر دیکھنے لگی۔

"یہ شبہ صرف تمھیں ہے یا دوسرے لوگوں کا بھی یہی خیال ہے؟"

"خود مسٹر کینٹ بھی اسی شبہے کا شکار ہیں۔ میں نے اپنے کانوں سے اُن کی گفتگو سنی ہے۔ لیکن شیری اُن پر حاوی ہے۔ مسٹر کینٹ اُن لوگوں میں سے ہیں جو بیویوں سے ڈرنا ضروری سمجھتے ہیں۔"

"اس قتل کے سلسلے میں چھان بین نہیں ہوئی؟" میں نے سوال کیا۔

"ہوئی تھی لیکن قتل ثابت کہاں ہوا! وہ تو لاپتا تھا۔ مسٹر مور کہتے ہیں۔" جینس نے کہا اور گفتگو کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ شیری کی شخصیت کا یہ نیا پہلو میرے علم میں آیا تھا، کچھ عجیب سی عورت تھی، ذہنی مریضہ معلوم ہوتی تھی لیکن یہ بھی کیا ضروری تھا کہ ان لوگوں کا اندازہ درست ہو۔

مور کسی خاص مقصد سے نہیں آیا تھا۔ تھوڑی دیر میرے پاس رک کر ادھر اُدھر کی باتیں کرنے لگا پھر آگے بڑھ گیا۔ میں بہت سے خیالات ذہن میں لیے ریلنگ سے ٹکا سوچتا رہا تھا۔ سولیتا اور فارنوس کا خیال کئی بار ذہن میں آیا، شارٹو کی ہدایت بھی یاد آئی پھر خیال آیا کہ اب کچھ ہونا چاہیے۔ اگر یونہی ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھا رہا تو میری حالت بھی اُن لوگوں سے مختلف نہیں ہوگی جو آج تک ہائل جوشیو کے خلاف یہاں مصروفِ عمل رہے ہیں۔

میں واپس اپنے کیبن کی جانب چل پڑا۔ لیکن ابھی کیبن کے نزدیک پہنچا بھی نہیں تھا کہ دفعتاً چونکنا پڑا۔ یقیناً وہ شیری ہی تھی تیراکی کے مختصر سے لباس میں ملبوس۔ اُس نے دونوں ہاتھوں میں ربر کی ایک چھوٹی سی کشتی اٹھا رکھی تھی۔ جس میں پوری طرح ہوا بھری ہوئی تھی۔ وہ انجن روم کے اوپر سے گھوم کر دوسری طرف نگاہوں سے اوجھل ہو گئی۔

میرے ذہن میں اچانک ایک برق سی کوند گئی، دوسرے ہی لمحے میں اپنے کیبن کی طرف بھاگا۔ کیبن میں پہنچ کر نہایت افراتفری کے عالم میں جس قدر جلد ممکن ہو سکتا تھا، میں نے سوئمنگ سوٹ پہنا اور ہر طرح سے تیار ہو کر باہر نکل آیا۔ عرشے پر پہنچ کر میں نے تاریک بادلوں کی چھاؤں میں ادھر اُدھر نگاہ دوڑائی تو شیری کی چھوٹی سی کشتی جہاز کے مخالف سمت تیرتی ہوئی نظر آگئی۔ بس ایک ضد سی ذہن پر سوار ہو گئی تھی ورنہ اس کہر آلود رات میں سمندر میں اُترنا مناسب نہیں تھا۔ میں نہایت خاموشی سے پانی میں اُتر گیا اور تھوڑا فاصلہ رکھ کر اس کشتی کا تعاقب کرنے لگا۔

میں بہت محتاط اور چوکنا رہ کر تیر رہا تھا۔ میں نے سُن رکھا تھا کہ اس علاقے میں آدم خور مچھلیاں بھی پائی جاتی ہیں۔ لہٰذا کسی بھی لمحے مجھے کوئی خطرہ پیش آ سکتا تھا لیکن شیری کے بارے میں میرے ذہن میں جو شبہات پیدا ہو گئے تھے، ان کی وجہ سے مجھے یہ خطرہ مول

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لینا ہی پڑا۔

یہ تعاقب بہت زیادہ طویل نہیں ثابت ہوا۔ ربر کی کشتی ایک چھوٹے سے ٹاپو کی طرف بڑھ رہی تھی جس پر کچھ درختوں کے ہیولے نظر آرہے تھے۔ ٹاپو کے نزدیک پہنچ کر شیری کشتی سے اتر گئی۔ اور کشتی کو اٹھا کر ریت پر ڈال دیا۔

میں بھی نہایت احتیاط سے ساحل پر پہنچ گیا اور شیری پر نگاہ جمائے ہوئے اس کا تعاقب کرنے لگا۔ شیری چند لمحے ریت پر کھڑی اِدھر اُدھر دیکھتی رہی۔ میں نے اس وقت اپنے آپ کو ایک جگہ ساکت کر لیا تھا، پھر وہ وہاں سے آگے بڑھ گئی۔

اس چھوٹے سے ٹاپو کو میں نے دن کی روشنی میں دیکھا تھا۔ یہ واحد ٹاپو تھا جو مارشل سے بہت زیادہ قریب تھا۔ شیری وہاں سے آگے بڑھی اور تھوڑی دیر کے بعد وہ ایک درخت کے نزدیک پہنچ گئی۔ چند لمحے درخت کی آڑ میں رہنے کے بعد جب وہ دوبارہ آگے بڑھی تو میں نے دیکھا کہ وہ اب ایک باقاعدہ لباس میں ملبوس ہو چکی تھی۔ یہ لباس وہ ساتھ لائی تھی یا یہیں سے اُس نے حاصل کیا تھا، یہ میں نہیں سمجھ سکا۔

شیری کا تعاقب پھر سے شروع ہو گیا۔ وہ درختوں کے اُس جھنڈ کی جانب جا رہی تھی جو ایک چھوٹی سی کھاڑی میں نظر آرہا تھا۔ کھاڑی کے کنارے درختوں سے ڈھکے ہوئے تھے۔ شیری وہاں ایک چٹان پر بیٹھ کر کچھ کرنے لگی۔ میں انتہائی محتاط انداز میں آگے بڑھ کر اس کے بالکل نزدیک پہنچ گیا۔ تب مجھے شیری کی ہلکی ہلکی آواز سنائی دی اور یہ اندازہ لگانے میں مجھے کوئی دقّت نہیں ہوئی کہ وہ ٹرانسمیٹر پر کسی سے گفتگو کر رہی ہے۔

کھاڑی میں مجھے ایک چھوٹی سی سفید موٹر بوٹ ڈولتی نظر آرہی تھی جو رسّے کے ذریعے ایک درخت کے تنے سے بندھی ہوئی تھی۔ ایک لمحے کے لیے میرے ذہن میں ایک نیا خیال آیا۔ میں نے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھرتی سے سیاہ اور بدشکل چٹانوں کی آڑ لیتا ہوا کھاڑی کے نچلے حصّے میں اُترنے لگا۔ پھر مجھے پانی میں اُترنا پڑا تھا کیونکہ اس کے بغیر میں موٹر بوٹ تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ موٹر بوٹ کے کنارے پکڑ کر صرف ایک لمحے کے لیے میں اوپر اُبھرا اور پھر موٹر بوٹ میں اُتر گیا۔ اب مجھے چھپنے کے لیے کسی ایسی جگہ کی تلاش تھی جہاں سے مجھے دیکھا نہ جا سکے اور یہ جگہ سوائے اس چھوٹے سے رسّیوں کے ڈھیر کے اور کوئی نہیں ہو سکتی تھی جو ایک سمت پڑا ہوا تھا۔ رات کی تاریکی نہ ہوتی تو رسّیوں کا یہ ڈھیر بھی مجھے چھپانے میں ناکام رہتا کیوں کہ اس کا حجم زیادہ نہیں تھا۔ میں رسّیوں کے ڈھیر کے ساتھ اس طرح مڑ تڑ کر لیٹ گیا کہ بادی النگاہ میں مجھے نہ دیکھا جا سکے۔

رسّیوں کو میں نے لپیٹنے اوپر کسی حد تک پھیلا لیا تھا۔ امکان یہی تھا کہ شیری اس موٹر بوٹ پر ضرور آئے گی لیکن اگر وہ نہ آتی تو...؟ پھر جو ہوگا دیکھا جائے گا۔

میرا اندازہ غلط نہیں نکلا، تھوڑی دیر بعد ہی شیری سنبھل کر نیچے اُترتی ہوئی نظر آئی اور بالآخر موٹر بوٹ تک پہنچ گئی۔ یہاں تک پہنچنے کے لیے اُسے پانی سے نہیں گزرنا پڑا تھا کیونکہ موٹر بوٹ ایک درخت کے سہارے بندھی ہوئی تھی۔ اس نے رسّی کھولی اور پھر انجن اسٹارٹ کر کے بوٹ آگے بڑھا دی۔

میں اپنے آپ کو اچھی طرح سے سنبھالے ہوئے تھا۔ اس وقت اس کا بھی موقع نہیں تھا کہ گردن اٹھا کر اطراف کا جائزہ لے سکوں۔ خاموش اُسی جگہ سانس روکے پڑا رہا۔

موٹر بوٹ کا سفر تھوڑی دیر کے بعد ختم ہو گیا۔ انجن بند ہو چکا تھا۔ پھر وہ ایک ہلکے سے جھٹکے سے رک گئی۔ شیری نیچے اُتری اور اُس نے زور لگا کر بوٹ کو ریت پر چڑھا دیا۔ پھر وہ بوٹ سے آگے بڑھ گئی۔

میں چاہتا تھا کہ وہ کچھ دور نکل جائے تب باہر نکلوں، اس کے لیے چند لمحے مجھے انتظار کرنا پڑا، پھر میں بھی موٹر بوٹ سے باہر نکل آیا۔ اس جزیرے کو دیکھتے ہی مجھے اندازہ ہو گیا کہ یہ جگہ میرے لیے اجنبی نہیں ہے۔ شارٹو کے ساتھ میں یہاں آچکا تھا اور یہیں میری ملاقات فارنوس اور سولیتا سے ہوئی تھی۔

شیری میری نگاہ میں اور پُراسرار ہو گئی۔ وہ درختوں میں گم ہو گئی تھی۔ میں ایک سمت اختیار کر کے آگے بڑھ گیا اور اُسے تلاش کرتا ہوا کافی دُور نکل آیا۔ درختوں کے جھنڈ، اُن کے درمیان چٹانیں لیکن شیری کہیں نظر نہیں آئی۔ بوٹ سے اُتر کر نہ جانے اُس نے کون سی سمت اختیار کی تھی۔ اتنی دُور تک آنے کے باوجود اس کے نظر نہ آنے کا مطلب یہی ہو سکتا تھا کہ میں نے صحیح سمت نہیں اختیار کی ہے۔ میں رک کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ فضا خاصی کہر آلود تھی۔ اندھیری رات میں زیادہ دور تک دیکھنا ویسے بھی ممکن نہیں تھا۔ میں نے سمت بدلنے کا فیصلہ کر لیا۔

میرے لیے اب یہ معلوم کرنا بہت ضروری ہو گیا تھا کہ وہ یہاں کیا کرنے آئی ہے۔ فارنوس کے اس سے رابطے کا اندازہ تو اس کے یہاں آنے سے ہی ہو گیا تھا۔ میں ایک چٹان سے نیچے اترا ہی تھا کہ دفعتاً ایک ہلکی سی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی چٹان کی چند کرچیاں ٹوٹ کر بکھر گئیں۔ یہ ہلکی سی آواز کس قدر مہلک خطرے کا سبب تھی۔ اس کا اندازہ پہلے نہیں ہو سکا تھا لیکن اب میں اسے اچھی طرح سمجھ چکا تھا۔ دوسری آواز ابھری اور گولی میرے پیروں کے بالکل قریب زمین سے ٹکرائی۔ میں نے بندروں کی طرح چھلانگ لگائی اور پھر جلد

گرا تھا، وہ جگہ بھی فوراً ہی چھوڑ دی ورنہ یقیناً دو گولیاں میرے جسم میں پیوست ہو چکی ہوتیں۔ اس کے بعد ہی ایک تیز سفید روشنی چمکی اور معدوم ہو گئی۔ اس بار پلک جھپکنے کی دیر کرتا تو یقیناً اس سائلینسر لگی رائفل کا نشانہ بن جاتا جو مسلسل مجھ پر گولیاں برسا رہی تھی۔ اب اس کے سوا اور کوئی صورت نہ تھی کہ میں اپنی جان کی فکر کروں کیونکہ مجھے دیکھ لیا گیا تھا، یہاں رکنے کی کوشش کرتا تو گھیر لیا جاتا۔ چنانچہ بندروں کی طرح قلانچیں مارتا ہوا بوٹ کی طرف دوڑا اور اس کے نزدیک پہنچتے ہی اس میں کود گیا۔ تیز روشنی کئی بار چمکی اور میں ہر بار اس کی زد میں آیا لیکن رائفل کی گولیاں مجھے نشانہ نہ بنا سکیں۔

موٹر بوٹ پہلی کوشش میں اسٹارٹ ہو گئی اور میں نے اُسے پوری رفتار سے آگے بڑھا دیا۔ ممکن ہے تعاقب کیا گیا ہو۔ لیکن میں اس کا اندازہ نہیں کر سکا۔ میں سمندر میں دُور نکل آیا۔ سمندری راستوں کے بارے میں میری معلومات کچھ نہ تھیں اور پھر یوں بھی رات تاریک اور کہر آلود تھی، اس لیے صحیح سمت نہیں تلاش کر سکتا تھا۔ بہرحال اپنے طور پر کوشش کر رہا تھا کہ صحیح سمت تلاش کر لوں لیکن اس میں سخت دشواری پیش آرہی تھی۔

بالآخر کافی دیر کے بعد مارشل نظر آیا۔ اُسے اچھی طرح پہچانتے کے بعد میں نے بوٹ کا رُخ اس کی مخالف سمت کر لیا۔ اور پانی میں چھلانگ لگا دی۔ اب بوٹ کا کچھ بھی حشر ہو، میں اس سلسلے میں کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ میں مارشل کی طرف تیرتا رہا اور پھر اوپر پہنچ گیا۔ مکمل خاموشی اور سنّاٹا چھایا ہوا تھا۔

کیبن میں داخل ہو کر میں نے سکون کی گہری سانس لی پھر لباس تبدیل کیا اور بستر پر لیٹ گیا۔

شیری، پہلی مشتبہ شخصیت۔ لیکن وہ کینٹ کی بیوی ہے! کیا کینٹ بھی۔ . . میں نے سوچا۔ اگر ایسا ہے تو پھر میری کامیابی مشتبہ ہے۔ کینٹ کسی طرح مجھے اس مشن میں کامیاب نہ ہونے دے گا۔ اس طرح مارشل پر رہ کر کام کرنا تو وقت برباد کرنے کے مترادف ہوگا۔ اس سلسلے میں کیا کرنا چاہیے؟ بہت دیر تک سوچتا رہا، پھر تہذیب کا خیال آیا اور بے اختیار دل چاہا کہ اس سے بات کروں۔ ٹرانسمیٹر ایسی محفوظ جگہ چھپایا تھا میں نے کہ اُسے تلاش کرنا کسی دوسرے کے لیے ناممکن تھا۔ اسے نکال کر میں نے آن کر دیا اور تہذیب کو کال کرنے لگا۔ دوسری طرف سے کافی دیر کے بعد تہذیب کی آواز سنائی دی تھی۔

"ہیلو . . . علی؟"

"ہاں تہذیب، میں ہی بول رہا ہوں۔ سوری، بے وقت تمھیں جگایا؟"

"افسوس تو مجھے ہے علی کہ میں سو گئی تھی۔ تم نے بہت اچھا کیا کہ مجھے مخاطب کر لیا۔ تم سے باتیں کرنے کو بہت جی چاہ رہا تھا۔"

"کوئی خاص بات تو نہیں ہے تہذیب؟" میں نے پوچھا۔

"تم سے باتیں کرنا خاص بات نہیں ہے کیا؟ ویسے دوسری کوئی خاص بات نہیں ہے۔ کوئی پیغام ہو تو بتاؤ؟"

"ابھی نہیں تہذیب، چند روز اور گزر جانے دو، اس کے بعد میں میڈم ہارڈو کو رپورٹ پیش کر دوں گا۔"

"کیسی گزر رہی ہے مارشل پر؟"

"بور، سمندر گردی کے علاوہ کوئی کام نہیں ہے؟"

"کامیابی کی کوئی امید؟"

"ابھی تک نہیں۔ . . اب اتنا آسان بھی نہیں ہے۔"

"میڈم مارٹینا نے جوشیو کے بارے میں کچھ باتیں بتائی ہیں، میں تمھیں اُن سے آگاہ کرنا چاہتی ہوں۔"

"ہاں تہذیب کہو۔" میں نے دلچسپی سے پوچھا۔

"اس کے بارے میں دعوے سے یہ بات نہیں کہی جا سکتی کہ وہ اس علاقے میں ہی رہتا ہے۔ ان کے میں اکثر سودے اس کے نام سے ہوتے ہیں لیکن آج تک وہ کسی کی نگاہ میں نہیں آیا۔ دنیا کے بہت سے ممالک اس سے رابطہ رکھتے ہیں اور اکثر بہت بڑے بڑے لوگ اس سے ملاقات کرنے آتے ہیں۔"

"ایک منٹ تہذیب۔ اگر کوئی اس سے ملاقات کرنے یہاں آتا ہے تو کیا یہ اس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ وہ اسی علاقے میں رہتا ہے؟"

تہذیب نے اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔

"ہیلو تہذیب؟"

"ہاں۔ میں اس بات پر غور کر رہی تھی۔ واقعی یہ تو دلچسپ بات ہے لیکن اس کا کوئی صورت آشنا آج تک نہیں مل سکا۔"

"یہ دوسری بات ہے۔ مادام مارٹینا ہمارے مشن کے بارے میں کیا کہتی ہیں؟"

"خود انھوں نے اس پر کوئی تبصرہ نہیں کیا۔ البتہ ہر تعاون کی پیش کش کی ہے۔"

"ابھی ایسی کوئی ضرورت تو نہیں پیش آئی، اگر ہوئی تو ضرور انھیں تکلیف دی جائے گی۔ ویسے ان کے ساتھ تمھاری کیسی گزر رہی ہے؟"

"ٹھیک ہوں بالکل، تمھاری کامیابی کے لیے دعاگو ہوں۔"

"اوکے تہذیب، آرام کرو۔ خدا حافظ۔" میں نے کہا اور ٹرانسمیٹر بند کر دیا۔ اس کے بعد بھی دیر تک نیند نہیں آئی تھی۔ بے شمار خیالات ذہن کو پراگندہ کرتے رہے تھے۔

دوسرے دن صبح کو کافی دیر میں آنکھ کھلی تھی۔ جینی نے آکر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جگایا تھا۔ دیر تک سوتے رہنے کی وجہ سے اس نے پوچھا۔

"طبیعت تو ٹھیک ہے آپ کی مسٹر علی؟"

"ہاں جینس، بس آنکھ نہیں کھلی۔" میں نے جواب دیا۔

ضروریاتِ زندگی سے فارغ ہونے کے بعد میں باہر نکل آیا۔ مور سے ملاقات ہوئی تو اس نے کہا "میں تمھاری تلاش میں تھا علی۔ آؤ کینٹ تمھیں یاد کر رہا ہے۔"

"خیریت؟"

"ہاں۔ کوئی خاص بات ہے شاید۔" مور نے جواب دیا۔

جہاز کا سیکنڈ آفیسر کینٹ اپنے منصبی لباس میں تھا اور ایک بڑے کیبن میں میز کے پیچھے بیٹھا کسی فائل کی ورق گردانی کر رہا تھا۔ مجھے دیکھ کر اس نے کسی گرم جوشی کا مظاہرہ نہیں کیا، بس سرسری انداز میں مجھے دیکھتے ہوئے ایک کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ مور بھی دوسری کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔

"ڈیپارٹمنٹ نے آپ کو مکمل اختیارات سونپ دیے ہیں مسٹر علی۔" وہ بولا "اس لیے میں آپ سے آپ کی مصروفیات کے بارے میں کچھ معلوم کرنے کی کوشش نہیں کرتا لیکن اس کے ساتھ ہی کچھ اور ذمے داریاں بھی مجھ پر عائد ہوتی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اپنے پروگرامز سے آگاہ کرتے رہیں تاکہ آپ کے تحفظ کا انتظام کیا جاتا رہے۔"

"ڈیپارٹمنٹ نے مجھے جو اختیارات دیے ہیں مسٹر کینٹ، میں انھیں ایک ثانوی حیثیت دیتا ہوں۔ درحقیقت میں آپ کے ذریعے ہی کام کرنے کا خواہش مند ہوں۔ آپ کو جب بھی موقع ملے آپ میری رہنمائی کریں۔"

"میرا خیال ہے، آپ یہ بات پسند نہیں کریں گے۔" کینٹ کا انداز کچھ بدل گیا۔

"نہیں مسٹر کینٹ! ایسی بات نہیں ہے۔"

"تو مجھے بتائیے، اس سلسلے میں آپ نے اب تک کیا کیا ہے؟"

"سمندر گردی کے علاوہ کچھ نہیں۔ میں ابھی یہاں کا جائزہ لے رہا ہوں۔ اس کے بعد کوئی فیصلہ کروں گا۔"

"گویا کوئی اندازہ نہیں لگا سکے آپ؟"

"ہاں۔ ابھی تک کچھ نہیں لیکن کوشش کر رہا ہوں، ممکن ہے جلد ہی کوئی کامیابی نصیب ہو جائے۔"

"امکانات پیدا ہوئے ہیں؟"

"فی الحال کوئی بات یقین سے نہیں کہہ سکتا۔ آج رات کو بھی میری مہم جاری رہے گی۔"

"میری پیش کش ہے مسٹر علی کہ مجھ سے رابطہ رکھیں اور اس سلسلے میں جو بھی ضرورت پیش آئے اس میں تکلف نہ کریں۔"

"یقیناً مسٹر کینٹ۔"

"رات کا کیا پروگرام ہے؟"

"بس ابھی طے نہیں کیا ہے لیکن آج ساری رات مصروف رہوں گا۔" میں نے جواب دیا اور کینٹ پُرخیال نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگا۔ بعد کا ماحول بہت خوشگوار رہا۔

تھوڑی دیر کے بعد میں وہاں سے چلا آیا۔ ذہن میں بہت سے خیالات تھے ان لوگوں کے بارے میں، شیری مشتبہ ہو چکی تھی۔ اس کے بعد یہ سوچنا کہ اس کا شوہر کینٹ اس سلسلے میں مخلص ہوگا حماقت کی بات تھی۔ تارینا بارڈو نے اپنے مشن کے سلسلے میں جن لوگوں کا انتخاب کیا تھا، وہ قابلِ اعتماد نہیں تھے پھر کامیابی کس طرح ممکن ہوتی۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ بذاتِ خود تارینا بارڈو کیسی ذہنی صلاحیتوں کی مالک ہے شخصیت کا شاندار ہونا صلاحیتوں کی نمائندگی تو نہیں کرتا۔ اگر یہ کیس مکمل طور پر کسی کے ذمے کر دیا گیا ہے تو پھر یہ بات کھل کر کہی جا سکتی تھی کہ تارینا بارڈو اس کی اہل نہیں تھی۔ اتنی ناقص منصوبہ بندی کبھی کامیابی سے ہمکنار نہیں کر سکتی تھی۔ میرا مسئلہ یہ نہیں تھا کہ میں تارینا بارڈو کے لیے کام کروں بلکہ میرے ذہن میں تو صرف وہی کچی، دبی غبار تھا۔ میں اپنی ذات میں ایک الگ دنیا بساتے ہوئے تھا۔ تنظیم آزادیٔ فلسطین، شتیلا کیمپ، بارود کے علاقوں میں بسنے والے فلسطین کے بے گھر افراد میری منزل کا نشان تھے اور میں جب بھی ان کی جانب نگاہ اٹھاتا، میرے وجود میں چنگاریاں سلگنے لگتیں۔ مجھے صیہونی عزائم کے بلند مینار نظر آتے، میں تو صرف ان میناروں کو گرانے والوں میں سے تھا۔ کسی کی خوشنودی، کسی کی بھلائی کے لیے نہیں بلکہ اپنے سینے میں بھڑکتی ہوئی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لیے۔ بلاشبہ اسرائیل کو بڑی بڑی طاقتوں کی پشت پناہی حاصل تھی اور اس کے مقابل فلسطینی عوام ہرچند بہت سی ہمدردیاں حاصل کر چکے تھے لیکن ان کے وسائل اب بھی اسرائیل کے مقابلے میں کچھ نہیں تھے۔ ایسے حالات میں اگر اس خطرناک ملک کو کچھ اور خطرناک خار مولے مل جائیں تو وہ یقیناً سب کے لیے خطرناک ثابت ہو سکتا تھا۔ یہ تمام صورتِ حال میری نگاہوں کے سامنے تھی اور اس کے بعد تارینا بارڈو یا دوسری کوئی شخصیت بالکل بے معنی ہو کر رہ جاتی تھی، ایک طرح سے یہ میرا ذاتی کام بن جاتا تھا۔ ہاں صرف اس بات کا ثبوت مل جائے کہ اسرائیل براہِ راست اس معاملے میں ملوث ہیں یا نہیں۔

شام کو چھ بجے کے قریب شارلٹو مل گیا۔ وہ مجھ سے کچھ فاصلے پر ریلنگ سے ٹکا کھڑا ہوا تھا۔ میں خود اس کی جانب بڑھ گیا اور وہ چونک کر مودب ہو گیا۔

"میں تھوڑی دیر کے بعد آپ کے پاس پہنچنے والا تھا۔ آج کوئی پروگرام ہے آپ کا؟"

میں نے چونک کر شارلٹو کو دیکھا۔ پھر پوچھا "تمھیں کیسے علم؟"

"کچھ چیزوں کا علم ہو جاتا ہے۔" وہ مسکرایا۔

"کیا مسٹر کینٹ کی طرف سے کوئی اشارہ ملا ہے؟"

شارلٹو نے ادھر اُدھر دیکھا اور پھر میری طرف دیکھ کر مسکراتا ہوا بولا "ہاں، یہ حقیقت ہے لیکن اس اشارے میں بہت سے دوسرے اشارے پنہاں ہیں۔"

"کیا مطلب!"

"مطلب یہ کہ میں آپ کے ساتھ جانے سے انکار کرتا ہوں، آج کی مہم تنہا آپ کی ہے لیکن آپ جانتے ہیں کہ آپ تنہا نہیں جائیں گے اور آپ کو تنہا جانا بھی نہیں چاہیے۔ اتنی ضد کریں مجھ سے کہ میں مجبور ہو جاؤں۔ میرے بغیر آپ سمندر میں پاؤں نہ اتاریں۔" شارلٹو نے کہا اور میں متعجبانہ انداز میں اسے دیکھنے لگا۔

"زیادہ دیر رکوں گا بھی نہیں آپ کے پاس۔ چلتا ہوں۔ مجھ سے میرے کیبن ہی میں ملاقات کیجیے پلیز۔" اس نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ میں نے اس کی طرف سے رخ ہی بدل لیا تھا۔ شارلٹو کے انداز میں کچھ ایسی بات تھی کہ مجھے فوراً ہی محتاط ہو جانا پڑا تھا۔ اس صورتِ حال پر میں غور کرتا رہا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد میں اس کے کیبن کی طرف چل پڑا۔

شارلٹو اپنے کیبن میں ہی ملا، اس نے پُرتپاک انداز میں میرا استقبال کیا تھا۔

"کیا پروگرام ہے مسٹر علی؟ آج آپ کہیں جانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟" میں نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا تو اس نے اپنی ایک آنکھ دبا دی۔

"ہاں شارلٹو! تمھیں میرے ساتھ ہی چلنا ہے۔" میں نے اس کا اشارہ سمجھتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ ممکن نہیں ہوگا مسٹر علی کہ آج آپ تنہا ہی جائیں۔ دراصل میں اپنے آپ کو کچھ تھکا تھکا سا محسوس کر رہا ہوں۔"

"تم جانتے ہو شارلٹو! سمندر اور خاص طور سے ان اطراف کے بارے میں میری معلومات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ مجھے کسی ایسے ماہر آدمی کی ضرورت ہے جو میری رہنمائی کر سکے۔"

"معلومات تو میری بھی خاصی محدود ہیں مسٹر علی، بس یوں سمجھ لیجیے کہ ایک اچھا بوٹ ڈرائیور ہوں۔ اس کے علاوہ کچھ نہیں۔"

"اس کے باوجود تمھیں میرے ساتھ چلنا ہے۔" میں نے کہا۔

"کیا یہ ممکن نہیں ہے...؟"

"پلیز شارلٹو۔ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں، ایک انچارج کی حیثیت سے کہہ رہا ہوں۔ تمھیں خاموش ہو جانا چاہیے۔"

"بہت بہتر، جو آپ کا حکم۔" شارلٹو نے مردہ سے لہجے میں کہا "کتنی دیر کے بعد یہاں سے چلنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟"

"میرا خیال ہے آٹھ یا ساڑھے آٹھ بجے ہم سمندر میں اتر جائیں گے۔"

"میں آپ کو تیار ملوں گا۔ حالانکہ میں اپنے آپ کو بہتر محسوس نہیں کر رہا۔"

"بس جو کچھ میں کہہ چکا ہوں، تمھیں اس کی تعمیل کرنا ہوگی۔" میں نے کسی قدر سخت لہجہ اختیار کیا اور شارلٹو نے مطمئن انداز میں گردن ہلا دی۔

"جو حکم جناب۔"

میں الٹے قدموں کیبن سے باہر نکل آیا تھا۔ شارلٹو اپنے کیبن میں مجھے بلا کر اس سلسلے میں گفتگو کرنے کی ضرورت کیوں محسوس کر رہا تھا، اس کا صرف ایک ہی جواب ہو سکتا تھا کہ اس کے کیبن میں ہونے والی گفتگو کہیں سنی جا رہی تھی۔ ذریعہ کیا ہوگا؟ غالباً ڈکٹا فون یا کوئی ایسی چیز جس سے دوسری جگہ گفتگو سنی جا سکے۔ 'یہ سب کچھ تو میرے کمرے میں بھی ہو سکتا ہے۔' میں نے سوچا اور اس کے بعد میں اپنے کیبن میں داخل ہو گیا۔ اس کا جائزہ لینا ضروری تھا کیونکہ تہذیب مالکم ایکس اس طرح روشنی میں آ سکتی تھی۔ کیبن میں داخل ہونے کے بعد میں نے دروازہ بند کر لیا۔ پھر اس سے ملحق باتھ روم میں جا کر نل کھول دیا تاکہ یہ محسوس ہو کہ میں غسل خانے میں ہوں۔ نل کھول کر میں باہر نکل آیا اور اس کے بعد میں نے کیبن کی تلاشی لینا شروع کر دی۔

جن لوگوں نے بھی یہ کام کیا تھا، وہ شاید بہت زیادہ ذہین نہیں تھے۔ کوئی ایسی جگہ تلاش نہیں کر سکے تھے جو میری نگاہوں سے محفوظ رہے۔ ایک خوب صورت سے ڈیکوریشن پیس کے نچلے حصے میں وہ چھوٹا سا سیاہ گول پلیٹ نما ٹکڑا چپکا ہوا تھا جسے ایک نگاہ دیکھنے سے ہی اندازہ ہو جاتا تھا کہ یہ ڈکٹا فون ریسیور ہے۔ میرے ہونٹ بھنچ گئے، اس کا مطلب تھا کہ میرے خلاف باقاعدہ عمل شروع ہو چکا ہے لیکن میں بھی احمق نہیں تھا، ایسے حالات سے نمٹنا خوب جانتا تھا بلکہ سچی بات تو یہ ہے کہ ابھی تک مجھے صحیح طور پر کھل کھیلنے کا موقع شاید اس لیے نہیں ملا تھا کہ میرے دشمن سامنے نہیں آئے تھے۔ وہ سیاہ فام شخص جس نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میرے کیبن کی تلاشی لی تھی اور جہاز سے اتر کر بھاگ گیا تھا، یقیناً یہ اس کی کارستانی رہی ہوگی۔ بہرحال اب جب کہ یہ کھیل شروع ہو چکا ہے تو پھر مجھے محتاط رہنا ہوگا۔ البتہ شارلٹو کے بارے میں میرا ذہن اب کچھ نئے فیصلے کر رہا تھا، ممکن ہے شارلٹو قابلِ اعتماد ہی ثابت ہو۔

ساڑھے آٹھ بجے میں کیبن سے باہر نکل آیا۔ شارلٹو بوٹ کے قریب میرا انتظار کر رہا تھا۔ چند لمحات کے بعد بوٹ پانی میں اتر گئی اور شارلٹو اسے اسٹارٹ کر کے چل پڑا۔ پھر اس نے کہا: "میں تقریباً ڈیڑھ گھنٹے سے بوٹ کے پاس موجود ہوں، صرف اس خیال سے کہ کہیں اس میں کوئی گڑبڑ نہ کی جائے۔"

"تم کچھ شکوک و شبہات محسوس کر رہے ہو شارلٹو؟"

"جو کچھ آج میں کرنے جا رہا ہوں، وہ میرے لیے شدید نقصان کا باعث بھی بن سکتا ہے مسٹر علی لیکن میں ذرا مختلف قسم کا آدمی ہوں، جب ایک کام اپنے ذمے لے لیتا ہوں تو پھر اس کی انجام دہی چاہتا ہوں۔ میرا اپنا ذہن سازشی نہیں ہے لیکن سازشیوں کے درمیان کام کرنے میں مجھے بہت لطف آتا ہے۔ دراصل مسٹر کینٹ نے مجھ سے اشارتاً کہا تھا کہ آج میں آپ کے ساتھ سمندر کا سفر نہ کروں۔ حالانکہ اس کہنے میں کوئی خاص بات نہیں تھی لیکن میرا ذہن نہ جانے کیوں بھٹک گیا اور مجھے مسٹر کینٹ کے اس انداز پر کچھ شبہ سا ہوا۔ میرا خیال ہے مسٹر کینٹ اپنے مشن کے لیے مخلص نہیں ہیں مسٹر علی! آپ کو اس کا خیال رکھنا ہوگا۔"

"واقعی تم بہت بڑی بات کہہ رہے ہو شارلٹو۔ کیا تم مسٹر کینٹ کی طرف سے مطمئن نہیں ہو؟"

"اس کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے۔ یہ لوگ صرف اپنی ذات کے لیے کچھ کرتے ہیں۔ ہم جیسے نچلی سطح کے لوگوں کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی۔ مسٹر مور کے بارے میں ابھی تک میں کوئی بات دعوے سے نہیں کہہ سکتا لیکن اتنا جانتا ہوں کہ وہ کینٹ کے دستِ راست ہیں۔ میں نے کچھ انتظامات کر لیے ہیں مسٹر علی! آپ مطمئن رہیں۔ ہم کسی کے لیے نرم چارہ ثابت نہیں ہوں گے۔ مجھے مسٹر کینٹ پر مزید شبہ اس لیے ہوا کہ مسٹر کینٹ کی خصوصی ملازمہ نے پُراسرار طور پر میرے کیبن میں کچھ ایسی چیزیں پہنچائیں جو اس سے پہلے کبھی نہیں پہنچائی گئی تھیں اور پھر وہ واپس آ کر وہ چیزیں لے گئی۔ اس نے مجھ سے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ غلطی سے وہ انھیں یہاں رکھ گئی تھی۔ درحقیقت اس دوران ایک چھوٹا سا ڈکٹافون میرے کیبن میں لگا دیا گیا تھا۔

اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ لوگ میری جانب سے بھی مشکوک ہیں۔ بس یہی بات مجھے مسٹر کینٹ سے برگشتہ کرنے کا باعث بن گئی اور میں نے فیصلہ کر لیا کہ میں ہر طرح آپ کا ساتھ دوں گا۔ موٹر بوٹ میں میں نے کچھ ایسی چیزیں رکھ چھوڑی ہیں جو ہمیں خطرے کے وقت خطرناک حالات سے محفوظ رکھ سکتی ہیں۔ آپ یقیناً سوئمنگ ڈریس نہیں لائے ہوں گے لیکن میں نے ایسے دو لباس مہیا کر لیے ہیں جن کے ساتھ آکسیجن سلنڈر موجود ہیں اور اس کے علاوہ پانی کی سطح کے اندر استعمال کی جانے والی خصوصی گنیں بھی میں نے رکھ لی ہیں۔ بہتر یہ ہوگا مسٹر علی کہ ہم دونوں یہ لباس پہن لیں۔ ہر لمحہ ہمیں خطرات کا احساس رکھنا ہوگا۔" شارلٹو نے ایک سمت اشارہ کیا اور مجھے ایک پیکٹ نظر آ گیا۔

پیکٹ کھولا تو اس میں غوطہ خوری کے خصوصی لباس موجود تھے۔ آکسیجن سلنڈر الگ پیکٹ میں رکھے ہوئے تھے اور اس کے ساتھ ہی چھوٹی ساخت کے خصوصی پستول جو پانی کے اندر کام آتے تھے۔ میں نے دلچسپ نگاہوں سے ان تمام چیزوں کو دیکھتے ہوئے شارلٹو سے کہا: "ان کے حصول میں تمھیں کوئی دشواری پیش نہیں آئی؟"

"نہیں۔ بحری تحقیقاتی مہم کے سلسلے میں یہ تمام چیزیں یہاں موجود ہوتی ہیں۔ البتہ یہ گنیں میں نے چرائی ہیں۔"

"کہاں سے؟"

"ایک اور کیبن سے۔ جو ہم سے متعلق نہیں ہے۔"

"اوہ گڈ شارلٹو۔ تم تو میرے بہترین معاون و مددگار ثابت ہو رہے ہو۔"

"کھل کر اعلان کر رہا ہوں مسٹر علی کہ میں آپ کے مشن میں آپ کے ساتھ ہوں اگر بہتر سمجھیں تو مجھے اپنے شانہ بشانہ رکھیں۔"

"شارلٹو! آج سے اس مشن کے سلسلے میں میری شخصیت تنہا نہیں ہے۔ ہم دونوں اس کے اہم کارکنوں کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔"

شارلٹو نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے دیا اور ہم دونوں نے گرمجوشی سے مصافحہ کیا۔ اس کے بعد ہم غوطہ خوری کے لباس پہن کر پوری طرح تیار ہو گئے۔ اب ہم کسی بھی خطرناک مرحلے سے نمٹنے کے لیے مستعد تھے۔

شارلٹو نے سمت کے بارے میں پوچھا تو میں نے اسے اسی جزیرے پر چلنے کے لیے کہا، جہاں ہم نے فارنوس اور سولیتا کو دیکھا تھا۔ میں نے شارلٹو سے کہا: "شارلٹو وہ دونوں

کردار میری نگاہ میں مشکوک ہیں اور اس پُراسرار جزیرے پر وہ آبی پودوں پر ریسرچ نہیں کر رہے بلکہ وہاں ان کی موجودگی کا کچھ اور ہی مقصد ہے۔"

"تو کیوں نہ آج ہم پورے جزیرے کی تلاشی لے ڈالیں؟" شارلٹو بولا۔

"ہاں، جزیرے کو دیکھنا ضروری ہے۔"

میں نے شارلٹو کو شیری کے بارے میں نہیں بتایا بلکہ سوچنے لگا تھا کہ اسے اس سے آگاہ کروں یا نہیں۔ پھر میں خاموش ہی رہا۔ شارلٹو بھی سمت کا تعین کر کے جزیرے کی جانب چل پڑا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم جزیرے پر پہنچ گئے۔ اس دوران میں نے اطراف کے ماحول پر پوری طرح نگاہ رکھی تھی۔ کسی کو اپنی جانب خصوصی طور پر متوجہ نہیں پایا تھا۔ سمندر تقریباً سنسان ہی تھا۔ آج موسم بھی صاف تھا اور آسمان پر آہستہ آہستہ ستارے ابھرتے آ رہے تھے۔

جزیرے کے ساحل پر کھڑے ہو کر ہم نے دور دور تک نگاہ دوڑائی، پُراسرار خاموشی اور سناٹے کے علاوہ اور کوئی آواز نہیں تھی۔ درخت خاموش کھڑے تھے البتہ حشرات الارض کی سرسراہٹ سنائی دے جاتی تھی۔ سانپوں کے رینگنے کی لکیریں جزیرے کی زمین پر جگہ جگہ نمایاں تھیں۔ ہم نے خصوصاً ایسے جوتے استعمال کیے تھے جن کی وجہ سے رینگنے والے جانوروں سے ہمیں کوئی نقصان نہ پہنچنے پائے۔ تقریباً دو گھنٹے تک ہم جزیرے کے مختلف حصوں کا جائزہ لیتے رہے۔ کوئی ایسی خاص بات نظر نہیں آئی جو قابلِ توجہ ہوتی۔ آج فارنوس اور سولیتا کا بھی یہاں کوئی نشان نہیں تھا۔

بہت دیر تک ہم اندرونی حصوں میں رہے اور اس کے بعد عقبی ساحل پر پہنچ گئے۔ وہاں سے ہوتے ہوئے واپس اس سمت آنے لگے جدھر ہم نے موٹر بوٹ چھوڑی تھی۔ شارلٹو نے کہا: "یوں لگتا ہے جیسے ان لوگوں نے یہ جگہ چھوڑ دی ہے۔"

"ہاں۔ ویسے بھی مجھے تعجب ہے کہ آخر ان لوگوں نے اپنی قیامگاہ کہاں بنائی تھی۔ یہاں تو کوئی ایسی جگہ بھی نہیں ہے جسے قیامگاہ کے طور پر استعمال کیا جا سکے۔ ہر لمحہ حشرات الارض کا خطرہ رہتا ہوگا۔ سانپ اور دوسرے کیڑے یہاں جس تعداد میں موجود ہیں، اس سے تم نے اندازہ لگا لیا ہوگا شارلٹو۔"

"ممکن ہے اس روز وہ کسی خاص مقصد کے تحت یہاں آ گئے ہوں اور فضول باتیں کر کے ہمیں بے وقوف بنا دیا ہو۔ ضروری نہیں ہے کہ ان کا قیام بھی یہیں ہو۔"

بوٹ اپنی جگہ موجود تھی۔ ساحل دور دور تک سنسان تھا۔ سوائے لہروں کے شور کے اور کوئی آواز نہیں سنائی دیتی تھی۔ ہم یہاں سے واپس چل پڑے۔ میں نے شارلٹو سے کہا: "شارلٹو! اس جزیرے سے بالکل قریب کون سا جزیرہ ہے؟"

"اس کا کوئی نام نہیں ہے۔ یہاں سے بائیں سمت تقریباً تین میل کے فاصلے پر ایک اور چھوٹا سا جزیرہ موجود ہے۔" مجھے اندازہ ہوا کہ شاید شارلٹو اسی جزیرے کی بات کر رہا ہے جس پر میں نے شیری کو دیکھا تھا، جہاں سے وہ بوٹ لے کر اس سمت آئی تھی۔ میں نے کسی خیال کے تحت شارلٹو کو اسی سمت چلنے کے لیے کہا اور شارلٹو نے گردن ہلا دی۔

راستہ خاموشی سے طے ہوا۔ میں نے جزیرے کے آثار محسوس کر لیے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم اس جگہ پہنچ گئے۔ کافی فاصلے پر شارلٹو نے ہائی اسپیڈ بوٹ کا انجن بند کر دیا تھا لیکن ابھی ہم ساحل پر پہنچنے بھی نہ پائے تھے کہ دفعتاً کوئی چیز شائیں کی آواز کے ساتھ موٹر بوٹ کے اوپر سے گزر گئی۔ انجن بند تھا اس لیے گزرنے والی چیز کی آواز صاف سنائی دی تھی۔ شارلٹو نے حیرت سے مجھے دیکھا۔ آواز اس نے بھی سنی تھی۔ پانی میں ایک بڑا زوردار چھپاکا سنائی دیا اور اس کے بعد خاموشی چھا گئی۔ ہم ابھی اندازہ بھی نہ کر پائے تھے کہ دفعتاً ایک ننھا سا سرخ شعلہ چمکا اور کوئی چیز پھر ہمیں بوٹ کی طرف آتی نظر آئی۔ رخ بالکل ہماری ہی سمت تھا اور اب ہمیں یہ اندازہ لگانے میں دشواری نہ ہوئی کہ کوئی مہلک ہتھیار ہمارے خلاف استعمال کیا جا رہا تھا۔

شارلٹو نے پھرتی سے انجن اسٹارٹ کر دیا اور بوٹ کو اتنی تیزی سے چکر دیا کہ مجھے اپنا توازن سنبھالنا بھی مشکل ہو گیا۔ سرخ شعلہ جو اپنی جگہ سے پرواز کرنے کے بعد بجھ گیا تھا، شائیں کی آواز کے ساتھ پھر ہمارے قریب سے گزرا اور پانی میں غائب ہو گیا۔ اس بار شاید انھوں نے ہمارا نشانہ درست کر لیا تھا۔ ویسے یہ شعلہ اس چھوٹے سے جزیرے کی جانب سے لپکا تھا جس کے قریب ہم جا رہے تھے اور خاصی بلندی پر نظر آیا تھا۔ یہ اندازہ نہیں ہو سکا تھا کہ کون سی جگہ سے ہم پر یہ مہلک چیز فائر کی جا رہی ہے۔ شارلٹو نے بوٹ کو ایک لمبا چکر دیا کیونکہ ہم تیسرا شعلہ دیکھ چکے تھے۔ میں نے پھرتی سے ایک طاقتور دوربین نکال کر آنکھوں سے لگا لی تھی اور میرا رخ جزیرے ہی کی جانب تھا۔ شعلہ کافی بلندی سے چمکا تھا۔ میں نے فوراً ہی شارلٹو کو اطلاع دی اور شارلٹو نے ایک دم سے رخ بدل لیا۔ بلاشبہ وہ بوٹ ڈرائیو کرنے کا ماہر تھا۔ بوٹ اس وقت ایک سانپ کی طرح بل کھاتی ہوئی پانی کے سینے کو چیرتی ہوئی دوڑ رہی تھی۔ شائیں کی آواز اس بار ہم سے خاصے فاصلے پر نکل گئی تھی۔ شارلٹو ان

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لوگوں کو چکر دینے میں کامیاب ہو گیا تھا اور اس کے بعد مناسب یہی تھا کہ ہم اس جزیرے کا رخ نہ کریں۔ ہمیں اندازہ نہیں تھا کہ اس شعلے کی رینج کتنی ہے چنانچہ ہم جزیرے سے زیادہ سے زیادہ دور نکل جانا چاہتے تھے لیکن دفعتاً شارلٹو کی ہلکی سی آواز ابھری اور اس نے ایک بار پھر بوٹ گھمادی۔

"کیوں کیا ہوا؟" میں نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"ہمیں گھیر لیا گیا ہے۔" اس نے کہا اور میں تاریکی میں آنکھیں پھاڑنے لگا۔ پھر میں نے بھی ان چار پانچ ہیولوں کو دیکھ لیا جو سمندر کی سطح سے سر ابھارے ہمیں گھور رہے تھے یقیناً یہ کچھ خصوصی قسم کی بوٹس تھیں جو مختلف سمتوں سے ہماری جانب بڑھ رہی تھیں۔ ان کے عقب میں پانی کی سفید لکیریں پیدا ہوتی جا رہی تھیں جن سے ان کی اسپیڈ کا اندازہ ہوتا تھا۔ شارلٹو نے ایک لمحے کے لیے مجھے دیکھا۔ پھر بولا۔ "بہتر یہی ہے کہ اب ہم ان سے بچنے کی کوشش کریں۔ میں بوٹ کو پانی کے نیچے لے جا رہا ہوں۔"

"گڈ۔" میں نے گردن ہلائی اور شارلٹو نے وہ بٹن دبادیا جس سے ہماری اس خصوصی بوٹ کی چھت ڈھک جاتی تھی۔ آن کی آن میں ہم شیشے کے خول میں قید ہو گئے۔ دوسرے ہی لمحے شارلٹو نے بوٹ کو پانی میں نیچے اتار دیا۔ نیچے اتارتے ہی اس نے انجن کی اسپیڈ فل کر دی تھی۔ سمندر کے نیچے ہی نیچے وہ دور نکل جانا چاہتا تھا۔ بوٹ اتنی رفتار سے آگے بڑھی کہ دماغ چکرا کر رہ گیا۔ زیادہ دیر چونکہ ہم پانی میں نہیں رہ سکتے تھے اس لیے تھوڑی دور پہنچنے کے بعد شارلٹو کو بوٹ پانی کی سطح پر ابھارنا پڑی لیکن اس کے ساتھ ہی ہمیں ایک خوفناک صورتِ حال کا سامنا کرنا پڑا۔

جونہی بوٹ سطح پر ابھری، ہم نے صرف چند گز کے فاصلے پر دشمنوں کی ایک چھوٹی سی اسٹار بوٹ دیکھی جو ہمارے بالکل قریب تھی۔ اس پر سے ابھرنے والی آوازیں تو ہماری سمجھ میں نہیں آئیں لیکن شاید اسٹین گنوں وغیرہ سے زبردست فائرنگ کر دی گئی تھی کیونکہ چند ہی لمحے بعد ہمارے سروں پر لگا ہوا شیشے کا حصار ٹوٹتا محسوس ہوا۔ شیشہ کرچی کرچی ہو گیا تھا۔ اب ہم بوٹ کو نیچے پانی میں نہیں لے جا سکتے تھے۔ شارلٹو نے البتہ ایک بار پھر مہارت کا ثبوت دیا اور بوٹ کو اس اسٹار بوٹ سے دور لے جانے کی کوشش کی لیکن دفعتاً ایک شدید جھٹکا لگا۔ بوٹ کا پچھلا حصہ فائرنگ سے متاثر ہو گیا تھا۔ اب اس کے علاوہ اور کوئی چارۂ کار نہیں تھا کہ ہم پھرتی سے پانی میں کود پڑیں۔ شارلٹو نے مجھے یہی ہدایت کی اور ہم نے

فوراً ہی ماسک اپنے چہروں پر چڑھا لیے۔ اس کے بعد ہم برق رفتاری سے اپنی اس بوٹ سے نیچے کود گئے۔

ہمارا نیچے کود جانا ہمارے حق میں انتہائی بہتر ثابت ہوا۔ بصورتِ دیگر ہم بوٹ کی تباہی کی لپیٹ میں آجاتے۔ بوٹ ہم سے کچھ فاصلے پر جا کر تباہ ہو گئی تھی۔ اگر شارلٹو انتہائی برق رفتاری سے اُسے بالکل مخالف سمت میں نہ موڑ دیتا تو یہ بوٹ ہمارے سروں پر ہی تباہ ہوتی اور اس کے بعد ہمارا کیا ہوتا، یہ خدا ہی جانتا تھا۔ ہم دونوں نے ایک بار پھر غوطہ لگایا اور پانی کے نیچے نیچے ایک سمت بڑھنے لگے۔ مقصد یہی تھا کہ ان لوگوں سے زیادہ سے زیادہ دور نکل جائیں۔ آکسیجن سلنڈر کام کر رہے تھے اس لیے سطح پر ابھرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ نجانے کتنی دیر ہم اسی طرح تیرتے رہے۔

شارلٹو میرے قریب قریب ہی تھا لیکن دفعتاً ہم نے کچھ فاصلے پر پانی میں کچھ ہلچل سی دیکھی اور اب جو نگاہ دوڑائی تو سامنے ہی کچھ غوطہ خور ہمیں تیرتے نظر آئے۔ یقیناً ہمارے بارے میں یہ اندازہ لگا لیا گیا تھا کہ ہم سمندر میں اتر چکے ہیں اور یہاں بھی ہماری تلاش شروع ہو گئی تھی۔

جس طرح ہم نے ان لوگوں کو دیکھ لیا تھا اسی طرح چند لمحوں کے اندر وہ بھی ہمیں دیکھ لیں گے۔ شارلٹو نے میری جانب دیکھا اور پھر ایک اشارہ کیا۔ میں نے گردن ہلا دی تھی۔ چنانچہ چند ہی لمحوں کے بعد میں اور شارلٹو دو مختلف سمتوں میں تیرنے لگے۔ ایک ہی جگہ رک کر ہم ایک ساتھ ان کا شکار نہیں بننا چاہتے تھے۔

زیرِ آب استعمال ہونے والے پستول ہمارے پاس موجود تھے۔ شارلٹو نے معقول انتظام کیا تھا۔ چند ہی لمحوں کے بعد مجھے پستول استعمال کرنے کی ضرورت پیش آگئی۔ ان میں سے ایک شخص نے مجھے دیکھ لیا تھا اور اپنی جگہ رک گیا تھا لیکن دوسرے لمحے میں نے اس کی کھوپڑی کا نشانہ لیا اور فائر کر دیا۔ میں نے پانی میں ہلچل سی دیکھی تھی اور اس کے بعد میں نے اس کو بے جان ہو کر گہرائیوں میں اترتے دیکھا۔

میں نے اپنا رخ بدل لیا تھا۔ اب شارلٹو کی طرف توجہ دینا ممکن نہیں رہا تھا۔ کیونکہ دوسرے کچھ لوگ بھی میری طرف متوجہ ہو گئے تھے۔ دو افراد تیزی سے میری جانب بڑھ رہے تھے اور میں انھیں کسی مناسب جگہ لے جا کر نشانہ بنانا چاہتا تھا۔ اگر انھوں نے بھی ہمیں ختم کرنے کی کارروائی شروع کر دی تو ظاہر ہے ان سے مقابلہ مشکل ہو جاتا۔ کیونکہ ان کی تعداد کے بارے میں کوئی صحیح اندازہ نہیں تھا۔ ویسے یہ بات بھی یقینی تھی

کہ وہ لوگ مجھے قتل کر دینا چاہتے تھے اگر ایسا نہ ہوتا تو موٹر بوٹ کو اس طرح تباہ کرنے کی کوشش نہ کی جاتی۔ چنانچہ جان بچانے کے لیے اس وقت ہر کوشش ضروری تھی۔ میں نے تیرنے کی رفتار تیز کر دی اور اچانک ہی میں سطح پر ابھر آیا۔ یہ ان لوگوں کو ڈاج دینے کی ایک کوشش تھی لیکن اس کا ایک اور فائدہ ہوا۔ مجھے جزیرہ نظر آگیا جو بہت قریب تھا۔ زیرِ سمندر ان لوگوں کی کارروائی جزیرے کی زمین کی نسبت زیادہ خطرناک ثابت ہوتی۔ اس لیے میں نے طوفانی رفتار سے جزیرے کی طرف تیرنا شروع کر دیا اور آن کی آن میں ساحل پر آگیا۔ یہاں ایک لمحہ رک کر میں نے اِدھر اُدھر دیکھا اور ایک بار پھر موت زندگی کو چھوتی گزر گئی۔ گولی سائلنسر لگے پستول سے چلائی گئی تھی اور میرے قریب سے گزر گئی تھی۔ میں نے ایک سمت چھلانگ لگا دی اور پھر دوڑتا ہوا درختوں کی آڑ میں چلا گیا۔ مجھے جو پہلا درخت نظر آیا اسی کی آڑ لے کر میں نے آس پاس کا جائزہ لیا۔ اصولاً بھاگنے والے کو اندر درختوں میں گھس جانا چاہیے تھا لیکن میں نے اس کے برعکس کیا اور وہیں رک کر جائزہ لینے لگا۔ ابھی چند لمحے ہی گزرے تھے کہ دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور جس جگہ سے میں جنگل میں داخل ہوا تھا، عین اسی جگہ سے تین افراد اندر آئے اور درختوں میں گھستے چلے گئے۔ میں نے سانس روک لیا تھا۔ وہ تینوں دور تک چلے گئے اور پھر نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔ شارلٹو کا نہ جانے کیا حشر ہوا تھا۔ ویسے وہ قابلِ اعتماد انسان تھا اور اب اس پر کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔

جو لوگ درختوں کے درمیان داخل ہوئے تھے، ان کی واپسی بھی ممکن تھی۔ اس دوران مجھے اپنے آئندہ اقدام کا فیصلہ کرنا تھا کہ آیا اس جگہ کو چھوڑ دوں اور کوئی نئی جگہ پکڑوں یا پھر یہیں رکوں؟ ابھی یہی سوچ رہا تھا کہ ایک سرسراہٹ سنائی دی اور میں سانپ کی طرح پلٹا۔ اسی وقت ایک سرگوشی سی ابھری۔

"اس سمت آجاؤ... اِدھر پھرتی سے۔" ایک بہت ہی باریک روشنی ایک لمحے کے لیے چمکی۔ ذہن میں شارلٹو کا خیال آیا تھا لیکن روشنی؟ سوچنے کی گنجائش نہیں تھی۔ میں نے اس سمت دوڑ لگا دی۔ "اس طرف۔" سرگوشی پھر ابھری لیکن اس مرتبہ مجھے احساس ہو گیا کہ وہ شارلٹو نہیں ہے۔ "آجاؤ مسٹر علی... پلیز کم آن۔" سرگوشی دوبارہ ابھری اور میں نے غوطہ خوری کے لباس میں ملبوس اس شخص کو دیکھ لیا جو اپنے تن و توش کے اعتبار سے بھی شارلٹو جیسا نہیں تھا لیکن اس بار اس نے مجھے نام لے کر پکارا تھا۔ ذہن صحیح فیصلہ نہ کر پایا کہ کیا کروں۔ ممکن ہے دھوکا کیا جا رہا ہو۔

پھر ایک ہلکی سی سیٹی کی آواز ابھری جو بائیں سمت سے آئی تھی۔ جواب میں مجھے پکارنے والے نے بھی ویسی ہی آواز نکالی اور میرے بالکل قریب پہنچ گیا پھر اس نے میرا بازو پکڑا اور مجھے گھسیٹتا ہوا بولا۔ "اب تمھارا دل چاہے تو مجھے گولی مار دو مگر خدا کے لیے ادھر تو آجاؤ۔" اس بار اس نے جھلائی ہوئی آواز میں کہا تھا لیکن... لیکن یہ آواز بھی میری سمجھ میں نہیں آئی تھی۔

میں اس کے ساتھ کھنچتا چلا گیا۔ ایک تناور درخت کی آڑ میں بہت بڑی چٹان نظر آئی جس کے بالکل زیریں حصے میں تقریباً ڈھائی فٹ کے قطر کا ایک سوراخ موجود تھا۔ عام حالات میں اس کے نظر آنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔ جب تک کہ کسی کو اس کا پتا نہ ہو۔

"اس میں رینگ جاؤ... ٹھہرو پہلے میں اندر داخل ہوتا ہوں۔" اس نے کہا اور پھر لیٹ کر سوراخ میں داخل ہو گیا۔ میں نے بادلِ ناخواستہ اس کی تقلید کی تھی۔

اندر کا ماحول حیرتناک تھا۔ سوراخ میں داخل ہو کر آگے بڑھتے ہی کافی کشادگی محسوس ہوتی تھی۔ نیچے زمین کافی گہری تھی اور اوپری حصہ کسی گنبد کا نچلا حصہ محسوس ہوتا تھا۔

"کون ہو تم؟" میں نے سوال کیا۔ تاریکی کی وجہ سے مجھے اس کی شکل اور حیثیت کا اندازہ نہیں ہو پا رہا تھا۔

"کینٹ۔" جواب ملا اور میرے ذہن کو ایک زبردست جھٹکا لگا۔ ذہن واقعی معطل تھا۔ کینٹ کی آواز سمجھ میں نہیں آئی تھی لیکن اب میں نے اسے پہچان لیا تھا۔

"سوری مسٹر کینٹ! میں آپ کو پہچان نہیں سکا تھا۔ آپ یہاں کیسے؟" میں نے خود کو سنبھال کر کہا۔

"آپ کی کوششوں کو ناکام بنانا میری ڈیوٹی ہے۔" کینٹ نے بھاری لہجے میں کہا۔

میں خاموشی سے اندھیرے میں آنکھیں پھاڑتا رہا۔ یہ جملے بھی عجیب تھے۔

چند لمحات کے بعد وہ پھر بولا۔ "اور میرا خیال ہے آپ بھی یہ بات اچھی طرح محسوس کر چکے ہیں مسٹر علی۔ بہرحال، ہم دونوں کے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ مجھے ابھی اپنے ساتھیوں سے جا ملنا ہے۔ آپ نے سیٹیوں کے تبادلے کی آوازیں سنی ہوں گی۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ اس طرف سکون ہے۔"

"تو کیا سمندر میں...؟" میں نے بمشکل کہا۔

"ہاں، وہ میرے ہی آدمی تھے جو آپ کو قتل کر دینا چاہتے تھے۔ آپ ان کا شکار ہو جاتے تو مجھے کوئی فکر نہ ہوتی مسٹر علی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لیکن نہ جانے کیوں میری چھٹی حس کچھ کہہ رہی ہے اور میری چھٹی حس کبھی غلط نہیں کہتی ۔"

"کیا مطلب؟"

"ممکن ہے کبھی دوبارہ گفتگو کا موقع مل جائے۔اس وقت آپ کو تفصیل بتاؤں گا۔اس وقت صرف چند باتیں سن لیجیے۔آپ پورے ڈیڑھ گھنٹے اسی جگہ رہیں۔باہر نکلیں گے تو درخت کے پاس آپ کو ایک بنڈل ملے گا۔یہ ربڑ کی کشتی ہوگی جس کے ذریعے آپ واپس مارشل پر پہنچ سکیں گے۔مارشل پر آپ کو خاص طور سے میری بیوی شیری سے محفوظ رہنا چاہیے۔ وہ مائل جوشیو کی طرف سے مارشل پر انچارج ہے۔"

"آپ کی بیوی مسٹر کینٹ!" میں نے حیرت سے کہا۔

"حیرت کی کوئی بات نہیں، وہ میری بیوی نہیں ہے۔میرے بیوی بچے ان کی قید میں ہیں اور وہ بدبخت میری زبردستی کی بیوی ہے۔میں ان کے چنگل میں پھنسا ہوا ہوں اور ان کے اشاروں پر ناچنے پر مجبور ہوں۔بس اس وقت اتنا کافی ہے۔"

"مور کی کیا پوزیشن ہے مسٹر کینٹ؟"

"جو کچھ بھی ہے، میرے علم میں نہیں ہے۔اچھا خدا حافظ، اس سے زیادہ خطرہ میں مول نہیں لے سکتا۔ڈیڑھ گھنٹے کے اندر اندر میں انھیں سمیٹ کر لے جاؤں گا۔اس کے بعد... او کے۔" وہ باہر رینگ گیا اور میں احمقوں کی طرح آنکھیں پھاڑے تارہ گیا۔

ان واقعات نے ذہن کو چند لمحات کے لیے معطل کر دیا تھا۔ کینٹ خود میری نگاہ میں مشکوک تھا لیکن اصل صورت حال مختلف تھی۔اسے سمجھنے کے لیے جو کچھ وہ کہہ گیا تھا، بہت تھا۔مجھے ختم کرنے کے پروگرام کا وہ انچارج تھا لیکن اس کا اصل کردار دوسرا تھا۔ذہنی رو شارلٹو کی طرف مڑ گئی۔وہ کہاں ہے؟ بہترین ساتھی تھا۔کہیں....؟

قدموں کی چاپ سنائی دی، تو میں اس طرف متوجہ ہوگیا۔ کئی آدمی تھے، دہانے کے بالکل پاس سے گزر رہے تھے۔ چاپ دور ہوتی چلی گئی۔کینٹ نے کہا تھا کہ ڈیڑھ گھنٹے کے بعد یہاں کے حالات پُرسکون ہو جائیں گے اور اس کے بعد میں ربڑ کی کشتی کے ذریعے یہاں سے نکل سکوں گا لیکن... کیا مارشل پر جانا ضروری ہے۔وہاں کی صورت حال تو بہت مخدوش ہے۔کافی غور کیا، مارشل کے بجائے اگر این کے نکل جایا جائے؟ لیکن یہ مناسب نہیں تھا۔ٹرانسمیٹر جہاز پر ہی تھا۔اس کے علاوہ میرے دوسرے ذرائع بھی نہیں تھے جن کی مدد سے اپنا کام کر سکتا۔اس لیے مارشل پر واپسی ہی ضروری تھی۔

ڈیڑھ گھنٹے کے بعد دہانے سے باہر نکلا۔وہ بنڈل موجود تھا جس کے بارے میں کینٹ نے کہا تھا۔کھول کر دیکھا، کشتی ہی تھی چنانچہ وہیں بیٹھ کر اس میں ہوا بھری اور پھر اسے شانے پر رکھ کر ساحل کی طرف بڑھ گیا۔غریب شارلٹو کے بارے میں کچھ نہیں معلوم ہو سکا تھا لیکن اب اس کا انتظار بھی نہیں کر سکتا تھا۔کشتی سمندر میں ڈال کر چل پڑا اور بالآخر اپنا سفر طے کر کے مارشل پر پہنچ گیا۔ذہن میں شدید تجسس تھا۔خاص طور سے شارلٹو کے بارے میں جاننا چاہتا تھا۔سمجھ میں نہ آیا کس طرح اس کے بارے میں معلومات حاصل کروں۔بالآخر کیبن میں آگیا۔

دوسری صبح اندازہ ہوگیا کہ شارلٹو جہاز پر موجود نہیں ہے۔ وہ ہوتا تو مجھے ضرور ملتا۔دوسرے معمولات میں بھی کوئی تبدیلی نہیں تھی۔میں نے کیبن کا جائزہ بھی لے لیا تھا۔ٹرانسمیٹر اتنا محفوظ کر دیا تھا میں نے کہ کسی کو اس کا نشان بھی نہیں مل سکتا تھا۔

عرشے پر چہل قدمی کر رہا تھا کہ مور میری طرف بڑھتا ہوا نظر آیا۔میرے ہونٹوں پر استقبالیہ مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ "ہیلو مور!" اس کے قریب آنے پر میں نے کہا۔

"ہیلو مسٹر علی!" وہ بھی گرمجوشی سے بولا۔

"کیسے مزاج ہیں، تم بہت مصروف رہتے ہو مور؟ تمھیں بہت کم ہی دیکھا جاتا ہے۔" میں نے کہا۔

"ہاں مسٹر علی، بات یہ ہے کہ میں صرف ایک ہی کام میں مصروف نہیں ہوں، دوسری بہت سی ذمے داریاں بھی میرے سپرد ہیں۔آپ سنائیے، کیا ہو رہا ہے؟ سمندر گردی کا کوئی نتیجہ نکلا یا نہیں؟" مور نے سوال کیا اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"نتیجہ بھی نکل ہی آئے گا مسٹر مور لیکن جن معاملات میں آپ اتنے طویل عرصے تک کامیاب نہ ہو سکے، ان کے سلسلے میں، میں بھلا چند روز کے اندر کس طرح کامیاب ہو سکتا ہوں۔میرے ذہن میں بہت سے شکوک و شبہات ہیں مسٹر مور، اس موضوع پر کسی سے بات کرنا چاہتا ہوں لیکن سمجھ میں نہیں آتا کس سے کروں۔"

"کیا مطلب! کسی قسم کی الجھن محسوس کر رہے ہیں آپ؟" مور نے تشویش زدہ لہجے میں سوال کیا۔

"ظاہر ہے مسٹر مور! جس مقصد کے لیے میں یہاں آیا ہوں اس میں کامیابی چاہتا ہوں لیکن کچھ عجیب سے احساسات کا شکار ہوتا جا رہا ہوں۔"

"مسٹر علی! بہتر ہوگا اگر آپ اپنی بات کی وضاحت کر دیں۔"

"میرا خیال ہے مسٹر مور کہ جس شخصیت نے مجھے یہاں

اتنے بڑے کام کے لیے بھیجا تھا وہ شاید خود بھی یہاں کے حالات سے پوری طرح باخبر نہیں تھی۔میری مراد تارینا ہارڈو سے ہے۔بظاہر یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہاں موجود لوگ صرف بحری تحقیقات سے ہی دلچسپی رکھتے ہیں اور اسی سلسلے میں کام کر رہے ہیں۔تارنیا ہارڈو کے معاملات سے کسی کو کوئی غرض نہیں محسوس ہوتی۔"

مور نے چاروں طرف دیکھا پھر آہستہ سے بولا۔"کسی حد تک آپ کا کہنا درست ہے مسٹر علی۔یہ سچ ہے کہ یہاں صرف برائے نام کام ہو رہا ہے۔یہ لوگ تنخواہیں وصول کرتے ہیں اس سے زیادہ کچھ نہیں۔این کے اور اس کے اطراف کے تمام علاقے اس کی ملکیت ہیں، جس کا نام یقیناً آپ کے ذہن میں ہوگا۔اگر کوئی اس کے مفادات سے ٹکراتا ہے تو نقصانات اٹھاتا ہے۔"

"میں تو کچھ اور بھی سوچ رہا ہوں مور۔"

"وہ کیا؟"

"کہیں ہمیں غلط راستوں پر نہ ڈال دیا گیا ہو، یہ کہہ کر کہ حائل جوشیو ان اطراف میں ہوتا ہے اور درحقیقت اس نے کسی اور جگہ اپنا اڈا بنایا ہو۔"

مور پُرخیال انداز میں چند لمحے خاموش رہا۔پھر بولا۔"اس کے باوجود میں یہ کہوں گا مسٹر علی کہ آبدوز ممکن ہے کہیں اور ہو لیکن حائل جوشیو کے مستقل ٹھکانے انھی اطراف میں ہیں۔بس انھیں ہی تلاش کرنا اصل معاملہ ہے۔"

"جب کوئی بات دعوے سے نہیں کہی جا سکتی تو پھر یہ سمندر گردی بھی کس کام کی۔" میں نے کہا اور مور شانے ہلا کر خاموش ہوگیا۔اس نے میری بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ میں نے مزید کہا۔"تاہم ابھی میں مایوس نہیں ہوا ہوں۔صورت حالات کا مشاہدہ کر رہا ہوں، اگر کامیابی کی کوئی شکل نکلی تو ٹھیک ہے ورنہ میرا خیال ہے یہاں وقت ضائع کرنا بے کار ہوگا۔ میڈم ہارڈو نے مجھ سے کہا تھا کہ یہاں موجود لوگ مکمل طور پر میرے ساتھ تعاون کریں گے لیکن مسٹر مور! میں تو یہ محسوس کر رہا ہوں کہ اگر میں کسی حد تک کامیابی کے قریب پہنچ بھی جاتا ہوں تو اس کے بعد اپنے آپ کو تنہا محسوس کروں گا۔" میں نے کہا۔

"نہیں، یہ بات نہیں ہے۔کامیاب لوگوں کے ساتھی ہر جگہ موجود ہوتے ہیں۔آپ اگر کامیابی کے نزدیک پہنچ گئے تو پھر دیکھیے یہ سب آپ پر کس طرح جان نثار کرتے ہیں۔ فی الحال آپ کو صرف اپنی زندگی داؤ پر لگانا ہوگی۔" مور نے کہا اور میں گردن ہلانے لگا۔

"ٹھیک کہتے ہو مور! ان حالات سے میں کسی قدر بددل ہوگیا ہوں۔"

"نہیں مسٹر علی! اس کی ضرورت نہیں ہے۔" مور نے جواب دیا۔

تھوڑی دیر تک مور مجھ سے گفتگو کرتا رہا پھر اجازت لے کر چلا گیا۔میں یونہی ٹہلتا ہوا عرشے کے دوسری سمت آگیا۔یہاں میں نے ایک چھوٹی سی کشتی دیکھی جو موٹر بوٹ تھی اور جس کا اسٹیئرنگ شیری سنبھالے ہوئے تھی۔رخ اس جزیرے کی جانب نہیں تھا جہاں یہ سارا ہنگامہ ہوا تھا بلکہ شاید وہ این کے جا رہی تھی۔میرے ذہن میں ایک لمحے کے لیے خیال ابھرا کہ میں خود بھی این کے جاؤں اور شیری کا تعاقب کروں لیکن ایک اور خیال اس خیال پر حاوی ہوگیا۔وہ یہ تھا کہ شیری اس وقت موجود نہیں ہے تو کیوں نہ اس کے کیبن کی تلاشی لے ڈالی جائے۔دن کی روشنی میں یہ بے شک ایک مشکل کام تھا۔ لیکن میں نے اس کا ارادہ کر لیا۔

تھوڑی دیر کے بعد میں شیری کے کیبن کے اندر تھا۔ کیبن میں داخل ہونے کے بعد میں نے دروازہ اندر سے بند کر لیا اور پورے کیبن کا جائزہ لینے لگا۔پھر میں نے اس کے سامان کی تلاشی لینا شروع کر دی۔زیادہ دقت نہیں ہوئی۔ایک چھوٹے سے اٹیچی کیس میں سب سے اوپر مجھے تصویروں کا ایک لفافہ ملا اور جب میں نے اس لفافے کو کھول کر تصویریں نکالیں تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ یہ میری ہی تصویریں تھیں لیکن میری اصل شکل میں نہیں۔اپنے آپ کو اور اپنے سوئمنگ کے لباس کو پہچاننے میں مجھے کوئی دقت نہیں ہوئی تھی، یہ اس وقت کی تصویریں تھیں، جب شیری اس جزیرے پر گئی تھی جس پر میری ملاقات فارنوس اور سولیتا سے ہوئی تھی۔روشنیوں کے وہ جھماکے مجھے اب تک یاد تھے، میں انھیں بھول نہیں سکتا تھا۔گو میرے پورے بدن کی کوئی تصویر نہیں تھی لیکن اپنے آپ کو پہچاننا اتنا مشکل کام نہیں تھا۔شیری کے بارے میں حیرت تو اس وقت ہوتی جب مجھے اس کا کچا چٹھا نہ معلوم ہو چکا ہوتا۔ کینٹ نے مجھے اس کے بارے میں تفصیل بتا دی تھی۔سوچنا یہ تھا کہ اب کیا کروں؟ مزید تلاشی لینے سے کوئی ایسی چیز دستیاب نہ ہو سکی جو کارآمد ہوتی، چنانچہ باہر نکل آیا اور اس کے بعد میں ایک موٹر لانچ کے ذریعے این کے چل پڑا۔

شارلٹو کے بارے میں ابھی تک جہاز پر کوئی تشویش نہیں پائی جاتی تھی اور نہ ہی کسی نے مجھ سے اس کے بارے میں پوچھا تھا لیکن مجھے دلی دکھ تھا۔اگر شارلٹو زندہ ہوتا تو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

واپس ضرور آچکا ہوتا۔

میں اطراف کے ماحول کو دیکھتا چلا جا رہا تھا۔ بے شمار چھوٹی کشتیاں، موٹر لانچیں اِدھر سے اُدھر آجا رہی تھیں۔ ماحول بہت پُرسکون تھا۔ لوٹ مار کا دن گزر چکا تھا۔ دل میں یہ خواہش تھی کہ میں اس کے بقیہ اثرات دیکھوں کہ بعد میں کیا صورتِ حال رہتی ہے۔ بالآخر این کے تک پہنچ گیا۔ اس بار میں ضرورت سے زیادہ پُراعتماد تھا۔ یہاں آتے ہوئے میں نے اپنے سامان میں سے صرف چند چیزیں لی تھیں۔ کرنسی، ہلکا اسلحہ اور وہ ٹرانسمیٹر جس پر تہذیب مالکم ایکس سے بات ہو سکتی تھی۔ یہ طے کر کے آیا تھا کہ اگر این کے پر کام کی کوئی مناسب راہ مل تو ضروری نہیں کہ مارشل پر ہی واپس چلا جاؤں۔ مارشل سے مجھے اتنی زیادہ دلچسپی نہیں تھی بلکہ ایک طرح سے میں یہ محسوس کر رہا تھا کہ وہاں پر رہ کر میں خاص نگاہوں میں رہتا ہوں اور میرے لیے کام کرنے میں زیادہ دشواریاں ہوتی ہیں جبکہ این کے پر رہنے کے بعد میں اگر اپنے آپ کو ان لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ کرنے میں کامیاب ہو گیا تو زیادہ موثر اور جامع انداز میں کام کر سکوں گا۔

این کے اپنی شاندار روایت کے ساتھ میرے سامنے تھا۔ پہلے میں یہاں ایک اجنبی کی حیثیت سے آیا تھا لیکن اب اس دوران مجھے اس کے بارے میں خاصی معلومات حاصل ہو چکی تھیں۔ یہ معلومات میں نے شارلٹو اور دوسرے لوگوں سے رواروی میں حاصل کی تھیں اور اس وقت یہ میرے لیے انتہائی کارآمد تھیں۔ مجھے بتایا گیا تھا کہ این کے پر ایک پُراعتماد آدمی کے لیے تمام تر گنجائش موجود ہے۔ ہاں وہ جو شکل و صورت ہی سے بھٹکے بھٹکے نظر آتے ہیں انھیں این کے پر جینے کی اجازت نہیں ہوتی اور کہیں نہ کہیں ان کے لیے مصیبت تیار کھڑی ہوتی ہے۔ چنانچہ اب جب میں نے یہاں قدم رکھا تھا تو کوئی بھی یہ اعتراض نہیں کر سکتا تھا کہ میں اس علاقے سے پوری طرح واقف نہیں ہوں یا یہاں کی رسم و روایات کے بارے میں مجھے معلومات نہیں ہیں۔ خوب صورت عمارات اور پُررونق سڑکیں میری نگاہوں کے سامنے تھیں مگر عام انداز میں اس جزیرے کی آبادی کو دیکھا جاتا تو یہ کہنے میں کوئی عار نہیں تھا کہ یہ دنیا کے خوب صورت ترین جزائر میں سے ایک تھا۔ مجرموں کی سرزمین ہونے کے باوجود یہاں کا نظم و نسق قابلِ دید تھا۔

ایک تین منزلہ ریستوران کے سامنے پہنچ کر میں چند لمحات کے لیے رکا اور پھر اندر داخل ہو گیا۔ شیری یہاں کیوں آئی تھی اور کہاں گئی؟ اس بارے میں مجھے کوئی علم نہیں تھا۔ این کے میں اب اسے تلاش کرنا مشکل کام تھا۔ کافی کے سِپ لیتے ہوئے سوچتا رہا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے۔ شیری اگر این کے پر مل جائے تو ممکن ہے کچھ دلچسپ حالات پیدا ہو جائیں۔ قیام کے لیے میں نے کسی جگہ کا بندوبست نہیں کیا تھا، بس یہی سوچا تھا کہ ضرورت کے وقت دیکھا جائے گا یا پھر اگر کوئی واضح اور بہتر صورت نظر نہ آئی تو واپس مارشل پر پہنچ جاؤں گا۔

شاید تقدیر یاور تھی کہ اس رات ایک شینز نائٹ کلب کے سامنے شیری سے ملاقات ہو گئی۔ وہ انتہائی خوب صورت لباس میں ملبوس، انتہائی تیز میک اپ کیے ہوئے تھی اور کچھ عجیب سی کیفیت کا شکار نظر آ رہی تھی۔ مجھے دیکھ کر ٹھٹکی۔ میں نے بھی اسے دیکھ لیا تھا لیکن انداز ایسا رکھا تھا جیسے اسے دیکھ نہ پایا ہوں۔ پھر شیری خود ہی میرے پاس پہنچ گئی اور میرے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولی "ہیلو!"

میں اس طرح چونک کر پلٹا جیسے کسی اجنبی کا اندازِ تخاطب مجھے پسند نہ آیا ہو لیکن شیری کو دیکھ کر میری آنکھوں میں پہلے حیرت اور پھر مسرت نظر آنے لگی۔

"ہیلو شیری۔" میں نے آہستہ سے کہا۔

"تمھیں دیکھ کر مجھے حیرت ہوئی، کب آئے یہاں؟"

"کافی دیر ہو گئی لیکن میری کیفیت بھی تم سے زیادہ مختلف نہیں ہے۔" میں نے کہا۔

"کیفیات کو چھوڑو، بڑا اچھا ہوا جو تم مل گئے۔ میں بُری طرح تنہائی محسوس کر رہی تھی۔" شیری نے کہا اور میں مسکرا دیا۔ "آؤ پھر یہاں نہیں بیٹھیں گے، کہیں اور چلتے ہیں۔"

میں نے آمادگی کا اظہار کر دیا۔ شیری مجھے لیے ہوئے اپنی پسند کے ایک ریستوران میں پہنچ گئی۔ خاصی پُرسکون جگہ تھی۔

ایک میز کے گرد بیٹھنے کے بعد اس نے کہا: "زندگی بعض اوقات کچھ عجیب سی الجھنوں کا شکار ہو جاتی ہے، میں بھی ان دنوں ذہنی طور پر بے حد پریشان ہوں۔ کیا ہو گئے؟ شاید تم شراب نہیں پیتے۔ میں نے اس دوران تمھیں ایک بار بھی شراب پیتے نہیں دیکھا۔"

"لیکن تمھیں منع نہیں کروں گا۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ شیری سے میں نے بے تکلفی کا اظہار شروع کر دیا تھا۔

"نہیں، تم نہیں پیو گے تو میں بھی نہیں پیوں گی۔" وہ بھی اُسی بے تکلفی سے بولی۔ اور پھر اس نے ایک مشروب کا آرڈر دے دیا۔

خوش رنگ مشروب ہمارے سامنے آ گیا تو میں نے اپنا گلاس اُٹھا کر اس کی چھوٹی چھوٹی چند چسکیاں لیں اور بولا: "مارشل

برصغیر کے جادُو نگار تاریخی کہانیوں کے واحد مصنف الیاس سیتاپوری

تمام کتابوں کے نئے ایڈیشن شائع ہو گئے ہیں

انسان جو کبھی نہیں بدلے گا اور کبھی پُرانا نہیں ہوگا، اسی طرح یہ کہانیاں بھی کبھی پرانی نہیں ہوں گی کیوں کہ یہ کہانیاں انسانوں کی کہانیاں ہیں۔

انسان! جو بادشاہ تھے، وزیر تھے، امیر تھے، فاتح تھے، ظالم تھے، رحم دل تھے۔ انسانی جذبات، احساسات، فطرت اور جبلّت جو آدم میں تھی، وہی آج بھی ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ بس ماحول، حالات، معاشرتی مقام اور تہذیبوں کے عروج و زوال کے مطابق ان کا طریقۂ اظہار بدلتا رہے گا۔ اس لیے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ الیاس سیتاپوری نے ماضی کے بادشاہوں کی نہیں انسانوں کی کہانیاں لکھی ہیں۔ انسانی جبلّت اور فطرت کے ساتھ زندہ رہنے والی کہانیاں۔ ان کہانیوں میں وہ سب کچھ ہے جو انسان میں ہے۔ حسد، رشک، شماتت، رقابت، دوستی، دشمنی، جفاکاری، وفاشعاری، سادگی، ریاکاری، ایثار، غداری، تمرّد، انکساری، بہادری اور بُزدلی۔

انسانوں کی اثرانگیز کہانیوں کے مجموعے

کشمیر کی کلی
عجائب خانہ عشق
اندر کا آدمی
چاند کا حد
راگ کا بدن
شہزادی کا نیلام
بالاخانے کی دلہن
آشنا ناآشنا
داستانِ حور
رزم بزم

قیمت فی کتاب ۲۵ روپے، ڈاک خرچ فی کتاب ۱۰ روپے | تین کتابیں یا زائد منگانے پر ڈاک خرچ معاف

آج ہی اپنا آرڈر بھیج دیجیے کیونکہ یہ کتابیں محدود تعداد میں شائع ہو رہی ہیں

کتابیات پبلی کیشنز ○ پوسٹ بکس ۲۳ سعید منشن بلیمویا اسٹریٹ آئی آئی چندریگر روڈ کراچی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پہ زندگی واقعی خشک ہے۔"

"چھوڑو، کن فضول باتوں کو لے بیٹھے۔ این کے کی زندگی کی بات کرو۔"

"کیا خیال ہے تمھارا یہاں کے بارے میں؟"

"بہت خوشگوار نہیں۔ اپنی دنیا ان تمام جگہوں سے کہیں زیادہ حسین ہے۔"

"تمھیں کتنا عرصہ ہوا یہاں شیری؟" میں نے سوال کیا۔

"چار سال سے۔"

"کیا مسٹر کینٹ بھی اتنے ہی عرصے سے یہاں موجود ہیں؟"

"ظاہر ہے، کینٹ کے ساتھ ہی اس علاقے تک پہنچی ہوں ورنہ مجھے کیا پڑی تھی کہ اس ویران خطے میں آ جاتی۔"

"این کے اتنا ویران تو نہیں ہے۔" میں نے کہا۔

"پھر اپنا دل ہی ویران ہو سکتا ہے۔ میں ماحول سے بہت زیادہ اکتائی ہوئی، بہت اُلجھی ہوئی ہوں مسٹر علی۔ میں کسی کے سامنے اس کا اظہار نہیں کرتی۔ بعض اوقات لوگ غلط فہمیوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ تم کسی غلط فہمی میں نہ پڑنا، میں تمھاری ہمدردی یا تمھاری حمایت نہیں حاصل کرنا چاہتی۔ میں نے ایک بار پہلے بھی تم سے کہا تھا کہ میں غلط نہیں ہوں لیکن تم نے یقین نہیں کیا۔ کیوں علی؟ یقین نہیں کیا تھا نا مجھ پہ؟" اس کی مسکراہٹ میں اُداسی نمایاں ہو گئی تھی۔

"نہیں، ایسی بات بھی نہیں۔" میں نے اپنے گلاس سے مشروب کی ایک چسکی لینے کے بعد کہا۔

"صرف اور صرف یہی بات تھی علی... خیر چھوڑو جس بات سے تم انکار کر رہے ہو، میں اس پر اصرار نہیں کروں گی، اہم معاملات اپنی زندگی سے نکال دیتے ہیں۔ تمھارا مشن کامیابی کی کونسی منزل میں ہے؟"

"کامیابی کا ابھی کوئی نشان نہیں ہے۔ راستے بند کیے جا رہے ہیں، جس طرف بڑھتا ہوں ایک دیوار کھڑی کر دی جاتی ہے۔ ان حالات میں کامیابی کچھ آسان تو نہیں ہے۔" میں نے کہا اور وہ مسکرا دی۔ اس چالاک عورت کو ہینڈل کرنا آسان کام نہیں تھا۔ میں اس کی شکل دیکھتا رہا۔ "تمھاری یہ مسکراہٹ میری سمجھ میں نہیں آئی شیری؟"

"میں کچھ اور سوچ رہی تھی۔"

"کیا؟"

"یقین کرو اس کا تعلق تم سے نہیں ہے۔" اس نے کہا اور میں خاموش ہو گیا۔ جلد بازی اچھی نہیں تھی لیکن اب میں نے طے کر لیا تھا کہ اس عورت پر قابو پانا بہت ضروری تھا۔ بڑے کام ہو سکتے تھے اور بالآخر میں نے تھوڑی سی کامیابی حاصل کر لی۔ اسے بڑی مشکل سے موم کیا اور پھر مطلب کی بات چھیڑ دی۔

"وہ کام جو بڑے بڑے لوگ نہیں کر سکتے، عورت بعض اوقات کر دکھاتی ہے۔ کیا تاریخ اس کی گواہ نہیں ہے؟"

"کیا کہنا چاہتے ہو علی؟"

"تم اس سلسلے میں میری کچھ مدد نہیں کر سکتیں؟"

"ان سچائیوں کو داغدار نہ کرو علی جو اس وقت میرے اور تمھارے درمیان قائم ہو گئی ہیں۔ مجھے یہ احساس نہ دلاؤ کہ میں اپنی ذات میں کچھ نہیں ہوں اور تم صرف مجھ سے کچھ معلومات حاصل کرنے کے لیے میرے قریب آئے ہو۔" شیری نے کہا اور میں سنبھل گیا۔

"کیا مطلب شیری؟" میں نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"وہی جو تم سمجھے ہو۔" اس نے اعتماد سے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے میں کچھ نہیں سمجھا۔" میں نے بدستور اپنی حیرت برقرار رکھی۔

"اور میرا خیال ہے تم سب کچھ سمجھ چکے ہو۔ تم یہ بھی جانتے ہو علی کہ... کہ..." وہ کہتے کہتے رک گئی۔

"ہاں ہاں... کہو، میں کیا جانتا ہوں؟"

"ان لمحات کی قیمت چاہتے ہو مجھ سے؟ بہت بڑی قیمت ہو گی یہ میرے لیے۔ میں ادا کر سکتی ہوں لیکن ایک شرط پہ..." شیری کی کیفیت عجیب ہو گئی۔

"تم ان جملوں کی وضاحت نہیں کر سکتیں؟" میں نے کہا۔

"ہاں کر سکتی ہوں۔ جو کچھ میں کہہ رہی ہوں اسے سنو، یہ سب مذاق نہیں ہو گا۔ اس سے بڑی سچائی روئے زمین پر دوسری نہ ہو گی۔ سنو علی! تم ہائل جوشیو کو ہلاک کرنا چاہتے ہو، اس کے عزائم کو ناکام بنانا چاہتے ہو۔ یہی بات ہے نا؟"

"ہاں۔ پروگرام تو یہی ہے۔"

"میں تمھاری مدد کر سکتی ہوں لیکن اس کے صلے میں تمھیں مجھے بہت کچھ دینا ہو گا۔"

"کیا دینا ہو گا؟"

"وہ زندگی جو میرا خواب ہے، ایک ایسا خواب جس کے نقوش ابھی پوری طرح واضح نہیں ہیں، جو ایک ہیولے کی شکل میں میری آنکھوں میں ہے۔ ایک گھر اور بچے۔ ایک عورت کی زندگی درکار ہے مجھے۔ سمجھے علی، مجھے ایک مرد چاہیے۔ وہ مرد جو میرا شوہر ہو، جو میری عزت کرتا ہو، مجھ پر اعتماد کرتا ہو۔ میں اس کا گھر سنبھالوں، اس کے بچے سنبھالوں، اس کی خدمت کروں۔ علی! ایک ماں تھی میری، ایک پپا تھے۔ اکلوتی بیٹی تھی میں ان کی۔ قصور پپا کا تھا۔ عمدہ معیارِ زندگی حاصل کرنے کے لیے انھوں نے جائز طریقہ کا

اختیار نہیں کیا۔ وہ میرے بہترین مستقبل کے خواہاں تھے لیکن جو کچھ کر رہے تھے وہ بہترین مستقبل کے لیے نہیں تھا۔ ایک اسمگلر کے ساتھ حشیش اسمگل کرتے تھے وہ۔ گرفتار ہوئے، سزا ہو گئی۔ اسمگلر کا کچھ نہ بگڑا، پھر وہ ہماری مدد کرنے لگا۔ وہ روز ہمارے گھر آتا اور ممی اس سے متاثر ہو گئیں۔ پپا جیل سے آئے تو انھوں نے اُسے قتل کر دیا۔ ممی کو شدید زخمی کر دیا۔ اور مجھے لے کر نکل بھاگے۔ زندگی کے اچھے راستے بھول گئے تھے وہ۔ نئی زندگی میں بھی وہ اپنے ماضی سے الگ نہ رہ سکے۔ میں نے ان سے تعاون کیا اور انھوں نے اپنے خیال میں مجھے بہترین مستقبل سے روشناس کرا دیا۔ میں بھی اسمگلنگ کرنے لگی۔ مختلف گروہوں کے لیے کام کرتی رہی اور پھر یہ بھول گئی کہ گھر بھی کوئی چیز ہوتا ہے... لیکن شاید میں یہ بھولی نہ تھی۔ مجھے گھر یاد تھا۔ اس کے دھندلے خواب میری آنکھوں میں آج بھی رقصاں رہتے ہیں۔ اور... اور شاید میں تصورات میں اس گھر کی تلاش میں سرگرداں رہتی ہوں۔ ڈیڈی کو ایک روز مرنا تھا، وہ مر گئے۔ میں زندہ ہوں اور ہلاک ہو رہی ہوں اور نہ جانے کب تک ہلاک ہوتی رہوں گی۔ میں نے زندگی میں سازشیں کی ہیں، قتل کیے ہیں لیکن میرا گھر آج بھی میرا تعاقب کر رہا ہے۔ میں اس کی طرف قدم بڑھاتی ہوں تو وہ گم ہو جاتا ہے مگر اب میں اس کے لیے سودے بازی کرنا چاہتی ہوں، یہی تو موقع ہے۔ بولو علی! یہ سودا کرو گے؟ میں تمھاری مدد کروں گی، تم مجھے میرا گھر دے دو... دو گے؟ کرتے ہو یہ سودا؟" وہ جذباتی ہو رہی تھی، اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

میں شیری کی شکل دیکھتا رہا۔ جو کچھ وہ کہہ رہی تھی، بہت عجیب تھا۔ ایک ایک جملہ ذہن پر ہتھوڑا بن کر برس رہا تھا۔ آج تک کا تجربہ یہی تھا کہ برائیوں کی طرف جانے والے راستے مجبوریوں کے ساتھ طے ہوتے ہیں۔ کوئی بھی اپنی خوشی سے پستیوں کی طرف کا سفر نہیں کرتا۔ شیری نے اس وقت جو کچھ کہا تھا اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں تھی۔ کینٹ، شیری کے ہاتھوں مجبور تھا۔ شاید اسے بھی شیری کی زندگی کی کہانی معلوم نہ ہو اور اب شیری جذباتی ہو کر مجھے اپنے بارے میں سب کچھ بتا رہی تھی۔ اس نے اپنی شخصیت پر پڑا ہوا ایک پردہ نوچ کر دُور پھینک دیا تھا۔

وہ عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھتی رہی، پھر اسی جذباتی لہجے میں بولی۔ "بہت کچھ سوچنے پر مجبور ہو گئے ہو گے علی! سوچنے کی بات بھی ہے۔ تم مغرب کے باشندے نہیں ہو، جن کی نگاہوں میں عورت ایک بے وقعت شے ہے۔ تمھارے ہاں عورت کی قدر و قیمت ہے، تم بھلا ایک ایسی عورت کو کس طرح قبول کر سکتے ہو جس کے بارے میں تمھیں یہ معلوم ہو کہ وہ جرائم پیشہ افراد کی ساتھی رہ چکی ہے۔ ہاں، میں بے وقعت ہوں۔ میں اگر کوئی سازش کروں تو کسی بھی معصوم انسان کو اپنے جال میں پھانس سکتی ہوں۔ وہ میرا شوہر بھی بن جائے گا اور میرا محکوم بھی رہے گا لیکن یہ نہیں چاہتی میں۔ ویسے غلام تو مجھے بہت ملتے ہیں لیکن مجھے غلام درکار نہیں۔ بولو علی! مجھے اپنی زندگی میں ایک پُروقار عورت کی حیثیت سے جگہ دینے کو تیار ہو گے یا نہیں؟ اس کے عوض میں تمھیں اپنی ساری معلومات دے دوں گی۔ جتنا کچھ جانتی ہوں، وہ سب دے دوں گی اور یہ شرط بھی عائد نہیں کروں گی تم پر کہ میری حفاظت کرو۔ چاہو تو یہ جوا کھیل لو۔ اگر کسی طرح ہائل جوشیو کو یہ معلوم ہو جائے کہ میں تمھارے لیے معلومات کا ذریعہ بنی ہوں تو پھر مجھے زمین کی گہرائیوں میں بھی زندہ نہیں چھوڑا جائے گا۔ مر جاؤں اس کے ہاتھوں تو تم پر ذمے داری نہیں ہو گی اور تم اپنے وعدے سے آزاد ہو گے۔ زندہ بچ جاؤں تو مجھے میرا اعتماد دے دینا۔ یہ تمنا ہے جس میں جی رہی ہوں اور یہ بھی سُن لو کہ اس کے لیے میں جلد بازی نہیں کروں گی۔ پہلے تمھارا کام اور اس کے بعد میرا... بولو؟" اُس کی آواز لرز رہی تھی، آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔

میں شدید اُلجھن کا شکار ہو گیا تھا پھر میں نے دل میں سوچا کہ علی یار خان! زندگی میں انسان کو ہر طرح کے حالات سے دوچار ہونا پڑتا ہے اور پھر میری زندگی تو ویسے بھی ایک تند و تیز ندی کی مانند تھی جو اپنے راستے میں آنے والے نشیب و فراز کو روندتی ہوئی آگے بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اگر حالات ناسازگار بھی ہوئے تو پھر جو ہو گا، دیکھا جائے گا۔ تقدیر کے فیصلوں کو قبول کرنا ہو گا۔ اس وقت شیری میرے مشن کی تکمیل میں ایک بہت اہم ذریعہ بن سکتی ہے چنانچہ اُسے مایوس نہ کیا جائے۔ لہٰذا میں نے سودے بازوں کے سے انداز میں گفتگو نہیں کی۔ میں نے اپنا ہاتھ اس کے بازو پر رکھتے ہوئے کہا۔ "شیری! تم جذباتی ہو رہی ہو۔ اتنی بُری نہیں ہو تم، جتنا تم نے خود کو سمجھ لیا ہے، نہ ہی یہ مناسب ہو گا کہ تمھاری ذات کے لیے سودے بازی کی جائے۔ اچھے ساتھی اور اچھے دوست کی حیثیت سے مجھے یقین ہے کہ تم بے مثال بن سکتی ہو۔ یہ شرط عائد نہ کرو۔ میں تم سے کچھ نہیں معلوم کرنا چاہتا۔ میں اپنے طور پر مصروفِ عمل ہوں، کامیابی ہو گئی تو ٹھیک ہے، ورنہ مجھے پروا نہیں ہو گی۔ اس معاملے کی مجھ پر بہت زیادہ ذمے داری نہیں ہے۔ لیکن میں تمھاری یہ تحقیر پسند نہیں کرتا، اپنے آپ کو جوئے کے ایک داؤ کی طرح میرے سامنے نہ لاؤ، میں تمھاری کہانی سننے کے بعد تمھاری عزت کرنے لگا ہوں۔ مجبوری انسان کی زندگی میں نجانے کیا کیا تبدیلیاں پیدا کر دیتی ہے۔ میں تمھیں اس حیثیت سے نہیں، بلکہ دوسری حیثیت سے اپنی زندگی میں شامل کروں گا۔ مجھے تمھاری یہ شرط

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس شکل میں منظور نہیں ہے۔ ہائل جوشیو کے بارے میں تم اپنی زبان بند رکھو گی۔ ہاں! میں تم سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ اب تم ہائل جوشیو کا ساتھ چھوڑ دو۔ مجھے میرے مشن سے فارغ ہونے دو۔ وہی شکل میں تمھارے سامنے رکھتا ہوں جو تم نے تجویز کی تھی، اگر زندہ بچ گیا تو تمھیں اپنا لوں گا۔ اس وقت تک تم اپنی حفاظت کرو، یہاں سے کہیں چلی جاؤ، کسی ایسی جگہ جہاں تم جوشیو کی نگاہوں سے محفوظ رہ سکو۔ میری امانت کے طور پر زندگی بسر کرو شیری۔"

شیری مجھے دیکھتی رہی۔ عورت آسمان کی بلندیوں پر کیوں نہ پرواز کرنے لگے، حالات اسے ایک بے حس و سخت پتھر ہی کیوں نہ بنا دیں لیکن مرد کی زبان سے نکلے ہوئے ہمدردی و اپنائیت کے الفاظ اسے موم کی طرح پگھلا کر رکھ دیتے ہیں۔ شیری کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی تھی۔

میں نے اس کے بازو پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔ "نہیں شیری، پلیز! یہ پبلک پلیس ہے، تمھیں رونا نہیں چاہیے۔"

اس نے جلدی سے ایک چھوٹے سے دستی رومال سے اپنے آنسو خشک کر لیے اور میری انگلیوں میں انگلیاں پھنسا کر بولی۔ "کاش! یہ جملے تم دل سے کہہ رہے ہو علی۔۔۔ کاش!"

"شیری! الفاظ کی سچائی کی پرکھ چند لمحوں میں نہیں ہوتی۔ بس اب ہمیں جذباتی نہیں ہونا چاہیے۔ آؤ، اٹھیں یہاں سے۔"

"کہاں؟۔۔۔ کہاں قیام کیا ہے تم نے؟"

"کہیں نہیں۔۔۔ ابھی تو بس یونہی۔۔۔"

"تو پھر آؤ۔ ہم ہوٹل کینٹش چلتے ہیں۔ وہاں ایک کمرا میرے لیے ہمیشہ مخصوص رہتا ہے۔ وہیں رہو گے تم میرے ساتھ جب تک بھی یہاں کے پر رہنا چاہو۔" اس نے کہا۔

"ٹھیک ہے شیری، اس میں کوئی ہرج نہیں ہے۔" میں نے جواب دیا۔ شیری کے لیے میرے دل میں ہمدردی جاگ اٹھی تھی۔ جو کچھ میں نے اس سے کہا تھا، وہ میرے لیے خوف کا باعث تھا۔ لیکن جب زندگی کی بازی لگی ہوئی تھی تو باقی خطرات کیا حیثیت رکھتے تھے۔

کینٹش کا وہ کمرا بے حد خوب صورت تھا اور شیری کو شاید یہاں اچھی طرح پہچانا جاتا تھا۔ کیونکہ ویٹرز وغیرہ اس سے بڑے احترام سے پیش آ رہے تھے۔ شیری نے لباس تبدیل کیا اور پھر آرام کرسی پر میرے سامنے آ بیٹھی۔

"علی! تم بھی جذباتی ہو۔" اس نے کہا۔

"کیوں نہیں شیری! جذبات ہی تو زندگی کی علامت ہوتے ہیں، انسان جذباتی نہ ہو تو پھر کیا ہوتا ہے؟" میں نے کہا۔

"تم نے ایک گھاٹے کا سودا منظور کر لیا۔ میں ایک پست عورت ہوں، بلاؤں کی پوٹ۔۔۔ خواہ مخواہ تم پر مسلط ہو گئی ہوں۔ نہیں علی، پلیز! پاگل ہو گئی تھی میں اس وقت۔ ذہن پر بوجھ رہے گا۔ میں تمھارے لیے کبھی عذاب نہیں بنوں گی۔ بھلا میں اس قابل کہاں ہوں! تم نے میری خوشی کے لیے بہت جرأت کا مظاہرہ کیا اور بہت بڑا کام کیا۔ مجھ سے کم از کم یہ تو کہا کہ تم مجھے بغیر کسی لالچ کے اپنانا چاہتے ہو، اس کے بعد مجھے شاید وہ سب کچھ مل گیا جس کی میں توقع نہیں رکھتی تھی اور اب میرا اپنا کام شروع ہوتا ہے۔"

"تم پھر جذباتی ہو گئیں شیری۔ میں کہتا ہوں کہ مجھے تم سے کچھ نہیں معلوم کرنا۔ میں مرد ہوں اور تم عورت۔ میں اپنے طور پر کام کروں گا۔ ہمارے ہاں، میرے وطن میں تمام بیرونی ذمے داریاں مرد پر ہوتی ہیں، وہ اپنی عورت کو کبھی میدانِ عمل میں بھیج کر خود سکون کے راستے نہیں اپناتا۔ میں اسی ملک کا باشندہ ہوں، اسی قوم سے میرا تعلق ہے۔"

"عورت تمھارے گھر کو تو سنبھالتی ہو گی، تمھارے بچوں کی پرورش تو کرتی ہو گی؟" اس نے کہا۔

"ہاں، یہی اس کا منصب ہے۔"

"تو پھر میں اپنے گھر کو سنبھال رہی ہوں علی! اس حیثیت سے علی جو تم نے مجھے اچانک دے دی ہے۔" شیری مسکرا کر بولی۔

"میں سمجھا نہیں؟" میں نے حیرت کا اظہار کیا۔

"میں اس مشن کے بارے میں اپنی معلومات تم تک پہنچانا چاہتی ہوں جس کے لیے تم سرگرم عمل ہو۔" اس نے کہا۔

میں نے ایک گہری سانس لی، دروازے کی طرف دیکھا اور پھر آہستہ سے بولا۔ "ٹھہرو! میں ذرا باہر کا جائزہ لے لوں۔ ہمیں انتہائی محتاط رہنا چاہیے۔"

"ضرور۔" شیری بولی اور میں دروازے کے باہر آ گیا۔ ذہن میں عجیب سے خیالات چکرا رہے تھے۔ شیری جو کچھ بتائے گی یقیناً کارآمد ہو گا۔ اپنا اطمینان کرنے کے بعد میں اس کے سامنے صوفے پر آ بیٹھا۔

شیری چند لمحے خاموشی سے سوچتی رہی۔ پھر اس نے کہا۔ "علی! تم جس ملک کے نمائندے بن کر ہائل جوشیو کے سلسلے میں کام کر رہے ہو، اس میں تمھارے اپنے فوائد کیا کیا ہیں؟"

"میں نہیں سمجھا؟"

"مطلب یہ کہ تمھاری اپنی ذات اس معاملے میں کس حد تک ملوث ہے؟"

"تم جانتی ہو کہ مجھے اس مشن کا انچارج بنا کر بھیجا گیا ہے۔"

"ہاں لیکن جن لوگوں کے درمیان تم آئے ہو، ان میں سے شاید کوئی بھی اس مشن سے مخلص نہیں ہے۔" شیری نے جواب دیا۔

"کیا مطلب؟" میں نے متحیرانہ انداز میں پوچھا۔

"مطلب یہ کہ یہاں جو لوگ موجود ہیں، وہ تقریباً تمام ہائل جوشیو کے زیرِ اثر ہیں اور اسی کی ہدایات کے تحت کام کرتے ہیں۔ ہائل جوشیو کی ہدایت یہ ہے کہ وہ اس کے خلاف مصروفِ عمل رہیں، جگہ جگہ اسے نقصانات پہنچاتے رہیں لیکن جہاں وہ اشارہ کر دے، وہیں تھم جائیں۔"

"کیا کینٹ بھی اس میں شریک ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"کینٹ۔۔۔ علی! تم نے مجھ سے یہ نہیں پوچھا کہ جب میں اپنے آپ کو تمھاری زندگی میں شامل کرنے کی بات کر رہی تھی، میرے ذہن میں یہ بات کیوں نہیں تھی کہ کینٹ میرا شوہر ہے، میں شادی شدہ ہوں؟"

"مجھے یہ سب سوچنے کی مہلت کہاں ملی۔" میں نے جواب دیا۔

"تو پھر سنو! کینٹ میرا شوہر نہیں ہے۔ میں اس کی فرضی بیوی ہوں، اس کی نگراں، اسے کنٹرول کرنے والی۔ یوں سمجھ لو کہ مارشل پر میں ہائل جوشیو کی خاص نمائندہ ہوں۔ کینٹ بذاتِ خود بُرا آدمی نہیں ہے۔ اس کے بیوی بچے ہائل جوشیو کے قبضے میں ہیں، اور اس کے بعد ہی مجھے کینٹ کی فرضی بیوی بنا کر مارشل پر بھیجا گیا تھا تاکہ میں وہاں کے معاملات کو بہ آسانی کنٹرول کر سکوں۔ کینٹ، مولر اور دوسرے تمام لوگ سب کے سب میری زیرِ نگرانی کام کرتے ہیں اور وہی کرتے ہیں جو ہائل جوشیو چاہتا ہے، میں بحری تحقیقاتی مشن اور آنے والے ہر شخص کے بارے میں مفصل رپورٹ فراہم کرتی ہوں۔ اب تمھیں اندازہ ہو گیا ہو گا کہ اس رات بھی میں غافل نہیں تھی جب تم نے تیر کر میرا تعاقب کیا تھا اور اس وقت بھی جب تم یہ ٹلے ہوئے تھے۔ میں تمھاری مصروفیات کے بارے میں مفصل رپورٹیں حاصل کر رہی تھی۔ یہ سب کچھ ہائل جوشیو کے لیے تھا۔"

"گڈ! تو تم نے میرے بارے میں جوشیو کو کیا رپورٹ فراہم کی؟" میں نے سوال کیا اور شیری مسکرا دی۔

"میں اتنی معمولی حیثیت کی مالک نہیں ہوں علی کہ فوراً ہی شاندار کی رپورٹیں فراہم کرتی رہوں۔ مجھے یہ اختیارات حاصل ہیں کہ اگر کسی شخص کو ہائل جوشیو کے مقابل پاؤں تو اسے فنا کر دوں اور اس سلسلے میں اپنے ہاتھوں سے میں چھ افراد کو قتل کر چکی ہوں۔ یہ سب وہی تھے جو ہائل جوشیو کے خلاف موثر انداز میں کارروائی کر رہے تھے۔ تمھارے بارے میں ابھی میں نے کوئی رپورٹ پیش نہیں کی۔"

"شیری، یہ بتاؤ، فارنوس اور سولیتا کون ہیں؟ کیا وہ ان جہازوں سے تعلق ہیں؟"

"نہیں۔ فارنوس اسرائیلی سیکرٹ سروس کا ایک رکن ہے اور سولیتا اس کی اسسٹنٹ۔ یہ دونوں ایک خفیہ مشن پر یہاں آئے ہوئے ہیں جس کی تفصیل میرے علم میں نہیں ہے۔ مجھے صرف یہ ہدایات ملی تھیں کہ ان کی کسی ضرورت پر ان سے تعاون کروں لیکن انھوں نے ابھی تک مجھ سے کوئی خاص مدد نہیں مانگی۔"

"فارنوس، اسرائیلی سیکرٹ سروس کا آدمی ہے!" میں نے متحیرانہ انداز میں کہا۔

"ہاں علی! وہ میک اپ میں ہے، جوان آدمی ہے اور خاصا چالاک معلوم ہوتا ہے۔ یہی کیفیت اس لڑکی کی ہے۔"

"کیا وہ دونوں اسی جزیرے پر ہیں؟" میں نے سوال کیا۔

"ہاں، ابھی وہ وہیں مقیم ہیں۔ جزیرے میں چٹانوں کے درمیان انھوں نے اپنی رہائش گاہ بنائی ہوئی ہے۔ میں اس کی نشاندہی کر دوں گی۔ کیا تمھیں اس شخص سے دلچسپی ہے؟"

"ہاں، یقیناً۔ یہ جاننے کے بعد تو مجھے اس سے مزید دلچسپی ہو گئی ہے کہ وہ اسرائیلی ہے۔"

"اسرائیلی گروہ یہاں مسلسل مصروفِ عمل ہے اور اسے کچھ ایسی سہولتیں حاصل ہیں کہ وہ خاصی اچھی پوزیشن میں ہے۔ تم نے سمندر میں ڈمبر نامی ایک جہاز دیکھا ہو گا، وہ تمام لوگ اسی جہاز پر ہیں۔ ہائل جوشیو سے اس آبدوز کے بارے میں دنیا کے چار ملک سودے بازی کر رہے ہیں اور علی! ان میں سے تین ملک یہ کام اسرائیل کے لیے کر رہے ہیں۔ وہ آبدوز اور کیمیاوی ہتھیاروں کے فارمولے ہر قیمت پر اسرائیل کے حوالے کر دینا چاہتے ہیں۔"

"یہاں تک بتایا ہے شیری، تو یہ بھی بتا دو کہ کیا عربوں کی طرف سے۔۔۔ میرا مطلب ہے کہ کیا فلسطینی تنظیم نے بھی اس سلسلے میں ہائل جوشیو سے رابطہ قائم کیا ہے؟"

"ہاں۔ اس ملک نے جس کی آبدوز کیمیاوی ہتھیار لے کر سمندر میں سفر کر رہی تھی، عربوں کو بھی اس بات سے آگاہ کر دیا تھا چنانچہ عربوں کی ایک مشترکہ کانفرنس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ اس آبدوز کے حصول کے لیے وہ بھی کوشش کریں۔ بدقسمتی سے اس قوم کے ہمدردوں کی کمی ہے اس کا پس منظر کچھ بھی ہو لیکن خلوص سے کوئی بھی غیر مسلم ان کے لیے کام نہیں کر رہا۔ اب وہ خود بھی اتنا سرمایہ فراہم کرنے کو تیار ہیں کہ ہائل جوشیو کی مانگ پوری کر دی جائے لیکن ان کے لیے معقول انداز میں کام نہیں کیا جا رہا۔ تو آدمیوں کا ایک وفد اس کے پاس آیا تھا لیکن چند گھنٹوں کے بعد اس کا پتا نہیں چلا کہ وہ لوگ کہاں گئے۔ اس طرح عربوں کی نمائندگی ختم کر دی گئی۔ اس کے بعد سے مزید اب تک کوئی وفد کام کرنے نہیں آیا۔ البتہ کچھ ذرائع سے ہائل جوشیو تک عربوں کی پیش کش پہنچ گئی ہے لیکن فیصلے کے لیے کون سے عوامل تاخیر کر رہے ہیں، اس کے بارے میں مجھے علم نہیں ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

شیری سے حاصل ہونے والی معلومات بہت قیمتی تھیں۔ میرے دل سے وہ پھانس بھی نکل گئی تھی جس کی کھٹک بے چین کیے ہوئے تھی اور میں یہی سوچ رہا تھا کہ کہیں مجھے بے وقوف بنا کر میری جذباتی کیفیت سے فائدہ تو نہیں اٹھایا گیا لیکن یہ حقیقت تھی کہ ایک بار پھر میری تقدیر نے مجھے مسلمانوں کے لیے فلسطینیوں کے لیے ایک خدمت انجام دینے کا موقع فراہم کیا تھا اور اب میں نہایت دلجمعی سے اور خلوص انداز میں اس کام کے لیے اپنی جان کی بازی لگا سکتا تھا۔ میں نے دل ہی دل میں کہا۔ مس شیری اب تو آپ میرے لیے دنیا کی سب سے قیمتی شے بن گئی ہیں۔ چند لمحے کی خاموشی کے بعد میں نے کہا۔ "شیری تم سوچ رہی ہو گی کہ انکار کرنے کے باوجود میں تم سے معلومات حاصل کر رہا ہوں۔ لیکن یقین کرو اس میں کوئی بددیانتی نہیں ہے۔"

"اس سے کچھ نہ کہنا علی اس بارے میں پلیز!" شیری نے کہا اور میں ہنسنے لگا۔

"اچھا اب یہ بتاؤ کہ ہائل جوشیو کے سلسلے میں مجھے کیا کرنا چاہیے؟" شیری اس سوال پر مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی تھی۔

"پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے اب تک اس سلسلے میں کیا کیا ہے؟ جزائر کے درمیان آمدورفت سے تمھیں کچھ معلومات حاصل ہوئیں یا نہیں؟"

"تم جانتی ہو شیری ابھی تک مجھے اس سلسلے میں کوئی کامیابی نہیں حاصل ہو سکی۔" میں نے جواب دیا۔

"سب سے پہلی بات میں تمھیں یہ بتا دوں علی کہ ہائل جوشیو بہت پُراسرار شخصیت کا مالک ہے۔ میں نے اب تک بے شمار افراد سے ملاقاتیں کی ہیں، وہ جو ہائل جوشیو کے لیے بڑے بڑے کام انجام دیتے ہیں لیکن ان میں سے کوئی ایسا مجھے آج تک نہیں مل سکا جس نے یہ کہا ہو کہ وہ ہائل جوشیو سے واقف ہے۔ ہائل جوشیو آج تک کسی کے سامنے نہیں آیا۔ وہ صرف ایک نام ہے ایک ایسا خوفناک نام جسے جس وقت بھی اور جہاں بھی لیا جائے وہاں وہ موجود ہوتا ہے ہم اکثر اسے کسی بدروح کی حیثیت سے یاد کرتے ہیں البتہ میں اتنا ضرور جانتی ہوں کہ وہ اپنے ماحول سے واقف ایک ذہین اور چالاک انسان ہے جو اپنے ساتھیوں کو کنٹرول کرنا جانتا ہے۔ اس کی اپنی شخصیت بالکل عام سی ہو گی۔ وہ یقیناً لوگوں کے درمیان رہتا ہو گا اور لوگ یہ سوچ بھی نہیں پاتے ہوں گے کہ ان کے اور اس کے اطراف میں بکھرے ہوئے جزیروں کا مالک وہ شخص ہے جسے وہ ایک انتہائی معمولی آدمی سمجھتے ہیں۔ یہ میرا تجزیہ ہے نہ صرف میرا بلکہ دوسرے لوگ بھی میری اس بات سے متفق ہیں اور خود بھی یہی نظریہ رکھتے ہیں چنانچہ علی یہ سوچنا کہ ہائل جوشیو آسانی سے تمھارے ہاتھ لگ سکتا ہے، حماقت کی بات ہو گی۔ اس کے خلاف وسیع پیمانے پر تمھیں کوئی کام نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ تمھارے لیے ممکن نہیں ہو گا۔ تم صرف جس مقصد کے تحت آئے ہو اور جو کچھ کرنا چاہتے ہو اسے کر کے خاموشی سے یہاں سے نکل جاؤ۔ یہی زیادہ مناسب ہو گا اور میں تمھیں ایک دوست کی حیثیت سے یہی مشورہ دے سکتی ہوں ہائل جوشیو کے چکر میں زیادہ گہرائیوں تک نہ پہنچ جانا نقصان اٹھاؤ گے۔"

"میں اس مشورے کو خلوص دل سے تسلیم کرتا ہوں۔ درحقیقت ہائل جوشیو سے میری کوئی ذاتی پرخاش نہیں ہے کہ میں صرف اس کی موت کا خواہاں ہو جاؤں۔ میں تو اپنا مقصد حاصل کرنا چاہتا ہوں۔"

"اور یہی عقل مندی کی بات ہے علی۔" شیری نے جواب دیا۔

"لیکن میں اپنے مقصد کی تکمیل کے لیے ابتدا کہاں سے کروں؟"

"جو کچھ میں کہہ رہی ہوں علی، تمھیں اس پر پورا اعتماد کرنا ہو گا۔ اس بات کو ذہن میں رکھنا۔"

"ظاہر ہے شیری۔ بھلا میں تمھیں کیا دے رہا ہوں جس کے سلسلے میں تم مجھے یہ تمام تفصیلات فراہم کر رہی ہو۔ برائے مہربانی جو کچھ کہنا چاہتی ہو کھل کر کہو۔ مجھے تم پر مکمل اعتماد ہے۔"

"تو پھر سنو۔ ہم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ وہ آبدوز کہاں چھپائی گئی ہے یہ تشہیر ہمارا نہیں ہے اس کے لیے تمھیں ایک شخص تک پہنچنا ہو گا اور وہ یقینی طور پر تمھارے لیے کارآمد ثابت ہو گا۔"

"کون؟" میں نے متجسس لہجے میں پوچھا۔

"آئی وان فیرو۔" شیری نے جواب دیا۔

"یہ کون بزرگ ہیں؟" میں نے پوچھا۔

"یہ ایک اتنی بھیانک شخصیت ہے کہ شاید تم یقین نہ کر سکو۔"

"نہیں میں یقین کر لوں گا۔ آج تک جتنی بھی شخصیتیں مجھے ملی ہیں ساری کی ساری بہت ہی بھیانک تھیں۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا اور شیری بھی ہنسنے لگی۔

"یہ ان سب سے زیادہ خطرناک ہے۔"

"کہاں رہتا ہے؟"

"یہ تمھیں فور کاز میں ملے گا۔ فور کاز کا ساحلی علاقہ بالکل ویران ہے لیکن آگے بڑھنے کے بعد آبادی صاف دیکھی جا سکتی ہے۔ تمھارا وہاں تک پہنچنا خاصا مشکل مرحلہ ہو گا۔ اس کے لیے تم مجھ سے جو کچھ بھی چاہو، میں تمھارے لیے آسانیاں فراہم کر دوں گی۔"

"نہیں شیری۔ میں تمھیں ان کی نگاہوں میں مشکوک نہیں کرنا چاہتا۔ میں تمھیں محفوظ رکھنا چاہتا ہوں۔ البتہ مارشل پر جو کچھ میں کروں اس کے سلسلے میں تم محتاط رہنا اور اپنے آپ کو الگ رکھنے کی کوشش کرنا۔"

"میں سمجھ رہی ہوں۔" شیری مسکراتی ہوئی بولی اور پھر ہنس پڑی۔

"کیوں؟ تمھاری ہنسی بعض اوقات بڑی پُراسرار ہو جاتی ہے میرے لیے۔"

"نہیں... میں سوچ رہی ہوں کہ کس چکر میں پڑ گئے تم خواہ مخواہ، اب تمھیں میرے تحفظ کی فکر بھی ہو گئی۔ اور یہ اچھی بات نہیں ہے۔" شیری ہنستی رہی، میں بھی اس کے ساتھ مسکراتا رہا تھا۔

اس قدر قیمتی معلومات حاصل ہوئی تھیں مجھے شیری سے کہ کسی اور ذریعے سے نہیں ہو سکتی تھیں۔ میرے تمام راستے صاف ہو گئے تھے۔ گو شیری اس سلسلے کے بقیہ اقدامات میں میری معاون نہیں ہو سکتی تھی لیکن یہی کیا کم تھا کہ مجھے اس قدر معلومات فراہم ہو گئی تھیں۔

آئی وان فیرو کے بارے میں، میں نے جگہ جگہ معلومات حاصل کیں۔ کینٹش میں یہ میرا تیسرا دن تھا۔ یہ وقت شیری کے ساتھ ہی گزرا تھا۔ اس دوران میں نے اس کی دلجوئی کا خاص خیال رکھا تھا۔ البتہ جب شیری اپنے کسی کام سے ان کے کسی دوسرے علاقے میں چلی جاتی اور میرا اس کے ساتھ ہونا مناسب نہ ہوتا تو میں اپنے طور پر باہر نکل آتا اور اپنے مقصد کے لیے کام شروع کر دیتا۔

آئی وان فیرو کے بارے میں مجھے خاصی معلومات حاصل ہو گئی تھیں۔ وہ ایک بڑے تاجر کی حیثیت سے پہچانا جاتا تھا، ان کے ہاں اس نے کوئی ایسا نمایاں کام انجام نہیں دیا تھا جس کی وجہ سے لوگ اس کی طرف زیادہ متوجہ ہوتے۔ تہذیب مالکم ایکس سے گفتگو کر کے میں آئی وان فیرو کے بارے میں میڈم مارٹینا کی وساطت سے معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا چنانچہ رات کے ابتدائی حصے میں تہذیب سے رابطہ قائم ہو گیا تہذیب نے میرا پیغام وصول کیا۔

"معاف کرنا تہذیب! تم سے بہت کم بات چیت ہو رہی ہے۔" رسمی گفتگو کے بعد میں نے کہا۔

"ہاں لیکن سب ٹھیک ہے علی۔ ہمارا مقصد پورا ہونا چاہیے۔"

"تہذیب! ایک نام کے سلسلے میں تمھارے ذریعے معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ کیا میڈم مارٹینا اس سلسلے میں ہماری مدد کر سکتی ہیں؟"

"کیا نام ہے؟" تہذیب نے کہا۔

"آئی وان فیرو، سنا ہے کہ وہ فور کاز میں رہتا ہے۔ اس کی حیثیت کیا ہے؟ اس کے بارے میں مجھے کچھ تفصیلات مل سکیں گی؟"

"میڈم مارٹینا یہاں موجود ہیں، میں ابھی ان سے پوچھے لیتی ہوں۔" تہذیب نے کہا اور تھوڑی دیر کے لیے خاموشی چھا گئی... تقریباً دو منٹ کے بعد تہذیب نے مجھے پھر مخاطب کیا اور کہنے لگی۔ "ہاں علی، میڈم مارٹینا کہتی ہیں کہ انھوں نے اس شخص کا نام سنا ہے۔ یہ ان کے کا بہت بڑا تاجر ہے اور خاصا بااثر سمجھا جاتا ہے اور یہاں بااثر کی تعریف یہ ہے کہ اس کی تحویل میں سو پچاس زدا کے مزدور ہوتے ہیں جو اس کے لیے خون کی ندیاں بہا دیں، وہ فور کاز ہی میں رہتا ہے اور کوئی خاص بات اس کے بارے میں معلوم نہیں ہے۔"

"بہت بہت شکریہ تہذیب۔" میں نے کہا۔ اس کے بعد رسمی گفتگو ہوئی اور پھر میں نے ٹرانسمیٹر بند کر دیا۔ شیری نے مجھے بتایا تھا کہ کل وہ مارشل پر پہنچ جائے گی۔ اس لیے ہم دونوں نے مل کر ایک پروگرام ترتیب دے لیا۔ میں بھی مارشل پر جانا چاہتا تھا چنانچہ ان کے بازاروں سے تھوڑی سی خریداری کرنے کے بعد میں خاموشی سے مارشل پر واپس پہنچ گیا۔

کینٹ اور مور نے میرا استقبال کیا تھا۔ کینٹ نے مجھ سے میری غیر حاضری کے بارے میں سوال کیا تو میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "کیا یہاں سے کہیں جانے کے لیے آپ کو اطلاع دینا بہت ضروری ہے مسٹر کینٹ؟"

"نہیں نہیں مسٹر علی! یہ مقصد نہیں تھا، بس ہم آپ کی حفاظت کے ذمے دار ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ جہاں کہیں بھی جائیں، کم از کم ہمیں آگاہ کر دیا کریں تاکہ آپ کے تحفظ کے لیے جو بھی مناسب اقدامات ہوں کر لیے جائیں۔"

"بہت بہت شکریہ۔ میں نے پہلے بھی آپ سے یہی کہا تھا کہ میں اپنا تحفظ خود کر سکتا ہوں اور اس کی تمام تر ذمے داری میری اپنی ذات پر ہے۔" میں نے خشک انداز میں کہا۔ مور عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگا۔ شام کو وہ مجھ سے میرے کیبن میں ملا اور کہنے لگا۔ "یہ مناسب نہیں ہے علی۔ ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتے رہنا چاہیے۔ کسی ایک شخص پر مکمل ذمے داری مناسب نہ ہو گی۔"

"میں جھنجلایا ہوا ہوں مور! اتنا وقت گزر گیا لیکن ابھی تک مجھے ہائل جوشیو کے بارے میں کہیں سے کوئی ایسی اطلاع حاصل نہیں ہو سکی جسے کارآمد کہہ سکوں۔ میں سوچتا ہوں کہ ان حالات میں اپنا کام کیسے چلا سکوں گا۔"

مور خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا پھر گہری سانس لے کر بولا۔ "علی! شاید تم نے یہاں کے حالات کا صحیح اندازہ نہیں لگایا ہے۔ درحقیقت یہ کام اتنا آسان نہیں ہے جتنا تم سمجھتے ہو۔ اس کے لیے ایک طویل جدوجہد کرنا ہو گی۔ میں تمھیں ایک دوست کی حیثیت سے مشورہ دے رہا ہوں کہ سب کچھ کرتے رہو لیکن اپنے تحفظ کا بھی معقول خیال رکھو۔"

"شکریہ مور! لیکن اب میں کچھ بددل ہوتا جا رہا ہوں۔"

"نہیں علی! یہ بددلی بھی مناسب نہیں ہے۔ یہ تو تمھیں کچھ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بھی نہ کرنے دے گی۔" بہت دیر تک وہ مجھے سمجھاتا رہا اور میں خاموشی سے اس کی باتیں سنتا رہا۔ اپنے دل میں جو فیصلہ میں نے کر لیا تھا، اس پر عمل کرنے کے لیے میں پوری طرح تیار تھا۔ اس کے بعد کا وقت میں نے اپنی تیاریوں میں گزارا۔

شارلو ایک ایسا قابلِ اعتماد ساتھی تھا جو میرے مقصد کی تکمیل کے لیے میرا بہترین معاون ثابت ہوتا لیکن اب اس بے چارے کا اس دنیا میں کوئی وجود نہیں تھا۔ کینٹ وغیرہ کو میں نے اس بارے میں کوئی تفصیل نہیں بتائی تھی کیونکہ کینٹ خود جانتا تھا۔ اپنی تیاریوں کے سلسلے میں، میں نے کینٹ سے کچھ چیزوں کی فراہمی کی درخواست کی تو اس نے خلوصِ دل سے وہ سب کچھ میرے حوالے کرنے کا وعدہ کر لیا۔ اس وعدے کی دُہری نوعیت تھی۔ یعنی اس مشن کے سلسلے میں اُسے میرے ساتھ ظاہری تعاون بھی کرنا تھا لیکن باطنی طور پر بھی وہ مجھ سے تعاون کر رہا تھا۔ چنانچہ مشن کی تفصیلات پوچھے بغیر اس نے مجھے میری مطلوبہ چیزیں فراہم کر دیں۔ روانگی کے لیے میں نے ایک مخصوص وقت کا تعین کیا تھا۔ شیری نے این کے میں مجھے بتایا تھا کہ وہ دوسرے روز مارشل پر پہنچ جائے گی لیکن حسبِ وعدہ وہ واپس نہیں آئی تھی۔

میرے ذہن میں کچھ عجیب سے خیالات آنے لگے تھے۔ لیکن میں نے خود ہی ان خیالات کو ذہن سے جھٹک دیا۔ شیری پر شبہ کرنا اب مناسب نہیں تھا، وہ نہایت خلوص سے تمام معلومات مجھے دے چکی تھی۔ ممکن ہے این کے پر کسی خاص کام میں مصروف ہو گئی ہو۔ پھر یہ رات بھی گزر گئی۔

دوسری صبح تقریباً نو ساڑھے نو بجے میں اپنی وہ مخصوص کشتی لے کر سمندر میں اتر گیا جو ضروری ساز و سامان سے لیس تھی۔ یہ سب کچھ مجھے کینٹ نے خفیہ طور پر فراہم کیا تھا اور میرے لباس میں اس وقت کئی ایسی مہلک چیزیں پوشیدہ تھیں جو کسی بھی ہنگامی صورتِ حال میں میرے کام آ سکتی تھیں۔ کم از کم اپنے اس مشن کی طرف سے میں خاصا مطمئن تھا اور مجھے امید تھی کہ اور کچھ نہ ہو سکا تو کسی خطرناک مرحلے پر اپنی جان ضرور بچا سکتا ہوں۔

کشتی مناسب رفتار سے آگے بڑھنے لگی۔ میں سمندر میں ایک مخصوص وقت گزارنے کے بعد غروبِ آفتاب کے وقت فورکاز کے نزدیک پہنچنا چاہتا تھا اور اس کے لیے مجھے یہ دن سمندر ہی میں گزارنا تھا۔ میں نے سارا دن سمندر میں آوارہ گردی کرنے والے ایک تفریح پسند کی حیثیت سے گزارا۔ دوپہر کے وقت میں نے فورکاز کی طرف رُخ کیا اور اس جزیرے کو کافی فاصلے سے دیکھتا ہوا گزر گیا۔ پھر غروبِ آفتاب کے وقت میں نے فورکاز کی طرف رُخ کر لیا اور اب میں سیدھا اس کی جانب جا رہا تھا۔

میں نے دن کے وقت فورکاز کی چٹانوں میں وہ دہانہ دیکھا تھا جس کی سمت مجھے بڑھنا تھا۔ جیسے جیسے فاصلہ کم ہوتا جا رہا تھا، میرے دل کی دھڑکن تیز ہوتی جا رہی تھی کیونکہ مجھے اس کے بارے میں بہت کچھ بتا دیا گیا تھا اور میں اس وقت اپنے آپ کو ہر قسم کی صورتِ حال سے نمٹنے کے لیے تیار کر رہا تھا۔ ابھی زیادہ دور نہیں گیا تھا کہ دفعتاً میں نے دہانے سے ایک لانچ کو نکلتے دیکھا جو تیزی سے میری طرف آ رہی تھی۔ دوسرے ہی لمحے میں محتاط ہو گیا۔ میں نے کشتی کا رُخ تھوڑا سا تبدیل کر دیا اور سیدھا آگے بڑھتا رہا۔

لیکن پھر مجھے محسوس ہوا کہ لانچ پر موجود لوگوں کے ارادے خطرناک ہیں۔ انھوں نے میرے اس بدلے ہوئے رُخ کو بھی نظر انداز کر دیا تھا اور لانچ سیدھی کشتی کی جانب چلی آ رہی تھی۔ چنانچہ میں نے فوراً ہی ایک چال چلی، کشتی کا کنٹرول راڈ باندھ دیا تاکہ وہ اپنے راستے پر آگے بڑھتی رہے اور خود پیٹ کے بل رینگتا ہوا ریلنگ کی طرف بڑھنے لگا۔ ریلنگ کا یہ حصہ یقیناً لانچ والوں کی نگاہوں سے اوجھل تھا۔ چند لمحے میں ریلنگ کے قریب لیٹا ان کی کارروائیوں کا جائزہ لیتا رہا اور پھر آہستگی سے پانی میں چھلانگ لگا دی۔ میں کافی تیز رفتاری سے کشتی سے دور ہٹنے کی کوشش کرنے لگا۔ پیروں میں بندھے ہوئے فلیپر تیز رفتاری میں خاصے مددگار ثابت ہو رہے تھے۔ بدن پر بہترین غوطہ خوری کا لباس موجود تھا، جس کے نیچے ایک پورا اسلحہ خانہ پوشیدہ تھا۔

کشتی اور لانچ کا فاصلہ لمحہ بہ لمحہ کم ہوتا جا رہا تھا۔ میں نے آخری بار اُسے دیکھا اور اس کے بعد پانی میں غوطہ لگا دیا۔ میں نیچے ہی نیچے ان سے کافی دور ہٹنے کی کوشش کر رہا تھا۔ کئی منٹ تک میں نے اپنی یہ کوشش جاری رکھی اور اس کے بعد آہستہ آہستہ سطح پر ابھرا۔ یہ دیکھ کر مجھے کوئی تعجب نہ ہوا کہ میری کشتی تباہ ہو چکی تھی۔ پانی کی سطح پر شعلے رقص کر رہے تھے۔ غالباً کوئی مہلک ہتھیار استعمال کیا گیا تھا۔ میں نے دل ہی دل میں خدا کا شکر ادا کیا کہ بروقت سنبھل گیا ورنہ ان شعلوں میں میرا بدن بھی جل رہا ہوتا۔

میں نے پھرتی سے پانی میں غوطہ لگایا اور جزیرے کی سمت بڑھنے لگا۔ مجھے یقین تھا کہ لانچ اس وقت تک یہاں رہے گی جب تک میری کشتی مکمل طور پر پانی میں غرق نہیں ہو جاتی۔ وہ لوگ لانچ سے گولیاں بھی برسا رہے تھے۔ پانی میں تیرتی ہوئی ہر شے پر گولیاں برسا کر وہ کسی ذی روح کی زندگی کا شبہ نہیں چھوڑنا چاہتے تھے۔ اس کے بعد ہی وہ واپس دہانے کی طرف جائیں گے۔ بہت دُور جا کر میں نے پانی کی سطح پر سر ابھارا۔ اندھیرا پھیل گیا تھا اس لیے دور سے دیکھے جانے کا خطرہ نہیں تھا۔ مجھے اندازہ نہیں تھا کہ میں دہانے سے کس حد تک قریب ہوں لیکن اس کا اندازہ لگانے میں

مجھے بہت زیادہ دقت نہیں ہوئی۔ وہ جگہ میری نگاہوں کے سامنے تھی۔ شیری نے مجھے اس رُخ کے بارے میں بھی بتا دیا تھا۔ اور اپنے طور پر میں نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ جزیرے کی زمین پر دیکھے جانے کا خطرہ مول نہ لوں بلکہ صرف اس دہانے کا رُخ کروں جہاں سے گزر کر میں اپنی مطلوبہ جگہ پہنچ سکتا تھا چنانچہ صحیح طور پر اندازہ لگانے کے بعد میں پانی کے اوپر اوپر تیرتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔

اب میرے اور جزیرے کے درمیان کا فاصلہ لمحہ بہ لمحہ کم ہوتا جا رہا تھا۔ لانچ ابھی تک واپس نہیں لوٹی تھی۔ ان لوگوں نے کوئی خطرہ مول نہیں لیا تھا اور یہ اندازہ لگانے کی کوشش بھی نہیں کی تھی کہ لانچ پر کون اس طرف آ رہا تھا۔ ممکن ہے کہ میں فورکاز کے دوسرے حصّوں کی طرف رُخ کرتا تو شاید وہ یہ فوری اقدام نہ کرتے۔ یہ کوشش صرف اس لیے کی گئی تھی کہ میرا رُخ اس دہانے کی سمت تھا۔ تھوڑی دیر بعد میں نے غار کے دہانے میں جھانکا۔ ترشی ہوئی چٹانوں کے درمیان یہ دہانہ خصوصاً بنایا گیا تھا۔ سامنے والے حصّے سے ایک پختہ ڈھلوان پانی کی سمت پہنچ رہی تھی۔ اس چٹان کو درختوں اور اونچی جھاڑیوں نے چھپا رکھا تھا چنانچہ مجھے یہ سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ چٹان کے دوسری طرف بھی ایسا ہی راستہ ہوگا۔ جوں جوں میں آگے بڑھتا رہا، پانی کی گہرائی کم ہوتی گئی۔ قریب پہنچنے پر ایک اور سرنگ دکھائی دی جو چٹان کے اندر تک چلی گئی تھی۔ لیکن دفعتاً مجھے چونکنا پڑا۔ عقب سے میں نے لانچ کے انجن کی آواز سُنی تھی۔ لانچ واپس آ رہی تھی۔ میں تیزی سے غوطہ لگا کر تیرتا ہوا دہانے سے کافی دُور نکل گیا جب تھوڑی دُور پہنچنے کے بعد میں نے پانی سے سر اُبھارا تو لانچ سرنگ میں داخل ہو رہی تھی پھر وہ میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئی اور میں دوبارہ دہانے کی طرف بڑھنے لگا۔ سرنگ میں تین چار بڑے بڑے آہنی پائپ نظر آ رہے تھے۔ ان کے قریب پہنچ کر میں ان کے بارے میں اندازہ لگانے لگا۔ یہ تو نہیں سوچا جا سکتا تھا کہ گٹر نما پائپ جزیرے کی آبادی کے گندے پانی کی نکاسی کے لیے بچھائے گئے ہوں گے۔ کیونکہ اس جزیرے پر کوئی باقاعدہ آبادی نہیں تھی۔ دہانے کے بائیں طرف پانی میں ایک مختصر سا کوہان بھی اُبھرا ہوا تھا۔

اس طرف پہنچا تو پانی کی لہریں مجھے خود بخود آگے دھکیلنے لگیں۔ میں جزیرے اور اس چھوٹے سے کوہان کے درمیان پہنچ گیا۔ ان دونوں کے درمیان یہ حصّہ ایک راہداری کی طرح بن گیا تھا، چنانچہ میں پانی کی اس چھوٹی سی سڑک پر آگے بڑھتا رہا۔ دہانے کے قریب پہنچ کر میں نے غوطہ لگایا اور مسلسل تیرتا ہوا غار کے اندر داخل ہو گیا۔ یہاں بے پناہ تاریکی چھائی ہوئی تھی اور یہ اندازہ لگانا بے حد مشکل کام تھا کہ آگے کیا ہوگا۔ میں اس عمارت کے بارے میں معلومات ضرور رکھتا تھا جس میں شیری کے بیان کے مطابق آئی وان فیور رہتا تھا۔ لیکن اس کے داخلی راستوں کے بارے میں مجھے کوئی۔۔۔ اندازہ نہیں تھا۔ اچانک عقب سے پانی کا دباؤ سا محسوس ہوا اور میں چونک کر ساکت ہو گیا۔ میں نے گردن گھما کر پیچھے دیکھا اور یہ اندازہ لگانے میں مجھے کوئی دقت نہ ہوئی کہ کوئی ہیولا میرا تعاقب کر رہا ہے۔ مجھے یہ اندازہ نہیں ہو سکا کہ وہ ایک آدمی تھا یا ایک سے زیادہ۔

دفعتاً میں بجلی کی سی پھرتی سے دائیں طرف پانی کے نیچے جھکتا چلا گیا کیونکہ میں نے ایک ہلکی سی شعاع نکلتی ہوئی دیکھی تھی۔ یقیناً اسپیئر گن سے مجھ پر فائر کیا گیا تھا۔ میں اس نشانے کی زد سے نکل گیا اور شعاع میرے اوپر سے گزر گئی۔ یہ بہتر نہ ہوا تھا، یہاں مجھ سے حماقت ہو گئی تھی۔ مجھے ہر قیمت پر چھپے رہنا چاہیے تھا اور ان لوگوں کو میری زندگی کے بارے میں کوئی اندازہ نہیں ہونا چاہیے تھا۔ کشتی کی تباہی کے بعد بھی اگر انھیں کسی کی زندگی کا شبہ رہ جائے تو خطرناک بات تھی۔

پہلے فائر سے محفوظ ہونے کے بعد میں سنبھلنے بھی نہ پایا تھا کہ زیرِ آب پھر روشنی سی محسوس ہوئی اور میں اس روشنی سے ناواقف نہیں تھا۔ میں نے تڑپ کر جگہ تبدیل کر لی۔ اس بار دو فائر ہوئے تھے۔ تیز لکیریں میرے بالکل نزدیک سے گزر گئیں۔ صورتِ حال بے حد خوفناک ہو گئی تھی۔ ان کی تعداد کا کوئی اندازہ نہیں تھا اور میرے لیے ان سے مقابلہ کرنا سخت مشکل کام تھا۔ اس وقت اگر انھیں طرح دے کر ہی نکل جاؤں تو بہت بڑی بات تھی۔ ان زیرِ آب محافظوں کے بارے میں مجھے یہ اندازہ نہیں تھا کہ یہ کون کون سی سائنسی قوتوں سے آراستہ ہیں اور تاریکی میں دیکھنے کے آلات ان کے پاس موجود ہیں یا نہیں۔ مقابلہ کرنے کے لیے میرے پاس بھی بہت کچھ تھا لیکن یہ مقابلہ کسی طور میرے لیے سود مند نہیں تھا۔

میں نے آخری بار رُک کر اس سمت کا اندازہ لگایا جہاں وہ اس وقت موجود تھے۔ اور پھر پانی کی گہرائی میں جتنا نیچے جا سکتا تھا چلا گیا۔ اس کے بعد رُکے بغیر چٹان کے دوسری سمت تیرنے لگا۔ یہ کوشش کارگر رہی اور میں اس آبی سرنگ کے دوسرے دہانے پر پہنچ گیا۔ اس کے بعد سرنگ میں رُکنے کا کوئی جواز نہیں تھا۔ میں گیلی ریت پر دوڑنے لگا اور وہاں سے کافی دُور نکل گیا۔ جگہ کے بارے میں تو کوئی اندازہ نہیں ہو سکا، بس مجھے کسی ایسی جگہ کی تلاش تھی جہاں رک کر میں اس آبی لباس سے چھٹکارا حاصل کر لوں جو دوڑنے میں بھی رکاوٹ بن رہا تھا۔ ایسی ایک جگہ مجھے مل گئی اور میں نے نہایت پھرتی سے یہ لباس اتار پھینکا۔ میرے پاس جو کچھ موجود تھا، اس سے میں مطمئن تھا۔ کم از کم ان لوگوں سے میں ایک شاندار جنگ لڑ سکتا تھا۔ اس کے بعد جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ لیکن میری خواہش یہی تھی کہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مجھے یہاں کچھ وقت مل جائے۔ میں نے لباس کا بنڈل بنا کر ایک درخت کی بلند شاخ پر لٹکا دیا۔ یہیں رک کر میں نے تاریکی اور دھند میں لپٹے اس جزیرے کو دیکھا۔ دھند کی وجہ سے کوئی چیز واضح نہیں تھی۔ کچھ دیر میں درخت پر رکا اور پھر ایک سمت کا تعین کر کے نیچے اترا اور آگے بڑھ گیا۔ لیکن یہاں کچھ ایسا انتظام ضرور تھا کوئی ایسی چیز تھی جس کی وجہ سے ان لوگوں کو جزیرے پر آنے والے اجنبی لوگوں کا اندازہ ہو جاتا تھا کیونکہ تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ اطراف میں کچھ سرسراہٹیں ابھریں۔ اس کے ساتھ ہی ہلکی ہلکی ٹک ٹک کی آوازیں سنائی دیں۔ کوئی پیغام دیا جا رہا تھا۔ رات کے پُراسرار سناٹے میں یہ آوازیں مجھے صاف سنائی دے رہی تھیں۔ میں نے فوراً ہی رُخ بدل دیا اور اونچی جھاڑیوں کے اس جھنڈ کی طرف دوڑنے لگا جو کچھ فاصلے پر نظر آیا۔ اسی وقت فضا کا سناٹا منتشر ہو گیا اور فائرنگ کی آوازیں ابھریں۔ کئی گولیاں میرے آس پاس سے گزر گئیں۔ تاریکی کی وجہ سے وہ لوگ بھی میرے بارے میں صحیح اندازے نہیں لگا پا رہے تھے۔ اور اس کا انھیں بہت جلد احساس ہو گیا۔ تیز روشنیاں جل اٹھیں اور فضا منور ہو گئی لیکن میں فوراً زمین پر گر پڑا تاکہ انھیں فوراً ہی میری سمت کا اندازہ نہ ہو جائے۔

روشنی آنکھیں چھوڑے دے رہی تھی۔ گولیاں اندھا دھند چلنے لگیں اور میرے لیے ان سے بچنا مشکل ہو گیا۔ لیکن مجھے ان کی سمت کا اندازہ ہو گیا تھا۔ وہ سرنگ کے دہانے کے قریب تھے اور مجھ سے بلندی پر تھے جہاں سے مجھے نشانہ بنانا ان کے لیے مشکل نہیں تھا۔ اس وقت حالات میرے خلاف تھے اور اب اس کے سوا چارۂ کار نہیں تھا کہ ان سے مقابلہ کروں۔ میں زمین پر رینگتا ہوا جھاڑیوں کے جھنڈ کی طرف بڑھا اور اس میں گھسنے میں کامیاب ہو گیا۔ تیز روشنیوں نے ایک ایک چیز روشن کر رکھی تھی۔ اس وقت مجھے بھی ان روشنیوں سے فائدہ ہو گیا۔ وہ لوگ ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے اور میں انھیں دیکھ سکتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی یہ مجھے جو ایک کارآمد چیز نظر آئی تھی وہ ایک ابھری ہوئی چٹان تھی جو مجھ سے تقریباً پچاس گز کے فاصلے پر تھی۔ اس چٹان کی جڑ میں ایک سوراخ نظر آ رہا تھا جو یقیناً چٹان کے نیچے کسی غار کی نشاندہی کر سکتا تھا۔ اگر مجھے ان کی گولیوں سے بچنے کا موقع مل جائے تو پھر میں ان سے موثر مقابلہ کر سکتا تھا۔ چنانچہ میں نے اپنے ذہن میں ایک فیصلہ کر لیا۔ چند افراد مجھے محتاط انداز میں جھاڑیوں کی طرف بڑھتے نظر آئے اور میں نے ایک مخصوص پستول نکال کر ان پر فائرنگ کر دی۔ بے آواز پستول کی مہلک فائرنگ نے ان میں سے کسی کو نہیں چھوڑا اور وہ سب ریت پر ڈھیر ہو گئے۔ لیکن ان کی تعداد محدود نہیں تھی۔ انھیں ٹھکانے لگانے کے بعد میں نے جھاڑیوں سے گردن نکالی اب میری یہ

کوشش تھی کہ میں کسی طرح اس چٹان کے قریب پہنچ جاؤں جس کے نیچے مجھے دہانہ نظر آ رہا تھا۔ میں نے پھرتی سے اس طرف دوڑ لگائی لیکن جس پھرتی سے میں جھاڑیوں سے نکلا تھا اُس سے زیادہ پھرتی سے واپس انھی میں آنا پڑا۔ گولیوں کا ایک برسٹ میرے قریب سے گزر گیا۔ کچھ اور لوگ بھی آس پاس موجود تھے اور اب میرے لیے وہ آسانیاں نہ رہیں جو تھوڑی دیر پہلے تھیں۔ انھوں نے جھاڑیوں کا نشانہ لے کر گولیوں کی بارش کر دی۔ جھاڑیاں ٹوٹ ٹوٹ کر گرنے لگیں۔ اب ایک لمحے بھی ان کے پیچھے پناہ نہیں لی جا سکتی تھی۔ میں تیزی سے پیچھے ہٹنے لگا۔ پھر جھاڑیوں میں ایک دستی بم پھینکا گیا اور بے شمار جھاڑیاں گرد کے طوفان کے ساتھ فضا میں بلند ہو گئیں۔

بم کی تباہ کاری سے بچ جانا تقدیر تھی۔ میں نے اس گرد سے فائدہ اٹھایا اور دوڑ کر چٹان کے دامن میں پہنچ گیا۔ دہانہ میرے سامنے تھا۔ میں نے اس میں داخل ہونے میں دیر نہیں کی تھی۔ اندر ایک لمبی سرنگ دُور تک چلی گئی تھی۔ اس وقت اس سرنگ کے بارے میں سوچنے کا موقع نہیں تھا۔ میں اس میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ کھڑے ہو کر چلنے کی جگہ نہیں تھی بس گھٹنوں کے بل آگے بڑھنا پڑا۔ تھوڑی دُور پہنچ کر راستہ کشادہ ہو گیا لیکن اب وہ گہرائی میں اتر رہا تھا۔

مجھے محتاط ہونا پڑا۔ یہ سب کچھ قدرتی نہیں تھا۔ بلکہ اب انسانی ہاتھوں کی تراش صاف محسوس کی جا سکتی تھی۔ میں رک گیا۔ کیا اس سرنگ کے دوسرے سرے پر پہنچ جاؤں یا اسی جگہ رکوں، یہ فیصلہ کرنے میں چند لمحے صرف ہوئے، باہر موت میرا انتظار کر رہی تھی۔ اور اندر... اندر کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا تھا باہر نکلنے کی ہمت اب مجھ میں نہیں تھی۔ چنانچہ آگے بڑھ گیا۔

سرنگ کا دوسرا دہانہ تاریک تھا۔ میں اس سے گزر کر دوسری طرف پہنچ گیا۔ اندازہ ہی نہیں ہو پا رہا تھا کہ یہ کیسی جگہ ہے۔ سانسوں کی بازگشت گونج رہی تھی۔ ابھی کوئی فیصلہ بھی نہیں کر پایا تھا کہ دفعتاً ایک عجیب سی آواز ابھری اور پھر مجھ سے کچھ فاصلے پر ایک سُرخ روشنی جل اٹھی۔ آواز آہستہ آہستہ سمجھ میں آ رہی تھی۔ روشنی اچانک گھومنے لگی۔ اور دفعتاً میرے عقب میں ایک اور آواز ابھری۔ میں اچھل پڑا۔ ایک فولادی سِل سرنگ کے اس دہانے پر رینگ آئی جس سے میں اندر آیا تھا۔ دہانہ اب پوری طرح بند تھا۔ اس کا احساس سرخ روشنی کی وجہ سے ہوا تھا جو گھومتی ہوئی اس دہانے کے اوپر سے گزری تھی۔ میں وحشت زدہ نگاہوں سے اس روشنی کو دیکھنے لگا جو ایک ہی جگہ گھوم رہی تھی۔ پھر ایک مشینی آواز ابھری۔

"کین... کین ون... او ٹو فائیو تھری فور۔ او او... ٹو تھری فور فائیو کوڈ... او فائیو فور... تھری... ٹو ون... زیرو... اور اس کے

ساتھ ہی دفعتاً لاتعداد گولیاں چلیں۔ اس آواز کے رک رک کر بولنے سے مجھے کچھ شبہ ہوا تھا اس کے زیرو کہنے سے قبل ہی میں اوندھا گر پڑا تھا یہی مستعدی اور ذہانت مجھے بچا گئی ورنہ میرے بدن میں اتنے سوراخ ہوتے کہ گنے بھی نہ جا سکتے۔

پھر روشنی کے نیچے جو کچھ بھی تھا آگے بڑھنے لگا۔ اب اس کے قدموں کی دھمک کے علاوہ اور کوئی آواز نہیں تھی۔ اور یہ دھمک انسانی قدموں کی نہیں تھی۔ وہ لوہے کے پاؤں تھے۔

روبوٹ! میرے ذہن نے نعرہ لگایا۔ میں نے لیٹے لیٹے ہی رینگ کر وہ جگہ چھوڑ دی جہاں موجود تھا۔ یہ بھی بے اختیارانہ انداز میں ہوا تھا۔ لیکن اس بار بھی یہ میری جان بچانے کا باعث بن گیا۔ روبوٹ کسی خاص سسٹم پر کنٹرول ہو رہا تھا۔ اس بار اُس نے زمین پر فائرنگ کی تھی۔ اس جگہ کے بارے میں کوئی صحیح اندازہ نہیں تھا۔ سرخ روشنی کی وجہ سے گھور تاریکی چھٹ گئی تھی ورنہ کچھ بھی نظر نہ آتا۔ میرے ذہن میں ایک ہی خیال آیا، اگر کسی طرح یہ روشنی تباہ کر دی جائے تو ممکن ہے روبوٹ ناکارہ ہو جائے۔ چنانچہ میں نے احتیاط سے روشنی کا نشانہ لے کر فائر کر دیا۔ سرخ روشنی ایک دم بجھ گئی لیکن اس کے بعد بھونچال آ گیا۔ روبوٹ کی گنیں رُخ بدل بدل کر اندھا دھند فائرنگ کرنے لگیں۔ وہ غار کے ہر حصے کو نشانہ بنا رہی تھیں اور اب احساس ہو رہا تھا کہ یہ جگہ صرف غار نہیں ہے۔ شیشے کی چیزیں ٹوٹنے کی آوازیں ابھر رہی تھیں۔ روبوٹ رُکے بغیر گولیاں برسا رہا تھا پھر اچانک اس کے دوڑنے کی آوازیں سنائی دیں اور ایک فولادی پہاڑ میرے نزدیک سے گزر گیا۔ اگر میں اس کی لپیٹ میں آ جاتا تو شاید بدن کی کوئی ہڈی بھی اپنی جگہ نہ رہتی۔ پھر بھی ہلکی سی جھپیٹ لگی اور میں اچھل کر دیوار سے ٹکرایا۔ سر میں چوٹ لگی تھی اور آنکھوں کے سامنے چنگاریاں اڑنے لگیں... پھر ایک دھماکا ہوا۔ روبوٹ دیوار سے ٹکرایا تھا اور بس اس کے بعد کوئی ہوش نہیں رہا۔

نہ جانے کب ہوش آیا۔ وقت کا کوئی اندازہ نہیں تھا۔ اطراف میں ہلکی نیلی روشنی بکھری ہوئی تھی۔ بدن کے نیچے اتنی نرماہٹیں تھیں کہ وجود بالکل ہلکا محسوس ہو رہا تھا۔ احساسات جاگے تو گزرے ہوئے لمحات یاد آ گئے۔ اچھل کر سنبھلنے کی کوشش کی لیکن ہاتھ ٹکنے جہاں زور دیا وہیں ہاتھ دھنستے چلے گئے بمشکل تمام سنبھل کر بیٹھ گیا۔

بے حد کشادہ جگہ تھی جس مسہری پر میں موجود تھا، وہ لاکھوں روپے کی مالیت کی ہوگی، نہ جانے یہ کیسا گدا تھا جو انتہائی نرم اور شاندار تھا۔ ہر چیز بیش قیمت تھی لیکن میری نگاہ اس دیوار پر جم گئی جو شیشے کی تھی اور جس کے دوسری طرف ننھی ننھی خوبصورت مچھلیاں نظر آ رہی تھیں۔ ہزاروں کی تعداد میں یہ مچھلیاں اس حسین

ایکویریم میں بند تھیں جو اس کمرے نما ہال یا ہال نما کمرے کی چھت سے زمین تک آیا تھا۔ اس میں بہت ہی دلکش نارنجی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔

میں چند لمحے بیچاروں کے سے انداز میں پاؤں لٹکائے بیٹھا رہا اور پھر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ مجھے اس اجنبی جگہ کے دروازے کی تلاش تھی۔ لیکن سپاٹ دیواروں میں مجھے کوئی درو نہیں نظر آ رہا تھا۔ میں ہال کا ایک سرے سے دوسرے سرے تک جائزہ لیتا چلا گیا اور پھر ایکویریم کے پاس آ کر رک گیا۔ خوب صورت مچھلیوں کو اب میں نے بہت قریب سے دیکھا تو اچانک میرے بدن میں سرد لہریں دوڑ گئیں۔ ان کے بدن بہت حسین تھے لیکن چہرے انتہائی بھیانک، منہ کا حصہ سیاہ اور ہیبت ناک تھا آنکھیں سامنے کے رُخ پر تھیں اور سب سے ہولناک چیز ان کے لمبے لمبے دو بڑے دانت تھے جو منہ سے باہر نکلے ہوئے تھے۔ کو الوکھی قسم تھی یہ مچھلیوں کی۔

اس سے زیادہ خوفناک بات یہ تھی کہ میرے شیشے کے قریب پہنچتے ہی وہ چاروں طرف سے سمٹ کر میرے سامنے ہوئی تھیں، ان کی آنکھوں میں ایک خونی چمک تھی۔ وہ سب للچائی ہوئی نگاہوں سے دیکھ رہی تھیں۔ ایک لمحے میں میرے میں خیال ابھرا۔ یہ مچھلیاں آدم خور ہیں۔ اور... اور میرا دل سے دھڑکنے لگا۔

پھر عقب سے ایک آواز ابھری اور میں اچھل کر پلٹ پڑا۔ ایکویریم کی بالکل پچھلی دیوار میں ایک گول دروازہ نمودار ہو رہا تھا۔ میں دروازے کی طرف دیکھتا رہا، مجھے ان شدید خطرناک لمحات کا احساس تھا، اس وقت میری یہ جدوجہد کوئی ہولناک موڑ اختیار کرنے والی تھی۔ میں ان لوگوں کے چنگل میں آ چکا تھا اور اب...

گول دروازہ کسی میکینزم کے تحت کشادہ ہو رہا تھا۔ اس کے کشادہ ہونے کا عمل بہت عجیب تھا۔ پہلے وہ ایک چھوٹے سے سوراخ کی شکل میں نمودار ہوا تھا اور پھر یوں محسوس ہوا تھا جیسے تیز آریاں دیوار کو کاٹ رہی ہوں۔ اس کے ساتھ ہی سوراخ بڑا ہوتا چلا گیا۔ پھر یہ عمل رُک گیا۔ دروازہ اتنا کشادہ ہو گیا کہ اس سے کئی افراد بیک وقت اندر آ سکیں۔ میں متجسس نگاہوں سے اُدھر دیکھ رہا تھا۔ پھر دوسری طرف سے ایک ہیولا نمودار ہوا جو بہت جلد روشنی میں آ گیا۔ معذوروں والی کرسی پر بیٹھے ہوئے اس شخص کو میں نے دلچسپی سے دیکھا۔ بالکل معمولی جسامت تھی، خدوخال سے کسی ایکلو جاپانی کا تصور آتا تھا۔ آنکھیں دو سیدھی لکیروں کی مانند تھیں چہرہ سپاٹ، دہانہ بہت چھوٹا۔ اس کی یہ کرسی بھی اُسی کی طرح دلچسپ تھی۔ سامنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ڈھکی ہوئی کسی آٹومیکنیزم کے تحت چل رہی تھی جو اُس کے پیروں تلے تھا کیونکہ دونوں ہاتھ سامنے رکھے نظر آرہے تھے۔

"ہیلو" ایک گونج دار آواز اُس کے چھوٹے سے منہ سے خارج ہوئی۔ یہ آواز اُس کے جسم سے میل نہیں کھاتی تھی۔ نہایت باٹ دار انتہائی پُررعب۔

"ہیلو" میں نے بھی اُسی متانت سے جواب دیا۔

"اس وقت تک جب تک ہمارے درمیان باقاعدہ دشمنی نہ ہو جائے۔ ہمیں نرم اور معتدل رہنا چاہیے" اس نے پیش کش کی۔

"میرا خیال ہے میرے اور آپ کے درمیان کوئی بے قاعدہ دشمنی بھی نہیں ہے" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں، لیکن آپ اپنے استقبال سے بددل ضرور ہوں گے۔"

"نہیں، میں آپ کی اجازت سے تو نہیں آیا تھا۔ اس طرح گھروں میں داخل ہونے والوں کو تو روکا ہی جاتا ہے۔"

"میرا اندازہ درست تھا" اُس نے مسکرا کر کہا۔

"کیسا اندازہ؟"

"آپ ہمارے لوگوں کی مزاحمت کے باوجود یہاں پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ اسی بات نے مجھے آپ کی طرف متوجہ کیا تھا ورنہ میں عام لوگوں کے ساتھ وقت نہیں برباد کرتا۔ آپ کی گفتگو سے آپ کی سلجھی ہوئی طبیعت کا اندازہ ہوتا ہے اور پریشان کن ماحول میں پُرسکون رہنے والے خطرناک لوگ ہوتے ہیں۔"

"عام سی بات ہے۔"

"اپنے بارے میں بتانا پسند کرو گے؟"

"علی یار خان، پاکستانی۔"

"مجھے آئی وان فیرو کہتے ہیں۔ جہاں ہوں خود کو وہاں کا باشندہ سمجھتا ہوں" اُس نے کہا۔

میری نگاہیں اُس پر مرتکز تھیں۔ اس طرح کے لوگوں کا مجھے تجربہ تھا۔ میں جانتا تھا کہ اُس نے پہلے میرا شجرۂ نسب معلوم کیا ہوگا، اس کے بعد مجھ تک پہنچا ہوگا۔ یوں بھی مارشل پر آنے کے بعد مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ یہاں نارینا ہارڈ کے لیے کام کرنے والوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے اس کے برعکس ہائل جوشیو کے جاسوس چپے چپے پر موجود ہیں چنانچہ میری آمد کی اطلاع سب سے پہلے جوشیو کو ملی ہوگی، اس کے بعد کوئی دوسرا مجھ سے واقف ہوا ہوگا۔

"آپ سے مل کر متاثر ہوا ہوں مسٹر فیرو" میں نے کہا۔

"صحیح جملہ استعمال کیا۔ ظاہر ہے آپ خوش نہ ہوئے ہوں گے۔ آپ کے بارے میں میرے ذہن میں چند سوالات ہیں مسٹر علی؟"

"میں اُن کا جواب دوں گا۔"

"آپ کا تعلق پاکستان سے ہے؟"

"جی۔"

"لیکن آپ ایک ایسے ملک کے لیے کام کر رہے ہیں جس کے مقصد سے آپ کا یا آپ کے ملک کا کوئی تعلق نہیں ہے۔"

"اپنا وطن چھوڑے ہوئے مجھے طویل عرصہ گزر گیا۔ یوں سمجھ لیں بچپن سے اپنے وطن سے دور ہوں۔ اس لیے میری یہ ڈیوٹی میرے وطن سے قطعی غیر متعلق ہے۔"

"مجھے اس کا اندازہ تھا۔ پھر یہ سب کچھ...؟" اُس نے سوالیہ انداز میں کہا۔

"صرف ذاتی مفادات سے تعلق رکھتا ہے۔"

"بہتر معاوضہ؟"

"کسی حد تک۔"

"گڈ۔ بہرحال میں آپ کو یہاں تک پہنچ جانے کی مبارکباد دیتا ہوں۔ عموماً لوگ اس حد تک کامیاب نہیں ہوتے۔ فورکاز میری ملکیت ہے۔ یوں سمجھ لو میں اس چھوٹے سے جزیرے کا مطلق العنان فرماں روا ہوں۔ میں نے یہاں اپنی مضبوط حکومت قائم کی ہے۔ آپ کچھ پینا پسند کریں گے مسٹر علی؟"

"دورانِ گفتگو اگر کچھ پینا پلانا رہے تو لطف دوبالا ہو جائے گا" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں شراب نہیں پیتا۔ آپ کے لیے کیا منگوا لوں؟"

"شراب کے علاوہ کچھ بھی۔"

"کافی" فیرو نے کہا۔ مخاطب میں نہیں تھا، اس لیے میں خاموش رہا۔ پھر وہ مجھ سے مخاطب ہوا "انسان فطرتاً بوالہوس ہے۔ میں اس کا مخالف ہوں جو کچھ کرو اپنے دائرہ اختیار میں کرو۔ شکل گروبر کے بے وقوف بیٹے سے بھی میں یہی کہتا تھا۔ والٹ فیرٹل کا یہ دیہاتی میرا بچپن کا دوست تھا لیکن ہماری سوچ ایک دوسرے سے بہت مختلف تھی۔ میں اس سے بحث کرتا تھا تو یہی کہتا تھا کہ حکومت اگر صرف اپنے گھر کی چار دیواری تک بھی محدود ہو تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن اتنی مضبوط ہو کہ کوئی تمہاری بینائی کی پہنچ سے دور نہ رہے۔ لیکن وہ احمق کبھی مجھ سے متفق نہ ہوا۔ پولینڈ کی سڑکوں پر تصویریں بنا کر بھیک مانگتے مانگتے وہ جرمنی کا چانسلر بن گیا لیکن اُسے عقل نہ آئی اور بالآخر زندگی کھو بیٹھا۔ وہ فنا ہو گیا لیکن میں قائم ہوں چنانچہ دوست اس کا اندازہ کر لو کہ میری اس مضبوط حکومت میں کچھ کرنا ممکن نہیں ہے۔"

"آپ ایڈولف ہٹلر کی بات کر رہے ہیں؟" میں نے سوال کیا۔

"ہاں، شکل گروبر کے ناجائز بیٹے کی میرا بچپن اس کے ساتھ

گزرا ہے" فیرو نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ آپ کا تعلق..."

"میرے والدین بوہیمین تھے" اُس نے جواب دیا۔

"آپ کی عمر...؟" میں نے حیرت سے کہا۔

"زیریں آسٹریا کے کوہستان میں ہم دونوں ایک ہی دن پیدا ہوئے تھے" اُس نے جواب دیا۔

"مجھے حیرت ہوئی!" میں نے کہا۔

"عموماً لوگوں کو ہوتی ہے۔ جس وقت جرمنی میں ہٹلر کے نعرے لگائے جا رہے تھے، میں اپنی زندگی کے تجربات میں مصروف تھا اور وقت نے مجھے بہترین رہنمائی دی۔ اُس نے بتایا کہ زمین کے چند گز کے ٹکڑے پر حکومت کرو لیکن وہ ٹھوس اور مضبوط ہو۔ جانتے ہو مسٹر علی! دنیا میں بہترین استاد کون ہوتا ہے؟" وہ ایک لمحے کو رکا۔ اُسی وقت ایک آٹو ٹرالی خود بخود اندر داخل ہو گئی، اس پر کافی کے برتن رکھے ہوئے تھے۔ اُس نے میری طرف اشارہ کیا اور ٹرالی کا رُخ بدل گیا۔ وہ میرے سامنے آ رکی اور میں نے حیرت زدہ انداز میں اُس پر سے ایک کپ اٹھا لیا۔ ٹرالی ایک مؤدب ملازم کی مانند اس کے نزدیک جا رکی تھی۔

"میری تیار کی ہوئی کافی پیو" اُس نے کہا۔

"آپ کی تیار کی ہوئی...؟" میں نے اچنبھے سے کہا۔

"ہاں میرے دوست! میں تمہیں یہی بتا رہا تھا۔ میں پورے فورکاز میں رہتا ہوں، یہاں جو کچھ ہوتا ہے میں خود کرتا ہوں۔ میں نے ہی سمندر میں تمہارے راستے روکے تھے۔ میں ہی تمہیں بے بس کر کے یہاں لایا تھا۔ جان لو گے آہستہ آہستہ میرے بارے میں بہت کچھ جان لو گے۔ کافی پیو۔"

میں نے پیالی منہ سے لگا لی۔ ذہن تیزی سے کام کر رہا تھا۔ اُس کی شخصیت کے بارے میں مجھے اندازہ ہوتا جا رہا تھا۔ خودنمائی کا رسیا یہ شخص اسی خودنمائی کے جال میں پھنس سکتا تھا ورنہ اس بھیانک شخصیت کو زیر کرنے کا اور کوئی طریقہ نہیں تھا۔ میں نے اس نکتے کو ذہن میں محفوظ کر لیا۔ وہ میرے چہرے پر حیرت دیکھنا چاہتا تھا، مجھے مرعوب کرنا چاہتا تھا چنانچہ اسے کنٹرول کرنا اب میرے لیے مشکل نہیں تھا۔

اُس نے کافی کے چند گھونٹ لیے۔ پھر بولا "تمہیں اونچ نیچ تمہاری کمزوریوں سے روشناس کرانے والا صرف تمہارا دشمن ہوتا ہے۔ دوستوں سے تم صرف نقصانات اٹھاؤ گے۔ اگر زندگی میں کچھ سیکھنا چاہتے ہو تو دشمنوں کی تعداد بڑھا لو۔ یہ تمہیں مستعد رکھیں گے، تمہیں تمہاری کمزوریوں سے آگاہ کرتے رہیں گے۔ میں نے لاتعداد دشمن بنائے اور آج بھی مجھے دشمن پالنے کا شوق ہے۔ کیا تم یقین کرو گے کہ میرے دونوں پاؤں اسی تجربے کی نذر ہوئے ہیں؟"

"اوہ!" میں نے حیرت زدہ انداز میں کہا۔

"یہاں موجود جاندار میرے بدترین دشمن ہیں۔ کسی ایک کو موقع مل جائے تو مجھے اپنے دانتوں سے بھنبھوڑ ڈالے، زندگی میں چاہے اُس نے ایک کتے کو بھی نقصان نہ پہنچایا ہو لیکن مجھے کچا کھا لے گا۔ میں انھی کے درمیان ایک پُرلطف زندگی گزارتا ہوں۔"

"آپ کے تجربات پُرلطف ہیں مسٹر فیرو" میں نے متاثر لہجے میں کہا۔ اور وہ مسکرا دیا۔

"میں نے جو کچھ بتایا ہے اس سے بہت مطمئن ہوں۔ زندگی مختصر چیز ہے۔ انسان جتنی لمبی پلاننگ کرے، حماقت کرتا ہے۔ صرف وہ کرو جو تمہارے ہاتھ میں آ جائے۔ جو کچھ میں کر سکتا تھا کر چکا ہوں اور اب میں اس کے درمیان زندگی بسر کر رہا ہوں۔ ایک طویل دنیا میرے لیے بے مقصد ہے۔ میرے فلسفے پر غور کرو اور ایمانداری سے بتاؤ منافقت تمہیں کچھ نہ دے گی۔"

"آپ کو میرے بارے میں کیا معلوم ہے مسٹر فیرو؟"

"بس اتنا کہ ہائل جوشیو کے راستے میں مزاحم ہونے آئے ہو، کچھ نئے پروگرام لائے ہو گے لیکن بے وقوفی ہے۔ ہائل جوشیو کے خلاف ملکی پیمانے پر جنگ کی جائے تو ممکن ہے اُسے کوئی نقصان پہنچ جائے۔ ایک عام کوشش اس کے خلاف کبھی مؤثر نہیں ہوگی۔ جو لوگ اتنا نہ سمجھ پائیں، وہ اس کے خلاف کیا کر سکیں گے۔ تم غور کرو یہاں اُس کی حکومت ہے۔ یہاں کے سمندر میں اُس کے جال بچھے ہوئے ہیں۔ اس علاقے کے جتنے جزیرے ہیں ان پر اس کا قبضہ ہے۔ کیا ایک ملک کو چند لوگ تباہ کر سکتے ہیں؟ یہ اُس کا کاروبار ہے، اس سے سودا کرو اور مقصد حاصل کر لو۔ یہ کارروائیاں لاحاصل ہیں۔"

"میں یہ کہنا چاہتا تھا مسٹر فیرو کہ آپ میرے بارے میں کیا معلومات رکھتے ہیں۔ ہائل جیسی قوت سے ٹکرانے کا تصور عام لوگ نہیں کر سکتے اور پھر وہ بھی معاوضہ لے کر۔ میں بھی اپنی کائنات کا شہنشاہ ہوں اور منافقت کی بات نہیں کر سکتا۔ آپ کے فلسفے نے مجھے بہت متاثر کیا ہے۔ درحقیقت حکومت وہ ہوتی ہے جس پر اپنا مکمل اقتدار ہو۔ جو کچھ آپ نے بتایا ہے وہ میرے لیے اجنبی اور دلچسپ ہے۔ میں آپ سے بہت متاثر ہوا ہوں۔"

"شکریہ۔ اب یہ بتاؤ کہ یہاں کیا کرنے آئے تھے؟"

"آپ سن چکے ہیں۔ مجھے اس آبدوز کے بارے میں معلومات درکار ہیں۔ اسی کے لیے کوشش کرتا پھر رہا ہوں۔"

"فورکاز کے بارے میں معلومات نہیں حاصل کی تھیں؟"

"میں سمجھا نہیں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"یہ علم نہیں تھا تمھیں کہ یہ ہائل جوشیو کی نہیں میری ملکیت ہے؟"

"علم تھا لیکن یہ بھی پتا چلا تھا کہ ہائل جوشیو آپ کے کاندھوں پر سفر کرتا ہے۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ان لفظوں میں مکاری کی بو جھلکتی ہے۔ وہ میرے کاندھوں پر سفر نہیں کرتا بلکہ میں اس کے کچھ مفادات کا نگراں ہوں۔"

"مجھے اس پر حیرت ہے۔" میں نے کہا۔

"کیوں؟"

"جو کچھ آپ نے اپنے . . . . بارے میں بتایا ہے اس سے میرے ذہن میں آپ کے لیے ایک خاص مقام پیدا ہو گیا تھا۔ اپنی چھوٹی سی مطلق العنان مملکت کا حکمراں دوسروں کا آلۂ کار کیسے ہو سکتا ہے؟"

"یہ تمھاری تنگ نظری ہے۔ دنیا کو جتنا جانتے ہو اتنی ہی بات کرتے ہو۔ قوت منتشر ہو کر آپس ہی میں برسرِپیکار ہو جائے تو فنا ہو جاتی ہے۔ ہاں قوت کو پرکھو اور اسے پہچان لو۔ میں تنہا اپنی اس حکومت کو نہیں چلا سکتا۔ اس کے اور اس علاقے کے دوسرے جزائر دنیا کے بہترین جرائم پیشہ لوگوں کا مسکن ہیں۔ اور پھر دلچسپ بات یہ ہے کہ یہاں دوسرے بہت سے ممالک اپنے بحری بیڑوں کی مدد سے مختلف مشقیں بھی کرتے رہتے ہیں گویا کسی بھی وقت ہم کسی سازش کا شکار ہو سکتے ہیں۔ چھوٹی طاقتوں کو منتشر کرنے اور ناکام بنانے کے لیے بڑی طاقتوں کو یکجا ہونا پڑتا ہے اور اس طرح چند بڑوں نے آپس میں الحاق کر لیا ہے۔ ہائل میرے مفادات کی نگرانی کرتا ہے اور میں اس کے۔ وہ طاقت ہے اور خود کو منوا چکا ہے، میں اس سے تعاون کرتا ہوں اور بس۔"

"تو یہ بات ہے۔ بہر حال میں اس بارے میں نہیں جانتا تھا لیکن ہائل جوشیو کے ہاتھ بہت لمبے ہیں، اس کے برعکس . . . ."

"ہاں، وہ اپنے لمبے ہاتھوں سے جو کچھ سمیٹتا ہے اس میں میرا حصہ بھی ہوتا ہے۔ میں گھر بیٹھے یہ کھیل کھیلتا ہوں۔" فیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"گویا آبدوز کے سودے میں آپ کا حصہ بھی ہوگا؟"

"اس کے بغیر یہ سودا کیسے مکمل ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اس آبدوز کے اس مصرف کی تجویز میں نے ہی پیش کی تھی اور ہائل نے میری ذہانت کو سراہا تھا۔ اس کے ذہن میں اس سودے کی اس حد تک کامیابی کا خیال نہیں تھا۔ تم سمجھ گئے ہو گے کہ ہمارے درمیان کیا تعلقات ہیں۔"

"مسٹر جوشیو کی شخصیت بھی اتنی ہی متاثر کن ہے مسٹر فیرو؟"

"جوشیو شخصیت نہیں دوست! اگر جوشیو کسی شخصیت میں میرے سامنے آ جاتا تو آج اس کا وجود نہ ہوتا۔ ہر ذہین انسان میں کچھ خوبیاں ایسی ہوتی ہیں کہ انھیں تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ ابتدا میں مجھے اس کی تلاش رہی کیوں کہ اس وقت یہاں میرا تسلط تھا۔ میں اسے یہاں نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔ میں نے ان علاقوں کو اس کے لیے جہنم بنا دیا لیکن وہ صبر و سکون کا مظاہرہ کرتا رہا اور صرف میری کوششوں کو ناکام بناتا رہا۔ پھر اس نے مجھ سے ایک بات کہی جس نے ہمارے درمیان مفاہمت پیدا کر دی۔"

"وہ کیا؟" میں نے دلچسپی سے پوچھا۔

اس نے کہا۔ "وہ صرف ایک نام رہے گا۔ جسم کی حیثیت سے کبھی سامنے نہیں آئے گا۔ علاقوں کا بدن میں رہوں گا۔ اس طرح دو دشمنوں کی حیثیت سے ہم کبھی ایک دوسرے کے سامنے نہیں آئیں گے۔ بات مان لینے والی تھی، مان لی گئی اور اس وقت سے ہم دوست ہیں۔"

"وہ آپ کا نادیدہ دوست ہے؟"

"ہاں، میرے سامنے آ جاتا تو زندہ نہ رہتا۔ یہی اس کی عقل مندی ہے۔"

"کیا یہ تعجب خیز بات نہیں ہے؟"

"وہ کیوں؟"

"آپ کے دل میں کبھی اس نادیدہ دوست کو دیکھنے کی خواہش پیدا نہیں ہوئی؟"

"اسّی آدمی اس کوشش میں ہلاک ہو چکے ہیں۔ میں نے کہا نا انسان کی کچھ خوبیاں ہی اسے ممتاز کرتی ہیں۔ اس نے اپنا وعدہ نبھایا۔ ایک بار بھی میرے سامنے نہیں آیا۔ یہی نہیں کہ زمین کے کسی چپے میں کوئی بھی اس کی شناخت کر دے، میں اس کی پشتوں کو مالا مال کر دوں گا۔"

"انتہائی حیرت انگیز بات ہے، ناقابلِ یقین!" میں نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب! میں جھوٹ بول رہا ہوں؟" اس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ تو نہیں کہہ سکتا لیکن . . . شاید آپ نے صحیح لوگوں کو اس کی تلاش پر نہیں لگایا۔"

"جن لوگوں کو میں نے اس کام پر مامور کیا تھا وہ میرے نزدیک بہترین دماغ تھے۔"

"تب پھر آپ جوشیو کے معیار کا تعین نہ کر پائے ہوں گے۔"

"کیا بکواس کر رہے ہو!"

"دیکھو مسٹر فیرو! یہ بات تو آپ کو تسلیم کر لینا چاہیے، اس لیے کہ آپ اپنی ناکامی کا اعتراف کر رہے ہیں۔"

"کیا بات کہنا چاہتے ہو؟" اس نے جھنجلا کر کہا۔

"ایک پیش کش ہے؟"

"کیا؟"

"میں جوشیو کی شخصیت کو آپ کے سامنے بے نقاب کروں گا۔ آپ جانتے ہیں مسٹر فیرو، کہ میں ایک غیر متعلق انسان ہوں اور صرف معاوضے پر اس ملک کے لیے کام کرنے پر تیار ہوا ہوں۔ آپ نے ابھی کہا ہے کہ زمین کے کسی چپے پر کوئی اس کی شناخت کر دے، میں اس کی پشتوں کو مالا مال کر دوں گا۔"

"گویا تم جوشیو کی شخصیت کو بے نقاب کر دو گے؟"

"اسی طرح جس طرح میں بالآخر آبدوز کے مسئلے کو حل کر لوں گا۔" میں نے پُراعتماد لہجے میں کہا۔

آئی وان فیرو مجھے گھورنے لگا، کافی دیر تک خاموشی سے اسی طرح گھورتا رہا پھر بولا۔ "چالاک لومڑ، اپنی زندگی بچانا چاہتے ہو؟"

"ممکن ہے ایسا ہو۔ تم تو ان علاقوں کے بے تاج بادشاہ ہو۔ اگر میں ایسی کوشش کروں تو کسی بھی جگہ تم مجھے ختم کر سکتے ہو۔ یا پھر اس کا اعتراف کرو کہ دورانِ گفتگو تم بے اختیار ہو کر فضول گفتگو کرنے لگتے ہو۔ یہ انسانی زندگی کا ایک کمزور پہلو ہے۔"

آئی وان نے پہلو بدلا۔ اس کی آنکھوں میں بے چینی کی لہریں پیدا ہو گئی تھیں۔ دفعتاً اس نے ہاتھ اٹھا کر کرسی میں لگا ہوا ایک بٹن دبایا اور میرے کانوں میں ایک ہولناک چیخ گونج اٹھی۔ آواز نسوانی تھی اور شاید اس کمرے میں لگے ہوئے نظر نہ آنے والے اسپیکروں پر گونجی تھی۔

میری نگاہ بدرو مچھلیوں کے اکیوریم کی طرف اٹھ گئی۔ دوسرے لمحے میں نے ایک بے لباس انسانی بدن اکیوریم کی چھت سے نیچے آتے دیکھا۔ چھت کسی دروازے کے دو پٹوں کی مانند کھلی تھی اور انسانی بدن کو پانی میں گرانے کے بعد بند ہو گئی تھی۔ میں نے وحشت زدہ نگاہوں سے پانی میں گرنے والے نسوانی وجود کا چہرہ دیکھا اور دوسرے لمحے میرا ذہن کھلا رہ گیا۔ وہ شیری تھی۔ اس کی آنکھوں میں دہشت کے آثار منجمد تھے۔ وہ دیوانہ وار چھت کی جانب تیرنے لگی اور چھت سے جا لگی لیکن نوکیلے دانتوں والی مچھلیاں بھی آہستہ آہستہ بلند ہوتی جا رہی تھیں پھر ایک مچھلی نے شیری کی پنڈلی میں منہ مارا اور گوشت کی ننھی سی بوٹی ادھیڑ لے گئی۔

شیری کی دہشتناک چیخ یہاں سنائی دی تھی۔ میں نے بے چین نگاہوں سے فیرو کو دیکھا۔ وہ پتھرائے ہوئے انداز میں پانی کا منظر دیکھ رہا تھا۔ ننھی مچھلیاں اب جوش و خروش کے عالم میں شیری کی طرف دوڑ رہی تھیں اور اس کے بدن کا گوشت نوچ نوچ کر لا رہی تھیں۔ شفاف پانی میں اس کے خون کے لہریے گردش کر رہے تھے۔ بڑا ہولناک منظر تھا لیکن میں جانتا تھا کہ میری کوئی کوشش اب شیری کو نہیں بچا سکتی تھی۔ یہ بھی جانتا تھا کہ یہ سزا اسے کس گناہ کی پاداش میں مل رہی ہے۔ مچھلیاں اب اس کے بدن سے گتھ گئی تھیں۔ ان کی تعداد اتنی تھی کہ انھوں نے شیری کو پوری طرح ڈھک لیا تھا۔ بس کبھی اس کا کوئی ہاتھ یا پاؤں مچھلیوں کو ہٹانے کی جدوجہد میں ہلتا نظر آتا تھا۔ دس . . . منٹ تک یہ کھیل جاری رہا اور اس کے بعد پانی میں ایک انسانی پنجر نظر آیا جس کی ہڈیوں پر گوشت کا ایک ذرّہ نہیں تھا۔ مچھلیاں اس کی ہڈیاں تک چاٹ گئی تھیں۔

پھر فیرو کے بدن میں جنبش ہوئی۔ اس نے گلا صاف کر کے کہا۔ "یقیناً تم اسے پہچانتے ہو گے؟"

"ہاں، وہ شیری تھی۔"

"وہ جس نے تمھیں میری طرف متوجہ کیا تھا۔"

"شاید۔" میں نے مضمحل لہجے میں کہا۔

"مجھے تمھاری بات پر غصہ آ گیا تھا۔ یہ کیفیت تمھاری بھی ہو سکتی تھی، لیکن . . ." وہ جملہ ادھورا چھوڑ کر خاموش ہو گیا۔

"لیکن کیا مسٹر فیرو؟"

"تمھاری بکواس نے مجھے الجھا دیا ہے۔ آؤ میرے پیچھے آ جاؤ۔ اور سنو! اپنی بات پوری کرنے کے لیے زندہ رہنا، یہاں ہر قدم پر موت ہے۔"

"میں کوشش کروں گا۔" میں نے خود کو سنبھال کر کہا۔ شیری کی موت نے اعصاب کشیدہ کر دیے تھے لیکن یہ وقت خود کو سنبھالے رکھنے کا تھا۔ شیری کی مارشل پر غیر موجودگی اب سمجھ میں آئی تھی لیکن یہ ناگزیر تھا۔

عمارت زیرِ زمین تھی۔ اسے واقعی ایک عجائب گھر بنا دیا گیا تھا۔ در و دیوار سے روشنی پھوٹ رہی تھی۔ جگہ جگہ عجیب و غریب قسم کی مشینری کا جال پھیلا ہوا تھا جو سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ یہ میرا آخری فیصلہ تھا کہ آئی وان فیرو ایک خطرناک انسان ہے۔ ممکن ہے اس کی کہانی سرے سے فریب ہو، ممکن ہے ہائل جوشیو وہ خود ہو۔

جس جگہ وہ مجھے لے کر آیا وہ ایک بڑے ہال کی شکل میں تھی جس میں صرف دو دروازے تھے۔ ایک وہ جس سے ہم گزر کر اندر آئے تھے، دوسرا ہال کے انتہائی سرے پر تھا۔

"جیگان!" فیرو کی آواز ابھری۔ اس نے بہت آہستہ سے یہ جملہ کہا تھا لیکن دوسرے لمحے ہال کے آخری دروازے سے ایک دیو قامت شخص نکل آیا جس کے نچلے بدن پر ایک قدیم طرز کا لباس تھا اور بالائی بدن برہنہ تھا اور وہ کسی سانچے میں ڈھلا فولادی مجسمہ محسوس ہوتا تھا۔ اس کا قد پونے سات فٹ سے کم نہ ہو گا۔

"تمھارا شکار جیگان!" فیرو کی آواز ابھری اور میں چونک پڑا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"جوشیو کی آبدوز یہیں کہیں سمندر میں محفوظ ہے۔ ممکن ہے میں تمھیں اس کے بارے میں کچھ بتا سکوں لیکن اس وقت جب تم اسے بے نقاب کر دو گے۔ تمھارا خیال ہے کہ میں فضول گفتگو کر رہا ہوں۔ یہ بات نہیں ہے میرے دوست! تمھاری بدقسمتی ہے کہ میں احمق نہیں ہوں۔ جیگان کو قتل کر دو، تمھیں زندگی کی ضمانت مل جائے گی۔ دوسری شکل میں اپنے انجام کو پہنچ جاؤ گے۔"

"اوہ!" میں نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری۔

"جیگان! آگے بڑھو اور کھیل شروع کر دو۔" فیرو کی آواز ابھری اور جیگان نے دونوں ہاتھ پھیلا دیے۔ درحقیقت میں اُس کی قوت کا عشر عشیر بھی نہیں تھا۔ اِس وقت صرف خدا کی ذات مجھے بچا سکتی تھی۔ اللہ کا نام لے کر تیار ہو گیا۔ جیگان اطمینان سے میرے قریب آ گیا تھا۔

پہلا حملہ میں نے ہی کیا۔ میں نے اُچھل کر اُس کی پنڈلی پر ٹھوکر ماری تھی۔ اِس ٹھوکر سے اُس کے پہاڑ جیسے بدن میں حرکت تو ہوئی تھی لیکن وہ گرا یا لڑکھڑایا نہیں تھا بلکہ نہایت پھرتی سے اُس نے دونوں ہاتھ پھیلا کر مجھ پر مارے۔ یہ ضرب اگر گردن پر پڑی ہوتی تو ہڈی ٹوٹ گئی ہوتی۔ میں نے بچنے کی کوشش کی اور اُس کے ہاتھ میرے شانوں پر پڑے۔ مجھے یوں محسوس ہوا تھا جیسے دو ہتھوڑے میرے شانوں کی ہڈیوں پر پڑے ہوں۔ میں اِس ضرب سے نیچے گر پڑا لیکن دیر کرتا تو مارا جاتا۔ میں نے گرتے گرتے بھی اپنے بدن کی پوری قوت سے ایک ٹھوکر اس کے گھٹنے پر رسید کی اور یہ ضرب کارگر رہی۔ وہ ایک ہلکی سی چیخ کے ساتھ نیچے گر پڑا لیکن میں نے پلٹ کر دوسری ٹھوکر اس کے منہ پر رسید کر دی۔ یہ اندازہ اُس کی جسامت کو دیکھ کر ہی ہو گیا تھا کہ اس پر فتح کوئی اتفاق ہی ہو سکتی ہے لہٰذا باقاعدہ جنگ کرنے کے بجائے صرف ایسی کوششیں کی جا سکتی ہیں جو اسے مفلوج کر دیں۔

وہ میری بائیں ٹانگ پر گرا تھا اور ایسا ہی محسوس ہوا تھا جیسے ٹانگ کسی چٹان کے نیچے آ گئی ہو۔ میں نے کروٹ بدلی اور دوسری ٹانگ اُس کی پشت پر رکھ کر اسے دھکیل دیا۔ اس کے نیچے دبی ہوئی ٹانگ آزاد ہو گئی تھی۔ میں نے اُلٹی قلابازی کھائی اور دیوار کے نزدیک پہنچ گیا۔ جیگان سنبھل کر کھڑا ہو گیا تھا۔ اُس کی آنکھوں میں خون کی سرخی لہرا رہی تھی اور چہرے پر پتھروں کی سی سختی تھی۔ حالانکہ میری زوردار ضربوں نے اسے گرا دیا تھا لیکن یوں لگتا تھا جیسے ابھی تک کچھ بھی نہ ہوا ہو۔ پھر وہ آہستہ آہستہ میری طرف بڑھنے لگا۔ میں پیچھے کھسک رہا تھا۔ پھر پشت پر دیوار محسوس کر کے میں رُک گیا۔

میرے دل میں ایک خواہش ابھری تھی اور میری یہ آرزو فوراً ہی پوری ہو گئی۔ اُس وقت خدا سے جو مانگتا مل سکتا تھا۔ میں نے سوچا کہ کاش وہ دیوانگی کے عالم میں مجھ پر چھلانگ لگا دے۔ اس طرح میں اس پر ایک مؤثر ضرب لگانے میں کامیاب ہو سکتا تھا۔ دوسرے لمحے اُس نے فضا میں بلند ہو کر مجھ پر چھلانگ لگا دی۔ میں بڑے اطمینان سے اس کے نشانے سے ہٹ گیا اور جیگان پوری قوت سے دیوار سے ٹکرایا۔ اُس کا سر پھٹ گیا، ناک شدید زخمی ہو گئی۔ دیوار سے ٹکرا کر وہ چت گرا۔ اِس دوران میں دیوار کے پاس سے کافی دُور ہٹ گیا۔

جیگان کو اِس بار اُٹھنے میں کچھ دقت ہوئی تھی لیکن اب وہ حواس کھو بیٹھا۔ اُس نے نچلے لباس کی پیٹی میں اڑسا ہوا خنجر نکال کر میری طرف پھینکا۔ اُس وقت بھی تقدیر ہی تھی کہ میں جھک گیا ورنہ خنجر میرے حلق میں پیوست ہوتا۔ وہ ہال کی دوسری دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرا۔ اِس وقت مجھے کسی ہتھیار کی ضرورت بھی تھی چنانچہ میں بے اختیار خنجر کی طرف دوڑا۔ میں نے خنجر اٹھا لیا لیکن جیگان صورتِ حال محسوس کر کے مجھ پر چڑھ دوڑا۔ اسے روکنے کا ایک ہی طریقہ تھا کہ وہی حربہ استعمال کروں جو اُس نے کیا ہے۔ میں نے خنجر پھل کی طرف سے پکڑ کر نیزے کی طرح اُس کی طرف پھینکا۔ اور خنجر اُس کے داہنے شانے میں دستے تک پیوست ہو گیا۔ جیگان کے چہرے پر تکلیف کا شائبہ بھی نہیں تھا۔ اُس نے دستے کو پکڑ کر خنجر باہر کھینچ لیا اور اُسے دوسرے ہاتھ میں پکڑ لیا۔ خنجر کے پھل سے اُس کا اپنا لہو ٹپک رہا تھا۔ اُس نے وحشیانہ انداز میں خنجر کے پھل کو زبان نکال کر چاٹا اور میری طرف بڑھنے لگا۔ یہ صورتِ حال خطرناک ہو گئی تھی۔

میں نے عقب میں نگاہ دوڑائی۔ دیوار زیادہ دُور نہیں تھی۔ ایک بار پھر میں پیچھے کھسکنے لگا۔ جیگان نے بھی اس بار جلدبازی نہیں کی تھی۔ وہ ہاتھ پھیلا کر میرے راستے بند کر دیتا تھا۔ اور درحقیقت اُس کے لمبے ہاتھوں کے پھیلاؤ سے نکل جانا میرے لیے ممکن نہیں تھا تاہم میں بچاؤ کی تدبیر سوچ چکا تھا۔ اُس نے مجھ سے چند فٹ کے فاصلے پر رک کر خنجر کو اُچھال کر دوسرے ہاتھ میں لینے کی کوشش کی لیکن اس موقع کو گنوانا زندگی کی سب سے بڑی حماقت ہوتی۔ خنجر دوسرے ہاتھ میں پہنچ بھی نہ پایا تھا کہ میری لات گھومی اور اس خطرے سے بے نیاز ہو کر کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا، میں نے خنجر پر ٹھوکر ماری۔ میرا نشانہ کامیاب رہا تھا۔ خنجر اُچھل کر زمین پر جا گرا لیکن جیگان مجھ پر پل پڑا۔ وہ مجھے اپنے چوڑے بدن سے رگیدتا ہوا دیوار تک لے گیا اور مجھے ایسا ہی محسوس ہوا جیسے میں دو چٹانوں کے درمیان پس گیا ہوں۔ میں نے شدید ہیجان کے عالم میں اُس کے جبڑے پر گھونسا مارا، ہاتھ جھنجھنا کر رہ گیا تھا لیکن وہ اُلٹ کر گر پڑا اور ایک دل خراش چیخ اس کے حلق سے نکل گئی۔ اب رُکنا بے سود تھا۔ میں اُس کے بدن پر سوار ہو گیا اور اُس پر گھونسوں کی بارش کر دی لیکن اُس کمبخت کے ہاتھوں کی لمبائی کام آئی۔ اُس نے میری گردن دبوچ لی تھی۔ مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میری گردن شکنجے میں جکڑ گئی ہو۔ چہرہ سُرخ ہو گیا، آنکھوں کی بینائی زائل ہونے لگی۔ گھٹتے ہوئے دم کے ساتھ میں نے گھونسا بنا کر زندگی بچانے کی آخری کوشش کے طور پر اس کی ناک پر مارا اور میری گردن اس کی گرفت سے نکل گئی۔ میں شرابیوں کی طرح جھومتا ہوا اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔ ٹانگیں بے جان ہو رہی تھیں۔ لیکن جیگان کو اٹھتے ہوئے دیکھ کر میں نے بدن کی قوت مجتمع کی اور ایک ٹکر اُس کے سینے پر ماری۔ وہ اُچھل کر نیچے گرا اور کرب سے ہاتھ پاؤں پٹخنے لگا۔ اُس کے منہ سے خون اُبل رہا تھا۔

میں نے دو تین بار گردن جھٹکی اور آنکھوں کے سامنے پھیلتے ہوئے تاریک لہریے دُور کیے۔ مجھے حیرت تھی کہ وہ اس آسانی سے کیسے مغلوب ہو گیا لیکن دم توڑتے ہوئے وہ اوندھا ہو گیا تھا۔ تب مجھے اُس کی پشت میں عین دل کے پیچھے لمبا خنجر دستے تک پیوست نظر آیا۔ اب مجھے صورتِ حال کا اندازہ ہوا۔ جب میں نے اُس کے جبڑے پر گھونسا مارا تو وہ خنجر پر گرا تھا اور اُسی وقت خنجر اُس کی پشت میں پیوست ہو گیا تھا۔

جیگان ہلاک ہو گیا تھا لیکن حالت میری بھی درست نہیں تھی۔ دو چار قدم ہی چلا تھا کہ زور کا چکر آیا اور کوشش کے باوجود حواس نہ سنبھال سکا۔ ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا تھا۔

کتنی دیر کے بعد ہوش آیا، اس کا مجھے اندازہ نہیں تھا لیکن جس جگہ ہوش آیا وہ کافی آرام دہ تھی۔ میں یہاں تنہا نہیں تھا۔ نگاہیں دوڑا کر چاروں طرف دیکھا۔ کچھ فاصلے پر آئی وان فیرو موجود تھا۔

"ہیلو!" اُس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہیلو مسٹر فیرو!"

"اپنی توانائیاں محسوس کرو، خود کو چاق و چوبند پاؤ گے۔" میں نے واقعی اپنے بدن کو بہت ہلکا پھلکا محسوس کیا تھا۔ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"آپ کا کہنا درست ہے مسٹر فیرو!"

"بے ہوشی کے عالم میں، تمھیں ہلاک کیا جا سکتا تھا یا پھر تم غلاموں کی بستی بھیجے جا سکتے تھے۔"

"غلاموں کی بستی؟" میں نے تعجب سے کہا۔

"اس جگہ سے زیادہ دُور نہیں ہے۔ دیکھ لینا۔"

"یہ آپ کے غلام ہیں؟"

"وہ ہیں جو خود کو ناقابلِ تسخیر سمجھتے تھے۔ وہ ہیں جو مجھے فنا کرنا چاہتے تھے۔ شاید تم یقین نہ کرو، یہ دنیا کے مختلف خطوں کے لوگ ہیں۔ ان میں ایک سے ایک شاطر، ایک سے ایک خطرناک شخص موجود ہے۔ ایسے ایسے قاتل جنھوں نے انسانی زندگی کو حشرات الارض سے زیادہ نہ جانا۔ کیڑے مکوڑوں کی طرح انسانوں کو قتل کرتے رہے۔ آج وہ میرے قیدی ہیں اور کتوں سے بدتر زندگی گزار رہے ہیں۔"

"مجھے کیوں زندہ رکھا گیا؟"

"جیگان کے قاتل کو بے بسی کی موت نہیں دی جا سکتی اور پھر تم نے جوشیو کو بے نقاب کرنے کا دعویٰ کیا ہے۔ کیا اپنا عہد پورا نہیں کرو گے؟"

"ضرور پورا کروں گا بشرطیکہ تم اس کا موقع دو۔"

"جیگان کو قتل کر کے تم نے وہ امتحان پاس کر لیا ہے جو تمھاری زندگی کو کچھ اور مہلت دیتا ہے۔"

"اس کے ساتھ ہی تم نے دو وعدے بھی کیے ہیں مسٹر فیرو؟"

"کون سے؟"

"مجھے اتنی دولت دو گے کہ میری پشتیں عیش کریں گی اور اُس آبدوز کی طرف میری رہنمائی کرو گے۔"

"یہ ایک بڑے آدمی کا وعدہ ہے۔ ضرور پورا ہوگا۔ آؤ میں تمھیں غلاموں کی بستی دکھاؤں۔ مگر میرا تعاقب کرو۔" اُس نے خودکار کرسی کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

میں بستر سے اُتر آیا۔ کرسی خودکار دروازے سے گزر کر ایک کمرے میں پہنچی اور میں بھی اُس کے ساتھ کمرے میں آ گیا۔ دفعتاً یوں محسوس ہوا، جیسے کمرا اوپر بلند ہو رہا ہو۔

"اِس کرسی کے بارے میں یہ بتا دوں کہ یہ تمھارے

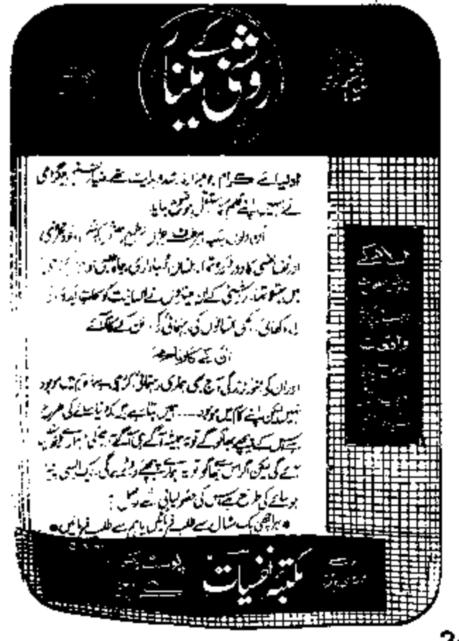

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خیالات کے ساتھ سفر کرتی ہے۔" فیرو نے کہا۔ "میں اِس پر اِس طرح محفوظ ہوں جیسے کسی آہنی خول میں۔ اگر اِس طرف گولیاں بھی چلائی جائیں تو وہ اُسی نشانے پر واپس لوٹ جاتی ہیں جہاں سے چلائی گئی ہوں۔ کوئی ہتھیار اِس پر کارگر نہیں ہو سکتا۔"

"ایک بڑے آدمی کو دوسرے بڑے آدمی سے اس کی توقع بھی نہیں رکھنا چاہیے۔ ہمارے درمیان مفاہمت کی فضا ہے۔" میں نے کہا۔

کراما لفٹ رُک گئی۔ ایک دروازہ کھلا اور ہم باہر نکل آئے۔ یہ جگہ ایک ٹینس کورٹ کی مانند تھی، بے حد وسیع اور شفاف۔ اُس کے دونوں طرف چھوٹے چھوٹے کمرے بنے ہوئے تھے جن کے دروازوں پر آہنی سلاخیں لگی ہوئی تھیں۔ یہاں داخل ہوتے ہی لاتعداد انسانی آہیں اور کراہیں سنائی دینے لگیں تھیں۔ یہ ننگ دھڑنگ انسان تھے جو ان سلاخوں کے پیچھے بند تھے۔ اُن کی حالت دیکھ کر خوف محسوس ہوتا تھا۔ بدن جگہ جگہ سے اُدھڑے اور رِستے ہوئے، بے پناہ تشدد کیا گیا تھا ان پر، جس کے آثار اُن کے وجود پر نمایاں تھے۔ اکثر لاغر اور نحیف تھے اور بعض کافی تنومند۔ بے شمار لنگڑے لولے بھی تھے۔ میرا بدن لرز گیا۔ انسانیت کی یہ تذلیل ایک انسان نے ہی کی تھی۔

"یہ سب ... دنیا کے خطرناک ترین مجرم ہیں لیکن اپنی زندگی کا آخری جرم کر کے یہ یہاں تک آئے اور اب یہ کوئی جرم نہیں کر سکیں گے۔ ان علاقوں کا انتظام نہایت سائنٹیفک طریقوں سے کیا جاتا ہے۔ یہ میری اور ہائل جوشیو کی مشترکہ اسکیم تھی جس کے تحت یہ یہاں پہنچے۔ پہلے ہم اپنے کسی مخالف کو برداشت نہیں کرتے تھے۔ وہ یا تو ہلاک کر دیا جاتا تھا یا پھر یہاں پہنچ جاتا تھا۔ لیکن کتنے گدھے پالتے ہم لوگ؟ ہم نے کچھ اور طریقے دریافت کیے۔ ان کے پر لوٹ مار کا تہوار منایا جاتا ہے۔ وہاں کسی کو قتل کرنا جرم ہے لیکن مجرم ذہن کہاں باز آتے ہیں، چنانچہ ایک دشمنیوں کا جزیرہ بھی فراہم کیا گیا جہاں ہر روز کچھ انسانی لاشوں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس طرح اِس تہوار کے ذریعے خطرناک لوگوں کو آپس میں دشمن بنا کر انھیں لڑا دیا جاتا ہے اور وہ لوگ اپنا حساب خود کر لیتے ہیں۔ ہمیں کوئی دقت پیش نہیں آتی۔"

ایک کمرے کے سامنے رُک کر فیرو نے دلچسپ نگاہوں سے اندر دیکھا۔ وہاں دس پندرہ افراد بند تھے۔ نہایت خستہ حالت تھی اُن کی، لیکن اُن کی آنکھوں میں سلگتی نفرت کی چنگاریاں صاف دیکھی جا سکتی تھیں۔ اُن میں سے ایک نے کہا۔ "آئی وان فیرو! آج تم ہمیں دیکھ لو، لیکن اُس دن کا انتظار کرو جب ہم سب مل کر تمھیں فنا کر دیں گے۔"

"آہستہ آہستہ یہ اپنا ذہنی توازن کھوتے جا رہے ہیں۔" فیرو نے اُن کی طرف توجہ دیے بغیر کہا۔ دفعتاً ایک ہلکی سی آواز فضا میں اُبھری اور فیرو چونک پڑا۔ "ایک پیغام ہے میرے لیے۔ ذرا دُور ہٹ کر سنوں گا۔" وہ خودکار کرسی کو ہال کے دوسرے سرے پر لے گیا۔

میں نے سلاخوں کے قریب کھڑے ہوئے شخص سے کہا۔ جس نے پیش گوئی کی تھی۔ "مجھے دیکھ لو، مجھے پہچان لو۔ وہ دن میں تمھارے لیے لاؤں گا جب تم فیرو کو فنا کرو گے۔ خود کو اس کے لیے تیار کر لو۔ اپنے ساتھیوں کو یہ خوشخبری سنا دو۔ وہ وقت قریب آگیا ہے۔"

"تم کون ہو؟" وہ آہستہ سے بولا۔

"یہ تفصیلی گفتگو کا وقت نہیں ہے۔ شیطان ہماری آواز سُن لے گا لیکن میں نے جو کچھ کہا ہے اسے پتھر کی لکیر سمجھو۔" میں اُس جگہ سے ہٹ آیا۔ ابھی فیرو کو مجھ پر کوئی شبہ نہیں ہونا چاہیے تھا۔

فیرو پیغام سُن چکا تھا۔ اُس نے ہاتھ سے مجھے باہر چلنے کا اشارہ کیا۔ اِس دوران میں ان جنگلوں کے دروازوں کا جائزہ لے چکا تھا۔ باہر نکلتے ہوئے میں نے یہاں تک کے راستے کو بھی ذہن میں محفوظ کر لیا تھا۔

فیرو نے کہا۔ "ہائل جوشیو کی طرف سے ایک پیغام ملا ہے، مجھے کچھ اہم کام کرنے ہیں ــــ تمھارے بارے میں، میں سنجیدگی سے سوچ رہا ہوں۔ تمھیں تمھاری شرط پوری کرنے کا پورا موقع دیا جائے گا لیکن اِس کے لیے کچھ وقت لگے گا۔ محافظوں کو ہدایت کر دی جائے گی کہ تمھارا اُس وقت تک احترام کریں جب تک تمھاری طرف سے کوئی غلط اقدام نہ ہو۔ اِس لیے، پُرسکون رہنا ضروری ہے۔"

"اگر میری توہین کرتے رہنا ضروری ہے تو تمھیں اختیار ہے مسٹر فیرو۔" میں نے بیزار لہجے میں کہا۔

بھاری بدن والے ایک شخص کو میرے خدمت گار کے طور پر مقرر کر دیا گیا۔ یہ جلی جلی شکل والا ایک بدشکل آدمی تھا۔ اسی نے مجھے ایک آرام دہ کمرے میں پہنچایا اور مشینی انداز میں بولا۔ "کوئی حکم ماسٹر؟"

"صدیوں سے کچھ کھایا پیا نہیں ہے، اِس لیے ..."

"ابھی حاضر کرتا ہوں۔" اُس نے کہا اور واپسی کے لیے مُڑ گیا۔

"سنو! تمھارا نام کیا ہے؟"

"نام بتانے کا حکم نہیں دیا گیا مجھے۔" اُس نے ترش لہجے میں کہا اور باہر نکل گیا۔

میں سیٹی بجانے کے سے انداز میں ہونٹ سکوڑ کر رہ گیا تھا۔

اِن ہنگامہ خیز حالات میں مجھے اب موقع ملا تھا کہ میں ان کے بارے میں کچھ سوچ سکوں۔ رحمتِ خداوندی تھی کہ اب تک زندگی بچی ہوئی تھی ورنہ موت تو بار بار قریب آ کر گزر جاتی تھی۔ قدرت ابھی زندہ رکھنا چاہتی تھی اور یقیناً اِس زندگی کا کوئی مصرف ضرور ہوگا۔ بے چاری تیری بدترین موت ماری گئی تھی لیکن اس بے بسی کے عالم میں اس کے لیے کچھ بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔

چڑچڑا خادم ناشتے کی ٹرے لے آیا۔ اس میں کافی کی پیالی بھی رکھی ہوئی تھی۔ واپس مُڑا تو میں نے کہا۔ "تم کون سی چابی سے چلتے ہو دوست؟"

وہ رُک گیا اور سوئچ بورڈ کی طرف انگلی اٹھا کر بولا۔ "میری ضرورت ہو تو وہ بٹن دبا دینا۔" میں نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔

ناشتا کرتے ہوئے میں موجودہ حالات کے بارے میں سوچتا رہا۔ ہائل جوشیو کو بے نقاب کرنے کی بات صرف ایک ڈھکوسلا تھی۔ میں نے آئی وان فیرو سے جان بچانے کے لیے یہ کھیل کھیلا تھا اور اتفاق سے میرا تیر نشانے پر بیٹھا تھا۔ ورنہ یہ حقیقت تھی کہ میں اُس کی گرد بھی نہیں پا سکتا تھا۔ ہائل جوشیو ایک عالم کے لیے مصیبت بنا ہوا تھا، میں کیا اور میری اوقات کیا۔ اب مسئلہ یہ تھا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ آئی وان فیرو کے چنگل سے نکلنا بھی مشکل کام تھا۔ یہاں موجود قیدیوں کے بارے میں بھی میرے دل میں احساس تھا۔ اُن کی زندگی کچھ بھی رہی ہو لیکن وہ جس حالت میں تھے وہ قابلِ نفرت تھی۔ انسانیت کی یہ تذلیل مجھ سے برداشت نہیں ہو سکتی تھی۔ میں پلاننگ کرتا رہا۔ کوئی ایسی ترکیب، کوئی ایسا کلیہ، جس کی بنیاد پر فیرو کو متاثر کیا جا سکے۔ دل میں کچھ اور فیصلے بھی کیے۔ سوچا کہ تہذیب مائکم ایکس کے ذریعے اب تارنیا کو پیغام دے دیا جائے۔ اُس سے کہا جائے کہ یہاں کے حالات اُلجھے ہوئے ہیں اور جن لوگوں کو مخلص سمجھا جا رہا ہے وہ جوشیو کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں۔ تنہا کوئی کام مشکل ہی نظر آتا ہے۔

وقت گزرتا رہا۔ دوسرے دن صبح کو ملازم ناشتے کی ٹرے لے کر آیا تو اس کا انداز بدلا ہوا تھا۔ "خیریت؟ آج تمھارے چہرے میں کچھ تبدیلی نظر آ رہی ہے؟"

"کیسی تبدیلی؟" اُس نے مسکرا کر پوچھا۔

"یہی دیکھ لو۔ اِس وقت تم مسکرا رہے ہو۔"

"اس کی ایک وجہ ہے۔"

"کیا؟"

"وہ موجود نہیں ہے۔"

"کون؟"

"آئی وان کی بات کر رہا ہوں۔"

"اوہ! اِس کی موجودگی میں تمھارا موڈ بگڑا رہتا ہے؟"

"یہ بات نہیں ہے۔" وہ مسکرا کر بولا۔

"پھر کیا بات ہے؟"

"اس کی ایک خفیہ رہائش گاہ ہے جہاں اِس جزیرے کے ایک ایک چپّے پر ہونے والی گفتگو سنی جاتی ہے۔ اُس نے ایسا نظام قائم کر رکھا ہے جس کی بنیاد پر وہ خود کو ہر بات سے باخبر رکھتا ہے اور بہت کم لوگوں کو یہ بات معلوم ہے کہ اس کے پاس کوئی ایسا نظام ہے۔ لوگ اسے اس کی حیرت انگیز قوتوں کا کرشمہ سمجھتے ہیں۔"

"تمھیں یہ بات کیسے معلوم ہوئی؟"

"بس یہ میرا اپنا کام ہے۔"

"تمھیں یقین ہے کہ اِس وقت ہماری گفتگو نہیں سنی جا رہی؟"

"یقین ہے۔" اس نے پُراعتماد انداز میں کہا۔

"ممکن ہے اُس کی کوئی قائم مقام شخصیت اُس کی غیر موجودگی میں یہ کام انجام دے رہی ہو؟"

"یہی تو دلچسپ بات ہے۔ بعض اوقات انسان اپنی احتیاط کے جال میں پھنس جاتا ہے اور وہیں نقصان اٹھاتا ہے۔ وہ کسی پر اعتماد نہیں کرتا۔ اِس لیے اُس نے اپنا یہ راز کسی کو نہیں دیا۔"

"اِس طرح تو تم بہت اہم آدمی ہوئے لیکن تمھیں اُس کی اُس خفیہ جگہ کا علم کیسے ہوا؟"

"چھوٹا سا آدمی ہوں، معمولی سا خادم۔ ذہنی طور پر صرف ایک غلام۔ ایسے لوگوں پر کون توجہ دیتا ہے۔"

"کام کے آدمی ہو دوست! اب تو اپنا نام بتا ہی دو۔"

"شارٹو۔" اُس نے کہا اور میں نے گردن ہلائی۔ لیکن پھر چونک پڑا۔

"شارٹو!"

"آپ کا خادم مسٹر علی! جس کے بارے میں آپ کو یقین ہوگا کہ مر چکا ہے۔" اُس نے دبی ہوئی آواز میں کہا اور میں اُچھل کر کھڑا ہو گیا۔ شارٹو کی اصل آواز میں نے پہچان لی تھی۔ میرا چہرہ حیرت کا مرقع بن گیا تھا۔

"سمندر کی گہرائیاں مجھے نہ نگل سکیں چیف، اور میں ان لوگوں کو ڈاج دے کر یہاں تک آگیا۔ بڑی مشکلات پیش آئی تھیں لیکن تقدیر میرا ساتھ دیتی رہی اور بالآخر میں نے یہ شکل اختیار کر لی۔"

"خدا کی پناہ! یہ تم ہو؟"

"ہاں چیف۔"

"شارٹو! تمھاری زندگی سے مجھے جتنی خوشی ہوئی ہے بیان نہیں کر سکتا لیکن یہ میک اپ؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میں نے خود کیا ہے چیف۔"

"بہت شاندار ہے۔ تمھیں میک اپ کا سامان کہاں سے مل گیا ہے"

"دشمن کی کچھار سے۔ میں یہاں بڑے سکون سے کام کر رہا ہوں، لیکن تم یہاں تک آجاؤ گے چیف، مجھے اس کی اُمید نہیں تھی۔"

"شارٹو! تمھارے مل جانے سے مجھے بہت مسرت ہوئی ہے۔ میں خود کو ہزار گنا زیادہ طاقتور محسوس کر رہا ہوں۔"

"اب یہ بتاؤ چیف، تمھاری یہاں کیا پوزیشن ہے؟"

"بے حد خطرناک۔ کوئی بھی لمحہ میرے لیے موت کا لمحہ بن سکتا ہے۔"

"مجھے تو تمھاری زندگی پر ہی حیرت ہے یقیناً فیرو کے ذہن میں کوئی لمبا منصوبہ ہوگا ورنہ وہ درندہ صفت وحشی اپنے کسی بھی دشمن کو ایک لمحے کے لیے بھی زندہ چھوڑنے کا عادی نہیں ہے۔"

"میں بھی ایک چکر میں پھنسا ہوا ہوں۔"

"وہ کیا چیف؟"

"میں نے اُسے چیلنج کیا ہے کہ میں ہائل جوشیو کو بے نقاب کروں گا اور اُس نے میرا یہ چیلنج منظور کیا ہے۔"

"اوہ۔ مگر چیف کیا تمھیں یقین ہے کہ ہائل جوشیو اس کے علاوہ کوئی اور ہے؟"

"کیا مطلب...؟" میں چونک پڑا۔

"دعوے سے تو نہیں کہہ سکتا لیکن امکان یہی ہے کہ وہ خود ہی ہائل جوشیو ہے۔ اس پورے علاقے میں ایک بھی انسان تمھیں ایسا نہیں ملے گا جو یہ کہہ سکے کہ وہ ہائل سے واقف ہے اس بات سے تم کیا اندازہ لگا سکتے ہو؟"

"تمھارا کیا خیال ہے؟"

"صرف ایک۔" شارٹو انگلی اٹھا کر بولا۔ "ہائل جوشیو صرف ایک نام ہے جس کی آڑ لی گئی ہے۔ دوسرا طاقتور آدمی فیرو ہے۔ اُس نے ہائل کا کھیل شروع کر کے خود کو دوسروں کی نگاہوں سے پوشیدہ کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی بات نہیں ہے چیف۔"

میں پُرخیال انداز میں گردن ہلانے لگا۔ شارٹو کی باتیں وزن تھا۔ اس کے امکانات ہو سکتے تھے۔ ایک بے حد چالاک انسان یہ سب کچھ کر سکتا تھا۔ فیرو نے ہائل کا نام تخلیق کیا۔ اس کے نام سے کاروبار کیا اور خود کو دوسری بڑی پوزیشن دے دی۔ اس کے ساتھ ہی اُس نے ہائل سے دشمنی کا کھیل بھی رچایا تاکہ جوشیو کے دشمن اس سے رابطہ رکھیں اور وہ اُن سے واقف ہوتا رہے۔ بڑا پیچیدہ کھیل تھا۔ ظاہر ہے میں قیامت تک کسی ہائل جوشیو کو برآمد نہیں کر سکتا تھا البتہ اس سلسلے میں جو کچھ عمل کیا جاتا وہ اُس کا جائزہ لے سکتا تھا اور خود کو محفوظ کر سکتا تھا۔

"اس طرح تو صورتِ حال اور خراب ہو گئی شارٹو!"

"تمھارا کیا پروگرام ہے چیف؟"

"یہاں سے نکلنے کے لیے کیا کیا جا سکتا ہے شارٹو؟"

"آج اور اسی وقت کچھ نہ کچھ کر لیا جائے۔ بعد کے بارے میں کوئی بات نہیں کی جا سکتی۔"

"اوہ لیکن مجھے سچویشن نہیں معلوم۔"

"مجھے معلوم ہے چیف، یہاں سخت انتظامات ہیں۔ لیکن اس کے باوجود کوشش کی جا سکتی ہے۔ میرے پاس کافی سامان جمع ہے۔ ایمونیشن، دستی بم وغیرہ۔ اس کے علاوہ ایک اور پروگرام بھی ہے۔"

"یہ چیزیں تمھارے پاس ہیں؟" میں نے متحیرانہ انداز میں سوال کیا اور شارٹو کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"ہمیشہ کی عادت ہے چیف! اسے کچھ بھی کہہ لو۔ جس وقت ہائی اسپیڈ بوٹ میں تم پہلی بار میرے ساتھ نکلے تھے تو تم نے یہی کہا تھا کہ کاش ایمونیشن کا انتظام ہوتا اور میں نے تمھارے سامنے کشتی کے اندر ہی ایک اسلحہ خانہ پیش کر دیا تھا۔" شارٹو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں، مجھے یاد ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"میں کہہ رہا تھا، ہمیشہ کی عادت ہے۔ جہاں بھی ہوتا ہوں خوراک کے ساتھ اسلحہ کو بھی ضروری سمجھتا ہوں اور اس کے انتظام میں مصروف ہو جاتا ہوں۔ ایک خدمتگار کی حیثیت سے یہاں ہر جگہ آنے جانے کی آزادی تھی۔ تھوڑا تھوڑا ایمونیشن چُراتا رہا اور اسے ایک ذخیرے کی شکل میں جمع کر لیا اور اب میں اس میں خود کھیل ہوں۔"

مجھے بے اختیار ہنسی آگئی۔

"عمدہ آدمی ہو شارٹو!"

"میں نے کہا تھا نا چیف، ایک اور پروگرام بھی میرے ذہن میں ہے۔"

"ہاں، وہ کیا پروگرام ہے؟"

"جزیرے پر محافظ کافی تعداد میں موجود ہیں۔ ہم دونوں ہر چند کہ اسلحے سے لیس ہیں لیکن ان سب سے مقابلہ ذرا مشکل ہے۔ یہاں فیرو کے ذاتی دشمنوں کا ایک قید خانہ بھی ہے۔"

"ہاں، ہے۔" میں نے کہا۔

"قید خانے کی چابیاں اُن دو محافظوں کے پاس ہوتی ہیں جو وہاں پہرہ دیتے ہیں۔ سب سے پہلے انھیں ہلاک کر دیا جائے اور قیدیوں کو کھول دیا جائے۔ یہ قیدی ہماری مشکل آسان کر دیں گے۔"

"کمال ہے شارٹو!" میں نے ان قیدیوں سے رہائی کا وعدہ

بھی کیا ہے۔ میں تمھاری تجویز سے سو فی صدی متفق ہوں مگر یہ کام...؟"

"آج ابھی۔" شارٹو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس جزیرے سے نکلنے کے لیے کیا بندوبست ہو سکتا ہے؟"

"ہمیں جنوبی ساحل پر جانا ہوگا۔ وہاں کھاڑی میں چند کشتیاں موجود ہوتی ہیں۔ ان میں سے کوئی کشتی ہمارے کام آسکتی ہے۔"

"ٹھیک۔ بیٹے یقیناً تم اس دوران بہت کچھ کرتے رہے ہو۔"

"ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہنا میری عادت ہی نہیں۔ میں جاؤں؟"

"تمھارا اسلحے کا ذخیرہ کہاں ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"بس ابھی تھوڑی دیر کے بعد تمھارے سامنے پیش کر دوں گا۔ اب جاؤں؟"

"خدا حافظ۔" میں نے کہا اور شارٹو باہر نکل گیا۔ اس کے جانے کے بعد میں اس پروگرام کے بارے میں سوچنے لگا۔ اگر اس کا آغاز کر کے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا تو اس کے بعد زندگی کا کوئی چانس نہیں ہوگا۔ قیدیوں کا معاملہ بھی بے حد خطرناک تھا وہ نیم دیوانے ہو چکے تھے۔ کہیں ہمارے لیے ہی خطرہ نہ بن جائیں۔ انھیں اس جزیرے سے نکال کر کسی محفوظ مقام تک پہنچانے کا تصور ہی بے کار تھا۔ ہمارے پاس اتنے وسائل نہ تھے صرف انھیں اُن قید خانوں سے نکالا جا سکتا تھا۔ اُس کے بعد اُن کی تقدیر۔

شارٹو کا انتظار کرتا رہا۔ وہ تقریباً بیس منٹ کے بعد آیا لیکن بڑے دلچسپ انداز میں، ایک بڑی سی ٹرالی دھکیلتا ہوا لایا تھا جس پر برتن سجے ہوئے تھے، ایک ڈش میں دستی بم لڈوؤں کی طرح چنے ہوئے تھے، ایک قاب میں الگ الگ ہو جانے والی خودکار رائفلوں کی نالیں، دوسری میں اُن کے کُندے اور تیسری میں درمیانی چیزیں تھیں، ٹرالی کے نچلے حصے میں کارتوسوں کے پیکٹ جمے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ کینوس کے دو تھیلے بھی فولڈ کیے ہوئے موجود تھے۔ بالکل نچلے حصے میں پنیر مکھن اور ڈبل روٹیاں رکھی ہوئی تھیں۔ پوری ٹرالی کچھا کھچ بھری ہوئی تھی۔

"میں نے میک اپ کے سامان کا پیکٹ بھی احتیاطاً رکھ لیا ہے، ممکن ہے کہیں کام آجائے۔ کیا خیال ہے چیف؟"

"تم نے کمال کیا ہے شارٹو! تعریف بعد میں کروں گا فی الحال ہمیں تیزی سے کام کرنا چاہیے۔"

"او کے چیف۔" شارٹو نے کہا۔ سب سے پہلے ہم نے رائفلیں اسمبل کیں، میگزین لگائے اور پھر ضروری سامان کے تھیلے بنا کر انھیں کندھوں سے کس لیا۔ اب تیاریاں مکمل تھیں۔

"ان راستوں کے بارے میں جانتے ہو جہاں سے گزر کر قیدیوں کی کوٹھریوں تک پہنچا جا سکتا ہے؟"

"ہاں چیف! مجھے اس علاقے کے بارے میں سب کچھ معلوم ہے۔ اس دوران میں یہی کچھ تو کرتا رہا ہوں لیکن میں تمھیں اس سے آگاہ کر دوں کہ ان لوگوں کو کھولنے کے بعد ہمیں اپنی فکر کرنا ہوگی۔ نہ جانے کب سے وہ قید و بند کی زندگی گزار رہے ہیں۔ مجھے تین بار اس حصے میں جانے کا موقع ملا ہے اور میں نے اُن کی آنکھوں میں نفرت کی جو مشعلیں روشن دیکھی ہیں، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اگر انھیں رہائی ملی تو وہ کم از کم اس جزیرے پر ایک بھی ذی روح کو زندہ نہیں چھوڑیں گے ہو... کے علاوہ ہو... چنانچہ ہمیں بہت ہوشیاری سے کام کرنا ہوگا۔"

"تو پھر کام شروع ہو؟" میں نے سوال کیا۔

"ہاں چیف ہر چند کہ وہ ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گا اور یک شیطان جزیرے پر موجود تمام شیطانوں سے زیادہ خطرناک ہو طاقتور ہے لیکن کیا کیا جا سکتا ہے۔ جو کچھ بھی ہاتھ آجائے۔"

"چلو۔" میں نے شارٹو سے کہا

"ایک منٹ چیف پہلے میں یہاں سے نکل جاؤں ہر چند کہ کوئی مجھ پر نگاہ نہیں رکھتا لیکن اس کے باوجود ہوشیار رہنا ضروری ہے۔ راہداری کے آخری سرے پر میں تمھیں مل جاؤں گا۔"

شارٹو اپنا تھیلا اپنے شانوں سے باندھ کر باہر نکل گیا۔ میں بھی تیاریاں مکمل کر چکا تھا چنانچہ چند لمحوں بعد میں بھی کمرے سے باہر نکل آیا اور ہم مناسب انداز میں دوسروں کو شبہے کا موقع دیے بغیر آگے بڑھنے لگے۔ جس راستے سے آئی وان فیرو مجھے وہاں لے گیا تھا، شارٹو نے وہ راستہ نہیں اختیار کیا بلکہ وہ ایک پتلی سی سُرنگ سے گزر کر اُس علاقے تک پہنچا جہاں وہ ٹینس کورٹ نما جگہ بنی ہوئی تھی۔ چند سیڑھیوں نے ہمیں اوپری حصے تک پہنچایا اور پھر ہم اس ٹینس کورٹ کے دروازے کے سامنے تھے۔ دروازے پر دو مسلح محافظ موجود تھے۔ ہمیں دیکھ کر انھوں نے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی رائفلیں سیدھی کر لیں۔

"بے وقوف آدمی، مجھے نہیں پہچانتے۔ میں فیرو کے ساتھ یہاں آیا تھا اور اس وقت تم موجود تھے مجھے کچھ کام ہے۔" میں نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ دونوں محافظوں کے ہاتھ جھک گئے۔ بس اتنا ہی کافی تھا۔ جونہی رائفلوں کی نالیں ہمارے سینوں کی سمت سے ہٹیں، میں نے اور شارٹو نے بیک وقت ان پر حملہ کر دیا اور پھر انھیں ٹینس کورٹ کے دروازے میں رگیدتے ہوئے اندر داخل ہو گئے۔ ہم نے انھی کی رائفلیں لیں اور اُن کی نالیں اُن کی گردنوں پر رکھ کر پوری قوت سے دبانے لگے۔ دونوں نے ایک ہی حربہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اختیار کیا تھا۔

کٹہروں میں موجود قیدیوں کو جب آہٹیں محسوس ہوئیں تو وہ معمول کے مطابق جنگلے کے پاس آ کھڑے ہوئے اور انھوں نے اپنی آنکھوں سے یہ دلچسپ منظر دیکھا۔ بے شمار قہقہے اُبھرے دبی دبی سسکیاں، آوازیں اور قہقہے، جیسے وہ اس منظر سے بہت لطف اندوز ہو رہے ہوں۔ ذرا سی دیر میں ہم نے اپنے دشمنوں کو ختم کر دیا۔ دونوں محافظوں کی زبانیں اور آنکھیں باہر نکل آئی تھیں۔ انتہائی پھرتی سے میں نے اپنے شکار کی جیبیں ٹٹولیں اور چابیوں کا ایک گچھا مجھے مل گیا۔ دوسرے محافظ کی جیب میں ظاہر ہے چابیاں نہیں تھیں۔ میں نے چابیوں کا گچھا شارٹو کی جانب اُچھالا اور ان قیدیوں کی رائفلیں اُٹھا کر ایک سمت پھینک دیں۔ پھر اُن کی لاشیں بھی گھسیٹ کر ایک کونے میں ڈال دیں۔ شارٹو اُن دروازوں کی جانب بڑھ گیا تھا جن میں تالے لگے ہوئے تھے۔

خونخوار وحشیوں کی آنکھوں میں انتقام کی چمک تھی۔ میں نے کچھ چابیاں اس گچھے میں سے نکال لیں جنھیں شارٹو استعمال کر رہا تھا اور اس کے بعد ہم ایک ایک کٹہرے کا تالا کھولنے لگے۔ تالے کھولنے کے بعد ہم نے آہستہ آہستہ اُن کے دروازے کھولے اور آخری دروازہ کھولتے ہی ہم دونوں باہر کی طرف دوڑ پڑے۔

کٹہروں میں بند کسی قیدی نے باہر نکلنے کی کوشش نہیں کی تھی، وہ جھجک رہے تھے لیکن پھر ایک دروازے میں سے دو آدمی باہر نکلے، اُن کا انداز اتنا محتاط تھا جیسے انھیں کسی دھوکے کا خدشہ ہو لیکن مطلع صاف پا کر وہ برق رفتاری سے باہر کی سمت دوڑنے لگے۔ بڑا ہی ہولناک منظر تھا۔ کچھ نیم دیوانے زمین پر رینگتے ہوئے باہر آنے کی کوشش کر رہے تھے اور کچھ دوڑ میں دوسروں سے آگے نکل جانے کی کوششوں میں مصروف تھے۔

اُن کی چیخوں سے رونگٹے کھڑے ہو رہے تھے دروازے کے قریب پہنچ کر وہ ایک لمحے کے لیے رُکے اور پھر برق رفتاری سے باہر نکل گئے۔

ہمیں ایک طرف سمٹ جانا پڑا تھا اور ہم ستونوں کی آڑ میں اپنے آپ کو چھپانے میں کامیاب ہو گئے تھے اُن لوگوں سے ہمیں بھی خوف تھا۔

پھر راہداری میں پہلا محافظ اُن کا شکار ہوا۔ اُس نے اپنی رائفل دیوار کے ساتھ ٹکا رکھی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ ہنگامے سے آگاہ ہوتا، وحشی اُس پر ٹوٹ پڑے۔ محافظ نے انتہائی پھرتی سے رائفل اٹھا کر دو فائر کیے تھے لیکن اس کے بعد اس کے جسم کے مختلف ٹکڑے فضا میں اُڑتے ہوئے نظر آئے۔ اسے الارم کا سوئچ آن کرنے کا موقع کبھی نہیں مل سکا تھا۔

ہم دونوں اب یہاں نہیں رُک سکتے تھے چنانچہ برق رفتاری سے بیرونی راستے کی جانب دوڑنے لگے۔ اس دوران تمام وحشی قیدی باہر نکل گئے تھے۔ جب ہم اس عمارت کے سامنے والے حصے میں آئے تو ہم نے خوفناک شور اور فائرنگ کی آوازیں عمارت میں اور پھر اس کے باہر سنیں لیکن ہم جنوبی سمت میں دوڑنے لگے تھے۔

باہر موجود محافظ اب اس ہنگامے سے آگاہ ہو چکے تھے اور چیخ و پکار کے ساتھ فائرنگ کی آوازیں بھی مسلسل سنائی دے رہی تھیں۔ ہم دونوں درختوں کے جُھنڈ کی جانب پہنچ گئے۔ دفعتاً ہم نے ایک شخص کو دیکھا، وہ ایک محافظ تھا اور دیوانہ وار دوڑ رہا تھا اور چھ سات ننگ دھڑنگ قیدی اس کے تعاقب میں لگے تھے۔ وہ بھیڑیوں کی پوری قوت سے چیخ رہے تھے اور محافظ کو قابو کر لینا چاہتے تھے۔ یہاں سے بھاگنے کی فکر میں سرگرداں ہونے کے بجائے وہ یہاں موجود ایک ایک فرد کو اپنے انتقام کا نشانہ بنانے میں کوشاں تھے۔ ان لوگوں کو اگر کنٹرول کر کے اس جزیرے سے نکالنے کی کوشش کی بھی جاتی تو وہ ناکام رہتی کیوں کہ جوشِ انتقام نے ان کی رگوں میں خون کی جگہ آگ دوڑا دی تھی اور وہ اپنی زندگی سے زیادہ اپنے دشمنوں کی زندگی ختم کرنے کے درپے تھے۔

"اِدھر آ جاؤ چیف . . . اِدھر، پھرتی سے۔" شارٹو کی آواز نے مجھے چونکا دیا اور میں اُس کی بتائی ہوئی سمت کی جانب دوڑنے لگا۔ وہ جنوبی سمت جا رہا تھا۔ اس محافظ کو وحشیوں نے پکڑ لیا اور اس طرح اُچھل اُچھل کر اُس پر گرنے لگے جیسے شیر شکار پر جھپٹتا ہے۔ تیز دانتوں سے انھوں نے محافظ کے بدن کو بُری طرح اُدھیڑ ڈالا۔ اُس کی دردناک چیخیں فضا میں گونج رہی تھیں۔ قیدی اُس کے جسم کے مختلف حصوں میں دانت گاڑ کر اُسے اُدھیڑ رہے تھے۔ اُن کی نفرت انتہا پر تھی۔ بس یہی منظر میں دیکھ سکا اور اس کے بعد ہم اُن لوگوں سے کافی دُور نکل آئے۔ ہمیں جس قدر جلد ممکن ہو سکتا تھا اُس جگہ پہنچ جانا تھا جہاں شارٹو کے بیان کے مطابق کشتیاں موجود تھیں۔

محافظ چونکہ قیدیوں سے اُلجھ گئے تھے اور چاروں طرف سے سمٹ کر اُنھی پر نگراں ہو گئے تھے اس لیے ہمیں اپنے سفر میں بہت زیادہ دقت پیش نہیں آئی اور ہم نہایت برق رفتاری سے دوڑتے ہوئے بالآخر اُس جنوبی کھاڑی تک پہنچ گئے جو سمندر سے جزیرے میں کافی دور تک آئی تھی۔ اس کے دونوں سمت ناہموار چٹانیں تھیں جن پر جگہ جگہ سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں۔ یہ سیڑھیاں کاہی سے اتنی خراب ہو گئی تھیں کہ ان پر اپنے آپ کو سنبھالنا مشکل ہوتا لیکن ان لوگوں نے سیڑھیوں کے ساتھ ریلنگ لگائی تھی جسے پکڑ کر ہی سیڑھیوں پر قدم جمائے جا سکتے

تھے۔ شارٹو نے ایک ہائی اسپیڈ بوٹ کی جانب اشارہ کیا اور میں نے تائید میں گردن ہلا دی۔

بوٹ میں اُترنے کے بعد میں نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ شارٹو اپنے کام میں مصروف تھا۔ اُس نے پھرتی سے بوٹ کا انجن اسٹارٹ کیا اور بولا۔ "چیف! اور بھی لوگ یہاں سے فرار ہونے کی کوشش کریں گے۔ اس لیے میرا خیال ہے کہ ہمیں یہاں تین دستی بم استعمال کر لینے چاہئیں۔"

میں نے شارٹو کی بات سے اتفاق کیا۔ اسپیڈ بوٹ اسٹارٹ ہو کر تھوڑا سا آگے گئی اور کھاڑی کے آخری سرے پر پہنچنے کے بعد شارٹو نے دستی بم نکال کر ایک طرف کھڑی ہوئی تین بوٹوں کی طرف اُچھال دیے۔ دو دستی بم اُس طرف اور ایک بڑی کشتی کی طرف اُچھالنے کے بعد ہم نے رائفلوں سے اُن کے انجنوں کا نشانہ لے کر فائر کیا۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں کیا جا سکتا تھا اور اس کے بعد شارٹو نے دوبارہ بوٹ اسٹارٹ کر کے برق رفتاری سے آگے بڑھا دی۔

شارٹو اپنے آپ کو سنبھالے سمندر میں اِدھر اُدھر نگاہ دوڑاتا ہوا اسپیڈ بوٹ کو تیزی سے ایک سمت لے جا رہا تھا۔ اُس کا خیال تھا کہ اُسے اُن خطرناک کشتیوں کی زد سے باہر نکل جانا چاہیے جو جزیرے کی مخصوص سُرنگوں میں پوشیدہ ہیں اور جو صرف دشمنوں کا شکار کرنے کے کام آتی ہیں۔ اگر ان کشتیوں نے اس بوٹ کو دیکھ لیا تو پھر وہ اِس کا پیچھا نہیں چھوڑیں گی۔ میں دل ہی دل میں دُعا مانگ رہا تھا کہ اس وقت مزید کسی جھگڑے میں پڑے بغیر ہم کسی محفوظ مقام تک پہنچ جائیں۔ اور شاید یہ مقبولیت کا ہی وقت تھا کہ کافی دُور تک نکل آنے کے باوجود ہمیں ایسی کوئی کشتی نظر نہیں آئی۔ یہاں تک کہ جزیرہ ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔

شارٹو نے اطمینان کی گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔ "چیف! تقدیر کچھ ساتھ ہی دے رہی ہے۔ دو ہی باتیں ہیں یا تو اُن کشتیوں کو کارروائی کا حکم خود آئی دان فیرو دیتا ہو گا یا پھر ان کشتیوں کے ملاح وغیرہ بھی جزیرے پر ہوں گے اور ان وحشیوں کے ہنگامے میں اُلجھ گئے ہوں گے۔"

کچھ بھی تھا، ہمیں اس صورتِ حال سے فائدہ ہوا تھا۔ سمندر میں جگہ جگہ جہاز، ٹگ اور چھوٹی کشتیاں نظر آ رہی تھیں۔

"چیف، کیا خیال ہے، مارشل تک چلیں؟" شارٹو نے پوچھا۔

"میں بھی اتفاق سے یہی سوچ رہا تھا شارٹو۔" میں نے جواباً کہا۔

"اگر تم میرے ہی انداز میں سوچ رہے تھے چیف تو غور کرو، مارشل تک پہنچنے کے بعد ہم دونوں آئی دان فیرو یا ہال جرشیو کی نگاہ سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔"

"بالکل میرا ابھی یہی خیال تھا لیکن . . ."

"میرے ذہن میں ایک تجویز ہے چیف، اگر تم اُسے پسند کرو؟" شارٹو میرا جملہ مکمل ہونے سے پہلے ہی بول پڑا۔

"وہ کیا؟" میں نے پوچھا۔

"ہم ایک جزیرے پر گئے تھے، جہاں ہمارا واسطہ ایک خوب صورت لڑکی سے پڑا تھا، یاد ہے نا؟"

"اور اُس کا نام سونیتا تھا۔" میں نے کہا۔

"ہاں۔ اور اس کے ساتھ بوڑھا فارنوس بھی تھا۔"

"جو آبی پودوں پر ریسرچ کر رہا تھا۔" میں نے کہا اور شارٹو کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"ظاہر ہے چیف، لڑکی کافی خوب صورت تھی اور ذرا مشکل ہی ہوتا ہے ایسے چہروں کو بھول جانا۔"

"شارٹو! وہ لوگ بہت خطرناک شخصیت کے مالک ہیں، میں ان کے بارے میں معلوم کر چکا ہوں۔"

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے چیف۔ لیکن کیا خیال ہے، وہ کیسی جگہ ہے؟ جہاں سب سے زیادہ تحفظ مل سکتا ہے ہمیں اور ان لوگوں نے اپنے طور پر بھی اپنی رہائش کا کچھ نہ کچھ بندوبست کر لیا ہو گا۔"

"مجھے اطلاع ملی تھی کہ وہ لوگ اب وہاں موجود نہیں ہیں۔"

"اس سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا چیف، اگر وہ وہاں موجود نہیں ہیں، تب بھی ہم اُن کی رہائش گاہ اپنے کام میں لا سکتے ہیں۔ میرا مطلب ہے کہ ہم وقتی طور پر وہاں پناہ لے کر کوئی منصوبہ بندی کر سکتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے، تو اسی سمت چلو۔" میں نے کہا اور شارٹو نے ہائی اسپیڈ بوٹ کو ایک لمبا چکر دیا اور اس کے بعد وہ سمندر کی سطح کو چھوتی ہوئی گویا فضا میں پرواز کرنے لگی۔ شارٹو نے اس کی رفتار انتہائی تیز کر دی تھی، اُسے خدشہ تھا کہ کہیں ہائی اسپیڈ بوٹ میں ایندھن ختم نہ ہو جائے۔

"چیف، فیول بتانے والی سوئی کام نہیں کر رہی ہے اپنی جگہ ساکت پڑی ہے اس لیے یہ اندازہ نہیں لگایا جا سکتا کہ بوٹ میں کتنا ایندھن موجود ہے۔"

"ٹھیک ہے، چلتے رہو۔ جو کچھ بھی ہو گا، دیکھا جائے گا۔" میں نے کہا۔

زیادہ دیر نہ لگی کہ ہمیں وہ جزیرہ نظر آ گیا۔ درختوں اور سبز پتوں سے ڈھکے اس خطۂ زمین تک پہنچنے میں مزید کچھ منٹ صرف ہوئے اور بوٹ کی رفتار نے اُسے کنارے پر چڑھا دیا۔ ہم دونوں نیچے اُتر آئے تھے۔ تھوڑے ہی فاصلے سے درختوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سلسلہ شروع ہو جاتا تھا لیکن ابھی ہم پوری طرح سنبھل کر آگے قدم بھی نہ بڑھا پائے تھے کہ ایک رنگین سا سایہ ہمیں نظر آیا۔ غالباً وہ کوئی لڑکی ہی تھی اور ظاہر ہے سولیتا کے علاوہ اور کوئی نہیں تھی۔

میں ایک لمحے کے لیے سوچ میں ڈوب گیا۔ اگر سولیتا ہمارے ہاتھ سے نکل جاتی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ فارنوس کو ہماری آمد کی اطلاع مل جائے گی۔ یہ معلوم ہونے کے بعد کہ فارنوس اسرائیلی ایجنٹ ہے، مجھے اُس کی طرف سے ہوشیار رہنا ضروری تھا چنانچہ میں نے برق رفتاری سے اُس طرف چھلانگ لگا دی، جدھر سولیتا کو دیکھا تھا۔ وہ غالباً کچھ دیر پہلے سمندر میں نہا رہی تھی اور اسپیڈ بوٹ کو اُس طرف آتے دیکھ کر پانی سے نکل آئی تھی۔ میں جس وقت اُس کے نزدیک پہنچا وہ اپنا لباس پہن چکی تھی۔ مجھے دیکھ کر ایک لمحے کے لیے سہم سی گئی لیکن دوسرے ہی لمحے اُس نے خود کو سنبھال لیا۔ اس معصوم سی لڑکی کی شکل و صورت دیکھ کر کوئی بھی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ کسی خطرناک کام میں ملوث ہوگی۔ اپنے آپ کو سنبھالنے میں اُس نے جس مہارت اور پھرتی کا ثبوت دیا تھا اُس نے مجھے یہ بھی احساس دلا دیا کہ وہ بہت آگے کی چیز ہے۔

"ہیلو" میں نے اُس کے قریب پہنچ کر کہا۔ وہ خوف زدہ نگاہوں سے میرے عقب میں دیکھ رہی تھی، شارٹو آہستہ آہستہ اسی سمت آ رہا تھا۔

"ہیلو۔ یہ غیر مناسب بات ہے، میں لباس پہن رہی تھی۔"

"میں نے تمھیں اس سے منع نہیں کیا ڈیئر!" میں نے جواب دیا۔

"کیوں آئے ہو یہاں پر؟"

"اوہ! یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ ننھا سا جزیرہ تمھاری ملکیت ہے!"

"مم... میرا مطلب ہے تم شاید پہلے بھی یہاں آ چکے ہو؟"

"شاید کا لفظ اضافی ہے، تم مجھے پہچان چکی ہو۔"

"نہیں۔ میں غیر متعلق لوگوں کو یاد رکھنے کی عادی نہیں ہوں۔" اس نے اپنے بال جھٹکتے ہوئے کہا اور پھر اُنھیں اپنے دونوں ہاتھوں سے پیچھے کی سمت کر کے باندھ لیا۔

"اور جو متعلق ہوں اُن کے بارے میں آپ کیا کہتی ہیں مس سولیتا؟"

"تمھارے لہجے میں ایک عجیب سی کیفیت محسوس کر رہی ہوں میں۔ کیا بات ہے، کیا چاہتے ہو؟" وہ سنبھل کر بولی۔

"گڈ، یہ ہوئی نا بات۔" میں نے کہا۔ اتنی دیر میں شارٹو بھی ہمارے نزدیک پہنچ گیا تھا۔ "تم بھی تو اس دن ساتھ تھے نا؟" اُس نے شارٹو کو مخاطب کیا۔

"آپ کی یادداشت بہت شاندار ہے مس سولیتا!" شارٹو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہم اجنبی لوگوں کو اپنے درمیان دیکھنا پسند نہیں کرتے، بہتر یہ ہوگا کہ یہاں سے چلے جاؤ۔ پروفیسر فارنوس بھی کسی بھی اجنبی شخص کے ساتھ ایک لمحہ برداشت نہیں کر سکتا۔"

"اور تم اُسے مستقل برداشت کر رہی ہو ڈیئر سولیتا! چند روز پہلے بھی ہم تمھارے لیے آئے تھے، کہاں چلی گئی تھیں تم؟"

"میرے لیے کیوں آئے تھے؟"

"آہ، تم نے شاید اپنی اُن رہائش گاہوں میں آئینے نہیں لگا رکھے یا پھر تم اپنے حسن سے ناواقف ہو، تمھیں دیکھنے کے بعد کس کا بار بار آنے کو جی نہ چاہے گا۔" میں نے کہا اور شارٹو اُچھل پڑا۔

"واہ چیف! اس سے قبل میں نے تمھارے منہ سے اتنی خوب صورت بات کبھی نہیں سنی تھی۔"

"تم... تم لوگ..." سولیتا نے کہا اور پھر جملہ ادھورا چھوڑ کر ایک جھٹکے سے واپس مڑ گئی۔ میں نے اب کسی تکلف سے کام نہیں لیا تھا۔ وہ دو تین قدم ہی چلی تھی کہ میں نے پیچھے سے اُس کی کمر میں ہاتھ ڈال دیے اور اُسے اپنی گرفت میں لے لیا۔ سولیتا کے حلق سے ایک چیخ سی نکل گئی۔

"نہیں ہنی، چیخنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ جس بے اعتنائی کا مظاہرہ تم کر رہی ہو وہ میرے لیے ناقابل برداشت ہے۔"

"میں کہتی ہوں بدتمیزی مت کرو۔ تم... تم چھوڑو مجھے، کمینے آدمی چھوڑ دو مجھے۔" وہ میرے دونوں ہاتھوں کی گرفت سے اپنے آپ کو آزاد کرانے کی کوشش کرنے لگی۔ تب شارٹو آگے بڑھا۔

"چیف، ایسے کام میں بخوبی انجام دیتا ہوں۔" اُس نے کہا۔ سولیتا نے ایک بار پھر چیخنے کی کوشش کی، لیکن اس بار میں نے اُس کا منہ دبا لیا تھا۔

"فارنوس کے علاوہ یہاں اور کون کون ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"جو کوئی بھی ہے تم کوئی بدتمیزی کر کے یہاں سے زندہ نہیں واپس جا سکتے۔"

"دیکھو سولیتا! ہم تم سے کوئی بدسلوکی نہیں کرنا چاہتے، بہتر یہ ہے کہ ہمیں اس بارے میں تفصیل بتا دو۔"

"تفصیل! کیسی تفصیل؟ یہاں کوئی نہیں ہے، ہم دونوں کے علاوہ، اور تم جانتے ہو پروفیسر فارنوس یہاں آبی پودوں پر ریسرچ کرنے آئے ہوئے ہیں، وہ اپنے معاملات میں کسی کی مداخلت

پسند نہیں کرتے۔ پہلے بھی وہ اس سلسلے میں ناراض ہو رہے تھے۔"

"یہ جزیرہ اُن کے والد صاحب نے ورثے میں دیا ہے اُنھیں؟ اگر نہیں تو پھر یہاں تو کوئی بھی آ سکتا ہے۔" میں نے کہا۔

دفعتاً سولیتا نے ایک قلابازی سی کھائی اور دوسرے ہی لمحے اُس کے ہاتھ میں ایک ننھا سا پستول نظر آیا۔ نجانے یہ پستول اُس نے کہاں چھپا رکھا تھا۔ اس سے پہلے تو یہ مجھے نظر نہیں آیا تھا لیکن شارٹو کی پھرتی بھی قابلِ دید تھی۔ جونہی سولیتا کا پستول والا ہاتھ سیدھا ہوا، شارٹو نے اپنا بیگ اُس کے ہاتھ پر دے مارا۔ پستول سولیتا کے ہاتھ سے نکل گیا اور اس کے ساتھ ہی شارٹو نے کسی بکرے کی طرح جمپ لگائی اور پستول کو زمین پر گرنے سے پہلے لپک لیا۔

"گڈ گڈ" میں نے دلچسپ انداز میں کہا۔

سولیتا اب خاصی وحشت زدہ نظر آ رہی تھی۔ وہ ہمیں خوف زدہ نگاہوں سے دیکھتی رہی، پھر بولی۔ "تم آخر چاہتے کیا ہو؟"

"فارنوس کہاں ہے؟"

"ہماری رہائش گاہ میں۔"

"اور رہائش گاہ کہاں ہے؟"

"وہ... وہ درختوں کے درمیان اُس طرف۔" اُس نے ایک سمت اشارہ کیا۔

"تو پھر چلو، ہم تمھارے مہمان بننا چاہتے ہیں۔" میں نے کہا۔ سولیتا مجھے گھورنے لگی۔ اُس کی آنکھوں میں ملی جلی کیفیات تھیں، شدید غصہ، خوف و ہراس اور نہ جانے کیا کیا۔ پھر وہ گردن جھٹک کر بولی۔ "آؤ۔" اور میں اُس کے ساتھ آگے چل پڑا۔ شارٹو اُس کا پستول ہاتھ میں سنبھالے آگے بڑھ رہا تھا۔ اُس نے غالباً پستول کے چیمبر چیک کر لیے تھے۔ ننھا سا یہ پستول انتہائی جدید طرز کا معلوم ہوتا تھا اور اُسے بہ آسانی کسی بھی چھوٹی سی جگہ چھپایا جا سکتا تھا۔ بظاہر وہ ایک کھلونا لگتا تھا لیکن اس کھلونے میں جو خوبیاں تھیں اس کا اندازہ شارٹو کو ہو گیا تھا۔

پھر کسی طرف سے ایک آہٹ سی سنائی دی اور دو آدمی ایک دم باہر نکل آئے۔ یہ دونوں چمڑے کی جیکٹیں اور چست پتلونیں پہنے ہوئے تھے۔ دراز قامت اور گوری رنگت کے مالک تھے۔ ہمیں دیکھتے ہی انھوں نے اپنے پستول سیدھے کیے اور شارٹو کے لیے اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں رہا کہ وہ اُن کی کسی کارروائی سے پہلے ہی اُن کا کام تمام کر دے۔ دونوں گولیاں اُن کی پیشانی پر پڑی تھیں لیکن سیدھے پستولوں سے دفعتاً دو فائر ہوئے، میں اور شارٹو تو بچ گئے مگر دونوں گولیاں سولیتا کے حلق اور سینے میں پیوست ہو گئی تھیں۔ اُن کے نشانے چوک گئے تھے۔ سولیتا کے ہاتھ ایک لمحے کے لیے فضا میں پھیلے اور پھر وہ اوندھے منہ زمین پر آ رہی۔ دوسری طرف شارٹو کی کارروائی بھی مکمل تھی چنانچہ وہ دونوں بھی زمین پر گر کے تڑپنے لگے۔

"یہ بُرا ہوا شارٹو!" میں نے کہا۔

"چیف، جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہو ہی چکا ہے۔ میں ذرا ان لوگوں کو دیکھوں۔ تم اِس لڑکی کو سنبھالنے کی کوشش کرو، ممکن ہے بچ ہی جائے۔" شارٹو نے کہا اور اُن دونوں کی سمت دوڑ گیا۔ مجھے سولیتا کی موت کا افسوس تھا۔ وقت سے پہلے ہی مر گئی تھی بیچاری حالانکہ شیری کے بیان کے مطابق وہ اسرائیلی جاسوسہ تھی اور ممکن تھا کہ مجھے اُس سے کچھ معلومات حاصل ہو جائیں۔

میں نے اُسے جلدی سے سیدھا کیا تو مجھے محسوس ہوا کہ اب اُس کے بدن میں جان نہیں ہے۔ ایک گولی حلق میں نرخرے کے عین قریب پیوست ہوئی تھی اور دوسری دل کے مقام پر۔ میں نے اُسے چھوڑ کر ایک طویل سانس لی، دوسری طرف شارٹو مایوسی سے گردن ہلاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"چیف یہ دونوں بھی فضا میں پرواز کر گئے ہیں۔" اُس نے ان دونوں کے پستول اور فالتو ایمونیشن قبضے میں کیا اور پھر ان کی لاشیں گھسیٹ کر ایک جگہ کر دیں۔ "کیا خیال ہے چیف، پہلے ان لوگوں کی آخری رسومات ادا کریں یا اپنا مقصد حل کریں؟"

"انھیں چھپا دینا ضروری ہے تاکہ اگر یہاں ان کے کچھ ساتھی اور ہوں تو فوراً ہی ہماری صورتِ حال سے آگاہ نہ ہو سکیں۔"

"میں ابھی ان کا بندوبست کرتا ہوں۔" شارٹو نے کہا۔ پھر اُس نے ایک چٹان تلاش کی اور تمام لاشیں اس کے کنارے لگا دیں اور پھر لمبی لمبی جھاڑیوں سے انھیں ڈھک دیا۔ اب وہ کسی کی نگاہ میں نہیں آ سکتی تھیں۔ شارٹو پھرتی سے اس کام سے فارغ ہو گیا اور پھر ہاتھ جھاڑتا ہوا میرے پاس آ کھڑا ہوا۔ سولیتا کا پستول خالی کر کے وہیں ڈال دیا گیا۔ یہاں ہم وقتی پناہ کے لیے آئے تھے لیکن آتے ہی گڑبڑ ہو گئی تھی۔ اب فارنوس پر قابو پانا بھی ضروری تھا ورنہ ان حالات میں وہ مصیبت بن سکتا تھا۔

"سولیتا نے اُس طرف اشارہ کیا تھا نا؟" میں نے شارٹو سے پوچھا۔

"ہاں چیف۔"

"آؤ، ہوشیاری سے فارنوس کو زندہ پکڑنا ہے۔" میں نے کہا اور اس کے بعد ہم اُن جھاڑیوں کی طرف سفر کرنے لگے جو سات سات فٹ بلند تھیں اور اس قدر گنجان تھیں کہ دوسری طرف دیکھنا ممکن نہیں تھا۔ ایک جگہ سے ہم جھاڑیوں میں گھسے تو ایک چٹان نے راستہ روک لیا۔ چٹان دُور تک پھیلی ہوئی تھی۔ ہم اس کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ساتھ ساتھ آگے بڑھتے رہے۔ خشک جھاڑیوں میں ہمارے قدموں سے سرسراہٹ پیدا ہو رہی تھی چنانچہ بار بار رُکنا پڑتا۔ پھر ایک جگہ چٹان ختم ہو گئی۔ یہاں جھاڑیاں اس طرح کچلی ہوئی تھیں جیسے یہاں سے اکثر آمدورفت رہتی ہو۔ یہاں رُک کر ہم نے آہٹیں لیں اور پھر دبے قدموں دوسری طرف نکل آئے۔

دوسری طرف ایک گول احاطہ تھا جس کے کنارے کنارے درخت اُگے ہوئے تھے اور ان درختوں کے ساتھ ساتھ ویسی ہی بلند جھاڑیاں تھیں۔ اگر سولیتا اس طرف اشارہ نہ کرتی تو شاید ہم سارا دن صرف کر کے بھی چٹانوں میں ترستے ہوئے اس مکان کو تلاش نہ کر سکتے جو انسانی ہاتھوں کا کارنامہ تھا۔ جو کور دروازے پر کواڑ نہیں تھے۔ دوسری طرف روشنی نظر آ رہی تھی۔ ہم پستول سنبھالتے ہوئے اندر داخل ہو گئے۔

چٹان اندر سے کھوکھلی کر لی گئی تھی اور اس کے پورے طول و عرض میں ایک لمبا کمرا نظر آ رہا تھا۔ روشنی پیٹرومیکس لیمپ کی تھی۔ سرکنڈوں کے مونڈھے پر فارنوس نظر آ رہا تھا جو اس روشنی میں کوئی کتاب پڑھ رہا تھا پھر اس کے حساس کانوں نے ہماری آواز سُنی اور دوسرے لمحے وہ پلٹ پڑا۔ ہم دونوں نے اُس پر پستول تان لیے تھے۔

"کتاب رکھ کر ہاتھ بلند کر دو۔" میں نے سرد لہجے میں کہا اور وہ سکتے کے سے عالم میں ہمیں گھورتا رہ گیا۔ شارٹو نے آگے بڑھ کر اُس کے ہاتھ سے کتاب لے لی اور پھر اُسے گریبان سے پکڑ کر کھڑا کر دیا۔ شارٹو کو صورتِ حال کا علم نہیں تھا لیکن خیری مجھے بتا چکی تھی کہ وہ جوان آدمی ہے۔ دوسرے لمحے اُس نے شارٹو کو جھکائی دی اور اُسے اپنی ڈھال بنا کر سامنے کر لیا۔ اُس نے ایک ہاتھ شارٹو کی گردن میں ڈال لیا تھا اور دوسرے سے اُس کے پستول والے ہاتھ کو قابو میں کر لیا تھا لیکن اُسے شارٹو کی قوت کا اندازہ نہیں تھا۔ شارٹو تھوڑا سا جھکا اور اُس نے فارنوس کو پشت پر لاد کر سامنے پھینک دیا۔

"خبردار شارٹو — مار نامت۔" میں چیخا اور شارٹو رُک گیا ورنہ اُس نے پستول سے فارنوس کا نشانہ لے لیا تھا۔ پھر بھی اُس نے فارنوس کی کمر میں ایک لات رسید کر دی تھی۔ "چلو تم اُٹھ کر کھڑے ہو جاؤ۔" میں نے فارنوس کو حکم دیا اور وہ زمین پر ہاتھ ٹکا کر اُٹھ گیا۔

"مجھ بوڑھے پر یہ ظلم کرتے ہوئے تمھیں شرم نہیں آتی؟"

"تلاشی لو۔" میں نے کہا اور شارٹو بے دردی سے اُس کی جیبیں ٹٹولنے لگا۔ بغلی ہولسٹر سے ایک آٹومیٹک ریوالور برآمد ہوا تھا جسے شارٹو نے اپنے قبضے میں لے لیا۔

"پہلے تمھارا بڑھاپا دُور کر دیا جائے۔" میں نے کہا اور آگے بڑھ کر فارنوس کا چہرہ ٹٹولنے لگا۔ اس کی گردن کے پاس کا کچھ حصہ اُبھرا ہوا محسوس ہوا۔ فارنوس نے کسمسانے کی کوشش کی لیکن شارٹو نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے پستول کا دستہ اس کے ٹخنے پر مارا۔ "اب جنبش کی تو پورے بدن کی کھال اتار کر ہاتھ میں دے دوں گا۔" وہ غراتی ہوئی آواز میں بولا۔

میں نے فارنوس کی ماسک اتار دی تھی۔ ماسک کے نیچے سے برآمد ہونے والا چہرہ ایک پینتیس چالیس سالہ شخص کا تھا۔ "تمھاری نگاہیں بھی بہت تیز ہیں چیف۔" شارٹو تعریفی لہجے میں بولا۔

"اب مسٹر فارنوس یہ بھی نہ کہہ سکیں گے کہ وہ آبی پودوں پر ریسرچ کر رہے تھے۔ کیوں فارنوس؟" میں نے کہا۔ فارنوس نے کوئی جواب نہ دیا۔ "شارٹو پہلے مسٹر فارنوس کو باندھ دیا جائے۔ اِن کی کوئی حرکت ہمارے لیے نقصان دہ ہو سکتی ہے۔ چلو یہ کام کرو۔ ہماری آسانی کے لیے مسٹر فارنوس نے رسّی کا بندوبست کر رکھا ہے۔ وہ رہی کونے میں۔" میں نے ایک طرف اشارہ کیا جہاں سفید نائیلون کی رسّی کا ایک گچھا نظر آ رہا تھا۔

شارٹو چونکہ فارنوس کے حملے کا شکار ہو چکا تھا اس لیے ابھی تک غصّے میں تھا۔ اُس نے کسی جانور ہی کی طرح فارنوس کو زمین پر گرا کر کس لیا۔ اُس کے دونوں ہاتھ پشت پر کر دیے گئے تھے۔ میں شارٹو کی کارکردگی سے مطمئن تھا چنانچہ پہلے میں نے اس چٹانی مکان کی تلاشی لی۔ کھانے پینے کی خشک اشیاء کے انبار تھے۔ ایک آئل اسٹو اور برتن بھی موجود تھے۔ ایک سمت ہُوا بھرا گدا رکھا ہوا تھا جس پر بڑا سا کمبل تہہ کیا ہوا رکھا تھا۔ دو تکیے تھے۔ تکیوں کے پاس ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر سیٹ رکھا ہوا تھا جسے میں نے احتیاط سے دیکھ کر اُس کی جگہ رکھ دیا۔

"یہاں اس جزیرے پر کتنے افراد موجود ہیں مسٹر فارنوس؟"

"اب تم مجھ سے معلومات حاصل کرو گے۔ کیوں؟" اُس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"ہاں، ارادہ تو یہی ہے۔ تم زبان بند رکھنے کی کوشش کرو گے۔ کوئی ہرج نہیں ہے۔ تراتی کر لو۔ یہ کھیل تو ضروری ہے۔"

"تم سوال کرو چیف، جواب میں لوں گا۔" شارٹو اُس کے پاس بیٹھ گیا۔

"یہاں کُل کتنے افراد ہیں فارنوس؟" میں نے سوال دُہرایا اور جواب میں فارنوس نے ایک گندی سی گالی بکی۔ لیکن اس کے آخری الفاظ ایک چیخ میں بدل گئے۔ شارٹو نے اُس کے ٹخنے کی ہڈی پر پستول کا دستہ بجایا تھا۔

"اُن دو آدمیوں کے علاوہ کوئی اور بھی ہے جو ہمارے ہاتھوں

ہلاک ہو چکے ہیں؟" میں نے پھر کہا اور وہ اُچھل پڑا۔

"تم نے... تم نے اُنھیں مار ڈالا...؟" وہ دہشت زدہ لہجے میں بولا۔

"ہاں اور اُنھوں نے تمھاری محبوبہ کو۔ لڑکی اُنھی کے ہاتھوں ماری گئی ہے۔ کم از کم ہم اتنی حسین لڑکی کو ہلاک نہیں کر سکتے تھے۔"

"کیا بکواس کر رہے ہو...۔" فارنوس نے پھر گالی بکی۔ وہ مشتعل ہو گیا تھا۔

"لڑکی اس کی محبوبہ تھی چیف؟ یہاں اس جزیرے پر یہ عیش ہو رہے تھے۔ کیوں؟"

"ایک بستر، دو تکیے میری بات کی تصدیق کرتے ہیں شارٹو! تم نے غور نہیں کیا۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم نے... کُتّو! تم نے جینی کو ہلاک کر دیا۔ تم نے... ذلیل کُتّو!" فارنوس بُری طرح تلملانے لگا۔

"اُس پر تمھارے دونوں ساتھیوں نے گولی چلائی تھی۔"

"بکواس کرتے ہو... جھوٹ بولتے ہو تم... وہ... آہ! جینی۔ آہ..." وہ درد بھرے لہجے میں بولا۔

"لڑکی کا نام جینی تھا۔ تمھارا اصل نام کیا ہے ڈیئر؟ ارے ہاں شارٹو بہتر ہے تم اس مکان کے دروازے پر رکو۔ فکر مت کرو، مسٹر فارنوس سے میں گفتگو کر لوں گا۔ یہ اتنے بُرے آدمی نہیں معلوم ہوتے۔" شارٹو اپنی جگہ سے اُٹھ گیا۔ فارنوس سسکیاں لینے لگا تھا۔

"لڑکی کو ہم نے نہیں ہلاک کیا۔ اُن لوگوں نے دیکھے بھالے بغیر ہم پر گولی چلا دی تھی۔ لڑکی اُن کا شکار ہو گئی۔ بہرحال انسانی رشتے کے تحت مجھے تم سے ہمدردی ہے۔"

"مجھے بھی ہلاک کر دو۔ وہ میری محبوبہ نہیں، بیوی تھی۔ بچپن سے ہم دونوں ایک دوسرے کو چاہتے تھے۔ میرے منع کرنے کے باوجود وہ صرف میری محبت میں میرے ساتھ اس مہم پر چلی آئی تھی۔ تم خود سوچو... تم بتاؤ، کیا یہ دیوانگی نہیں ہے۔ کیا تمھارے سینے میں ایک انسان کا دل نہیں ہے؟"

"انسانیت سے کہیں دُور تو تم لوگ چلے گئے ہو فارنوس! کیا مظلوم فلسطینی انسان نہیں ہیں۔ کیا بیروت کی خیمہ بستیوں میں جانور رہتے ہیں جنھیں تم نے اپنی شکارگاہ بنا رکھا ہے۔ جواب دو، اس درندگی کے جواب میں تم انسانیت کے طلب گار ہو!"

فارنوس روتے روتے چونک پڑا۔ اُس نے بوکھلا کر کہا۔

"میرا ان واقعات سے کیا تعلق؟"

"یہودی فطرت سے باز نہیں آئے نا۔ ابھی تو تم اپنی محبوبہ کے ساتھ مر جانے کی بات کر رہے تھے۔"

"تم کون ہو؟"

"ایک مسلمان۔ ایک فلسطینی جسے ہر یہودی سے نفرت ہے۔" میں نے جواب دیا۔

اُس کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے۔ وہ عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔ پھر اُس نے لجاجت سے کہا۔ "جینی کے بارے میں تم نے سچ کہا ہے یا پھر... یا پھر...؟"

"ایک آدھ سچ تم بھی بول دو دوست! ممکن ہے میں تم سے سچ کا سودا کر لوں۔" میں نے پینترہ بدل دیا۔

"جینی میری زندگی ہے۔ مجھ سے جو دل چاہے پوچھ لو۔ اگر وہ زندہ ہے تو میرے کسی سچ کے صلے میں اُسے میرے سپرد کر دینا اور اگر وہ... مر چکی ہے تو... تو..." وہ خاموش ہو گیا۔

"تم اسرائیلی ایجنٹ ہو؟"

"ہاں۔"

"اسرائیلی سیکیورٹی فورس سے تمھارا تعلق ہے؟"

"میں موساد کا سیکنڈ گریڈ آفیسر ہوں۔ میرا فرسٹ ڈین مارشے ہے۔"

"یہاں کس مقصد سے آئے تھے؟"

"ایک آبدوز کی سودے بازی کے لیے۔ سودا کرنے والے دوسرے لوگ ہیں۔ میں حفاظتی مشن پر آیا ہوں۔"

"یہ سودے بازی کس مرحلے میں ہے؟"

"سب کام مکمل ہو چکا ہے۔ کل سات بجے ادائیگی کی جانے والی ہے۔"

"کہاں ہوگی یہ رسم؟"

"ڈمبر نامی جہاز پر۔"

"کتنے افراد شریک ہیں اسرائیل کی طرف سے؟"

"کُل سات افراد لیکن ہمارے ڈیپارٹمنٹ کے ستّر افراد یہاں بکھرے ہوئے ہیں اور وہ مختلف امور پر کام کر رہے ہیں۔" اُس نے جواب دیا۔ اُس کی حالت قابلِ رحم ہو رہی تھی۔ آنکھوں میں اُمید و بیم کی کیفیت تھی۔ پھر اُس نے لجاجت بھرے لہجے میں کہا۔ "میں نے تمھیں جو کچھ بتایا ہے اگر اس میں ایک لفظ بھی جھوٹ نکلے تو تم جو سزا چاہو مجھے دے سکتے ہو لیکن جینی..."

"ابھی میرے سوالات مکمل نہیں ہوئے۔" میں نے غرّاتی ہوئی آواز میں کہا۔

"پوچھو، پوچھو۔" وہ ہراساں لہجے میں بولا۔

"کل ڈمبر پر تمھاری ڈیوٹی کیا ہوگی؟"

"پچیس آدمیوں کا ڈیوٹی انچارج ہوں گا۔ بیس آدمی ڈمبر کے اطراف میں کشتیوں پر موجود ہوں گے۔ میں خود چار افراد کے ساتھ اُس جگہ موجود رہوں گا۔"

"تمھارے آدمی تمھیں کس نام سے جانتے ہیں؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میرا نمبر کے نائن ہے، وہ لوگ مجھے اسی نام سے پکارتے ہیں، مجھے یہ تو بتا دو کہ . . ."

"وہ فلسطینی ایجنٹ کہاں ہیں جو یہاں ہائل جوشیو سے عربوں کی طرف سے سودے بازی کرنے آئے تھے؟"

"ہائل جوشیو کے پاس ہیں۔ ہائل نے پہلے ہی ہمارے حق میں فیصلہ کر دیا تھا۔ ان عربوں کی طرف سے اُن کے ممالک کو جھوٹی اطلاعات فراہم کی جا رہی ہیں۔ جو اطلاع ہائل کی طرف سے اس مشن کے سربراہ نے عربوں کو دی ہے اُس کے تحت سودا اُن کے حق میں ہو گیا ہے اور بہت جلد کچھ لوگ مطلوبہ رقم ڈالر کی شکل میں لے کر یہاں پہنچنے والے ہیں۔ ہائل اس رقم کو حاصل کرنے کے لیے ایک منصوبہ بنا چکا ہے۔"

"گویا بے ایمانی۔"

"یہ صرف ہائل کا منصوبہ ہے۔"

"کل تم کس وقت اپنا یہ مشن سنبھالو گے؟"

"دن کو گیارہ بجے وہ لوگ یہاں پہنچیں گے، اس کے بعد مَیں اُن کے ساتھ ڈمیر کا کنٹرول سنبھال لوں گا۔"

"آخری سوال۔ اس وقت جزیرے پر کتنے آدمی موجود ہیں؟"

"وہی دو ہیں . . . اور ہم دو . . . تم نے کہا تھا یہ آخری سوال ہے۔"

"ہاں، یہ آخری سوال تھا۔" مَیں نے گہری سانس لے کر کہا۔

"جینی کے بارے میں بتاؤ گے؟"

"تمھیں اُس کی لاش دکھائی جا سکتی ہے لیکن میں نے جو کچھ کہا تھا غلط نہیں کہا تھا۔ اُسے تمھارے آدمیوں نے گولی مار کر ہلاک کیا ہے۔"

"نہیں . . . ہرگز نہیں . . . جینی . . . جینی، جینی . . . سی۔" وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور باہر دوڑ پڑا۔ دروازے پر کھڑے شارٹو کو اُس نے زور سے دھکا دیا اور شارٹو گرتے گرتے بچا لیکن سنبھلتے ہی اُس نے اسٹین گن کا فائر کھول دیا اور لاتعداد گولیاں فارنوس کے بدن میں اُتر گئیں۔ وہ اپنی جگہ کھڑا کچھ دیر جھولتا رہا اور پھر اوندھے منہ زمین پر آ رہا۔ میں باہر نکل کر شارٹو کے پاس آ کھڑا ہوا۔

شارٹو نے چونک کر مجھے دیکھا پھر بھرّائی ہوئی آواز میں بولا۔ "سوری چیف۔ بس بے اختیار ہی یہ سب کچھ ہو گیا۔"

"اِس کا یہ انجام تو ہونا ہی تھا شارٹو!"

"وقت سے پہلے تو نہیں ہو گیا چیف! میرا مطلب ہے تم نے اس سے اپنے کام کی باتیں معلوم کر لیں؟"

"کافی حد تک۔"

"تھینکس گاڈ۔ ورنہ میں یہ سمجھا کہ یہ کسی طرح تمھیں ڈاج دے کر نکل بھاگا ہے۔ بس بے اختیار ہی میں نے فائر کھول دیا تھا۔" میں نے کوئی جواب نہیں دیا اور پھر اُس کی لاش کے پاس پہنچ گیا۔

"سولیتا سے پیار کرتا تھا۔ پیار تو وہ لوگ بھی کرتے ہیں، جن پر ان لوگوں نے عرصۂ حیات تنگ کر دیا ہے۔ اُس وقت ان کے جذبات کہاں سو جاتے ہیں۔ غلط نہیں ہوا شارٹو، سب ٹھیک ہے۔"

"تم اِس کی موت سے کچھ افسردہ ہو گئے ہو چیف!"

"ہاں ایک غبار سا آیا تھا دل پر۔ لیکن اب سب ٹھیک ہے۔" میں نے جواب دیا۔

اِس کی لاش کو ہم لوگ اندر اٹھا لائے۔ میرا ذہن گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ کچھ دیر کے بعد شارٹو کی آواز اُبھری۔

"اب کیا پروگرام ہے چیف؟"

"ایں . . ." میں چونک پڑا۔ شارٹو کو دیکھا۔ یہ قابلِ اعتماد شخص تھا۔ یہاں میرے پاس کوئی معاون نہیں تھا۔ بالکل تنہا رہ گیا تھا ان حالات میں۔ کافی غور و خوض کے بعد میں نے کہا۔ "شارٹو! میرا ایک کام کرنا۔"

"کیا چیف؟"

"تمھیں اِس جزیرے تک آنے جانے میں کوئی دِقت تو نہیں ہو گی؟"

"کشتی ہو تو کیا دِقت ہو سکتی ہے۔"

"مَیں کچھ عجیب سی کیفیات کا شکار ہو گیا ہوں شارٹو! ایک بات بُری طرح محسوس ہوتی ہے۔"

"وہ کیا چیف؟"

"شارٹو، مارشل پر آبدوز کے حصول کے لیے کام کرنے والا پورا عملہ ہے لیکن کیا اِن میں سے کوئی قابلِ بھروسا ہے؟"

شارٹو خاموش ہو گیا۔ پھر اُس نے کہا۔ "تم نے تجزیہ کیا ہے چیف؟"

"اب اور کتنے تجزیے کروں گا۔ تمھیں یہ علم نہیں کہ مَیں کس طرح فورکاز تک پہنچا تھا۔"

"کئی بار دل چاہا چیف لیکن کچھ پوچھنے کی ہمت نہیں پڑی۔ جہاں تک مارشل پر موجود لوگوں کا تعلق ہے، وہ بڑے بڑے لوگ ہیں چیف! شارٹو بہت چھوٹا آدمی ہے۔ بڑے لوگ بڑے جال میں پھنس جاتے ہیں، چھوٹے لوگ قابلِ توجہ ہی نہیں ہوتے کسی کے لیے اور یہ اُن کی خوش قسمتی ہوتی ہے۔ مَیں بھی اُن خوش قسمتوں میں سے ہوں، اِسی لیے اپنے وطن کا وفادار ہوں ورنہ اگر کسی قابل ہوتا تو ممکن ہے اپنے کسی مفاد کے لیے بک جاتا۔"

"ٹھیک کہتے ہو شارٹو! اچھا یہ بتاؤ کہ اتنے دن تک مارشل سے غائب رہنے کے بارے میں بازپرس ہو سکتی ہے؟"

"مجھ سے چیف؟"

"ہاں۔"

"قطعی نہیں، مجھے وہاں کام ہی کیا ہے۔ اکثر اِن کے پیر دبا تا ہوں۔ تنخواہ تو ملتی ہی ہے۔ باقی عیش ہیں۔ جب بڑے کوئی کام نہیں کرتے تو چھوٹوں کے تو عیش ہی ہوتے ہیں۔"

"میری کینٹ سے گفتگو ہوئی تھی۔" مَیں نے اُسے بتایا۔

"کس موضوع پر؟"

"شیری اُس کی بیوی نہیں بلکہ اُس کی نگراں تھی۔ اُس کی بیوی اور بچے ہائل کی قید میں ہیں، اسی بنا پر وہ ہائل کے قبضے میں ہے۔"

"اوہ!" شارٹو کسی سوچ میں ڈوب گیا۔ پھر بولا۔ "مَیں اُس کے اس بیان کی تصدیق کرتا ہوں چیف!"

"وہ کیسے؟"

"کئی بار مَیں نے اُسے بچوں کی طرح روتے دیکھا ہے۔ میں یہی سمجھتا تھا کہ اوقات سے زیادہ پی گیا ہے۔"

"اُس نے مجھے یہ بات بتا دی تھی، لیکن اب شیری مر چکی ہے۔"

"یہ بھی نیا انکشاف ہے میرے لیے۔"

"اُسے آئی دان فیرو نے میرے سامنے قتل کیا تھا اس جرم کی پاداش میں کہ اُس نے مجھے فیرو کا پتا بتایا تھا۔"

"ساری باتیں اُلجھی ہوئی ہیں چیف، بہتر ہے میرے بھیجے کو خالی رہنے دو۔ مجھے صرف ایک مشین کی طرح استعمال کرو، مدبّر نہ بناؤ۔"

"نہیں شارٹو، پوری کہانی سُن لو تاکہ اس کے بعد جو کچھ کرو، حالات کی روشنی میں کرو۔"

"پہلے ایک بات بتاؤ چیف! کیا اس سے یہ معلوم ہو سکا کہ یہاں اِس کے کتنے آدمی اور موجود ہیں؟"

"بقول اِس کے یہاں صرف چار آدمی تھے۔ سولیتا، وہ خود اور دو وہ جو مر چکے ہیں۔"

"گویا فی الحال فرصت ہے تو پھر چیف کیوں نہ کافی بنائی جائے تاکہ دل و دماغ روشن ہوں اور اِن کی روشنی میں ہم بہتر اقدامات کر سکیں۔" شارٹو نے کہا اور میں نے اس کی تجویز سے اتفاق کر لیا۔ شارٹو نے یہاں سارا سامان دیکھ لیا تھا۔ اس نے کافی بنائی اور ہم بسکٹوں کے ڈبّے کھول کر مصروف ہو گئے۔ میں نے شارٹو کو اُس جگہ کے بارے میں بتایا جہاں میرا ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ وہ ٹرانسمیٹر جس پر تہذیب مالکم ایکس سے گفتگو کی جا سکتی تھی۔ اس دوران وہ کئی بار یاد آئی تھی۔

"تم اُسے لے کر یہاں آ جاؤ گے۔ یہ جگہ فی الحال ہمارا ہیڈ کوارٹر رہے گی اور ہم یہاں سے کارروائی کریں گے۔"

"میں یہ کام کر لوں گا چیف، اور کچھ؟ تم اِس دوران یہیں . . . رہو گے؟"

"نہیں، میرا مشن کچھ اور ہے۔"

"اس مشن میں میری ضرورت تو نہیں ہے؟"

"نہیں، درِاصل مجھے جو کچھ معلوم ہوا ہے وہ . . ."

"ایک منٹ چیف، میری ایک درخواست قبول کر لو۔" اُس نے مجھے بات پوری نہ کرنے دی۔

"کہو، تم کیا چاہتے ہو؟"

"مجھے صرف وہ باتیں بتا دیا کرو جن کی روشنی میں مجھے اپنا کام کرنا ہو۔ ضرورت سے زیادہ باتیں میرے دماغ میں گھستی ہیں تو گڈمڈ ہو جاتی ہیں اور میں راستہ بھٹکنے لگتا ہوں۔ کچھ نہ بتاؤ مجھے، بس یہ کہو کہ شارٹو تمھاری یہ ڈیوٹی ہے۔"

"اوہ۔" میں مسکرایا۔ "ٹھیک ہے شارٹو، تمھیں بس یہ کام کرنا ہے۔ وہ ٹرانسمیٹر تمھیں حاصل کر کے یہاں لانا ہے۔ بظاہر ابھی یہ جگہ محفوظ ہے لیکن تمھیں میک اپ تبدیل کرنا ہو گا۔"

"ہاں چیف، یہ ضروری ہے۔ فورکاز پر کیا تباہی پھیلی، اس کی رپورٹ بھی مَیں تمھیں دوں گا لیکن ایک بات ذہن میں رکھنا، فیرو پاگل کتّوں کی طرح ہمیں تلاش کرے گا اور ہر امکانی جگہ کو چھان مارے گا۔"

"مَیں بھی اُسی کے بارے میں سوچ رہا تھا۔"

"کافی کے بعد ہم اپنا میک اپ تبدیل کریں گے۔ مَیں تمھارا انتظام بھی کر دوں گا۔"

"میک اپ کا سامان تو تمھارے پاس ہے؟"

"یہاں مَیں نے عقلمندی کی ہے چیف، احتیاطاً لے آیا تھا۔"

"مجھے معلوم ہے۔" مَیں نے کہا۔ اس کے بعد مَیں نے میک اپ کے سامان کا جائزہ لیا۔ شارٹو ابھی تک تو نہایت قابلِ اعتماد ثابت ہوا تھا۔ مجھے اُمید تھی کہ کام کا آدمی ہی ثابت ہو گا۔ مَیں نے شارٹو سے چہرہ تبدیل کرنے کے لیے کہا اور وہ فخریہ انداز میں اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔

اُس نے مختصر سا میک اَپ کر کے اپنی شکل میں نمایاں تبدیلی پیدا کر لی تھی۔ پھر اُس نے کہا۔ "آؤ چیف، تمھارے چہرے کی بھی تھوڑی سی اوور ہالنگ کر دوں۔"

"میں خود کوشش کر دوں شارٹو! کہیں غلطی ہو تو تم مجھے گائیڈ کر دینا۔" میں نے کہا۔ اور شارٹو نے شانے ہلا دیے۔ میں نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

فارنوس کی لاش کا چہرہ دیکھا۔ اس کی باریکیوں کو نوٹ کیا اور پھر پلاسٹک کے ٹکڑے منتخب کر کے چہرے پر سلوشن لگانے لگا۔ میرے ہاتھ کام کر رہے تھے اور نقوش بدلتے جا رہے تھے۔ کافی دیر لگی اس کام میں اور پھر میں فارغ ہو گیا۔ شارٹو نے متاثر لہجے میں کہا۔

"سوری چیف، میں نے گستاخی کی تھی، اس پر شرمندہ ہوں۔ مجھے یہ بات ذہن میں رکھنا چاہیے تھی کہ تمھیں بلاوجہ ہی اس مشن پر نہ بھیج دیا گیا ہوگا۔"

"کوئی خامی شارٹو؟"

"چہرے میں تبدیلیاں کر لینا کوئی مشکل کام نہیں ہے لیکن اپنے چہرے کو کسی دوسرے کے نقوش دینا، میک اپ میں زبردست مہارت رکھنے کی نشان دہی کرتا ہے۔ شاندار چیف اور اس کے ساتھ ہی میں تمھارا مقصد بھی سمجھ رہا ہوں۔ خوب سوچی ہے تم نے۔"

میں نے فارنوس کی ماسک اٹھائی اور اپنے چہرے پر لگالی اس ڈبل میک اپ سے فارغ ہو کر میں فارنوس بن گیا تھا۔

"میرے خیال میں تمھاری پوزیشن تو بالکل محفوظ ہو گئی ہے۔ کاش میں تمھاری محبوبہ کی شکل اختیار کر سکتا۔" وہ مزاحیہ انداز میں بولا اور مجھے ہنسی آگئی۔ اس کے بعد فارنوس کی لاش ٹھکانے لگانے کا مرحلہ آیا۔ ہم نے مل کر ایک چوڑا گڑھا کھودا اور چاروں لاشوں کو اس میں دفن کر دیا تاکہ ہر نشان مٹ جائے۔ اس کام کی مشقت سے ہم بُری طرح تھک گئے تھے اس لیے آرام کرنے کا فیصلہ کیا۔ کھا پی کر لیٹے تو دوسری صبح اُس وقت جاگے جب سورج نکلنے والا تھا۔ گہری اور طویل نیند نے بدن سے پوری تھکن نچوڑ لی تھی۔ ناشتا وغیرہ کیا گیا۔ مجھے گیارہ بجے کا پروگرام معلوم تھا اس لیے نو بجے کے قریب میں نے شارٹو کو چلے جانے کی ہدایت کی۔

"میری واپسی کب تک ہو جانا چاہیے چیف؟"

"تمھاری مرضی پر منحصر ہے۔"

"کشتی لے جاؤں گا لیکن اگر تمھیں ضرورت پیش آگئی تو؟"

"فکر نہ کرو۔ اپنا کام کرو لو ہاں! اگر میں رات کو یا دو چار دن بھی تمھیں یہاں نہ ملوں تو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں کسی بھی وقت یہاں آسکتا ہوں۔"

"اوہ! کوئی پروگرام ہے چیف؟"

"تم نے خود منع کیا تھا کہ تمھارے ذہن کو خراب نہ کروں۔"

"سوری چیف! اس سوال کو واپس لیتا ہوں۔" اُس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

تھوڑی دیر کے بعد میں اسے ساحل پر الوداع کہہ رہا تھا۔ شارٹو نگاہوں سے اوجھل ہوا۔۔۔ تو مجھ پر اپنا پروگرام سوار ہو گیا۔

آج کا دن زندگی کا اہم ترین دن تھا۔ اپنی حیثیت محفوظ رکھ کر ہر عمل کو بھی ذہن میں رکھنا تھا اور اس میں ایسی راہیں نکالنا تھیں جو میرے مشن کے لیے کار آمد ہوں۔

میں نے واپس آکر لباس وغیرہ تبدیل کیا اور پھر ساحل کے پاس آگیا۔ گیارہ بجنے ہی والے تھے۔ ٹھیک دس بج کر پچپن منٹ پر ایک موٹر لانچ اس طرف بڑھتی نظر آئی اور میں ہوشیار ہو گیا۔ اس وقت ذہن کو حاضر رکھ کر کام کرنا تھا چنانچہ میں لانچ کے قریب آنے کا انتظار کرتا رہا۔

لانچ اُسی جگہ آکر رُک گئی جہاں میں کھڑا تھا۔ پھر اس میں سے چند افراد نیچے اُترے، دوسرے لوگوں کے اقدام کے انداز سے میں نے اس شخص کا اندازہ لگا لیا جو ڈین مارشے ہو سکتا تھا۔ کھرے کھرے نقوش کا مالک جوان آدمی تھا۔ کسرتی بدن اور بہترین تندرستی رکھتا تھا۔

"ہیلو ڈیئر! بہت بوڑھے ہو گئے ہو تم لیکن تمھارے کھڑے ہونے کے انداز میں جوانی ہے۔ اس جوان بوڑھے کو دیکھ کر بوڑھے لوگ شرمندہ ہو جائیں گے۔"

"ہیلو!" میں نے مسکراتے ہوئے اس سے ہاتھ ملایا۔

"ہا۔۔۔ کیا موسم ہے۔ کیا خوب صورت جگہ ہے، میرے خیال میں تم نے اپنا ہنی مون بھی ایسی خوب صورت جگہ پر نہ منایا ہوگا۔ ایک ہم ہیں جو خود سے کہتے ہیں کہ ڈین مارشے تم بالکل احمق ہو، مستقبل سے غافل۔"

میں نے دل ہی دل میں اُس کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ مسٹر مارشے! تم نے اپنا نام لے کر میری کتنی بڑی مشکل حل کر دی۔

"سولیتا کہاں ہے؟"

"وہ خود کو واقعی کسی پکنک پر سمجھتی ہے۔ میرے آدمیوں کے ساتھ ان کے پر گئی ہے، آج کے پروگرام کی وجہ سے میں نے بھی اُسے اجازت دے دی۔" میں نے جواب دیا۔

"اپنے آدمیوں کو اس کی سخت حفاظت کی ہدایت کر دی ہے نہ، دراصل ان کے کا ماحول کسی وحشی بستی سے مختلف نہیں ہے جہاں کسی بھی وقت کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ سنا ہے فورکاز پر کوئی بڑی گڑبڑ ہو رہی ہے۔"

"کیسی گڑبڑ؟" میں نے سوال کیا۔ اپنے تاثرات میں نے نہایت مہارت سے چھپا لیے تھے۔

"پتا نہیں چل سکا۔ اس وقت وہ خول میں بند کر لیا گیا ہے۔ کوئی اُس طرف نہیں جا سکتا۔ ساری رات وہاں سے فائرنگ کی آوازیں اُبھرتی رہی ہیں۔" ڈین مارشے نے جواب دیا۔

"جہاز سے پروگرام پر تو کوئی اثر نہیں پڑے گا؟"

"تمھیں اس سے کیا واسطہ۔ وہ اُن کا ذاتی معاملہ ہے۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ اب تمھیں یہاں زیادہ وقت نہ صرف کرنا پڑے حالات اب بہتر نہیں ہیں۔"

"میں جانتا ہوں جناب۔"

"تم تیار ہو کے ناٹن! یہ میک اپ آتار دو۔ تمھیں اصل شکل میں اپنا کام سنبھالنا ہے۔ اپنی رہائش گاہ پر جاؤ گے یا یہیں سے چلو گے؟"

"میں بالکل تیار ہوں۔" میں نے کہا۔

"تب پھر آجاؤ۔ گیارہ بجنے والے ہیں۔" وہ واپسی کے لیے مڑ گیا اور میں اُن کے ساتھ چل پڑا۔ خدا کا احسان تھا کہ اُسے کوئی شک نہیں ہو سکا تھا۔ لانچ واپس چل پڑی۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے مارشے کے سامنے ہی فارنوس کا ماسک اتار دیا اور اُسے جیب میں رکھ لیا۔ مارشے مجھے اُن لوگوں کی تفصیل بتانے لگا جو میرے ساتھ کام کرنے کے لیے منتخب کیے گئے تھے۔

"میں ڈمبر کے اطراف میں مصروف رہوں گا۔ تم سب سے پہلے میٹنگ ہال کا جائزہ لو گے اور یہ اندازہ لگاؤ گے کہ وہاں کسی جگہ ہماری گفتگو سننے کے انتظامات تو نہیں کیے گئے۔"

"کیا ڈمبر پر کچھ مشکوک لوگوں کے پہنچ جانے کی توقع ہے؟"

"ابھی تک ایسا نہیں ہوا۔ لیکن دشمن کو کمزور نہیں سمجھنا چاہیے۔"

"بہتر ہے۔ میں جائزہ لوں گا۔"

"صرف میٹنگ ہال کو ہی نہیں، جہاز کے ایک ایک گوشے کو چیک کرو، ایک ایک فرد کا جائزہ لو، رات کو میٹنگ ہال بھی تمھیں ہی سنبھالنا ہے۔"

"کیا مجھے ہال میں موجود رہنا ہے؟"

"ہاں۔ میں یہ ڈیوٹی سنبھال لیتا لیکن مجھے تم پر اعتماد ہے۔ میں باہر کے معاملات کا جائزہ لینا ضروری سمجھتا ہوں۔"

"او کے سر!" میں نے جواب دیا۔

ڈین مارشے نے میرے کان پر جھک کر کہا۔ "دراصل میری نئی محبوبہ رات کو مجھ سے مل رہی ہے۔ وہ ایک ایئر ہوسٹس ہے۔ کل دن میں وہ واپس چلی جائے گی لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں حالات سے بے خبر رہوں۔ البتہ میں اُسے ڈمبر پر کسی طرح خوش آمدید نہیں کہہ سکتا۔"

"اوہ!" میں نے مسکراتے ہوئے گردن ہلائی اور دل ہی دل میں میں نے اُس ایئر ہوسٹس کا شکریہ ادا کیا تھا جس نے میرے لیے بہت بڑا کام کیا تھا۔

ڈمبر نزدیک آگیا اور چند لمحات کے بعد ہم اوپر پہنچ گئے۔ بحری ریسرچ کا جہاز تھا اور اسرائیل کے ایک حلیف ملک سے تعلق رکھتا تھا۔ اندر سے بے حد شاندار تھا۔۔۔ اُن پچیس افراد کا مجھ سے تعارف کرایا گیا جنھیں میرے چارج میں کام کرنا تھا۔ چائے کی ایک مختصر نشست ہوئی اور پھر ڈین مارشے نے کہا۔ "مجھے اُمید ہے کہ آپ لوگ پوری جانفشانی کے ساتھ اپنا کام انجام دیں گے۔ یہ ہماری مہم کا آخری مرحلہ ہے۔ اس کے بعد ہم اپنے ملک روانہ ہو جائیں گے۔ ایک شاندار کامیابی کے ساتھ، اور اب مجھے اجازت دیں۔"

میں نے مارشے کو عرشے پر آکر خدا حافظ کہا تھا۔ پھر میں اُسی جگہ کھڑا اس کی دُور جاتی ہوئی بوٹ کو دیکھتا رہا۔ اس کے بعد میں نے اپنا کام شروع کر دیا۔

ہمارے پاس ریڈیو ایکٹو آلات کا سراغ لگانے والے آلات موجود تھے۔ پہلے میں نے اُس چیمبر کا رُخ کیا جہاں آج شام میٹنگ ہونے والی تھی۔ دیکھنے کے قابل جگہ تھی، سراغ رساں آلات کام کر رہے تھے۔ میں نے ایک ایک چپہ دیکھا، کوئی مشتبہ چیز نہیں ملی تھی۔ پھر میں نے ایمونیا طلب کیا اور تھوڑی دیر کے بعد ایمونیا کی بوتل سائلن کے ساتھ آگئی۔ میں نے پانچ آدمیوں کا انتخاب کیا اور وہ حیران سے میرے سامنے آگئے پھر میں نے دو آدمیوں کو حکم دیا کہ وہ ان پانچ افراد کے چہرے ایمونیا سے صاف کریں۔ ان پانچوں کی پریشانی دیکھنے کے قابل تھی۔ جب یہ اندازہ ہو گیا کہ کوئی میک اپ میں نہیں ہے تو میں نے اُن کے لباس کی تلاشی، اپنے ہاتھوں سے لی اور اُن کے پاس جو کچھ تھا نکال لیا۔

"سوری دوستو! اب کے بعد اُس وقت تک جب تک میٹنگ شروع نہ ہو جائے، تمھاری ڈیوٹی اسی ہال میں رہے گی۔ ہال کے دروازے باہر سے بند رہیں گے۔ تمھاری ضروریات کا سامان تمھیں اسی جگہ ملے گا تاکہ کوئی شبہ باقی نہ رہے۔"

میرے اس اقدام کو سراہا گیا تھا۔ ہال سے باہر نکل کر میں نے دوبارہ کام شروع کر دیا اور پھر شام تک میں بڑی ذہانت اور ہوشیاری کے مظاہرے کرتا رہا۔ جہاز کے کپتان بیدن گردش نے جو خود بھی اسرائیلی تھا، شام کی چائے کی پیش کش کی اور چائے کے دوران اُس نے کہا۔ "مسٹر کے ناٹن! میں نے آپ کی دن بھر کی کارکردگی بطور خاص نوٹ کی ہے۔ آپ کے تمام اقدامات آپ کی بہترین صلاحیتوں کے مظہر ہیں۔ میٹنگ کی کامیابی کے بعد میں آپ کو دلی مبارک باد دوں گا۔"

"یہ میری ڈیوٹی ہی نہیں جناب! میرا مشن بھی ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"میں سمجھتا ہوں۔ ہماری یہ مستعدی ہی ہمیں کامیابی دلا سکتی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے۔ ورنہ ہماری پوزیشن بے حد مخدوش ہے۔ تمھاری ایک کارروائی یہاں سب کو پسند آئی ہے۔ اس میں بے پناہ ذہانت ہے۔"

"شکریہ جناب! مجھے اس سے آگاہ کریں گے؟"

"جن لوگوں کو تم نے میٹنگ ہال میں بند کر دیا ہے، وہ حیران بھی ہوں گے اور اپنی ڈیوٹی کو سمجھ بھی سکیں گے۔ میں نے اس کارروائی کو بہت سراہا ہے۔ فتنے داریاں اس شکل میں شاید ہی کسی کو سونپی گئی ہوں گی۔"

سات بجنے میں پانچ منٹ تھے جب ڈین مارشے جہاز پر آیا اور اُس نے یہاں کی صورتِ حال مجھ سے معلوم کی۔ کپتان گردش اُس کے ساتھ تھا۔

"بیلو کے نائٹ! سنا ہے تم نے سب کچھ بڑی خوبی سے سنبھال رکھا ہے؟"

"سب ٹھیک ہے جناب!"

"اب تم ہال میں پہنچ جاؤ۔ مہمان ٹھیک سات بجے ہال میں داخل ہو جائیں گے۔"

"میں تیار ہوں جناب!"

"مجھے تمھاری بہترین کارکردگی کی رپورٹ مل گئی ہے۔ اس کے بعد میں کل دن میں کسی وقت تم سے مل سکوں گا۔ جہاز سے باہر کے معاملات کی طرف سے اطمینان رکھنا۔"

"میں مستعد ہوں مسٹر مارشے!" میں نے کہا۔

"او کے۔ اجازت!" مارشے چلا گیا۔ میں ہال کی طرف آگیا تھا۔ سات بجنے میں ایک منٹ باقی تھا جب میں نے ہال کے قیدیوں کو رہا کیا اور وہ لوگ مسکراتے ہوئے باہر نکل گئے۔ جن لوگوں کو میں نے یہاں مقرر کیا تھا اُن کی اچھی طرح تلاشی لے لی گئی تھی۔

سات بجے کچھ اہم لوگ مہمانوں کے استقبال کے لیے یہاں آگئے۔ اور اس کے بعد مہمانوں کی آمد شروع ہو گئی۔ یہ کون لوگ تھے اور کیا حیثیت رکھتے تھے، اس کے بارے میں مجھے کچھ علم نہیں تھا۔ لیکن جب چار افراد کے ساتھ ایک مانوس شخصیت اندر داخل ہوئی تو میرے بدن کا سارا خون چہرے پر جمع ہو گیا۔ اس بدبخت کا یہاں کیا کام؟

یہ اولیو ہاورڈ تھا۔ اسے یہاں دیکھ کر مجھے احساس ہوا کہ اچانک میں لاکھوں خطرات میں گھر گیا ہوں۔ کسی اور کی مجھے کوئی پروا نہیں تھی لیکن ہاورڈ ایک عفریت تھا۔ میں جانتا تھا کہ وہ اب فضاؤں میں میری خوشبو سونگھ لیتا ہے، اس لیے اس سے محفوظ رہنا سب سے مشکل کام تھا۔

مہمان اپنی نشستوں پر فروکش ہو گئے۔ ایک شخص نے میٹنگ کی کارروائی کا آغاز کیا۔ ابتدائی رسمی گفتگو کے بعد اُس نے کہا: "ہم لوگ جس مشن کی تکمیل کے لیے طویل عرصے سے یہاں جمع تھے، آج وہ مکمل ہو رہا ہے اور ہمیں خوشی ہے کہ بے شمار خطرات سے نمٹنے کے بعد بالآخر کامیابی نے ہمارے قدم چومے۔ کیمیاوی ہتھیاروں کے نمونے اور ان کے فارمولے ہمارے لیے جس قدر اہم ہیں آپ سب جانتے ہیں۔ چند بڑے ملک تحفظِ انسانیت کا ایک ڈراما کھیل رہے تھے۔ آپ سب ان کے بارے میں اچھی طرح جانتے ہیں۔ یہ ترقی یافتہ ممالک ہیں، جدید ترین ٹیکنالوجی سے لیس اور ان کے یہ ڈرامے پبلسٹی حاصل کرنے کے لیے ہوتے ہیں۔ وہ انسانیت کے علمبرداروں میں اپنا نام دیکھنا چاہتے ہیں حالانکہ ایسے چند فارمولے ضائع کر کے ان سے کہیں زیادہ خطرناک فارمولوں کی تیاری شروع ہو جاتی ہے اور یہ کھیل نئے سرے سے جاری ہو جاتا ہے۔ ہماری پالیسی کھلی ہوئی ہے۔ ہمیں ہر طرح کے ہتھیاروں کی ضرورت ہے تاکہ ہم ٹھوس بنیادوں پر زندہ رہ سکیں۔ اسی لیے ہم اس آبدوز میں دلچسپی لے رہے ہیں۔ نام نہاد امن پسند ہمیں ناکام کرنا چاہتے ہیں۔ ایسے وقت میں مسٹر ہاٹل جوشیو نے ہماری مدد کی ہے بے شک دنیا کا ہر شخص کاروبار کرتا ہے۔ ہاٹل جوشیو بھی ہم سے کاروبار کر رہے ہیں اور وہ اس میں حق بجانب ہیں۔ ہمارے جن دوستوں نے اس معاملے میں ہماری مدد کی ہے ان میں مسٹر اولیو ہاورڈ کا نام سرِفہرست ہے۔ درحقیقت مسٹر جوشیو کو ہمارے حق میں ہموار کرنا، انھی کا کام ہے۔ امریکی سی آئی اے کے اہم ترین نمائندے مسٹر ہاورڈ ہم میں سے ایک ہیں اور انھوں نے ہماری یہ مدد اپنے ملک کی طرف سے نہیں بلکہ خالص ذاتی بنیادوں پر کی ہے۔ ہم خصوصی طور پر ان کے شکرگزار ہیں۔"

"یہ میرا فرض تھا۔ صیہونیت کے فروغ کے لیے ہر یہودی کو خواہ وہ کہیں بھی ہو، کسی بھی حیثیت کا حامل ہو، مصروفِ عمل رہنا چاہیے۔" اولیو ہاورڈ نے کہا۔

آخری فرد کا انتظار تھا اور پھر یہ آخری فرد بھی اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک دُبلی پتلی بوڑھی عورت تھی۔ سفید بالوں والی یہ عورت شکل و صورت سے بے حد ذہین نظر آتی تھی۔ اس کی آنکھوں پر چشمہ لگا ہوا تھا۔

میں نے کھڑے ہو کر اس کا استقبال کیا۔ "میرا نام گیشی باٹرن ہے اور جوشیو نے مجھے مکمل اختیارات دے کر آپ کے درمیان بھیجا ہے۔ یہ اُس کا دستخط شدہ پیغام آپ سب کے لیے ہے۔" اُس نے ایک کاغذ ایک یہودی افسر کے حوالے کر دیا۔

گیشی باٹرن کو مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے ایک نشست دی گئی اور پھر جوشیو کا پیغام سنایا گیا۔

عصرِ حاضر کی الف لیلہ۔ اُردو زبان کی طویل ترین کہانی

ایک ایسے انسان کی داستان، جو سوچ کی انگلیوں سے دوسروں کے دماغ ٹٹولتا اور لوگوں کو اپنی سوچ کے اشاروں پر نچاتا ہے

ٹیلی پیتھی کے ماہر فرہاد علی تیمور کی داستانِ حیات

سسپنس ڈائجسٹ کا مقبول ترین سلسلہ، جو پچھلے کئی برسوں سے چھپ رہا ہے اور آج بھی مقبولیت میں پہلے نمبر پر ہے۔

کتابی شکل میں ۱۲ حصے تیار ہیں

دیوتا نے اپنی طوالت کی بنا، پر دنیا کی طویل ترین کہانیوں کے ریکارڈ توڑ دیے ہیں۔ ڈائجسٹ میں اب تک اس کے ...٫۸ صفحات شائع ہو چکے ہیں، جو عام کتاب کے ...٫۳۲ صفحات ہوتے ہیں۔

قیمت فی حصہ ۲۵ روپے۔ ڈاک خرچ فی حصہ ۱۰ روپے

کتابیات پبلی کیشنز ◎ پوسٹ بکس ۲۳ سعید منشن بلیمویا سٹریٹ آئی آئی چندریگر روڈ کراچی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"معزز دوستو! اپنی زمین، اپنے سمندروں میں جوشیو آپ کو خوش آمدید کہتا ہے۔ مادام گیشی میری عزیزہ اور میری دستِ راست ہیں۔ آپ لوگوں کی پیش کش میں نے منظور کرلی ہے اور آبدوز آپ کے حوالے کرنے پر تیار ہوچکا ہوں۔ مادام سے بقیہ امور طے کرلیں اور اس سودے کو مکمل کرلیں۔

ہائل جوشیو۔"

"مادام! یہ آبدوز ہمیں کہاں سے حاصل کرنا ہوگی؟"

"جگہ ادائیگی کے بعد بتائی جائے گی۔" بوڑھی عورت نے جواب دیا۔

"ادائیگی آپ کس شکل میں پسند کریں گی؟"

"صرف سونے کی شکل میں۔ کسی ملک کی کرنسی قابلِ قبول نہ ہوگی۔"

"ہمیں اس کے لیے کتنا وقت دیا جائے گا؟"

"صرف دس دن۔ ہم اس سے زیادہ وقت نہیں دے سکتے۔"

"ادائیگی کے بعد ہمیں مزید کتنا انتظار کرنا ہوگا؟"

"یہ سوال شاطرانہ ہے، اس کا جواب نہیں دیا جائے گا۔"

"کیوں مادام؟"

"کیوں کہ اس طرح آپ آبدوز کی رینج کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔" بوڑھی نے جواب دیا۔

"کیا آبدوز پوری طرح ورکنگ آرڈر میں ہے۔ ہم اُسے بآسانی لے جا سکتے ہیں؟"

"اسے پہلے سے بہتر بنا دیا گیا ہے۔ اس کی کارکردگی شاندار ہے اور وہ کسی بھی لمبے سفر پہ لے جائی جا سکتی ہے۔"

"ہم یہ ادائیگی دس دن کے اندر کردیں گے۔ کیا ہمیں اس بات کا اطمینان دلایا جاسکتا ہے کہ اب سودا ہمارے ہی حق میں طے ہوچکا ہے اور کسی اور طرف سے سودے بازی کا کوئی خطرہ نہیں ہے؟"

"ہائل نے آپ سے وعدہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ میں ایک اور خوش خبری آپ کو سنانا چاہتی ہوں۔"

"فرمایئے؟" لوگوں نے اشتیاق سے پوچھا۔

"عربوں نے مشترکہ طور پر ہمیں آبدوز کی خریداری کے لیے ایک معقول پیش کش کی ہے۔ ہم یہ بدمعاملگی نہیں کرنا چاہتے تھے لیکن مسٹر ہارڈ کی خصوصی درخواست پر ہم اس کے لیے مجبور ہوگئے۔ ہم نے اُن سے کہا ہے کہ وہ سونا لے کر آئیں، ہم آبدوز انھیں دے دیں گے۔ چنانچہ مقررہ دس دن کے بعد بھی اگر کچھ وقت ان کے آنے میں لگ جائے تو آپ ہمیں اس کی رعایت دے دیں گے۔ اس کے صلے میں ہم وہ نو فلسطینی آپ کے حوالے کردیں گے جو تنظیم آزادیٔ فلسطین کے اہم رُکن ہیں اور آبدوز کے سودے کے لیے ہمارے پاس آئے تھے۔ ان کے علاوہ وہ لوگ بھی آپ کی ملکیت ہوں گے جو مطلوبہ سونا لے کر آئیں گے۔ آپ لوگوں کو اس پر کوئی اعتراض ہے؟"

"یہ وقت زیادہ طویل تو نہ ہوگا مادام؟"

"اس کا امکان نہیں ہے۔"

"تب ہمیں اس پر اعتراض نہ ہوگا۔"

"اس کے بعد کوئی بات غور طلب نہیں رہ جاتی۔" بوڑھی عورت نے کہا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

میرے سینے میں آگ کا ایک سمندر موجزن ہوگیا تھا۔ عربوں کے خلاف اس گھناؤنی سازش میں اولیو ہارڈ پیش پیش تھا۔ دل ہی دل میں طیش کھاتے ہوئے میں نے کہا: "ہارڈ! بڑا قرض ہے تجھ پر۔ وہ وقت زیادہ دُور نہیں ہے جب میں تجھ سے انتقام لوں گا، ایسا انتقام کہ تیری پوری قوم کانپ اُٹھے گی۔" لیکن اب ایک اور اہم ذمے داری مجھ پر آپڑی تھی۔ عربوں کو اس نئے خسارے سے بچانے کی۔

میٹنگ برخاست ہوگئی۔ مہمان ایک ایک کرکے واپس چلے گئے۔ رات کو گیارہ بجے میں نے وائرلیس پر اپنے چیف ڈین ملٹے کو اطلاع دی۔

"میٹنگ ختم ہوگئی ہے مسٹر مارشے! تمام کارروائی بخیر و خوبی ہوگئی۔ مہمان واپس جا چکے ہیں۔"

"میری محبوبہ تمھیں سلام کہتی ہے۔ بڑے خوب صورت وقت میں تم نے مجھے یہ اطلاع دی ہے۔"

"میرے لیے کیا حکم ہے؟"

"ہنی مون۔ عیش۔ تمھاری بیوی یقیناً اِبن کے سے واپس آگئی ہوگی۔ کپتان تمھیں تمھاری ضرورت کی ہر سہولت مہیا کرے گا۔"

"شکریہ مسٹر مارشے!" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کپتان گروش نے مجھے ایک شاندار لانچ مہیا کردی اور میں اپنے جزیرے کی طرف چل پڑا۔ ایک طرف اپنی شاندار کامیابی پر مجھے خوشی تھی تو دوسری طرف میں سخت تردّد کا شکار تھا۔ نو فلسطینیوں کے اُس وفد کی زندگی بچانے کی ذمے داری بھی مجھ پر تھی۔ اور اس کے ساتھ ہی اُن لوگوں کے مشن کو ناکام بنانا تھا۔ یہ سب کچھ کسی ایک انسان کے لیے بے حد مشکل تھا لیکن اگر کامیابی نصیب ہو ہی جائے تو اس سے بڑی خوش بختی کیا ہوگی۔

جزیرہ تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔ چاروں طرف ایک سہمی ہوئی سی خاموشی طاری تھی۔ میں پستول ہاتھ میں لیے ہوئے احتیاط سے پوشیدہ مکان کی طرف بڑھنے لگا۔ جھاڑیوں سے گزرنے

کے بعد ہلکی سی روشنی دیکھ کر تجسس بھی ہوا اور اطمینان بھی۔ اطمینان اس بات پر کہ شارٹو واپس آگیا ہے۔ تجسس یہ تھا کہ وہی ہے یا کوئی اور؟ لیکن اندر شارٹو ہی تھا۔

"سخت نیند آرہی تھی چیف! لیکن اگر تم صبح بھی واپس آتے تو میں تمھیں جاگتا ہی ملتا۔"

"شکریہ شارٹو! اپنی کامیابی کی خبر سناؤ۔"

"معمولی سا کام تھا چیف، کون سے تیر مارنے تھے۔ تمھاری طلب کردہ چیز لے آیا ہوں۔" شارٹو نے کہا اور ٹرانسمیٹر میرے حوالے کردیا۔ اس ٹرانسمیٹر کو صحیح سالم وصول کرکے مجھے بے پناہ خوشی ہوئی تھی۔

"مارشل کے حالات؟"

"حسبِ معمول، کوئی اہم بات نہیں ہوئی۔"

"مور وغیرہ سے ملاقات ہوئی؟"

"مسٹر کینیٹ ملے تھے، مسٹر مور این کے گئے ہوئے تھے۔"

"تمھاری غیر موجودگی پر کسی کو کوئی تشویش؟"

"میں کہہ چکا ہوں چیف کہ میں ایک قطعی غیر اہم شخصیت ہوں بھلا میرے لیے کسی کو کیا پریشانی ہوسکتی ہے۔"

"میرے لیے تم اس وقت دنیا کے اہم ترین انسان ہو شارٹو! میرے تنہا ساتھی۔" میں نے کہا۔

"میں اِن الفاظ کو اپنے ریکارڈ میں رکھوں گا چیف! اس سے پہلے کسی نے یہ الفاظ نہیں کہے اور اس کے بعد بھی شاید کوئی نہیں کہے گا۔"

"میں تھوڑی دیر کے لیے اجازت چاہوں گا شارٹو؟"

"میں سو جاؤں چیف! سخت نیند آرہی ہے۔"

"بڑے اطمینان سے۔ شکریہ۔" میں نے کہا اور مکان سے باہر نکل آیا۔ پھر ایک سنسان جگہ جاکر میں نے بے چینی سے تہذیب کو کال کیا اور چند لمحات کے بعد اُس سے رابطہ قائم ہوگیا۔

"تہذیب بول رہی ہے۔" اُس کی آواز اُبھری۔

"تنہا ہو؟"

"نہیں، میرے محبوب کا خیال میرے سینے سے لگا ہوا ہے۔"

"جواب میں کیا کہوں؟"

"خاموش ہوجاؤ۔ یہی جواب ہوگا۔"

"بے حد اہم اطلاعات ہیں۔"

"ارشاد۔" تہذیب نے کہا۔

"تارنیا ہارڈ سے کوئی رابطہ قائم ہوا؟"

"آج ہی اُن سے بات ہوئی ہے۔ میں نے انھیں بتایا کہ علی انتہائی نامساعد حالات میں کام کر رہے ہیں۔ ہم دونوں ایک دوسرے سے بہت دور ہیں۔"

"اس وقت اُن سے رابطہ قائم کرسکتی ہو؟"

"ہاں، کیوں نہیں۔"

"تارنیا کو میرا ایک خصوصی پیغام فوراً دے دو۔ اُن سے کہو کہ جس طرح بھی ممکن ہوسکے بیروت میں تنظیم سے رابطہ قائم کرکے علی یار خان کا ایک پیغام دے دیا جائے۔ یہ اشد ضروری ہے اور اس میں ایک لمحے کی تاخیر سخت خطرناک ہوگی۔"

"پیغام دُہراؤ علی! ہم باقی باتیں پھر کریں گے۔" تہذیب سنجیدہ ہوکر بولی۔

"نوٹ کرو۔ علی یار خان، تنظیم کا خادم اطلاع دیتا ہے اپنے دوستوں کو کہ اس کی حیات کا ہر لمحہ فلسطین کی آزادی کے لیے وقف ہے اور ہر وہ جگہ جو اس کی نگاہ میں آجائے کہ جہاں تنظیم کا مفاد ہو، اس کا عمل جاری ہوجاتا ہے۔ چنانچہ ان دنوں میں اُس آبدوز کی فکر میں ہوں جو تنظیم کے لیے لمحۂ فکریہ بنی ہوئی ہے۔ ہائل جوشیو بدعہدی کر رہا ہے اور عرب دنیا کی طرف سے موصول شدہ پیش کش کو قبول کرکے دھوکا دہی کرنا چاہتا ہے۔ چنانچہ جو دولت سونے کی شکل میں بھیجی جارہی ہے اُسے فوراً کسی مؤثر بہانے کے ساتھ روک دیا جائے۔ یہ دولت ہضم کرلی جائے گی اور اسے لانے والوں کو واپس نہیں کیا جائے گا۔ اُن نو افراد کی مانند جو اس کی قید میں ہیں اور جنھیں جبر و تشدّد کے ذریعے اِس گفت و شنید پر آمادہ کیا جارہا ہے۔ آبدوز کا سودا حکومتِ اسرائیل کے حق میں طے ہوگیا ہے اور ہفتے عشرے کے اندر وہ اُن کے حوالے کردی جائے گی لیکن خدا کے فضل سے وہ کبھی اسرائیل نہیں پہنچے گی اور میں آپ لوگوں کو اس کی تباہی کی اطلاع دوں گا۔

خادم: علی یار خاں۔"

"بس؟" تہذیب نے لرزتی آواز میں پوچھا۔

"ہاں تہذیب، یہ پیغام جس قدر جلد بیروت پہنچ جائے اُتنا ہی بہتر ہے۔"

"میں ابھی تارنیا ہارڈ کو مخاطب کرکے اس سے استدعا کروں گی کہ یہ کام فوراً کردے۔ بس ایک بات بتادو!"

"پوچھو تہذیب؟"

"تم یہ سب کچھ کرتے ہوئے محفوظ ہو؟"

"ہاں، خدا کا شکر ہے۔"

"مجھ سے کب ملو گے؟"

"ملنا چاہتی ہو؟"

"ہاں، مجھے بھی کچھ اہم اطلاعات تمھیں دینا ہیں۔ میں تم سے ملنا چاہتی ہوں۔"

"کب اور کہاں؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"مگر تمھاری مصروفیات؟"

"چند روز میں فارغ ہوں۔"

"تو علی الکل مجھ سے مل لو۔ یہیں مادام مارٹینا کی رہائش گاہ پر آسکو گے؟"

"کسی لحاظ سے نقصان دہ تو نہ ہوگا؟"

"جو کچھ میں تمھیں بتانا چاہتی ہوں وہ ممکن ہے تمھارے لیے زیادہ مفید ثابت ہو۔ اس لیے یہ خطرہ مول لیا جاسکتا ہے۔"

"کل کس وقت؟"

"شام کو چھ بجے پہنچ جاؤ۔ مادام شام کے بعد اپنی خواب گاہ میں چلی جاتی ہیں۔ میں تمھیں پورے پتے سے آگاہ کیے دیتی ہوں' دقت نہ ہوگی۔ یہاں میری حیثیت ممتاز ہے۔ میں خود تمھارا استقبال کروں گی۔"

"پتا بتاؤ۔" میں نے کہا اور تہذیب مجھے پورے پتے سے آگاہ کرنے لگی۔

"میرا دل مسرت سے لبریز ہے تہذیب! اس طرح دیدار کرانے کا شکریہ۔" میں نے کہا۔

"اور میں اسی وقت سے کل شام کا انتظار کروں گی' خدا حافظ۔" میں نے بھی اسے خدا حافظ کہہ کر ٹرانسمیٹر بند کر دیا اور پھر آنکھیں بند کر کے خیالات میں گم ہوگیا۔ تہذیب واقعی میرے دل و دماغ میں رچ بس گئی تھی۔ اس کا تصور میری زندگی تھا۔ وہ مجھے کیا بتانا چاہتی ہے' ایسی کون سی بات ہے جس کے لیے اس نے ساری احتیاط بالائے طاق رکھ دی ہے؟ وقت گزارنا واقعی ایک مشکل مسئلہ تھا لیکن اب انتظار کی روایتی لذت کا مزہ بھی چکھنا تھا۔ صبح ہونے کو تھی جب اپنی جگہ سے اٹھا اور اس چٹانی مکان میں آگیا جہاں شارٹو گہری نیند سو رہا تھا۔ آہٹ پیدا کیے بغیر میں ایک جگہ منتخب کر کے لیٹ گیا۔ ذہن بری طرح تھکا ہوا تھا۔ اس لیے نیند آنے میں دیر نہ لگی۔ پھر پیٹ میں گردش کرنے والے چوہوں نے جگایا اور ایک نگاہ میں اندازہ ہوگیا کہ دن کا کافی حصہ گزر گیا ہے۔

شارٹو موجود نہ تھا۔ انگڑائی لے کر گھڑی دیکھی' ایک بج رہا تھا۔ یہ بھی بہتر ہی ہوا تھا' آدھے دن کی تکلیف ختم ہوگئی تھی۔ ورنہ انتظار سوہانِ روح ہوتا۔ میرے قدموں کی آہٹ ہوئی تو شارٹو اندر آگیا۔

"پانی تیار ہے' منہ ہاتھ دھو لو چیف تو بہترین کھانا پیش کروں گا اور اس کے بعد کافی۔"

"دل خوش کر دیا شارٹو! جلدی سے کھانا نکال لو' میں ابھی تیار ہوا۔"

بھنا ہوا گوشت' پنیر اور باسی سلائس جنھیں مکھن میں تل کر نرم کر لیا گیا تھا' اس وقت دنیا کی سب سے لذیذ شے لگی۔ پھر گوشت پر جونک پڑا۔ شارٹو نے بتایا کہ اس نے مرغابیاں شکار کی ہیں۔ میں نے اسے بھی اپنے ساتھ شریک کیا تھا۔ "اس دوران کوئی خاص بات تو نہیں ہوئی؟"

"قطعی نہیں چیف! امن رہا۔"

"ہمیں این کے چلنا ہے شارٹو!"

"ضرور چلنا ہے چیف! کیا رات کو رکو گے؟"

"کیوں؟"

"بس ایسے ہی پوچھ لیا تھا۔ بدقسمتی سے وہ دونوں میاں بیوی تھے۔ ورنہ یہاں شراب ضرور ہوتی۔"

"تم نے یہ نہیں پوچھا کہ این کے کیوں چلنا ہے؟"

"کیوں پوچھوں' چیف دماغ ہے اور شارٹو بدن۔ بس اتنا ہی کافی ہے۔" شارٹو نے کہا۔

"تمھارے ملک میں تمھارا کیا عہدہ ہے شارٹو؟"

"پریکٹیکل ڈیپارٹمنٹ کا رکن ہوں۔"

"میرے ساتھ آوارہ گردی پسند کرو گے۔ میرے لیے اپنا ڈیپارٹمنٹ چھوڑ سکو گے؟"

"خوراک' شراب۔ صرف ان دو چیزوں سے رشتہ ہے اور کوئی نہیں ہے اپنا چیف۔ اب تمھاری محبت بھی شامل ہوگئی ہے۔ جو شخص کسی دوسرے کے لیے جان پر کھیل جائے' ذہین ہو' قدر کرنا جانتا ہو' اس کا ساتھ کون بدنصیب چھوڑنا چاہے گا۔ تم شارٹو کو قبول کرو گے چیف تو کون انکار کرے گا۔"

"بس شارٹو' ابھی اتنا ہی کہہ سکتا ہوں۔ تیاریاں کرو۔"

"او کے۔ بوٹ سے چلو گے یا لانچ سے؟"

"بوٹ موجود ہے ابھی تک؟"

"ہاں' میں وہی استعمال کرتا رہا ہوں لیکن وہ پوشیدہ ہے' تلاش کرنے پر ہی مل سکتی ہے۔ مجھے احساس ہے کہ وہ آئی وان فیرو کی ملکیت ہے اور اسے تلاش کیا جا رہا ہوگا۔"

"اسے ضائع کر دو شارٹو۔ یہ جزیرہ ہمارے لیے اہم ہے۔ اگر کسی نے اسے یہاں دیکھ لیا تو ہماری یہاں موجودگی سے واقف ہو جائے گا۔ ہماری زندگیاں بھی خطرے میں پڑ جائیں گی اور اگر ایسا نہ بھی ہوا تو ہم سے یہ ٹھکانہ چھن جائے گا۔"

"کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے چیف لیکن اجازت ہو تو ایک سوال پوچھ لوں؟"

"ہاں کہو۔"

"یہ لانچ جس سے ہم سفر کریں گے' محفوظ ہے' مطلب یہ

کہ دوسرے لوگ اس کی طرف متوجہ تو نہیں ہوں گے؟"

"نہیں۔ میں نے اپنا کردار بخوبی نبھایا ہے۔ تم نے دیکھا' اب میں بوڑھے کی شکل میں نہیں ہوں۔"

"او کے چیف' مجھے تھوڑی دیر کے لیے اجازت دو۔" شارٹو نے کہا اور چلا گیا۔

اس کے جانے کے بعد میں اپنے پروگرام کے بارے میں غور کرتا رہا۔ بہت سی چیزیں ذہن میں الجھی ہوئی تھیں لیکن ان کا کوئی حل نہیں تھا اور اس سلسلے میں بس ایک ہی طریقہ کافی تھا۔ جو سامنے ہے اسے دیکھو' جو اوجھل ہے اس کے لیے پریشان نہ ہو ورنہ صلاحیتیں الجھ جاتی ہیں اور اصل کام بھی انجام نہیں دیا جا سکتا۔ چنانچہ الجھنوں کو ذہن سے دور کر دینا ہی بہتر ہے۔

شارٹو تقریباً بیس منٹ کے بعد واپس آگیا۔ "کام ہوگیا باس۔ کسی چیز کا حصول مشکل ہوتا ہے' اسے فنا کر دینا آسان۔"

"آؤ چلیں۔" میں نے کہا اور ہم دونوں ساحل کی طرف چل پڑے۔

این کے کی فضا معمول کے مطابق تھی۔ سڑکیں' بازار پُررونق تھے' ایک باقاعدہ شہر تھا اور کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہاں ایک دن دیوانوں کا دن ہوتا ہے۔ فیرو نے اس بارے میں بڑی عجیب کہانی سنائی تھی۔

پام اسپرنگ نامی ایک چھوٹے سے ہوٹل میں ایک کمرا حاصل کیا گیا اور ہم کمرے میں مقیم ہوگئے۔ "تم رات کو کسی وقت آنا چاہو تو آرام سے یہاں آسکتے ہو لیکن اس سے پہلے کچھ وقت مجھے دینا ہوگا۔"

"حاضر چیف' یہ بھی کہنے کی بات ہے۔"

"ایک پتا نوٹ کرو اور مجھے وہاں لے چلو۔" میں نے کہا اور تہذیب کا بتایا ہوا پتا دہرا دیا۔

"اوہ! میں اس جگہ کے بارے میں جانتا ہوں' این کے کے دولت مندوں کا علاقہ ہے۔ اس طرف لوٹ مار بھی نہیں ہوتی کیونکہ وہاں زبردست رکھوالے ہوتے ہیں۔ ویسے یہ علاقہ این کے کا آخری سرا ہے' اس کے بعد سمندر ہے۔"

"فاصلہ کتنا ہوگا؟"

"یہاں سے اسّی میل دور ہے۔"

"اوہ! کیا وہاں ہوٹل وغیرہ ہیں؟"

"نہیں چیف' وہاں ہوٹلوں کا کیا کام۔ پارک وغیرہ بکھرے ہوئے ہیں۔ ساحل پر ایک خوبصورت تفریح گاہ ہے جہاں لاتعداد ٹرالر کھڑے ہوتے ہیں۔ وہ خالص دولت مندوں کا علاقہ ہے۔"

"تب یوں کرو شارٹو' مجھے وہاں پہنچا دو اور اسی ٹیکسی میں واپس آجاؤ۔ میں بعد میں آجاؤں گا۔"

"او کے چیف' کتنی دیر میں چلو گے؟"

"میرے خیال میں اب وقت ضائع کرنا بے کار ہے۔"

"تو تیار ہو جاؤ' چلتے ہیں۔" شارٹو نے کہا۔ میں نے میک اپ اتارا اور پھر ایک عمدہ سے سوٹ میں ملبوس ہو کر کمرے سے باہر نکل آیا۔ شارٹو کو میں نے کاؤنٹر پر چابی دینے بھیج دیا اور خود باہر نکل آیا۔ شارٹو نے باہر آکر ایک ٹیکسی روکی اور ہم اس میں بیٹھ گئے۔

"گراس ہل۔" شارٹو بولا اور ڈرائیور چونک پڑا۔ "مرومت' واپس بھی آنا ہے۔"

"او کے لارڈ۔" ڈرائیور نے مطمئن ہو کر ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

"جو جگہ تم نے بتائی ہے چیف' وہ ساحل کے قریب ہو سکتی ہے۔ ہم سیدھے ساحل پر چلیں گے۔" راستے میں شارٹو نے کہا۔ میں نے اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔

ٹیکسی سفر کرتی رہی۔ میں باہر کے مناظر دیکھ رہا تھا۔ این کے ڈیولپمنٹ اتھارٹی کے دفاتر نظر آئے۔ مجرموں کے اس جزیرے پر بہترین انتظامات تھے لیکن حیرت انگیز بات تھی کہ یہ کسی ملک کے تحت نہیں تھا۔ سمندر میں کسی حادثے کا شکار ہو کر اگر کوئی اس طرف نکل آئے تو اسے گمان بھی نہ ہو کہ وہ کسی ایسی جگہ آگیا ہے جہاں سے مہذب دنیا میں واپسی کا سفر انتہائی مشکل ہو سکتا ہے۔ اسے تو یہی محسوس ہوگا جیسے وہ کسی باقاعدہ شہر تک پہنچ گیا ہے۔ این کے ایک حیرت انگیز جزیرہ تھا اور اس کی روایات طلسمی حیثیت رکھتی تھیں جو سننے والے کو مسحور کر دیں۔ میں بھی اگر اس کی کہانیاں سنتا تو میرے دل میں اسے دیکھنے کی خواہش جاگ اٹھتی۔

ٹیکسی کا سفر جاری رہا۔ عمارتوں کا سلسلہ ختم ہوگیا۔ خوبصورت باغات اور ان کے درمیان خال خال مکانات پھیلے ہوئے تھے' کوئی حصہ غیر آباد نہیں چھوڑا گیا تھا۔ ظاہر ہے' اس چھوٹے سے علاقے میں یہ عیاشی ممکن نہیں تھی۔ یہاں کوئی زرعی نظام نہیں تھا۔ تمام کی تمام چیزیں باہر سے آتی تھیں نہ ہی یہاں کوئی صنعت لگی ہوئی تھی۔ بس این کے ڈیولپمنٹ اتھارٹی کے دفاتر تھے یا پھر دکانیں' بازار اور ہوٹل۔

اسّی میل کا سفر تقریباً پچاسی منٹ میں طے ہوا۔ ٹیکسی مناسب رفتار سے سفر کر رہی تھی اور ہم اس سفر سے لطف اندوز ہو رہے تھے' یہاں تک کہ ہم ساحل کے قریب پہنچ گئے۔

گراس ہل نامی علاقہ اسم بامسمّیٰ تھا۔ چھوٹے چھوٹے پہاڑی سلسلے تاحدِ نگاہ پھیلے ہوئے تھے لیکن وہ سب گھاس سے لدے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوئے تھے اور ان کی ڈھلوانوں پر چھوٹے چھوٹے چنار اور سرو کے درختوں کی بہتات تھی جو دور سے دیکھنے پر اتنے حسین نظر آتے تھے کہ نگاہ ان پر سے نہ ہٹے۔ جگہ جگہ پھولوں کی کاشت کی گئی تھی اور انھیں مختلف شکلوں میں تراش دیا گیا تھا۔ وہ پارک جن کے بارے میں مجھے شارلٹو نے بتایا تھا، اتنے جاذبِ نگاہ تھے کہ وہاں پہنچنے کے بعد وہاں سے جانے کو جی نہ چاہے۔ ایسے ہی ایک پارک کے سامنے شارلٹو نے ٹیکسی رکوا دی اور نیچے اتر گیا۔

"تم چند منٹ انتظار کرو، میں ابھی آتا ہوں۔" شارلٹو نے ڈرائیور سے کہا اور اس نے گردن ہلا دی تھی۔ شارلٹو میرے ساتھ آگے بڑھ گیا۔

"کیسی جگہ ہے چیف؟"

"کمال کی جگہ ہے شارلٹو۔ میں تو سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہ علاقہ اتنا ہی حسین ہوگا۔"

"ان کے بہت خوب صورت جگہ ہے لیکن یہاں رہنا لوہے کے چنے چبانے کے مترادف ہے۔ جو لوگ یہاں کاروبار کرتے ہیں، ان کے دل سے پوچھو چیف کہ وہ یہاں کیسے زندگی گزارتے ہیں۔ بے شمار لوگ ایسے ہیں جو گیارہ مہینے کام کرتے ہیں اور جب لوٹ مار کا تہوار آتا ہے تو اپنا بوریا بستر سنبھال کر یہاں سے غائب ہو جاتے ہیں۔ عجیب زندگی ہے یہاں کی۔"

"تمھارے خیال میں وہ کوٹھی کون سی ہو سکتی ہے جس کا میں نے تمھیں پتا بتایا ہے؟" میں نے مطلب کی بات پر آتے ہوئے کہا۔

شارلٹو اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ اس نے کئی کوٹھیوں کے نمبر دیکھے اور پھر ایک سمت رخ کر کے بولا۔ "چیف، وہ جو تمھیں ہلکے سبز رنگ کی ایک عمارت نظر آ رہی ہے، میرے اندازے کے مطابق وہی تمھاری مطلوبہ جگہ ہے۔"

میں نے عمارت کی طرف دیکھا۔ ہلکے سبز رنگ کی عمارت کے سامنے ایک بہت بڑا وسیع لان پھیلا ہوا تھا جس پر سبزہ ہی سبزہ موجود تھا۔ درخت جھول رہے تھے اور ان درختوں میں مختلف پھل لٹکے ہوئے تھے۔ پس منظر میں ایک چھوٹی سی گھاس سے لدی ہوئی پہاڑی تھی اور داہنی سمت ساحل۔ گویا یہ کوٹھی ساحل سے ملی ہوئی تھی اور ممکن ہے اس کا کوئی حصہ سمندر سے جا ملا ہو۔

اس حسین ترین جگہ کو دیکھ کر میری آنکھیں تعجب و حیرت سے پھیل گئیں۔ "تہذیب واقعی ایک خوب صورت جگہ مقیم ہے۔" میں نے سوچا اور پھر حفظِ ماتقدم کے طور پر ہم دونوں کوٹھی کے قریب سے گزرے جو نمبر تہذیب نے مجھے بتایا تھا، وہ کوٹھی پر پیتل کی پلیٹ کی شکل میں نظر آ گیا تھا۔

"او کے شارلٹو، یہی میری مطلوبہ جگہ ہے۔"

"چیف، کسی بہت دولت مند آدمی کی رہائش گاہ معلوم ہوتی ہے۔ بہرحال، تم بہتر جانتے ہو۔ ہاں، یہ تو بتاؤ، واپسی کے لیے تم کیا طریقہ اختیار کرو گے؟ بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ یہاں ٹیکسی وغیرہ مل جائے کیونکہ یہاں رہنے والے ٹیکسیوں میں سفر نہیں کرتے۔"

"اس کی فکر نہ کرو شارلٹو۔ کچھ نہ کچھ کر ہی لیا جائے گا۔" میں نے جواب دیا۔

"تو پھر میں جاؤں؟" شارلٹو نے پوچھا۔

"ہاں یقیناً، تمھارا بہت بہت شکریہ، میں خود ہی پام اسپرنگ پہنچ جاؤں گا۔"

"تو پھر خدا حافظ۔ حالانکہ چیف، تمھیں چھوڑتے ہوئے مجھے اچھا نہیں لگ رہا لیکن یہ بھی سمجھتا ہوں کہ تم یقیناً کسی ضروری کام سے یہاں آئے ہو۔" شارلٹو نے کہا۔

"جس کام سے میں یہاں آیا ہوں، اس میں تمھاری ضرورت بھی نہیں ہے۔" میں نے مسکرا کر جواب دیا اور شارلٹو مجھے سلام کر کے چلا گیا۔ میں اپنی جگہ کھڑا اس ٹیکسی کو جاتا دیکھتا رہا تھا، جس میں ہم لوگ آئے تھے۔ جب وہ نگاہوں سے اوجھل ہو گئی تو میں گہری سانس لے کر عمارت کی طرف متوجہ ہو گیا۔ میں نے عمارت کے اطراف کا ایک چکر لگایا اور اس کے بعد ساحل کی جانب چل پڑا۔

ساحل پر مختلف مناظر نظر آ رہے تھے۔ سیر و تفریح کرنے والے لوگ یہاں بکثرت موجود تھے جیسا کہ شارلٹو نے مجھے بتایا تھا کہ یہاں ٹرالر بھی تھے لیکن یہ ٹرالر یہاں رہنے والوں کی ذاتی ملکیت تھے اور کرایہ وغیرہ پر ان کا حصول ناممکن تھا۔ میں نہیں جانتا تھا کہ کسی اجنبی کو یہاں کس نگاہ سے دیکھا جاتا ہے لیکن بہرطور میں ساحل کے ساتھ ساتھ آگے بڑھتا رہا۔ خوب صورت اور نوجوان لڑکیاں پانی میں خوش فعلیاں کر رہی تھیں۔ ان کے جسموں پر پیراکی کا لباس تھا۔ بے شمار لوگ چھتریاں لگائے بیٹھے ہوئے تھے حالانکہ دھوپ میں قطعی تیزی نہیں تھی اور موسم خاصا خنک تھا لیکن پانی میں نہانے والے موسم کی خنکی سے بے نیاز اپنے کام میں مشغول تھے اور قہقہے اُبل رہے تھے۔

میری طرف کسی نے بھی اجنبی نگاہوں سے نہیں دیکھا۔ شاید لوگ یہاں ایک دوسرے سے اظہارِ واقفیت نہیں کرتے تھے۔ ویسے کئی جگہ اس قسم کے مواقع ملے کہ اگر میں چاہتا تو کچھ وقت کے لیے کسی کو اپنا ساتھی بنا سکتا تھا لیکن اس قسم کے ہنگاموں میں

اس وقت پڑنا بالکل بے مقصد تھا اور پھر یوں بھی تہذیب مالکم ایکس سے ملاقات کے لیے زیادہ وقت نہیں رہ گیا تھا اور یہ وقت مجھے یہیں گزارنا تھا۔

تین لڑکیوں کی ایک ٹیم پانی سے نکلی اور اتفاق سے میں اس وقت ان کے سامنے ہی موجود تھا۔ وہ چونک کر مجھے دیکھنے لگیں لیکن ان کے چہروں پر شرارت کے آثار تھے تب ان میں سے ایک آگے بڑھ کر بولی۔ "ہیلو۔"

"ہیلو۔" میں نے بھی پُرتپاک انداز میں کہا۔

"آپ تنہا محسوس ہوتے ہیں۔"

"صرف محسوس ہو رہا ہوں، ہوں نہیں۔"

"اوہ، اس سے پہلے ہم نے آپ کو یہاں نہیں دیکھا۔"

"میری بدقسمتی ہے کہ آپ کے سامنے نہیں آ سکا۔" میں نے جواب دیا۔

"کیا آپ تھوڑی دیر کے لیے ہمارا ساتھی بننا پسند کریں گے؟"

"معذرت خواہ ہوں۔ ویسے آپ کہیں باہر کے علاقے سے آئی ہوئی معلوم ہوتی ہیں؟"

"ہاں۔ ہم تینوں ڈنمارک سے آئے ہیں۔ یہاں ہماری ایک دوست کا ٹرالر ہے۔ ویسے اس خوب صورت سی جگہ میں تنہائی بڑی عجیب لگتی ہے۔ سوچا تھا کہ آپ کو پارٹنر بنا لیں، لیکن آپ پہلے ہی۔۔۔"

"ہاں مس، اس کے لیے معافی چاہتا ہوں۔" میں نے جواب دیا۔ ڈنمارک والیوں نے شانے ہلائے اور آگے بڑھ گئیں۔ گھڑی میں وقت دیکھ کر میں ساحل سے پلٹ آیا اور اب میرا رخ براہِ راست اس سبز عمارت کی طرف تھا جہاں تہذیب مالکم ایکس موجود تھی۔

جذبوں کو مناسب نام نہیں دیے جا سکتے، بس ایک احساس سینے میں جاگزیں ہوتا ہے۔ تہذیب نے اپنے دل میں میرا مقام بنا لیا تھا اور اپنی تمام تر احتیاط کے باوجود میں اپنے سینے میں اس کے لیے ہلچل پیدا ہونے سے نہیں روک سکا تھا۔ اس مکان کی جانب بڑھتے ہوئے قدم تہذیب کے تصور کے ساتھ ساتھ اُٹھ رہے تھے اور اس تصور میں صرف تجسس نہیں تھا بلکہ ایک دلچسپی، ایک اُمنگ اور ایک اشتیاق تھا جسے اگر محبت کا نام دیا جا سکتا ہے تو یہ اس کے علاوہ کچھ اور نہ تھا۔

جب میں مین گیٹ پر پہنچا، تو تہذیب مجھے گیٹ کے نزدیک کھڑی نظر آئی۔ ایک خوب صورت سے لباس میں ملبوس وہ ہمیشہ سے کہیں زیادہ دلکش محسوس ہوئی یا پھر یہ صرف میری آنکھ تھی جس نے اسے محبت کی نگاہوں سے دیکھا تھا۔

اس کے نازک سے لبوں پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ رقصاں تھی۔ آنکھوں میں ستارے سے چمک رہے تھے اور مشرق کی پروردہ نہ ہونے کے باوجود اس کے انداز میں وہ جھجک، وہ نسوانیت، وہ حیا موجود تھی جو صرف اور صرف مشرق کی دین ہے، اہلِ مغرب اس سے محروم ہیں۔

وہ چند قدم آگے بڑھی، یہی اظہارِ جذبات تھا۔ یہی اظہارِ اُلفت۔ میں بھی اس کے نزدیک جا کھڑا ہوا اور ہم دونوں خاموشی سے ایک دوسرے کی شکل دیکھتے رہے اور یہ خاموش احساسات، یہ خاموش جذبات ہزاروں الفاظ کا روپ رکھتے تھے۔ سب کچھ کہہ لیا ہم نے ایک دوسرے سے اور جب احساسات و جذبات کا طوفان ٹھہرا تو تہذیب آہستہ سے بولی۔ "آئیے۔" میں اس کے ساتھ آگے بڑھ کے اس حسین عمارت کے کمپاؤنڈ میں داخل ہو گیا۔ دو رویہ سبز میدان پھیلا ہوا تھا۔ اس کے درمیان گہری سرخ روش بنائی گئی تھی جس پر باریک بجری بچھی ہوئی تھی۔ یہ روش آگے تک جاتی تھی اور پھر دو حصوں میں تقسیم ہو جاتی تھی۔ سامنے صدر دروازہ تھا جس تک پہنچنے کے لیے آٹھ سیڑھیاں طے کرنا ہوتی تھیں۔ میں نے مادام مارٹینا کی خیریت پوچھی تو تہذیب نے کہا کہ وہ ٹھیک ہیں۔

"لیکن اتنی جلدی وہ اپنی خواب گاہ میں چلی جاتی ہیں؟"

"ہاں۔ انھیں بے خوابی کی شکایت ہے، رات کے دوسرے حصے میں انھیں بالکل نیند نہیں آتی۔ اس لیے وہ شام کو جلد سو جانے کی عادی ہیں۔" تہذیب نے جواب دیا۔

"گویا ان سے ملاقات نہیں ہو سکے گی؟" میں نے کہا۔

تہذیب عجیب سے انداز میں مجھے دیکھنے لگی۔ پھر بولی۔ "ہاں، اس وقت تو ممکن نہیں ہے۔"

"تم یہاں کیسے گزار رہی ہو؟" میں نے سوال کیا۔

"جس طرح ایک بڑے آدمی کی یا بڑی خاتون کی سیکریٹری گزار سکتی ہے۔" وہ مسکرا کر بولی۔ ہم مختلف راہداریوں سے گزرتے ہوئے بالآخر ایک کمرے میں پہنچ گئے۔ زیادہ وسیع کمرا نہیں تھا لیکن انتہائی نفاست سے آراستہ تھا۔

میں نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔ "عمدہ۔ اچھی جگہ ہے، پسند آئی۔"

"بیٹھیے۔" تہذیب بولی۔

"یہ تمھارے انداز میں تکلف کب سے پیدا ہو گیا؟"

"یاد ہی نہیں رہا کس طرح مخاطب کرتی تھی تمھیں۔"

"اوہ۔۔۔ اوہ اتنی محویت!" میں نے جواب دیا۔

"ہم اسے محویت نہیں کہہ سکتے۔"

"پھر کیا کہیں گے؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"یہ بتایا نہیں جاسکتا۔" تہذیب نے ایک ادا سے کہا۔ میں اس کی اشارہ کی ہوئی نشست پر بیٹھ گیا تو تہذیب نے آگے بڑھ کر دروازہ بند کر دیا۔

"بڑی خاموشی ہے یہاں۔ ملازمین بھی زیادہ تعداد میں معلوم نہیں ہوتے۔"

"ہاں' میڈم مارٹینا ملازموں کی بھیڑ کو پسند نہیں کرتیں۔ اس کے باوجود یہاں کافی آدمی ہیں لیکن چونکہ شام کو مادام مارٹینا کی مصروفیات ختم ہو جاتی ہیں' اس لیے ملازمین بھی چھٹی کر لیتے ہیں۔ شام کے بعد یہاں کا ماحول بہت پُرسکون ہوتا ہے۔"

"کیا تمھیں اس پُرسکون ماحول سے وحشت نہیں ہوتی؟"

"میں جانتی ہوں' یہ سب کچھ عارضی ہے اس لیے برداشت تو کرنا ہی ہوتا ہے۔" تہذیب نے جواب دیا۔

"کیا میری آمد کے بارے میں مادام مارٹینا کو معلوم ہے؟"

"ہاں۔ کوئی خاص توجہ نہیں دی انھوں نے۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ میرا ایک دوست مجھ سے ملنے آرہا ہے۔ انھوں نے مجھ سے یہ بھی نہ پوچھا کہ میرا وہ دوست کون ہے؟ کہاں سے آرہا ہے؟ کہیں باہر سے آیا ہے یا ایتھنز ہی میں رہتا ہے؟"

"اچھی مالکہ ہیں۔ ویسے تمھارا کیا خیال ہے تہذیب' تارینا بارڈو کے ملک کی نمائندہ ہونے کی حیثیت سے ان کا کیا مقام ہے؟"

"میں نہیں جانتی کہ یہاں مادام مارٹینا کو کس حیثیت سے مقیم کیا گیا ہے۔ ممکن ہے وہ باریک بین ہوں اور حالات پر گہری نگاہ رکھنے کی صلاحیت رکھتی ہوں۔ میں اس بارے میں صحیح طور پر نہیں بتا سکتی۔"

"مادام مارٹینا کے آدمیوں سے تمھاری ملاقات ہوئی؟"

"نہیں۔ یہ تمام ذمّے داریاں مادام نے خود ہی سنبھالی ہوئی ہیں۔ میں آج تک نہ تو کسی سے مخاطب ہوئی ہوں اور نہ ہی مجھے یہ اندازہ ہو سکا ہے کہ مادام مارٹینا کے ماتحت کتنے افراد یہاں کیا کیا کام کرتے ہیں۔"

"ان کی سیکرٹری کی حیثیت سے بھی تمھیں اس بارے میں کچھ نہیں معلوم؟"

"بس اتنا معلوم ہے کہ مادام تارینا بارڈو کے ملک کے مفادات کے لیے کام کر رہی ہیں اور انھیں ضروری باتیں پتا چلتی رہتی ہیں' وہ ان کا ایک باقاعدہ ریکارڈ رکھتی ہیں لیکن میرے ذریعے نہیں۔"

"تمھیں کیا کرنا ہوتا ہے؟"

"صرف ان کی نگہداشت ۔۔ ان کے آرام و آسائش کا خیال۔" تہذیب نے جواب دیا۔

"عجیب بات نہیں ہے تہذیب؟"

"شاید ہے لیکن میں نے تمھیں اس سے بھی زیادہ عجیب باتیں بتانے کے لیے یہاں آنے کی زحمت دی ہے۔" تہذیب نے کہا اور پھر اِدھر اُدھر دیکھنے لگی۔ اس کے بعد دروازے تک گئی۔ دروازہ کھول کر باہر جھانکا پھر دروازہ بند کر کے واپس آکر میرے سامنے بیٹھ گئی۔

تہذیب کی یہ حرکات بتاتی تھیں کہ وہ کوئی بہت ہی اہم انکشاف کرنے والی ہے۔ میں متجسس نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا۔

چند لمحات کے بعد تہذیب نے کہا۔ "بات یہ ہے علی کہ ہم ایک بالکل ہی غیر متعلق ملک کے لیے یہ خدمات انجام دے رہے ہیں۔ میں یہ نہیں جانتی کہ تم نے یہاں آکر تارینا بارڈو کے مقاصد کے لیے کیا کچھ کیا ہے لیکن ایک بات کا اندازہ مجھے بخوبی ہو گیا ہے اور وہ یہ کہ اس ملک نے یا تارینا بارڈو نے مستحکم بنیادوں پر اپنا کام نہیں کیا ہے۔ بلکہ وہ اس طرح یہاں مصروفِ عمل ہیں جیسے صرف اخلاقی کارروائی کر رہے ہوں۔ ورنہ اس سلسلے میں اگر وہ اتنے ہی محتاط ہیں تو پھر انھیں اتنے ہلکے انداز میں کام نہیں کرنا چاہیے تھا۔"

"کیا مطلب؟" میں نے پُراشتیاق انداز میں پوچھا۔

"میں بہت سے سوالات اپنے ذہن میں رکھتی ہوں تمھارے بارے میں۔ تم نے ٹرانسمیٹر پر مجھ سے جو گفتگو کی تھی' اس سے مجھے یہ اندازہ ہوا کہ تم حالات کو کافی حد تک اپنے کنٹرول میں کر چکے ہو۔ کس طرح؟ یہ صرف تم جانتے ہو گے۔ بہرطور میں تمھیں سب سے اہم بات بتانا چاہتی ہوں اور وہ یہ کہ میڈم مارٹینا' اصل میڈم مارٹینا نہیں ہیں۔"

تہذیب کی بات میری سمجھ میں نہیں آسکی تھی۔ میں نے سوالیہ نگاہوں سے اُسے دیکھا۔

"ہاں' اصل میڈم مارٹینا کو قید کر کے اسی عمارت کے ایک تہ خانے میں رکھا گیا ہے۔" وہ آہستہ سے بولی۔

"اوہ اور نقلی میڈم مارٹینا ۔ ۔ ۔"

"وہ ۔ ۔ ۔ وہ اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے علی' تو وہ عورت ایک انتہائی خطرناک عورت ہے۔ شاید ۔ ۔ ۔ شاید ہائل جوشیو ۔ ۔"

تہذیب کے یہ الفاظ کسی خوفناک بم کی طرح میرے کانوں کے قریب پھٹے تھے۔ میرا دماغ سُن ہو گیا۔ ایک لمحے کے لیے مجھے اپنے ہوش و حواس رخصت ہوتے ہوئے محسوس ہوئے۔ یہ ناقابلِ قیاس بات تھی' ناقابلِ یقین ۔ لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تہذیب کو غلط فہمی ہوئی ہو۔

چند لمحات خاموش رہنے کے بعد تہذیب کہنے لگی۔

"ہاں تمھارا اندازہ درست ہے۔ ہو سکتا ہے مجھے غلط فہمی ہوئی ہو لیکن میں وہ باتیں کر رہی ہوں جو سن چکی ہوں۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ آبدوز کے سلسلے میں جو سودے بازی ہو رہی ہے' اس میں میڈم مارٹینا ایک مطلق العنان کی حیثیت سے گفتگو کر رہی ہیں اور ایک مخصوص ٹرانسمیٹر پر ہائل جوشیو کی حیثیت سے کچھ لوگوں کو ہدایات دیتی رہی ہیں۔ ان ہدایات میں وہ انتہائی بھاری مردانہ آواز میں اپنے آپ کو ہائل جوشیو کہہ کر دوسروں سے مخاطب ہوتی ہیں۔"

"تہذیب تم ۔ ۔ ۔ تمھیں کوئی غلط فہمی تو نہیں ہوئی؟"

"شاید تم یہ بھول رہے ہو علی کہ میں نے ایک جرائم پیشہ ادارے میں تربیت حاصل کی ہے۔ میں وہ نہیں ہوں جو نظر آرہی ہوں یا بن چکی ہوں۔ جب اس طرح کے معاملات میرے علم میں آتے ہیں' تو میرے اندر وہ تمام صلاحیتیں اور حِسیں بیدار ہو جاتی ہیں جنھوں نے مجھے گرین لول کا 'ٹو' بنا دیا تھا۔ گرین لول اعلیٰ ترین لوگوں کو اپنے درمیان ایک عام حیثیت دیتی ہے لیکن وہ جو اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوا چکے ہوتے ہیں' خواہ کسی بھی سطح کے لوگ ہوں' عہدوں کے قابل قرار پاتے ہیں۔ گرین لول پر تو میں لعنت بھیج چکی ہوں لیکن اس حیثیت کو مدِنظر رکھتے ہوئے تمھیں میری بات پر یقین کر لینا چاہیے۔"

"تہذیب' یہ تو تم نے ۔ ۔ ۔ یہ تو تم نے بڑی حیرت انگیز بات بتائی؟"

"میں نے تم سے کہا تھا نا کہ میں جو انکشاف کرنے والی ہوں' وہ تمھارے لیے ناقابلِ یقین ہوگا۔"

"تہذیب' اب تو میں میڈم مارٹینا سے ضرور ملنا چاہوں گا۔ لیکن ان حالات میں تم ۔ ۔ ۔ کتنی حیرت کی بات ہے کہ تمھیں تارینا بارڈو نے بڑے اعتماد کے ساتھ اس جگہ بھیجا تھا اور تمھیں یہاں رہ کر سب سے خطرناک کام انجام دینے تھے۔ تم پر یہ انکشاف کیسے ہوا؟"

"مجھے کچھ شبہات تو پہلے ہی ہو چکے تھے علی۔ میڈم مارٹینا اپاہج ہیں۔ وہ پہیّوں والی کرسی پر بیٹھ کر اپنے تمام کام کرتی ہیں لیکن ایک اپاہج کے اندر جو ویرانی اور مایوسی ہوتی ہے' وہ میں نے ان خاتون میں نہ پائی۔ ان کے انداز میں ایک ایسی چستی پھرتی اور مستعدی تھی کہ میں یہ سوچنے پر مجبور ہو گئی کہ شاید وہ اپاہج نہیں ہیں۔ میں نے اس کا اظہار نہیں کیا۔ ہاں میڈم مارٹینا کے ذریعے تارینا بارڈو کو جو پیغامات بھجوانے تھے' وہ بدستور بھجواتی رہی اور ان میں کسی قسم کا تکلف نہیں کیا۔ البتہ میں درپردہ ان کی کھوج میں لگی رہی اور بالآخر میں نے یہ راز پا لیا کہ وہ اپاہج نہیں ہیں۔ جب مجھ پر یہ انکشاف ہوا تو میں یہ سوچنے پر مجبور ہو گئی کہ تارینا بارڈو نے ایسا کیوں کیا یا میڈم مارٹینا کو ایک اپاہج کی حیثیت اختیار کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اور اس سلسلے میں میں نے تارینا بارڈو سے سوال کر لیا' تو اس نے بتایا کہ میڈم مارٹینا مکمل طور پر اپاہج ہیں اور انھیں ان کے ادارے میں تقریباً تیس سال کام کرتے ہوئے ہو گئے ہیں۔ ان کی بے پناہ صلاحیتوں کی بنیاد پر انھیں یہ اہم عہدہ دیا گیا' اور صرف اس لیے کہ وہ ٹانگوں سے معذور ہو گئی تھیں اور براہِ راست کوئی قدم نہیں اٹھا سکتی تھیں۔ یہ معلوم کر کے مجھے خیال ہوا کہ اگر میڈم مارٹینا اپاہج نہیں ہیں تو کم از کم یہ بات ان کے ادارے کو تو معلوم ہونا چاہیے تھی۔ بس یہاں سے میرے ٹھوس شبہات کی ابتدا ہوئی اور میں نے درپردہ میڈم مارٹینا پر نگاہ رکھنا شروع کر دی اور اس کے بعد علی' مجھے یہ اندازہ ہوا کہ میڈم مارٹینا' ہائل جوشیو کی حیثیت سے کام کر رہی ہیں۔ میں نے اس کے بعد بھی کافی وقت صرف کیا اور یہ اندازہ لگانے کی کوشش کی کہ اصل حقیقت کیا ہے؟ تب مجھے معلوم ہوا کہ جتنی گفتگو ہائل جوشیو کے نام پر کی جاتی ہے' وہ میڈم مارٹینا ہی کرتی ہیں۔ یہ انکشاف میرے لیے جس قدر حیرتناک ہو سکتا تھا' تم اس کا اندازہ کر سکتے ہو۔ میں نے یہ راز خود تک ہی محفوظ رکھا' تارینا بارڈو تک کو یہ بات نہیں بتائی لیکن میری ذہنی حالت درست نہیں رہی تھی۔ پھر میں ایسے موقعوں کی تلاش میں رہی جب میڈم مارٹینا یہاں موجود نہ ہوں۔ جب بھی مجھے ایسے مواقع ملے' میں نے اس عمارت کی تلاشی لی۔ ایک شام میڈم جب کسی کام سے گئی ہوئی تھیں' میں ایک ایسے کمرے میں جا نکلی جہاں ناکارہ فرنیچر پڑا ہوا تھا۔ وہاں میں سامان کی تلاشی لے رہی تھی کہ ایک میز کی دراز کھولنے پر میری پشت کی دیوار میں آہٹ ہوئی اور ایک خلا نمودار ہو گیا۔ اس کے دوسری طرف روشنی تھی۔ میں حیرانی سے اندر داخل ہو گئی اور وہاں ۔۔۔ وہاں بوڑھی مارٹینا کو دیکھا۔ یہ اصل مارٹینا تھی جو ان میڈم کی قید میں تھی۔ میں نے اس سے گفتگو کی تو پتا چلا کہ وہ ۔۔۔ طویل عرصے سے یہاں قیدی کی زندگی گزار رہی ہے۔ اپنے ۔۔۔ کے بارے میں وہ کچھ نہیں جانتی تھی۔ میں نے اسے دلاسے دیے اور اپنی آمد کو راز رکھنے کے لیے کہہ کر وہاں سے نکل آئی۔ اس کے بعد میرا کام تیز ہو گیا۔ میں نے وہاں کے ایک ایک ۔۔۔ چپّے کی تلاشی لے ڈالی اور بہت کچھ جان لیا۔ میرا دعویٰ ہے ۔۔۔ کہ مارٹینا ثانی اصلی شکل میں نہیں ہے۔ وہ کوئی اور ہے اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہی ہائل جوشیو ہے۔"

"ایک بوڑھی عورت، ہائل جوشیو!" میں نے گہری سانس لے کر کہا۔

"ممکن ہے وہ بوڑھی نہ ہو۔"

"تم نے تو سارا کھیل ہی بدل دیا تہذیب۔"

"تمہیں ان حالات سے آگاہ کرنا میرا فرض تھا۔"

"فرض۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیوں، نہیں ہے؟" تہذیب نے محبوبانہ انداز میں کہا۔

"ذرا سی وضاحت کرو۔" میں شرارت آمیز لہجے میں بولا۔

"شریکِ زندگی کو نصف بہتر کہتے ہیں۔ میں نصف بدترین کو زندگی نہیں گزارنا چاہتی، ہر حالت میں تمہارا آدھا بوجھ بانٹ لوں گی۔" تہذیب نے جذباتی لہجے میں کہا۔ میں نے ان الفاظ سے ایک خوشگوار تاثر لیا تھا۔

"کاش میں ان الفاظ کے جواب میں ان کے ہموزن کچھ الفاظ کہہ سکتا تہذیب۔ بس یوں سمجھ لو تم نے ایک سرکش گھوڑے کو رام کر لیا ہے۔ تہذیب! اب میری زندگی کے دو راستے ہو گئے ہیں۔ میں نے اپنا مستقبل ایک مقصد کے لیے وقف کر دیا تھا اور اس کے علاوہ اپنی ذات میں کوئی اور تبدیلی نہیں چاہتا تھا لیکن اب صورتِ حال مختلف ہو گئی ہے۔"

"شکریہ علی! میں بھی پہلے نہ جانے کیا تھی لیکن اب یہ سب کچھ کرتے ہوئے مجھے یوں لگتا ہے جیسے میں... جیسے میں تمہارا گھر سنوار رہی ہوں۔ تمہارے کام کر رہی ہوں اور یہ کرتے ہوئے مجھے بہت خوشی ہوتی ہے۔"

"تہذیب! میں نے بھی اس سلسلے میں کافی کام کیا ہے۔ میرا خیال ہے میں اس سلسلے میں عمل کی آخری منزل میں ہوں۔"

"مجھے کچھ بتاؤ گے؟"

"ہاں، کیوں نہیں۔" میں نے کہا اور پھر میں نے تہذیب کو پوری داستان سنا دی۔

تہذیب حیرت و دلچسپی سے سب کچھ سن رہی تھی۔ پھر اس نے کہا: "تو اب کیا پروگرام ہے؟"

"کچھ وقت لگے گا فیصلہ کرنے میں۔ تم نے تارنیا ہارڈ کو پیغام تو دے دیا ہے؟"

"ہاں۔"

"ظاہر ہے اب ان لوگوں کا انتظار کیا جائے گا اور وہ آئیں گے۔ اس کے بعد یہ لوگ آبدوز کی ڈلیوری دے دیں گے۔ بس وہیں سے میرا کام شروع ہو گا۔ تارنیا کو اس سلسلے میں ہماری مدد کرنا ہو گی۔"

"وہ کیسے؟"

"آبدوز سمندر میں سفر کرے گی اور جب وہ ان علاقوں سے نکل جائے گی تو ہم اسے ناکارہ بنا دیں گے اور اس بڑے ملک کی آبدوزیں اس پر قبضہ کر لیں گی۔"

"کیا تم اس آبدوز میں سفر کرو گے؟"

"ہاں۔ ایک اسرائیلی ایجنٹ کی حیثیت سے۔"

"کیا یہ خطرناک نہ ہو گا؟" تہذیب خوفزدہ لہجے میں بولی اور میں مسکرا دیا۔

"یہ تہذیب مالکم ایکس آف گرین پول نہیں بول رہی۔ بلکہ وہ نصف بہتر والی بات یہاں کارفرما ہے۔"

"جو دل چاہے سمجھ لو۔ کیا کوئی ایسی ترکیب نہیں ہو سکتی کہ..."

تہذیب نے ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ دفعتاً ہم نے کچھ سرسراہٹیں سنیں۔ زمین کے نیچے سے ہمارے چاروں سمت فولادی دیواریں نکل رہی تھیں جس جگہ ہم بیٹھے ہوئے تھے وہاں ایک اور چھوٹا سا کمرا نمودار ہو گیا اور بقیہ کمرے سے ہمارا رابطہ کٹ گیا۔ ہم دونوں چونک کر کھڑے ہو گئے لیکن پھر ایک جھٹکا سا لگا اور ہم دونوں نے ایک دوسرے کو پکڑ لیا، ہم گرتے گرتے بچے تھے۔

"یہ... یہ..." تہذیب کے منہ سے آواز نکلی لیکن ایک بار پھر اس نے مجھے زور سے پکڑ کر خود کو گرنے سے روکا تھا۔ ہمارا پنجرہ دفعتاً اوپر اٹھنا شروع ہو گیا تھا، ایک مخصوص بلندی تک وہ فضا میں بلند ہوا پھر ایک سمت بڑھنے لگا۔ مجھے احساس ہو گیا تھا کہ ہائل جوشیو جو کوئی بھی ہے، ہماری گفتگو سے واقف ہو چکا ہے۔ یہ میری نا سمجھی تھی یا تہذیب کی یا ہم دونوں کی کہ اس کے گھر میں بیٹھ کر ہی ہم اس کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے، سازشیں کر رہے تھے۔ تہذیب کے اطمینان پر میں نے بھی یہ بات نظر انداز کر دی تھی لیکن میرا تو پہلے سے کوئی پروگرام بھی نہیں تھا اگر کوئی اشارہ مل جاتا تہذیب کی طرف سے تو شاید میں یہ نادانی نہ کرتا لیکن اس انکشاف میں ایسا کھو گیا تھا کہ تمام احتیاطی خیالات ذہن سے نکل گئے تھے۔

چند منٹ کے بعد ہم نے اس پنجرے کو نیچے اترتے محسوس کیا اور پھر جو دیواریں ہمارے گرد بلند ہوئی تھیں وہ اسی طرح زمین میں گم ہو گئیں جیسے بلند ہوئی تھیں۔ ہم نے ارد گرد کا منظر دیکھا اور ہماری آنکھیں چندھیا گئیں۔ یہ ایک وسیع ہال تھا جس کی دیواروں کے ساتھ ساتھ بہت سی مشینیں لگی ہوئی تھیں۔ ان پر روشنیوں کے جھماکے ہو رہے تھے۔ تیز روشنیاں جو مختلف رنگوں کی تھیں پھر کسی سمت سے ایک وہیل چیئر آگے بڑھی اور روشنی میں آ گئی۔ میں نے سنسنی خیز نگاہوں سے کرسی پر بیٹھے ہوئے وجود کو دیکھا اور ایک

ٹھنڈی سانس لی۔ یہ بوڑھی عورت میرے لیے اجنبی نہیں تھی۔ ڈنبر پر اس نے ہائل جوشیو کی نمائندہ کی حیثیت سے آبدوز کے بارے میں سودے بازی کی تھی۔ اس کے چہرے پر بے پناہ سنجیدگی طاری تھی۔

"ہیلو۔" اس کی بھرائی ہوئی آواز ابھری۔ "تہذیب مالکم ایکس، علی۔ یہی نام ہیں تم دونوں کے؟"

میں نے کچھ بولنا چاہا لیکن آواز حلق میں گھٹ کر رہ گئی تھی۔ تہذیب کا چہرہ بھی زرد تھا۔

چند لمحات وہ ہمارے بولنے کا انتظار کرتی رہی۔ پھر اس نے کہا: "تم دونوں نے بڑی محنت کی ہے اس سلسلے میں۔ میں تمہاری پوری گفتگو سن چکی ہوں۔ میں تم سے مخاطب ہوں لڑکی۔ تمہاری کارکردگی میں سقم رہ گیا جس کی وجہ سے تم چوہےدان میں پھنس گئیں۔ یہ نہ سوچا تم نے کہ مجھ جیسی شخصیت جو اتنا بڑا آرگنائزیشن سنبھالے ہوئے ہے اس طرح دنیا سے کٹ کر گوشہ نشین نہ ہو گئی ہو گی۔ یہ عمارت اتنی معمولی نہ ہو گی جتنی تم نے سمجھی۔ اپنی جگہ سے اٹھو، آؤ میں تمہیں اپنی کائنات کی سیر کراؤں۔ آؤ میں تم سے خوش ہوں، تم نے پہلی بار میری شہ رگ پر ہاتھ رکھا ہے اور کوئی ہاتھ اس طرح مجھ تک نہیں پہنچ سکا۔ آؤ دیکھو کہ اس ناتواں عورت نے کس طرح دنیا کو اپنا مطیع کیا ہے۔"

میں اپنی جگہ سے اٹھ گیا اور میں نے سہارا دے کر تہذیب کو اٹھایا۔ بوڑھی اطمینان سے وہیل چیئر دھکیلتی ہوئی ایک دیوار کے پاس پہنچ گئی۔

"یہ تمہاری دنیا کے وہ جدید اور ترقی یافتہ ممالک ہیں جو اپنی دانست میں اس دنیا کی تقدیر کے مالک ہیں۔ یہ امریکا ہے، یہاں میرے ساٹھ نمائندے میرے مفادات کی نگرانی کرتے ہیں۔" اس نے ایک بٹن دبایا اور ایک مشین اسٹارٹ ہو گئی اور پھر اس پر سے تحریریں گزرنے لگیں۔ ان تحریروں میں امریکا کی تازہ ترین پالیسیاں، اس کے صنعتی و تجارتی اقدامات کی تحقیق تھی۔ "یہ روس ہے، یہ فرانس، یہ چین، یہ ہندوستان، یہ جاپان اور یہ برطانیہ۔"

بوڑھی ایک ایک کر کے دنیا کے جدید ترین ممالک کے بارے میں رپورٹیں دکھاتی رہی۔ پھر اس نے بٹن بند کر دیا۔

"اس طرح میں پوری دنیا سے باخبر رہتی ہوں تو یہ عمارت کیا چیز ہے! تم نے یہ نہ سوچا، میری اربوں روپے کی دولت دنیا کے ہزاروں بینکوں میں محفوظ ہے۔ اگر تم یقین کرو تو میں تمہیں بتاؤں کہ اس وقت میں اپنی دولت کے بل پر ایک نیا ملک بسا سکتی ہوں، ایک نئی دنیا آباد کر سکتی ہوں اور یہ میرا منصوبہ ہے۔ میں دنیا کے نقشے پر بہت جلد ایک نیا اور طاقتور ملک ابھاروں گی۔ زیادہ وقت نہیں لگے گا اس میں۔ ابتدائی انتظامات ہو رہے ہیں، میرے نمائندے مصروفِ عمل ہیں اور جب یہ ملک منظرِ عام پر آئے گا تو چند ملکوں کی اجارہ داری ختم ہو جائے گی۔ میں ایک دنیا کی تیاریاں کر رہی ہوں اور تم حقیر سے لوگ میرے خلاف سازشیں کر رہے ہو۔ کیا یہ ممکن ہے؟"

"ہمیں آپ کی عظمت کا احساس نہ تھا مادام۔" میں نے شرمندہ لہجے میں کہا۔ تہذیب چونک کر مجھے دیکھنے لگی تھی۔

"مگر یہ منصوبہ آپ کے ذہن میں کیسے آیا۔ آپ نے یہ کیوں سوچا؟" میں نے سوال کیا۔

"سنو گے اس کے بارے میں۔ بیٹھ جاؤ۔ میں تمہیں اپنے بارے میں سب کچھ بتاؤں گی۔ طویل عرصے کے بعد کوئی ایسا ملا ہے جس نے مجھ تک پہنچنے کی جرأت کی ہے۔" اس نے کہا اور میں بڑی سعادت مندی سے کرسی کی طرف بڑھ گیا۔ تہذیب نے بھی میری تقلید کی تھی۔

مٹی اور پانی کی تخلیق میں اگر کچھ خصوصیتیں یکساں نہ ہوتیں تو نظامِ کائنات میں بڑی پیچیدگیاں پیدا ہو جاتیں۔ کوئی ایک دوسرے کو سمجھنے کا دعویٰ نہ کر سکتا، ہر سوچ میں اختلاف ہوتا، فطرتیں ایک دوسرے پر عیاں نہ ہوتیں، تاثرات کے رنگ مختلف ہوتے، تخریبی اور تعمیری مزاجوں کا اندازہ نہ ہو پاتا اور برائیوں کا سدِباب نہ کیا جا سکتا۔ انسان! انسانوں کی تخلیق نہیں اور دستِ قدرت کے کسی فعل میں سقم نہیں۔ اسی لیے نمرود، شداد، قارون اور فرعون کی داستانیں عبرت ناک ہوئیں اور رہتی دنیا تک رہیں گی۔

بوڑھی عورت جس کا ہائل جوشیو ہونا ثابت ہو چکا تھا، اس وقت ایک ایسی ہی انسانی کمزوری کا شکار تھی۔ وہ اپنی بے پناہ طاقت کے احساس سے سرشار تھی۔ اس کی زندگی میں صرف کامیابیاں تھیں۔ طاقتور اس کے سامنے فنا ہوتے رہے تھے اور وہ اس فنا کے کھیل سے آشنائی ہو گئی تھی۔ پانی سے گندھی ہوئی مٹی کے وجود میں خود نمائی کا جذبہ پیدا ہوا تھا۔ اپنا مخالف پا کر اصولاً اسے یہی چاہیے تھا کہ ہمیں قتل کر دے لیکن برتری کے اظہار کی شدید خواہش اس کے ذہن پر غالب آ چکی تھی۔ اس کے بوڑھے چہرے پر تکبر کی کرختگی نمایاں تھی، آنکھوں سے حقارت کا اظہار ہو رہا تھا کہ اس کی انا کی تسکین اسی طرح ممکن تھی لیکن احمق نہیں جانتی تھی کہ اسے روکا گیا ہے، کھیل بدلنے کے لیے اور روکنے والی قوت وہی ہے جو شداد کو اس کی جنت میں داخل ہونے سے روک دیتی ہے۔

ہم دونوں کرسیوں پر بیٹھے اسے دیکھ رہے تھے۔ میرے بدلے ہوئے لہجے سے تہذیب نے اندازہ لگا لیا تھا کہ میں بوڑھی کو کوئی جھکمہ دینا چاہتا ہوں۔

"اگر مہذب دنیا ہائل جوشیو کے نام کے بارے میں جاننے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی کوشش کرتی تو اسے معلوم ہوتا کہ زومبالہ قبائل کے اس روحانی پیشوا کا نام ہائل جوشیو ہے جس نے زومبالویوں کو تہذیب کی روشنی دی اور انھیں جدید دنیا میں رہنے کے طریقے سکھائے۔ افریقہ کے شمال میں یہ واحد قبیلہ تھا جس کا کوئی جوان مہذب دنیا میں غلاموں کی حیثیت سے نہیں لایا گیا۔ پرتگالیوں کے جہاز اپنی وحشیانہ طاقت کے ساتھ زومبالہ کے ساحلوں پر لنگر انداز ہوتے تھے لیکن ان میں سے کوئی زومبالہ سے واپس نہیں جاسکا۔ انھوں نے اسی کام کے بدلے زندگی پائی کہ وہ زومبالہ کے جوانوں کو جدید دنیا کے تقاضوں کے مطابق تربیت دیں۔ انھیں وہاں کے تمام طور طریقوں سے روشناس کرائیں پھر یہ لوگ اسی زمین پر فنا ہوجاتے۔ زومبالی جوان ان سے تہذیب کی روشنی لے کر انھی کے جہازوں پر مہذب دنیا میں آتے اور وہاں اپنی جگہ بناتے اور یہ سب ہائل جوشیو کی کاوشیں تھیں۔ ہر زومبالی اس نام کو متبرک سمجھتا ہے اور آج تک اس کی عظمت کا اعتراف کرتا ہے۔ میرا شوہر ولیم وائی کانٹ بھی زومبالی تھا اور صدیوں پرانے اس نام کا اسی طرح احترام کرتا تھا جس طرح دوسرے زومبالی کرتے ہیں۔ چنانچہ میں نے اپنے مقدس مشن کے لیے یہی نام منتخب کیا۔" بوڑھی نے بتایا۔

"آپ کے شوہر مسٹر ولیم وائی کانٹ...؟" میں نے سوال کیا تو بوڑھی نے ہاتھ اُٹھا کر مجھے روک دیا۔

"صرف مجھے بولنے دو۔ ورنہ ماضی سے رشتہ ٹوٹ جائے گا میرا۔ میں نے سائنس میں اعلیٰ ترین تعلیم حاصل کی اور ورلڈ اسپیس ریسرچ میں ایک اعلیٰ عہدے پر کام کرنے لگی۔ یہیں میری ملاقات ولیم وائی کانٹ سے ہوئی۔ سیاہ بدن کے اندر ایک پُرنور دل تھا جو میری نگاہ میں آگیا اور میں نے اس رنگ دار سے شادی کرلی۔ عصبیت کی آگ میں جلنے والوں کو اس سیاہ رُو کے لیے یہ اعزاز پسند نہ آیا اور ہمارے خلاف سازشیں شروع ہوگئیں۔ ہم دونوں ہوائی کے ایک خوبصورت علاقے میں رہتے تھے۔ ولیم ایک ذہین سائنسدان تھا اور ترقی کے راستے ہمارے سامنے کھلے پڑے تھے۔ ولیم کو کئی ملکوں کے متفقہ فیصلے کے تحت جیورل اسپیس سوسائٹی کا چیئرمین بنایا گیا اور اس اعزاز کے لیے اسے دعوت دی گئی۔ میں کیتھن اوبران جو شادی کے بعد کیتھن وائی کانٹ کہلاتی تھی، اس کے ساتھ ہی روانہ ہوئی۔ اسپیس سوسائٹی کے ارکان نے اس دعوت کی آڑ میں ایک سازش تیار کی تھی۔ سوسائٹی کا فیصلہ اپنی جگہ تھا اور وائی کانٹ اس اعزاز کا جائز طور پر مستحق تھا لیکن عصبیت پسند اس بات کو برداشت نہیں کرپائے اور ہم دونوں کو اغوا کرلیا گیا۔ دل جلوں کے ارادے ولیم کے لیے بہت ہی خوف ناک قسم کے تھے۔ وہ ہولناک شام تھی جب اینگ بری کی فضا ہلکی برف باری سے بوجھل تھی۔ ہم لوگ اس برف باری کا لطف اُٹھانے کے لیے اینگ بری کی سب سے بلند چوٹی پر بنے ہوئے ریستوران میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ہمیں جیورل اسپیس سوسائٹی کے ایک اہم رُکن کا پیغام ملا کہ ہم ان کے پاس پہنچ جائیں۔ کھلی چھت کی لمبی شیورلیٹ میں ہم بلندیوں سے پھسلتے ہوئے جب نیچے پہنچے تو ہم پر گولیوں کی بارش ہوگئی۔ ہمارے وہ محافظ ساتھی جو ہمیں لینے آئے تھے، وہیں ہلاک ہوگئے۔ مجھے اور میرے شوہر کو اغوا کرلیا گیا لیکن جس جگہ ہمیں لے جایا گیا تھا، وہ ٹیکنیکل لیبارٹری ہی تھی اور یہاں جن نقاب پوشوں نے ہمارا استقبال کیا تھا، میں ان کی آوازیں پہچان گئی تھی، گو وہ خود کو چھپانے کی کوشش کررہے تھے۔ انھوں نے ہمارے ساتھ انتہائی نفرت و حقارت کا سلوک کیا۔ مجھے ایک سیاہ رُو سے شادی کرنے کے طعنے دیے اور اپنی نفرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں نے ایک ذہین سائنسداں ہونے کے باوجود ایک انتہائی احمق عورت ہونے کا ثبوت دیا ہے جس کی سزا میرے لیے متعین کردی گئی ہے۔ ان لوگوں نے مجھ سے ایسے کاغذات پر دستخط لیے جن کی رُو سے میں اپنے شوہر کی قاتل اور ایک عظیم سازش کی بانی قرار دی گئی۔ یہ سازش سیاہ فاموں کی طرف سے سفید فاموں کے لیے تھی۔ کچھ ایسی فضا پیدا کردی گئی تھی میرے لیے کہ میرے ذہن میں خوف و ہراس کے سوا کچھ باقی نہ رہا تھا لیکن یہ نہ بتایا گیا تھا کہ اس کے بعد ان کا منصوبہ کیا ہے پھر میری نگاہوں کے سامنے ولیم وائی کانٹ کو تیزاب کے تالاب میں ڈال کر جلا دیا گیا۔ بس دھواں سا اُٹھا تھا اور وائی کانٹ کا بدن ایک لمحے میں خاکستر ہوگیا، یہاں تک کہ اس کی ہڈیاں بھی اور جب تیزاب کے تالاب کی سطح ساکن ہوئی تو اس میں صرف چند دھبوں کے علاوہ اور کچھ نہیں رہ گیا تھا جو ولیم وائی کانٹ کی مظلومی کی داستان سنا رہے تھے۔ میری دلخراش چیخیں بند ہوگئی تھیں اس لیے کہ مجھ میں چیخنے کی سکت نہیں تھی۔ میں نے ہر طرح سے ان لوگوں سے فریاد کی تھی۔ میں نے کہا تھا کہ میں دنیا کے کسی گمنام ترین گوشے میں زندگی کے بقیہ لمحات گزار دوں گی۔ مجھے میرے شوہر کی زندگی دے دی جائے لیکن عناد تو اس کالی شکل والے ہی سے تھا۔ بھلا وہ میری بات کیسے مان سکتے تھے۔ ہاں ان کے سینے میں اپنے قومی جذبے زندہ تھے۔ وہ مجھ سفید رُو کو اور میری ذہانت کو فنا نہیں کرنا چاہتے تھے۔ مجھے نہایت نرمی اور پیار سے سمجھایا گیا کہ اس واقعے کو بھول جاؤں اور ان لمحات کو اپنے ذہن سے فراموش کردوں جو میں نے اس کالے انسان کی معیت میں گزارے ہیں۔ کیونکہ وہ میرے قابل نہیں تھا۔ ان میں سے سبھی مجھ سے احترام سے پیش آئے۔ انھوں نے کہا کہ وہ میری ذہانت کو زندہ رکھنا چاہتے ہیں۔ زندگی کے جس مرحلے پر مجھے کوئی دقت یا الجھن پیش آئے، وہ سب میرے

ساتھی ہیں اور پھر اس وقت میرے سینے میں ایک جذبے نے سر ابھارا، ظاہر ہے یہ جذبہ انتقام ہی ہوسکتا تھا۔ ان لوگوں نے مجھ سے جو دستخط لیے تھے، وہ صرف اس مقصد کے تحت تھے کہ اگر کبھی میں قانون کا سہارا لینے پر آمادہ ہوجاؤں تو یہ سب کچھ میرے خلاف کام آئے لیکن میں جانتی تھی کہ اس دنیا کا قانون لنگڑا ہے، بے شک میری نشاندہی پر کچھ کارروائیاں ہوں گی، چند لوگوں کو گرفتار کیا جائے گا لیکن جو لوگ اس معاملے میں ملوث تھے، وہ بہ ذاتِ خود اتنے اہم اور طاقت ور تھے کہ ان کے خلاف کوئی فیصلہ دینا، دنیا کے کسی بھی ملک کے لیے مشکل تھا چنانچہ یہ حماقت میں نے نہ کی بلکہ ان کے ساتھ تعاون کا وعدہ کیا۔ میری زندگی تو وہ ویسے بھی نہیں لینا چاہتے تھے۔ میں نے ولیم وائی کانٹ کی موت کے راز کو دنیا سے چھپا لیا لیکن میرے وجود میں وائی کانٹ زندہ تھا۔ اس کا بیٹا جسے میں نے چند ماہ کے بعد جنم دیا اور اس کا نام سوئن وائی کانٹ رکھا۔

"سوئن وائی کانٹ ننھے سے سیاہ کیڑے کی مانند میری آغوش میں کلبلا رہا تھا تو میں نے اس کی صورت دیکھ کر چند فیصلے کیے۔ میں نے سوچا کہ اس معصوم وجود کو کسی کے انتقام کا نشانہ نہیں بننے دوں گی، جب میں ان لوگوں کے خلاف میدانِ عمل میں آؤں گی تو ظاہر ہے ان کے ہاتھ پاؤں بھی بندھے نہ ہوں گے۔ وہ میرے خلاف صف آرا ہوجائیں گے اور اس طرح سوئن کی زندگی خطرے میں پڑ جائے گی چنانچہ میں نے ولیم کی روح سے معذرت کی اور کہا کہ مجھے مزید کچھ عرصے کی مہلت دی جائے تاکہ میں اس کی پرورش پر توجہ دے سکوں۔ میرے لیے سوئن، ولیم ہی کی دوسری شکل تھا۔ تیرہ سال میں نے انتقام کی آگ میں جھلستے ہوئے کاٹے اور سوئن کی تعلیم و تربیت پر اپنی تمام تر توجہ صرف کردی لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں نے ان لوگوں کو بھی مایوس نہیں کیا تھا جو جیورل اسپیس سوسائٹی کے رکن کی حیثیت سے میری صلاحیتیں مانتے تھے۔ ان لوگوں سے علیحدہ رہنا میں نے یوں بھی مناسب نہ سمجھا کہ اس طرح یہ میری نگاہوں سے دور ہوجاتے، ورنہ میں انھیں دوبارہ تلاش کرنے کے لیے خاصی الجھنوں کا شکار ہوجاتی لیکن سوئن وائی کانٹ کا تیرھواں سال اس کی زندگی کا آخری سال ثابت ہوا اور اس کا قصور یہ تھا کہ اس کی شکل میں ولیم زندہ تھا۔

" سوئن ایک اعلیٰ قسم کے اسکول میں تعلیم حاصل کررہا تھا، ہماری زندگی پھر ایک معمول پر آگئی تھی لیکن وہ لوگ مطمئن نہیں تھے جنھیں ولیم سے دلی نفرت تھی چنانچہ ایک دوپہر جب سوئن وائی کانٹ اپنے دوستوں کے ساتھ اسکول سے ملحق باغ میں کھیل رہا تھا کسی نے اُسے پکڑ لیا اور اس کے معصوم چہرے کو ایک پتھر سے کچل کر اس کے نقش و نگار ختم کردیے گئے کہ یہ نقش و نگار ولیم وائی کانٹ کی نشاندہی کرتے تھے۔ سوئن کی لاش میرے پاس پہنچا دی گئی اور میرے لیے اب اس کائنات میں تاریکی کے سوا کچھ نہ رہ گیا پھر اس کے بعد اگر میں زندگی کے لیے کوئی دوسرا راستہ منتخب کرتی تو مجھ سے بدترین عورت اس روئے زمین پر اور کوئی نہ ہوتی۔ میں زندہ رہ گئی اور میں نے جیورل سوسائٹی اور دوسرے تمام اداروں سے قطع تعلق کرلیا۔ اب میری کوششیں یہ تھیں کہ میں اپنی زندگی کے اس عمل کا آغاز کروں جس کے لیے زندہ رہ گئی تھی۔ میرے وجود میں نفرت اور انتقام کے سوا کچھ نہیں تھا۔ اس سلسلے میں میرا معاون جیف اینڈریو ثابت ہوا۔ شاید تم لوگوں نے اس بین الاقوامی دہشت گرد کے بارے میں سُنا ہو۔ میں نے اس کے سامنے اپنے آپ کو اس بات کا اہل ثابت کیا کہ اس کی دستِ راست کہلاؤں۔ جیف اینڈریو کے ذریعے میں نے ان تمام لوگوں سے رابطہ قائم کیا جو میرے شوہر اور بیٹے کے قاتل تھے پھر جب ان میں سے پہلا شخص گندھک کے تیزاب میں ڈالا گیا تو دوسرے لوگوں میں خوف کی لہر دوڑ گئی۔ میں نے ذرا طریقۂ کار مختلف رکھا تھا، صرف ایک خوطہ دیا تھا میں نے اُسے اور اس کی بے خدوخال لاش جیورل سوسائٹی کو اس پیغام کے ساتھ بھجوا دی تھی کہ جو کچھ ولیم وائی کانٹ کے ساتھ ہوا، یہ اس کے انتقام کا ہلکا سا نمونہ ہے۔

" جیف اینڈریو یہ تسلیم کرچکا تھا کہ میں دہشت گردی میں بے مثال ہوں۔ دنیا میں یوں تو میرے لاکھوں شناسا تھے، کچھ ایسے تھے جن سے مجھے کبھی پیار تھا لیکن میری زندگی کا واحد مالک، میری توجہ کا واحد مرکز میرا شوہر تھا اور اس کے بعد اس کا نعم البدل یعنی میرا بیٹا۔ جب یہ دونوں اس کائنات میں نہ رہے تو میں نے دنیا کے ہر انسان سے قطع تعلق کرلیا۔ میرے وجود میں نئی نئی تخریبی صلاحیتیں پیدا ہوتی رہیں اور میں سوچتی رہی کہ اس دنیا کو ایک بدترین اذیت گاہ کیسے بنایا جاسکتا ہے۔ میرے دل میں ہر لمحہ ایک نئی تخریبی خواہش جنم لیتی تھی۔ دماغ میں اس منصوبے کی تشکیل ہوتی تھی اور پھر وہ منظرِ عام پر آجاتا تھا۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی ہائل جوشیو کا نام بھی تھا جو میرے لیے اپنے شوہر کے حوالے سے عقیدت کا باعث تھا۔ میں نے اس مقدس نام کو اپنا لیا اور اس نئے نام کو اپنانے کے بعد میں نے سب سے پہلا کام یہی کیا کہ جیف اینڈریو کو فنا کے گھاٹ اتار دیا۔ کیونکہ یہ شخص میرا ہم پلّہ ثابت ہورہا تھا مگر اب میں اپنے آپ کو سب سے برتر دیکھنا چاہتی تھی چنانچہ یہ برتری میرے قدموں میں آگئی۔ مسٹر علی اور مس تہذیب! میں نے مختلف روپ اپنائے اور ایک مخصوص طریقۂ کار میں نے اپنے لیے متعین کیا۔ میں ہمیشہ ایک ایسے روپ میں رہتی تھی جو دنیا سے کٹا ہوا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

محسوس ہو جس کے بارے میں لوگوں کے ذہنوں میں کوئی تجسس نہ ہو۔ دنیاوی دلچسپیوں سے مجھے کوئی غرض نہیں تھی۔ میں نے کسی سے ایسی وابستگی بھی نہیں رکھی جو دوسروں کو میری طرف متوجہ کرے۔ وابستگی مجھے صرف ان دو ہی انسانوں سے تھی جو اس دنیا میں نہیں تھے اور میرا دل یہ چاہتا تھا کہ جب وہ دونوں اس دنیا میں نہیں ہیں تو کوئی بھی یہاں نہ رہے لیکن میں جانتی تھی کہ یہ میرے بس میں نہیں ہے۔ آہستہ آہستہ میرے یہ زخم مندمل ہونے لگے لیکن میرے وجود میں جو وحشت ابھر آئی تھی وہ نئے نئے راستے چاہتی تھی۔ میں اپنی روح کی تسکین کے لیے ایسے ایسے منصوبے سوچتی رہتی تھی جو مجھے اس دنیا کے لوگوں سے ممتاز کر دیں۔ چنانچہ ان علاقوں کو میں نے اپنا مستقر بنایا اور یہاں کی شہریت اپنالی۔

"این کے، فورکاز اور ان اطراف کے دوسرے جزائر اس وقت لوگوں میں اتنے مقبول نہیں تھے جب میں یہاں پہنچی تھی۔ مجھے یہ علاقے بہت پسند آئے اور یہاں میں نے اپنی جدّت طرازی سے کام لیا۔ تم کیا سمجھتے ہو، مہذب دنیا سے دور کسی ایسی جگہ کو عام لوگوں میں روشناس کرا دینا آسان کام تو نہیں ہوتا۔ یہاں کا سمندری سفر ابھی تک مشکل ترین سفر قرار دیا جاتا ہے لیکن میں نے دنیا کو اس طرف متوجہ کیا۔ یہ دراصل ایک تجربہ تھا، ایک ایسی مملکت کے قیام کا جہاں میری اپنی حکومت ہو۔ حکومت قائم کرکے میں ذاتی طور پر مادی فوائد کی خواہشمند نہیں ہوں بلکہ ایک ایسا ملک وجود میں لانا چاہتی ہوں جہاں طاقت ور لوگ موجود ہوں۔ دنیا کے بڑے بڑے سائنسدان جو کسی خاص شعبے میں نام کما لیتے ہیں بالآخر میرے مطیع ہو جاتے ہیں۔ میں انھیں اغوا کرا لیتی ہوں اور اگر ان میں سے کوئی مخلصانہ طور پر مجھے اپنی خدمات پیش کر دے تو پھر میں اُسے اتنی دولت دیتی ہوں کہ دولت کا تصور اس کے ذہن سے محو ہو جائے۔ وہ میرے لیے کام کرتے ہیں اور جب اپنے کام مکمل کر لیتے ہیں تو اس لیے ان کا وجود باقی نہیں رہتا کہ دنیا میں وہ اس جیسا دوسرا کام انجام نہ دے سکیں۔ میں نے مختلف پروجیکٹ بنا رکھے ہیں جن پر کام ہو رہا ہے۔ دنیا کے مختلف ملکوں میں میرے لیے جرائم ہوتے ہیں اور وہاں سے میرے لیے دولت بھیجی جاتی ہے۔ دولت مجھے جہاں سے بھی حاصل ہوتی ہے میں اسے حاصل کرتی ہوں۔ اپنے اس ملک کی تعمیر کے لیے جس کا نام "سوئن" ہوگا۔" وہ چند لمحے خاموش رہی پھر بولی "ہاں۔ میرے اس بسائے ہوئے ملک کا نام سوئن ہوگا اور اس کی شکل میں مجھے اپنا بیٹا نظر آئے گا۔ سمجھے! میں اس ملک میں دنیا کے ایسے لوگوں کو منتخب کر کے رکھوں گی جو ذہنی طور پر سب سے زیادہ طاقت ور ہوں۔ میرے ملک میں پیدا ہونے والے بچے برتری کا اعزاز لیے پیدا ہوں گے اور اس کے لیے میرے سائنسداں کام کر رہے ہیں۔ میرے ملک میں بسنے والی قوم ہائل جوشیو کہلائے گی اور یہ میرے عظیم شوہر کو خراجِ عقیدت ہوگا۔ یہ نام دنیا کے آخری لمحات تک زندہ رہے گا۔ میں اسی فارمولے پر عمل کر رہی ہوں۔ اب تم خود سوچو، میرے منصوبوں پر غور کرو اور پھر اپنا جائزہ لو۔ کیا تم اپنی اس چھوٹی سی شخصیت سے میرے وجود کو فنا کر سکتے ہو؟ جواب دو؟ میں تو وہ سورج ہوں جس تک پہنچنے کا تصور ابھی تک ذہنوں میں نہیں آسکا۔ پھر لوگوں نے سوچا تو یہ کہہ کر اپنے آپ کو باز رکھا کہ اس کی تمازت خاکستر کر دے گی۔ یہ ہے ہائل جوشیو میرے بچو! تم کس طرح مجھ تک پہنچ سکتے ہو؟" وہ خاموش ہو کر مسکرانے لگی۔

ہم دونوں حیرت کے سمندر میں غوطہ زن تھے۔ ایک انوکھی شخصیت ہمارے سامنے تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ ہم اس کے سامنے بے حقیقت تھے اور یہ بھی درست تھا کہ کیتھن وائی کانٹ اپنے انتقامی جذبے میں حق بجانب تھی۔ کسی انسان کو اس حد تک مجبور کیا جائے کہ انسانیت کا تصور ہی اس کے ذہن سے فنا ہو جائے تو پھر اس سے ہر بات کی توقع رکھی جا سکتی ہے۔ کیتھن وائی کانٹ جو کچھ کر رہی تھی وہ انسانی فطرت کے خلاف نہیں تھا لیکن سوال یہ پیدا ہوتا تھا کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ اگر اس کی مظلومیت سے متفق ہو کر اس کے لیے دل میں نرمی بھی پیدا کی جاتی تو بھلا اس سے فائدہ؟ اس نے یہ سب کچھ ہمیں اس لیے نہیں سنایا تھا کہ ہم سے رحم کی طالب تھی بلکہ یہ صرف اظہارِ برتری تھا جس کے بعد وہ ہماری تقدیر کا فیصلہ کرنے والی تھی۔ کسی غلط فہمی کا شکار رہنا حماقت تھی۔ ہائل جوشیو یا اب موجودہ الفاظ میں کیتھن وائی کانٹ اس لیے ہمیں اپنی کہانی نہیں سنا رہی تھی کہ ہم اسے منظرِ عام پر لا کر دنیا سے اس کی مظلومیت کا اعتراف کرائیں بلکہ اُسے یقین تھا کہ یہ کہانی اب ہمارے ساتھ ہی دفن ہو جائے گی۔

میں نے تہذیب مالکم ایکس کی طرف دیکھا اور مجھے ایک عجیب سا احساس ہوا۔ تہذیب متردد نہیں تھی۔ مجھ سے نگاہیں ملیں تو بھی اس نے کسی تاثر کا اظہار نہ کیا بلکہ سادہ اور سپاٹ سی نگاہوں سے مجھے دیکھتی رہی۔ میں نے یہ بھی محسوس کیا تھا کہ جب ہم دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو کیتھن وائی کانٹ کی نگاہیں ہمارے چہروں پر مرکوز تھیں۔

چند لمحات کے بعد اس نے گہری سانس لے کر کہا "تو دوستو! یہ تھی میری کہانی اور اس کے بعد میں کچھ سوالات تم دونوں سے کروں گی۔"

"ہم حاضر ہیں۔" میں نے کسی قدر مضمحل لہجے میں کہا۔

"ہائل جوشیو کے بارے میں جاننے کے بعد تمھارے دل میں اس کے لیے کیا جذبات ہیں؟"

"اس کا اظہار بے کار ہے میڈم کیتھن وائی کانٹ۔ کیونکہ ہم اس وقت مغلوب پوزیشن میں ہیں۔ اگر ہم آپ سے ہمدردی کا اظہار کریں گے تو آپ کے ذہن میں اس کے علاوہ اور کوئی خیال نہیں پیدا ہو سکتا کہ ہم آپ سے کسی رعایت کے طالب ہیں۔ چنانچہ جو احساس ہمارے دلوں میں آپ کی اس کہانی کو سن کر پیدا ہوا ہے اُسے ہمارے ذہن ہی میں رہنے دیجیے۔ ہاں یہ حقیقت ہے اور آپ کو بھی اس کا علم ہے کہ ہم دونوں اس ملک سے متعلق نہیں ہیں جس کے مقصد کی تکمیل کے لیے یہاں تک پہنچے ہیں۔ ہم صرف معاوضے پر کام کرنے والوں میں سے ہیں۔"

"میں جانتی ہوں۔ تمھارا کیا خیال ہے، کیا میں اس بات سے ناواقف ہوں، کیا مجھے اس کا علم نہیں ہے علی کہ تم یہاں کی ایک خطرناک شخصیت کو جو بارہا خود کو میرے مقابلے پہ لانے کی کوشش کر کے ناکام رہ چکی ہے، نقصان پہنچا کر مجھ تک آئے ہو۔ میں جانتی ہوں کہ کوئی بھی شخص جو اتنے بڑے کام کی تکمیل کے لیے نکلتا ہے، احمق نہیں ہوتا۔ تم بھی احمق نہیں ہو اور یقیناً اس کہانی کو جاننے کے بعد اگر تمھیں موقع ملا تو تم میرے خلاف کچھ نہ کچھ کرنے کی کوشش کرو گے۔ میں اپنی موجودہ شخصیت سے مطمئن ہوں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اس ملک نے جس نے تمھیں یہاں ایک خاص مقصد کے لیے روانہ کیا ہے، مارٹینا کو بھی یہاں بھیجا تھا اور سچ بات یہ ہے کہ میں اس کی اصل شخصیت سے واقف نہیں تھی۔ نہ میں مارینا ہارڈو کو جانتی تھی۔ میں نے مارٹینا کی شخصیت کو پسند اس لیے کیا کہ اس ہنگامہ خیز زندگی میں وہ ایک پُرسکون عورت کی مانند زندگی بسر کر رہی تھی اور کوئی بھی اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔ میں نے اس کی اس کامیاب شخصیت کو اپنا لیا۔ اب دلچسپ بات یہ ہے کہ تم لوگ بھی اسی سے متعلق نکلے۔ تمھارا خیال بالکل درست ہے علی۔ میں نے اپنی یہ کہانی تمھیں اس لیے نہیں سنائی کہ تمھیں اپنے ساتھ شامل ہونے کی دعوت دوں اور تم یہ بھی سمجھ لو کہ کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ اس وقت میں مارٹینا کے روپ میں یہاں موجود ہوں اور یہ بھی کوئی نہیں جانتا کہ ہائل جوشیو کی اصل شخصیت کیا ہے۔ ایک فرد ایسا نہیں ملے گا تمھیں جو میری کہانی سے واقف ہو۔ سو پھر یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے میرے بچو کہ تم لوگ میری کہانی جاننے کے بعد زندہ رہو۔ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا، میں اگر چاہوں تو تمھیں اپنے آدمیوں میں شامل کر کے تمھاری زندگی بخش سکتی ہوں، صرف اس تصور کے تحت کہ تم میری کہانی سے غمزدہ ہو لیکن حماقت کا وہ دور تیس سال پہلے کا تھا۔ ان تیس سالوں میں، میں حالات کی بھٹی میں اتنی تپ چکی ہوں کہ اب اگر کوئی میرے وجود میں جھانک کر دیکھے تو اس میں صرف بھڑکتی ہوئی آگ نظر آئے گی۔ نہ میرے سینے میں انسان کا دل ہے، نہ میرے وجود میں انسانیت کی کوئی رمق۔ تم نے مجھے پایا، میں نے تمھیں اپنے بارے میں بتا دیا اور اس کے بعد تمھارے لیے صرف موت ہے۔ مجھے معاف کرنا، دنیا نے جو کچھ مجھے دیا ہے، وہی میں دنیا کو دے سکتی ہوں۔ کسی کی ذات کی انفرادیت اب میرے لیے ایک ناممکن عمل بن گئی ہے۔ ہاں، یہ دوسری بات ہے کہ اگر تم مجھ سے کچھ وقت مانگو، زندہ رہنے کے لیے تو میں اس پر غور کر سکتی ہوں۔ مثلاً ایک ماہ۔ اگر تم دونوں ایک دوسرے کو چاہتے ہو اور تمھارے دل میں یہ خواہش ہے کہ کاش تم دنیا کے ہنگاموں سے ہٹ کر کچھ وقت ایک دوسرے کی معیت میں گزارو تو میں یہ موقع مہیا کر سکتی ہوں۔ اس میں میرے جذبات کو کوئی دخل نہیں ہوگا بلکہ یہ صرف ایک رعایت ہوگی جو میں تمھیں نجانے کیوں دینا پسند کروں گی۔ اس سلسلے میں مجھ سے کوئی سوال مت کرنا، بولو، کیا چاہتے ہو؟"

"کچھ نہیں میڈم۔ ہم آپ سے کوئی رعایت نہیں طلب کر سکتے اور ہم لمحاتی کھیل کے قائل بھی نہیں ہیں۔ یا تو فتح مند ہو کر یہاں سے جاتے یا پھر اگر موت مقدّر ہے تو پھر موت سہی۔ ہاں مس تہذیب اگر اپنے بارے میں کسی تبدیلی کی خواہاں ہیں تو اس مرحلے پر ہر انسان کو اپنے طور پر فیصلہ کرنے کا حق حاصل ہے۔ میں اب بھی یہی کہتا ہوں کہ آپ کی اس کہانی سے بے پناہ متاثر ہونے کے باوجود اگر مجھے اس کا موقع مل جاتا کہ میں صرف اپنا مقصد حل کر کے یہاں سے واپس چلا جاؤں تو میں آپ کو کوئی نقصان پہنچانے سے بھی دریغ نہ کرتا۔ یہ سچائی ہے جسے مصلحتوں کے لبادے میں تو چھپایا جا سکتا ہے لیکن اس کی حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔"

"اچھی بات کہی تم نے مگر مجھے افسوس ہے کہ اب میں دنیا میں کسی کے ساتھ رعایت نہیں کر سکتی۔ بے شک وہ لمحات جو میں تمھیں دینے کی خواہاں تھی، کسی بھی طور میرے حق میں بہتر نہ ہوتے لیکن تمھاری ان اچھائیوں کے صلے میں، میں تمھیں یہ لمحات دے کر اپنے ضمیر کو مطمئن کرنے کی کوشش کرتی کہ میں نے اتنے ناسازگار حالات کے باوجود کچھ کیا۔ چنانچہ مجھے نہایت افسوس ہے کہ اس سے زیادہ میں تمھارے لیے کچھ نہیں کر سکتی۔"

"البتہ ایک سوال میں آپ سے ضرور کروں گا، میڈم کیتھن وائی کانٹ۔"

"نہیں پلیز، مجھے ہائل جوشیو کہو، صرف ہائل جوشیو۔" اس نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ٹھیک ہے۔ ہائل جوشیو! تم نے ہمارے قتل کے لیے کیا طریقہ کار سوچا ہے؟ ہم کوئی ایسی موت چاہتے ہیں جو ہماری آپس کی یگانگت میں معاون ثابت ہو۔ ہم دونوں میں سے کوئی بھی یہ پسند نہیں کرے گا کہ کسی ایک کی موت ایک لمحہ بھی پہلے ہو۔"

"خوب! میرے پاس ایسا انتظام موجود ہے۔ میں تم دونوں کو الیکٹرک چیمبر میں بھیج دوں گی۔ وہاں تم چند لمحے تنہا بھی گزار سکو گے اور پھر میں ایک بٹن پر انگلی رکھوں گی اور مخصوص قسم کی شعاعیں تمہارے دلوں کی حرکت بند کر دیں گی۔ صرف ایک لمحے میں یا یوں سمجھ لو پلک جھپکنے سے قبل تم دونوں موت کی آغوش میں چلے جاؤ گے۔"

"لیکن مسٹر علی نے کہا ہے میڈم کہ میں اگر چاہوں تو آپ کی اس رعایت سے فائدہ اٹھا سکتی ہوں۔ میرے ذہن میں یہ خواہش ابھرتی ہے کہ میں چند روز کی مزید زندگی پالوں۔" تہذیب نے کہا۔

"اگر تمہارے ساتھی کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے تو میں جو وعدہ کر چکی ہوں اسے پورا کروں گی لیکن یوں لگتا ہے جیسے تمہارا ذہن کوئی منصوبہ سوچ رہا ہے۔ بھولی لڑکی! یوں سمجھ لو کہ اس مکان میں اس مختصر سی جگہ میں صرف وہ ہوتا ہے جو میں چاہتی ہوں۔ کسی بھی طور تم اپنی مرضی سے کچھ نہیں کر سکتیں۔"

"بدقسمتی یہ ہے ہائل جوشیو کہ میں احمق نہیں ہوں۔ آپ شاید اس بات پر یقین نہ کریں کہ میں اصل میڈم مارٹینا کو تہ خانے میں تلاش کر چکی ہوں اور مجھے آپ کے بارے میں یہ حقیقت بہت پہلے معلوم ہو چکی تھی۔"

"میں سن چکی ہوں اور اس بات پر میں نے تمہاری ذہانت کو دل ہی دل میں سراہا بھی تھا۔ یقیناً یہ جوڑا جو میرے سامنے موجود ہے ان بے شمار افراد پر فوقیت لے جا چکا ہے جو میرے دشمن تھے اور میرے راستے میں آنے کی کوشش کرتے رہے لیکن اس میں ناکام رہے۔"

"شکریہ ہائل جوشیو۔ لیکن آپ نے یہ نہیں سوچا کہ اس کے باوجود میں آپ سے مسلسل رابطہ قائم کیے رہی اور کئی بار آپ کے ذریعے تارینا بارڈو سے بھی رابطہ قائم کیا۔ کم از کم اس حد تک مجھے امید نہیں تھی کہ آپ ہائل جوشیو نکلیں گی لیکن اتنا جانتی تھی کہ ہائل جوشیو سے آپ کا کوئی گہرا تعلق ہے اور آپ تارینا بارڈو کے ملک کو دھوکا دے رہی ہیں۔ وہ لوگ آپ کی طرف سے غلط فہمیوں کا شکار ہیں۔ اس صورت حالات کے باوجود بھی اگر میں آپ سے اس سلسلے میں کام لیتی رہی ہوں تو اس کا مطلب یہ تھا کہ میں اپنے طور پر آپ سے محفوظ رہنے کا بندوبست بھی کرتی رہی ہوں اور میں نے صرف اتنا پروگرام آپ کے ذریعے مکمل کیا ہے جو آپ کے علاوہ کسی اور کے ذریعے مکمل نہیں کیا جا سکتا تھا۔ کسی ایسے ہی وقت کے لیے میں ہمیشہ تیار رہی ہوں۔ بہت مختصر سے عرصے میں میں نے یہ تیاریاں کر لی تھیں۔ بات انسانی قوت کی ہے ہائل جوشیو اور آپ نے کم از کم یہ نہیں کہا کہ آپ انسانی قوتوں سے برتر کوئی چیز ہیں۔"

"کیا مطلب ہے تمہارا؟"

"بہت معمولی سی بات ہے۔ یہ دیکھیے۔" دفعتاً تہذیب نے ہاتھ اٹھایا۔ میری نگاہیں بھی تہذیب کی جانب اٹھ گئی تھیں۔ تہذیب کے ہاتھ میں ایک ننھا سا تقریباً ڈیڑھ انچ کے سائز کا چوکور بکس تھا جس پر صرف ایک سفید بٹن لگا ہوا تھا۔ غالباً یہ ریموٹ کنٹرول ٹائپ کی کوئی چیز تھی۔ تہذیب نے ایک لمحہ ضائع کیے بغیر وہ بٹن دبا دیا اور دفعتاً کیتھن والی کاؤنٹ کے حلق سے ایک دلخراش چیخ نکل گئی۔ اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کے بدن میں شاید اتنی سکت نہیں رہی تھی۔ ایک سفید سا شعلہ چمکا اور کیتھن والی کاؤنٹ بے جان ہو گئی۔ اس کا چہرہ سفید ہو گیا تھا۔ بدن کے جتنے کھلے ہوئے حصے تھے وہ سب کے سب سفید ہو گئے تھے لیکن لباس محفوظ تھا۔ لباس پر آنچ تک نہ آئی تھی۔ یہ سفیدی میری سمجھ سے باہر تھی لیکن کیتھن والی کاؤنٹ کی آنکھوں میں اب زندگی کی چمک نظر نہیں آ رہی تھی۔ اس کے خدوخال جوں کے توں تھے۔ کھلی ہوئی آنکھیں میری جانب نگراں تھیں لیکن ان کی نیلی پتلیاں جل چکی تھیں۔ سفیدی البتہ جوں کی توں برقرار تھی اور پتلیاں جلنے کے بعد پوری آنکھوں کے ڈیلے سفید نظر آ رہے تھے۔ جس سے اس کی شکل بے حد ہیبت ناک ہو گئی تھی۔

تہذیب مالکم ایکس نے چوکور آلہ اپنے لباس میں رکھا اور کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ "علی! یہ ختم ہو چکی ہے۔" وہ بولی۔

میرے تو بدن میں جان ہی نہ رہی تھی۔ کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اچانک کیا ہوا؟ کیسے ہوا؟ بالکل الف لیلوی انداز تھا۔ حقیقت کی دنیا سے اگر اس کا واقعی کوئی تعلق تھا تو تہذیب کو کیا کہوں! کیا سمجھوں! یقین کسی طور نہیں آ رہا تھا۔

تہذیب میرے پاس پہنچ گئی۔ اس نے میرا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔ "علی! کھیل ختم ہو چکا ہے۔"

"مم... مگر کیسے؟"

"یہ اٹامک الیکٹروڈ ہے اور اس بڑھیا کی اس وھیل چیئر میں ایٹمی شعاعوں کا جال پھیلا ہوا ہے۔ ایٹم کے ذریعے پیدا ہونے والی شعاعیں جو انسانی نگاہ میں نہیں آتیں، ان باریک باریک تاروں میں دوڑ رہی ہیں اور یہ تار ایک ایسی خودکار بیٹری سے منسلک ہیں جو اس وھیل چیئر کے نچلے حصے میں پیروں کے پاس چھپا دی گئی ہے۔ تار صرف وھیل چیئر کے ہتھوں پر ہیں چونکہ

بدن کا کھلا ہوا حصہ صرف انہی ہتھوں سے ٹچ ہو سکتا ہے۔" تہذیب کہہ رہی تھی۔ "اس بات سے واقف ہونے کے بعد کہ وہ مارٹینا نہیں ہے، میرے لیے اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں تھا کہ میں اسے ہائل جوشیو کی کوئی خصوصی نمائندہ سمجھوں اور یہ بھی مجھے کرنا تھا کہ اپنے پروگرام سے آگاہ کرتی رہوں تاکہ اس کو یہ شبہ نہ ہونے پائے کہ میں اس پر کسی قسم کا شک کرتی ہوں۔ اپنے وہ اہم ترین راز بھی میں نے اسے دے دیے جو میں صرف اپنے سینے میں ہی رکھ سکتی تھی۔ اس طرح میں نے اس کا اعتماد حاصل کیا۔ کم از کم اس حد تک کہ وہ یہی سمجھتی رہے کہ میں بے وقوف لڑکی اس کی اصلیت سے ناآشنا ہوں۔ میں اس پوری کوٹھی میں بے کار نہیں بیٹھی رہی۔ اس کا اعتماد حاصل کرنے کے بعد میں نے ہر وہ جگہ دیکھی جہاں اس نے اپنے سائنسی شعبدے پھیلا رکھے تھے۔ یہ بھی مجھے اعتماد میں رکھنے کے لیے بہت کچھ بتاتی رہی۔ ان شعبدوں میں مجھے ایک ہی کارآمد چیز نظر آئی، یہ اٹامک الیکٹریکل بیٹری۔ جس کے تار بال کی طرح باریک ہوتے ہیں اور عام حالات میں نظر نہیں آتے۔ اس کے بعد یہ میری ہنرمندی تھی کہ میں نے بیٹری وھیل چیئر میں اس وقت فٹ کی جب یہ کسی کام سے باہر گئی ہوئی تھی اور اس کے تار اس چیئر کے ہتھوں میں چھپا دیے کہ اس کا کھلا ہوا بدن اس سے مس ہوتا رہے۔ یہ الیکٹرک اٹامک بیٹری ریموٹ سے بھی کنٹرول کی جا سکتی تھی اور یہی اس کا ریموٹ کنٹرول تھا جو میرے پاس موجود ہے۔ میں نے یہ انتظام ایسے ہی کسی وقت کے لیے کیا تھا کہ جب اسے یہ پتا چل جائے کہ میں اس کی حقیقت سے واقف ہو گئی ہوں اور یہ مجھ پر وار کرنے کی کوشش کرے لیکن علی! جس قدر مناسب وقت پر اس کا استعمال ہوا ہے میں اس پر ہمیشہ فخر کرتی رہوں گی۔ خدا کا شکر ہے کہ تمہیں بچانے میں میری یہ کوششیں کامیاب ثابت ہوئیں۔"

میں تہذیب مالکم ایکس کو دیکھ رہا تھا اور میرے وجود میں فخر و غرور کا ایک عجیب سا احساس ابھر رہا تھا۔ ایک ایسی ذہین لڑکی! ایک ایسی عظیم شخصیت میری اپنی زندگی سے متعلق ہے! اس پر میں جتنا بھی ناز کرتا کم تھا۔

چند لمحے بعد جب مجھے اس کامیابی کا یقین آیا تو میں نے گرم جوشی سے تہذیب کے دونوں ہاتھ تھام لیے۔ وہ شرماتے ہوئے انداز میں مسکرا رہی تھی۔

"میری سمجھ میں نہیں آ رہا تہذیب کہ اس وقت اپنی مسرت اور تم سے عقیدت کا اظہار کس طرح کروں۔" میں نے جوشِ جذبات سے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

"کافی ہے کافی ہے۔" وہ ہاتھ چھڑاتے ہوئے بولی۔ "اب ہمیں اور بھی تو کام کرنے ہیں۔"

"کیا وھیل چیئر میں اٹامک شعاعیں ختم ہو گئیں؟" میں نے سوال کیا۔

"صرف ایک لمحے کا کھیل تھا، صرف ایک لمحے کا۔ میں نے یہ جائزہ لے لیا تھا کہ اس کے ہاتھ ان باریک تاروں پر رکھے ہوئے ہیں اور اسی وقت میں نے یہ عمل کیا۔ مزید احتیاط کی خاطر میں نے اسے اس قسم کی باتوں میں الجھایا کہ اس کے جسم میں تشنج پیدا ہو جائے اور وہ اپنی انگلیاں پھیلا کر کرسی کے ہتھوں کو پوری طرح پکڑ لے۔ چنانچہ سب کچھ میری مرضی کے مطابق ہی ہوا۔"

"بے شک، بے شک۔" میں نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ "جس قدر تعریف ممکن تھی، وہ میں کر چکا۔ اب اس سے زیادہ تو کوئی بات اس وقت ممکن نہیں کہ آپ کے اس کارنامے پر خراج و تحسین کا باعث بنے۔" میرے ان معنی خیز الفاظ نے تہذیب کے چہرے پر شرم کی وہی سرخی پیدا کر دی جس کی توقع کسی مشرقی خون سے ہی کی جا سکتی تھی۔

"خیر، چھوڑو ان باتوں کو۔ ہمیں یہاں پتا نہیں کیسی کیسی مصیبتوں سے نمٹنا ہے۔" وہ بولی۔ "سب سے پہلے اس کی لاش ٹھکانے لگاؤ اور اس کے بعد ہم اپنے دوسرے پروگرام پر عمل کریں گے۔"

"اس نے اس قسم کے تیزابی ٹینکوں کا ذکر کیا تھا جس میں وہ

دنیا کے حیرت انگیز فن تحریر شناسی کی مدد سے
دوسروں کی شخصیت کو کھلی کتاب کی طرح پڑھیں،
تحریر شناسی کے فن پر ایک نادر و رہنما کتاب
تحریر اور شخصیت
قیمت ۱۵ روپے
ڈاک خرچ ۱۰ روپے
○ آپ کو بتائے گی کہ آپ کیا کچھ کر سکتے ہیں۔
○ آپ کن صلاحیتوں کے مالک ہیں ○ تحریر کے ذریعے اپنی کمزوریاں اور خامیاں کیسے دور کی جا سکتی ہیں؟
ملنے کا پتہ
مکتبہ نفسیات، پوسٹ بکس ۹۴۴۳ کراچی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اُن سائنس دانوں کو جلا دیتی تھی جو اُس کا کام مکمل کر دیتے تھے۔"

"ہاں، میں نے بھی وہ ہولناک جگہ دیکھی ہے۔"

"تو پھر میرے خیال میں اس سے بہتر ذریعہ اور کوئی نہیں ہے ہمارے پاس۔ اس کی لاش کو ٹھکانے لگانا ضروری ہے تاکہ یہ کسی کو دستیاب نہ ہو سکے۔"

"ٹھیک ہے۔ آؤ۔"

"تہذیب! یہ بتاؤ اس عمارت میں کہاں کہاں ہماری مڈبھیڑ ان لوگوں سے ہو سکتی ہے جو اس کے لیے کام کر رہے ہیں اور ہمارے لیے خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں؟"

"اس وقت کہیں پر بھی نہیں۔ عجیب و غریب نظام قائم کر رکھا ہے اس نے جو بار بار مجھے مخدوش بھی محسوس ہوا لیکن یہ معلوم کرنے کے بعد کہ یہ ہر جگہ سے پوری طرح باخبر رہتی ہے، میری وہ حیرت رفع ہو گئی۔ یقین کرو، بڑی عجیب و غریب عورت تھی یہ اور خدا کی قسم، میں سچ کہہ رہی ہوں کہ مجھے اس کی موت کا افسوس ہے۔ اگر کسی بھی طرح اس کی زندگی محفوظ رکھی جا سکتی تو میں ضرور رکھتی لیکن چونکہ یہ میرے علی کے لیے خوفناک ہو گئی تھی، تو اس کے بعد میں کسی طرح بھی اس کا وجود برداشت نہیں کر سکتی تھی۔" تہذیب نے بے اختیار یہ الفاظ کہہ دیے لیکن اس کے ساتھ ہی اس کا چہرہ گلنار ہو گیا تھا۔

"تیزاب کے ٹینکوں کا کیا نظام ہے؟"

"ہمیں اس کی لاش وھیل چیئر پر ہی لانا ہو گی۔ پتا نہیں اٹامک شعاعوں کے اثرات کیا ہوں۔ ممکن ہے اس کے بدن میں یہاں سے ہلنے کی سکت نہ ہو۔ ایک مخصوص جگہ تک اس وھیل چیئر کو لے جانا ہے اور اس کے بعد ہم اسے ایک ایسے راستے پر دھکیل دیں گے جس کا اختتام ہی تیزاب کے تالاب میں ہوتا ہے۔"

میں نے تہذیب کی ہدایت کے مطابق وھیل چیئر کو وہاں سے دھکیلا اور اس کے بعد دو پیچ در پیچ راہداریوں سے گزر کر ہم ایک کمرے میں پہنچ گئے۔ اس کمرے میں مشینیں لگی ہوئی تھیں۔ ایک بڑی سی مشین کے پاس وھیل چیئر کو اُلٹا کر دیا گیا۔ بوڑھی کی لاش جوں کی توں بیٹھی تھی۔ اس کے اعضا منتشر نہیں ہوئے تھے۔ تہذیب نے ایک بٹن دبایا اور بوڑھی کی لاش پھسلتی ہوئی کسی نامعلوم جگہ چلی گئی۔ ایک ایسی عورت کا یہ انجام جس نے ایک نیا ملک بسانے کا، ایک نئی دنیا آباد کرنے کا منصوبہ تیار کر رکھا تھا، بڑا ہی عبرت ناک تھا لیکن بے شمار افراد کی بھلائی کے لیے بے شمار لوگوں کی زندگی کے لیے اس کی زندگی ختم کر دینا انتہائی ضروری تھا۔

تہذیب نے کہا۔ "علی! اب ہمارا کام نہایت سخت ہو جاتا ہے۔ میرے ذہن میں ایک فوری منصوبہ ہے اگر تم اسے منظور کر لو۔"

"جی فرمائیے، مس تہذیب مالکم ایکس۔" میں نے کسی قدر خوشگوار انداز میں کہا۔ ذہن پر چھائی ہوئی حالات کی گرد کو صاف نہ کرنے کا مطلب یہی ہوتا کہ دماغ پر بوجھ رہے۔ اس وقت تھوڑی سی شگفتگی ضروری تھی۔

"میرا خیال ہے کہ میڈم مارٹینا کو ان کی جگہ سے نکال لایا جائے اور انھیں فوری طور پر اس کی جگہ دے دی جائے۔ میڈم مارٹینا ایک ذہین خاتون ہیں اور یقیناً ساری باتوں سے واقف ہونے کے بعد وہ اس کا کردار سنبھال سکتی ہیں۔ تمام لوگوں کو وہی کنٹرول کریں گی۔ اس کے لیے ایک طریقۂ کار متعین کر لیا جائے گا اور سنو علی! اب تمھیں کہیں جانے کی ضرورت نہیں۔ تھوڑی سی تبدیلیاں پیدا کر لو اپنے چہرے میں اور اس کے بعد یہیں رہو۔ ہم یہیں سے اپنی بقیہ کارروائیاں شروع کریں گے۔ تم نے جو تفصیلات سنائی ہیں ان کے تحت ہمیں بے شمار کام کرنے ہیں۔ یوں لگتا ہے جیسے خداوند قدوس ہمیں یہاں کامیابی دلانا چاہتا ہے اور اس کے انتظامات بظاہر تو نظر آ رہے ہیں۔"

"ہاں تہذیب! واقعی ہمیں بے شمار کام کرنے ہیں لیکن ان کاموں کو کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ ہم میڈم مارٹینا کو اس کی جگہ دے دیں۔ اس طرح نہ صرف ہمارے ساتھ میڈم مارٹینا کی عقل بھی شامل ہو جائے گی۔ بلکہ ہمارا یہ حصہ بالکل محفوظ ہو جائے گا۔"

"ٹھیک ہے آؤ۔ میڈم مارٹینا کے پاس چلیں۔" تہذیب مجھے ساتھ لے کر چل پڑی۔

یہاں آنے کے بعد میں نے این کے، نور کاز اور اس بے نام جزیرے پر جو کارروائیاں کی تھیں اور آئی وان فیرد جیسے خطرناک آدمی کو جس طرح میں نے شکست دی تھی اُسے میں اپنی کامیابی تصور کر سکتا تھا اور اگر اس کی رپورٹ باقاعدہ کسی کو پیش کی جاتی تو یقیناً اسے قابلِ ستائش سمجھا جاتا اور میری اس اعلیٰ کارکردگی کا اعتراف کیا جاتا لیکن میں نے دل ہی دل میں تہذیب مالکم ایکس کی اس عظیم الشان کامیابی کو سراہا تھا اور یہ تسلیم کیا تھا کہ تہذیب نے محدود رہ کر بھی اتنا بڑا کارنامہ انجام دیا ہے جس کے سامنے میری تمام تر کاوشیں ہیچ ہو جاتی ہیں۔ ہر چند کہ وہ یہ نہ سمجھ پائی تھی کہ بوڑھی کیتھن وائی کانٹ خود ہائل جوشیو ہے لیکن اس نے کیتھن وائی کانٹ کے لیے جس طرح بندوبست کیا تھا اس کی مثال ملنا ناممکن تھی اور یہ اس کی ذہانت تھی کہ اس نے ایک اتنے بڑے خطرے کو ٹال کر اس وقت اپنی اور میری دونوں کی زندگی بچائی تھی۔

میڈم مارٹینا کو جس قید خانے میں رکھا گیا تھا وہ انسانی

ضروریاتِ زندگی سے آراستہ تھا۔ پتا نہیں کیوں کیتھن وائی کانٹ نے اُسے زندہ رکھا تھا۔ غالباً اس کے ذہن میں یہ خیال ہو گا کہ شاید کبھی اُسے اس کی اصل حیثیت کی ضرورت پیش آ جائے۔ بہرطور میڈم مارٹینا نے تہذیب مالکم ایکس کو دیکھا اور اس کے ساتھ مجھے دیکھ کر ان کی آنکھوں میں سوالیہ تاثرات ابھر آئے۔

تہذیب نے آگے بڑھ کر کہا۔ "میڈم! یہ علی ہیں۔۔ علی یار خان! میں آپ کو تمام تفصیلات نہیں بتا سکتی لیکن میں نے آپ سے کہا تھا کہ میں تارینا ہارڈو کے لیے کام کر رہی ہوں۔ ہر چند کہ میرا تعلق آپ کے وطن سے نہیں ہے لیکن میں اپنے فرائض کی بجا آوری کے سلسلے میں وہی جذبات رکھتی ہوں جو آپ کے سینے میں اپنے وطن کے لیے موجزن ہوں گے۔"

"ہاں تم نے کہا تھا۔۔ اور تم نے یہ بھی کہا تھا کہ میں تمھارا رہنما اور یہ بھی حقیقت ہے کہ تمھارے علاوہ اور کوئی اس بات سے واقف نہیں ہو سکا کہ میری حیثیت کیا ہے۔" میڈم مارٹینا نے کہا۔

"میڈم! اس وقت میں آپ کو کوئی تسلی نہیں دے سکی تھی، کچھ زیادہ تفصیل نہیں بتا سکی تھی، سوائے اس مختصر بات کے جو میں نے آپ کو بتائی تھی لیکن اب میں آپ کو خوش خبری دیتی ہوں کہ ہم نے اس عفریت کو ختم کر دیا ہے جس نے آپ کو قیدی بنا لیا تھا۔"

"کیا۔۔؟" ایا سچ مارٹینا نے بے اختیار اپنی جگہ سے اٹھنے کی کوشش کی اور ایک سمت لڑھک گئی۔

تہذیب نے آگے بڑھ کر اُسے سہارا دیتے ہوئے کہا۔ "ہاں میڈم مارٹینا! ہم اسے ہلاک کر چکے ہیں۔"

"نہیں! خدا کے لیے۔۔۔ خدا کے لیے! اگر یہ کوئی مذاق ہے تو مجھ بوڑھی کے ساتھ یہ مذاق نہ کرو۔ میں۔۔۔ میں اپنی تمام شخصیت کھو بیٹھی ہوں۔ مجھ میں اب اتنی بھی سکت نہیں رہی کہ میں خوشی کی کوئی بات برداشت کر سکوں۔ میرے ساتھ مذاق۔۔۔؟"

"نہیں میڈم! ہم آپ کی بے پناہ عزت کرتے ہیں۔ درحقیقت جو بات آپ سے کہی گئی ہے، وہ حرف بہ حرف درست ہے لیکن یہ بات نہ صرف آپ کے بلکہ ہمارے حق میں بھی انتہائی مہلک ثابت ہو گی کہ آپ اپنی وہ صلاحیتیں کھو بیٹھیں، جن کے تحت آپ معذور ہونے کے باوجود اپنے وطن کے لیے کام کر رہی تھیں۔ یوں سمجھ لیجیے کہ جو ذمے داریاں آپ کے سپرد کی گئی تھیں ان کے تحت کچھ ناگزیر حالات ضرور پیش آ گئے تھے آپ کو لیکن آپ کی ذمے داریاں جوں کی توں برقرار ہیں۔ آپ کو اپنے وطن کے لیے اپنی تمام تر صلاحیتوں سے کام لے کر وہی سب کچھ کرنا ہے جو آپ کا وطن آپ سے چاہتا ہے۔"

"میں کروں گی۔۔۔ لیکن بس مجھے یہ پتا چل جائے کہ حالات ہمارے کنٹرول میں ہیں۔"

"اس سلسلے میں تارینا ہارڈو سے آپ کی گفتگو کرائی جا سکتی ہے۔"

"نہیں! میں تم لوگوں کو مجبور نہیں کروں گی، جو کچھ تم کہہ رہے ہو میں اس پر یقین کر لوں گی لیکن کیا ان حالات میں بھی مجھے اس قید خانے میں زندگی گزارنا ہو گی؟" مارٹینا نے سوال کیا۔

"بالکل نہیں۔ آئیے، ہم آپ کو یہاں سے لے چلتے ہیں۔"

میں نے محسوس کر لیا تھا کہ میڈم مارٹینا اس قید خانے میں قید رہ کر ذہنی مریضہ بن چکی ہیں اور اگر انھیں فوری طور پر آزادی کی کھلی فضا نصیب ہو جائے تو ان کے اندر نمایاں تبدیلی رونما ہو گی۔

جب ہم انھیں لے کر ایک کمرے میں پہنچے تو میڈم مارٹینا نے کہا۔ "مجھے وھیل چیئر پر بٹھا کر کھلی فضا میں لے چلو۔ میں آسمان دیکھنا چاہتی ہوں۔ نہ جانے کتنا عرصہ ہو گیا مجھے آسمان دیکھے ہوئے۔"

میڈم مارٹینا کو اعتدال پر لانے کے لیے اس وقت ان کی ہر خواہش کی تکمیل ضروری تھی چنانچہ ہم انھیں باہر لے آئے۔ آسمان ابر آلود تھا۔ فضا میں گھر چھائی ہوئی تھی۔ میڈم مارٹینا وھیل چیئر پر بیٹھی گہری گہری سانسیں لیتی رہیں۔ ان کی آنکھوں میں عجیب سی قندیلیں جگمگا رہی تھیں۔ ہم دیر تک انھیں عمارت کے مختلف حصوں میں گھماتے رہے اور یہ یقین دلاتے رہے کہ جو کچھ ان کے سامنے ہے وہ خواب نہیں ہے۔

کافی دیر کے بعد میڈم مارٹینا نے کہا۔ "اب واپس چلو، مجھے خنکی کا احساس ہو رہا ہے۔" چنانچہ ان کی خواہش پر ہم انھیں اندر لے آئے اور اس کے بعد انھیں ہائل جوشیو کی وھیل چیئر دکھائی گئی جس پر کبھی کیتھن وائی کانٹ بیٹھتی تھی۔ کیتھن وائی کانٹ کی مختصر کہانی تہذیب نے میڈم مارٹینا کو سنائی تو وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر رہ گئیں۔ اس دوران تہذیب نے وھیل چیئر کے نیچے سے اٹامک بیٹری نکال دی تھی اور وہ باریک باریک تار بھی کھول دیے تھے جو درحقیقت بال کی مانند لیکن بے پناہ مضبوط تھے۔

کئی گھنٹے کے بعد مارٹینا کی حالت اعتدال پر آ سکی۔ اس دوران ہم نے انھیں کھانے پینے کی اشیا بھی پیش کی تھیں۔ میں نے اس پوری کوٹھی میں گھومنے پھرنے کے بعد یہ دیکھ لیا تھا کہ اس وقت وہاں کوئی ملازم وغیرہ بھی نہیں تھا۔ ہاں ملازموں کی رہائش گاہیں ایک سمت نظر آ رہی تھیں اور ان میں مدھم روشنیاں اس بات کی مظہر تھیں کہ وہ سب گہری نیند سو رہے ہیں لیکن ہمارے لیے یہ سونے کا وقت نہیں تھا۔ میڈم مارٹینا کی حالت اعتدال پر آنے کے بعد تہذیب کے کہنے پر میں نے انھیں سب سے پہلے یہ بتایا کہ ہم لوگ درحقیقت کیا ہیں۔ وہ یہ سن کر حیران رہ گئیں کہ ہمارا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تعلق ان کے وطن سے نہیں ہے لیکن اس کے باوجود ہم لوگ اتنی محنت سے یہ کام کر رہے ہیں۔

میں نے میڈم مارٹینا سے کہا۔ "بہت جلد ہمیں آپ کی بات تارنیا ہارڈو سے کرانا ہوگی اور اس وقت آپ انھیں یہ بتائیں گی کہ آپ کے ساتھ کیا واقعات پیش آئے لیکن اس سے پہلے تمام صورتِ حال کو سمجھ لینا آپ کے لیے بہت ضروری ہے تاکہ اس کی روشنی میں آپ اپنا باقی کام کر سکیں۔"

میڈم مارٹینا اب پوری طرح سنبھل چکی تھیں، انھوں نے پُراعتماد انداز میں کہا۔ "میں اس تمام کارروائی کے بارے میں جاننا چاہتی ہوں۔"

تہذیب مالکم ایکس نے میڈم مارٹینا سے سب سے پہلا سوال یہی کیا کہ کیا آبدوز کے کیس کے سلسلے میں انھیں مکمل معلومات حاصل ہیں یا اس سے پہلے ہی وہ ہائل جوشیو کی قیدی بن گئی تھیں؟ اس پر میڈم مارٹینا نے بتایا کہ انھیں اس کیس کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں ہے۔

"تو پھر ضروری ہے میڈم کہ میں آپ کو اس کے بارے میں مکمل معلومات فراہم کروں۔"

تہذیب نے میری اجازت سے میڈم مارٹینا کو تمام صورتِ حال بتائی اور ان کی آنکھوں میں شدید تشویش کے آثار نظر آنے لگے۔ انھوں نے متفکرانہ انداز میں کہا۔ "آہ! یہ معمولی بات نہیں ہے لیکن میری بدقسمتی کہ میں ان حالات سے پوری طرح واقف نہ ہو سکی اور اس سے پہلے ہی اس کے شکنجے میں آ گئی۔"

"بہرطور میڈم مارٹینا! اب اس صورتِ حال کو آپ ہی سنبھال سکتی ہیں۔ جس طرح ہم نے یہاں آ کر ہائل جوشیو پر قابو حاصل کیا ہے، آپ کو تقریباً اس کے بارے میں معلومات حاصل ہو چکی ہیں۔ باقی معاملات کو آپ اسی ساری صورتِ حال کی روشنی میں کنٹرول کریں گی۔"

"میں انتہائی کوشش کروں گی لیکن تم دونوں میرے ساتھ ہی رہو گے نا۔ میں اپنے آپ کو اس وقت بہت ہی کمزور محسوس کر رہی ہوں۔ طویل قید نے میرے اعصاب بالکل مضمحل کر دیے ہیں اور میں اس بات کا اعتراف کرتی ہوں کہ میں اپنی صلاحیتیں کھو بیٹھی ہوں۔"

"آپ بالکل مطمئن رہیں! ہم ایک ایک پوائنٹ سے آپ کو آگاہ کر دیں گے۔"

تقریباً آدھی رات تک ہم میڈم مارٹینا کے ساتھ رہے۔ میں نے انھیں بتایا کہ کس طرح یہاں اسرائیلی ایجنٹ اور کچھ دوسرے لوگ مصروفِ عمل ہیں۔ آبدوز کے سلسلے میں معاملہ کیا صورت اختیار کر چکا ہے۔ باقی تمام تفصیلات بھی میں نے انھیں بتا دیں۔

تہذیب خود بھی دلچسپی سے اس تمام گفتگو میں حصہ لیتی رہی تھی۔ میڈم مارٹینا نے طے کیا کہ کل دن میں کسی بھی وقت اس سلسلے میں آخری پروگرام ترتیب دے لیا جائے گا تاکہ زیادہ وقت خطرات میں نہ گزارا جا سکے۔ اس کے بعد ہم نے انھیں آرام کرنے کے لیے کہا۔ یہاں کے معمولات میں کوئی نمایاں تبدیلی دوسرے لوگوں کو شک میں ڈال سکتی تھی اور ابھی ہمیں اس کا اندازہ نہیں تھا کہ یہاں موجود لوگوں میں سے کون کون ہائل جوشیو کے خصوصی رازداروں میں سے ہے۔

تہذیب مجھے اپنی خواب گاہ میں لے آئی۔ اس نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی میں دیکھتے ہوئے کہا۔ "گو رات کافی گزر چکی ہے اور اصولاً میرا فرض ہے کہ میں تمھیں سونے دوں لیکن کیا یہ واقعات ہمیں سونے دیں گے؟"

"نہیں تہذیب، میں دُہری کیفیت کا شکار ہوں۔"

"دُہری کیفیت؟"

"ظاہر ہے، تمھاری خواب گاہ اور ہم دونوں اور دوسری طرف یہ تمام واقعات۔"

"نہیں علی پلیز، ہم ابھی اسے اپنی خواب گاہ نہیں سمجھ سکتے۔ ایک بہت مخدوش جگہ ہیں ہم لوگ۔"

"یقیناً یقیناً۔ تم کسی پریشانی کا شکار نہ ہو۔" میں نے کہا اور تہذیب دلآویز انداز میں مسکرا دی۔

"بس، اب اس سلسلے میں کوئی شرارت نہیں ہو گی، سمجھے آپ مسٹر علی!"

"بہت بہتر۔" میں نے مسکراتے ہوئے گردن خم کر دی۔

"یہ تمام کارروائی جس انداز میں ہوئی ہے علی، کیا تم نے اس انداز میں سوچا تھا؟"

"ہرگز نہیں، تصور میں بھی نہیں تھی یہ بات۔"

"جو کچھ ہوا، انتہائی تیز رفتاری سے اور ہنگامی طور پر ہوا ہے۔ تم نے جو کچھ کیا ہے علی، مجھے بتاؤ کیا یہاں تک پہنچے بغیر اس کی تکمیل آسان ہوتی؟"

"میں تمھارا مقصد سمجھ رہا ہوں تہذیب، بلاشبہ یہاں قدرت نے ہماری رہنمائی کی ہے۔"

"اس سے آگے کے بارے میں بھی ہمیں بہت گہرائی سے سوچنا ہے۔ یقیناً تمھارے ذہن میں کوئی منصوبہ ہو گا جیسا کہ تم نے کہا کہ تم تقریباً اپنا کام ختم کر چکے ہو؟"

"ہاں تہذیب۔ تارنیا ہارڈو کی طرف سے جن لوگوں کو یہاں متعین کیا گیا تھا وہ سب کے سب ہائل جوشیو کے کنٹرول میں تھے اور ہم نہیں جانتے کہ بوڑھی کیتھن وائی کانٹ کس طرح اور کن کن لوگوں کے ذریعے اپنا یہ عمل جاری رکھے ہوئے تھی۔ یہ تو یقینی امر ہے کہ

یہاں اس کے بے شمار ساتھی موجود ہوں گے۔ خدا کرے میڈم مارٹینا ان لوگوں کو کم از کم یہی یقین دلانے میں کامیاب ہو جائیں کہ وہ کیتھن وائی کانٹ ہی ہیں۔ میرے خیال میں کل ہم انھیں یہ مشورہ دیں گے کہ وہ تھوڑی سی بیمار ہو جائیں اور بیماری کے عالم میں اپنی تمام سرگرمیاں ترک کر دیں اور ان لوگوں کو جو خصوصی ہدایت حاصل کرنے آئیں، وہ صرف مختصر ترین ہدایت جاری کریں اور ان میں نمایاں بات یہی ہو کہ آبدوز کو اسرائیلی ایجنٹوں کے حوالے کر دیا جائے۔"

"کیا...؟" تہذیب متعجبانہ انداز میں بولی۔

"ہاں تہذیب، میں تمھیں ان لوگوں کے بارے میں بتا رہا تھا جو یہاں مارشل نامی جہاز پر مقیم ہیں۔ یہ سب بظاہر تارنیا ہارڈو کے ملک کے لیے کام کرتے ہیں اور اس سے تنخواہیں وصول کرتے ہیں لیکن درحقیقت یہ ہائل جوشیو کے حاشیہ بردار ہیں۔ ان میں ایک جس کا نام تھارٹو ہے اور جو معمولی حیثیت کا آدمی ہے، مجھے مخلص نظر آیا ہے اور درحقیقت میں اس پر ہر طرح سے بھروسا کرنے کے لیے مجبور ہو گیا ہوں۔ میرے ذہن میں یہی منصوبہ تھا کہ تمھارے ذریعے تارنیا ہارڈو کو ایک پیغام بھجواؤں گا۔ بات اسی شکل میں ہوتی جس طرح اب ہو گی لیکن اس وقت ہمیں یہ نہیں معلوم تھا، کم از کم مجھے کہ میڈم مارٹینا ہی اصل میں ہائل جوشیو ہے۔ میں تمھیں بتاؤں کہ ڈمبر نامی جہاز پر جہاں آبدوز کے سودے کی تکمیل ہوئی ہے، کیتھن وائی کانٹ ہی نے یہ سودا مکمل کیا اور ہائل جوشیو کے نمائندے کی حیثیت سے۔ میں نے یہاں اسے دوسری بار دیکھا ہے لیکن اس وقت میں یہ نہیں جانتا تھا کہ یہ میڈم مارٹینا کی شکل میں ہے۔ اب میڈم مارٹینا کو کل اپنی بیماری کا بہانہ کر کے یہ ہدایات دینا ہوں گی کہ آبدوز کو جس طرح ممکن ہو سکے، اسرائیلی ایجنٹوں کے قبضے میں دے دیا جائے۔ اب مسئلہ صرف ان نو افراد کا ہے جن کا تعلق فلسطین سے ہے۔" میں تہذیب مالکم ایکس کو ایک ایک پوائنٹ سمجھانے لگا اور ہم اس وقت تک گفتگو کرتے رہے جب تک کہ صبح کی روشنی نمودار نہ ہو گئی۔

تہذیب نے روشنی کی کرنوں کو کھڑکی سے جھانکتے ہوئے دیکھا تو تعجب سے بولی۔ "ارے صبح ہو گئی!"

"ہاں۔"

"ٹھہرو، چائے پلاتی ہوں تمھیں۔ اس کے بعد مزید گفتگو ہو گی۔" تہذیب یہ کہتے ہوئے اُٹھ گئی اور میں بھی مسکرانے لگا۔

ناشتے کی میز پر میڈم مارٹینا سے ملاقات ہوئی۔ ہم دونوں ان کے سامنے مؤدب تھے کیونکہ دوسرے ملازمین بھی اپنے روزمرہ کے کاموں میں مشغول ہو گئے تھے۔ اس وقت میڈم مارٹینا کے چہرے پر وہی خشونت پائی جاتی تھی جو کسی مطلق العنان کے انداز میں ہو سکتی تھی۔ وہ اپاہج ضرور تھیں لیکن ذہنی طور پر نہایت مضبوط اور مکمل شخصیت کی مالک تھیں چنانچہ ناشتے کے دوران وہ مسلسل سنجیدہ اور بردبار رہیں۔ پھر انھوں نے تنہائی کے لیے حکم دیا اور ملازم وغیرہ وہاں سے چلے گئے۔ تب وہ کہنے لگیں۔

"رات کو ایک لمحے کے لیے بھی نہیں سو سکی لیکن ذہن پر ذرا بھی تکدر نہیں ہے۔ بھلا یہ حالات کس طرح سونے دے سکتے تھے۔ میں نے تمام پوزیشن پر غور کیا ہے اور یہ نتیجہ اخذ کر سکی ہوں کہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے ہمیں اپنا کام مکمل کر کے یہاں سے نکل جانا چاہیے۔ ڈیئر علی! میں تمھاری ذہنی برتری کی قائل ہو گئی ہوں۔ مجھے بتاؤ کہ آئندہ کیا پروگرام ہے؟"

"کسی نے آپ سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش تو نہیں کی؟"

"نہیں۔ لیکن اگر کی جائے گی تو تم مطمئن رہو۔ حالات کو جاننے کے بعد میں اتنی احمق نہیں ہوں کہ انھیں ہینڈل نہ کر سکوں۔ تمھیں اس طرف سے بالکل مطمئن رہنا چاہیے۔"

"گڈ، ویری گڈ۔ اب آپ چاہیں تو تارنیا ہارڈو سے رابطہ قائم کر سکتی ہیں۔ دراصل میں چاہتا ہوں کہ پہلے آپ کو ہم دونوں پر مکمل اعتماد ہو جائے تاکہ آپ پورے سکون سے کام کر سکیں۔"

"علی، مجھے تم پر اعتماد ہے۔ پلیز، اس خیال کو دل سے نکال دو کہ میں تم پر کسی قسم کا شک کرتی ہوں۔"

"شکریہ میڈم۔ اب آپ کو انتہائی ذہانت سے، محتاط رہ کر کام کرنا ہے کیونکہ ہمارے پاس وقت بہت کم ہے اور صورتِ حال خاصی سنگین ہے۔ اس سے قبل کہ ہم لوگ کسی کی نظر میں مشکوک ہوں، ہمیں اپنا کام مکمل کر لینا چاہیے۔ ہائل جوشیو جیسی بڑی قوت جس آسانی سے ہمارا شکار ہو گئی، یہ صرف تقدیر کی خوبی ہے ورنہ آپ کیا سمجھتی ہیں، کیا بے شمار ملکوں کے بڑے بڑے ذہین افراد اس کی موت کے خواہاں نہ رہے ہوں گے۔"

"تم اپنا پروگرام بتاؤ، میں تمھارے ساتھ مکمل تعاون کرنے کو تیار ہوں۔"

"اب ہمیں سب سے پہلے اس عمارت کے بارے میں یہ تمام معلومات اکٹھی کر لینی چاہئیں کہ ہائل جوشیو نے یہاں کیا کیا انتظامات کر رکھے ہیں۔ تہذیب، میرا خیال ہے تم، میڈم مارٹینا اور میں، الگ الگ کام کریں اور یہاں موجود ایک ایک چیز کو اچھی طرح چیک کیا جائے۔ اس کے علاوہ میڈم! یہاں جو ملازم کام کر رہے ہیں، وہ یقیناً ہائل جوشیو کے مکمل طور پر رازدار اور اس کے صحیح معاون ہوں گے۔ آپ کو انھیں خاص طور سے ہینڈل کرنا ہے۔"

"میری طرف سے تم مکمل اطمینان رکھو۔ یوں سمجھ لو کہ میں اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وقت کیتھن وائی کانٹ ہوں۔" میڈم مارٹینا نے کہا۔

اس کے بعد ہم پوری توجہ کے ساتھ اس عمارت کی چیکنگ میں مصروف ہو گئے۔ تہذیب مالکم ایکس ایک الگ حصے کی سمت چل پڑی۔ میں الگ اور میڈم مارٹینا بالکل الگ۔ اس طرح ہم لوگوں نے اپنے کام کا آغاز کر دیا۔ سب سے زیادہ توجہ ایسی خفیہ جگہوں پر دی گئی تھی جو کسی میکنیزم کے تحت کام کرتی ہوں۔ ان پر کس طرح دوسروں سے رابطہ قائم کیا جا سکتا ہے، ان کے بارے میں دیگر معلومات یہاں موجود ایک ایک کاغذ کی چھان بین۔ ان تمام مصروفیات میں دوپہر کے دو بج گئے۔ سب نے اپنی اپنی معلومات نوٹ کر لی تھیں۔

کھانے کی میز پر ہمارے درمیان تبادلۂ خیالات ہوا۔ تہذیب نے بتایا کہ کیریڈ بلوشر نامی ایک شخص میڈم مارٹینا یعنی ہائل جوشیو کے معاون کی حیثیت سے کام کرتا ہے اور دوسرے تمام معاملات کنٹرول کرتا ہے۔ تہذیب نے یہ بھی بتایا کہ وہ نو افراد جن کا تعلق فلسطین سے ہے آئی وان فیرو کے قیدی ہیں اور آئی وان فیرو، ہائل جوشیو کا کمیشن ایجنٹ ہے۔ وہ مکمل طور سے ہائل جوشیو کے معاون کی حیثیت سے کام کرتا ہے لیکن وہ نہیں جانتا کہ ہائل جوشیو کون ہے۔ اس کا رابطہ کیریڈ بلوشر سے ہے۔

چنانچہ ہم نے اس شخص پر خاص طور سے توجہ دی۔ کیریڈ کا ریکارڈ ایک فائل میں مل گیا تھا۔ اس میں اس کی تصویر بھی موجود تھی۔ چوڑے چکلے چہرے والا یہ شخص غالباً پرتگال کا باشندہ تھا یا ممکن ہے اس کا تعلق کہیں اور سے ہو۔ سانولی رنگت، ٹھوڑی میں گہرا خم، تنومند آدمی تھا۔ اس کے کارناموں کی پوری تفصیل اس فائل میں درج تھی۔ بڑی تفصیل سے تمام کام کیے گئے تھے اور انھیں دیکھ کر ہم شدید حیران ہو رہے تھے۔ نفرت و انتقام کے جذبے نے ایک کمزور ہستی کو کیا سے کیا بنا دیا تھا ورنہ کیتھن وائی کانٹ جیسی مجہول شخصیت اس عمر میں صرف آرام کے قابل تھی۔

دوپہر کو ان تمام چیزوں سے اخذ کیے ہوئے نتائج ایک دوسرے کے سامنے بیان کیے گئے اور ابھی ہم کھانے سے فارغ بھی نہ ہوئے تھے کہ ایک ملازم نے کیریڈ بلوشر کے آنے کی اطلاع دی۔ چند الفاظ میں ہمارے درمیان یہ بات طے ہو گئی کہ میڈم مارٹینا کو کیریڈ بلوشر سے کیا گفتگو کرنی ہے۔ اس کے بعد میری وہاں غیر موجودگی ضروری ہو گئی۔

میڈم مارٹینا نے تہذیب کے ساتھ کیریڈ بلوشر سے ملاقات کی۔ اس شخص کو میں نے بھی ایک نگاہ دیکھنا ضروری سمجھا اور اس وقت میں اس جگہ سے زیادہ دور نہیں تھا جہاں میڈم مارٹینا اور تہذیب مالکم ایکس کیریڈ بلوشر سے ملاقات کر رہی تھیں۔ کیریڈ کا انداز نہایت مؤدبانہ تھا۔ اس نے میڈم مارٹینا سے کہا "میڈم! ڈیبر پر موجود اسرائیلی ایجنٹوں کے چیف نے آپ سے ایک درخواست کی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اب جبکہ فیصلہ ان کے حق میں ہو گیا ہے اور تمام معاملات طے پا چکے ہیں تو وہ یہ کہنے کا حق رکھتے ہیں کہ گزرنے والا ہر لمحہ ان کے لیے سنسنی خیز ہے۔ میڈم جس طرح بھی چاہیں عربوں سے معاملات طے کریں لیکن انھیں جانے کی اجازت دی جائے۔"

"میں بھی یہی سوچ رہی ہوں کیریڈ کہ ہمیں فوری طور پر اس سلسلے میں ان کا کام کر دینا چاہیے۔ میں خود بھی تم سے رابطہ قائم کر کے تمھیں کچھ ہدایات دینا چاہتی تھی۔"

"میں حاضر ہوں میڈم۔"

"میرے خیال میں پرسوں تک یا اگر پرسوں ممکن نہ ہو سکے تو اس کے بعد انھیں سب میرین کی ڈیلیوری دے دو۔ وہ نو افراد جو آئی وان فیرو کے قیدی ہیں، میرے پاس پہنچا دیے جائیں تاکہ میں انھیں بھی ڈمبر والوں کے حوالے کر سکوں۔ ان نو افراد کی منتقلی کا کام آج یا کل صبح تک ہو جانا چاہیے۔ آبدوز کے پورے نظام کو ان لوگوں کے انجینئرز کو چیک کرا دیا جائے تاکہ وہ اسے ہینڈل کر سکیں۔"

"بہتر میڈم۔ میں یہ کام کر لوں گا اور کوئی خاص ہدایت؟" کیریڈ نے پوچھا۔

"نہیں۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ وہ نو افراد یہاں پہنچ جانے چاہئیں اور انجینئرز کو کل صبح گیارہ بجے میرے پاس لے آؤ تاکہ ان کا کام کر دیا جائے۔"

"ٹھیک ہے میڈم۔ مجھے اجازت؟"

"او کے۔" میڈم مارٹینا نے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ آواز بدل کر بول رہی تھی اور بار بار کھانسنے لگتی تھی تاکہ اس کی آواز پر شبہ نہ کیا جا سکے۔ میری نگاہیں کیریڈ کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں اور میں نے محسوس کر لیا تھا کہ اس شخص کو مارٹینا پر کوئی شبہ نہیں ہو سکا ہے۔ جب وہ چلا گیا تو میں اپنی جگہ سے باہر نکل آیا۔ مارٹینا نے میری طرف دیکھا اور بولی "کیا تم میری گفتگو سے مطمئن ہو؟"

"سو فیصدی میڈم۔ لیکن اب تارنیا ہارڈو سے رابطہ فوری طور پر ضروری ہے۔ ان نو افراد کے قیام کا یہیں بندوبست کیا جائے۔ کل آپ نے جن انجینئرز کو طلب کیا ہے ان میں کسی طرح میری شمولیت بھی ضروری ہے۔"

"کیا مطلب؟" مارٹینا نے سوال کیا۔

"میں اس سب میرین کا جائزہ لینا چاہتا ہوں۔"

"اچھا! اس کے لیے گنجائش نکالنا ہو گی۔"

دفعتاً تہذیب بول اٹھی "مسٹر علی! اگر آپ میڈم کی طرف

سے وہاں جائیں گے تو کیا یہ شرکت مشکوک نہیں ہو جائے گی؟ میں آپ کو یہ یاد دلانا چاہتی ہوں کہ کنا ان کی حیثیت سے ممکن ہے وہ لوگ آپ کو بھی آبدوز کی چیکنگ کے لیے مامور کریں۔ اگر آپ ان کی طرف سے جائیں تو زیادہ مناسب ہو گا۔"

میں نے ایک بار پھر متحیرانہ انداز میں تہذیب کی طرف دیکھا۔ یہ لڑکی درحقیقت ذہنی طور پر بہت برتر تھی۔ میں نے اعتراف کرتے ہوئے کہا "تمھارا کہنا ٹھیک ہے تہذیب۔ میرا خیال ہے مجھے اس سلسلے میں انھی سے رابطہ قائم کرنا چاہیے۔ اب تمھارا کام یہ ہے کہ تم یہاں آنے والوں کو صورت حال سے آگاہ کر دو اور انھیں اطمینان دلا دو کہ اب وہ محفوظ ہیں اور انھیں ایک مخصوص انداز میں عمل کرنا ہے۔"

"یہ کام تم مجھ پر چھوڑ دو علی۔ میرا خیال ہے تم اپنا منصب سنبھالو۔ یہاں فی الحال تمھاری ضرورت نہیں ہے۔"

"سب سے اہم مسئلہ تو ہمیں ابھی طے کرنا ہے۔ اس کے بعد ہی میں یہاں سے روانہ ہو سکوں گا۔"

"وہ کیا؟"

"ڈیلیوری دینے کے بعد ہمیں جو کام کرنا ہے اس کے لیے تو ابھی تک تم نے کچھ سوچا ہی نہیں۔" میں نے کہا اور تہذیب حیران رہ گئی۔

"ارے ہاں! واقعی کیسی عجیب بات ہے۔"

میڈم مارٹینا نے مجھ سے پوچھا کہ اس سلسلے میں میں کیا کرنا چاہتا ہوں تو میں نے انھیں اپنے پروگرام کی تفصیل بتا دی۔ مارٹینا نے مجھ سے مکمل اتفاق کیا تھا اور اس کے بعد اس بڑے اور وسیع حیطۂ عمل کے ٹرانسمیشن سسٹم پر ہم نے مشترکہ طور پر تارنیا ہارڈو سے رابطہ قائم کیا۔ رابطہ قائم کرنے میں تقریباً پندرہ منٹ صرف ہو گئے اور پھر تارنیا ہارڈو کی آواز ابھری۔

"ہیلو میڈم مارٹینا! کیسی ہیں آپ؟ پروگرام کی کیا پوزیشن ہے؟"

مارٹینا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے کہا۔

"ڈیئر تارنیا۔ پروگرام کی جو پوزیشن ہے اس کے بارے میں بھی میں تمھیں بتا دوں گی۔ سب سے پہلے تو میں اپنی پوزیشن تمھیں بتا دوں۔ طویل عرصے سے میں ہائل جوشیو کی قیدی تھی اور اس نے مجھے میری ہی عمارت کے ایک تہ خانے میں بند کر رکھا تھا۔"

دوسری طرف سے تارنیا ہارڈو کی آواز سنائی نہیں دی تھی۔ جب مارٹینا نے اسے پکارا تو وہ گھبرائے ہوئے لہجے میں بولی۔

"کیا کہہ رہی ہیں آپ میڈم مارٹینا! کیا...؟"

"ہاں ڈیئر! تفصیل تو سامنے بیٹھ کر ہی بتائی جا سکتی ہے۔ بس یوں سمجھ لو کہ تم نے جن لوگوں کو اس کام کے لیے مخصوص کیا تھا وہی ہمارے اور ہمارے وطن کی خوش بختی کا باعث بن گئے ہیں۔ وہ لڑکی جسے میری سیکریٹری کی حیثیت سے یہاں بھیجا گیا تھا اور اس کا ساتھی علی یارخان، ان دونوں کو بھیج کر تم نے گویا ایک پورا ڈیپارٹمنٹ یہاں منتقل کر دیا تھا۔ میں اس سے زیادہ ان کی تعریف و توصیف نہیں کروں گی کہ اس وقت وہ دونوں میرے سامنے موجود ہیں۔ بس یوں سمجھ لو، انھوں نے مل کر مجھے اب سے کچھ وقت قبل آزادی دلائی ہے اور شاید تمھیں یہ سن کر خوشی ہو کہ انھوں نے ہائل جوشیو کو بھی ختم کر دیا۔"

"اوہ میرے خدا... اوہ میرے خدا!" تارنیا ہارڈو کی آواز ابھری۔

"مکمل تفصیلات تو تمھارے سامنے بیٹھ کر ہی بتائی جا سکتی ہیں۔ موجودہ پوزیشن یہ ہے کہ ہم نے حالات پر تقریباً مکمل کنٹرول حاصل کر لیا ہے۔ میں نے ہائل جوشیو کی حیثیت سے چارج سنبھالا ہوا ہے اور اس وقت مکمل کنٹرول ہمارے پاس ہے لیکن صحیح معنوں میں اس وقت یہاں کام کرنے والے ہم تین ہی افراد ہیں۔ کوئی ایک شخص ایسا نہیں ہے جو ہائل جوشیو سے منحرف ہو اور ہمارے لیے کام کرے۔"

"ہمارے ایجنٹ بھی نہیں؟" تارنیا ہارڈو نے سوال کیا۔

"ایک بھی نہیں، سب ہائل جوشیو کے تنخواہ دار ہیں اور اس کے وفادار ہیں۔"

"خدا کی پناہ!" تارنیا ہارڈو حیران ہونے کے علاوہ اور کیا کر سکتی تھی پھر اس نے کہا "لیکن میڈم! آپ کہہ رہی ہیں کہ سب کچھ آپ کے کنٹرول میں ہے؟"

"ہاں۔ آبدوز کی ڈیلیوری دی جا رہی ہے۔ مجھے وہ کم سے کم وقت بتاؤ جب سمندر کے کسی حصے میں تم اس آبدوز پر اپنی آبدوزوں کے ذریعے کنٹرول حاصل کر سکو؟"

"ہمیں کتنا وقت مل سکتا ہے میڈم؟" تارنیا ہارڈو نے کہا۔

"چوبیس گھنٹے یا زیادہ سے زیادہ چھتیس گھنٹے۔ ہم راستوں کا تعین کیے لیتے ہیں۔ تمھیں اتنا اندازہ تو ہو گا کہ سب میرین کو کن راستوں سے اسرائیل کی طرف لے جایا جا سکتا ہے۔ ان متعین شدہ راستوں کے آس پاس تمھیں مکمل انتظامات کے ساتھ موجود رہنا ہو گا اور اس وقت سب میرین پر کنٹرول حاصل کرنا ہو گا جب وہ یہاں کی حدود سے باہر نکل جائے۔"

"کیا اس کے لیے ہمیں جنگی کارروائیاں کرنا ہوں گی؟" تارنیا ہارڈو نے سوال کیا۔

"کوشش یہ ہونا چاہیے کہ اس آبدوز سے مقابلہ نہ کیا جائے۔ علی اور تہذیب اس سلسلے میں کوئی منصوبہ ترتیب دے چکے ہیں اور ان کی کوشش یہ ہو گی کہ اس آبدوز سے کوئی کارروائی نہ کی جا سکے لیکن اگر ایسا ہوا بھی تو تمھیں صرف اتنی کوشش کرنی ہے کہ آبدوز پر قابو پا لو۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ٹھیک ہے میڈم اور کچھ؟"

"نہیں۔ اس کے بعد میں تم سے دارالحکومت ہی میں ملاقات کروں گی۔"

میڈم مارٹینا نے میری ہدایت کے مطابق تارنیا ہارڈو سے گفتگو مکمل کرنے کے بعد اور یہ اطمینان کر لینے کے بعد کہ تارنیا اس مختصر عرصے میں اپنا کام انجام دے لے گی، رابطہ منقطع کر دیا اور ہماری طرف دیکھنے لگیں۔

"بہت مناسب۔ اب تارنیا ہارڈو کی طرف سے ہوشیاری سے کارروائی ہی ہماری کامیابی کی ضمانت ہے اور اگر ایسا نہ ہو سکا تو پھر انجام بخیر نہ ہوگا۔" میں نے کہا۔

"یہ بتاؤ علی کہ تم اس سلسلے میں مزید کیا کچھ کر رہے ہو؟"

"میں اسرائیلی نمائندے کی حیثیت سے یہ کوشش کروں گا کہ خود بھی آبدوز پر ہی موجود رہوں اور وہیں اپنا کام انجام دوں — تہذیب مالکم انجس، آپ کے ساتھ ہی رہیں گی اور یہ آپ کی ذمے داری ہے کہ انھیں دارالحکومت تک بحفاظت اپنے ساتھ لے جائیں میں وہیں ان سے ملاقات کروں گا۔"

"گویا میں تمھارے ساتھ نہیں رہوں گی علی؟" تہذیب نے پوچھا اور میں مسکراتی نگاہوں سے اُسے دیکھنے لگا۔

"نہیں میڈم تہذیب! آپ کیسے رہیں گی! ذرا مجھے خود ہی بتا دیجیے۔" میں نے بدستور شرارت آمیز نگاہوں سے اُسے دیکھتے ہوئے کہا اور تہذیب نے گردن جھکا دی۔

میری دلی خواہش تھی کہ ان نو فلسطینی نمائندوں کی منتقلی کے بعد ہی یہاں سے جاؤں لیکن حالات اس کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ کام میں بے پناہ تیزی آچکی تھی اور میں نہیں جانتا تھا کہ مجھے کس وقت کس کام کے لیے تیار ہونا پڑے گا۔ تہذیب اور میڈم مارٹینا سے گفتگو مکمل کر کے میں وہاں سے رخصت ہوا۔ اس ہوٹل میں آیا جہاں شارٹو کے ساتھ کمرہ حاصل کیا تھا۔ شارٹو کا انتظار کرنا پڑا اور جب وہ مجھے مل گیا تو میں اپنے اس جزیرے کی جانب چل پڑا۔

یہ اندازہ نہیں تھا کہ یہاں مجھ سے رابطہ قائم کرنے کی کوئی کوشش کی گئی تھی یا نہیں۔ ہر لمحہ زندگی کی بازی لگا کر خطرات مول لینے پڑ رہے تھے۔ مارٹینل پر جانے کا سوال ہی نہیں تھا تاوقتیکہ کوئی ایسی ہی ضرورت نہ پیش آجائے اور ویسے بھی وہاں موجود لوگوں سے اس سلسلے میں کوئی فائدہ نہیں حاصل ہو سکتا تھا۔ جزیرے پر پہنچ کر میں نے حالات کا جائزہ لیا۔ بظاہر کوئی نمایاں تبدیلی نظر نہیں آئی تھی۔ پھر وہ رات ہم نے وہیں گزاری۔ شارٹو کو میں اس سلسلے میں تھوڑی بہت تفصیلات بتا چکا تھا۔ راستے میں ہمارے درمیان گفتگو ہوتی رہی تھی چنانچہ وہ بھی مستعد ہو گیا تھا۔ یہ واحد شخص تھا جس پر بھروسا کر کے مجھے خوشی ہوئی تھی اور اس نے ابھی تک میرے اعتماد کو دھوکا نہیں دیا تھا۔ میں نے شارٹو کو بتایا کہ اگر سب میرین تک ہماری رسائی ہو گئی تو پھر اُسے کیا کرنا ہے اور شارٹو نے چٹکی بجاتے ہوئے کہا تھا۔

"چیف! بس شارٹو کو موقع ملنا چاہیے کاش ایسا ہو سکے کہ جب انجینئرز آبدوز کا معائنہ کرنے جائیں تو میں بھی ان کے ساتھ ہی رہوں۔"

"میری بھی خواہش یہی ہے شارٹو۔ لیکن ہمیں اس کے لیے انتظار کرنا ہوگا۔"

میری خوش بختی اور خداوندِ عالم کی مہربانی نے میری یہ خواہش بھی پوری کر دی۔ ڈین مارشے کی طرف سے مجھے پیغام ملا اور مجھے ایئن کے طلب کر لیا گیا۔ ایئن کے کی ایک خوشنما عمارت میں ڈین مارشے نے مجھ سے ملاقات کی۔ وہ ابھی تک میری طرف سے مشکوک نہیں ہو سکا تھا جبکہ میرے دل میں لاکھوں وسوسے تھے۔

اس نے مجھ سے کہا "کے ٹاٹن! ہمیں ہائل جوشیو کی طرف سے ڈیلیوری کی پیشکش ہو چکی ہے۔ ادائیگیاں کل تک کر دی جائیں گی اور اس کے بعد انجینئرز کی ایک ٹیم سب میرین کا جائزہ لے گی تمھیں اس جماعت کے ساتھ ہوشیاری سے سب میرین پر جانا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ تمھاری باریک بیں نگاہیں ہر قسم کے حالات پر مرکوز رہیں گی۔ کسی قسم کی کوئی بھی سازش متوقع ہو سکتی ہے۔ ہم اس وقت تک مطمئن نہیں ہو سکتے جب تک کہ تل ابیب نہ پہنچ جائیں۔"

میں نے مستعدی سے اپنی خدمات پیش کر دیں اور میری مسرت کی انتہا نہ رہی۔ وہ کام ہو گیا تھا جس کا میں دلی طور پر خواہش مند تھا۔ شارٹو تو میرے ساتھ دُم کی طرح چپکا ہی ہوا تھا۔ دوسرے دن صبح دس بجے ہمیں ایک مخصوص جگہ پہنچنے کی ہدایت کی گئی۔ پانچ انجینئرز جن کا تعلق اسرائیل سے تھا، ہمارے منتظر تھے اور ہمیں سب میرین تک لے جانے والا کیر یڈ بلوشر تھا۔ اس نے سب سے پہلے مجھ سے ہی رابطہ قائم کیا تھا۔ ساتھ جانے والے انجینئرز میں سے بھی کوئی میری طرف سے مشکوک نہیں تھا چنانچہ اس کے بعد ہم ایک اسٹیمر کے ذریعے کیر یڈ بلوشر کی رہنمائی میں اس طرف روانہ ہو گئے جہاں آبدوز موجود تھی۔

میرے دماغ میں سنسناہٹ ہو رہی تھی۔ جذبۂ شوق و تجسس لمحہ بہ لمحہ بڑھتا جا رہا تھا۔ ظاہر ہے میں ایک ایسی نادر و نایاب شے کو دیکھنے جا رہا تھا جس کی گمشدگی نے تہلکہ مچا دیا تھا۔ دنیا کے بہترین دماغ جس کی تلاش میں ناکام ہو چکے تھے اور یہ دیکھ کر مجھے شدید حیرت ہوئی کہ ہم فور کانز کے ساحل پر پہنچے تھے۔ فور کانز کے مشرقی علاقے میں بلند و بالا پہاڑیاں جن سے میں گزر چکا تھا، ہماری منتظر تھیں۔ اس طرف کوئی مداخلت نہیں کی گئی یہاں آئی وان فیرو کے محافظ بھی نہیں تھے۔ پہاڑیوں کے ایک حصے میں اسٹیمر کو لنگر انداز

کر دیا گیا اور اس کے بعد کیر یڈ بلوشر کی طرف سے ہم سب کو غوطہ خوری کے لباس پیش کیے گئے۔

انجینئروں کی جماعت غوطہ خوری کے لباس میں سمندر کی لہروں میں اُترنے لگی۔ میں اور شارٹو بھی ان میں شامل تھے۔ ہم جزیرے کے بالکل نچلے حصے میں ایک ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں پہاڑیوں کے درمیان ایک عظیم الشان خلا نظر آرہا تھا۔ اگر کوئی اس خلا کے نیچے سے گزرتا تو یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اوپر جو سیاہ چٹانیں نظر آرہی ہیں، وہ قدرتی نہیں ہیں۔

بہت ہی شاندار طریقے سے یہاں ایک خول بنایا گیا تھا جو صرف پہاڑیوں کے ایک حصے کو ڈھکنے کے لیے استعمال کیا جا سکتا تھا۔ اس خول کے درمیانی حصے کو ایک مخصوص ذریعے سے کھولا گیا تو دو دیوہیکل تختے کسی صندوق کے ڈھکنے کی طرح کھل گئے اور ہمیں ان کے درمیان اوپر اُبھرنا پڑا۔ نہایت حیرت انگیز جگہ بنائی گئی تھی۔ پتھر کا ایک قدرتی پلیٹ فارم یہاں موجود تھا اور اس پلیٹ فارم کے ذریعے ہم اس آبدوز تک پہنچ سکتے تھے جو یہاں خصوصی طور پر عظیم الشان ہینگروں میں لٹکا دی گئی تھی، اسے محفوظ کرنے کا یہ عجیب و غریب طریقہ ہائل جوشیو کی بے پناہ قوتوں کا مظہر تھا لیکن اس بات پر یقین نہیں آتا تھا کہ اتنی خاموشی سے مر جانے والی ایک بوڑھی عورت اس عجائب خانے کی روحِ رواں تھی۔

پلیٹ فارم کے ذریعے آبدوز میں داخل ہونے میں کوئی دقت پیش نہیں آئی۔ کیر یڈ بلوشر کو یہاں کا پورا انتظام معلوم تھا۔ اس کے معاون اس کے ساتھ کام کر رہے تھے اور ہم اس عظیم الشان آبدوز میں اتر گئے جو اتنے بڑے تنازعے کا باعث بنی ہوئی تھی۔

آبدوز کے اندرونی نظام کو انجینئرز بڑی باریک بینی سے چیک کرنے لگے۔ ہائل جوشیو نے اس آبدوز کو مکمل طور پر تیار رکھا تھا اور اس میں کوئی بھی ایسی خرابی نہیں تھی جس پر نگاہ ڈالی جا سکے۔ میں اور شارٹو بھی ایک ایک چیز کو پوری طرح سمجھ رہے تھے — تقریباً پانچ گھنٹے تک آبدوز کے اندرونی حصے میں ہماری مصروفیات جاری رہیں اور آخر کار انجینئرز نے اطمینان کا اظہار کر دیا کہ آبدوز کو لمبے سفر پر لے جانے میں کوئی امر مانع نہیں ہو سکتا۔ اس اطمینان کے بعد ہم وہاں سے واپس چل پڑے۔

میں نے ایئن کے پہنچ کر ڈین مارشے کو رپورٹ دی — ڈین مارشے نے کہا کہ اب میرا اس جزیرے پر جانا نامناسب ہے۔ مجھے یہیں ایئن کے پر قیام کرنا چاہیے۔ بہتر ہے اس کے لیے کسی عمدہ جگہ کا انتخاب کر لوں کیونکہ کسی بھی وقت ہم یہاں سے روانہ ہو سکتے ہیں۔

یہ بات بھی میرے لیے نہایت حوصلہ افزا ثابت ہوئی تھی۔ کوئی بڑا خطرہ تو مول نہیں لے سکتا تھا لیکن یہ اطمینان کرنے کے بعد کہ کوئی میری طرف نگراں نہیں ہے سب سے پہلے میں نے ٹرانسمیٹر پر تہذیب مالکم انجس سے رابطہ قائم کیا۔ دوسری طرف سے تہذیب نے میری کال ریسیو کی تھی۔

"ان لوگوں کی کیا پوزیشن ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"آ گئے ہیں اور میں نے انھیں صورتِ حال سے آگاہ کر دیا ہے، ان کی ذہنی کیفیت ٹھیک نہیں ہے۔ خاصی تکلیف کے عالم میں رکھا گیا تھا انھیں لیکن اپنی کامیابی کے خیال سے وہ بہت مطمئن اور مسرور ہیں۔ کوئی یہ بات ماننے کو تیار ہی نہیں تھا کہ اب حالات بدل چکے ہیں لیکن علی یار خان کا نام سننے کے بعد ان سب پر سکتہ طاری ہو گیا اور انھوں نے خلوصِ دل سے میری ہر بات تسلیم کر لی۔ تمھارا نام ان کے لیے بڑے سکون کا باعث بنا ہے علی۔"

"شکریہ تہذیب۔ تمام معاملات طے ہو گئے ہیں۔ ممکن ہے میری تم سے ملاقات نہ ہو اور مجھے کسی بھی وقت اپنی موجودہ حیثیت میں روانہ ہونا پڑے۔ زندگی رہی تو پہلی فرصت میں تم سے ملاقات کروں گا اور پھر ہم مستقبل کا پروگرام بنائیں گے۔ ورنہ ہمارا مستقبل تو ہمارے سامنے ہے۔ کسی بھی لمحے موت کی آغوش ہمارے لیے وا ہو سکتی ہے۔"

"اگر ہم مر گئے علی تو ہماری روحیں تو ایک دوسرے سے جدا نہ ہو سکیں گی۔ تم دلجمعی سے اپنا کام کرو۔" تہذیب کی پُرحوصلہ آواز سنائی دی اور میں نے مطمئن انداز میں گردن ہلا کر سلسلہ منقطع کر دیا۔

اس کے بعد میں نے شارٹو سے اس موضوع پر گفتگو کی تو شارٹو پُرجوش لہجے میں بولا "چیف بس مجھے آزادی ملنی چاہیے۔ انجینئرز کو آبدوز کے بارے میں جو تفصیلات بتائی گئی ہیں میرا خیال ہے، ان سے زیادہ میں نے سمجھی ہیں اور میں نے ان تمام چھوٹی چھوٹی چیزوں کو نگاہ میں رکھا ہے جن کے ذریعے آبدوز کو کم از کم کسی جنگی کارروائی کے لیے ناکارہ بنایا جا سکتا ہے۔ میں نے اپنے کام کا راستہ متعین کر لیا ہے چیف۔ بس مجھے روانگی کے وقت آبدوز ہی میں ہونا چاہیے۔"

"یقیناً۔ امکان اسی بات کا ہے کہ میں بھی تمھارے ساتھ ہی رہوں گا۔ تمھیں اس سلسلے میں کسی چیز کی ضرورت تو نہیں ہے؟"

"جن چیزوں کی ضرورت ہے وہ میرے لباس میں موجود ہیں۔ مثلاً یہ کٹر، پلاس اور ایسی ہی چند چھوٹی موٹی چیزیں۔" شارٹو نے اپنی جیب سے ایک چھوٹا سا کٹر نکال کر دکھایا اور میں نے آنکھیں بند کر لیں۔ ذہن شدید انتشار کا شکار تھا۔ اب وہ لمحات آ گئے تھے جب یہ مہم تکمیل تک پہنچ جاتی مگر آنے والا وقت اس مہم کا سب سے کٹھن وقت تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تہذیب کی طرف سے آخری پیغام دوسرے دن شام پانچ بجے ملا۔ میں نے خود اس سے رابطہ قائم نہیں کیا تھا بلکہ پہلی بار میرے ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا تھا۔ "علی" تہذیب کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو تہذیب! خیریت تو ہے؟ کوئی پریشانی؟" میں نے متوحش لہجے میں پوچھا۔

"نہیں علی! خدا کا شکر ہے کوئی پریشانی نہیں ہے۔ میڈم مارٹینا بہت ہوشیاری سے اپنے فرائض انجام دے رہی ہیں مگر تمھیں مخاطب کرتے ہوئے مجھے بڑا خوف محسوس ہو تا رہا ہے۔ اس وقت تمھیں کوئی الجھن تو نہیں ہوئی؟"

"نہیں! اتفاق سے میں تنہا ہوں۔"

"پیغام دینا ضروری تھا علی! میڈم مارٹینا نے تارنیا ہارڈو سے اپنی گفتگو مکمل کر لی ہے اور تارنیا ہارڈو فوری طور پر وہ تمام انتظامات مکمل کرنے میں کامیاب ہو گئی ہیں۔ چار برق رفتار آبدوزیں اس علاقے کی طرف روانہ ہو گئی ہیں اور تارنیا ہارڈو نے اس بات کا اطمینان دلایا ہے کہ ایک مخصوص پوائنٹ پر وہ اسرائیل کی جانب سفر کرنے والی آبدوز کو گھیرے میں لے کے اُسے قابو میں کرنے کی کوشش کریں گی۔ اس کے علاوہ ڈمبر کے لیے بھی فیصلہ کر لیا گیا ہے کہ اسے غرق کر دیا جائے، یہ تمام انتظامات تارنیا ہارڈو نے مکمل کر لیے ہیں اور ہمیں اطلاع دی ہے کہ ہم بالکل مطمئن ہو جائیں۔"

"گڈ۔ بہت بڑی خوش خبری سنائی ہے تم نے تہذیب مالکم ایکس۔ تم لوگوں کی روانگی کا کیا پروگرام ہے؟"

"آبدوز کی ڈیلیوری کے چند گھنٹوں بعد مجھے یہاں سے روانہ کر دیا جائے گا۔ میڈم مارٹینا ابھی یہیں قیام کریں گی۔ میرے لیے انھوں نے نہایت مناسب انداز میں روانگی کی تیاریاں کر دی ہیں۔ میرا خیال ہے علی! مجھے اس میں کوئی دقت نہ ہو گی۔"

"اور میڈم مارٹینا تمھارے ساتھ نہیں جارہیں؟"

"نہیں۔ انھوں نے اپنے پروگرام میں کچھ تبدیلیاں کی ہیں اور یہ شاید ان کے ملک کی طرف سے انھیں ہدایت ہے، میڈم مارٹینا کے ذریعے وہ ابھی یہاں کچھ کام کریں گے اور شاید ہائل جوشیو سے متعلق وہ تمام نظام اپنے کنٹرول میں لے لیں گے جو ہائل جوشیو کا قائم کردہ ہے۔ کوئی لمبا پروگرام ترتیب دیا گیا ہے۔ مجھے صرف یہ بتایا گیا ہے کہ چند افراد فوری طور پر اِن کے پہنچنے والے ہیں جو یہاں میڈم مارٹینا کے ساتھ مل کر صورتِ حالات کو کنٹرول کریں گے۔"

"ہونا بھی یہی چاہیے تھا۔ ہائل جوشیو کی حیثیت معمولی نہیں ہے۔ کون اس نعمتِ بے بہا کو چھوڑنے کی کوشش کرے گا۔ بہرحال! یہ ان کا ذاتی معاملہ ہے لیکن تہذیب تمھیں اپنے تحفظ کے لیے پوری طرح مستعد رہنا ہے۔"

"خدا کی ذات پر بھروسا رکھو علی! میں انشاء اللہ خیریت کے ساتھ تم سے مل جاؤں گی۔"

"ممکن ہے ہماری یہ گفتگو آخری ثابت ہو تہذیب! اب میں یہ ٹرانسمیٹر اپنے آپ سے جدا کر رہا ہوں، اس کی میرے پاس موجودگی میرے لیے پریشان کن بھی ہو سکتی ہے۔"

"خدا حافظ علی۔" تہذیب نے کہا اور اس کے بعد سلسلۂ گفتگو منقطع ہو گیا۔ میں نے ٹرانسمیٹر کو ضائع کر دیا، شارٹو اس وقت موجود نہیں تھا لیکن تھوڑی دیر کے بعد اسے طلب کرنا پڑا چونکہ سارا پروگرام حسبِ معمول تکمیل پا رہا تھا۔

ڈین مارشے کی طرف سے ڈمبر پر طلبی ہو گئی تھی اور مجھے تھوڑی ہی دیر کے بعد وہاں پہنچنا پڑا۔ ڈمبر کے بارے میں، میں نے مکمل معلومات حاصل کر لی تھیں۔ یہ جہاز ایک اسرائیلی کمپنی کی ملکیت تھا لیکن ایک دوسرے ملک کے جہاز کی حیثیت سے یہاں موجود تھا۔ غالباً اس کے ذریعے اسلحے وغیرہ کا حصول ہوتا تھا۔ اس کا اسٹاف بہت زیادہ نہیں تھا جبکہ جہاز کافی وسیع و عریض تھا۔ ڈمبر پر ہونے والی میٹنگ میں ڈین مارشے نے مکمل کنٹرول اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے دوسرے لوگوں سے آبدوز کی روانگی کے بارے میں تفصیلی گفتگو کی۔ میری ڈیوٹی اس نے آبدوز پر لگائی تھی۔ اس نے مجھے بتایا کہ انجینئرز نے سب میرین اپنے کنٹرول میں لے لی ہے اور اس وقت وہ فورکاز کے مشرقی ساحل کے قریب موجود ہیں۔ اس نے اپنے لائق ماتحت کی حیثیت سے مجھے ہدایات دیں کہ میں آبدوز کے مکمل انچارج کی حیثیت سے اس کا چارج سنبھال لوں۔ نو فلسطینی ایجنٹ میری تحویل میں دیے جائیں گے کیونکہ ڈمبر کے کھلے سفر میں انھیں ساتھ لے جانا مناسب نہیں تھا۔ کسی بھی لمحے خطرات پیش آسکتے تھے۔ میں بس دل ہی دل میں اپنے معبود کا شکر گزار تھا کہ وہ تمام آسانیاں مجھے فراہم ہوتی جا رہی تھیں جو درکار تھیں۔ ورنہ کوئی بھی پیچیدگی میرے لیے الجھن کا باعث بن جاتی۔

ڈین مارشے نے خود ڈمبر پر رہ کر بیرونی معاملات سنبھالنے کا اعلان کیا تھا اور اس کے بعد اس نے مجھے مکمل اختیارات دے کر آبدوز کی طرف روانہ کر دیا۔

فورکاز کے مشرقی ساحل پر مجھے ایک اسٹیمر کے ذریعے پہنچایا گیا اور یہ دیکھ کر میری آنکھیں حیرت و دلچسپی سے سکڑ گئیں کہ آئی وان فیرو وہاں موجود تھا ــــ کیرِیڈ بلوشر اور آئی وان فیرو نے وہ نو ایجنٹ میرے سپرد کیے اور مجھ سے کاغذات پر دستخط لیے۔ آئی وان فیرو نے پُرجوش انداز میں مجھ سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا کہ وہ اس سودے کی تکمیل پر بہت خوش ہے کیونکہ اس کے خصوصی دوست اولیو ہارڈ کی یہی خواہش تھی کہ یہ سودا اسرائیل کے حق میں ہو۔

فلسطینی اس وقت بہتر لباس میں تھے جس کا بندوبست یقیناً تہذیب مالکم ایکس نے کیا ہو گا لیکن ان کے چہروں سے بدحالی ٹپک رہی تھی۔ میں نے ان لوگوں کو مختصراً بتایا کہ انھیں اسرائیلی قیدیوں کی حیثیت سے لے جایا جا رہا ہے اور کم از کم اس وقت تک ان کے لیے کوئی پریشانی یا خطرہ نہیں ہے جب تک وہ خود کوئی حرکت کرنے کی کوشش نہ کریں۔ میرا فرض صرف اتنا ہے کہ میں انھیں اسرائیل تک پہنچا دوں۔ اس کے بعد ان کی خواہش پر ان کے حکام سے بھی رابطہ قائم کیا جا سکتا ہے اور کسی مناسب طریقے سے ان کا تبادلہ بھی کیا جا سکتا ہے۔ آئی وان فیرو اور کیرِیڈ بلوشر اس معاملے سے غیر متعلق نظر آرہے تھے لیکن انھیں مطمئن رکھنے کے لیے مجھے یہ رسمی باتیں کرنا پڑ رہی تھیں۔

میں ان نو قیدیوں کے ہمراہ آبدوز میں داخل ہو گیا۔ چند افراد اور بھی میرے ساتھ تھے جو یہاں تک میرے ساتھ ہی آئے تھے۔ یہ سب اسرائیل کے سرکردہ لوگ تھے اور اس سودے کی تکمیل کے لیے یہاں پہنچے تھے۔

آبدوز کے عملے سے میرا تعارف آبدوز کے انچارج کی حیثیت سے کرایا گیا تھا۔ میں نے فوری طور پر انتظامات شروع کر دیے۔ میرین انجینئروں کو ان کی ڈیوٹیوں پر تعینات کر دیا گیا۔ قیدیوں کو آبدوز کے عقبی حصے میں پہنچا دیا گیا۔ شارٹو کے ساتھ مل کر میں نے قیدیوں کے لباسوں کی تلاشی لی۔ میرے ساتھی میرے اقدامات کا جائزہ لے رہے تھے اور بہت مطمئن نظر آرہے تھے۔ میں نے شارٹو کو ان لوگوں کی نگرانی پر مامور کر دیا اور اسے ہدایت دی کہ وہ چوکنا رہے۔ اس کے بعد میں نے انجینئرز کو اشارہ کیا کہ آبدوز کو پانی کی گہرائی میں اتار دیا جائے۔ انجینئروں نے دروازے بند کر دیے۔ آئی وان فیرو اور کیرِیڈ بلوشر نے ہاتھ ہلا کر ہمیں الوداع کہا تھا۔ آبدوز پانی میں اترنا شروع ہو گئی۔ تقریباً دس منٹ کے مختصر سفر کے بعد میں نے خصوصی نشریاتی نظام پر ڈمبر سے رابطہ قائم کیا اور ڈین مارشے نے فوراً میرا پیغام وصول کیا۔

"ہم سفر کی ابتدا کر چکے ہیں، تمام معاملات توقع کے مطابق ہیں۔ آپ لوگ تیار ہو گئے؟"

"ڈمبر کے لنگر اٹھا دیے گئے ہیں۔ ہمارے آلات تمھاری رہ کا تعین کر رہے ہیں۔ مطمئن ہو کر اپنے راستے کی سمت سفر شروع کرو۔ ہم تمھارے ساتھ ساتھ چل رہے ہیں۔" ڈین مارشے نے کہا۔ دوسرا پیغام تین گھنٹے کے سفر کے بعد ایک دوسرے کو دیا جائے گا۔" اس گفتگو کے بعد سلسلہ منقطع کر دیا گیا اور میں انجینئرز وغیرہ سے گفتگو کرنے لگا۔

عظیم الشان آبدوز کے خصوصی حصے میں کیمیکلز کے ڈرم، نقشے اور وہ تمام چیزیں محفوظ تھیں جو اس فساد کی جڑ تھیں۔ یہ ہولناک چیزیں بلاشبہ ایک خوف ناک خطرہ تھیں اور ان کے ساتھ سفر کرنا بھی انتہائی خوف ناک تھا۔ اب تک جو کچھ ہوا تھا اور ہو رہا تھا، ایک خواب کی مانند تھا۔ یقین نہیں آتا تھا کہ اتنے مشکل ترین حالات میں اور اتنے خوف ناک لوگوں کے درمیان ایک بے یار و مددگار انسان کی حیثیت سے مجھے یہ عظیم الشان کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ کینٹ مور اور دوسرے وہ تمام لوگ جو تارنیا ہارڈو کے لیے کام کر رہے تھے، یہ نہیں جانتے تھے کہ اصل کام خفیہ ہی خفیہ ہو گیا ہے۔ ان کے گمان میں بھی نہ ہو گا کہ ان کے اوپر اب کیا مصیبت نازل ہونے والی ہے۔ ظاہر ہے، اس کام کی تکمیل کے بعد اس ملک کے حکام ان غداروں کو معاف نہیں کریں گے جو بڑی بڑی تنخواہیں وصول کرنے کے بعد بھی ان کے اعتماد کو ٹھیس پہنچا رہے تھے۔ جو کام ان کے ذمے تھا وہ ایک غیر متعلق انسان نے کیا تھا اور وہ یہاں آکر ہائل جوشیو کے حاشیہ بردار بن گئے تھے۔ میں نے البتہ یہ ضرور سوچا تھا کہ کینٹ کی پوزیشن کسی حد تک صاف کر کے اس کی سفارش کروں گا کہ اسے کوئی سزا نہ دی جائے، وہ حالات کے ہاتھوں مجبور ہو گیا تھا لیکن میں اس سلسلے میں صرف سفارش ہی کر سکتا تھا، ان لوگوں کو کسی بات پر آمادہ کر لینا میرے بس کی بات نہیں تھی۔ تین گھنٹے کے بعد میرے اور ڈین مارشے کے درمیان پھر پیغامات کا تبادلہ ہوا۔ ڈین مارشے نے بتایا کہ حالات بالکل پُرسکون ہیں اور ہم کھلے سمندر میں ایک آرام دہ سفر کر رہے ہیں۔ کوئی الجھن یا پریشانی نہیں ہے۔ میں نے بھی آبدوز کے سفر کے بارے میں تفصیلات بتا دیں۔ اس کے بعد مزید تین گھنٹے کی مہلت طلب کر لی گئی۔ دماغ تھک کر چُور ہو چکا تھا۔ ایک ایک لمحہ سنسنی خیز تھا، میرے اور شارٹو کے نزدیک اس آرام دہ اور کامیاب سفر میں اب کوئی رکاوٹ نہیں رہی تھی۔ پھر چھ گھنٹے گزر گئے۔ ڈین مارشے نے اس کے بعد پیغام کے لیے پانچ گھنٹے کی مہلت طلب کی تھی۔

تیسرے پیغام کو وصول کیے ہوئے مجھے تقریباً ایک گھنٹا گزرا تھا کہ دفعتاً میرین انجینئروں میں کھلبلی سی مچ گئی۔ انچارج کی حیثیت سے میں نے فوراً صورتِ حال معلوم کرنے کی کوشش کی۔

ایک سینئر انجینئر نے مجھے بتایا۔ "سر! ہماری آبدوز کچھ پُراسرار سگنل موصول کر رہی ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے سمندر میں کچھ اور آبدوزیں ہمارے اردگرد سفر کر رہی ہیں۔ آپ کا کیا حکم ہے؟ کیا ہم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ان آبدوزوں سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کریں؟"

"نہیں، اس کی ضرورت نہیں ہے۔ خاموشی سے ان کی نقل و حرکت کا جائزہ لو۔ میں نہیں چاہتا کہ انھیں ہماری موجودگی کا علم ہو۔"

سفر میں سنسنی خیز لمحات شروع ہو گئے تھے۔ شارٹو غیر محسوس انداز میں میرے قریب پہنچا اور اس نے میرے کان میں سرگوشی کی۔ "چیف! میں نے اپنا کام انجام دے لیا ہے۔ سب میرین میں جو تارپیڈو موجود تھے، میں نے ان کا سسٹم ناکارہ کر دیا ہے اور ان کے رابطے کی وائرنگ اس طرح کاٹ دی ہے کہ اگر انجینئرز اسے درست بھی کرنا چاہیں تو اس کام کے لیے گھنٹوں درکار ہوں گے۔ اس کے علاوہ میں نے ان قیدیوں سے صرف اتنا کہہ دیا ہے کہ وہ محفوظ ہیں اور تہذیب مالکم ایکس نے انھیں اگر کچھ بتایا ہے تو وہ اطمینان رکھیں کہ پروگرام اسی انداز میں تکمیل تک پہنچ رہا ہے۔ چیف! زندگی ہی دوڑ گئی ان کے چہروں پر میرے ان الفاظ کے بعد ورنہ ایک ایک کو ہراساں نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ غالباً ان میں تمھیں تلاش کرنا چاہتے تھے۔"

"شکریہ شارٹو۔" میں نے کہا اور شارٹو اسی غیر محسوس انداز میں میرے پاس سے چلا گیا۔

سب میرین کا عملہ بُری طرح متوحش تھا۔ سگنل برابر موصول ہو رہے تھے۔ میں خود بھی ان کے نزدیک پہنچ گیا اور جائزہ لینے لگا کہ حالات کیا ہیں۔ میرین کے نظام کے بارے میں مجھے کچھ نہیں معلوم تھا لیکن انجینئرز مجھے بتا رہے تھے کہ آبدوزوں کا فاصلہ کم سے کم ہوتا جا رہا ہے۔ انھوں نے مجھے چار روشن نقطے دکھائے جو چار مختلف سمتوں میں نظر آ رہے تھے۔ انھوں نے بتایا کہ ان روشن نقطوں نے ان کی آبدوز کو چار سمتوں سے کور کیا ہوا ہے اور ان کا انداز بہتر نہیں معلوم ہوتا۔

دفعتاً آبدوز میں ایک ہلکا سا ارتعاش ہوا اور انجینئرز بوکھلا گئے۔ انھوں نے فوراً ایک اسکرین روشن کیا اور [illegible] بکھری ہوئی نظر آنے لگیں۔ غالباً یہ جائزہ لیا جا رہا تھا کہ کیا آبدوز پر تارپیڈو تو فائر نہیں کیا گیا؟ لیکن اس کا اندازہ نہیں ہو سکا۔ وہ مجھے ایک ایک لمحے کی صورتِ حال سے آگاہ کر رہے تھے۔ انھوں نے بتایا کہ کچھ ہوا ضرور ہے لیکن آبدوز پر نہیں اور پھر اطراف کی چیزیں آہستہ آہستہ آبدوز کے ویٹرن اسکرین پر نمودار ہونے لگیں۔ دفعتاً ایک انجینئر کے حلق سے حیرت زدہ آواز نکل گئی۔ اسکرین پر ایک سیاہ خاکہ ابھر رہا تھا۔

"یہ.... یہ....!" پھر دفعتاً دوسرے انجینئر نے ڈمبر سے رابطہ قائم کرنا شروع کر دیا اور چند لمحات کے بعد اس کی خوف زدہ آواز ابھری۔

"ڈمبر... ڈمبر سے کوئی جواب نہیں مل رہا۔ ڈمبر..." اتنا ہی کہہ پایا تھا کہ آبدوز کو ایک اور شدید جھٹکا لگا اور [illegible] کر رہ گئی۔

وہ سیاہ چیز جو اسکرین پر نمودار ہوئی تھی واضح ہونے لگی اور میرین انجینئروں نے فوراً سب میرین کا راستہ بدلنا شروع کر دیا پھر کسی نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔ "یہ ڈمبر ہے، غرق ہو رہا ہے۔"

میرے رگ و پے میں مسرت کی لہریں دوڑنے لگیں۔ پہلے ڈمبر کو تباہ کر دیا گیا تھا اور یقیناً یہ کارروائی آبدوزوں ہی کی گئی تھی۔ وہ دھماکے جنھوں نے آبدوز میں ارتعاش پیدا کیا تھا، ڈمبر کو تباہ کرنے کے لیے کیے گئے تھے۔

سب میرین کا رُخ بدل دیا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ چار روشن نقطے منتشر ہو گئے تھے۔ دو ایک سمت [illegible] تھے، ایک بہت دور چلا گیا تھا اور ایک عقب میں رہ گیا تھا۔ ڈمبر کی تباہی کا یقین کر لیا گیا۔ اس سے رابطے کی ہر ممکن کوشش کی گئی لیکن اس میں کوئی کامیابی نہ ہو سکی۔ میں نے ایک گہری اطمینان بخش سانس لی۔ بظاہر میں بھی پریشان نظر آ رہا تھا لیکن میری یہ پریشانی مصنوعی تھی۔ پھر آس پاس چند اور دھماکے ہوئے اور اس کے بعد سب میرین انجینئروں میں سے دو افراد نے مجھ سے کہا۔ "سر! اب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے کہ ان آبدوزوں کو نشانہ بنایا جائے، ہم ان سے جنگ کریں۔"

"ٹھیک ہے لیکن کیا ہم اس میں کامیاب ہو سکتے ہیں؟" میں نے پوچھا۔

"کوشش تو کی جا سکتی ہے سر! اس کے سوا دوسری کوئی صورت بھی تو نہیں ہے۔" یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ٹرانسمیشن مشین پر کچھ اشارے موصول ہوئے اور انجینئر نے میری ہدایت پر ان اشاروں کا پیغام وصول کیا۔ ایک باریک سی آواز آہستہ آہستہ ابھرنے لگی۔

"تمھیں پہلی وارننگ دی جا رہی ہے کہ سطح کی جانب بلند ہونا شروع کر دو۔ تین منٹ کے بعد ہم تمھیں دوسری ہدایت دیں گے اور مزید تین منٹ کے بعد تمھاری آبدوز کو تارپیڈو کا نشانہ بنا دیا جائے گا۔"

"تم لوگ کون ہو؟ پہلے ہمیں یہ بتاؤ کہ کیا ہمارے ساتھ سفر کرنے والے جہاز کو تباہ کر دیا گیا؟" میرین انجینئرز انچارج نے چلا [illegible]

"یہ بہت پہلے کی بات ہے۔ نیا پروگرام یہ ہے کہ ہم تمھاری آبدوز کا صحیح نشانہ لے رہے ہیں۔" جواب ملا۔ انجینئر نے سوچ

آف کر دیا اور سراسیمہ نگاہوں سے میری طرف دیکھنے لگا۔

"کیا حکم ہے سر؟"

"کچھ توقف کرو۔" میں نے کہا اور دوسرے انجینئر تارپیڈو کے نظام کو سیٹ کرنے لگے۔ دفعتاً ان میں سے ایک حلق پھاڑ کر چیخا۔

"کچھ ہوا ہے، اندرونی طور پر بھی کچھ ہوا ہے.... ہمارے ساتھ دھوکا ہوا ہے سر۔ یہ تارپیڈو فائر کرنے والا نظام کام نہیں کر رہا۔ یقیناً ہائل جوشیو کی طرف سے دھوکا دہی کی گئی ہے۔" وہ ہیجانی انداز میں اِدھر سے اُدھر دوڑنے لگا۔ تارپیڈو فائر کرنے والے جتنے آلات تھے وہ سب ناکارہ نظر آ رہے تھے اور یہ کارروائی ایک معمولی سے آدمی، ایک معمولی سے ملاح شارٹو کی تھی جس نے اپنی ذہانت اور چابکدستی کا عملی ثبوت پیش کر دیا تھا لیکن یہ لوگ اس کارروائی کو ہائل جوشیو سے منسوب کر رہے تھے، ان کے خیال میں آبدوز کا معائنہ کرانے کے بعد ہائل جوشیو نے ان سے بدعہدی کی تھی۔ وہ کچھ اور چاہتا تھا۔

تین منٹ گزرنے میں ذرا بھی دیر نہ لگی اور اس کے بعد دوبارہ ہمیں پیغام موصول ہونے لگا۔ میں نے ہونٹ سکوڑ کر کہا۔ "اب جبکہ ہم تارپیڈو بھی فائر نہیں کر سکتے، ان سے کسی طرح مقابلہ بھی نہیں کر سکتے تو اس کے سوا اور کیا چارہ کار ہے کہ ہم سطح پر آ جائیں۔ انھیں اطلاع دو کہ ہم سطح کی جانب بلند ہو رہے ہیں۔"

میرین انجینئر جانتے تھے کہ ان کی ہٹ دھرمی کا نتیجہ کیا ہو گا۔ موت، صرف موت۔ چنانچہ وہ خود بھی بُری طرح بدحواس ہو گئے تھے۔ میری ہدایت کے مطابق [illegible] دیا گیا اور اس کے بعد اوپر جانے کی کارروائی ہونے لگی۔ سب کے چہرے لٹکے ہوئے تھے۔ وہ لوگ تو بالکل ہی گُنگ ہو کر رہ گئے تھے جو اسرائیلی خصوصی محکمے کے رکن تھے، صرف سیاسی سوجھ بوجھ رکھتے تھے اور اس تمام صورتِ حال میں کسی مداخلت کے قابل نہیں تھے۔ اپنی اس عظیم فتح کو شکست میں بدلتے دیکھ کر ان کے چہروں پر ہوائیاں اُڑ رہی تھیں۔ ان میں سے ایک نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "ہائل جوشیو ایک بدترین مجرم ہے۔ ہم اس کی طرف سے غلط فہمی کا شکار ہو گئے تھے۔ عربوں سے بھی اس آبدوز کی قیمت وصول کرنا چاہتا تھا۔ ہم سے بھی لیکن اصل سودا اس نے کسی اور سے کیا ہے۔"

"یہ کارروائی عربوں کے لیے بھی ہو سکتی ہے۔" دوسرے نے کہا۔

"کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ہم کر بھی کیا سکتے ہیں؟"

"ہمیں بے دست و پا کرنے والے مسٹر ہاورڈ ہیں۔ انھوں نے بڑی مدبرانہ رائے دی تھی کہ ہائل جوشیو کی فطرت سے وہ واقف ہیں اور وہ اسرائیل سے کوئی بدعہدی نہیں کرے گا۔"

"مسٹر ہاورڈ....!" چیف نے حقارت سے کہا۔ "وہی مسٹر ہاورڈ نا، جو ایک پاکستانی طالبِ علم کے پیچھے مارے مارے پھر رہے ہیں اور آج تک اس پر قابو نہیں پا سکے۔ آنکھیں مسٹر ہاورڈ کی بات کر رہے ہو نا تم؟ حماقت ہماری بھی ہے، ضروری تو نہیں کہ ہمارا کوئی ہم نسل اپنے تمام تر خلوص کے باوجود ہمارے لیے معاون ہی ثابت ہو سکے۔"

وہ لوگ طرح طرح کی گفتگو کرتے رہے۔ آبدوز سطح کی جانب بلند ہو رہی تھی۔ ویسے ان کی گفتگو پر میرے کان کھڑے ہو گئے تھے اور میں دل ہی دل میں مسکرا رہا تھا۔ اس کا مقصد ہے کہ علی یار خان ان سب کے ذہنوں میں موجود ہے اور وہ لوگ آپس میں یہ باتیں کرتے ہیں کہ ہاورڈ، علی یار خان کے مقابلے پر ناکام رہا ہے۔ میرے لیے یہ اعزاز کم نہیں تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد آبدوز سطح پر پہنچ گئی۔ انجینئروں کے چہرے اترے ہوئے تھے۔ آبدوز کے عملے کے لوگ سمٹ کر یکجا ہو گئے تھے۔ سب ہی اس تجسس کا شکار تھے کہ اس کے بعد ان کے ساتھ کیا ہو گا؟ ہم نئے پیغام کا انتظار کر رہے تھے اور نیا پیغام ملنے میں زیادہ دیر نہ لگی۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"شریفانہ طور پر ہماری بات مان لینے کا شکریہ۔ ایک ایک کر کے آپ لوگ آبدوز کے دروازے سے باہر آ جائیں۔"

انچارج کی حیثیت سے سب سے پہلے اوپر آنے والا میں تھا۔ میرے ساتھ وہ دوسرے افراد بھی اوپر آئے جو سیاسی حیثیت رکھتے تھے۔ اس آبدوز سے تھوڑے ہی فاصلے پر ایک اور آبدوز پانی سے سر ابھار رہی تھی۔ میں نے نگاہیں گھما کر چاروں طرف دیکھا۔ تاحدِ نگاہ نیلے سمندر کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔ مزید تین آبدوزیں آہستہ آہستہ سطح پر ابھر آئیں اور جب ان کے اوپر سے پانی بہہ چکا تو ان کے اوپری دروازے کھل گئے۔

سب سے پہلے چند مسلح لوگ باہر نکلے جنھوں نے سب مشین گنیں اور اسٹین گنیں اس آبدوز کی طرف تان رکھی تھیں۔ ان میں سے ایک نے میگا فون پر کہا۔ "آپ لوگوں کی اس آبدوز میں منتقلی کا کام ابھی چند لمحے بعد شروع ہو گا۔ بہتر ہے کہ آپ میں سے کوئی خودکشی کرنے کی کوشش نہ کرے۔ ہم اچھے ماحول میں بھی گفتگو کر سکتے ہیں۔"

سطحِ سمندر پر اُبھرنے والی آبدوزوں پر کسی قسم کے نشانات نہیں تھے جس سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا کہ ان کا تعلق کس ملک سے ہے۔ یہ بات صرف میں ہی جانتا تھا۔

اچانک میری عقبی آبدوز سے میگا فون پر ایک آواز ابھری جو تارینا ہارڈی کی تھی۔ "مسٹر علی! ابھی آپ کی سمت ایک چھوٹی اسپیڈ بوٹ بھیجی جا رہی ہے۔ براہِ کرم آپ یہاں تشریف لے آئیں۔" میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے چونک کر پیچھے دیکھا اور تارنیا ہارڈو کو پہچان لیا جس آبدوز پر وہ موجود تھی اس کے شکم سے ایک ہائی اسپیڈ بوٹ برآمد ہوئی اور تیز رفتاری سے اس آبدوز کی جانب آنے لگی۔ میرے قریب کھڑے ہوئے لوگ یہ سمجھ بھی نہ پائے کہ مجھے کیا کہہ کر مخاطب کیا گیا ہے۔ ہائی اسپیڈ بوٹ جب آبدوز سے آ لگی تو میں بوٹ میں منتقل ہو گیا۔

تارنیا ہارڈو نے مجھے بڑے گرم جوشی انداز میں خوش آمدید کہا تھا۔ بہت ہی جذباتی ہو رہی تھی وہ۔ اس نے جذبات میں ڈوبے ہوئے لہجے میں کہا۔ "شکریہ علی، بہت بہت شکریہ۔ تم نے مجھے ان حالات میں سرخرو کیا جب ہم تمام امیدیں کھو بیٹھے تھے۔"

"میں آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں میڈم ہارڈو کہ آپ کی کاوشیں کامیاب رہیں۔ یقیناً آپ نے اس سلسلے میں مکمل پلاننگ کر لی ہو گی۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ان نو فلسطینی افراد کو میرے ایک خاص آدمی کے ساتھ اس آبدوز میں منتقل کیا جائے جس میں مجھے سفر کرنا ہو گا۔"

"میں ابھی اس کا بندوبست کر دیتی ہوں۔ تم میرے ہی ساتھ رہو گے جانِ من۔" تارنیا نے کہا اور پھر اپنے آدمیوں کو ہدایات دینے لگی۔ ہائی اسپیڈ بوٹ دوبارہ اس طرف روانہ ہو گئی تھی اور اس میں تارنیا ہارڈو کے دو مسلح آدمی بھی تھے تاکہ اپنی نگرانی میں ان فلسطینی باشندوں کو اس آبدوز پر منتقل کر سکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی تارنیا ہارڈو اس مشن کے انچارج کی حیثیت سے دوسرے لوگوں کے بارے میں بھی ہدایت جاری کر رہی تھی ـــــ ان لوگوں کو ان چاروں آبدوزوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔ میں آبدوز کے اوپری حصے پر کھڑا ہوا اس تمام کارروائی کا جائزہ لے رہا تھا۔

یہ جدید ترین لڑتی آبدوزیں تارنیا کے ملک کی تھیں اور اس میں ان تمام ضروریات کا خیال رکھا گیا تھا جو یہاں پیش آ سکتی تھیں۔ فلسطینیوں کی منتقلی کا کام شروع ہو گیا۔ سب سے پہلے تین افراد کو لایا گیا اور میں نے انہیں پُرجوش انداز میں خوش آمدید کہا۔ ان کی آنکھیں آنسوؤں میں ڈوبی ہوئی تھیں۔ ان میں سے ایک نے گرم جوشی سے میرا ہاتھ دباتے ہوئے کہا۔ "یہ سن کر کہ علی یار خان ہمارے لیے کام کر رہا ہے خدا کی قسم ہم نے یقین کر لیا تھا کہ ہماری بدبختی کا دور ختم ہوا اور یقیناً ہمیں آزادی نصیب ہو گی۔" میں نے اس کا شانہ تھپتھپایا اور اسے نیچے جانے کے لیے کہا۔

آخری جو دو افراد آئے تھے ان میں شارٹو بھی موجود تھا۔ تارنیا ہارڈو کے سامنے اس نے اپنے وطن کا مخصوص سلام کیا اور میں نے تارنیا ہارڈو سے کہا۔ "جن لوگوں کو آپ نے اس مشن پر بھیجا تھا ان میں یہ شخص ایک معمولی حیثیت کا فرد تھا، بالکل آخری درجے کا جس کی کوئی توقعات نہیں تھی لیکن اس شخص نے جس طرح میری معاونت کی ہے میں اسے سامنے رکھتے ہوئے یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ یہ اس آدھی فتح کا حقدار ہے۔"

"مائیکل شارٹو! تم یہ کیوں سمجھتے ہو کہ تم تیسرے درجے کے کارکن ہو۔ اتنے بڑے مشن کے لیے جن لوگوں کا انتخاب کیا گیا تھا، میں نے اپنی دانست میں انہیں اس کے قابل سمجھا تھا۔ یہ دوسری بات ہے کہ اپنوں میں غدار بھی نکل آتے ہیں اور تم دیکھو گے شارٹو کہ ان غداروں کے ساتھ کتنا بدترین سلوک کیا جائے گا اور تمہیں تمہاری ان کاوشوں کا پورا پورا صلہ ملے گا۔" شارٹو کی آنکھوں میں نمی آ گئی تھی۔ وہ خاموشی سے نیچے اتر گیا۔ صرف ڈیڑھ گھنٹے میں یہ ساری کارروائی مکمل کر لی گئی اور آبدوز انسانوں سے خالی ہو گئی۔

تارنیا ہارڈو تھوڑی دیر کے بعد میرے ساتھ نیچے اتر آئی۔ اس کا چہرہ مسرت سے سرخ ہو رہا تھا۔ فوراً ہی اس نے وائرلیس کا نظام سنبھال لیا اور آبدوزوں کو ہدایت جاری کرنے لگی۔ جب وہ اس کام سے فارغ ہوئی تو میں نے اس سے مزید کارروائی کے بارے میں سوال کیا۔

"ہاں علی! میں بتانے ہی والی تھی تمہیں۔ ان لوگوں کو ہدایات دینا تھیں سو دے دیں۔ اس آبدوز کو چیک کرنے کے بعد مجھے رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔ وہ تمام چیزیں اس میں موجود ہیں جنہیں ضائع کرنے کے لیے ہم نے اسے سمندری سفر پر روانہ کیا تھا۔ اس کام کی تکمیل کے بعد مجھے جو کچھ کرنا ہے اس سلسلے میں بھی ہدایات مل چکی ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ ہم اپنی کوششوں میں تمہاری مدد سے کامیاب ہو گئے ہیں۔ اب آبدوز کے اندر موجود چیزوں کی ایک مائیکرو مووی بنائی جا رہی ہے۔ اس کے بعد اس آبدوز کو سطح سمندر پر ہی تارپیڈو مار کر تباہ کر دیا جائے گا اور یوں یہ کہانی خود بخود ختم ہو جائے گی۔ سمندر کا یہ حصہ مخدوش ضرور ہو جائے گا لیکن اس کے علاوہ اور کوئی چارۂ کار نہیں ہے۔ اس آبدوز کی تباہی کی مکمل فلم بنائی جائے گی جو مجھے اپنے وطن کو پیش کرنا ہو گی۔" میں نے اس کارروائی پر اطمینان کا اظہار کیا اور اس بات پر تارنیا ہارڈو سے متفق ہو گیا کہ اس خطرناک چیز کا تباہ کر دینا ہی ضروری ہے۔ میں نے اس سے درخواست کی تھی کہ اس مائیکرو فلم کی ایک کاپی مجھے بھی فراہم کر دی جائے تاکہ میں فلسطینی حکام کو اس بارے میں رپورٹ دے سکوں اور تارنیا ہارڈو نے اس بات کا وعدہ کر لیا کہ وہ میری اس خواہش کی تکمیل کرے گی۔ بعد کی کارروائیوں کو ہم نے اپنی آبدوز کے ویژن اسکرین پر دیکھا تھا۔

چاروں آبدوزوں سے اس آبدوز کا نشانہ لے کر تارپیڈو فائر کیے گئے اور آبدوز کے پرخچے اڑ گئے۔ وہ آہستہ آہستہ ٹکڑوں

کی شکل میں سمندر کی گہرائیوں میں اتر رہی تھی۔ اس کے بعد تارنیا ہارڈو نے ان آبدوزوں کو واپسی کا حکم دیا اور ہماری آبدوز بھی اپنے سفر پر روانہ ہو گئی۔ اس کام سے فارغ ہونے کے بعد میں ان فلسطینی باشندوں کے پاس پہنچ گیا۔ ان کا لیڈر ایک شخص جنید جلال تھا۔ وہ تمام لوگ میرے گرد جمع ہو گئے تھے۔ جنید جلال نے کہا۔ "ہم اس سفر کے دوران آپ کو نہیں پہچان سکے تھے علی لیکن آپ کے ساتھی شارٹو نے ہمیں یہ بتا دیا تھا کہ ہماری زندگی کا بدترین دور ختم ہو گیا ہے اور اب کمانڈ علی یار خان کے ہاتھ میں ہے۔ ایک بار ہم پھر اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہیں آپ سے لیکن علی! یہ چہرہ آپ کا اپنا تو نہیں ہے؟"

"ہاں۔ میں نے ضرورت کے تحت اپنے چہرے پر میک اپ کیا ہوا ہے لیکن اب اس کی ضرورت باقی نہیں رہ گئی۔" میں نے اپنا میک اپ اتار کر پھینک دیا اور اپنی اصل شکل میں ان کے سامنے آ گیا۔

جنید جلال ایک بار پھر اٹھ کر میرے سینے سے لپٹ گیا تھا۔ اس نے کہا۔ "تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ مسلمان دنیا کے کسی بھی خطے میں ہوں اپنے مسلمان بھائی کی تکلیف پر تڑپ اٹھتا ہے۔ بے شمار واقعات اس بات کا ثبوت ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اخوت کے یہ جذبے رہتی دنیا تک قائم رہیں گے لیکن موجودہ دور میں قابلِ فخر ایک پاسبان [illegible] علی یار خان نے فلسطین کے لیے جس جذبے کا اظہار کیا ہے وہ بھی تاریخ میں سنہری حرفوں سے رقم کیا جائے گا۔ علی! تاریخ ہمارے سامنے تمہاری شکل میں زندہ ہو گئی ہے۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ اپنے جذباتِ عقیدت کو کس طرح پیش کریں۔"

"عقیدت کی ضرورت نہیں ہے میرے بھائی! یہ دل کا درد ہے دلوں تک (ہی) رہنا چاہیے۔" میں نے جواب دیا اور پھر میں ان سے بیروت کے حالات کے بارے میں سوال کرنے لگا۔

جنید جلال نے عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھا [illegible] "ہم لوگ [illegible] سے تعلق رکھتے ہیں اور زیادہ تر ہماری [illegible] بیرونی ممالک ہی میں رہتی ہیں لیکن اس بار بیروت سے روانہ ہوتے ہوئے آپ کے بارے میں کچھ ایسی باتیں سنیں جو ناقابلِ یقین تھیں۔ ہم نے یہ سنا کہ تنظیم سے آپ کے اختلافات ہو گئے ہیں اور آپ اس کے مفادات سے برگشتہ ہو گئے ہیں۔ یہ حقیقت کوئی بھی دل تسلیم نہیں کرتا تھا۔ پتا نہیں چل سکا تھا کہ ایسا کیوں ہوا لیکن یہاں آپ کی یہ کوششیں دیکھ کر دل کو بے پناہ مسرت کا احساس ہوتا ہے کہ وہ تمام باتیں افواہوں پر مشتمل تھیں۔"

"ہاں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ میری ذات سے منسوب باتیں منسوب کر دی گئی تھیں ان میں کوئی صداقت نہیں تھی۔ غلط فہمیوں کا شکار ہونے والے اسرائیلی سازشوں کا شکار ہوئے۔ میں شکوہ شکایت کا قائل نہیں ہوں جنید جلال، میرا اپنا جذبہ جو ذاتی نوعیت رکھتا ہے مجھے اپنی زندگی کی بازی لگا کر ان کاموں میں مصروف کر دیتا ہے۔ مجھے اس کے لیے کسی عقیدت اور کسی نام کی ضرورت نہیں۔ میں صرف کام کرنے کا شوقین ہوں۔ اس کا ثبوت خدا کے فضل سے جگہ جگہ تنظیم کو دیتا آ رہا ہوں۔ تنظیم میری طرف سے غلط فہمی کا شکار رہے، مجھے اس کی کوئی پروا نہیں ہے۔ میرا یہ پیغام ان تک پہنچا دینا کہ علی ان کے لیے نہیں، فلسطینی کیمپ اور بیروت کے دوسرے چھوٹے چھوٹے کیمپوں میں مقیم ان نہتے مظلوم لوگوں کے لیے سرگرداں ہے جن سے ان کے گھروں کی چھت چھین لی گئی ہے اور وہ اپنی زندگی کا مشن ان کے لیے اس وقت تک جاری رکھے گا جب تک اس کے وجود میں سانس باقی ہے۔"

"علی! آپ ہمارے ساتھ بیروت چلیں گے۔" جنید جلال نے کہا۔

"یہ مشکل ہے جنید جلال اور ایک اچھے دوست کی حیثیت سے میں یہ توقع کروں گا کہ میری رائے جاننے کے بعد تم دوبارہ مجھ سے اس کے لیے نہ کہو گے۔"

جنید جلال کو میرے ٹھوس لہجے سے یقین ہو گیا کہ اب اس موضوع پر کچھ کہنا بے سود ہے چنانچہ اس نے اس سلسلے میں خاموشی اختیار کر لی۔ میں نے دوبارہ سلسلۂ گفتگو وہیں سے شروع کیا اور جنید جلال مجھے اپنی آمد کے بارے میں تفصیلات بتانے لگا۔ اس نے کہا کہ انہیں ہدایت کی گئی تھی کہ ہائل جو شخص سے سودے بازی کرے اور کسی بھی مناسب رقم پر اس بات کے لیے اسے آمادہ کر لے کہ وہ آبدوز کو سمندر میں ضائع کر دے تاکہ آبدوز اسرائیل کے ہاتھ نہ لگنے پائے۔ ہماری زندگی کے مختلف مشن ہیں علی۔ ایک طرف ہم اسرائیل سے سیاسی محاذ پر جنگ کر رہے ہیں، دوسری طرف ہماری تنظیمیں اس کی چیرہ دستیوں سے مظلوم فلسطینیوں کو محفوظ رکھنے میں مصروف ہیں۔ تیسری طرف ہم وطن، قدس کی عمارتوں اور وہاں کی زمین کے خلاف ہونے والی سازشوں کا سدِباب کر رہے ہیں۔ چوتھی طرف ہم دنیا بھر میں [illegible] والی اسرائیلی سازشوں کے خلاف نبرد آزما ہیں اور [illegible] کے ساتھ ساتھ ہی یہ کوششیں بھی جاری ہیں کہ اسرائیلی عفریت ان قوتوں کو [illegible] سکے جو عربوں کے خلاف استعمال ہوں لیکن ہائل جو شخص نے غداری [illegible] وہ ایک مجرم تھا، صرف دولت کا رسیا اور غیر مسلم بھی۔ تمام غیر مسلم خواہ وہ دنیا کے کسی بھی خطے میں ہوں، اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ اسلام اپنے بنیادی اصولوں کی بنا پر دوسرے مذاہب سے محکم مذہب ہے اور اس کے افکار و خیالات ان کے لیے تشویش کا باعث رہے ہیں۔ وہ آپس میں ایک دوسرے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے لیے سب کچھ کر سکتے ہیں' مسلمانوں کے لیے نہیں۔ اس مخدوش صورتِ حال میں مسلمانوں کو آپس میں یکجا ہو کر یہ سوچ لینا چاہیے کہ انھیں اپنے طور پر خود کو مضبوط کرنا ہے' اپنا دفاع خود کرنا ہے اور ان کا کسی بھی بیرونی مدد پر انحصار انھیں تباہی کی طرف لے جاتا ہے۔ دنیا سے ہمارا رابطہ ضرور رہے۔ کچھ لوگ سیاسی بنیادوں پر ہمارے ہم نوا ہیں۔ ہمارے مقاصد سے دلچسپی رکھتے ہیں لیکن ہمارے ایسے دوست ہمارے معاملات میں ملوث نہیں ہو سکتے وہ صرف ہمیں سیاسی اور مالی امداد ہی دے سکتے ہیں۔ جو کچھ کرنا ہے' ہمیں خود کرنا ہے۔ اس آبدوز کو ہم اپنے طور پر حاصل نہیں کرنا چاہتے تھے۔ کیونکہ ابھی ہمارے وسائل اتنے نہیں کہ ہم ان فارمولوں پر کام کریں۔ بس ہم انھیں اسرائیلیوں کے ہاتھ نہیں لگنے دینا چاہتے تھے۔ ہائل جوشیو سے ہماری گفتگو کی ابتدا بہت اچھی تھی۔ اس نے ہم سے تعاون کا وعدہ کیا تھا لیکن پھر اچانک اس کا رویہ تبدیل ہو گیا اور ہمیں اغوا کر کے قید کر دیا گیا۔ اس کے بعد کے حالات سے ہم تقریباً لاعلم رہے سوائے اس وقت کے جب تہذیب مالکم ایکس نامی لڑکی نے ہمیں آئی وان فیرو سے حاصل کر کے اپنی کوٹھی میں منتقل کیا اور اس وقت اس نے ہمیں بتایا کہ ہمیں ہائل جوشیو کی قید سے نجات مل چکی ہے اور علی یار خان آبدوز کے حصول اور اس کی تباہی کے سلسلے میں کوشاں ہے اور ہماری یہ رہائی اسی کی کاوشوں کے بدلے عمل میں آئی ہے۔ ایک بار پھر اس بات کا اظہار کروں گا علی کہ اس وقت سے ہمارے سینوں میں اطمینان ہی اطمینان تھا اور یہ یقین ہو گیا تھا کہ اب سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔"

آبدوزوں کی واپسی کے سفر میں کوئی ناقابلِ ذکر واقعہ پیش نہیں آیا اور ہم اس ملک تک پہنچ گئے جس کا ان واقعات سے تعلق تھا۔ رات کا وقت تھا' تا حدِ نگاہ کہر کی دبیز چادر پھیلی ہوئی تھی۔ وہ ایک سنسان سی بندرگاہ تھی جہاں ہم آبدوزوں سے نکل کر خشکی پر پہنچے۔ بے شمار افراد ہمارے استقبال کے لیے موجود تھے۔ انھوں نے بڑی گرم جوشی سے تارنیا ہارڈو اور اس کے اشارے پر میرا استقبال کیا۔ قیدیوں وغیرہ کے بارے میں ہمیں کوئی اندازہ نہیں ہو سکا کہ انھیں اس وقت کہاں منتقل کیا گیا لیکن نو فلسطینی باشندے میں اور شارٹو ان لوگوں کے ساتھ ایک شاندار مائیکرو بس میں بیٹھ کر چل پڑے۔

ہماری میزبانی چند افراد کے سپرد کر دی گئی تھی جو نہایت احترام سے ہمیں لیے ہوئے ایک خوبصورت عمارت میں پہنچے جس کے باہر فوجی پہرہ لگا ہوا تھا۔ عمارت ہر لحاظ سے بہترین تھی ہمیں ایک بہترین اور آراستہ کمرے میں پہنچا دیا گیا۔ میری خواہش پر شارٹو کو میرے ساتھ ہی رہنے دیا گیا تھا۔ جنید جلال اور اس کے ساتھیوں کو بھی میرے کمرے کے برابر ہی کمرے دیے گئے تھے۔

رات نو بجے ہم لوگوں کو مشترکہ ضیافت دی گئی۔ اس ضیافت میں ہمارے علاوہ صرف دو افراد شریک تھے۔ انھوں نے ہم سے درخواست کی کہ ہم اپنی کسی بھی ضرورت کو نظر انداز نہ کریں بلکہ فوری طور پر اس کے بارے میں بتا دیا جائے۔ کھانے کے بعد میں نے جنید جلال سے کہا کہ یہ رات پُرسکون گزارے اور اس کے بعد شارٹو کے ساتھ اپنے کمرے میں آگیا۔

شارٹو اس وقت بھی میرے ساتھ ہی تھا۔ وہ بے حد مسرور تھا' اس نے کہا۔ "چیف' ہر چند کہ میرا تعلق اس ملک سے ہے لیکن آج میں یہاں اپنے آپ کو جس بلندی اور جس منصب پر پا رہا ہوں' وہ تمھارے ہی طفیل ہے۔"

"نہیں شارٹو' یہ صرف تمھاری وطن پرستی اور تمھاری کارکردگی کا نتیجہ ہے۔ کیا تم اپنے وطن میں اپنے لوگوں میں فوری طور پر جانے کے خواہش مند نہیں ہو؟"

"ابھی نہیں چیف! جلدی کیا ہے' ذرا یہاں سے اعزازات وصول کر لوں۔ تمھاری وجہ سے بات کچھ بنی رہے گی۔ اس کے بعد اطمینان سے ہی جاؤں گا۔" شارٹو نے کہا۔

چند لمحے کی خاموشی کے بعد شارٹو دوبارہ بولا۔ "بڑی پرانی خواہش تھی چیف کہ کسی دن ایک بڑے آدمی کی حیثیت سے لوگوں کے سامنے آؤں لیکن ایسا کبھی نہ ہو سکا۔ صرف رات کو بستر پر لیٹ کر آنکھیں بند کر کے بڑا آدمی بن جاتا تھا اور اپنی ان تمام خواہشات کی تکمیل کر لیتا تھا جو کھلی آنکھوں پوری نہیں ہو سکتی تھیں۔ بہت سی باتیں اس وقت ذہن میں آتی تھیں' ایسی مافوق الفطرت ہستی ان خوابوں کی تکمیل کرتی تھی جو دنیا کو نظر نہ آتی' صرف میں اسے دیکھتا تھا۔ آخر وہ ہستی تمھاری شکل میں مجھے مل گئی۔"

"سو جاؤ شارٹو' میں بھی سونا چاہتا ہوں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk